الفہرست

تصنیف

محمد بن اسحاق ندیم

ترجمہ و تحشیہ

مولانا محمد اسحاق بھٹی

نگران

مولانا محمد حنیف ندوی

ادارہ ثقافت اسلامیہ

کلب روڈ - لاہور

طبع اوّل جون ۱۹۶۹ء

تعداد گیارہ سو

ناشر : ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ لاہور

طابع : محمد اشرف ڈار سیکریٹری

مطبع : دین محمدی پریس لاہور

پیش لفظ

کتاب کا تعارف

"الفہرست" کتابیات اور تراجم کے بارے میں خاص شہرت واہمیت کی حامل ہے اور عربی زبان میں اس موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس کے مصنف کا نام محمد بن اسحاق ابی یعقوب الندیم ہے اور یہ ابن ندیم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی کنیت ابوالفرج یا ابوالفتح ہے۔ اس کا مسکن بغداد تھا۔ یہ شخص وراق تھا۔ یعنی کتابوں کی تصحیح وترتیب اور نقل وفروخت اس کا پیشہ تھا اور اس زمانہ میں یہ ایک معزز پیشہ تھا۔ اس کے شب و روز چونکہ مختلف النوع مضامین پر مشتمل کتابوں کی صحبت و رفاقت میں بسر ہوتے تھے، اس لیے اس کے معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا اور یہ ہر فن کی کتابوں اور ان کے مصنفین کے بارے میں کامل علم و آگاہی رکھتا تھا۔ یہ کتاب اس کے وسعت معلومات کی غماز ہے۔

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے اواخر یعنی مصنف کی زندگی تک کے علوم و فنون کا مجموعہ اور اس دور کے تہذیبی وتمدنی سرمایہ علمی کا بہترین آئینہ ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے مختلف گوشوں میں کیا زبانیں رائج تھیں۔ ان کے کیا نمونے ہیں، کیا رسم الخط ہے، وہ کیونکر معرض وجود میں آئیں اور ان کے مشہور خطاط اور کاتب کون کون لوگ ہیں۔

اس میں قرآن مجید کے نزول، اس کی جمع وتدوین، قراء، اختلاف قراءت، مفسرین اور مشہور کتب تفسیر قرآن کے بارے میں بھی معلومات مہیا کیے گئے ہیں۔ اسلام سے قبل کی امم واقوام پر منزل من اللہ کتب وصحف کے سلسلے کے بھی معروف اور شامل کتب ہیں۔ فصاحت وبلاغت، شعر وشاعری، اس کے تمام ادوار کی اہم تفصیلات، شعرائے دور جاہلیت

اور شعرائے اسلام کے طبقات، دواوینِ شعرا، ان کے اشعار کی تعداد اور فصحا و بلغا سے متعلق بھی قارئین کو بہرہ مند کیا گیا ہے۔ علم نحو کی ابتدا، اس کی ضرورت و اہمیت، مشہور نحویوں اور اس موضوع سے متعلق کوفہ اور بصرہ کے اصحابِ نحو اور ان کی مصنفات کا بھی تذکرہ ہے۔ متکلمینِ معتزلہ و مرجئہ، ان کی کتابیں، جبریہ و حشویہ، خوارج اور ان کی کتابیں، زہاد و عباد اور ان کی تصنیفات کا بھی ذکر ہے۔

فقہائے حنفیہ، فقہائے شافعیہ، فقہائے مالکیہ، اصحاب الحدیث، اہلِ ظواہر، فقہائے شیعہ اور ان کے مختلف فرقے، مثلاً اسماعیلیہ، امامیہ، زیدیہ، فقہائے خوارج و شراۃ اور ان کی تصانیف کا بھی تذکرہ ہے۔ علم فلسفہ، اس سے مسلمانوں کی دلچسپیوں کا نقطۂ آغاز، فلاسفۂ یونان اور ان کی تصنیفات سے متعلق امور بھی شاملِ کتاب ہیں۔ طب کا آغاز، اطبا اور ان کی تصنیفات، جادوگر اور ان کی کتابیں، شعبدہ باز اور ان کی تصانیف، کیمیاگر اور ان کی تالیفات، ریاضی دان و مہندسین اور ان کی کتابیں۔ غرض تمام علوم و فنون کے متعلق بنیادی اور ضروری معلومات اس میں مندرج ہیں۔ مختلف مذاہب مثلاً مذاہب مزدک و بابک، مذاہبِ ہند اور مذاہبِ چین کے بارے میں بھی دلچسپ اور معلومات افزا تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ پھر ان عنوانات و مضامین سے متعلق جو کتاب بھی کسی زبان سے عربی میں منتقل ہوئی، مصنف نے اس کا ذکر کر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ کس کتاب کا مترجم کون ہے اور کس نے اس کے کس حصے کا کس انداز سے ترجمہ کیا اور کس کی کوشش اور ایما سے کیا۔ نیز یہ کتاب کہاں سے حاصل کی گئی اور کس نے کی — یعنی بحثِ السنہ سے لے کر جادوگری و کیمیاگری اور مذاہبِ چین و ہند تک کی تفصیلات کتاب کے صفحات میں عمدہ طور پر نہایت خوبصورتی کے ساتھ سمو دی گئی ہیں اور کتب و مصنفین کا پوری طرح احاطہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی ان خصوصیات اور متنوع معلومات کی بنا پر مستشرقین نے بھی اس کو شائستۂ التفات گردانا اور اس کو خاص اہمیت دی چنانچہ مشہور مستشرق فلوگل نے اس کو مرتب کیا اور اس کا یہ مرتب کردہ نسخہ بیروت سے شائع ہوا پھر مصر سے بھی کئی بار یہ کتاب شائع ہوئی۔ حال ہی میں اس کا فارسی ترجمہ بھی ایک ایرانی اہلِ علم

نے کیا ہے جس کے حوالے بعض مقامات پر حواشی میں دیے گئے ہیں ۔۔۔!

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف بہت وسیع النظر اور بے انتہا معلومات کا حامل ہے۔ اس کی یہ کتاب کہنا چاہیے کہ دنیا کا پہلا کیٹلاگ اور فہرست کتب ومصنفین ہے اور اس کو رجال وتصنیفات کے باب میں اولین مآخذ کا درجہ حاصل ہے لیکن بایں ہمہ اس کے درجہ استناد کے بارے میں ہم یہ عرض کریں گے کہ بعض مسائل اور اشخاص سے متعلق اس کی رائے بہر حال صحیح نہیں۔

مصنف نے استعمالِ الفاظ میں انتہائی اختصار سے کام لیا ہے اور طوالت و تفصیل سے دامن بچا کر رکھا ہے۔ لہٰذا متعدد مقامات پر مفہوم عبارت اور مصنف کے مقصد کو سمجھنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔

اس کتاب میں جن کتابوں کی تفصیلات دی گئی ہیں ان کا بڑا حصہ اب نایاب ہے اور ان کے صرف نام ہی باقی رہ گئے ہیں۔ کیونکہ عالم اسلامی کئی بار انقلاب وتغیر کی زد میں آیا اور یہ کتابیں اس کی لپیٹ میں آگئیں۔ بالخصوص فتنۂ تاتار کے دور میں اہلِ علم کی کاوشِ فکر ونظر کا بہت بڑا ذخیرہ دجلہ و فرات کی بپھری ہوئی لہروں کی نذر ہو گیا۔ اگر یہ کتاب معرضِ تصنیف میں نہ آتی تو ہم اپنے اسلاف کے اس علمی وتحقیقی ذخیرہ کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہو سکتے۔ ان کے نام کو دوام بخشنے کا ذریعہ یہی کتاب ہے۔

کچھ مصنف کے بارے میں

لیکن یہ کتنا بڑا تاریخی سانحہ ہے کہ جس شخص نے علوم وفنون کی اتنی بڑی خدمت انجام دی مختلف مصنفین ومؤلفین کو دنیا سے روشناس کرایا، ان کی تصنیفات اور علمی سرگرمیوں کی چہرہ کشائی کی، اصل کتابوں اور ان کے تراجم وتشریحات سے اہلِ ذوق کو متعارف کرایا اور مانی ومزدک کے فلسفۂ مذہب اور چین وہندوستان کے تصورات عبادت سے لے کر تمام دینی رجحانات اور فقہی مسالک تک کی تفصیلات کو صفحاتِ قرطاس کی زینت بنایا، خود اس کی اپنی زندگی پردۂ خفا میں ہے۔ تاریخ نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ وہ یہ ابتدائی باتیں تک نہیں بتاتی کہ وہ کس خاندان کا فرد ہے، کہاں پیدا ہوا، طفولیت کی

منزلیں کس عالم میں طے کیں تعلیم و تعلم کے لیے کہاں کہاں صحرا نوردی کی کس کس دروازے پر دستک دی اور کن اساتذہ سے فیضِ علم حاصل کیا۔ عہدِ شباب کس انداز سے گذرا کہولت شیخوخت کے مراحل کس نہج سے بسر ہوئے اور موت نے کب اور کہاں اپنی آغوش میں لیا۔

رجال و تراجم کی اکثر کتابیں تو سرے سے اس کے ذکر ہی سے خالی ہیں۔ اگر کسی نے ذکر کیا بھی ہے تو نہایت مختصر اور بہت ہی کم الفاظ میں ——! مثلاً یاقوت نے معجم الادباء میں صرف اس پر اکتفا کیا ہے۔

محمد بن اسحاق ندیم کی کنیت ابوالفرج اور اس کے باپ کی ابو یعقوب۔ یہ کتاب "الفہرست" کا مصنف ہے۔ جس میں اس نے بہترین معلومات جمع کیے اور اس قسم کے مواد کو حیطۂ تحریر میں لایا جو اس حقیقت پر دلالت کناں ہے کہ یہ تمام اصنافِ علم اور انواعِ فن سے آگاہ تھا اور ہر موضوع کی کتابوں پر پوری نگاہ رکھتا تھا —— اور یہ چیز میرے نزدیک اس لیے بعید از فہم نہیں کہ یہ وراق تھا اور کتابیں فروخت کرتا تھا۔ یہ کتاب اس نے ۳۷۷ھ میں تصنیف کی۔ اس کے علاوہ کتاب التشبیہات بھی اس کی تصنیف ہے۔ یہ مسلکاً شیعہ معتزلی تھا۔[1]

ابن نجار ذیل تاریخ بغداد میں رقم طراز ہے۔

ابن ندیم نے کتاب الفہرست شعبان ۳۷۷ھ میں تصنیف کی اور جمعرات کے روز ۲۰ شعبان ۳۸۵ھ کو فوت ہوا۔[2]

معجم المطبوعات العربیہ میں اس کا سنِ وفات ۳۹۰ھ بتایا گیا ہے۔[3]

---

[1] معجم الادباء جلد ۱۸ صفحہ ۱۷ ؎

[2] مقدمہ الفہرست (مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ) صفحہ ۳ ؎

[3] معجم المطبوعات العربیہ صفحہ ۲۶۸ ؎

لغت نامہ دہخدا میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔

ابوالفرج یا ابوالفتح محمد بن ابی یعقوب اسحاق ندیم کا مولد جیسا کہ طبقات الاطباء میں ابن ابی اصیبعہ نے بیان کیا، بغداد ہے۔ ذیل تاریخ بغداد میں ابن نجار کا کہنا ہے کہ اس نے چہارشنبہ ۲۰ شعبان ۳۸۰ھ کو وفات پائی۔ بدقسمتی سے اس کے حالاتِ زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔ . .

مزید لکھا ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے اواخر تک جو علوم و فنون عربی میں موجود تھے اور مختلف زبانوں سے جو کتابیں عربی میں منتقل ہو چکی تھیں۔ ابن ندیم ان سب کا گنجینہ تھا اور اقوام عالم کے مذاہب و ملل کے بارے میں کامل معلومات رکھتا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطباء اور قفطی نے تاریخ الحکماء میں اسی کے اسلوب تصنیف کو اپنایا اور یہ اسی کے نقشِ قدم پر چلے۔ ابن ندیم نے الفہرست میں جن کتابوں کا ذکر کیا ہے، ان میں سے اکثر کے فقط نام باقی رہ گئے ہیں اور کتابیں دستبرد زمانہ کی نذر ہو گئی ہیں۔ ان کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ فتنۂ تاتار کے زمانہ میں تباہ و برباد ہو گیا۔ ابن ندیم نے ان کا تذکرہ کر کے ہمیشہ کے لیے ان کا نام صفحۂ قرطاس پر ثبت کر دیا ہے[7]۔

ابن ندیم کا مذہب

ابن ندیم شیعی المذہب ہے لیکن حیرت ہے شیعہ رجال و تراجم کی کتابوں میں بھی اس کے حالات بہت مختصر الفاظ میں ملتے ہیں۔ مثلاً منتہی المقال میں ہے۔

محمد بن اسحاق ابو یعقوب ندیم کی کنیت ابو الفرج ہے اور یہ الفہرست کا مصنف ہے[8]۔

تنقیح المقال (مامقانی) میں مرقوم ہے۔

محمد بن اسحاق ابی یعقوب ندیم بغدادی کی کنیت ابو الفرج اور ایک قول کے مطابق ابو الفتح ہے، ندیم اس کے باپ کا لقب ہے اور اسی بنا پر یہ ابن ندیم کے نام سے

---

[7] لغت نامہ دہخدا، صفحہ ۳۵، مطبوعہ تہران (سال ۱۳۲۵ خورشیدی)

[8] منتہی المقال۔ ص ۲۶۰۔

مشہور ہے۔ یہ شیعہ تھا۔ یاقوت نے معجم الادبا میں اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اس نے یہ کتاب ۳۷۷ھ میں تصنیف کی۔ کتاب التشبیہات بھی اس کی تصنیف ہے . . .[1]

الکنیٰ والالقاب میں ہے۔

ابو الفرج محمد بن اسحاق ندیم المعروف بابن ابی یعقوب وراق، کاتب و فاضل متبحر و ماہر اور علوم سے آگاہ تھا اور امامی شیعہ تھا۔[2]

الوافی بالوفیات میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

محمد بن اسحاق بن محمد بن اسحاق الندیم، اخباری، بغدادی، ابو الفرج معتزلی تھا۔ اس کی تصانیف الفہرست اور التشبیہات ہیں۔ اس نے ۳۸۰ھ میں وفات پائی۔[3]

بہرکیف تعلیت کے ساتھ اس کی تاریخ ولادت و وفات کا پتہ نہیں چلتا۔ نہ تو اس سلسلے میں خود ابن ندیم نے کچھ لکھا ہے اور نہ کسی اور ہی نے اس موضوع کو لائقِ اعتنا ٹھہرایا ہے۔ ہدایت الاحباب میں البتہ بتایا گیا ہے کہ یہ جمادی الاخری ۲۹۷ھ میں پیدا ہوا اور ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔[4]

سارٹن نے بھی فرقہ ماتویہ اور کیمیاگری پر گفتگو کرتے ہوئے بطور حوالہ کے ابن ندیم کا ذکر کیا ہے۔[5]

کتاب کے خلا

کتاب کے متعدد مقامات پر قارئین کو اس طرح (. . .) نقطوں کی شکل میں خلا نظر آئیں گے۔ یہ اصل کتاب میں اسی طرح ہیں۔

---

[1] تنقیح المقال للمامقانی ص ۸۰۔

[2] الکنیٰ والالقاب از شیخ عباس قمی جلد اول ص ۴۳۲۔ مطبعہ حیدریہ نجف ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء۔

[3] الوافی بالوفیات صفدی جلد ۲ ص ۱۹۷ طبع استنبول (۱۹۴۹ء)

[4] ہدایت الاحباب۔ ص ۱۰۶ طبع دوم

[5] ملاحظہ ہو انٹروڈکشن ٹو ہسٹری آف سائنس۔ ج ص ۳۳۳ و ۳۹۵۔

تصنیف کتاب کے وقت مصنف کو کسی مقام پر کوئی چیز نہ مل سکی تو اس نے وہاں نقطے ڈال دیے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس موضوع سے متعلق معلومات حاصل ہو جانے کے بعد یا تو وہ خود ہی ان خلا کو پُر کرے گا یا کسی اور کو متعلقہ چیز کا علم ہو سکے تو انھیں پُر کر لے۔

حواشی کتاب میں بہت سے مقامات وضاحت طلب تھے۔ ان کی وضاحت حواشی میں کر دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں جیسا کہ عام رواج ہے حواشی متعلقہ صفحات کے نیچے نہیں لکھے گئے بلکہ اس رواج سے ہٹ کر کتاب کے ہر فن کو ایک وحدت قرار دیا گیا ہے اور جس فن میں حواشی کی ضرورت محسوس ہوئی انھیں نمبروار ترتیب اور تسلسل کے ساتھ فن کے آخر میں ایک ہی جگہ دے دیا گیا ہے۔

فہرست مضامین

مقالۂ اول

مقالۂ دوم : از صفحہ ۱۶۲ تا ۱۸۷

مقالۂ سوم : از صفحہ ۲۷۳ تا ۳۲۲

مقالۂ سوم : ازصفحہ ۳۲۷ تا ۳۵۸

مقالۂ چہارم : ازصفحہ ۳۶۳ تا ۴۹۹

مشتمل ہے اور اس میں دو فن ہیں۔ رواتِ قبائل اور شعرائے دورِ جاہلیت و دورِ اسلام کے اشعار عہدِ عباسیہ کے آغاز تک۔ ۳۶۳؛ امرؤ القیس بن حجر۔ زہیر بن ابی سلمی۔ وہ شعرا جن کے اشعار ابو سعید سکری نے جمع کیے۔ ۳۶۴؛ نقائضِ جریر و فرزدق۔ وہ لوگ جنھوں نے جریر پر مناقضہ کیا اور وہ لوگ جن پر جریر نے نقض کیا۔ جریر کی شاعر اولاد۔ ۳۶۸؛ وقبائل جن کے سکری نے اشعار جمع کئے۔ ۳۶۹؛

مقالۂ چہارم ؛ ازصفحہ ۳۷۰ تا ۴۰۱

دوسرا فن: جس میں شعرائے متاخرین اور دورِ اسلام کے بعض شعرا کا تذکرہ ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ ہمارے زمانے تک ان کے اشعار کس تعداد اور مقدار میں دستیاب ہوتے۔ ۳۷۰؛ بشار بن برد۔ ابن ہرمہ۔ ابو العتاہیہ۔ ابو نواس۔ ۳۷۱؛ مسلم بن ولید۔ مروان بن ابو حفصہ رشیدی۔ اس کا خاندان اور اس کی شاعر اولاد۔ یحییٰ بن ابو حفصہ۔ مروان بن سلیمان بن یحییٰ۔ ابو السمط مروان بن ابو الجنوب۔ محمد بن مروان۔ ۳۷۳؛ فتوح بن محمود۔ ابو سلیمان ادریس۔ محمد بن ادریس۔ آمنہ بنت ولید۔ ابو السمط۔ رزین۔ علی بن رزین۔ ۳۷۴؛ دعبل بن علی خزاعی حسین۔ ابو الشیص۔ عبد اللہ۔ خاندان ابو عتاہیہ۔ ۳۷۵؛ خاندان ابو امیہ۔ ۳۷۸؛ ابان لاحق اور اس کا خاندان۔ ۳۷۹؛ خاندانِ ابو عیینہ مہلبی۔ آزاد خواتین اور غلام۔ ۳۸۱؛ خاندانِ معدل۔ ۳۸۵؛ بحتری ولید بن عبادہ۔ ابن رومی۔ ۳۸۷؛ کاتب شعرا کے نام اس ترتیب کے مطابق جو ابن حاجب نعمان کی کتاب میں مذکور ہے۔ ۳۸۸؛ شعرائے متاخرین کا غیر کاتب گروہ ۳۰۰ھ سے ہمارے زمانہ تک۔ ۳۹۴؛ خالدیان۔ سری۔ ۳۹۷؛ ابو الحسن بن تم تمیمی۔ ان سے پہلے کے شعرائے شام۔ ۳۹۸؛ وہ قصائد جو عزیب سے متعلق کہے گئے۔ قصائد مہرزات۔ کبوتروں کی آواز اور ان کے انساب سے متعلق تصنیفات۔ آداب کے موضوع پر تصنیف شدہ کتابیں جن کے مصنفین کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ ۳۹۹؛ وہ رسائل جو مؤلفین کے نام سے مشہور ہیں۔ ۴۰۱؛ حواشی۔ ۴۰۲؛

مقالۂ پنجم ؛ ازصفحہ ۴۰۳ تا ۴۲۰

جو پانچ فنون پر مشتمل ہے۔ علم کلام اور متکلمین کے بارے میں۔ ۴۰۳؛

مقالۂ پنجم ؛ از صفحہ ۴۴۳ تا ۴۷۱ ؛

مقالۂ فقہاء ۔ از صفحہ ۴۷۵ تا ۴۸۱

مقالۂ ششم ؛

مقالہ ششم :

از صفحہ ۴۸۲ تا ۴۹۷

مقالہ ششم :

از صفحہ ۴۹۹ تا ۵۱۱

مقالہ ہفتم : از صفحہ ۶۱۶ تا ۶۵۸

مقالۂ ہفتم: از صفحہ ۶۶۰ تا ۶۹۹

مقالہ ہشتم:

از صفحہ ۶۹۷ تا ۷۱۵

مقالہ دہم : از صفحہ ۸۱۵ تا ۸۳۲ !

الفهرست

•

لابن النديم

•

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ یَسِّرْ بِرَحْمَتِکَ

اللہ تمھیں تا دیر زندہ رکھے۔ لوگ مقدمات و تمہیدات کے بجائے نتائج معلوم کرنے کے زیادہ شائق ہوتے ہیں اور لمبی عبارتوں کے بجائے اصل مقصد کو پالینے میں زیادہ مسرت محسوس کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے اپنی کتاب کے آغاز میں انہی کلمات پر اکتفا کیا ہے جو اس تالیف کے بنیادی مقصد پر دلالت کناں ہیں۔

چنانچہ ہم اپنی بات بیان کرتے ہیں اور اللہ سے اعانت کے طالب ہیں اور اسی سے تمام انبیائے کرام اور اس کے مخلص بندوں کے لیے صلات و رحمت کے متدعی ہیں گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ ہی عطا فرماتا ہے جو بڑا ہی بلند و بالا ہے۔

یہ عرب و عجم کی ان تمام کتابوں کی فہرست ہے، جو عربی زبان اور اس کے رسم الخط پر مشتمل ہیں۔ اس میں ان کتابوں کے مختلف علوم، ان کے مصنفین، طبقات مؤلفین، ان کے انساب، تاریخ ولادت، عمریں، زمانۂ وفات، جائے قیام اور مناقب و نقائص کے بارے میں اس وقت سے معلومات فراہم کیے گئے ہیں، جب سے وہ علوم، عالم وجود میں آئے اور ہمارے زمانہ یعنی ۳۷۷ھ تک پائے جاتے ہیں۔

خلاصہ مضامین

جو

دس مقالات پر مشتمل ہے

مقالۂ اوّل

اس میں تین فنون ہیں

پہلا فن :۔ اقوامِ عرب وعجم کی زبانوں کا بیان ۔ ان کے رسم الخط ، لکھنے کے طریقے اور کتابت کی شکلیں ۔

دوسرا فن :۔ ان دینی اور شرعی کتابوں کے نام جو مسلمانوں اور دیگر اصحاب مذاہب پر نازل کی گئیں ۔

تیسرا فن :۔ اس کتاب پاک کی تعریف میں جو — لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید — کی خصوصیت کی حامل ہے اور ان کتابوں کے نام جو علوم قرآن سے متعلق لکھی گئیں نیز قرّا اور ان کے رواۃ کے نام اور قرأت شاذہ کی وضاحت ۔

مقالۂ دوم

جو اہلِ نحو ولغت کے بارے میں تین فنون کو محیط ہے

پہلا فن :۔ نحو کا آغاز یوں کر ہوا ، بصرہ کے نحویوں کے حالات ، فصحائے عرب اور ان کی کتابوں کے نام ۔

دوسرا فن :۔ کوفہ کے علمائے نحو ولغت اور ان کی کتابیں ۔

مقالۂ سوم

جو اخبار و واقعات، آداب سیر اور انساب سے متعلق تین فنون پر محتوی ہے

مقالۂ چہارم

جو شعر اور شعرا کے بارے میں دو فنون پر مشتمل ہے

مقالۂ پنجم

جو علم کلام اور متکلمین کے باب میں پانچ فنون پر مشتمل ہے

چوتھا فن :- اخبار و احوال متکلمین خوارج، ان کی مختلف قسمیں اور کتابیں۔
پانچواں فن :- سیاح، زہاد، عباد، تارک، صوفیا، قائلین وساوس وادہام اور ان کی کتابیں۔

مقالہ ششم

جو فقہ، فقہا اور محدثین سے متعلق آٹھ فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن :- اخبار امام مالک، اصحاب مالک اور ان کی کتابیں۔
دوسرا فن :- اخبار امام ابوحنیفہ، اصحاب ابوحنیفہ اور ان کی کتابیں۔
تیسرا فن :- اخبار امام شافعی، اصحاب شافعی اور ان کی کتابیں۔
چوتھا فن :- اخبار امام داؤد، اصحاب داؤد اور ان کی کتابیں۔
پانچواں فن :- اخبار فقہائے شیعہ اور ان کی کتابیں۔
چھٹا فن :- اخبار فقہائے اہل الحدیث ومحدثین اور ان کی کتابیں۔
ساتواں فن :- اخبار ابوجعفر طبری، اصحاب ابوجعفر طبری اور ان کی کتابیں۔
آٹھواں فن :- اخبار فقہائے شراۃ اور ان کی کتابیں۔

مقالہ ہفتم

جو فلسفہ اور علوم قدیمہ کے بارے میں تین فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن :- اخبار فلاسفۂ طبیعیین، منطقیین اور ان کی کتابوں کے نام، نیز ان کے تراجم شروح جو موجود ہیں، یا جن کا ذکر ہوا ہے مگر موجود نہیں یا وہ جو پہلے موجود تھیں۔ بعد میں نایاب ہوگئیں۔

دوسرا فن :- اخبار و احوال معلمین، مہندسین، ریاضی دان، ماہرین موسیقی، علمائے حساب، منجمین، ان کے آلات ساز اور اصحاب حیل و حرکات۔

تیسرا فن :- آغاز طب، قدیم اور متاخرین اطبا کے اخبار و حالات، ان کی کتابوں اور ان کے تراجم و شروح کے بارے میں۔

مقالہ ہشتم

جو داستاں سرائی، خرافہ گوئی، افسوں گری، سحر و شعبدہ بازی کے بارے میں تین فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن :- داستان سرا، خرافہ گو، نقاش و مصور اور ان کی کتابیں جو داستاں سرائی اور خرافہ گوئی کے موضوع سے متعلق معرض وجود میں لائی گئیں۔

دوسرا فن :- افسوں گروں، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کے حالات و اخبار اور ان کی کتابیں،

تیسرا فن :- ان کتابوں کے بارے میں جو مختلف امور سے متعلق تصنیف کی گئیں اور ان کے مصنفین و مؤلفین کا پتہ نہ چل سکا۔

مقالہ نہم

جو مذاہب و اعتقادات کے باب میں دو فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن :- حرانیہ کلدانیین کے مذاہب سے متعلق جو اس دور میں صابۃ کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے حالات۔ مذاہب ثنویہ، جو مانیہ دیصانیہ، خرمیہ، مرقیونیہ اور مزدکیہ وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی کتابیں۔

دوسرا فن :- عجیب و غریب مذاہب۔ مثلاً اقوام ہند اور چین وغیرہ کے مختلف مذاہب۔

مقالہ دہم

جو ان کیمیاگروں اور اہل صنعت کے حالات و کوائف پر مشتمل ہے جو قدیم و جدید فلاسفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

حواشی

۱ؔ ترجمہ :- جس میں باطل نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتا ہے اور نہ اس کے

پیچھے کی طرف سے ۔ یہ (کتاب) اس خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے ۔ (سورہ حم السجدہ ۔ آیت ۴۲)

۲ے اخباریین :۔ اخباری کی جمع ہے جس کے معنی مدون تاریخ اور مؤرخ کے ہیں ۔
(اقرب الموارد)

۳ے دیوان :۔ اصل میں دِوّان تھا ۔ ایک واؤ کو ی سے بدل دیا گیا ۔ یہ لفظ رجسٹر اور اس کتاب پر بھی بولا جاتا ہے ۔ جس میں فوجیوں کے مشاہرے اور وظیفہ خواروں کے وظائف ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں ۔ کچہریوں ، دفتروں اور عدالتوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے (اقرب الموارد، جلد اس) میں اس نظام کو متعارف کرانے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں ۔
(منتہی الارب)

۴ے صفادمہ :۔ یہ لفظ لغت کی کسی کتاب میں نہیں ملا ۔ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ "صفادمہ" ایسے گروہ سے عبارت تھے جو لوگوں کے سامنے کسی خاص فن اور کرتب کا مظاہرہ کرتے تھے ۔

۵ے صفاعنہ :۔ وہ مسخرے جو اپنی خاص نوع کی حرکات و سکنات سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتے اور انعام پاتے ۔ (فرہنگ نوروزی ۔ ج اوّل صفحہ ۸۲۷ بحوالہ فارسی ترجمہ)

۶ے شراۃ :۔ اس سے خوارج مراد ہیں ۔ جوہری صاحب صحاح کہتا ہے خوارج اس لئے شراۃ کہلائے کہ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں جنت کے عوض بیچ ڈالا ہے ۔

۷ے علم حیل وحرکات :۔ ان اصولوں کو جاننے سے تعبیر ہے ، جن سے آلات کی حرکات اور عجیب وغریب استعمالات کا پتہ چل سکے ۔ (نفائس الفنون صفحہ ۲۰۹ ۔ بحوالہ فارسی ترجمہ)

۸ے اہل صنعت : وہ لوگ جو علم کیمیا سے شغف رکھتے ہوں ۔
(فرہنگ نفیسی در لفظ کیمیا)

مقالۂ اوّل

پہلا فن

لغاتِ اقوامِ عرب و عجم کے بیان میں

ان کا اسلوب تحریر، رسم الخط اور اندازِ کتابت

عربی خط کی بحث

اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے عربی رسم الخط کی بنیاد کس نے رکھی ہشام کلبی کا بیان ہے کہ اس کا اولین موجد عرب عاربہ کا ایک گروہ ہے، جنھوں نے عدنان بن اد کے ہاں قیام کیا۔ ابن کرنی کی تحریر کے مطابق ان کے نام یہ تھے۔

ابوجاد، ہواز، حطی، کلمون، صعفص، قریسات،

اس شکل و اعراب کی کتابت کا انداز انھوں نے اپنے ناموں کے مطابق مقرر کیا۔ پھر ان کے علم و مطالعہ میں وہ حروف آئے جو ان کے ناموں میں موجود نہ تھے۔ مثلاً ثا، خا ذال، ظا، ضین، غین۔ ان کا نام انھوں نے "روادف" قرار دیا۔

ابن ہشام کی روایت کے مطابق یہ لوگ شاہانِ مدین[1] سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ میں یوم الظلہ[2] میں ہلاک ہوئے۔ کلمون کی بہن نے اس پر یہ مرثیہ کہا ہے

کلمون ھد رکنی	ھلکت وسط المحلۃ
سید القوم اتاہ	الحتف ثاوٍ وسط ظلۃ
جعلت نارا علیھم	دارھم کالمضمحلہ.

میں نے یہ نام ابن ابی سعد کی تحریر میں اسی شکل و صورت اور اسی اعراب کے ساتھ پڑھے ہیں :-

ابجاد ، ہاوذ ، حاطی ، کلمان ، صاعفص ، قرست -

کہتے ہیں ، یہ آخری قافلہ تھا ، جو عدنان بن اد جیزہ کے ہاں آکر ٹھہرا - جب ان لوگوں نے اپنے آپ کو عربوں کے قالب میں ڈھال لیا تو عربی انداز کتابت وضع کیا -

واللہ اعلم -

کعب جن کی بات سے میں اتفاق نہیں کرتا ، کہتے ہیں پہلے شخص جس نے عربی ، فارسی اور ہر قسم کے اسلوب کتابت کو وضع کیا ، آدم علیہ السلام ہیں - انھوں نے اپنی موت سے تین سو سال قبل ان اسالیب کتابت کو مٹی پر لکھا اور آگ میں پکایا - جب دنیا طوفان کی زد میں آئی تو انداز تحریر کے یہ نمونے محفوظ رہے - چنانچہ ہر ہر قوم نے اپنے اپنے رسم الخط کو پہچانا اور اختیار کیا اور اسی انداز سے لکھنا شروع کر دیا -

ابن عباس کہتے ہیں سب سے پہلے جن لوگوں نے عربی رسم الخط وضع کیا ، وہ قبیلہ بولان کے تین شخص ہیں ، انھوں نے انبار کو اپنا مسکن بنایا اور اکٹھے ہو کر حروف مقطعہ اور موصولہ وضع کیے - ان کے نام : مرامر بن مرہ ، اسلم بن سدرہ اور عامر بن جدرہ ہیں ایک قول کے مطابق مروہ اور جدلہ ہیں - مرامر نے شکل و صورت کو ، اسلم نے فصل و وصل کو اور عامر نے نقطوں کو وضع کیا - اہل حیرہ سے پوچھا گیا "تم نے عربی زبان کس سے سیکھی" ؟ انھوں نے جواب دیا "اہل انبار سے" نیز کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ۲۴ برس کے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عربی مبین بولنا سکھائی -

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جو چیز واقعیت و حقیقت سے قریب تر اور قابل قبول ہے اور جسے ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ زبان عربی حمیر ، طسم ، جدیس ، ارم اور حویل کی زبان تھی ، جو عرب عاربہ تھے - حضرت اسماعیل نے جب حرم میں سکونت اختیار کی اور پلے بڑھے تو قبیلہ جرہم میں ، جو خاندان معاویہ بن مضاض جرہمی کی ایک شاخ تھا ، شادی کی ، چنانچہ یہ لوگ ان کی اولاد کے ننھیال ٹھہرے - اس رشتہ و تعلق کی بنا پر حضرت اسماعیل نے

اس قبیلہ کی زبان سیکھی ۔اب مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ، جیسے جیسے ضروریات پیش آتی اور ظاہر ہوتی رہیں، حالات کے مطابق ان کی اولاد نے بات سے بات نکالی اور بہت سی چیزوں کے نام وضع کر لیے پھر اس طرح جب دائرہ کلام وسیع ہو گیا تو قبیلۂ عدنان میں عمدہ اور فصیح شعر کہنے کا رواج ہوا، جو معدّ بن عدنان کے بعد مزید ترقی کر گیا۔

عرب کا ہر قبیلہ اپنی الگ بولی رکھتا تھا جسے وہ سیکھتے اور رواج دیتے تھے لیکن زبان بنیادی طور پر سب کی ایک ہی رہی۔ محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآن کی وجہ سے عربوں نے زبان میں توسیع و اضافہ کا سلسلہ روک دیا۔

اس بات کی تصدیق کعب کی اس روایت سے ہوتی ہے جو وہ رواۃ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں، پہلا گروہ، جس نے عربی خط وضع کیا۔ نفیس، نضر، تیما اور دومہ پر مشتمل ہے جو حضرت اسماعیل کی اولاد تھے انھوں نے اسے تفصیلی شکل میں وضع کیا اور قادور اور بنت بن ہمیسع بن قادور نے اسے پھیلایا اور عام کیا۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ انبار کے چند افراد نے جو قبیلہ ایاد قدیم سے تعلق رکھتے تھے، حروف الف، ب، ت، ث وضع کیے اور عربوں نے اسی سے سب کچھ سیکھا۔

میں نے عمر بن شبہ کی کتاب مکہ میں خود اس کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ تحریر پڑھی ہے، کہ مجھے علمائے مصر کے ایک گروہ نے بتایا کہ جس نے عربی کے اس خط جزم کو اختیار کیا وہ بنو مخلد بن نضر بن کنانہ کا ایک شخص ہے۔ اسی کی پیروی میں عربوں نے لکھنا شروع کیا۔

ایک دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ جو شخص علم کتابت کو قریش مکہ میں لایا وہ ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔ ایک قول کے مطابق حرب بن امیہ ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب قریش نے (جدید تعمیر کے لیے) کعبہ کو گرایا تو اس کے ایک رکن کے نیچے سے ان کو ایک پتھر دستیاب ہوا۔ جس پر یہ تحریر ثبت تھی۔

السلت بن عبقر یقرأ علی ربہ السلام من رأس ثلاثۃ آلاف سنۃ

یعنی تیسرے ہزار سال کے آغاز میں سلت بن عبقر اپنے رب پر سلام بھیجتا ہے

خزانۂ اصمعی میں یہ تحریر پڑھی جو عبدالمطلب بن ہاشم کا ایک نوشتہ تھا جس پر یہ الفاظ مرقوم تھے۔

حق عبد المطلب بن هاشم
من اهل مكة على فلان بن فلان
الحميري من اهل وزل صنعاء
عليه الف درهم فضة كيلا
بالحديدة ومتى دعاه اجابه
اجابه شهد الله والملكان۔

کہ اہل مکہ میں سے فلاں بن فلاں حمیری
پر جو وزل صنعاء سے تعلق رکھتا ہے عبدالمطلب
بن ہاشم کا چاندی کا ہزار درہم بوزن حدیدہ
واجب الادا ہے جب بھی اس سے اس کا
مطالبہ کیا جائے گا وہ اسے ماننے پر مجبور رہے گا
اللہ اور اس کے فرشتے اس پر گواہ ہیں۔

یہ خط عورتوں کے خط کی مانند ہے۔

قصبہ شعور میں مریمین کے قبرستان میں ایک عرب کاتب اسید بن ابی العیص مدفون تھا قبرستان کے کنارے ایک مسجد
تھی سیلاب کی وجہ سے اس میں شگاف پڑ گیا تو وہاں سے ایک پتھر برآمد ہوا جس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

انا اسيد بن ابي العيص ترحم
الله على بني عبد مناف ۔

میں اسید بن ابی العیص ہوں، اللہ
بنی عبد مناف پر رحم کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ عرب اس نام (یعنی عرب) سے کیوں موسوم ہوئے؟
ابن ابی سعد کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں ابراہیمؑ نے حضرت اسمعیلؑ کے بیٹوں کو اپنے ننھیال کے ساتھ جو جرہم سے تعلق رکھتے تھے دیکھا تو پوچھا۔
"اسمٰعیل! یہ کون لوگ ہیں۔؟"
انھوں نے جواب دیا "میرے بیٹے اور ان کے ننھیال جرہم"
حضرت ابراہیمؑ نے جو قدیم سریانی زبان میں باتیں کر رہے تھے، کہا "اعرب لهم"
یعنی ان کو ایک دوسرے میں جذب کر دو اور ملا دو۔ واللہ اعلم

خطِ حمیری کے بارے میں

ایک ثقہ شخص کا بیان ہے کہ میں نے مشائخ یمن سے سنا، وہ کہتے تھے قبیلۂ حمیر کے
لوگ خطِ مسند میں لکھتے تھے جو الف، ب، ت کی شکلوں سے مختلف ہے۔ خود میں نے
کتب خانۂ مامون میں کاغذ کا ایک ٹکڑا دیکھا، جس پر لکھا تھا کہ یہ ترجمہ ان تراجم میں سے ہے،

جن کے لکھنے کا امیر المومنین عبداللہ مامون نے حکم دیا۔ اللہ ان کو عزت و احترام سے نوازے
یہ تحریر خط حمیری میں لکھی تھی۔ میں اس خط کا نمونہ یہاں پیش کر رہا ہوں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ عربی رسم الخط میں سب سے پہلا رسم خط مکی ہے، اس کے بعد مدنی، پھر بصری، پھر کوفی۔ مکی اور مدنی خط میں اس کے الف کو لکھتے وقت دائیں ہاتھ کی طرف انگلیاں اونچی کرکے موڑ دیا جاتا ہے اور اس کی شکل میں کسی قدر خوابیدگی پائی جاتی ہے۔
اس کا نمونہ یہ ہے:-

نسخ القلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطوط مصاحف

مکی، مدنیین، التئم، مثلث، مدور، کوفی، بصری، مشق، تجاوید، سلواطی، مصنوع،

مائل، راصف، اصفہانی ہیکلی۔ قیراموز نیا انداز کتابت ایرانیوں کی اختراع ہے اور وہ قراءت میں اسی کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ عدد تقریباً دو قسم کا ہے۔ ناصری اور مدور۔!

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ پہلا شخص جس نے صدرِ اسلام میں قرآن کی کتابت کی اور اپنے حسنِ خط میں شہرت پائی خالد بن ابی الہیاج ہے۔ میں نے اس کا لکھا ہوا قرآن دیکھا ہے۔ سعد نے مصاحف اور شعر و واقعات تامینہ کرنے کی غرض سے ولید بن عبدالملک کے ہاں اس کا تقرر کرا دیا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مسجد نبوی میں قبلہ کی سمت "والشمس وضحاھا" سے آخرِ قرآن تک آبِ زر سے لکھا۔

کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں "تم میرے لیے اسی طرح ایک قرآن مجید لکھ دو"۔ اس نے لکھ دیا اور نہایت عمدگی سے اس میں اپنے فنِ کتابت کی خوبیوں کو اجاگر کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر یہ کیفیت طاری تھی کہ اس کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھتے اور اظہارِ پسندیدگی کرتے تھے۔ لیکن جب اس نے قیمت زیادہ مانگی تو آپ نے واپس کر دیا۔

مالک بن دینار بھی، جو اسامہ بن لوئی بن غالب کا غلام تھا اور جس کی کنیت ابو یحییٰ تھی کاتبینِ قرآن میں سے تھا۔ یہ اجرت پر کتابتِ قرآن کرتا تھا۔ اس نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی۔

چند کاتبینِ قرآن

خشنام البصری اور مہدی کوفی ہارون رشید کے زمانۂ خلافت میں گزرے ہیں۔ ان کے پایہ کا آج تک کوئی کاتب نہیں دیکھا گیا۔ خشنام کے الف ہاتھ بھر لمبے ہوتے تھے۔ جن میں ایک ہی قلم استعمال ہوتا تھا۔

ان میں ایک شخص ابو حدی تھا، جو معتصم کے زمانۂ حکومت میں لطیف و نازک مصاحف کی کتابت کرتا تھا۔ یہ کبار [illegible] میں سے تھا۔ ان کے بعد کوفیوں میں ابن ام شیبان، مسحور، ابو حمیرہ اور [illegible] وغیرہ پیدا ہوئے۔ ان ہی لوگوں

میں ابوالفرج ہے جو ہمارے دور کا کاتب ہے۔ رہے وہ وراق جو قرآن پاک کو خط محقق و مشق اور اس نوع کے دیگر اسالیب میں لکھتے ہیں۔ ان میں ابن ابی حسان، ابن حضرمی، ابن زبیدہ، فریابی، ابن ابی فاطمہ، ابن مجالد، شراشیر مصری، ابن سیر، ابن حسن طیح، حسن بن نعالی، ابن حدیدہ، ابوعقیل اور ابو محمد اصفہانی شامل ہیں۔ ابوبکر احمد بن نصر اور اس کے بیٹے ابوالحسین کا شمار بھی اسی گروہ میں ہوتا ہے اور میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔

وہ تحریر جو ابوالعباس بن ثوابہ کے خط میں لکھی ہوئی ملی

بنو امیہ کے دور میں جس نے سب سے پہلے کتابت کی طرح ڈالی وہ قطبہ ہے۔ اس نے کتابت میں چار قسم کے قلم یا اسلوب تحریر استعمال کیے جو ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں۔ قطبہ روئے زمین کا سب سے بہتر عربی لکھنے والا تھا۔ اس کے بعد خلافت بنی عباس کے اوائل میں ضحاک بن عجلان کاتب تھا جو فن کتابت میں قطبہ سے بڑھا ہوا تھا اور اس کے بعد دنیا کا بہترین کاتب تھا۔ اس کے بعد منصور اور مہدی کے عہد خلافت میں اسحاق بن حماد کاتب کی حیثیت سے مشہور ہوا جس نے ضحاک پر بھی برتری حاصل کر لی تھی۔ اسحاق بن حماد کے متعدد شاگرد تھے۔ جن میں یوسف کاتب بھی شامل تھا، یہ "لقوة الشاعر" کے لقب سے ملقب تھا اور سب سے بہترین کاتب تھا۔ ان میں ایک کاتب ابراہیم بن محسن تھا جو یوسف سے بھی بڑھ گیا تھا۔ اسی گروہ میں شفیر خادم تھا، یہ قاسم بن منصور کے استاد کا غلام تھا۔ ایک ثنا کاتبہ تھی اور وہ ابن قیوما کی لونڈی تھی۔ عبدالجبار رومی، شعرانی اور ابرش کا شمار بھی اسی زمرہ میں ہوتا ہے۔ مسلم کاتب بھی انھیں لوگوں میں شامل ہے۔ یہ جعفر بن یحییٰ کے خدام اور کاتبین میں سے تھا۔ عمرو بن مسعدہ، احمد بن ابو خالد، احمد کلبی کاتب مامون، عبداللہ بن شداد، عثمان بن زیاد العابد، محمد بن عبداللہ ملقب بہ مدنی، ابوالفضل صالح بن عبدالملک تمیمی خراسانی۔ یہ سب کاتب تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو خطوط اصل اور موزون کو اس انداز سے لکھتے کہ کوئی دوسرا اس طرح نہ لکھ پاتا۔

خطوطِ موزون کے نام اور ان کے ہر ہر رسم الخط کی نوعیت ان کے وہ اسالیبِ کتابت جن میں کتابت کی ہر شخص قدرت نہیں رکھتا ان میں ایک قلم جلیل ہے

یہ سب کے سب وہ اسالیبِ کتابت اور رسم الخط ہیں جن میں کتابت پر ہر شخص حاوی اور قادر نہیں ہو سکتا۔ ان میں وہی شخص کتابت کر سکتا ہے جس نے اسے بہت ہی محنت اور دشواری سے سیکھا ہو۔ بقول یوسف لقوہ کے قلم جلیل، ان میں سب سے زیادہ مشکل ہے یہ اندازِ کتابت، کاتب کی پشت کی ہڈی کا گودا نکال دیتا ہے۔ یہ وہ رسم الخط ہے جس میں خلفا کی طرف سے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کو کامل صحائف و طوامیر میں مکاتیب لکھے جاتے ہیں۔ اس سے دو قسم کے اندازِ خط معرضِ وجود میں آتے ہیں۔

خطِ سجلات اور خطِ دیباج۔

خطِ سجلات اوسط سے کتابت کے دو اسلوب پیدا ہوتے ہیں۔ خطِ سمیع اور خط اشریہ۔

خطِ دیباج وہ ہے جس میں سرکاری احکام و صحائف لکھے جاتے ہیں۔ اس سے قلم طومار کبیر نکلتا ہے۔ یہ بھی صحائف طوامیر کی کتابت میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ اسلوبِ خط بھی دیباج سے مستخرج ہے اور اس سے خط خرجاج اور خطِ ثلثین صیغہ ثقیل معرضِ وجود میں آیا — یہ وہ اندازِ تحریر ہے جس میں سرکاری صحائف و طوامیر پر خلفا کی جانب سے ملک کے اطراف و جوانب میں عمالِ حکومت اور امرائے مملکت کی طرف احکام و فرامین لکھے جاتے تھے۔ اس سے تین قسم کے اسلوبِ تحریر نکلے ہیں۔

قلم زنبور: — یہ ثلاثین سے مستخرج ہے جس سے دادخواہی اور طلبِ عدل و انصاف کے سلسلے میں کام لیا جاتا ہے۔ اس سے کوئی اور اندازِ کتابت نہیں نکلتا۔

قلم مفتح: — اس سے قلم حرم نکلا ہے۔ اس سے دادخواہی اور طلبِ انصاف کے

یہ بادشاہوں کی طرف لکھا جاتا ہے۔ یہ ثقیل سے ماخوذ ہے۔

قلم مؤامرات : یہ ثلثین سے نکلا ہے۔ بادشاہوں کے درمیان داد خواہی کے سلسلے میں استعمال میں آتا ہے۔

ان دو قلموں میں سے چار اور قلم متفرع ہیں اور وہ ہیں قلم حرم، قلم مؤامرات اور قلم عہود۔ یہ قلم حرم ہی سے ماخوذ ہے۔ اس میں دو ثلث سرکاری احکام و صحائف لکھے جاتے ہیں۔ اس قلم سے اور کوئی قلم ماخوذ نہیں۔ قلم اشال النصف، اس سے بھی دو قلم نکلے ہیں۔ خفیف۔ اور مفتح۔

ایک قلم قصص ہے جو قلم حرم سے ماخوذ ہے۔ قلم مؤامرات۔ اس میں داد خواہی سے متعلق امور ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ اس سے کوئی اور قلم متفرع نہیں

قلم اجوبہ : یہ قلم حرم اور قلم مؤامرات سے نکلا ہے۔ اس میں اختلاف لکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس سے بھی کوئی اور قلم ماخوذ نہیں۔

یہ بارہ اسالیب کتابت ہیں اور اس سے بارہ دیگر اسالیب کتابت معرض وجود میں آتے ہیں جن میں سے ایک خط خرجاج ثقیل ہے جو خط طومار کبیر سے خفیف ہے اور اسی سے ماخوذ ہے۔ اس میں فرامین و صحائف ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ خط خرجاج خفیف اسی سے نکلا ہے۔ انہی اسالیب کتابت میں سے ایک خط ہمیں ہے۔ جو خط سجلات اوسط سے پیدا ہوا ہے۔ اس میں فرامین وغیرہ لکھے جاتے ہیں۔

منجملہ ان کے ایک اور انداز تحریر ہے، جسے خط اشریہ کہا جاتا ہے، اس کا مخرج خط سجلات اوسط ہے۔ اس میں غلاموں کی آزادی اور زمینوں اور مکانوں وغیرہ کی خریداری کے معاملات معرض تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

ایک خط مفتح ہے جو خط ثقیل نصف ممسک سے نکلا ہے۔ اس انداز خط میں طلب عدل و انصاف سے متعلق باتیں لکھی جاتی ہیں۔ اس کا مخرج بھی وہی ہے اور اس سے تین انداز کتابت پیدا ہوئے۔

جس رسم الخط کو مدور کبیر کہتے ہیں اور جو خفیف النصف ثقیل سے ماخوذ ہے بعد طلعز

کے کاتب اسے خطِ ریاسی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ عدل و انصاف کو صفحاتِ قرطاس پر مرتسم کرنے کے کام آتا ہے۔ اس سے جو رسم الخط پیدا ہوا اس کو مدورِ صغیر کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا جامع طریقِ کتابت ہے کہ اس میں دفاتر، حدیث اور اشعار معرضِ تحریر میں لاتے جاتے ہیں۔

ان اسالیبِ کتابت میں سے ایک اسلوبِ کتابت کو خفیف ثلث کبیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اندازِ تحریر میں عدل و انصاف سے متعلق امور لکھے جاتے ہیں، اس کا مخرج خفیف النصف ثقیل ہے۔ اس سے وہ رسم الخط نکلا ہے جسے خطِ رقاع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ خفیف ثلث کبیر سے ماخوذ ہے۔ اس اندازِ کتابت میں توقیعات اور اس نوع کے دیگر امور ضبطِ تحریر میں لاتے جاتے ہیں۔

ان اسالیبِ کتابت میں سے ایک رسم الخط کو مفتح نصف کہتے ہیں۔ اس کا مخرج نصف ثقیل ہے۔

ایک اور خط خطِ حسین ہے۔ یہ آثلاث کی کتابت میں استعمال ہوتا ہے اس کا مخرج خفیف النصف ہے۔

یہ چوبیس اسالیبِ کتابت ہیں اور ان سب کا مخرج چار طریقہائے کتابت ہیں۔ خطِ جلیل، خط طومار کبیر، خطِ نصف ثقیل اور خطِ ثلث کبیر ثقیل۔

ان چاروں اسالیبِ کتابت کا مخرج بھی خطِ جلیل ہے اور در حقیقت وہ ابو الاقلام ہے۔

ابن ثوابہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کی تحریر

دولتِ عباسیہ کے آغاز تک لوگ اسی قدیم خط کے مطابق لکھتے تھے، جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ جب خاندانِ ہاشمی برسراقتدار آیا تو قرآن کی کتابت ان خطوط کے ساتھ مختص ہو گئی۔

اس اثنا میں ایک اور خط معرضِ وجود میں آیا، جسے خطِ عراقی کے نام سے موسوم

کیا جاتا ہے یہی خط محقق ہے، جسے خط وراقی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خط برابر حسن و زیبائش کے قالب میں ڈھلتا رہا تا آنکہ کاروبارِ حکومت مامون کے قبضہ میں آگیا اور اس کے مصاحبوں اور کاتبوں نے اپنے شیوۂ نگارش میں اس درجہ مزید نکھار اور خوبصورتی پیدا کی کہ لوگ اس پر فخر کرتے تھے۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ایک شخص احول محرّر پیدا ہوا جو برامکہ کے پروردگان میں سے تھا۔ یہ شخص اس خط اور اس کی تمام شکلوں سے پوری طرح باخبر تھا۔ اس نے خط و تحریر کے قواعد و قوانین کی وضاحت کی اور اس کو مختلف انواع و اقسام میں تقسیم کیا۔ یہ شخص وہ مراسلات لکھا کرتا تھا جو سلطان کی طرف سے اطراف و جوانب کے بادشاہوں کو طوامیر میں بھیجے جاتے تھے۔

یہ بہت بے وقوف آدمی تھا اور میلا کچیلا رہنے کا عادی تھا لیکن ساتھ ہی اتنا فیاض تھا کہ کسی بھی چیز کو اپنے قبضہ میں نہ رہنے دیتا۔

اس نے جب رسم الخط کو مختلف اسالیب میں مرتب اور منقسم کیا تو مشکل ترین خطوط کو اولین اہمیت دی۔ جن میں سے ایک خطِ طومار ہے، جو تمام خطوط پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے۔ اس میں طومار شام میں کھجور کی خشک شاخ سے لکھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اسے اور قلم سے بھی لکھتے ہیں۔ اس اندازِ کتابت میں بادشاہوں کی طرف نامہ و پیام ضبطِ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

ان اسالیبِ کتابت میں سے خطِ ثلثین، خطِ سجلات، خطوطِ عہود، خطِ مُؤامرات، خط امانات، خطِ دیباج، خطِ مدبج، خطِ مرصع اور خطِ نشاخ ہیں۔

ذوالریاستین فضل بن سہل نے اپنے زمانہ میں ایک ایسا رسم الخط ایجاد کیا جو تمام اسالیبِ کتابت سے بہتر تھا۔ یہ رسم الخط ریاسی کے نام سے معروف تھا۔ اس سے اندازِ تحریر کی متعدد شاخیں عالم وجود میں آئیں۔ مثلاً خطِ ریاسی کبیر، خط نصف ریاسی، خطِ ثلث، خط صغیر نصف، خط خفیف ثلث، خطِ محقق، خطِ منثور، خطِ وشی، خطِ رقاع، خطِ مکاتبات، خطِ غبار الحلبہ، خطِ نرجس اور خطِ بیاض۔

بربری محرّر اور اس کے بیٹوں کی سرگزشت

کتاب کا یہ مقام اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں بربری محرر اور اس کے بیٹوں کا ذکر کیا جائے اور وہ اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن صباح بن بشر بن سوید بن اسود تمیمی ثم سعدی ہے۔ ابراہیم احول تھا اور اسحاق مقتدر اور اس کے بیٹوں کا اتالیق تھا۔ اس کی کنیت ابوالحسین تھی۔ خط و کتابت کے موضوع پر "تحفۃ الوامق" کے نام سے ابوالحسین نے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کے زمانہ میں کوئی شخص اس سے زیادہ خوش خط اور فن کتابت کا ماہر نہیں دیکھا گیا۔ اس کا بھائی ابوالحسن بھی اس فن میں اسی کے پایہ کا تھا اور اس سلسلہ میں اس کا پیرو تھا۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم اسماعیل بن اسحاق بن ابراہیم اور ابوالقاسم کا بیٹا ابومحمد قاسم بن اسماعیل بن اسحاق ہے۔ ابوالعباس عبداللہ بن ابو اسحاق بھی اسی کی اولاد میں سے ہے۔ یہ تمام لوگ انتہا درجہ کے خوش خط تھے اور فن کتابت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اسحاق سے پہلے ایک شخص ابن معدان کے نام سے معروف تھا۔ اسحاق نے اسی سے یہ فن سیکھا۔ غلامانِ ابن معدان سے ایک شخص ابو اسحاق ابراہیم نسی ہے۔ بنو دجہ الشجو، ابن منیر، زنفلطی اور رداید ی کا شمار بھی کاتبوں کی جماعت میں ہوتا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ وزرا اور کتاب میں سے جو لوگ "مدالہ" سے لکھتے تھے وہ ابواحمد عباس بن حسن، ابوالحسن علی بن عیسیٰ اور ابوعلی محمد بن علی بن مقلہ ہیں۔ ابن مقلہ کی ولادت عصر کے بعد جمعرات کے روز ۲۱ شوال ۲۷۲ھ کو ہوئی اور اتوار کے دن ۱۰ شوال ۳۲۸ھ کو وفات پائی۔

جن لوگوں نے "تحبیر" سے کتابت کی، ان میں ابن مقلہ کا بھائی ابوعبداللہ حسن بن علی بھی شامل ہے۔ یہ فجر کے وقت بدھ کے روز آخر رمضان ۲۷۸ھ میں پیدا ہوا، اور ربیع الآخر ۳۳۸ھ میں فوت ہوا۔

یہ دونوں وہ شخص ہیں کہ ماضی میں آج تک ان کے پایہ کا کوئی ماہر فن نہیں دیکھا گیا۔ یہ دونوں اپنے باپ مقلہ کے انداز کتابت کے مطابق لکھتے تھے۔ مقلہ کا نام علی بن حسن

بن عبد اللہ تھا اور مقلہ لقب تھا۔ ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کے خاندان اور اولاد کی ایک جماعت کتابت کرتی رہی لیکن ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکی۔ حالانکہ ان میں بعض تو حرف بحرف اور کلمہ بکلمہ ان کا چربہ اتارتے رہے مگر درجۂ کمال کو ابوعلی اور ابوعبداللہ ہی پہنچے۔

ان دونوں کی اولاد میں سے جن لوگوں نے کتابت کی، وہ ابومحمد عبداللہ، ابوالحسن بن ابوعلی، ابواحمد سلیمان بن ابوالحسن اور ابوالحسین بن ابوعلی ہیں۔ میں نے ان کے دادا مقلہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید دیکھا ہے۔

قرآن کی زرکاری کرنے والے قابلِ ذکر لوگ

یقطینی، ابراہیم صغیر، ابوموسی بن عمار، ابن سقطی، محمد اور اس کا بیٹا، ابوعبداللہ خزیمی اور اس کا بیٹا۔ یہ ہمارے زمانہ کے لوگ ہیں۔

قرآن کی جلدبندی کرنے والے مشاہیر کے نام

ابن ابوحریش، یہ مامون کے خزانۃ الحکمت میں جلدساز تھا، شفۃ المقراض عجیفی، ابوعیسیٰ بن شیران، دمیانۃ الاعسر، ابن حجام، ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد، حسین بن صفّار۔

قلم کی برتری اور فضیلت کا ذکر

عتابی :۔ قلم ذکاوت و فطانت کی سواری ہے۔

ابن ابی دؤاد :۔ قلم عقل کا سفیر و پیغام رساں، زبانِ گویا اور کامیاب ترجمان ہے۔

طریح بن اسماعیل ثقفی :۔ باعظمت انسانوں کی عقل ان کے قلم کے دندانوں سے وابستہ ہے۔

ارسطو :۔ قلم علت فاعلی، روشنائی علت ہیولانی، تحریر علت صوری اور بلاغت علت متممہ ہے۔

عتابی :- قلم کے آنسو بہانے سے چہرۂ کاغذ پر خندہ و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

کندی :- "القلم" عدد کے اعتبار سے "لفاع" کے برابر ہے اور وہ اس طرح کہ "ف" کے ۸۰ "ن" کے ۵۰ "الف" کا ایک اور "ع" کے ۷۰ عدد ہیں۔ یہ کل ۲۰۱ ہوئے۔ اب "القلم" کو لیجیے "الف" کا ایک "ل" کے ۳۰ "ق" کے ۱۰۰ "ل" کے ۳۰ اور "م" کے ۴۰ عدد ہیں۔ یہ کل ۲۰۱ ہوتے۔

عبدالحمید :- قلم ایسا درخت ہے جس کا پھل الفاظ ہیں اور فکر وہ دریا ہے جس کے موتی حکمت و دانائی ہیں اور تشنہ عقلوں کے لیے اس میں سامانِ سیرابی ہے۔

خط کی فضیلت اور کلامِ عربی کی ساخت کے بارے میں

بیت الحکمت کا مہتمم سہل بن ہارون جو ابن راہیون کاتب کے نام سے معروف ہے، کہتا ہے۔ عربی حروف کی تعداد اٹھائیس ہے۔ یہ تعداد منازلِ قمر کی تعداد کے برابر ہے۔ اس کے ہر کلمہ کے حروف کی تعداد مع زیادت کے سات تک پہنچتی ہے۔ جو سات ستاروں کی تعداد کے برابر ہے۔

اس کا قول ہے کہ حروفِ زوائد بارہ ہیں۔ جو بارہ برجوں کی تعداد کے مساوی ہیں۔ اس کا یہ بھی قول ہے کہ جو حروف لام تعریف کے ساتھ ادغام کیے جاتے ہیں، وہ چودہ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ تہہ زمین چاند کی چودہ منزلیں پوشیدہ ہیں چودہ حروف ظاہر ہیں، وہ مدغم نہیں ہوتے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ چاند کی باقی منازل ظاہر و آشکارا ہیں۔ اعراب کی تین حرکات وضع کی گئی ہیں۔ پیش، زبر اور زیر۔ یہ اس لیے کہ حرکاتِ طبیعہ بھی تین ہیں۔

ایک حرکت جو وسط و مرکز سے تعلق رکھتی ہے جیسے حرکت آتش، ایک حرکت، جس کا رخ، وسط و مرکز کی طرف ہے۔ جیسے حرکت زمین۔ ایک حرکت، جو وسط و مرکز کے اوپر ہے، جیسے حرکتِ فلک ؛

یہ ایک عجیب اتفاق اور نادر تاویل ہے۔

کندی کہتا ہے۔ مجھے کسی ایسے اندازِ تحریر کا علم نہیں جس کے حروف اس درجہ جلالتِ قدر اور نزاکت کے حامل ہوں۔ جیسے کہ عربی کے حروف ہیں۔ اس زبان میں جو تیزی اور زود نویسی کی صلاحیت پائی جاتی ہے وہ دوسری زبانوں کے اندازِ تحریر میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔

افلاطون کا قول ہے۔ تحریر عقل کا عقال ہے۔

اقلیدس کا کہنا ہے۔ تحریر اگرچہ مادی آلہ سے معرضِ ظہور میں آتی ہے لیکن درحقیقت وہ روحانی ہندسہ ہے۔

نظام کا کہنا ہے۔ تحریر گلستانِ علوم ہے۔

ابودلف کا کہنا ہے تحریر اگرچہ حواسِ بدنی سے ظہور پذیر ہوتی ہے لیکن اس کی جڑ روح میں پیوست ہے۔

بدخطی کے بارے میں

کہتے ہیں بدخطی دو آفتوں میں سے ایک آفت ہے۔ ایک قول کے مطابق بدخطی ادب و شائستگی کا عیب ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ بدخطی ادب کے تمد کے مترادف ہے۔

کتابوں کی فضیلت کے باب میں

سقراط سے پوچھا گیا۔ آپ ہر وقت کتابوں پر نظر جمائے رکھتے ہیں۔ کیا آپ کو اپنی آنکھوں کے خراب ہونے کا خطرہ نہیں۔؟

کہا جب بصیرت سلامت ہے تو مجھے آنکھوں کی بیماری کی کوئی پرواہ نہیں۔

ہنود کہتے ہیں اگر کتابوں نے ہم سے پہلے لوگوں کے تجربات کو اپنے دامنِ صفحات میں محفوظ کر لیا ہوتا تو ہم اپنے سے بعد میں آنے والوں کے لیے اپنی ناواقفیت اور بے خبری کی وجہ سے مشکلات کی گرہیں نہ کھول پاتے۔

بزرجمہر کا کہنا ہے کہ کتابیں ایسے صدف ہیں جن کے اندر سے خوش خصالی اور دانشوری کے موتی نکلتے ہیں۔

ایک اور شخص کا قول ہے۔ یہ علوم بکھرے ہوئے موتی ہیں، کتابوں کو ان کے ایک سلک میں پرونے کا ذریعہ ٹھہراؤ اور یہ اشعار ذہن و حافظہ سے بھاگ جانے والے ہیں، کتابوں کو ان کی زمام قرار دو۔

کلثوم بن عمرو عتابی کہتا ہے

لنا ندماء ما نمل حدیثهم — امینون مامونون غیبا ومشهدا

یفیدوننا من علمهم علم ما مضی — ورأیا وتأدیبا وامرا مسددا

بلا فتنة تخشی ولا خوف ریبة — ولا نتقی منهم لسانا ولا یدا

فان قلت هم احیاء لست بکاذب — وان قلت هم موتی فلست مفندا

ناحج جس کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔ اس کا نام احمد بن اسمٰعیل اور کنیت ابو علی ہے یہ کتاب کی صفت بیان کرتا ہوا کہتا ہے۔

کتاب، رات کی تنہائیوں میں تمھارے ساتھ وہ راز و نیاز کی باتیں کرنے والی ہے کہ اگر تم کسی کام میں مشغول ہو تو تم سے گفت گو کا تقاضا نہیں کرتی، نہ مسرت کے لمحات میں تم کو اپنی طرف متوجہ ہونے کی دعوت دیتی ہے اور نہ تمھیں اپنی وجہ سے تحمل و کار آگہی کے تکلف کی زحمت دیتی ہے۔ کتاب ایسا ہم نشین ہے جو مبالغہ آمیزی سے تمھاری مدح و ستائش نہیں کرتا۔ ایسا دوست ہے جو تمھیں دھوکہ نہیں دیتا۔ ایسا ساتھی ہے جو تمھیں اکتاہٹ میں نہیں ڈالتا اور ایسا ناصح ہے جو تمھاری لغزش کا خواہاں نہیں۔

سری بن احمد کندی نے مجھے خود یہ شعر گاکر سنائے اور کہا کہ میں نے ان کو ایک ٹکڑے پر لکھا، اس کی سیاہ جلد بندی کی اور اپنے ایک دوست کو تحفۃً بھیجے۔

وذو همة یسفر عن ضده — کما سفر اللیل اذا ودعا

بعثت الیک به اخرسا — ینادی العیون بما استودعا

سمرتا ذا اذا جلست به لبیب فان حله امتعا[16]

تخبر انواعه جامعا یروح ویغدو لها مجمعا[17]

تلاقی النفوس سرورا به وتلقی الهموم به مصرعا[18]

فلا تعدلن به نزهة فقد حازما تبتغی اجمعا[19]

دوات کے بارے میں مجھے ابوبکر زہری نے ابن طباطبا کے درج ذیل شعر گا کر سنائے :-

للہ اخوان اذا دوا معخرا فبوصلهم ودوا تهم اتکثر[20]

هم نا طقون بغیر السنة تری هم فاحصون عن السرائر تغمر[21]

ان الغ من عرب ومن عجم معا علما مضی فیه الدنا تر تخبر[22]

حتی کانی شاهد لزمانها ولقد مضت من دون ذلك اعصر[23]

خطبا ان ابلغ الخطابة یرتقوا کنی کنی للدفاتر منبر[24]

کم قد بلوت بها الرجال وانما تتل الفتی بکتاب علم لبیر[25]

کم قد هزمت به جلیسا مبرما لا یستطیع له الهزیمة عسکر[26]

محمد بن[27] اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے یہ چیز اور اس طرح کے دوسرے امور اپنی تصنیف[28] "کتاب الاوصاف والتشبیہات" کے مقابلہ " الکتابۃ والدواۃ "[29] میں تفصیل سے بیان کیے ہیں۔

خطِ سریانی کے بارے میں

تیاودوس مفسرِ تورات کے سفرِ اول کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نبطی[30] زبان میں مخاطب کیا، جو سریانی سے زیادہ فصیح ہے۔ اہلِ بابل[31] بھی اسی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ چنانچہ جب اللہ نے زبانوں کو باہم آمیختہ کر دیا اور لوگ زمین کے مختلف گوشوں اور کناروں میں پھیل گئے تو اہلِ بابل کی زبان علیٰ حالہ قائم رہی۔ مگر وہ نبطی زبان جو دیہات کے لوگ بولتے تھے، ٹوٹی پھوٹی اور شکستہ تھی جس کے الفاظ صحت و استواری سے محروم تھے۔

تیاودوس کے علاوہ ایک اور شخص کا کہنا ہے کہ جو لکھنے پڑھنے کی زبان ہے، وہی فصیح ترین نبطی زبان ہے۔ چنانچہ اہلِ حوریا[32] اور باشندگانِ حران[33] کی زبان اور

سریانی انداز خط وہ ہے جس کو اہلِ علم نے مستنبط کیا اور اس پر اظہارِ اتفاق کیا اور یہی حال سریانی کے دوسرے اسالیب خط کا ہے۔

ایک اور شخص سے منقول ہے کہ کسی انجیل یا نصاریٰ کی کسی دوسری کتاب میں مذکور ہے کہ سریانی کی تحریر وکتابت ، جو اب تک نصاریٰ کے ہاں متداول ہے وہ وہی ہے جو سیمورس فرشتہ نے آدم کو سکھائی۔

سریانیوں کے ہاں تین قسم کے انداز ہائے کتابت پائے جاتے ہیں جن میں ایک خط مفتوح ہے ، جسے اسطرنجالا کہتے ہیں۔ یہ سب سے بہتر اور عمدہ خط ہے۔ اسے خطِ ثقیل کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ خطِ مصاحف سے ملتا جلتا ہے۔

ایک خطِ مخفف ہے . جسے اسکولیثا بھی کہتے ہیں اور شکل مدورہ بھی۔ یہ وراتیین کے خط سے مماثلت رکھتا ہے۔

ایک خطِ سرطا ہے ، اس میں مراسلات ضبطِ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ عربی میں اس کی نظیر خطِ رقاع کی ہے۔

خطِ فارسی کے بارے میں

کہتے ہیں ، پہلا شخص جس نے فارسی زبان میں بات کی ، کیومرث ہے۔ اہلِ فارس اسے "گِل شاہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں ، جس کا معنی ملک الطین (مٹی کا بادشاہ) ہے ان کے نزدیک وہ ابوالبشر آدم ہے۔

کہا جاتا ہے جس نے سب سے اوّل فارسی میں تحریر وکتابت کا آغاز کیا ، وہ بیوراسب بن وندراسب معروف بہ ضحاک صاحب اژدہاک ہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ جب افریدون بن اثفیان نے اپنے بیٹوں — سلم ، طوج اور ایرج — میں زمین تقسیم کی۔ تو ہر ایک کے لیے معمورۂ ارض کا تیسرا حصہ مخصوص کیا اور اسے ضبطِ تحریر میں لایا گیا۔ اماد موبد نے مجھے بتایا کہ یہ نوشتہ چین کے بادشاہ کے پاس موجود ہے ، جسے یزدجرد کے زمانہ میں ایرانی ذخائر کے ساتھ اس کے پاس بھیجا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے طرح کتابت ڈالی، وہ جمشید بن اونجہان تھا۔ یہ شخص اسان کے مقام پر جو تستر کا ایک ناحیہ ہے، اقامت پذیر تھا۔ اس کے بارے میں اہلِ ایران کا یہ عقیدہ ہے کہ جب اس نے زمین پر قبضہ کیا اور جن وانس نے اس کی اطاعت قبول کی اور ابلیس اس کا فرمانبردار ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جو شئی بھی اس کے ضمیر میں پنہاں ہے اس کو آشکار کردے۔ چنانچہ ابلیس نے اس کو لکھنے کی تربیت دی۔

میں نے ابوعبداللہ محمد بن عبدوس جہشیاری کے ہاتھ کی لکھی ہوئی خود اس کی اپنی تصنیف "کتاب الوزراء" میں پڑھا ہے کہ گشتاسب بادشاہ کے زمانہ سے قبل کتب و رسائل کا وجود بہت کم تھا۔ نہ لوگ کھل کر فصیح زبان میں گفتگو کر پاتے اور نہ اظہارِ معانی پر قدرت ہی رکھتے تھے۔

جمشید بن اونجہان کے اقوال و احکام میں سے جو بات لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہے اور ضبطِ تحریر میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے اور بازانی کو لکھا۔

"میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ تم ہفت اقلیم کی تدبیر و انتظام میں مصروف ہو جاؤ اور اس میں میرے احکام و فرامین کا نفاذ کرو اور میری حکمتِ عملی کے مطابق معاملات کو چلاؤ۔"

ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ افریدون بن کاوالغیان بن افریدون بن الغیان نے ... کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ

"میں نے تمھیں ریگستان تاباں وو باوند بخشا، اسے قبول کرو اور اپنے لیے چاندی کا تخت بناؤ جس پر سونے کی ملمع کاری ہو۔"

انہی فرامین میں سے ایک فرمان کیقاؤس بن کیقباد کی طرف سے رستم کے نام بھی ہے۔ جو یہ ہے۔

"میں نے تمھیں قید غلامی سے آزاد کیا اور سجستان تمھاری ملکیت میں دیا۔ کسی کے لیے غلامی کی خواہش نہ کرو اور میرے حکم کے مطابق سجستان کے مالک بنے رہو

پھر جب بت سب بادشاہ بنا تو تحریر و کتابت کا دائرہ وسیع ہو گیا اور جب صاحب شریعت مجوس زردشت بن اسپتمان کا ظہور ہوا تو اس نے اپنی عجیب و غریب کتاب کو تمام زبانوں میں پیش کیا۔ اس پر لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں اپنے آپ کو فن کتابت سیکھنے کے لیے آمادہ و تیار کیا اور اس میں مہارت پیدا کی۔

عبداللہ بن مقفع کا قول ہے کہ فارسی زبان پہلوی، دری، فارسی، خوزی اور سریانی سے تعبیر ہے۔

پہلوی "پہلا" کی ذات منسوب ہے جو چند جہ تحت پانچ شہروں کا نام ہے اصفہان، ری، ہمدان، ماہ نہاوند اور آذربائیجان۔

دری، باشندگان بلاد، امصار کی زبان تھی۔ بادشاہ کے دربار میں اسی زبان میں گفت گو کرتے تھے۔ اور یہ زبان شاہی دربار کی طرف منسوب تھی۔ اس میں اہل خراسان و مشرق کی زبان کا غلبہ تھا جو باشندگان بلخ کی بولی تھی۔

رہی فارسی زبان تو یہ موبد، علما اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کا ذریعہ اظہار بیان تھی اور یہ اہل فارس کی زبان تھی۔

خوزی زبان، بادشاہ اور امرا خلوت میں استعمال کرتے تھے اور اسی زبان میں لہو و لعب اور مسرت و انبساط کے وقت اپنے مصاحبوں اور حاشیہ نشینوں سے گفتگو کرتے۔

سریانی زبان، عوام کا ذریعۂ اظہار تھی اور سریانی زبان کی ایک نوعیت کا انداز کتابت فارسی تھا۔

ابن مقفع کا کہنا ہے کہ اہل ایران سات قسم کے اسالیب کتابت کے حامل ہیں جن میں سے ایک اسلوب کتابت دینی اور مذہبی معاملات کے ساتھ مختص ہے جو "دین دفتریہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس اسلوب کتابت میں وہ اپنی کتاب "اوستا" کی کتابت کرتے ہیں۔ ان کا ایک اور رسم الخط ہے، جسے ان کی اصطلاح میں "ویش دبیرہ" کہتے ہیں۔ اس کے ۳۶۵ حروف ہیں۔ اس انداز کتابت میں قیافہ شناسی

تقاول، پانی گرنے کی آوازیں، طنین گوش، آنکھوں کے اشارے، کنائے، نخرے اور
اس نوع کی دیگر چیزیں معرضِ تحریر میں لائی جاتی ہیں، لیکن یہ اندازِ کتابت کسی کو دستیاب
نہیں ہوا۔ آج، جو اہلِ ایران فنِ کتابت میں مشغول ہیں، وہ بھی اس سے آشنا نہیں۔

میں نے اماد مؤبد سے اس اندازِ خط کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا
کہ یہ رسم الخط ٹھیک اسی طرح تشریح طلب ہے جس طرح کہ عربی کے بعض اسالیب
کتابت تشریح طلب ہیں۔ اہلِ ایران کا ایک اور اندازِ کتابت بھی ہے، جسے وہ "گشتج"
کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے اٹھائس حرف ہیں۔ اس اندازِ کتابت میں
معاہدات، مہریں[۳۴] اور جاگیریں عطا کرنے کے فرامین ضبطِ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔
اہلِ فارس اسی اندازِ کتابت میں انگشتریوں پر الفاظ کندہ کرتے، اسی سے کپڑوں اور
قالینوں کو سجاتے اور اسی رسم الخط کو درہم و دینار اور مہروں پر اُجاگر کرتے۔ اس خط کا نمونہ
یہ ہے:-

ان کا ایک اور رسم الخط ہے، جسے وہ "نیم گشتج" کہتے ہیں۔ اس کے اٹھائیس
حروف ہیں۔ اس نہج کتابت میں وہ علم طب اور فلسفہ کی کتابت کرتے ہیں۔ اس کا
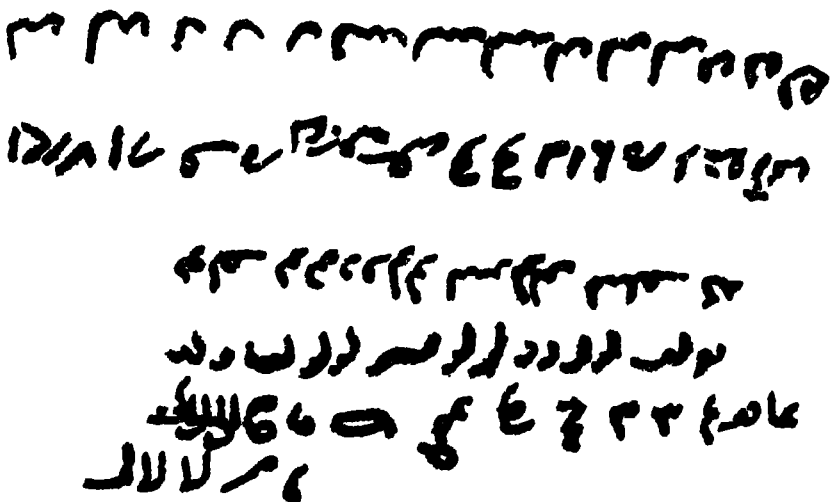
نمونہ یہ ہے:-

ایک اور طرزِ کتابت کو "شاہ دبیریہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کو عوام نہیں صرف شاہانِ عجم آپس میں ایک دوسرے سے اظہار گفتگو کا ذریعہ بناتے تھے۔ بادشاہوں کے سوا مملکت کے دوسرے لوگوں کو اس اندازِ کتابت میں اس خطرے کے پیشِ نظر گفتگو کی ممانعت تھی کہ وہ کہیں بادشاہوں کے اسرار و رموز سے باخبر نہ ہو جائیں۔ یہ اندازِ خط ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ لیکن مراسلت و مکاتبت کا انداز وہی تھا جس کو وہ بول چال میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے حروف پر نقطے نہ ہوتے تھے۔ اس کے بعض حصے اس قدیم سریانی زبان میں لکھے جاتے تھے جس میں اہلِ بابل گفت گو کرتے تھے۔ اس اندازِ کتابت کی قرأت فارسی میں ہوتی تھی۔ اس کے تینتیس ۳۳ حروف ہیں۔ اسے "نامہ دبیریہ" کہا جاتا ہے۔ یہ طریقِ کتابت بجز بادشاہوں کے مملکت کے تمام طبقوں میں رائج تھا۔
اس کا نمونہ یہ ہے:-

ایک اور اندازِ خط ہے جسے "راز سہریہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس میں

بادشاہ اپنے اسرار و رموز کو ان تمام قوموں کی طرف لکھتے تھے جن کی طرف لکھنا مناسب سمجھتے ۔ اس کے چالیس حروف و اصوات ہیں اور ہر ہر حرف و صوت کی ایک جانی بوجھی اور معروف شکل ہے ۔ اس میں نبطی زبان کی کوئی شی نہیں ۔

ایک اور طرزِ کتابت کو وہ "راس سہریہ" کہتے ہیں ۔ اس میں منطق اور فلسفہ کی کتابت کی جاتی ہے ۔ اس کے چوبیس حروف ہیں جو منقوط ہیں ۔ لیکن یہ طرزِ کتابت ہم تک نہیں پہنچا ۔ ان کا ایک الف ابجد بھی ہے جسے وہ "زوارشن" کہتے ہیں ۔ اس میں حروف و الفاظ کو موصول و مفصول دونوں طرح لکھتے ہیں ۔ اس کے تقریباً ایک ہزار کلمات ہیں جن سے متشابہ الفاظ میں فرق و امتیاز پیدا کرنے کا کام لیا جاتا ہے ۔

مثلاً ایک شخص لفظ "گوشت" لکھنا چاہتا ہے ، جسے عربی میں "لحم" کہتے ہیں تو وہ اسے "بسرا" لکھے گا اور "گوشت" پڑھے گا ، مثلاً اس طرح ،

اور اگر "نان" لکھنا چاہے گا ، جسے عربی میں "خبز" کہتے ہیں تو وہ اسے "لحما" لکھے گا ، اور "نان" پڑھے گا ،

مثلاً :-

اسی ڈھب سے وہ سب چیزیں لکھتے ہیں جنھیں قید تحریر میں لانا مقصود ہو ۔ لیکن ان اشیا کو جن کو ضبطِ تحریر میں لانے کی ضرورت نہ پڑے وہ لکھنے کے بجائے اپنے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں ۔

خطِ عبرانی کی بحث

میں نے بعض قدیم کتابوں میں پڑھا ہے کہ پہلا شخص جس نے عبرانی زبان میں تحریر و کتابت کا آغاز کیا وہ عابر بن شالخ تھا ۔ اس نے اپنی قوم کے لیے یہ اندازِ کتابت وضع کیا ، اور اس کی قوم نے اس کے مطابق لکھنا شروع کر دیا ۔

تیادورس کا کہنا ہے کہ عبرانی زبان سریانی سے مشتق ہے ۔ اسے یہ نام اس زمانہ میں اس مناسبت سے دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود بن کوس بن کنعان کے خطرہ سے

پیش نظر شام کی طرف جاتے ہوئے دریائے فرات کو عبور کیا تھا۔

رہا اس کی کتابت کا معاملہ تو اس سلسلہ میں بلا اختلاف یہودیوں اور عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ عبرانی زبان پتھر کی دو تختیوں پر لکھی ہوئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی۔ جب وہ پہاڑ سے اتر کر اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے پایا۔ اس پر وہ ان لوگوں پر سخت غضب ناک ہوا۔ اسی حالت غصہ میں تختیوں کو زمین پر مار کر توڑ ڈالا کیونکہ وہ طبعاً تیز مزاج تھا۔

پھر وہ یہی کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ اپنے اس فعل پر نادم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ انہیں دو اور تختیوں پر لکھو۔ اس حکم سے اس قوم کو پہلی تختیوں کی کتابت سکھانا مقصود تھا۔

ایک یہودی فاضل کا کہنا ہے کہ وہ عبرانی اندازِ کتابت، اس اندازِ کتابت کے علاوہ کوئی اور اندازِ کتابت تھا۔ اب وہ تغیر اور تبدیلی کی زد میں آچکا ہے۔

بعض یہودی اہل علم کا کہنا ہے کہ یوسف علیہ السلام جب عزیز مصر کے وزیر تھے تو امورِ مملکت کو حساب اور علامتوں کے ذریعے جمع اور منضبط کرتے تھے — عبرانی حروف کی شکل و صورت یہ ہے:۔

ب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف

ص ق ر ش ت

ا ب ج د ہ و ز ح ط ی ک ل م

ن س ع ف ص ق ر ش ت

خطِ رومی کے بارے میں

میں نے بعض قدیم تاریخوں میں پڑھا ہے کہ دورِ قدیم کے یونانی کتابت سے آشنا نہ تھے۔ ان کے ہاں مصر سے دو آدمی آئے۔ ایک کا نام قیمس اور دوسرے کا "اغنور" تھا۔ یہ دونوں سولہ حروف کا علم رکھتے تھے۔ یونانیوں نے انہی حروف سے کتابت کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ان دونوں میں سے ایک نے چار حروف اور مستنبط کیے اور انھیں ضبط تحریر میں لایا۔ پھر "سمونیدس" نام کا ایک شخص چار مزید حروف معرضِ وجود میں لایا۔ یہ کل چوبیس حروف ہو گئے۔

اسحاق راہب نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اسی دور میں سقراط کا ظہور ہوا۔ میں نے ایک رومی سے جو اپنی زبان پر مہارت و عبور رکھتا ہے اور الیطو مولوجیلے جو رومی نحو سے تعبیر ہے۔ کی مسند پر فائز ہے، اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ مدینۃ السلام (بغداد) میں رومیوں میں تین قسم کے خط متعارف اور معمول بہا ہیں۔ پہلے خط کو لیتون کہا جاتا ہے۔ عربی انداز کتابت میں اس کی نظیر وراقین کے اس خط کی سی ہے جس میں مصاحف کی کتابت کی جاتی ہے۔ رومی اسی میں اپنی مذہبی کتابیں اور مصاحف لکھتے ہیں جو میمیا "ملت روم" سے معروف ہے۔ یعنی اسے وہ "مقدس" سمجھتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے ....

ان کا ایک اور رسم الخط ہے جس کا نام "افوسفیادون" ہے۔ عربی اسالیب کتابت میں سے یہ خط ثلث کی مانند ہے جس میں محقق اور مسہل مشترک ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے....

ان کے ہاں ایک اور انداز خط کا نام سمیطون ہے۔ یہ تیز نویسوں کا خط ہے جو خفت کے نام سے موسوم ہے۔ ہمارے ہاں اس کی مثال خطِ ترسل وراقی کی سی ہے۔ اس میں حروف ایک دوسرے میں مدغم اور پیوست ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے....

رومیوں کا ایک اور خط "سامیا" کے نام سے معروف ہے۔ ہمارے ہاں اس کی مثال اور نظیر موجود نہیں۔ اس کا ایک حرف بہت سے معنی کو گھیر لیتا اور متعدد کلمات

کو جمع کر لیتا ہے۔ جالینوس نے اپنی کتابوں کی "فینکس"[۴۹] میں اس کا ذکر کیا ہے۔ "فینکس" کا معنی فہرستِ کتب ہے۔

جالینوس کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مجلس میں فنِ تشریح سے متعلق تفصیل سے گفتگو کی۔ چند روز بعد میرا ایک دوست ملا اور کہا کہ اس مجلسِ عام میں، جو کچھ کہا گیا تھا فلاں شخص نے وہ سب کچھ محفوظ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا کہ آپ نے یہ کہا اور یہ کہا۔ اس نے میرے تمام الفاظ بعینہٖ دہرا دیے۔ میں نے اس شخص سے پوچھا تم نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے جواب دیا۔ میں ساسیا اندازِ خط کے ایک ماہر سے ملا۔ اس کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ ابھی آپ نے بات تمام بھی نہ کی اور اس نے لکھ بھی لی۔ یہ وہ رسم الخط ہے جسے بادشاہ اور بڑے بڑے کاتب ہی سیکھتے ہیں۔ اس کی جلالتِ وہیبت کے پیش نظر دوسرے لوگوں کو اس کے سیکھنے سے روک دیا جاتا ہے۔

۳۴۸ھ میں بعلبک[۵۰] سے ایک مدعی طبابت ہمارے ہاں آیا۔ اس نے کہا کہ وہ ساسیا اندازِ کتابت کا عالم ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کو آزمایا اور تجربہ کیا تو اس کی بات کو صحیح پایا۔ اگر ہم دس کلمات بولتے تو وہ کان لگا کر سنتا اور اس کو ایک کلمہ کی صورت میں قلم بند کر لیتا اور جب ہم اس کے لکھے ہوئے کو دہرانے کے لیے کہتے تو وہ بالکل ہمارے ہی الفاظ میں اسے دہرا دیتا۔

جعفر بن مکتفی کہتا ہے کہ رومی، بائیں سے دائیں جانب کو اس لیے لکھتے ہیں کہ بیٹھنے والے کا رخ بہر حال بجانب مشرق ہونا چاہیئے۔ جب وہ مشرق کی جانب متوجہ ہوگا تو شمال اس کے بائیں طرف پڑے گا اور اس طرح لکھتے وقت ایسا معلوم ہوگا کہ بائیں جانب، دائیں جانب کو کچھ دے رہی ہے۔

کاتب کو جہتِ شمال سے شروع کر کے جنوب کی طرف قلم کو حرکت دینا چاہیئے۔

جعفر بن مکتفی مزید کہتا ہے کہ اندازِ خط کے بارے میں رومیوں کے ہاں کچھ خاص قوانین و قواعد رائج ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ چوبیس حروف میں کچھ حروف یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں۔ انھیں حروف متعاقبہ کہتے ہیں اور وہ حروف یہ ہیں:

خنا۔ دلطا۔ تھا۔ سیغا۔ طا۔ اخی۔

ان کے اور حروف بھی ہیں جن کو وہ حروف مصوتات کو واؤ لکھنے میں اور وہ یہ ہیں۔ الفا۔ ابی۔ ایطا۔ یوطا۔ ھو۔ واؤ صغریٰ اور واؤ کبری جسے وہ "اطومیغا" بھی کہتے ہیں۔

حروف موٌنث چار ہیں۔ الفا، واو صغری۔ واو کبری۔

حروف مذکر یہ ہیں۔ ابی۔ ایطا۔ یوطا۔ ھو۔

کسی یونانی حرف پر اعراب نہیں ہوتا۔ البتہ سات حروف مصوتات پر اعراب آتا ہے جو ان کے ہاں لجین اور ملجین کے نام سے معروف ہیں۔ یونانی زبان عربی کے چھ حروف یعنی حا۔ دال۔ صاد۔ عین۔ ھا اور لام الف سے بے نیاز ہے۔

خط لنکبردہ اور لساکسہ

یہ لوگ رومیوں اور افرنگیوں کے درمیانی علاقہ میں سکونت پذیر ہیں۔ فرمانروائے اندلس ان سے قریب تر ہے۔ ان کے حروفِ کتابت بائیس ہیں۔ ان کے اندازِ کتابت کا نام "افیسطیقی" ہے وہ بائیں سے دائیں جانب کو لکھتے ہیں لیکن اس کی وجہ وہ نہیں جو رومیوں کے ہاں ہے۔

اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حرکت قلب سے مدد لی جاتی ہے نہ کہ اس پر بوجھ ڈالا جائے، لیکن اگر دائیں جانب سے لکھا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کتابت جگر کی طرف سے شروع کی گئی ہے اور قلب پر بار ڈالا گیا ہے۔

چینی خط

چینی رسم الخط نقاشی کی مانند ہے۔ اس کو ضبطِ تحریر میں لانے والا اگرچہ کتنا بھی مشاق اور ماہر ہو تاہم وہ لکھنے میں سخت دشواری محسوس کرتا ہے۔ کہتے ہیں کوئی کتنا بھی تیز نویس ہو وہ ایک دن میں دو یا تین ورق سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ چینی اسی اندازِ خط

یں اپنی دینی اور علمی کتابیں تختیوں پر لکھتے ہیں۔ میں نے چند چینی لوگوں کو دیکھا ہے ان کی اکثریت ثنویہ اور سمنیہ پر مشتمل ہے۔ میں آگے چل کر ان کے بارے میں تفصیل سے بیان کروں گا۔

چینیوں کے ایک رسم الخط کا نام "المجموع" ہے۔ یہ اس لیے کہ ہر کلمہ سہ حرفی ہو یا اس سے زیادہ ایک ہی صورت میں لکھا جاتا ہے اور ہر طویل کلام حروف کی ایسی شکل میں ضبطِ تحریر میں لائی جاتی ہے جو بہت سے معانی پر دلالت کناں ہو۔ چنانچہ اگر وہ کوئی ایسی بات لکھنا چاہیں جو سو ورق میں لکھی جاتی ہے تو اس اندازِ کتابت میں وہ اسے ایک ہی صفحہ میں لکھ دیتے ہیں۔

محمد بن ذکریا رازی کا کہنا ہے کہ میرے پاس ایک چینی آیا جو میرے ہاں تقریباً ایک سال اقامت گزیں رہا۔ اس نے پانچ ماہ کی مدت میں اس طرح عربی بولنا اور لکھنا سیکھ لیا کہ اس میں پوری فصاحت و مہارت بھی پیدا کر لی اور زود نویس بھی ہو گیا۔ اس نے اپنے شہر کو واپس جانے سے ایک مہینہ قبل مجھے اپنی واپسی اور سفر کی اطلاع دی، اور کہا میں واپسی کے لیے پر تول رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ جالینوس کی کتابیں جو سولہ جلدوں پر مشتمل ہیں، مجھے لکھا دی جائیں اور میں انھیں لکھ لوں۔

میں نے اس سے کہا وقت بہت کم ہے اور تمھاری مدت قیام اتنی گنجائش کی متحمل نہیں کہ ان کتابوں کا تھوڑا سا حصہ بھی نقل کیا جا سکے۔

اس نوجوان نے کہا، میں درخواست کرتا ہوں کہ جتنی مدت مجھے یہاں ٹھہرنا ہے اس میں آپ اپنے آپ کو میرے لیے وقف کر دیں۔ آپ جتنی تیزی سے لکھوا سکتے ہیں لکھواتے جائیے، میں لکھنے میں آپ سے کچھ آگے ہی رہوں گا۔

اس پر میں نے اپنے چند شاگردوں سے کہا کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ رہیں اور مدد کریں۔ چنانچہ ہم جتنی تیزی سے ممکن تھا اسے لکھوانے لگے لیکن وہ ہم سے آگے آگے ہی رہا۔ ہم کو اس کی صحتِ کتابت کا یقین اس وقت ہوا جب دونوں تحریروں کا مقابلہ کیا گیا اور اس نے اپنی ساری تحریر مقابلہ کر کے سنا دی۔ میں نے اس سے اس فن تیز نویسی

کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک طرزِ کتابت رائج ہے جو "المجموع"
کے نام سے معروف ہے اور یہی وہ اندازِ کتابت ہے جسے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ جب
ہم زیادہ مطالب کو کم وقت میں لکھنا چاہیں تو اسی اسلوبِ خط میں لکھتے ہیں۔ لیکن اگر
ہم چاہیں تو اسے متعارف مبسوط اور مفصل اندازِ تحریر میں منتقل کر دیتے ہیں۔ اس نے
کہا کہ ایک ذہین و ذکی، سریع الفہم اور بات کو تیزی سے اخذ کرنے والے شخص کے لیے
بھی یہ ممکن نہیں کہ اسے بیس سال سے کم مدت میں سیکھ سکے۔

اہل چین مختلف چینی اشیا سے روشنائی تیار کرتے ہیں جو چینی روغن کی طرح
ہوتی ہے۔ مجھے اس کی کچھ مقدار دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ تختی کی طرح تھی اور اس
پر شاہی تصویر ارتسام پذیر تھی۔ لگاتار اور مسلسل لکھتے رہنے سے بھی مدت دراز تک کے لیے
اس کا ایک ہی ٹکڑا کفایت کرجاتا ہے۔ اہل چین کے اندازِ کتابت کا نمونہ یہ ہے:۔

خطِ منانی

خطِ منانی، فارسی اور سریانی سے ماخوذ ہے۔ اس کا موجد و مخترع مانی ہے جس
طرح کہ اس کا مذہب مجوسیت اور نصرانیت سے مرکب ہے۔ اس اندازِ خط کے حروف
عربی حروف سے زیادہ ہیں۔ اسی خط میں وہ اپنی مقدس کتابیں اور شرعی صحیفے منضبطِ تحریر
میں لاتے ہیں۔ ماوراء النہر اور سمرقند کے لوگ دینی کتابیں اسی خط میں لکھتے ہیں اور
وہاں اس کا نام "خطِ دین" ہے۔ مرقیونیہ کا بھی ایک خاص اسلوب کتابت ہے۔ ایک
قابل اعتماد آدمی نے مجھے بتایا کہ اس نے مرقیونیہ کا اندازِ کتابت دیکھا ہے جو اگرچہ مانی

خط سے ملتا جلتا ہے مگر اس سے جداگانہ نوعیت کا ہے۔ مثالی حروف یہ ہیں:-

ان کے رسم الخط کی ایک اور شکل بھی ہے جس کے حروف اس سے مختلف ہیں اور
وہ اس طرح لکھتے ہیں:-

الجادل دللمرحم والما عو والكاف

عمس والعاف
محذ

نمسه والما حه
نذمسه حو

خطِ صغد

ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ میں شہر صغد میں گیا ہوں۔ یہ ماوراءالنہر کے ایک حصے میں واقع ہے۔ اسے اہل صغد ایران بالا کہتے ہیں وہاں ترک آباد ہیں۔ یہاں کے پایۂ تخت کا نام قرنحث ہے جو خاصا بڑا شہر ہے۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ وہاں کے باشندے ثنویہ اور نصاریٰ ہیں۔ اپنی زبان میں وہ ثنویہ کو "اجاذکث" کہتے ہیں۔

ان کے خط کا نمونہ یہ ہے۔

خطِّ سندھ

یہاں کے لوگ مختلف زبانوں اور مختلف مذہبوں کے حامل ہیں اور ان کے ہاں گوناگوں اسالیبِ کتابت رائج ہیں۔ جو لوگ ان کے شہروں میں آمد و رفت رکھتے ہیں ان میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ان کے اسالیب کتابت دو سو کے قریب ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے وہاں کے پایۂ تخت میں سونے کا ایک بت دیکھا، کہا جاتا ہے کہ وہ بدھ کا مجسمہ ہے۔ وہ ایک ایسا شخص ہے جو کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ایک ہاتھ کی انگلیاں عقدِ انامل کے مطابق تیس کے عدد کو ظاہر کر رہی ہیں۔ اس کرسی پر جو کچھ مرقوم ہے اس کا نمونہ یہ ہے:۔

مذکورہ بالا شخص۔ نے یہ بھی بتایا کہ ان کے ہاں لوگ نو حروف سے لکھتے ہیں جس کا نمونہ یہ ہے:۔

جس کا آغاز ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ و۔ ز۔ ح۔ ط سے ہوتا ہے۔ جب ط پہنچتے ہیں تو پہلے حروف پر لوٹ آتے ہیں اور اس کے نیچے اس طرح ایک نقطہ ڈال دیتے ہیں۔

اور اس طرح وہ ی۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ س۔ ع۔ ف۔ ص ہو جاتے ہیں، اور یوں گویا دس حروف پر دس کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر جب ص تک پہنچتے ہیں تو اس طرح لکھتے ہیں کہ ہر حرف کے نیچے دو دو نقطے ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً

اس انداز سے یہ ق۔ ر۔ ش۔ ت۔ ث۔ خ۔ ذ۔ ض۔ ظ ہو جاتے ہیں اور جب ظ پر پہنچتے ہیں تو حرف اول کے نیچے جو اصل ہیں (آ) اس طرح (آ) تین نقطے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس ترتیب سے تمام حروف معجم کی تکمیل ہو جاتی ہے اور ان کی مدد سے جو چاہتے ہیں لکھتے ہیں۔

خطِ سوڈانی[۱۱۱]

سوڈانی باشندے مثلاً نوبہ[۱۱۲]، بجہ[۱۱۳]، زغاوہ[۱۱۴]، مرادہ[۱۱۵]، استان[۱۱۶]، بربر[۱۱۷]، اور تمام زنگی بجز سندھ کے، ہندوستان سے ارتباط کے باعث ہندی زبان میں لکھتے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی معروف اسلوب خط اور طریق کتابت نہیں ہے۔

جاحظ نے کتاب البیان میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ زنگی اپنے مذہب اور زبان میں خطابت اور بلاغت سے بہرہ مند ہیں۔ جس شخص نے ان کے زورِ خطابت و بلاغت کو دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ جب ان کو امور پیش آتے اور وہ شدائد و محن سے دوچار ہوتے ہیں تو ان کا خطیب زمین کے بالائی حصے پر بیٹھ جاتا ہے۔ سر جھکا لیتا ہے اور ایسے خشمگیں انداز میں ہونٹ ہلاتا اور کچھ کہتا چلا جاتا ہے۔ جسے حاضرین پوری طرح سمجھتے ہیں۔

اس نے مزید بتایا کہ اس اندازِ خطابت میں وہ ان کے فکر و رائے کی ترجمانی کرتا ہے اور پھر وہ اس پر عمل و سعی کا آغاز کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک سیاح نے مجھے بتایا کہ اہلِ بجہ اپنا ایک خاص رسم الخط اور طرزِ کتابت رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں وہ معلوم نہیں ہو سکا۔

اسی طرح ایک اور جہاں گرد نے مجھے بتایا کہ اہلِ نوبہ اپنے دینی امور سریانی، رومی اور قبطی رسم الخط میں ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔

رہے اہلِ حبشہ تو ان کے رسم الخط کے حروف باہم متصل ہیں اور وہ لوگ حمیری حروف کی طرح بائیں سے شروع کر کے دائیں طرف کو لے جاتے ہیں۔ ہر اسم کو تین نقطوں سے جدا کرتے ہیں اور ان نقطوں کو بصورت مثلث دو اسموں کے حروف کے درمیان ڈالتے ہیں۔ ان کے حروف و کتابت کا انداز ذیل میں درج ہے اور ہمارے کتب خانہ سے جو اسلوب تحریر ملا ہے وہ اس خط سے گونہ مختلف ہے۔

(نمونہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

حرف ت اور ث ایک ہے۔ حرف س اور ش ایک ہے۔ حرف ح اور خ
ایک ہے۔ حرف ع اور غ ایک ہے اور حرف ط اور ظ ایک ہے۔

ترکوں اور ان کے ہم جنسوں کے بارے میں

ترک بلغر، بلغار، برغز، خزر، آلان اور چھوٹی آنکھوں والے اور انتہائی سفید
رنگ لوگ، اپنا کوئی خاص انداز خط نہیں رکھتے بجز باشندگان بلغر اور تبت کے، وہ
البتہ چینی اور مانی اسلوب خط میں لکھتے ہیں۔ خزر عبرانی رسم الخط میں کتابت کرتے ہیں۔
ترکوں سے اس سلسلے میں جو بات معلوم ہوئی وہ، وہ ہے جو مجھ سے ابوالحسن محمد بن حسن
بن اشناس نے بیان کی۔ اس نے کہا کہ مجھے محمود حراد ترکی مکی نے بتایا ——— جو
توزونیہ کا رہنے والا تھا اور عالم پیری میں اپنے شہر سے نکل کھڑا ہوا اور آبلوں سے
دوچار ہوا ——— اس نے کہا ایک بڑے ترک بادشاہ نے جب اپنے سے ایک
چھوٹے بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو اپنے وزیر کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک تیر کو درمیان
میں سے چیر دیا جائے۔ چنانچہ وزیر نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس قسم کے نقش مرتسم کر
دیئے جن سے اہل دانش۔ اہل فہم ترک باخبر اور آشنا تھے۔ یہ نقوش بادشاہ کے مقصود و
معانی اور مطالب پر دال تھے اور مکتوب الیہ انھیں اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس کی رائے میں

یہ چھوٹا سا نقش اپنے دامن میں بہت سے معانی کو سمیٹے ہوتا ہے۔ یہ کام وہ اس وقت کرتے ہیں جب کسی سے صلح کرنا اور جھگڑے کو ختم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ لڑائی کے زمانہ میں وہ ایسی چیزوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ محررہ تیروں کو وہ لوگ ہمیشہ محفوظ رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ایفائے عہد کے پابند رہتے ہیں۔

واللہ اعلم۔

روسیہ

ایک شخص نے، جس کو میں ثقہ سمجھتا ہوں مجھے بتایا کہ کوہستانِ قبق کے ایک بادشاہ نے اسے شاہِ روس کے پاس بھیجا۔ اس کا یہ خیال تھا کہ ان کے ہاں ایک ایسا اندازِ خط رائج ہے جس میں وہ لکڑی پر نقوش کندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے مجھے سفید لکڑی کا ایک ٹکڑا دکھایا جس پر کچھ نقوش کندہ تھے۔ مجھے معلوم نہیں، یہ کلمات ہیں یا حروف مفردات ہیں۔ اس خط کا نمونہ یہ ہے:۔

[illegible]

فرنگی

ان کا خط، رومی رسم الخط سے مشابہ ہے۔ لیکن نسبتاً اس سے زیادہ استوار اور بہتر ہے۔ ہم نے اسے اکثر اہلِ فرنگ کی تلواروں پر دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ ملکہ فرنگ نے سفید ابریشم پر مکتفی باللہ کے نام ایک مکتوب لکھ کر ایک خادم کے ہاتھ بھیجا جو جانب مغرب سے اس کے شہر میں داخل ہوا۔ ملکہ مکتفی باللہ سے دوستی اور رشادی کی خواہاں تھی۔ خادم کا نام علیا تھا جو ابنِ اغلب کے خدام میں سے تھا۔

ارمنی اور غیر ارمنی

اہل ارمن، رومیوں اور عربوں کے شہروں سے قرب اور ہمسائیگی کے سبب سے زیادہ تر رومی اور عربی زبان میں لکھتے ہیں۔ ان کی اناجیل (مقدس کتابیں) رومی رسم الخط میں لکھی گئی ہیں۔ خود ان کا خط رومی خط کی مانند ہے۔
رہے وہ بادشاہ جو کوہستانِ قبق اور اس کے دامن — لکز، شروان اور ذوزق — میں اقامت گزیں ہیں، تو ان کا کوئی خاص اندازِ خط نہیں ہے لیکن تعلق ہمسائیگی کی بنا پر ان کی زبانوں میں اشتراک پایا جاتا ہے اور ہر گروہ کا ایک مخصوص لغت ہے۔ مگر پیرایہ بیان میں اختلاف ہے۔
جہاں ہم ان کا تذکرہ کریں گے وہاں واقعات کی مزید تفصیل بیان کریں گے۔

قلم تراشنے کی بحث

قلم تراشنے کے طریقے مختلف لوگوں اور ملکوں میں مختلف ہیں۔ عبرانی قلم تراشتے ہیں تو بہت ہی ٹیڑھا خط لگاتے ہیں۔ سریانی بائیں جانب قط لگاتے ہیں۔ کبھی بائیں جانب بھی لگاتے ہیں اور کبھی کبھی قلم کو الٹ بھی دیتے ہیں۔ کبھی قلم کو درمیان سے کاٹ کر اس کو تراشتے ہیں اور پھر اس سے لکھتے ہیں۔ اس کو وہ "صلبا" کہتے ہیں۔ رومیوں کے ہاں قلم تراشنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دائیں جانب بہت زیادہ ٹیڑھا قط لگاتے ہیں کیونکہ اس سے بائیں سے دائیں کو لکھا جاتا ہے۔
اہل فارس قلم کے سرے کو پراگندہ سا کر دیتے ہیں تاکہ کاتب اس کو زمین پر گھسا کر یا دانتوں سے دبا کر نرم کر لے۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خط میں حسن اور عمدگی پیدا ہو جائے۔
کبھی کبھی وہ ناتراشیدہ قلم سے لکھتے ہیں مثلاً بانس اور نرکل کی پوری کو وہ "خامہ" کہتے ہیں۔ اس قلم سے وہ "ہمادیاب" کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں جو ان کی دینی کتابیں

اور سیاق وغیرہ ہیں۔ اہل چین بالوں سے لکھتے ہیں۔ وہ مصوروں کی طرح بالوں کو بانس اور نرکل کی پوری پر باندھ لیتے ہیں۔ عرب ہر قسم کے قلم اور تراشش سے لکھتے ہیں۔ ان کا معمول یہ ہے کہ وہ دائیں جانب ٹیڑھا قط لگاتے ہیں۔ لیکن ان کے کاتب اور منشی قلم کو ٹیڑھا قط نہیں لگاتے۔

اقسامِ ورق کے بارے میں

کہتے ہیں حضرت آدم پہلے شخص ہیں جنہوں نے مٹی پر لکھا۔ اس کے ایک عرصہ بعد تحریر کو دیرپا رکھنے کی خاطر لوگوں نے تانبے اور پتھر پر لکھنا شروع کر دیا۔ یہ طوفان سے قبل کی بات ہے!

وقتی اور فوری ضرورت کے لیے لوگ لکڑی اور درختوں کے پتوں پر لکھتے تھے کسی تحریر کو دوام بخشنے کی غرض سے وہ درخت کی اس چھال پر بھی لکھتے تھے جو کمان پر چڑھائی جاتی ہے۔ اس کی تفصیلات ہم مقالۂ فلاسفہ میں بیان کریں گے۔

پھر جب چمڑے کی دباغت اور رنگائی کا سلسلہ شروع ہوا تو لوگ اس پر لکھنے لگے۔

اہل مصر، مصری کاغذ پر لکھتے تھے۔ جو بردی کی لکڑی سے تیار کیا جاتا تھا کہتے ہیں، سب سے پہلے اس کو حضرت یوسف علیہ السلام بروئے کار لائے۔

رومی سفید ریشم اور نرم کھال پر۔ نیز طومار مصری اور فلجان یعنی جنگلی گدھے کے چمڑے پر لکھتے تھے۔

اہل فارس، بھینس، گائے اور بکری کی کھال پر کتابت کرتے تھے۔

عرب، اونٹ کے کندھوں کی ہڈیوں اور لخاف یعنی سنگ سفید کے ٹکڑوں اور کھجور کی چوڑی چکنی ٹہنیوں پر ان کے پتے جھاڑ کر لکھتے تھے۔ باشندگان چین، اس چینی کاغذ پر لکھتے تھے جو خشک گھاس سے تیار کیا جاتا تھا۔ یہ کاغذ وہاں بہت مقدار میں پایا جاتا تھا۔

ہندوستان کے لوگ کتابت کے لیے تانبے، پتھر اور سفید ریشم کو استعمال میں لاتے تھے۔

خراسان کا کاغذ کتان (یعنی السی کے پودے) سے تیار کیا جاتا تھا، کہتے ہیں، اس صنعت کا آغاز دورِ بنو امیہ اور ایک قول کے مطابق دورِ عباسیہ میں ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک قدیم صنعت ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ نئی صنعت ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ چینی کاریگروں نے اسے چینی کاغذ کی ساخت کے مطابق خراسان میں تیار کیا تھا۔ سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی، جعفری اور طاہری اسی کاغذ کی قسمیں ہیں۔

بغداد کے لوگ سالہا سال اس قسم کے کاغذ پر لکھتے رہے جس پر لکھ کر مٹایا بھی جا سکے۔ یہ اس لیے کہ محمد بن زبیدہ کے دور میں حکومت کی ضروری تحریرات جو چمڑے پر مرقوم تھیں، تاراج اور ضائع ہوگئی تھیں۔ کتابیں اس چمڑے پر بھی لکھی جاتی تھیں جس کی چونے سے دباغت کی جاتی تھی۔ اگر چمڑے کی چونے سے دباغت کی جاتی، تو وہ زیادہ خشکی پیدا کرتا ہے۔ بعد میں کوفی دباغت کا رواج چل نکلا۔ کیونکہ چمڑے کی دباغت کھجور سے کی جائے تو اس میں زیادہ نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔

کتاب الفہرست کے اخبارِ علما کے مقالہ اوّل کا پہلا فن ختم ہوا۔

والحمد للہ وحدہ

حواشی

۱؎ عرب عاربہ - وہ قدیم اور اصل عرب جن کی زبان اور نسب میں دوسروں سے اختلاط کی وجہ سے آمیزش پیدا نہیں ہوئی۔ (البستان)

۲؎ مدین۔ بحرِ قلزم پر تبوک کے بالمقابل واقع ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ مدین ایک قبیلہ کا نام بھی ہے۔ (معجم البلدان)

۲؎ یوم الظلہ :- یعنی شامیانے کا دن - یہ وہ دن ہے جس دن حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر شامیانے کی طرح عذاب الٰہی کے بادل چھا گئے تھے اور ساری قوم ہلاک ہو گئی تھی - (قرآن مجید سورہ شعرا ۲۶ رکوع ۱۰) کلمن بھی اسی روز یعنی یوم الظلہ کو ہلاک ہوا۔

۳؎ اے کلمون ! میرا سہارا ختم ہوا - اس لیے کہ تو آبادی کے عین وسط میں ہلاک ہو گیا۔

۴؎ قوم کے سردار کو موت نے آ دبوچا جب کہ وہ سائبان کے نیچے اقامت گزیں تھا۔

۵؎ اس سائبان نے ان کے گھر آگ برسادی اور ان کے گھر نابود ہو گئے۔

۶؎ بولان ، بصرہ سے جاتے ہوئے زائرین مکہ کے راستے میں پڑتا ہے۔ منقول ہے کہ اس مقام پر عرب گھات میں بیٹھ جاتے اور حاجیوں کے قافلے گذرتے تو ان کا مال و متاع لوٹ لیتے۔ یہ مقام بولان بن عمر و بن غوث بن لحی کی طرف منسوب ہے ۔ (معجم البلدان)

۷؎ انبار : ایک شہر ، جو بغداد سے بجانب مغرب دس فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے واقع ہے۔ قدیم اہل فارس اسے فیروز شاپور کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اس شہر کا بانی اول شاپور بن ہرمز ذوالاکتاف تھا۔ پھر پہلے عباسی خلیفہ ابوالعباس سفاح نے اس کی تجدید کی - اس میں عظیم الشان محل تعمیر کیے اور تادم مرگ وہ اسی شہر میں مقیم رہا۔ بلخ کے قریب بھی ایک شہر کا نام انبار ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر واقع ہے۔ (ایضاً)

۸؎ حیرہ ، یہ شہر کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام پر واقع تھا جسے اب نجف کہتے ہیں۔ کسی زمانہ میں بہرام فارس اس کے قریب سے بہتا تھا۔ (ایضاً)

۱۰؎ محمد بن اسحاق سے "الفہرست" کے مصنف مراد ہیں۔

۱۱؎ ایاد ، عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ یہ لوگ حضرت اسماعیل کی شاخ بنو سعد سے نسبت رکھتے ہیں۔ (اعلام المنجد)

۱۲؎ حیرہ کے قریب جب کوفہ آباد ہوا اور اہل حیرہ سے ، اعراب کی رسم و راہ پیدا ہوئی تو خط نبطی سے ملتا جلتا ایک خط ایجاد اور رائج ہوا جس کو حیری یا خط جزم کہتے ہیں ۔ (سبک شناسی

جلد ا صـ۹) اور کہتے ہیں۔ یہ خط کوفی ہے (ایضاً۔ بحوالہ فارسی ترجمہ الفہرست
حاشیہ صـ۹)

۱۳ے وزل صنعا کہاں واقع ہے۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا بات یہ ہے
"صنعا" دو مقام ہیں۔ ایک یمن میں ہے جو خاصا بڑا شہر ہے۔ ایک دمشق کے
قریب ہے جو چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو صنعا علاقہ یمن میں واقع ہے۔ اسے زمانۂ قدیم میں
"ازال" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ کیونکہ اس کی بنیاد صنعا بن ازال بن عبیر بن عابر بن
شالخ نے رکھی۔ اسے صنعا بھی کہتے تھے اور ازال بھی (معجم البلدان)

۱۴ے حدیدہ : زرگروں کے ایک آلہ کا نام ہے، یہاں مراد
ہے اس آلہ کے وزن کے برابر مقدار! یوں حدیدہ کسی خاص
پیمانہ کا نام نہیں ہے۔

۱۵ے سور، سوراء اور سورا۔ تین الگ الگ مقام ہیں۔ سور، بغداد کے ایک محلے کا نام ہے۔
سوراء (بضم سین سکون واؤ، پھر را اور الف ممدودا) بغداد کے قریب ایک جگہ ہے۔
ایک روایت کے مطابق خود یہی بغداد ہے۔ سوراء نام کا ایک مقام الجزیرہ میں بھی ہے
رہا سورا، تو یہ عراق میں واقع ہے۔ یہ شہر سریانیوں نے آباد کیا تھا۔ (معجم البلدان)
قبرستانِ مرتین کا مطلب یہ ہے کہ "مرتہ" ایک جگہ ہے جو واسط اور ربیعہ کے درمیان
نہرِ دقلا کے قریب واقع ہے۔ (معجم البلدان) فارسی ترجمہ میں، قاموس الاعلام ترکی کے
حوالے سے مرقوم ہے کہ سور یا سورا ایک قصبہ ہے، جو دجلہ کے قریب، عراق میں واقع
ہے۔ یہ سریانیوں کا مرکز تھا، اب ویران ہے۔

۱۶ے مسند، عربوں کے ایک رسم الخط کا نام ہے۔ جو اہل یمن کی طرف منسوب ہے اور اہل یمن
نے یہ خط ایرانیوں سے سیکھا۔ (سبک شناسی جلد اول صـ۹۳۔ بحوالہ فارسی ترجمہ)

۱۷ے مداد ایک خاص قسم کی روشنائی کو کہتے ہیں۔ (منتہی الارب)

۱۸ے "حبر" بھی ایک قسم کی روشنائی کو کہتے ہیں۔ (منتہی الارب)

۱۹ے نفاع۔ بفتح نون، اس کا معنی ہے سودمندی

۲۰؎ ہمارے ندیم ایسے ہیں کہ ہم ان کی باتوں سے کبھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ یہ حاضر و غیب ہر حالت میں امین اور لائق اعتماد ہیں۔

۲۱؎ وہ اپنے علم سے ہمیں ماضی کا علم عطا کرتے ہیں اور مشورہ، تادیب اور استواریٔ رائے سے بہرہ مند کرتے ہیں۔

۲۲؎ ان سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں اور نہ تہمت طرازی ہی کا خوف ہے۔ اس لیے ہمیں ان سے اپنے ہاتھوں اور انگلیوں کو زخمی ہونے سے بچانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

۲۳؎ اگر میں یہ کہوں کہ یہ ندیم زندہ ہیں تو میں جھوٹا نہیں ہوں گا اور اگر یہ کہوں کہ وہ مردہ ہیں تو جب بھی یاوہ گوئی نہیں کروں گا۔

۲۴؎ اور یہ سیاہ ہے جو مضامین کی سپیدی کو اسی طرح ظاہر کرتا ہے، جس طرح کہ شب رفتہ کی ظلمت سپیدۂ سحر کو ظاہر کرتی ہے۔

۲۵؎ میں نے تمھارے پاس بظاہر گونگے کو بھیجا ہے لیکن یہ آنکھوں ہی آنکھوں سے دل کے اسرار بتا دیتا ہے۔

۲۶؎ جب تک اس کے چہرے پر نقاب رہتی ہے وہ خاموش رہتا ہے اور جب نقاب اٹھتا ہے تو عقل و دانش سے بہرہ مند کرتا ہے۔

۲۷؎ یہ گوناگوں خبریں بہم پہنچاتا ہے جن کو سننے کے لیے صبح و شام ٹھٹ کے ٹھٹ لگے رہتے ہیں۔

۲۸؎ لوگ اس کی ملاقات سے مسرت حاصل کرتے ہیں اور ہموم و آلام چھٹ جاتے ہیں۔

۲۹؎ کسی دوسری مسرت کو اس کے برابر نہ سمجھو۔ جو کچھ تم چاہتے ہو، وہ سب اس نے گھیر رکھا ہے۔

۳۰؎ اللہ ان بھائیوں کا معاون و مددگار ہو، جنھوں نے افتقار بخشا۔ میں ان کے وصل و وفا سے بہت کچھ حاصل کر لیتا ہوں۔

۳۱؎ وہ نطق و گویائی سے کام لیتے ہیں اگرچہ ان کی زبانیں دکھائی نہیں دیتیں اور وہ سینے

ہیں چھپے ہوئے رازوں کو ڈھونڈ نکالنے میں ماہر ہیں۔

۳۲ے اگر میں عرب اور عجم کے علوم کو تلاش کرنا چاہوں تو یہ دفاتر مجھے اس سے آگاہ کر دیں گے۔

۳۳ے اور اس طرح بتائیں گے کہ گویا میں خود اسی زمانہ میں موجود ہوں، حالانکہ اس پر کئی قرن بیت چکے ہیں۔

۳۴ے یہ وہ خطیب ہیں کہ اگر میں ان سے بات سننا چاہوں تو یہ میری ہتھیلیوں پر چڑھ بیٹھیں اور اس طرح گویا ان دفاتر کے لیے میرا ہاتھ منبر بن جائے۔

۳۵ے میں نے ان کے ذریعے بہت سے لوگوں کو آزمایا۔ بلاشبہ ہر جوان کی عقل کا اندازہ آداب کے علم سے کیا جاتا ہے۔

۳۶ے میں نے کتنے ہی بد ذوق اور اکتا دینے والے ہم نشینوں کو اس کی وجہ سے شکست دی، حالانکہ بڑے سے بڑا لشکر بھی انھیں شکست نہیں دے سکتا تھا۔

۳۷ے اس سے مصنف "الفہرست" محمد بن اسحاق مراد ہے اور "کتاب الاوصاف والتشبیہات" اسی کی تصنیف ہے۔

۳۸ے نبط کا معنی ہے گہرائی، چشمے۔ زمین سے پانی کے اُبلنے کو بھی نبط کہتے ہیں۔ کسی بات کے عمق اور اصل حقیقت تک پہنچنے کو بھی نبط سے تعبیر کیا جاتا ہے کنوئیں سے جو پہلا پانی نکالا جاتا ہے اس پر بھی نبط کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسی نکتے کے باطنی معنی تک رسائی بھی نبط کہلاتی ہے۔ استنباط و اجتہاد بھی اسی سے ہے۔ یہاں "نبطی" سے ایک عجمی قوم مراد ہے جو بطائح سے آ کر عراقین میں آباد ہو گئی تھی۔ ان کے ہاں چونکہ پانی کی فراوانی تھی اس لیے نبطی کہلائی۔ اولاد شیث کو بھی "انباط" سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگ بھی وہیں آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ بعد ازاں یہ لفظ عام لوگوں اور ان کے باہمی اختلاط پر استعمال ہونے لگا۔ (اقرب الموارد او منتہی الارب)

۳۹ے سبابل۔ ایک قدیم شہر جس کے کھنڈرات، فرات کے کنارے حلہ کے قریب واقع ہیں اور بغداد کے جنوب مشرق میں ۱۶۰ کیلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ سولوابوم اموری نے ۲۱۰۵ ق م میں اس میں ایک خاندان آباد کیا جس کا ۱۹۰۰ ق م میں

چھٹا بادشاہ حمورابی تھا۔کئی قرن یہ شہر فلام کے ماتحت بھی رہا۔پھر اسے ۶۱۲ ق۔م میں سقوط نینوی کے بعد بخت نصر کا دارالخلافہ بنا لیا گیا۔

بابل کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے اور بائبل میں بھی ہے۔یہ شہر زمانہ قدیم میں بخصوص ،تہذیب ، علوم اور جادو وغیرہ کا مشہور گہوارہ رہا ہے۔

(اعلام المنجد)

نکلہ سوریا۔شام میں ایک جگہ کا نام ہے جو خناصرہ اور سلمیہ کے درمیان واقع ہے۔ (معجم البلدان) اب پورے ملک شام کو سوریا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

شکہ حرّان ایک شہر جو موصل ،شام اور روم کے راستہ پر واقع تھا۔اس کا نام دراصل ہاران تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران نے تعمیر کیا تھا اور انہی کے نام کی طرف منسوب تھا۔بعد ازاں معرب ہو کر "حرّان" میں بدل گیا۔ایک قول کی رو سے طوفانِ نوحؑ کے بعد حران پہلا شہر ہے جو روئے زمین پر تعمیر کیا گیا۔یہ شہر صابیہ کا مرکز تھا ،جو حرانی کہلاتے تھے۔حرّان ،حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عیاض بن غنم کے زیر کمان فتح ہوا۔ (معجم البلدان)

۲۲ یہ فرمان کس کے نام جاری کیا ؟ اس کا ذکر نہیں ۔نام کے بجائے مصنفِ کتاب نے نقطے ڈال دیئے ہیں۔

۲۳ مورید ، اس لفظ کا ترجمہ معلوم نہیں ہو سکا۔

۲۴ عابر بن شالخ ۔یہ فخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ (منتہی الارب)

۲۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں اور اس پورے جملے کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہے جو ان کو کوہ طور سے اترنے کے بعد پیش آیا۔

۲۶ ETYMOLOGIC علم مبادی و اشتقاق کلمات

۲۷ LITON یعنی سہل اور آسان۔

۲۸ "فینیکس" یونانی لفظ ہے ،جس کے معنیٰ فہرستِ کتب کے ہیں۔

۲۹ ۲۴۸ھ مراد ہے۔

۵۰ے بعلبک۔ ایک بہت بڑا شہر تھا اور پوری دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس کے اور دمشق کے درمیان تین دن کا فاصلہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق منجانب ساحل دمشق بارہ فرسخ کی مسافت پر واقع تھا۔ کہا جاتا ہے۔ "یہ بعل" اور "بک" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ بعل ایک بت کا نام تھا، جو رومیوں اور یونانیوں کے نزدیک بڑی عظمت کا حامل تھا۔ اور بک ایک آدمی کا نام تھا جس نے اس بت کو بنایا اور تراشا تھا منقول ہے کہ ۱۴ھ میں فتح دمشق کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح حمص کو جاتے ہوئے بعلبک سے گزرے تو وہاں کے باشندوں نے امان وصلح کی درخواست کی جو حضرت ابوعبیدہ نے منظور کر لی اور ان کے جان و مال اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری لی۔ علما و فضلا کی کثیر تعداد بعلبک سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی طرف منسوب ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے معجم البلدان)

۵۱ے لنکبردہ یا انکبردہ، لومبارڈی (LONBARdie) ہے جو اٹلی کے شمالی حصہ میں واقع ہے اور اس کا مرکز میلان (MILLAN) ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو، مقدمہ ابن خلدون ص۱۴۳۔ بحوالہ فارسی ترجمہ)

۵۲ے لساکسہ: ______ آج کل اسے شغطونیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ فرانس کے شمال میں واقع ہے۔ (ایضاً۔ ۱۴۷)

۵۳ے ثنویہ: یعنی مجوسی، جو کائنات میں خیر و شر اور نور و ظلمت کو دو تخلیقی عنصر تسلیم کرتے ہیں اسی لیے ان کے نزدیک یزداں بھی پرستش کے لائق ہے اور اہرمن بھی ان کے نقطۂ نگاہ سے تاریکی اور روشنی میں ہمیشہ سے آویزش جاری ہے لیکن فتح آخر نور اور خیر کی ہوگی (الملل والنحل شہرستانی) جلد دوم تصحیح و تعلیقات شیخ احمد فہمی ص۷۲ مطبوعہ مصر ۱۳۶۷ھ، ۱۹۴۸ء

۵۴ے سمنیہ: ہندوؤں کا ایک گروہ۔

(ایضاً)

۵۵ے منانی: مانی کے معتقدین کو منانی کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیلات آگے آئیں گی۔

۵۶ ماوراءالنہر۔ اس سے وہ علاقہ مراد ہے جو دریائے جیحون کے اس پار واقع تھا۔ یہ علاقہ حدود خراسان میں تھا۔ جو علاقہ اس کے مشرق میں واقع تھا اسے بلاد ہیاطلہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ دور اسلام میں اسے ماوراءالنہر کا نام دیا گیا۔ اس کے مغربی جانب کے علاقہ کو خراسان اور ولایت خوارزم کہا جاتا تھا (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان)

۵۷ سمرقند: عرب اسے سمران کہتے ہیں۔ یہ ایک مشہور شہر ہے جو ماوراءالنہر میں علاقہ صغد میں واقع ہے۔ کہتے ہیں یہ شہر ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔ (تفصیلات کے لیے معجم البلدان دیکھیے) اب یہ علاقہ روس کے قبضہ میں ہے۔

۵۸ مرقیونیہ: یہ لوگ مرقیونی کے پیرو تھے۔ ان کا زمانہ ولیمانیہ سے پہلے کا ہے (الملل والنحل شہرستانی) ان کے حالات آگے آئیں گے۔

۵۹ صغد: (بضم صاد اور سکون غین) اسے سغد (سین کے ساتھ) بھی کہتے ہیں۔ سمرقند میں بخارا کے قریب ایک نہایت سرسبز وشاداب مقام۔

(معجم البلدان)

۶۰ قرنکث: اس نام کا کوئی شہر کسی کتاب میں نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے یہ لفظ کبوذنجکث ہے۔ یہ ایک شہر تھا جو سمرقند سے چھ میل کی مسافت پر واقع تھا۔ (ملاحظہ ہو، معجم البلدان جلد ۳ بضمن کبوذنجکث)

۶۱ سودان: افریقہ میں ایک بہت بڑا قطعہ ارض ہے۔ جہاں سیاہ فام لوگ آباد ہیں اور وہ کئی مملکتوں سے مرکب ہے۔ (قاموس الاعلام ترکی ذیل لفظ سودان)

۶۲ نوبہ: اس کا اطلاق ان بلاد پر ہوتا ہے جو شمالی افریقہ کی مشرقی سمت میں واقع ہیں دریائے نیل اس کے حدود سے گزرتا ہے اس کے باشندے عربی زبان بھی بولتے ہیں اور افریقی بھی ہیں (اعلام المنجد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نوبہ کی تعریف کی ہے۔ (معجم البلدان)

۶۳ بجہ یا بجا: یہ جگہ سرزمین مصر وحبشہ اور دریائے نیل و دریائے احمر کے درمیان واقع ہے اور بہت سے قبائل کا مسکن ہے (قاموس الاعلام ترکی ومعجم البلدان)

۶۴ زغاوہ۔ (بفتح زا و فتح واؤ) کہتے ہیں۔ یہ جنوب مغربی افریقہ میں ایک شہر ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ جنوب مغربی افریقہ کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ابو منصور کہتا ہے۔ زغاوہ سوڈان ہی کی ایک قسم ہے۔ جہلبی کا کہنا ہے کہ زغاوہ کے دو شہر ہیں۔ ایک کا نام مانان ہے اور دوسرے کا ترازکی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ یہ ایک عظیم سلطنت ہے۔ جو ممالک سوڈان میں حد مشرق تک پھیلی ہوئی ہے اور مملکت نوبہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ (معجم البلدان

۶۵ مرادہ یا مردہ۔ نوبہ کے جنوب میں واقع ہے (قاموس الاعلام ترکی)

۶۶ استان:۔ لغت اور جغرافیہ کی کسی کتاب میں استان نام کے کسی ملک کا ذکر نہیں۔ البتہ سوڈان میں اوشنانتی نام کا ایک حصۂ زمین ہے جو مغربی افریقہ میں واقع ہے اور جس کے شمال میں سوڈان پڑتا ہے (قاموس الاعلام ترکی)

۶۷ بربر:۔ یہ جبال مغرب میں بے شمار قبیلوں اور جماعتوں میں پھیلے ہوتے ہیں۔ ان کا پھیلاؤ، برقہ سے شروع ہو کر مغرب اور بحرِ محیط کے آخری کناروں تک چلا گیا ہے اور جنوب میں ان کی وسعت نے بلاد سوڈان تک رسائی حاصل کر لی ہے (معجم البلدان)

۶۸ بلغز:۔ اس نام کا کوئی شہر کتبِ لغت یا جغرافیہ میں دستیاب نہیں ہوا۔ ممکن ہے اس سے صربستان کے لوگ مراد ہوں جن کا پایہ تخت بلغراد تھا اور ان کا مولد کوہستانِ کارپات تھا اور وہ باشندگانِ بلغار کے ساتھ اختلاط و امتزاج رکھتے تھے (قاموس الاعلام ترکی)

۶۹ بلغار:(بضم با و سکون لام) یہ تاتار تھے جو جبال و بلاد میں سکونت پذیر تھے اور ان کے یہ علاقے انتہائی سرد تھے۔ بلغار کے بادشاہ اور وہاں کے باشندوں نے عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے عہدِ حکومت میں اسلام قبول کیا (معجم البلدان)

۷۰ برغز:۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں مسعودی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شہر برغز دریائے مانطس کے ساحل پر واقع ہے اور خلیجِ قسطنطنیہ سے متصل ہے۔

۷۱ خزر:۔ یہ ایک ترک قوم ہے (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان)

۷۲ آلان:۔ یہ ایک قوم ہے جو ابتدائی عیسوی سالوں میں وسطی ایشیا سے آکر جنوب

مشرقی روس میں سکونت پذیر ہو گئی تھی اور اسی میں سے ایک گروہ قفقاز میں آ گیا تھا۔
(معجم البلدان۔ قاموس الاعلام ترکی)

۷۳ہ تورزونیہ:۔ یہ نام لغت وجغرافیہ کی کسی کتاب میں نہیں ملا ممکن ہے یہ تَوَّزْ (بفتح تاو تشدید واو وفتح واو) ہو جو فارس کے ایک شہر کا نام ہے۔ (معجم البلدان)
یا توزین جسے تیزین بھی کہا جاتا ہے اور یہ حلب کے ایک گاؤں کا نام ہے (معجم البلدان)

۷۴ہ قبق:۔ (بفتح قافِ اول وسکونِ با وسکونِ قاف آخر)، یہ ایک وسیع سلسلۂ کوہستان ہے جو بلادِ آلان سے شروع ہو کر آرمینیہ کی آخری سرحد تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ ابن فقیہ کے بقول اس سلسلۂ کوہ میں بہتر (۷۲) زبانیں بولی جاتی ہیں جو ایک دوسری سے مختلف ہیں اور کوئی صاحبِ زبان بھی بغیر ترجمان کے دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔ کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ کوہ پانچسو فرسخ پر وسعت پذیر ہے اور بلادِ روم سے ملتا ہوا خزر اور آلان کی سرحدوں تک چلا گیا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا سلسلہ کوہستان ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان سے لے کر شام تک بلکہ لبنان تک ممتد ہے۔ (تفصیلات کے لیے معجم البلدان کی طرف رجوع کیجیے) قاموس الاعلام ترکی میں ہے کہ عرب جغرافیہ دان اسے سلسلۂ کوہستانِ قفقاز قرار دیتے ہیں۔

۷۵ہ مغرب:۔ مغربی جغرافیہ دانوں کے نزدیک مصر کو مستثنیٰ کر کے تمام سواحلِ شمالی افریقہ یعنی طرابلس الغرب، تونس، الجزائر حتیٰ کہ اندلس پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے
(قاموس الاعلام ترکی)

۷۶ہ ابن اغلب یا بنو اغلب:۔ ایک حکومت تھی جس کی تاسیس تیونس اور الجزائر میں ہوئی اور جو دولت عباسیہ کے تابع تھی۔ اس کا موسس ابراہیم بن اغلب تھا جس کو ۱۸۴ھ میں ہارون الرشید کی طرف سے اس نواح کا فرمانروا مقرر کیا گیا تھا۔

۷۷ہ کُرز:۔ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو دربند کی پشت پر واقع تھا اور یہ اپنے بانی — کرز — کے نام سے موسوم تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ کرز، الکرز، خزر، صقلب اور بلنجر یافث بن نوح کے بیٹے تھے۔ ان میں سے جو جس مقام پر آباد ہوا، وہ مقام اسی کے نام سے موسوم

ہولیا۔ (معجم البلدان)

۷۸ھ شروان۔ قفقاز کا ایک شہر، جو بحر خزر کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔
(قاموس الاعلام ترکی)

۷۹ھ زرزق۔ جغرافیہ اور لغت کی کسی کتاب میں یہ لفظ نہیں ملا۔ ممکن ہے۔ یہ لفظ رزنوج (رزرتوق) ہو جو ترکستان میں خجند کے بالائی حصہ میں ایک شہر رمقام ہے یا زوذرق ہو، جو کوہستان ارمنستان اور آذربائیجان کے درمیان واقع تھا اور جہاں کے باشندے ارمنی ہیں۔ (قاموس الاعلام ترکی معجم البلدان)

۸۰ھ یہ ہارون الرشید کے دو بیٹوں امین اور مامون کی لڑائی کی طرف اشارہ ہے۔ اس لڑائی میں بغداد کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ یہ لڑائی ۱۹۴ھ میں ہوئی تھی۔ امین کا نام محمد تھا اور یہ زبیدہ کے بطن سے تھا۔ اس لیے محمد بن زبیدہ کے نام سے معروف تھا۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ۔ جلد دہم ص۲۲۴)

مقالہ اول

دوسرا فن

جو

ان دینی کتابوں پر مشتمل ہے جو مسلمانوں اور دیگر اصحاب مذاہب پر نازل کی گئیں

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ قدیم نوشتوں سے مجھے ایک کتاب دستیاب ہوئی ہے جس کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتب خانۂ مامون کی کتاب تھی۔ مصنف کتاب نے اس میں صحف کے نام، ان کی تعداد، آسمانی کتابوں اور ان کے مبلغین کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کو زیادہ تر جہلاء عوام ہی مرکز تصدیق اور ہدف اعتقاد ٹھہراتے ہیں۔ میں اس کتاب کے اسی حصہ کا ذکر کروں گا جو میری اس کتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں جو قابل ذکر حکایت ہے وہ کتاب ہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

امیر المومنین ہارون ــــ میرا خیال ہے اس سے رشید مراد ہے ــــ کا غلام احمد بن عبد اللہ بن سلام کہتا ہے کہ میں نے کتاب الصحف کا ترجمہ کیا ہے اور حنفاء وہ ابراہیمی صابی ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ صحف کے حامل بنے۔

یہ ایک مفصل اور طویل کتاب ہے۔ میں نے اختصار سے اس کے ضروری حصے چھانٹ لیے ہیں تاکہ ان کے باہمی اختلاف و افتراق کے اسباب و وجوہ معلوم اور واضح ہو سکیں۔ علاوہ ازیں میں نے اس پر قرآن پاک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور اہل کتاب میں سے نعمت اسلام سے متمتع ہونے والوں ــ جیسے عبد اللہ بن سلام اور یامین بن یامین، وہب بن منبہ، کعب احبار، ابن تیہان اور دیگر علماء ہیں ــ سے

جو ضروری اور مستند آثار و دلائل منقول ہیں ان کا اضافہ کر دیا ہے۔

احمد بن عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں نے اس کتاب کے ابتدائی حصے کا اور ان مقامات کا جو صحف، تورات، انجیل، انبیاء اور ان کے تلامذہ کی کتابوں سے متعلق موضوع پر مشتمل ہیں، اہلِ کتاب کی زبانوں۔ یعنی عبرانی، یونانی اور صابی زبانوں۔ سے عربی زبان میں حرف بحرف ترجمہ کیا ہے اور اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں تحریف کا کوئی پہلو پیدا نہ ہو جائے، لفظی تحسین و تزیین سے گریز کیا۔ اس کتاب کے ترجمہ میں، میں نے کوئی کمی بیشی نہیں کی: بجز ان مقامات کے کہ یہاں مثلاً کتاب کی زبان میں تو ایک لفظ مقدم ہے لیکن عربی ترجمہ میں اس کو مؤخر کیے بغیر جملہ کے در و بست اور سیاق عبارت کے تقاضے پورے نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح ایک شی مؤخر ہے مگر عربی میں اس کو مقدم کیے بغیر جملے کی صحت و استواری قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک شخص کہتا ہے "ات مایم تان" اس کا عربی ترجمہ "ماہ ہات" ہے لیکن یہاں میں نے لفظ "ماہ" کو مؤخر اور لفظ "ہات" کو مقدم (یعنی ہات ماہ) کر دیا۔ کسی بھی زبان کو عربی میں منتقل کیا جائے گا تو جملے کی درستی اور عبارت کی صحت و استواری کے لیے اسی اصول کو پیشِ نگاہ رکھا جائے گا۔ اس صورت حال کے علاوہ جو میں نے بیان کی ہے پناہ بخدا۔ نہ کسی چیز کا اضافہ کیا گیا ہے اور نہ کسی شی میں کمی کی گئی ہے۔

دوسری جگہ وہ کہتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان میں سے تین سو پندرہ وہ ہیں، جن پر بالمشافہ نزولِ وحی ہوا۔ وہ تمام کتابیں جو اللہ نے ان پر نازل فرمائیں ان کی تعداد ایک سو چار ہے۔ ان میں سے ایک سو صحف ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ اولین کتاب جو اللہ نے نازل کی، صحفِ آدم ہے جو اکیس صحف پر مشتمل ہے۔ دوسری کتاب اللہ نے حضرت شیث علیہ السلام پر اتاری جو انتیس صحف پر محتوی ہے۔ تیسری کتاب اللہ تعالیٰ نے اخنوخ نبی۔ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ یہ کتاب اپنے دامن میں تیس صحف کو گھیرے ہوئے ہے۔ چوتھی کتاب حضرت

ابراہیم علیہ السلام پر اتاری گئی۔ وہ دس صحیفوں کو محیط ہے۔ پانچویں کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری یہ دس صحیفوں پر مشتمل ہے۔ یہ کل پانچ کتابیں اور ایک سو صحیفے ہوتے۔

دس صحیفوں کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جو دس الواح پر مشتمل تھی۔ بقول احمد بن عبد اللہ کے، یہ الواح سبز رنگ کی تھیں، اور ان کی تحریر سورج کی شعاعوں کی مانند سرخ تھی۔ احمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہودی ان صفات کو تسلیم نہیں کرتے۔

احمد کہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اترے تو اپنی قوم کو گوسالہ پرستی کرتے پایا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے الواح پھینک دیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔ پھر آپ کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ان الواح کو ان کی پہلی حالت میں بدل دے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ میں اسے انہی الواح میں واپس لوٹا دوں گا اور اللہ نے ایسا ہی کر دیا۔ ان میں سے ایک لوحِ میثاق تھی۔ اور دوسری لوحِ شہادت۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر مزامیر نازل فرمائے جو زبور سے تعبیر ہیں اور یہود و نصاریٰ کے ہاں متداول ہیں۔ یہ مزامیر کل ڈیڑھ سو ہیں۔

یہودیوں کی کتاب تورات پر گفتگو جو ان میں متداول ہے اور اُن کے علما اور مصنفین کے واقعات و اخبار

میں نے اس سلسلہ میں ایک یہودی فاضل سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر پانچ اخماس کے مجموعے کی شکل میں تورات نازل کی۔ ہر خمس دو سفر اور ہر سفر متعدد فراسات پر منقسم ہے۔ فراسہ کا معنیٰ سورت ہے۔ پھر ہر فراسہ البسوقات پر منقسم ہے۔ السوقات کا معنیٰ آیات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ایک اور کتاب بھی

ہے، جیسے مشنا کہتے ہیں۔ یہودیوں کا علم فقہ، شرائع اور احکام اسی سے ماخوذ ہیں، یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو کسلانی اور عبرانی زبان میں ہے۔ تورات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی یہ کتابیں ہیں۔ کتاب یہوسع، کتاب سفطی، کتاب شمویل، کتاب سفر اشعیا، کتاب سفر ارمیا، کتاب سفر حزقیل، کتاب ملکی۔ یہ سفر داؤد اور اصحاب داؤد ہے، اور تفسیر ملخوہالملوک کے نام سے معروف ہے۔

کتاب الانبیا چھوٹے چھوٹے بارہ اسفار سے عبارت ہے۔ ان کی اور بھی کتابیں ہیں جنھیں بطلات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جو انبیا علیہم السلام کی آٹھ کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ علاوہ ازیں درج ذیل کتابوں کا شمار بھی کتب انبیا میں ہوتا ہے۔

کتاب عوور[1]، کتاب دانیال، کتاب ایوب، کتاب سیر سیرین، کتاب احا، کتاب روث، کتاب قوحلت، کتاب زبور داؤد، کتاب امثال سلیمان، کتاب دیوان الایام، اس میں سیرت ملوک اور ان کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ کتاب عشوارش، جو مجلہ کے نام سے موسوم ہے۔

عبرانی زبان میں مہارت رکھنے والے یہودی فضلا وعلما میں سے ۔جس کے بارے میں یہودیوں کا کہنا ہے کہ اس کی ٹکر کا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔۔۔ فیومی ہے۔ اس کا نام سعید اور ایک قول کے مطابق سعدیا ہے۔ یہ ہمارا قریب العہد ہے اور ہمارے زمانہ کے کچھ لوگوں نے اسے دیکھا بھی ہے۔ اس کی یہ کتابیں ہیں:۔

کتاب المبادی، کتاب الشرائع، کتاب تفسیر اشعیا، کتاب تفسیر التورات متن بلا شرح، کتاب لاماشین۔ یہ کتاب دس مقالات پر محتوی ہے۔ کتاب تفسیر احکام داود، کتاب تفسیر النکت، یہ کتاب حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور کی تفسیر ہے۔ کتاب تفسیر السفر الثالث من النصف الآخر من التوراۃ۔ یہ مشروح ہے۔

کتاب تفسیر کتاب ایوب،

کتاب اقامت الصلوات والشرائع۔

کتاب العبور، یہ تاریخ سے متعلق ہے۔

نصاریٰ کی انجیل کے بارے میں گفتگو
ان کی کتابیں، علما اور مصنفین

میں نے یونس قس سے، جو ایک عالم وفاضل شخص ہے، ایسی کتابوں کے بارے میں سوال کیا، جنھیں وہ قابل تغیر اور لائق عمل ٹھہراتے ہیں اور جو عربی زبان میں بھی منتقل ہو چکی ہیں، اس نے جواب دیا۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب الصورۃ ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے۔

صورۃ العتیقہ اور صورۃ الحدیثہ۔ اس نے بتایا کہ یہودیوں کے نقطہ نظر سے سند قدیم کا استحقاق صرف صورت عتیقہ کو حاصل ہے اور عیسائیوں کی رو سے صورت حدیثہ کو۔ اس نے مزید بتایا کہ عتیقہ چند کتابوں سے استناد کرتا ہے جن میں اولین حیثیت تورات کو حاصل ہے اور وہ اسفار خمسہ ہیں۔

کتاب محتوی جو مندرجہ ذیل چند کتابوں کا مجموعہ ہے۔

کتاب یوسع بن نون، کتاب الاسباط، جسے کتاب القضاۃ بھی کہتے ہیں۔ کتاب شاویل وقینیتہ داؤد، کتاب اخبار بنی اسرائیل، کتاب تفنیۃ رعوث، کتاب سلیمان بن داؤد فی الحکم، کتاب توھلت، کتاب سیر سیرین، کتاب حکمۃ صویسع بن سیرخ، کتاب الانبیاء جو ان چار کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتاب اشعیا النبی علیہ السلام، کتاب ارمیا النبی علیہ السلام، کتاب الاثنی عشر نبیا علیہم السلام اور کتاب حزقیل۔

کتاب الصورۃ الحدیثۃ اناجیل اربعہ کا مجموعہ ہے۔ کتاب انجیل متی، کتاب انجیل مرقس، کتاب انجیل لوقا، کتاب انجیل یوحنا، کتاب الحواریین جو فراکسیس کے نام سے معروف ہے۔ کتاب بولس السلیح۔ یہ چوبیس رسائل پر مشتمل ہے۔

نصاریٰ کے ایک گروہ کی کتابیں فقہ اور احکام کے موضوع سے متعلق ہیں جن میں کتاب سیہودس المغربی والمشرقی شامل ہے اور ان دونوں کتابوں میں سے ہر کتاب

احکام کی چند کتابوں پر مشتمل ہے۔

ان کے علمائے شریعت دفتویٰ میں سے ایک شخص ابن بہریز ہے جس کا نام عبدیشوع ہے۔ وہ ابتدا میں حرّان کا مطران تھا۔ پھر موصل اور حزّہ کا مطران مقرر ہوا۔ یہ کئی رسائل و کتب کا مصنف ہے، جن میں سے ایک کتاب المرقس یعقوبی معروف بہ بادوی ہے۔ یہ کتاب ان دو مراسلوں کے جواب میں ہے جو مرقس نے ابن بہریز کو مسئلۂ ایمان سے متعلق لکھے اس میں وحدانیتِ اقنوم کا ابطال کیا گیا ہے جس کے یعقوبیہ اور ملکیہ قائل ہیں۔ ابن بہریز کا فلسفہ، فلسفۂ اسلامی سے قریب تر تھا۔ اس نے منطق اور فلسفہ کی متعدد کتابوں کا ترجمہ کیا۔

گروہ نصاریٰ میں کا ایک شخص فیثون ہے جو تمام مترجمین میں سے صحیح ترین مترجم و مفسر ہے اور عبارت و الفاظ کی تحسین و تنمین میں سب پر فوقیت رکھتا ہے۔

تیادورس، یوشع بخت، حزقیل، طاثاوس اور یوسع بن بد، یہ سب مترجم و مفسر ہیں۔ ہم مقالۂ علوم قدیمہ میں ان کے واقعات بتفصیل بیان کریں گے۔

علمائے نصاریٰ میں ایک شخص تاو مارھادی ہے۔ اس کا ایک مراسلہ ہے جو اس نے اپنی بہن کو لکھا۔ اس میں وہ واقعات بیان کیے گیے ہیں جو اسکندریہ میں اس کے اور اس کے مخالفین، نیز اس کے اور لالیا مطرانِ دمشق کے درمیان پیش آتے۔ اس کی تصنیف کتاب الدعاء ہے۔ ان میں ایک شخص ابوعزہ اسقفِ ملکیہ حران ہے اس کی ایک کتاب، اسطورس رئیس کے رد میں ہے۔ ایک گروہ نے خود اسے بھی ہدفِ معرضِ نقص ٹھہرایا ہے۔

حواشی

ل معلوم ہوتا ہے اس سے کتاب عزیر مراد ہے۔

۲۔ عہد نامہ قدیم ،

۳۔ عہد نامہ جدید ،

۴۔ حران۔ اس کے بارے میں بتایا جا چکا ہے ۔

۵۔ مطران ۔ اسے مطران النصاریٰ کہتے ہیں۔ یعنی عیسائیوں کا بزرگ اور رئیس (منتہی الارب) مطران بطرک سے کم درجے کا اور اسقف سے اونچے درجے کا ہوتا ہے (اقرب الموارد)

۶۔ موصل (بفتح میم وکسر صاد) عالم اسلام کا ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر شہر۔ اسے موصل کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی مختلف وجوہ منقول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ دجلہ اور فرات کے درمیان حد وصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ عراق اور الجزیرہ کے درمیان واقع ہے۔ تیسرے یہ کہ سنجار اور حدیثہ کے درمیان پڑتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اسے جس بادشاہ نے تعمیر کیا ۔ اس کا نام موصل تھا۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھیے۔)

۷۔ حرہ ۔ سیاہ اور پرانے سنگریزوں والی زمین کو کہتے ہیں۔ بلاد عرب میں اس قسم کے متعدد قطعات ارض ہیں جو مدینہ سے شام کو جاتے ہوئے راستے میں آتے ہیں اور یہ حرہ اوطاس، حرہ تبوک اور حرہ تقدہ وغیرہ سے موسوم ہیں۔ معجم البلدان میں اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ابن بہریز (عبدیشوع) انہی حرات میں سے ایک حرہ کا مطران تھا۔

مقالہ اوّل

تیسرا فن

یہ فن اس کتاب پاک کے فضائل پر مشتمل ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ"[1]

نیز اس میں اس کتاب سے متعلق تصنیف شدہ کتابوں کا تذکرہ اور قرأت سبعہ کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ قراء کے کوائف و احوال اور ان کی تصانیف کی تفصیلات مندرج ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ہم سے ابوالحسن محمد بن یوسف ناقط نے، اس سے یحییٰ بن محمد ابوالقاسم نے، اس سے سلیمان بن داؤد ہاشمی نے، اس سے ابراہیم بن سعد نے، زہری کی روایت سے اور زہری نے عبید بن سلف سے روایت کیا کہ مجھ کو زید بن ثابت نے بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت عمرؓ بن خطاب بھی تشریف فرما تھے۔ مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ کے معرکہ میں قرائے قرآن کثرت سے قتل ہوئے ہیں مجھے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ہر جگہ قرائے قرآن کو اسی طرح نابود کر دیا گیا تو قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ اس بنا پر میری خواہش ہے کہ اس وقت جمع قرآن کا اہتمام کر لیا جائے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ میں وہ کام کیونکر انجام دوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام نہیں دیا۔ عمرؓ نے جواب دیا۔ بخدا یہ کام خیر کا حامل ہے۔ حضرت عمرؓ اس باب میں مجھ سے مسلسل بحث و تکرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور میں حضرت عمرؓ کی رائے کا حامی ہو گیا۔ زید بن ثابت کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا آپ عاقل و فہیم نوجوان ہیں اور

کسی فعلِ قبیح کی تہمت سے متہم بھی نہیں ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ جائیے تلاش و جستجو سے کام لیجیے اور اسے بہرصورت جمع کر ڈالیے۔
زید کہتے ہیں۔ بخدا پہاڑ کا اپنی جگہ سے ہٹا ڈالنا میرے نزدیک اتنا مشکل اور دشوار نہ تھا جس قدر کہ قرآن کا جمع کرنا۔
میں نے اسے مختلف اوراق سے، سفید پتھر کے ٹکڑوں سے، کھجور کی چوڑی چھکلی شاخوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا حتی کہ سورہ توبہ مجھے ابوخزیمہ انصاری سے دستیاب ہوئی۔ ان کے علاوہ میں نے اسے کسی کے ہاں نہیں پایا (لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم) سورت کی ان آخری آیات تک پوری سورت ابوخزیمہ انصاری سے ملی۔ قرآنِ پاک کے یہ جمع شدہ صحیفے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی میں ان کے پاس رہے، جب اللہ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا تو حضرت عمرؓ کے قبضہ میں رہے جب اللہ نے ان کو بھی اٹھا لیا تو پھر ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔
محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ثقہ اور قابلِ اعتماد راوی کی روایت کے مطابق حذیفہ بن یمان عراق سے، حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آئے اور کہا۔
قبل اس کے کہ اس امت میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اپنی کتاب (قرآن پاک) کے بارے میں اختلاف رونما ہو جائے آپ اسے سنبھال لیجیے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں قرآن مجید کے جمع شدہ نسخے بھیج دیجیے تاکہ ہم ان سے چند نسخے نقل کر لیں پھر آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہ نے انھیں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا اور حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو نقل کرنے پر مامور کیا اور انھوں نے اسے مصاحف میں نقل کر لیا۔ حضرت عثمان نے قریش کی ایک جماعت سے کہا۔ جب تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن سے متعلق کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو تم اسے قریش کی زبان میں لکھو۔ کیونکہ

یہ قریش کی زبان میں نازل کیا گیا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جب قرآن مجید متعدد نسخوں کی صورت میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے نسخے واپس کر دیئے اور اس سے قرآن کی جو نقلیں تیار کی گئی تھیں وہ مملکت کے تمام گوشوں میں بھجوا دیں اور حکم جاری کر دیا کہ اس کے سوا قرآن کے ہر نسخہ کو نذرِ آتش کر دیا جائے۔

مکہ اور مدینہ میں نزولِ قرآن اور اُس کی ترتیب

مجھ سے ابوالحسن محمد بن یوسف نے بیان کیا۔ اس کو ابوعبداللہ محمد بن غالب نے بتایا۔ اور اس سے ابومحمد عبداللہ بن حجاج مدینی نے جو ۲۹۹ھ میں مدینہ سے آیا تھا بیان کیا کہ ہم سے بکر بن عبدالوہاب مدینی نے بیان کیا۔ اس سے محمد بن عمر واقدی نے کہا۔ اس کو معمر بن راشد نے بتایا۔ اس نے زہری سے بیان کیا اور زہری نے محمد بن نعمان بن بشیر سے روایت کیا کہ "اقراء باسم ربک الذی خلق" سے "علم الانسان مالم یعلم" تک سب سے پہلی آیاتِ قرآن ہیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئیں۔ پھر سورۂ نون والقلم۔ پھر سورۂ یاایھا المزمل ــــ اس کا آخری حصہ مکہ کے راستہ میں نازل ہوا اور پھر سورۂ مدثر آتاری گئی۔

مجاہد کی روایت یہ ہے کہ تبت یدا ابی لھب اتری۔ پھر اذا الشمس کورت۔ پھر سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ پھر الم نشرح لک صدرک۔ پھر والعصر۔ پھر والفجر۔ پھر والضحیٰ۔ پھر واللیل۔ پھر والعادیات ضبحا۔ پھر انا اعطینک الکوثر۔ پھر الھاکم التکاثر۔ پھر ارایت الذی۔ پھر قل یاایھا الکافرون پھر الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ پھر قل ھو اللہ احد۔ پھر قل اعوذ برب الفلق۔ پھر قل اعوذ برب الناس۔ ایک قول کے مطابق سورۂ قل اعوذ برب الناس مدنی ہے۔ پھر والنجم۔ پھر عبس وتولیٰ۔ پھر انا انزلناہ۔ پھر والشمس وضحاھا۔ پھر والسماء ذات البروج۔ پھر والتین والزیتون

پھر لایلاف قریش ۔پھر القارعۃ ۔پھر لا اقسم بیوم القیامہ ۔پھر ویل لکل ھمزۃ۔
پھر والمرسلات ۔پھر ق والقرآن ۔پھر لا اقسم بھذا البلد ۔پھر الرحمٰن ۔پھر
قل اوحی ۔پھر یٰس ۔پھر المص ۔پھر تبارک الذی ۔پھر نزل الفرقان ۔پھر سورۃ
الملائکہ ۔پھر الحمد للہ فاطر ۔پھر سورۃ مریم ۔پھر سورۃ طٰہٰ ۔پھر اذا وقعت
الواقعہ ۔پھر طسم الشعراء پھر طس ۔پھر دوسری طسم ۔پھر سورۃ بنی اسرائیل۔
پھر سورۃ ھود ۔پھر سورۃ یوسف ۔پھر سورۃ یونس ۔پھر سورۃ الحجر ۔پھر سورۃ
والصافات ۔پھر سورہ لقمان اس کا آخری حصہ مدنی ہے۔ اس کے بعد
سورۃ قد افلح المؤمنون ۔ پھر سبا ۔پھر سورۃ الانبیاء ۔پھر سورۃ الزمر۔
پھر سورۃ حم المؤمن ۔ پھر سورۃ حم السجدۃ ۔ پھر حم عسق ۔پھر حم الزخرف
پھر حم الدخان ۔پھر حم الشریعۃ ۔پھر حم الاحقاف ۔ اس کی چند آیات
مدنی ہیں ۔پھر والذاریات ۔ پھر ھل اتاک حدیث الغاشیہ ۔پھر سورۃ
الکہف ۔اس کا آخری حصہ مدنی ہے پھر الانعام ۔اس کی چند آیات مدنی ہیں پھر سورۃ
النحل اس کا آخری حصہ مدنی ہے ۔پھر سورۃ نوح ۔پھر سورۃ ابراھیم ۔پھر سورۃ سجدہ
پھر والطور ۔ پھر تبارک الذی بیدہ الملک ۔ پھر الحاقہ ۔ پھر سأل
سائل ۔پھر عم یتساءلون ۔ پھر والنازعات ۔پھر اذا السماء انفطرت ۔پھر اذا السماء
انشقت ۔پھر روم ۔ پھر عنکبوت ۔ پھر ویل للمطففین کہا جاتا ہے کہ یہ سورہ
مدنی ہے ۔ پھر اقتربت الساعۃ وانشق القمر ۔پھر والسماء والطارق۔

وہ کہتے ہیں ۔ مجھ سے ثوری نے بیان کیا۔ انھوں نے فراس سے اور فراس
نے شعبی سے روایت کیا کہ ان آیات کے علاوہ سورۃ النحل مکہ میں نازل ہوئی ۔وان
عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ۔

ابن جریج نے عطا خراسانی سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے
روایت کی کہ مکہ میں پچاسی اور مدینہ میں اٹھائیس سورتیں نازل ہوئیں۔

مدینہ میں یہ سورتیں نازل ہوئیں ۔ البقرہ ۔ الانفال ۔ پھر الاعراف ۔

پھر آل عمران۔ پھر الممتحنہ۔ پھر النساء۔ پھر اذا زلزلت۔ پھر الحدید۔ پھر الذین کفروا۔ پھر الرعد۔ پھر ھل اتی علی الانسان۔ پھر یاایھا النبی اذا طلقتم النساء۔ پھر لم یکن الذین کفروا۔ پھر الحشر۔ پھر اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ پھر النور۔ پھر الحج۔ پھر المنافقون۔ پھر المجادلہ۔ پھر الحجرات پھر یاایھا النبی لم تحرم۔ پھر الجمعہ۔ پھر التغابن۔ پھر الحواریین۔ پھر الفتح۔ پھر المائدہ۔ پھر التوبہ۔

کہتے ہیں معوذات مدینہ میں اتریں اس کے بعد باقی قرآن نازل ہوا۔

ترتیبِ قرآن مصحف عبداللہ ابن مسعودؓ میں

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ میں نے مصحف عبداللہ بن مسعود میں قرآن کی سورتوں کی ترتیب اس شکل میں لکھی ہوئی پائی۔ البقرہ۔ النساء۔ آل عمران المص۔ الانعام۔ المائدہ۔ یونس۔ براۃ۔ نحل۔ ھود۔ یوسف بنی اسرائیل الانبیا۔ المومنون۔ الشعراء۔ الصافات۔ الاحزاب۔ القصص۔ النور الانفال۔ مریم۔ العنکبوت۔ الروم۔ یٰس۔ الفرقان۔ الحج۔ الرعد۔ السبا الملائکہ۔ ابراھیم۔ ص۔ الذین کفروا۔ القمر۔ حوامیم۔ سبحان حم المومن۔ حم الزخرف۔ السجدہ۔ الاحقاف۔ الجاثیہ۔ الدخان انا فتحنا۔ الحدید۔ سبح الحشر۔ تنزیل السجدہ۔ ق۔ الطلاق۔ الحجرات تبارک الذی بیدہ الملک۔ التغابن۔ المنافقون۔ الجمعہ۔ الحواریین قل اوحی۔ انا ارسلنا نوحا۔ المجادلہ۔ الممتحنہ۔ یاایھا النبی لم تحرم۔ الرحمٰن۔ النجم۔ الذاریات۔ الطور۔ اقتربت الساعۃ۔ الحاقہ۔ اذا وقعت الواقعۃ۔ ن والقلم۔ النازعات۔ سأل سائل۔ المدثر۔ المزمل۔ المطففین عبس۔ ھل اتی علی الانسان۔ القیامہ۔ المرسلات۔ عم یتساءلون۔ اذا الشمس کورت۔ اذا السماء انفطرت۔ ھل اتاک۔ حدیث الغاشیہ۔

سبح اسم ربک الاعلیٰ[۲۸] - والیل اذا یغشیٰ - الفجر - البروج - انشقت[۲۹] -
اقرا باسم ربک[۳۰] - لا اقسم بهذا البلد - الضحیٰ - الم نشرح لک[۳۲] - العادیات -
ارایت[۳۳] القارعة - لم یکن الذین کفروا[۳۴] من اهل الکتاب - والشمس و ضحها -
والتین - ویل لکل همزة - لایلاف قریش - التکاثر - انا انزلناه[۳۵] - والعصر
ان الانسان لفی خسر - اذا جاء نصر الله - انا اعطیناک الکوثر - یا یها الکفرون -
لا اعبد ما تعبدون - تبت یدا ابی لهب و تب ما اغنیٰ عنه ماله و
ما کسب - قل هو الله احد الله الصمد -

یہ ایک سو دس سورتیں ہیں - ایک روایت کے مطابق سورۃ طور، سورۃ
الذاریات سے پہلے نازل ہوئی -

ابو شاذان نے ابن سیرین کے قول سے بیان کیا ہے کہ مصحف عبد اللہ بن
مسعود میں معوذتین اور فاتحہ الکتاب موجود نہ تھیں - فضل نے اعمش کا یہ
قول روایت کیا ہے کہ عبد اللہ حم سق قرأت کرتے تھے -

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ایسے متعدد مصاحف میری نظر سے گذرے ہیں جن کو
ناقلین نے مصحف عبد اللہ بن مسعود بتایا ہے - حالانکہ ان میں سے دو نسخوں میں بھی
توافق نہیں پایا گیا - ان میں بیشتر ان اوراق پر مرقوم تھے جن کا اکثر حصہ مٹا ہوا تھا - ایک
مصحف ہم نے ایسا بھی دیکھا ہے جو دو سو سال پہلے کا لکھا ہوا تھا اور اس میں
سورۂ فاتحہ الکتاب موجود تھی -

فضل بن شاذان چونکہ قرآن اور روایات کے ائمہ میں سے ہیں - اس لیے ہم
نے ان کا یہ قول بغیر دیکھے ہی نقل کر دیا ہے -

ترتیب قرآن مصحف ابی بن کعب میں

فضل بن شاذان سے مروی ہے کہ ہمارے رفقا میں سے ایک قابل اعتماد
اور ثقہ شخص کا بیان ہے کہ قرأت ابی بن کعب میں قرآن کی مرتب سورتیں بصرہ

سے دو فرسخ کی مسافت پر واقع ایک گاؤں "انصار" میں ایک شخص محمد بن عبد الملک انصاری کے پاس موجود تھیں۔ وہ ہمارے پاس قرآن کا ایک نسخہ لایا اور کہا، یہ مصحف[۳۶] ابی ہے اور ہمارے آبا و اجداد سے روایتاً چلا آ رہا ہے۔ میں نے اس کے شروع اور آخر کی سورتیں نکالیں اور آیات کی تعداد دیکھی تو اس کی ابتدائی سورتیں۔ فاتحۃ الکتاب۔ البقرہ۔ النساء۔ آل عمران۔ الانعام۔ الاعراف اور المائدہ تھیں البتہ میں سورۂ یونس کے بارے میں متردد ہوں۔ اس کے بعد میں نے جو سورتیں اس میں پائیں وہ یہ ہیں :۔

الانفال۔ التوبہ۔ ھود۔ مریم۔ الشعراء۔ الحج۔ یوسف الکہف۔ النحل۔ الاحزاب۔ بنی اسرائیل۔ الزمر۔ حم تنزیل طٰہٰ۔ الانبیاء۔ النور۔ المؤمنین۔ حم المؤمن۔ الرعد۔ طسم القصص۔ طس سلیمان۔ صافات۔ داؤد[۳۸]۔ سورۂ ص۔ یس۔ اصحاب الحجر[۳۹]۔ حمعسق۔ الروم۔ الزخرف۔ حم السجدہ۔ سورۂ ابراھیم۔ الملائکۃ[۴۰]۔ الفتح۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحدید[۴۱]۔ الظہارۃ تبارک الفرقان۔ الم تنزیل۔ نوح۔ الاحقاف۔ ق۔ الرحمٰن۔ الواقعہ الجن۔ النجم۔ ن۔ الحاقہ۔ الحشر۔ الممتحنہ۔ المرسلات۔ عم یتساءلون۔ الانسان[۴۲]۔ لا اقسم۔ کورت۔ النازعات۔ عبس۔ المطففین۔ اذا السماء انشقت۔ التین۔ اقرا باسم ربک۔ الحجرات۔ المنافقون۔ الجمعہ۔ الفجر۔ الملک۔ اللیل اذا یغشی۔ اذا السماء انفطرت۔ الشمس وضحہا السماء ذات البروج۔ الطارق۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ الغاشیہ۔ عبس وہ سورت جس کا آغاز "لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب"[۴۳] سے ہوتا ہے۔ الصف۔ الضحیٰ۔ الم نشرح لک۔ القارعۃ۔ التکاثر۔ خلع تین آیات[۴۴]۔ جید تین آیات[۴۵]۔ اللھم ایاک نعبد اور آخر میں بالکفار ملحق[۴۶]۔ سورۂ اللمز۔ اذا زلزلت۔ العادیات۔ اصحاب الفیل۔ التین۔ الکوثر۔

القدر ۔ الکافرون ۔ النصر ۔ ابولہبؐ ۔ قریش ۔ الصمدؐ ۔ الفلق ۔ الناس ۔
یہ کل ایک سو سولہ سورتیں ہوتیں ۔

وہ مزید کہتا ہے مصحفِ ابی بن کعب میں جو کچھ مجھے دستیاب ہوا ہے ۔ وہ یہیں تک تھا ۔ بقول ابی بن کعب کے قرآن کی کل چھ ہزار دو سو دس آیات ہیں اور بقول عطا ۔ بن یسار کے قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں ، چھ ہزار ایک سو ستہ آیتیں ۔ ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمات اور تین لاکھ تیئیس ہزار پندرہ حروف ہیں ۔ عاصم جحدری کے قول کے مطابق ایک سو تیرہ سورتیں ہیں ۔ یحییٰ بن حارث ذماری کہتا ہے قرآن کی کل چھ ہزار دو سو چھبیس آیات اور تین لاکھ اکیس ہزار پانچسو تیس حروف ہیں ۔

عہدِ رسالتؐ میں جامعینِ قرآن

علی بن ابی طالب ، سعد بن عبید بن لغمان بن عمرو بن زید ۔ ابوالدرداء ، عویمر بن زید ، معاذ بن جبل بن اوس ، زید ثابت بن زید بن لغمان ابی بن کعب بن قیس بن مالک بن امرؤ القیس ، عبید بن معاویہ بن زید بن ثابت بن ضحاک رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔

مصحفِ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میں سورِ قرآن کی ترتیب

ابن منادی کا کہنا ہے کہ مجھے حسن بن عباس نے بتایا اس نے عبدالرحمٰن بن ابی حماد سے اس نے حکم بن ظہیر سدوسی سے ، اس نے عبد خیر سے اور اس نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت لوگوں کو مایوسی اور تشاؤم میں گرفتار پایا تو قسم کھائی کہ جب تک قرآن جمع نہیں کرلیں گے ۔ اپنے کندھوں سے چادر نہیں اتاریں گے ۔ چنانچہ وہ تین روز اپنے مکان میں بیٹھے رہے ۔ یہاں تک کہ قرآن جمع کرلیا ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے جامع قرآن ہیں جنھوں نے اپنے حافظہ کے بل پر قرآن جمع فرمایا۔ یہ مصحف خاندان جعفر میں محفوظ تھا۔ میں نے ابو یعلیٰ حمزہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا ایک مصحف دیکھا ہے جس کے کچھ اوراق مرورِ زمانہ کی وجہ سے مفقود تھے۔ یہ مصحف وراثتاً خاندانِ حسن میں چلا آرہا تھا۔ اس مصحف کی سورتوں کی ترتیب یہ ہے۔ ... ...

اخبارِ قرّاءِ سبعہ، ان کے رواۃ اور قرأت

ابوعمرو بن علاء۔ ان کا نام زبّان بن علاء بن عمار بن عبد اللہ بن حسن بن حارث بن جلہم بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو المازنی ہے۔ ان کا شمار اہم اشخاصِ قرآن میں ہوتا ہے۔ یونس اور دیگر مشائخ بصرہ نے جو قرآء کے طبقہ رابعہ سے تعلق رکھتے ہیں ان سے تحصیل علم کی۔

رواتِ قرأتِ ابوعمرو

کتاب قرأتِ ابی عمرو۔ تصنیف احمد بن زید حلوانی۔ کتاب قرأت ابی عمرو بن العلاء از ابو فہل۔ یہ کتاب ان سے عصمہ بن ابوعصمہ نے روایت کی کتاب قرأتِ ابی عمرو۔ یہ کتاب یزیدی نے روایت کی۔

اخبارِ نافع بن عبدالرحمٰن بن ابونعیم مدنی

انھیں ابان اور ایک قول کے مطابق ابوالحسن کہا جاتا ہے۔ اصمعی کا کہنا ہے کہ ان کو نافع نے بتایا کہ وہ اصلاً اصفہان سے تعلق رکھتے ہیں۔

رواتِ نافع

عیسیٰ بن مینا قالون، محمد بن اسحاق مسیّبی اصمعی، اسماعیل بن جعفر بن ابوکثیر

انصاری یعقوب بن ابراہیم . . . بن سعید زبدیؒ۔

اخبار ابن کثیر

اس کا نام عبداللہ بن کثیر اور کنیت ابو سعید ہے ایک روایت کے مطابق ابوبکر ہے۔ یہ مکہ کے طبقۂ ثانیہ کے قراء میں سے تھا۔ عمرو بن علقمہ کنانی کا غلام تھا اسے داراتی کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ عطار تھا اور حجاز میں عطار کو داراتی کہتے ہیں لیکن صحیح داری لکھتی ہے۔ کیونکہ یہ بنی دار بن ھانی بن لخم کی طرف میلان رکھتا اور ان کے ساتھ لطف و کرم کا اظہار کرتا تھا۔ تمیم داری انہی میں سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ان فرزندانِ ایران سے تھا جن کو کسریٰ نے اس غرض سے کشتیوں کے ذریعے یمن بھیجا کہ وہاں سے حبشیوں کو نکال باہر کریں۔

عبداللہ بن کثیر ۱۲۰ھ میں مکہ میں فوت ہوا، اور وہیں دفن کیا گیا۔ اس دور کی علمی سربراہی کا فخر بھی اسی کو حاصل تھا۔

رواۃ ابن کثیر

اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین۔ یہ میسرہ کا غلام تھا اور خود میسرہ بھی عاص بن ہشام کا غلام تھا۔

حالات و کوائف عاصم بن بہدلہ

اس کی کنیت ابوبکر بن ابوالنجود ہے بنو جذیمہ بن مالک بن نصر بن قُعَین کا غلام تھا یحییٰ بن وثاب کے بعد اس کا شمار کوفہ کے طبقۂ ثالثہ کے قرائے قرآن میں ہوتا تھا عاصم کی وفات ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ اس نے ابو عبدالرحمن سلمی اور زر بن حبیش سے قرأت سیکھی۔

رواۃِ عاصم

ابو بکر بن عیاش، جن کے نام سے اور ایک قول کے مطابق شعبہ بن سالمؒ

اسدی کے نام سے موسوم ہے ، روایت کی۔ اس کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اس کی کنیت ہی اس کا نام ہے اور یہ کنیت ہی سے معروف ہوا۔

یہ واصل بن حیان احدب کا غلام تھا۔ ۱۹۳ ھ میں کوفہ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ اس مہینے میں فوت ہوا جس میں کہ ہارون رشید نے وفات پائی۔

اس سے حفص بن سلیمان ابو عمرو بزاز نے قرأت کی روایت کی۔ اس نے عاصم سے جو قرأت سیکھی اس کی سند ابو عبد الرحمٰن سلمی کی وساطت سے حضرت علی بن ابو طالب علیہ السلام تک پہنچتی ہے۔ حفص نے طاعون سے قبل وفات پائی۔ طاعون ۱۳۱ ہجری میں پڑا تھا۔

اخبارِ عبد اللہ بن عامر یحصبی

ان کا شمار قرائے سبعہ میں ہوتا ہے۔ ان کی کنیت ابو عمران ہے۔ کہتے ہیں انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھا اور انھیں سنایا۔ یہ تابعینِ اہلِ دمشق کے طبقہ اولیٰ سے ہیں ۱۱۸ ھ میں فوت ہوئے۔ ابن عامر نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی جن میں واثلہ بن اسقع، فضالہ بن عبید اور معاویہ بن ابو سفیان شامل ہیں۔

رواتِ ابن عامر

یحییٰ بن حارث ذماری۔ یہ ذمار کی طرف منسوب ہیں جو نواحِ یمن میں ایک جگہ کا نام ہے۔ انھوں نے ۱۴۵ ہجری میں وفات پائی۔

اسماعیل بن عبد اللہ بن ابو المہاجر، ابن عامر کے بھائی عبد الرحمٰن بن عامر، سعید بن عبد العزیز، ہشام بن عمار اور ثور بن یزید کے علاوہ یحییٰ بن حارث سے ایک جماعت نے روایت کیا جن میں ایوب بن تمیم، سوید بن عبد العزیز، صدقہ بن یحییٰ، محمد بن سعید بن سابور، عمر بن عبد الواحد، عزال بن خالد، یحییٰ بن حمزہ اور دیگر

حضرات شامل ہیں۔

اخبار حمزہؒ بن حبیب زیات

یہ قرائے سبعہ میں سے ہے کہتے ہیں یہ عمارہ کا بیٹا ہے۔ اس کی کنیت ابوعُمارہ ہے۔ خاندان عکرمہ بن ربعی تیمی کا غلام تھا۔ کوفہ سے حلوانؒ زیتون کا تیل لے جاتا اور حلوان سے کوفہ میں پنیر اور ناریل لاتا تھا۔ فقیہ تھا اور علمائے کوفہ کے طبقۂ رابعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ۱۵۶ھ میں ابوجعفر کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ کتاب قرأت حمزہ اور کتاب الفرائض اس کی تصنیفات ہیں۔

رواتِ حمزہ

خالد بن یزید۔ عابد بن ابی عابد، کسائی، حسن بن عطیہ، عبد اللہ بن موسیٰ العبسی۔

احوال و اخبارِ کسائیؒ نحوی

یہ علی بن حمزہ بن عبد اللہ بن بہمن بن فیروز ہے۔ ایرانی نژاد ہے۔ اس کا شمار قرائے سبعہ میں ہوتا ہے۔ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ وہیں پرورش پائی شہر بشہر گھومتا رہتا تھا۔ ۱۷۹ ہجری میں رے کے ایک گاؤں 'رنبویہ' میں فوت ہوا۔ اس نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور حمزہ بن حبیب سے قرأت سیکھی۔ کسائی نے سلسلہ قرأت میں جہاں جہاں حمزہ کی مخالفت کی ہے، قرأت ابن ابی لیلیٰ کی بنیاد پر کی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ حضرت علی علیہ السلام کے مطابق قرأتِ حروف کرتے تھے۔

کسائی مدینۃ السلام (بغداد) کے قاریوں میں سے تھا۔ ابتدا میں وہ لوگوں کو حمزہ کی قرأت کے مطابق پڑھاتا تھا۔ بعد میں اپنے لیے خود قرأت کے ایک منہج کو اپنا لیا۔ اس قرأت کی تعلیم اس نے خلافت ہارون کے زمانہ میں لوگوں کو دی۔ اس کے تفصیلی حالات ہم بعد میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

رواتِ کسائیؒ

اسحاق بن ابراہیم مروزی، ابو الحارث لیث بن خالد، ابو عمرو حفص بن عبدالعزیز اور ہاشم یزیدی۔ جن لوگوں نے اس سے قرأت سیکھی اور چند حروف میں اس سے اختلاف رائے کیا وہ ابو عبید قاسم بن سلام، نصیر بن یوسف، قاری ہشام احمد بن حسن، ابو توبہ میمون بن حفص، علی بن مبارک عجابی، ہشام العزیر (نابینا) نحوی، ابو ذہل احمد بن ابو ذہل اور صالح بن عاصم ناقط ہیں۔ صالح بن عاصم ناقط نے کسائی سے باقاعدہ تلمذ کیے بغیر ہی قرأت سیکھی۔ یحییٰ بن آدم نے بھی قرأت سے متعلق کسائی سے کچھ روایت تو کیا ہے لیکن وہ اتنا زیادہ نہیں !

قرأتِ کسائیؒ کے بارے میں علما کی تالیفات

کتاب ما خالف الکسائی فیہ ——— از ابو جعفر بن مغیرہ۔
کتاب قرأتہ ——— از مغیرہ بن شعیب تمیمی۔
کتاب قرأتہ ——— از ابو مسلم عبد الرحمٰن بن واقد واقدی
کتاب حروف الکسائی ——— از سورۃ بن مبرو۔
کتاب معانی القرآن بھی اسی کی تصنیف ہے۔

قرأت میں شذوذ کے حامل قراء اور قرائے اہل مدینہ کے انساب

عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ مخزومی۔ تابعین اہل مدینہ کے طبقہ اولی سے تعلق رکھتے ہیں اور قرأت میں ایک خاص اسلوب کے حامل ہیں۔

ابو سعید ابان بن عثمان بن عفّان۔ ان کا شمار بھی تابعین کے طبقہ اولی میں ہوتا ہے اور ان کی بھی ایک الگ قرأت ہے۔ مسلم بن جندب یہ بھی تابعین میں سے ہیں اور ایک الگ انداز قرأت رکھتے ہیں۔

شیبہ بن نصاح بن سرجس بن یعقوب اہل مدینہ کے طبقۂ ثانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ام سلمہ کے غلام تھے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ نصاح سے ان کے بیٹے کے سوا کسی اور نے بھی روایت کی ہو۔ یہ قرأت میں اپنے دور کے امام تھے اور ایک مخصوص منہاجِ قرأت کے مالک تھے۔

ابوجعفر مدنی، ان کا نام یزید بن قعقاع تھا۔ عبداللہ بن عیاش بن ابوربیعہ عشاقہ کے غلام تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ ابن عمر اور دیگر حضرات سے روایت کی اور ہارون کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ یہ بھی ایک جداگانہ اندازِ قرأت کے حامل تھے۔

اہلِ مکّہ

ابن ابی عمارہ، ان سے ابوعمرو بن علا نے روایت کی۔ ان کی ایک الگ قرأت تھی۔

ابن محیص، یہ بھی اپنی ایک خاص قرأت کے حامل تھے۔

درباس۔ یہ بھی ایک الگ نوع قرأت کے قائل تھے۔

حمید بن قیس اعرج، یہ بھی ایک خاص اسلوبِ قرأت رکھتے تھے۔

اہلِ بصرہ

عبداللہ بن ابواسحاق حضرمی، یہ ایک الگ نہج قرأت کے حامل تھے۔ عاصم جحدری۔ ان کا بھی اپنا ہی ایک مخصوص اندازِ قرأت تھا۔ عیسیٰ بن عمر ثقفی۔ ان کی بھی ایک خاص طرزِ قرأت تھی۔ یعقوب حضرمی۔ انھوں نے بھی از خود ایک طرزِ قرأت وضع کیا۔ ابوالمنذر سلام، یہ بھی ایک الگ قرأت کے موجد تھے۔

اہلِ کوفہ

طلحہ بن مُصَرِّف ایامی ہمدان کے رہنے والے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور اہل کوفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ لوگ حصولِ قرأت کی غرض

سے کثرت سے ان کی طرف مائل ہیں تو اعمش کے پاس چلے گئے اور ان سے قرأت سیکھی۔ اب لوگ اعمش کی طرف دوڑ پڑے اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔ ان کی وفات ۱۰۳ ہجری میں ہوئی۔ ان کا اپنا ہی ایک طریقِ قرأت تھا۔

عیسیٰ بن عمر ہمدانی، یہ عیسیٰ نحوی نہیں ہیں۔ ان کی بھی اپنی ایک قرأت تھی۔

اعمش۔ ان کا بھی اپنا ایک اسلوبِ قرأت تھا۔ ان دونوں کے مفصل حالات ہم بعد میں بیان کریں گے۔

ابن ابی لیلیٰ۔ ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔ ان کا بھی اپنا ایک الگ طریقِ قرأت تھا۔

اہلِ شام

ابوالبرہشم، ان کا نام عمران بن عثمان زبیدی تھا۔ یہ ایک الگ قرأت کے قائل تھے۔ یزید البربری۔ یہ بھی قرأت میں ایک خاص اسلوب کے حامل تھے۔ خالد بن معدان۔ یہ بھی ایک خاص اندازِ قرأت رکھتے تھے۔

اہلِ یمن

محمد بن سُمَیقع یمنی الاصل تھے۔ لیکن اپنے آخری ایامِ حیات میں بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور اپنی ایک خاص قرأت رکھتے تھے۔

اہلِ بغداد

خلف بن ہشام بن ثعلبؒ بزاز، فم الصلح کے باشندے تھے۔ لیکن مدینۃ السلام بغداد میں آ گئے تھے، وہاں اس طرح رہتے تھے کہ گویا وہیں کے رہنے والے ہیں، انھوں نے شریک، ابوعوانہ اور حماد بن یزید سے قرأتِ قرآن سنی اور صاحبِ حمزہ، سُلیم کو قرأت سنائی، اور متعدد باتوں میں حمزہ کی مخالفت بھی کی ۲۲۹ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کچھ کتابیں بھی ہیں۔

ابن مجاہد

یہ اپنے دور کے آخری شخص تھے جنہیں مدینۃ السلام بغداد میں تاجدار علم قرأت مانا گیا۔ ان کا نام ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد تھا۔ یہ ملنے ہوتے یگانۂ روزگار شخصیت تھے۔

علم و فضل، دیانت اور قرأتِ قرآن کی تمام شکلوں سے معرفت و آگاہی رکھنے کے باوجود حسن اخلاق سے مزین، خوش اخلاق، مزاح سے بہرہ مند، تیز ذہن اور فیاض تھے ۲۴۵ھ میں پیدا ہوتے اور ۳۲۴ھ کو بدھ کے روز شعبان کی ایک رات باقی تھی کہ وفات پائی۔ وفات سے دوسرے روز اپنے مکان سے متصل محلہ سوق العطش میں دفن کیے گئے۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب القراءات الکبیر۔ کتاب القراءات الصغیر۔ کتاب الیاءات، کتاب الہاآت کتاب قرأۃ ابی عمرو۔ کتاب قرأۃ ابن کثیر۔ کتاب قرأۃ عاصم۔ کتاب قرأۃ نافع۔ کتاب قرأۃ حمزۃ۔ کتاب قرأۃ الکسائی۔ کتاب قرأۃ ابن عامر۔ کتاب قرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن شَنَبُوذ

اس کا نام محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ ہے۔ ابوبکر سے کنارہ کش رہتا تھا اور اس کی رفاقت میں رہنا پسند نہیں کرتا تھا۔ متدین، بے ضرر مگر احمق تھا۔ شیخ ابومحمد یوسف بن حسن سیرافی ایدہ اللہ نے اپنے والد محترم کے حوالے سے مجھے بتایا کہ وہ کثیر اللحن اور قلیل العلم تھا۔ بہت سی قراءات کا راوی تھا۔ اس سلسلے میں اس کی تصنیفات بھی ہیں ۳۲۸ ہجری میں دارالحکومت کے قید خانے میں فوت ہوا۔ ابوعلی بن مقلہ وزیر نے اس کو کوڑے لگائے تو اس نے بددعا کی کہ اس کا ہاتھ کٹ جائے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔

ابن شنبوذ کی چند قراءات

اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الی ذکر اللہ[۱۳]

اس کی ایک قرأت یہ ہے۔ وکان امامھم ملک یأخذ کل سفینۃ صالحۃ غصبا[۱۴]

اس کا ایک طرح قرأت یہ ہے: الیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ۔[۱۵]۔

ایک یہ ہے: فلما خر تبینت الناس ان الجن لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا حولا فی العذاب المھین[۱۶]

ایک یہ ہے: واللیل اذا یغشی۔ والنہار اذا تجلّٰی والذکر والانثٰی[۱۷]۔

ایک یہ ہے: فقد کذب الکافرون فسوف یکون لزاما۔[۱۸]

اس کی ایک قرأت یہ ہے: الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض[۱۹]

ایک قرأت یہ ہے: ولیکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف ناھون عن المنکر ویستعینون اللہ علی ما اصابھم اولئک ھم المفلحون۔ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم[۲۰]

کہتے ہیں اس نے اپنی اس پوری قرأت شاذہ کا اعتراف کر لیا تھا۔ پھر اس سے تائب ہونے کے لیے کہا گیا۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا توبہ نامہ ان الفاظ میں ملا ہے: محمد بن احمد بن ایوب کہتا ہے کہ میں [illegible] طرح حروف پڑھا کرتا تھا جو مصحف عثمان کے خلاف تھے۔ [illegible] کی صحت پر تمام صحابۂ رسول کا اتفاق ہے۔ پھر مجھ پر یہ چیز واضح ہو گئی کہ یہ غلط ہے تو میں نے [illegible] اور اس قرأت کو چھوڑ دیا۔ اب میں اس قرأت سے اللہ جل اسمہ کے حضور برأت و بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ کیونکہ مصحف عثمان ہی صحیح اور مبنی برحق ہے۔ نہ اس کی مخالفت جائز

ہے اور نہ اس کے علاوہ کسی اور طریق سے پڑھنا چاہیئے۔"
کتاب ماخالف فیہ ابن کثیر اباعمرو اس کی تصنیف ہے۔

ابن کامل ابوبکر

اس کا شمار علوم قرآن کے مشاہیر حضرات میں ہوتا ہے اس کا نام احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ ہے۔ اس کی جائے ولادت "سرمن رائی" ہے۔ یہ بہت سے علوم میں نظر و درک رکھتا تھا۔ ۔۔۔ ۔ ۔ میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:
کتاب غریب القرآن۔ کتاب القراءات۔ کتاب التقریب فی کشف الغریب، کتاب موجز التاویل من معجز التنزیل۔ کتاب الوقوف، کتاب التاریخ۔ کتاب المختصر فی الفقہ۔ کتاب الشروط الکبیر والصغیر۔

ابوطاہر

اس کا نام عبدالواحد بن عمر بن محمد بن ابوہاشم البزار ہے۔ بغداد کا باشندہ تھا۔ ابوبکر بن مجاہد، ابوعباس احمد بن سہل اشنانی اور ابوعثمان سعید بن عبدالرحمٰن ضریر (نابینا) مقری سے پڑھا اور اس مؤخرالذکر شخص کے ساتھ وابستہ رہا۔ القا اور تعلیم قرأت میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ علم نحو خوب جانتا تھا۔ جمعرات کے روز ۲۲ شوال ۳۴۹ھ کو فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب شواذ السبعۃ۔ کتاب الیاءات۔ کتاب الہاءات، کتاب قرأۃ الاعمش، کتاب قراءۃ حمزۃ الکبیر، کتاب قرأۃ الکسائی الکبیر، کتاب الرسالۃ فی الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کتاب الفصل بین ابی عمرو والکسائی۔ کتاب الخلاف بین ابی عمرو والکسائی۔ کتاب الانتصار لحمزۃ۔ کتاب قرأۃ حفص۔ یعنی وہ قراءت، جو ان کی اپنی وضع کردہ ہے۔ کتاب الخلاف بین اصحاب عاصم وحفص وسلیمان۔

نقاد

ابو علی حسن بن داؤد۔ نقاد کے نام سے معروف ہے۔ قریش بنو امیہ سے تعلق رکھتا ہے اور کوفہ کا باشندہ ہے۔ ابو محمد قاسم معروف بہ خیاط کو قرآتِ قرآن سنائی۔ خیاط نے شمونی کو، شمونی نے اعشی کو، اعشی نے ابو بکر کو، ابو بکر نے عاصم کو عاصم نے ابو عبد الرحمٰن سلمی کو، سلمی نے علی علیہ السلام کو اور علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی قرآت سنائی۔ نقاد کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب قرآۃ الاعشی، کتاب اللغۃ ومخارج الحروف واصول النحو۔

ابن مقسم

ابو بکر محمد بن حسن بن مقسم بن یعقوب۔ مدینۃ السلام بغداد کے قاریوں میں سے تھا۔ اس کا زمانہ ہم سے قریب تر ہے۔ لغت اور شعر کا عالم تھا۔ ثعلب سے سماعتِ علم کی اور ۳۶۲ھ میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الانوار فی علم القرآن۔ کتاب المدخل الی علم الشعر ——— کتاب استخراج القراآت، کتاب فی النحو۔ کتاب مقصور وممدود، کتاب المذکر والمؤنث، کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب عدد التمام۔ کتاب المصاحف، کتاب اختیار فقہ، کتاب السبعۃ بعللہا الکبیر۔ کتاب السبعۃ الاوسط۔ کتاب الاوسط۔ یہ ایک اور کتاب ہے۔ کتاب الاصغر معروف بہ شفاء الصدور۔ کتاب الفرادات۔ کتاب مجالس ثعلب۔

نقاش ابو بکر

محمد بن حسن انصاری موصل کا باشندہ تھا۔ جائے پیدائش بھی وہی ہے۔ مدینۃ السلام بغداد کے قراء میں سے تھا۔ اطراف وجوانب سے لوگ اس کے پاس سفر کرکے آتے اور علم حاصل کرتے تھے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الاشارۃ فی غریب القرآن

کتاب الموضح فی القرآن ومعانیہ ۔کتاب حد العقل ۔کتاب المناسک ۔کتاب فہم المناسک ،
کتاب اخبار القصاص ۔ کتاب ذم الحسد ۔کتاب دلائل النبوۃ ۔کتاب الابواب
فی القرآن ۔کتاب ارم ذات العماد ۔کتاب المعجم الاوسط ۔کتاب المعجم الاصغر ، کتاب
المعجم الکبیر فی اسماء القراء وقراءاتہم ۔کتاب الاشارۃ فی غریب القرآن ۔کتاب
السبعۃ بعللھا الکبیر ۔کتاب السبعۃ الاوسط ۔کتاب السبعۃ الاصغر ۔کتاب التفسیر الکبیر ،
جو دو ہزار اوراق پر مشتمل ہے ۔

نقاش کی وفات ۳۵۱ھ میں بغداد میں ہوئی ۔ ابن مجاہد نے اس
سے چند احادیث کی سماعت کی اور یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے ۔

تفسیر قرآن کے موضوع سے متعلق کتابوں کے نام

کتاب الباقر محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام ۔ یہ کتاب باقر سے ابوالجارود
زیاد بن منذر رئیس جارودیہ زیدیہ نے روایت کی ۔ ہم کتاب کے اصل مقام پر اس کا
تفصیل سے ذکر کریں گے ۔

کتاب ابن عباس ۔ اس کتاب کو مجاہد نے روایت کیا اور مجاہد سے حُمَیْد بن
قیس نے روایت کیا ۔ علاوہ ازیں ورقاء نے ابونجیح سے اور ابونجیح نے مجاہد سے
روایت کیا ۔ اسے عیسیٰ بن میمون نے بھی ابونجیح سے اور اس نے مجاہد سے روایت کیا ۔

کتاب التفسیر لابن ثعلب ۔ کتاب التفسیر ابی حمزۃ الثُمالی ۔ اس کا نام ثابت بن دینار
اور کنیت دینار ابوصفیہ ہے ۔ ابوحمزہ پیروان علی علیہ السلام میں سے تھا ۔ اس کا
شمار نجبا وثقات میں ہوتا تھا ۔ اس نے ابوجعفر کی مصاحبت ورفاقت اختیار کر لی تھی ،
کتاب تفسیر محمد بن علی بن حبی ۔ یہ قرآن کے چند اجزا پر مشتمل ہے ۔ کتاب التفسیر از
زید بن اسلم بخط سکری ۔

کتاب تفسیر مالک بن انس ۔کتاب تفسیر سدی ۔ ہم اس کا ذکر بعد میں کریں
گے ۔کتاب تفسیر اسماعیل بن ابی زیاد ۔کتاب تفسیر داؤد بن ابی ھند ۔کتاب تفسیر

ابی رزق۔ کتاب تفسیر رشید بن داؤد۔ کتاب تفسیر سعید بن عیینۃ، کتاب تفسیر نہشل۔
بروایت ضحاک بن مزاحم۔ کتاب تفسیر عکرمۃ عن ابن عباس۔ کتاب تفسیر الحسن بن
ابی الحسن البصری۔ کتاب تفسیر ابی بکر الاصم۔ اس کا شمار متکلمین میں ہوتا ہے۔ کتاب تفسیر
ابی کرینۃ یحییٰ بن مہلب۔ کتاب سیار بن عبدالرحمٰن النحوی۔ کتاب سعید بن بشیر از قتادہ۔
کتاب تفسیر محمد بن ثور۔ از معمر بروایت قتادہ۔ کتاب تفسیر الکلبی محمد بن سائب۔ کتاب
تفسیر مقاتل بن سلیمان۔ کتاب تفسیر یعقوب الدورقی۔ کتاب تفسیر الحسن بن واقد۔
ان کی ایک تصنیف کتاب الناسخ والمنسوخ بھی ہے۔ کتاب تفسیر مقاتل بن حیّان،
کتاب تفسیر سعید بن جُبیر۔ کتاب تفسیر وکیع بن الجرّاح۔ کتاب تفسیر ابی رجاء محمد بن سیف
کتاب تفسیر یوسف القطّان۔ کتاب تفسیر محمد بن ابی بکر المقدمی۔ کتاب تفسیر ابی بکر بن
ابی شیبۃ۔ کتاب تفسیر ہُشَیم بن بشیر۔ کتاب تفسیر ابن ابی نُعیم الفضل بن دُکَین۔ کتاب
تفسیر ابی سعید الاشج۔ کتاب تفسیر الآی الذی نزل فی اقوام باعیانہم۔ از ہشام کلبی کتاب
تفسیر ابی جعفر الطبری۔ کتاب تفسیر ابن ابی داؤد السجستانی۔ کتاب تفسیر بکر بن ابی الثلج
کتاب ابی علی محمد بن عبدالوہاب الجبّائی۔ کتاب ابی القاسم البلخی۔ کتاب ابی مسلم محمد بن
بحر الاصفہانی۔ کتاب ابی بکر بن الاخشید اختصار میں۔

کتاب ابی جعفر الطبری۔ کتاب المدخل الی التفسیر از ابن امام مصری،
کتاب التفسیر لابی بکر الاصم۔

قرآن کے معانی، مشکلات اور مجاز کے موضوع سے متعلق تصنیفات

کتاب معانی القرآن للکسائی۔ کتاب معانی القرآن للاخفش سعید بن مسعدۃ۔
کتاب معانی القرآن للرؤاسی۔ کتاب معانی القرآن یونس بن حبیب۔ مختصر اور
ضخیم۔ کتاب معانی القرآن للمبرّد۔ کتاب معانی القرآن لقطرب النحوی۔ کتاب معانی القرآن
للفراء۔ یہ اس نے عمر بن بکیر کے لیے تالیف کی۔ کتاب معانی القرآن لابی عبیدۃ۔
کتاب معانی القرآن لابی فید مؤرّج السدوسی۔ کتاب الرد علی من نفی المجاز من القرآن

الحسن بن جعفر الرحی۔ کتاب جوابات القرآن لابن عیینہ۔ کتاب معانی القرآن لابی محمد السدوسی۔ کتاب معانی القرآن للمفضل بن سلمہ۔ کتاب ضیاء القلوب فی معانی القرآن و غریبہ و مشکلہ للمفضل بن سلمہ۔ کتاب معانی القرآن للاخفش۔ ایک تصنیف لطیف ہے۔ کتاب معانی القرآن لابن کیسان معروف بہ العشرات۔ کتاب معانی القرآن لابن الانباری۔ کتاب معانی القرآن للزجاج۔ کتاب معانی القرآن لمفضل النحوی۔ کتاب معانی القرآن لثعلب۔ کتاب معانی القرآن لابی معاذ الفضل بن خلف النحوی یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو اس نے اسحاق بن ابراہیم طاہری کے لیے تصنیف کی۔ کتاب معانی القرآن لابی المنهال عیینہ بن المنهال۔ کتاب التوسط بین ثعلب والاخفش فی المعانی لابن درستویہ۔ کتاب ریاضۃ الالسنۃ فی اعراب القرآن و معانیہ لابی بکر بن اشتہ الاصفہانی۔ کتاب ابی الحسن علی بن عیسیٰ بن داؤد بن الجراح الوزیر فی معانی القرآن و تفسیرہ و مشکلہ۔ ابوبکر بن مجاہد اور ابوالحسن خزاز نحوی نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں مصنف کی مدد کی۔

غریب القرآن کے سلسلہ کی تصنیفات

کتاب غریب القرآن از ابوعبیدہ۔ کتاب غریب القرآن از مؤرج سدوسی، کتاب غریب القرآن از ابن قتیبہ۔ کتاب غریب القرآن از ابوعبدالرحمٰن یزیدی، کتاب غریب القرآن از محمد بن سلام جمحی۔ کتاب غریب القرآن از ابوجعفر بن رستم طبری۔ کتاب غریب القرآن از ابوعبید القاسم، کتاب غریب القرآن از محمد بن عزیز سجستانی۔ کتاب غریب المصاحف از ابوبکر وراق۔ کتاب غریب القرآن از ابوالحسن عروضی۔ کتاب غریب القرآن از محمد بن دینار احول۔ کتاب غریب القرآن از ابوزید بلخی کتاب اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن از ابن خالویہ۔ کتاب غریب المصاحف از ابوبکر وراق۔

لغات قرآن کے بارے میں تصنیفات

کتاب لغات القرآن از فراء۔ کتاب لغات القرآن از ابوزید۔

کتاب لغات القرآن از اصمعی۔ کتاب لغات القرآن از ہیثم بن عدی۔ کتاب لغات القرآن از محمد بن یحییٰ قطیعی۔ کتاب لغات القرآن از ابن درید۔ یہ کتاب نا تمام ہے۔

قراءات قرآن کے سلسلہ کی تصنیفات

کتاب القراءات از خلف بن ہشام بزاز۔ کتاب القراءات از ابن سعدان کتاب القراءات از ابو عبید القاسم۔ کتاب القراءات از ابو حاتم سجستانی کتاب القراءات از ثعلب۔ کتاب غریب القراءات از ثعلب۔ کتاب القراءات از ابن قتیبہ۔ کتاب القراءات الکبیر از ابن مجاہد۔ کتاب القراءات الصغیر از ابن مجاہد۔ کتاب القراءات از ہشام بن بشیر۔ کتاب القراءات از ابو الطیب بن اشناس۔ کتاب القراءات از علی بن عمر دار قطنی۔ کتاب القراءات از یحییٰ بن آدم۔ کتاب القراءات از واقدی۔ کتاب القراءات از نصر بن علی۔ کتاب القراءات از ابن کامل۔ یہ کتاب نا تمام ہے۔ کتاب القراءات از فضل بن شاذان۔ کتاب القراءات از ابو طاہر۔ کتاب القراءات از ابو عمرو بن العلاء۔ کتاب القراءات از ہارون بن حاتم کوفی۔ کتاب القراءات از عباس بن فضل انصاری۔ کتاب الاحتجاج للقراء از ابن درستویہ۔

قرآن کے نقاط اور اعراب سے متعلق تصنیفات

کتاب الخلیل فی النقط۔ کتاب محمد بن عیسیٰ، فی النقط۔ کتاب الیزیدی فی النقط۔ کتاب ابن الانباری فی النقط والشکل۔ کتاب ابی حاتم السجستانی فی النقط والشکل بجداول ودوارات۔ کتاب الایزیری فی النقط والشکل۔

قرآن کے لامات سے متعلق کتابیں

کتاب اللامات از حماد بن الزبرقان۔ کتاب اللامات از محمد بن سعید۔ کتاب اللامات

از ابن انباری۔ کتاب للامات از اخفش سعید۔

قرآن کے وقف اور ابتدا کے بارے میں کتابیں

کتاب الوقف والابتداء از حمزہ۔ کتاب الوقف والابتداء از فراء۔ کتاب الوقف والابتداء از خلف۔ کتاب الوقف والابتداء از ابن سعدان کتاب الوقف والابتدا از حمزہ ابن عمرو کتاب الوقف والابتداء از الاعروی کتاب الوقف الابتدا از ہشام بن عبد اللہ۔ کتاب الوقف والابتداء از ابوعبد الرحمٰن یزیدی۔ کتاب الوقف والابتداء از ابن انباری، کتاب الوقف والابتداء از ابن کیسان۔ کتاب الوقف والابتداء از جعدی۔ کتاب الوقف والابتداء از ابو ایوب سلیمان بن یحییٰ ضبی۔

اختلاف مصاحف کے بارے میں تصنیفات

کتاب اختلاف مصاحف اہل المدینۃ واہل الکوفۃ واہل البصرۃ۔ از کسائی۔ کتاب اختلاف المصاحف از خلف، کتاب اختلاف اہل الکوفۃ والبصرۃ والشام فی المصاحف از فراء۔ کتاب اختلاف المصاحف از ابوداؤد سجستانی۔ کتاب اختلاف المصاحف وجمیع القراءات از مدائنی۔ کتاب اختلاف مصاحف الشام والحجاز والعراق، از ابن عامر یحصبی۔ کتاب محمد بن عبد الرحمٰن الاصفہانی فی اختلاف المصاحف۔

وقف تمام کے موضوع پر کتابیں

کتاب احمد بن عیسیٰ العوّری۔ کتاب الاخفش سعید۔ کتاب نصر، کتاب یعقوب الحضرمی، کتاب نافع بن عبد الرحمٰن۔ کتاب روح بن عبد المومن۔

قرآن کے ان مقامات کے بارے میں تصنیفات جہاں لفظ و معنی ہم آہنگ ہیں

کتاب ابی العباس المبرد۔ کتاب ابی عمر الدوری۔

متشابہات قرآن کے موضوع پر کتابیں

کتاب محمود بن الحسن ۔ کتاب خلف بن ہشام ۔ کتاب القطیبی ۔ کتاب نافع ۔ کتاب حمزۃ ۔ کتاب علی بن القاسم الرشیدی ۔ کتاب جعفر بن حرب المعتزلی ۔ کتاب مقاتل بن سلیمان ۔ کتاب ابی علی الجبّائی ۔ کتاب ابی الھذیل العلاف ۔

ہجائے مصاحف کے بارے میں تصنیفات

کتاب یحییٰ بن الحارث ۔ کتاب ابن شبیب ۔ کتاب احمد بن ابراہیم الوراق ۔

قرآن کے مقطوعات و موصولات کے بارے میں تصنیفات

کتاب الکسائی ۔ کتاب حمزۃ بن حبیب ۔ کتاب عبد اللہ بن عامر الیحصبی ۔

اجزائے قرآن کے بارے میں تصنیفات

کتاب ابی عمر الدوری ۔ کتاب حمید بن قیس المطالی ۔ کتاب اسباع القرآن از حمزہ ۔ کتاب الکسائی ۔ کتاب سلیمان بن عیسیٰ ۔ کتاب اجزاء ثلاثین از ابو بکر بن عیاش ۔

فضائل قرآن سے متعلق کتابیں

کتاب ابی عبید القاسم بن سلام ۔ کتاب محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ۔ کتاب احمد بن المعذل ۔ کتاب ہشام بن عمّار ۔ کتاب ابی عبد اللہ الدوری ۔ کتاب ابی شُبَیل کتاب اُبیّ بن کعب الانصاری ۔ کتاب الحداد ۔ کتاب علی بن ابراہیم بن ہاشم فی نوادر القرآن، یہ ایک شیعی تصنیف ہے ۔ کتاب علی بن حسن بن فضال ۔ اس کا مصنف شیعہ ہے ۔ کتاب عمرو بن ہیثم الکوفی ۔ کتاب ابی النضر العیاسی ۔ اس کا مصنف بھی شیعہ ہے ۔

آیات قرآن کی تعداد پر تصانیف

اہل مدینہ

کتاب عدد المدنی الاول۔ از نافع۔ کتاب العدد الثانی از نافع۔ کتاب العدد از عیسیٰ
کتاب ابن العباس فی عدد المدنی الاول۔ کتاب اسماعیل بن ابی کثیر فی المدنی الآخر۔
کتاب نافع فی عواشر القرآن۔

اہل مکہ

کتاب العدد از عطا بن یسار۔ کتاب العدد از خزاعی۔ کتاب حروف القرآن۔
از خلف بزار

اہل کوفہ

کتاب العدد از حمزہ زیات۔ کتاب العدد از خلف کتاب العدد از محمد بن عیسیٰ،
کتاب العدد از کسائی

اہل بصرہ

کتاب العدد از ابو المعافا۔ کتاب العدد از عاصم جحدری۔ کتاب الحسن بن ابی الحسن فی العدد۔

اہل شام

کتاب یحییٰ بن حارث الذماری۔ کتاب خالد بن معدان۔ کتاب اختلاف العدد
از وکیع۔ یہ غرب اہل شام وغیرہ سے متعلق ہے۔

قرآن کے ناسخ و منسوخ کے موضوع سے متعلق کتابیں

کتاب حجاج الاعور۔ کتاب ابی عبید القاسم بن سلام۔ کتاب ابن ابی داؤد سجستانی۔

کتاب مقاتل بن سلیمان ۔ کتاب جعفر بن مبشر ۔ کتاب ابی اسماعیل الزبیدی ۔ کتاب ابی مسلم الجمی ۔ کتاب اسماعیل بن ابی زیاد ۔ کتاب ابی قاسم الحلاج الزاہد ۔ کتاب ابن الکلبی ۔ کتاب ہشام بن علی بن ہشام ۔ کتاب احمد بن حنبل ۔ کتاب الزبیر بن احمد ۔ کتاب عبد الرحمن بن زید ۔ کتاب ابی اسحاق ابراہیم المؤدب ۔ کتاب ابراہیم الحربی ۔ کتاب ابی سعید النحوی ۔ کتاب الحارث بن عبد الرحمن ۔

نزول قرآن کے بارے میں تصنیفات

کتاب الحسن بن ابی الحسین ۔ کتاب عکرمہ بروایت ابن عباس ۔

احکام قرآن پر تصنیفات

کتاب احکام القرآن از اسماعیل بن اسحاق قاضی ۔ کتاب احکام القرآن علی مذہب مالک ۔ کتاب احکام القرآن از احمد بن معدل ۔ کتاب احکام القرآن از ابوبکر رازی بمذہب اہل عراق ۔ کتاب احکام القرآن از امام ابوعبد اللہ محمد بن ادریس شافعی ۔ کتاب مجرد احکام القرآن از یحییٰ بن آدم ۔ کتاب احکام القرآن از کلبی بروایت ابن عباس ۔ کتاب ایجاب المتمسک باحکام القرآن از یحییٰ بن اکثم ۔ کتاب احکام القرآن ۔ از ابوثور ابراہیم بن خالد ۔ کتاب احکام القرآن از داؤد بن علی ۔ کتاب الایضاح عن احکام القرآن ۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۔ یہ قابل تحقیق بات ہے ۔

قرآن کے مختلف مسائل پر تصنیف شدہ کتابیں

کتاب احمد بن علی المہرجانی المقرئ فی جوابات القرآن ۔ کتاب ترک المراء عن القرآن از فریابی ۔ کتاب المجاز از ابوعبید ۔ کتاب نظم القرآن از جاحظ ۔ کتاب قطرب فیما سئل عنہ الملحدون عن آی القرآن ۔ کتاب المسائل فی القرآن از جاحظ ۔ کتاب المخلوق از علی جبائی ۔ کتاب الحروف از عبد الرحمن بن ابی حماد کوفی ۔ کتاب

بشر بن المعتمر فی متشابہ القرآن ۔ کتاب اعجاز القرآن فی نظمہ و تالیفہ ۔ از محمد بن یزید واسطی معتزلی ۔ کتاب المسائل المنثورۃ فی القرآن از ابی شیقر ۔ کتاب نظم القرآن از ابن اخشید ۔ کتاب خلق القرآن از ابن راوندی ۔ کتاب الانوار از ابو مقسم کتاب البیان عن بعض الشعر مع فصاحۃ القرآن ۔ از حسن بن جعفر بجلی ۔ کتاب ابی زید البلخی فی ان سورۃ الحمد تنوب عن سائر القرآن ۔ کتاب الناسخ والمنسوخ از جعد ۔ کتاب احکام القرآن از ابوبکر رازی ۔ کتاب اللغات فی القرآن ۔ یہ علما کی ایک جماعت کی تصنیف ہے ۔ کتاب نظم القرآن از ابو علی حسن بن علی بن نصر ۔ کتاب الامثال از ابن جنید ۔

یہ کتاب "الفہرست" کے مقالۂ اوّل کا آخری حصہ ہے جو ہفتہ کے روز یکم شعبان ۳۷۷ھ کو مکمل ہوا ۔ ہم اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے لیے ہم نے یہ کتاب لکھی انہیں اور ہمیں امن و امان اور اپنی حفاظت میں رکھے ۔ وہ اپنی مہربانی اور لطف و کرم سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا رہا ہے اور ہمیں اپنی رضامندی کی باتیں الہام و القا کرتا ہے اور اپنے کرم و قدرت سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق بہم پہنچاتا ہے ۔

قرائے متاخرین کا گروہ

ابن منادی

یہ ابوالحسن احمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن ابوداؤد ہے ۔ بغداد کا باشندہ تھا اور رصافہ میں اقامت پذیر تھا ۔ جو کچھ لکھتا اسے باقاعدہ اعراب کے ساتھ ادا کرتا اور فصاحت کے قالب میں ڈھالتا ۔ اس بنا پر لوگ اس سے ترش کا اظہار کرنے لگے ۔

قرأت قرآن اور دیگر علوم کا عالم تھا ۔ مختلف علوم سے متعلق اس کی ایک سو بیس سے زائد تصنیفات تھیں جن میں زیادہ تر علوم قرآن پر مشتمل تھیں ۔ اس کی وفات ۳۳۴ھ میں ہوئی ۔ کتاب اختلاف العدد اور کتاب دعاء انواع الاستعاذات ...

من سائر الآفات والعاھات اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

نقاش

ابوالحسن کنیت اور علی بن مرہ نام ہے۔ بغداد کا باشندہ تھا اور چہار سوق العطش کے ایک مکان میں رہائش رکھتا تھا۔ سنہ . . میں فوت ہوا۔ کتاب الکسائی، کتاب حمزہ اور کتاب قراء الثانیۃ، اس کی تصنیفات ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب میں اس نے قرائے سبعہ پر خلف بن ہشام بزار کی روایت قرأت کا اضافہ کیا۔

بکار

بکار بن احمد بن بکار نام اور ابوالحسن کنیت ہے۔ مدینۃ السلام کے قاریوں میں سے تھا۔ ۳۵۲ھ میں فوت ہوا۔ کتاب قرأت الکسائی اور کتاب قرأت حمزہ اس کی تصنیفات ہیں۔

ابن واثق

اس کا نام ابومحمد عبدالعزیز بن واثق ہے۔ ضبی سے قرأت حمزہ پڑھی۔ مدینۃ ابوجعفر منصور میں مقیم تھا۔ سنہ . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
رسالۃ الی ثعلب یسألہ ای البلاغتین ابلغ۔ کتاب قرأۃ حمزۃ۔ کتاب السنن۔ کتاب التفسیر۔

ابوالفرج

یہ ابن شنبوذ کا مصاحب ہے۔

حواشی

۱؎ ترجمہ: (قرآن مجید) وہ کتاب ہے کہ نہ اس کے آگے سے باطل راہ پا سکتا ہے، نہ اس کے پیچھے سے۔ یہ اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو بڑی حکمت والا، بڑی تعریف والا ہے (سورہ حم السجدہ۔ آیت ۴۲)

۲؎ یمامہ: جزیرۃ العرب میں ایک مقام ہے، جو نجد اور بحرین کے درمیان واقع ہے وہاں مسیلمہ کذاب نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کر کے اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔ اس بغاوت کو ختم کرنے اور فتنۂ ارتداد کے استیصال کے لیے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ ۱۱ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زیرِ کمان ۱۳ ہزار افراد پر مشتمل مجاہدین کا ایک لشکر بھیجا۔ مسیلمہ کذاب کی فوج ۴۰ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ اس لڑائی میں دشمن کے سترہ ہزار آدمی مارے گئے اور ایک ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان شہید ہوئے۔ جنگِ یمامہ کے شہدا میں حفاظِ قرآن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۶۔ از صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۷)

۳؎ یعنی سورۃ جاثیہ۔

۴؎ اس سے مجاہد مراد ہیں۔

۵؎ کتاب کے اصل الفاظ "ھٰؤلاء الآیات" ہیں جس کا ترجمہ ہے "یہ آیات" یہاں الفاظ جمع لکھے گئے ہیں اور درج صرف ایک آیت کا ایک ٹکڑا کیا گیا ہے۔ یا تو "آیات" کے لفظ سے چند کلمات مراد ہیں یا پھر اس سے آخرِ سورت تک کی آیات مراد ہیں۔

۶؎ عربی متن "الذین کفروا" ہے اور فارسی ترجمہ میں "لم یکن الذین کفروا" ہے۔ لیکن آگے پھر "لم یکن الذین کفروا" درج ہے۔ غالباً

اس سے سورۂ محمد مراد ہے جو الذین کفروا کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

۷؎ غالباً سورۂ صف مراد ہے۔

۸؎ معوذات سے سورۂ الفلق اور سورۂ الناس مراد ہیں۔

۹؎ سورۂ محمد۔

۱۰؎ وہ سات سورتیں جن کا آغاز حم سے ہوتا ہے۔

۱۱؎ مسبحات : وہ چھ سورتیں جو لفظ "سبح" یا "یسبح" سے شروع ہوتی ہیں۔

۱۲؎ سورۂ فتح ۱۳؎ سورۂ حشر ۱۴؎ یعنی الم تنزیل الکتاب ۱۵؎ سورۂ ملک

۱۶؎ سورۂ صف ۱۷؎ سورۂ جن ۱۸؎ سورۂ نوح ۱۹؎ سورۂ تحریم

۲۰؎ سورۂ قمر ۲۱؎ سورۂ واقعہ ۲۲؎ سورۂ معارج ۲۳؎ سورۂ دہر،

۲۴؎ سورۂ نبأ ۲۵؎ سورۂ تکویر ۲۶؎ سورۂ انفطار ۲۷؎ سورۂ غاشیہ

۲۸؎ سورۂ الاعلیٰ ۲۹؎ سورۂ انشقاق ۳۰؎ سورۂ علق ۳۱؎ سورۂ بلد

۳۲؎ سورۂ انشراح ۳۳؎ سورۂ الماعون ۳۴؎ سورۂ بینہ ۳۵؎ سورۂ قدر

۳۶؎ کتاب کے اصل الفاظ یہ ہیں: "اخرج الینا مصحفا وقال ھو مصحف ابی رویناہ عن آبائنا" ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ "وہ ہمارے پاس قرآن کا ایک نسخہ لایا اور کہا یہ مصحف ابی ہے اور ہمارے آباء و اجداد سے روایتاً چلا آرہا ہے"۔ ان الفاظ کا فارسی ترجمہ یوں کیا گیا ہے: "و او قرآنی بما نشان داده و گفت این قرآن متعلق بپدرِ من بوده و ما از پدران خود آں را روایت مینمائیم ۔" فارسی مترجم نے "ھو مصحف ابی" کا ترجمہ "ایں قرآن متعلق بپدرِ من بوده" کیا ہے جو صحیح نہیں۔ یہ لفظ "ابی" نہیں (جس کا معنیٰ پدرِ من یا میرا باپ ہے) بلکہ ابیّ (یعنی ابیّ بن کعب) ہے۔ کیونکہ اوپر جو عنوان قائم کیا گیا ہے وہ مصحف ابیّ بن کعب ہے اور عنوان کا اقتضا ہے کہ اس لفظ کو اُبیّ سمجھا جائے۔ فلوگل نے ابیّ مشدد لکھا ہے (فلوگل ص۲۷ مطبوعہ بیروت)

۳۷؎ سورۂ النمل ۳۸؎ غالباً اس سے سورۂ سبا مراد ہے۔ اس میں حضرت داؤد اور آلِ

داؤد کا تذکرہ ہے۔

۱۹ سورۂ حجر ۲۰ سورۂ ملائکہ، سورۂ فاطر کا دوسرا نام ہے۔ اس کی ابتدائی آیات میں ملائکہ کا ذکر نسبتاً تفصیل سے کیا گیا ہے۔

۲۱ الطہارہ نام کی کوئی سورت قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ لفظ "الظہارہ" ہے اور اس سے مراد سورۂ مجادلہ ہے جس میں "ظہار" کا حکم بیان کیا گیا ہے اور یہ سورۂ حدید سے اگلی سورت ہے۔

۲۲ سورۂ الدہر، ۲۳ سورۂ القیامہ۔

۲۴ اس سے مراد سورۂ بینہ ہے جس کا آغاز اسی آیت سے ہوتا ہے۔

۲۵ خلع نام کی قرآن میں کوئی سورت نہیں۔ البتہ مطبوعہ سنگی حاج ملا آقا لبال، ۱۳۱۹ قمری کے قرآن کے اس صفحہ میں جو سور و آیات و کلمات قرآن کی تعداد کے لیے مخصوص ہے یہ لفظ مرقوم ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم انا نستعینك و نستغفرك ونثنی علیك ولا نكفرك۔ ونخلع ونترك من یفجرك۔ (فارسی ترجمہ حاشیہ ملا)

۲۶ اس سے غالباً سورۂ لہب مراد ہے لیکن اس کی چھ آیات نہیں پانچ آیات ہیں۔

۲۷ محولہ حاشیہ (۲۵) کے قرآن کے اسی صفحہ پر یہ سورہ ان الفاظ میں درج ہے:۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم ایاك نعبد ولك نصلی و نسجد و نستعین ونخفد ونرجوا رحمتك ونخشی عذابك ان عذابك بالكفار ملحق (فارسی ترجمہ حاشیہ صد ۲۹)

۲۸ آیات جید سے اگر سورۂ لہب مراد ہو تو یہ سورۃ مکرر درج ہوگئی ہے۔

۲۹ سورۂ اخلاص۔

۳۰ یہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عبد اللہ بن رزق۔ ایک قول کے مطابق مری۔ بروۂ بنو زہرہ ہے۔ اس کا لقب قالون تھا مدینہ کے قراء اور علمائے نحو میں سے تھا۔ چونکہ یہ نافع کے ساتھ بہت وابستگی رکھتا تھا اس لیے اس کا پروردہ سمجھا جاتا تھا۔

نہایت عمدہ قرآن پڑھتا تھا۔ اسی بنا پر نافع اسے قالون کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ رومی زبان میں قالون انتہائی عمدگی سے پڑھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جب یہ قرآن کی تلاوت کرتا تو نافع بہت ہی خوش ہوتا اور فرطِ مسرت سے اس کی طرف انگلی سے اشارے کرتا۔ قالون رومی نژاد تھا اور اس کے آباؤاجداد میں سے ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اسیران روم کے ساتھ آیا تھا۔ اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ایک انصاری کو فروخت کر دیا جو بعد میں محمد بن محمد فیروز کا غلام بنا۔ ابومحمد بغدادی کا کہنا ہے کہ قالون اتنا بہرہ تھا کہ صدائے بوق تو نہ سن پاتا۔ لیکن اس کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو اچھی طرح سن لیتا۔ ابن ابی حاتم کہتا ہے "قالون کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو پڑھنے والے کے ہونٹوں کی حرکت سے معلوم کر لیتا کہ قرآن غلط پڑھا جا رہا ہے یا قاری کسی قسم کے شبہ میں پڑ گیا ہے۔" وہ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوا، اور متواتر پچاس برس نافع کو قرآن سناتا رہا۔ ۲۰۵ یا ۲۲۰ھ میں فوت ہوا۔ (فلوگل جلد ۲ صفحہ ۱)

اے ورش عثمان بن سعید یا ابو عمرو قرشی ہے جو ان کا غلام تھا اور قبطی مصری تھا۔ اس کا لقب ورش تھا۔ یہ شیخ القراء اور امام المرتلین تھا۔ اپنے زمانہ میں یہ قرائے دیارِ مصر کے سربراہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ۱۱۰ھ میں مصر میں پیدا ہوا اور علمِ قرأت کی تحصیل کے لیے نافع بن ابونعیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نافع کو اس نے کتنی بار قرآن سنایا۔ چونکہ یہ کوتاہ قد تھا اور رنگ کی مناسبت سے مختصر لباس پہنتا تھا، اس لیے نافع نے اسے ورش کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کم کھاتا اور دبلا پتلا تھا۔ لہٰذا ورش کے نام سے موسوم ہوا۔ نافع اسے ہمیشہ ان الفاظ سے پکارتا — ورشان آؤ۔ ورشان پڑھو۔ پھر ورشان کو مخفف کر کے ورش سے موسوم کرنے لگا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ورش ایک معروف پرندہ ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ورش ایک شے ہے جو دودھ سے تیار کی جاتی ہے۔ یا یہ کہ پنیر یا پنیر کی قسم کی کوئی شے ہے۔ اس کے سفید رنگ کی وجہ سے اسے یہ

لقب دیا گیا جو اس کے ساتھ چپک کر رہ گیا۔ اپنے نام کی بہ نسبت یہ لفظ اسے زیادہ پسندیدہ تھا۔ اس نے ۷۰ سال کی عمر پا کر ۱۹۷ھ میں مصر میں وفات پائی۔

(فلوگل جلد ۲۔ صفحہ ۱۸)

۵۲ شعبہ بن عیاش بن سالم ابوبکر حناط اسدی نہشلی کوفی۔ یہ پیشوائے عالم اور راویٔ عاصم تھا۔ اس کے نام میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف لوگوں نے اس کے تیرہ نام ذکر کیے ہیں۔ مثلاً احمد، عبداللہ، عنترہ، سالم، قاسم اور محمد۔ صحیح ترین قول یہ ہے کہ اس کا نام شعبہ تھا۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوا۔ اس نے عاصم پر تین دفعہ قرآن کی قرأت کی۔ عطا بن سائب اور اسلم منقری سے بھی تحصیل قرأت قرآن کی اور طویل عمر پائی۔

وفات سے سات سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ قبل لوگوں کو قرأت کی تعلیم دینا ترک کر دی تھی۔ عالم باعمل اور مستند شخص تھا۔ اس کا خود اپنا قول ہے کہ میں نصف اسلام ہوں "ائمۂ اہل سنت میں سے تھا۔ اس کے لیے پورے پچاس سال بستر کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ۱۹۳ یا ۱۹۴ میں فوت ہوا۔

(فلوگل جلد ۲ صفحہ ۱۸ و صفحہ ۱۹)

۵۳ حفص: یہ حفص بن سلیمان بن مغیرہ ابو عمر بن ابوداؤد الاسدی کوفی غاضری بزاز ہے۔ کپڑے کی تجارت کرتا تھا اور حفیص کے نام سے معروف تھا۔ عرضاً و تلقیناً اس نے عاصم سے قرأت سیکھی۔ عاصم کا ربیب اور اس کی بیوی کا بیٹا تھا۔ ۹۰ھ میں پیدا ہوا اور بغداد آ گیا۔ وہاں تحصیل قرأت کی۔ بعد ازاں مستقل طور پر مکہ میں سکونت اختیار کر لی اور قرآن کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عاصم کی صحیح ترین روایت قرأت وہی ہے جو حفص نے روایت کی ہے۔ وہ قرأت عاصم کا سب سے زیادہ عالم ہے اور ضبط قرأت کے باب میں شعبہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ صحیح قول کے مطابق اس کا سال وفات ۱۸۰ ہجری ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ اس نے ۱۸۰ اور ۱۹۰ھ کے درمیانی عرصہ میں انتقال کیا۔ (الفہرست مرتبہ فلوگل جلد ۲ صفحہ ۱۹)

۵۴؎ عبداللہ بن عامر بن یزید بن عمار ۔ یہ صاد کے ضمہ کے ساتھ بھی ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی۔ یحصب بن دہمان بن عامر بن یعرب بن قحطان بن عابر کی طرف منسوب ہے، جو حضرت ہود علیہ السلام ہیں۔ ایک قول کے مطابق یحصب بن مالک بن اصبح بن ابرہہ بن صباح ہے۔ اس کی کنیت کے بارے میں خاصہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی کنیت ابو عمران ہے۔ فن قرأت سے متعلق اس کو اہل شام کے امام و پیشوا کی حیثیت حاصل تھی اور اس علم میں مشیخت و سربراہی کے منصب پر فائز تھا۔ اس نے ابوالدرداء اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصاحب و شاگرد مغیرہ بن ابوشہاب سے عرضاً قرأت قرآن سیکھی۔ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھی قرآن سنانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ تو بلاشبہ صحیح ہے کہ اس نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے سماع قرآن کیا جن میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان، نعمان بن بشیر، واثلہ بن اسقع اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس نے ۱۱۸ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ (الفہرست مرتبہ فلوگل جلد دوم صفحہ ۱۲)

۵۵؎ ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرہ بن ابوالولید سلمی یا ظفری دمشقی۔ یہ اہل دمشق کا مقتدا اور ان کا خطیب، محدث اور معلم قرآن اور مفتی تھا۔ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوا اور قرائے قرآن کی ایک بہت بڑی جماعت سے عرضاً قرأت سیکھی۔ یہ علامہ فصیح اور وسیع الروایات شخص تھا۔ اس نے ایوب بن تمیم تمیمی سے علم قرأت حاصل کیا۔ ایوب بن تمیمی نے یحییٰ بن حارث ذماری سے اور اس نے ابن عامر سے یہ علم حاصل کیا۔ ایوب بن تمیم کی وفات کے بعد سربراہی قرأت قرآن دو آدمیوں ۔۔۔ ہشام اور ابن ذکوان ۔۔۔ کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ ہشام صحت نقل، فصاحت، علم روایت اور درایت میں خاص شہرت کا حامل تھا۔ باوجود اس کے کہ اس پر ضعف و پیری کا غلبہ ہو گیا تھا تاہم استواری عقل و دانش اور اصابت فکر و رائے میں سب سے ممتاز تھا۔ اخذ قراءات اور تحصیل علم حدیث کے لیے لوگ دور دراز سے اس کی

خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ۲۴۴ھ یا ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔

(الفہرست مرتبہ فلوگل۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۹)

۵۵ ابن ذکوان راوی ابن ذکوان تو یہ عبداللہ بن احمد بن بشیر ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ بشیر بن ذکوان بن عمرو بن فہر بن مالک بن نضر ابو عمرو اور ابو محمد قرشی فہری دمشقی ہے یہ بڑی شہرت کا مالک تھا۔ استاذ، راوی اور ثقہ تھا۔ شام کا شیخ القراء اور جامع دمشق کا امام تھا۔ اس نے ایوب بن تمیم سے اخذِ علم کیا جس نے کہ اسے دمشق میں علم قراءت کے سلسلہ میں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ یہ ایوب کا، ایوب یحییٰ بن حارث ذماری کا، اور یحییٰ ابن عامر کا شاگرد ہے۔ کسائی شام آیا تو اس نے اس سے بھی علم قراءت حاصل کیا۔ اس زمانہ میں عراق، حجاز، شام، مصر اور خراسان میں ابن ذکوان سے بڑا کوئی قاری نہ تھا۔ اس کی ولادت ۱۷۳ھ میں اور وفات ۲۴۲ھ میں ہوئی۔

(حوالہ مذکور صفحہ ۳۰)

۵۶ حمزہ حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل۔ یہ قرائے سبعہ میں کا چھٹا قاری ہے جو اس گروہ قراء میں سب سے زیادہ زاہد، امام، متقی اور عاقل و فہیم تھا۔ یہ ابو عمارہ کوفی تیمی ہے، کہتے ہیں یہ بنو تیم کا بردہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ خالص تیمی تھا۔ اس کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ اس نے صحابہ کرام کا آخری زمانہ پایا۔ ممکن ہے بعض صحابہ کو دیکھا بھی ہو۔ اس نے اعمش، جعفر بن محمد صادق اور ابو اسحاق بن ابو لیلیٰ کے سامنے قرأتِ قرآن کی اور ان سے باقاعدہ یہ علم سیکھا۔ خود اس سے ابراہیم بن ادہم، سفیان ثوری اور شریک بن عبداللہ نے روایت قرأت کی۔ عاصم اور اعمش کے بعد علم قرأت کی قیادت اسی کی طرف منتقل ہو گئی تھی اور یہ مستند امام، ثقہ، و ثبت، راضی برضائے خدا، قائم بکتاب اللہ، ماہر فرائض، عالم عربیت، حافظ حدیث، عابد و زاہد اور خاشع تھا۔ ان خصوصیات کی بنا پر یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال شخص تھا۔ یہ عراق سے زیتون لے کر حلوان اور حلوان سے نایل اور پنیر لے کر کوفہ جاتا تھا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں،

علم قرآن اور فرائض کے ضمن میں حمزہ سب پر فوقیت رکھتا تھا۔ وہ مد اور ہمزہ میں افراط سے منع کرتا اور مد اور ہمزہ میں افراط کرنے والے سے کہتا ایسا نکرو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ سفید رنگ سے معاملہ بڑھ جائے تو برص ہو جاتا اور گھنگھریالے بالوں کو مزید گھنگھریالے کرنے کی کوشش کی جائے تو سخت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قرأت میں افراط سے کام لیا جائے تو وہ قرأت نہیں رہتی۔

باختلاف روایات حمزہ نے ۱۵۸ یا ۱۵۶ھ یا ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔ اس کی قبر حلوان میں ہے۔ (الفہرست مرتبہ فلوگل جلد ۲ صـ۳۱)

۵۷ھ حلوان، یہ عراق کا ایک شہر جو کوہستان کے قریب واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۵۸ھ کسائی: یہ علی بن حمزہ بن عبد اللہ بن بہمن بن فیروز اسدی ہے، بنو اسد کا غلام، ایرانی الاصل اور سوادِ عراق کا باشندہ تھا۔ حمزہ بن زیات کی وفات کے بعد کوفہ میں قرأتِ قرآن کی امامت و پیشوائی اسی کو حاصل ہوئی۔ اس نے حمزہ کے سامنے چار دفعہ قرأت قرآن کی۔ اس باب میں حمزہ اس پر کامل اعتماد کرتا تھا۔ اس سے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ میں نے کسی کو کسائی سے زیادہ راست گو اور صادق اللہجہ نہیں دیکھا۔ شافعی کہتے ہیں جس نے نحو میں عبور حاصل کرنا چاہا وہ کسائی سے وابستہ ہو گیا۔ اسے کسائی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص قسم کی چادر اوڑھے رکھتا تھا۔ حمزہ کے حلقۂ درس میں بیٹھتا تو حمزہ لوگوں سے کہتا۔ اس کی طرف بھی رجوع کرو اور اس سے پوچھو۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ جس گاؤں کا رہنے والا تھا، اس کا نام کسا تھا۔ اس لیے کسائی کہلایا لیکن پہلی توجیہ زیادہ صحیح ہے۔ (فلوگل جلد ۲۔ صـ۲۱۱)

۵۹ھ ابوالحارث الیث بن خالد۔ یہ بغدادی ہے۔ ثقہ، دانا اور ضابط تھا۔ کسائی کے تلامذہ میں سے تھا۔ اس نے کسائی سے علم قرأت حاصل کیا اور حمزہ بن قاسم احول اور یزیدی سے حروف کی روایت کی۔ صاحب قرأۃ سلمہ بن عاصم اور محمد

بن یحییٰ نے اس سے عرضاً قرأت قرآن کی روایت لی۔ ۲۴۰ھ میں فوت ہوا۔
(فلوگل جلد ۲ صہ ۲۱)

۶۰۔ ابوجعفر یزید بن قعقاع۔ ان کا شمار قرائے عشرہ میں ہوتا ہے۔ یہ مشہور تابعی ہیں۔ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے قرآن پڑھا اور ان سے قرأت روایت کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب اور مروان بن حکم سے سماع کیا۔ واقعہ حرہ سے قبل یہ مدینہ کے سب سے بڑے قاری تھے۔ ابوجعفر نے مدینہ میں باختلاف روایات ۱۳۰ یا ۱۳۲ یا ۱۲۹ یا ۱۲۸ یا ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔
(فلوگل جلد ۲ صہ ۲۲)

۶۱۔ ابومحمد خلف بن ہشام بن ثعلب بزار بغدادی، قرائے عشرہ میں سے ہے۔
(فلوگل جلد ۲۔ صہ ۲۲)

۶۲۔ فم الصلح: یہ واسط کے بالائی حصہ پر ایک بہت بڑی نہر ہے جس کے کنارے متعدد دیہات واقع ہیں۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے وزیر حسن بن سہل نے بھی وہاں ایک مکان تعمیر کیا تھا۔ (معجم البلدان)

۶۳۔ قرآن کے اصل الفاظ یہ ہیں: اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ (سورہ جمعہ۔ آیت ۹)

۶۴۔ آیت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ وکان وراءھم ملک یأخذ کل سفینۃ غصبا۔ (سورہ کہف آیت ۷۹)

۶۵۔ اصل الفاظ: فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ۔ (سورہ یونس آیت ۹۲)

۶۶۔ اصل الفاظ: فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المہین۔ (سورہ سبا آیت ۱۴)

۶۷۔ اصل الفاظ: والیل اذا یغشی ہ والنہار اذا تجلی ہ وما خلق الذکر والانثی۔ (سورہ لیل)

۶۸ اصل الفاظ: فقد کذبتم فسوف یکون لزاما۔
(سورہ فرقان آیت ۷۷)

۶۹ اصل الفاظ: الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔
(سورہ انفال آیت ۷۳)

۷۰ اصل الفاظ: ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ٥
(سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

۷۱ سرمن رائی، سامرا اور سرمرئی۔ یہ ایک ہی شہر کے تین نام ہیں۔ یہ شہر بغداد اور تکریت کے درمیان دجلہ کی مشرقی جانب واقع تھا، جو بعد میں کھنڈر بن گیا۔
زجاجی کہتا ہے۔ اس شہر کا قدیم نام سامیرا تھا۔ جو سامیر بن نوح کے نام پر رکھا گیا تھا۔ حضرت نوحؑ نے اپنے اس بیٹے کو یہ قطعۂ زمین دے دیا تھا، جہاں وہ رہائش پذیر ہو گیا تھا۔ عباسی حکمران معتصم باللہ نے اسے از سرِ نو تعمیر کیا تو اسے سرمن رائی کے نام سے موسوم کیا۔
(تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان لفظ سامرا و سرمن رائی)

۷۲ جارودیہ۔ — یہ ابوالجارود زیاد بن منذر ہمدانی ایک روایت کے مطابق نہدی، ثقفی کوفی کا پیرو تھا۔ یہ شخص اس قسم کی حدیثیں وضع کرتا تھا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مخالفت اور ذم کا پہلو نکلتا ہو۔ یہ ۱۵۰ھ سے ۱۶۰ھ کے درمیانی عرصہ میں فوت ہوا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۳)
جارودیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ اسماً حضرت علی رضہ کی امامت کی تصریح نہیں کی۔ تاہم وصفاً کر دی تھی۔ لہٰذا آپ کے بعد مستحق امامت حضرت علی ہی تھے۔ لوگ چونکہ وصف کو سمجھنے سے قاصر رہے اس لیے مطلوب کو نہ پا سکے اور اپنی مرضی سے ابوبکر کو خلیفہ مقرر کر دیا۔
(الملل والنحل شہرستانی جلد اول، مع تصحیح و تعلیقات شیخ احمد فہمی محمد

صفحہ ۲۵۵ - مطبوعہ قاہرہ)

۳۲؎ یعقوب حضرمی: یہ ابو محمد یعقوب بن اسحاق بن یزید بن عبد اللہ بن ابو اسحاق حضرمی ہے۔ بصری تھا اور حضرم کا غلام تھا۔ اس کا شمار قرائے عشرہ میں ہوتا ہے۔ اہل بصرہ کا امام تھا اور انھیں قرأت قرآن کی تعلیم دیتا تھا۔ اس نے قاریوں کی ایک جماعت سے قرأت سیکھی۔ کسائی اور محمد بن زریق کوفی سے سماعتِ حروف کی۔ محمد بن زریق نے عاصم سے سماعت کی۔ یعقوب حضرمی نے حمزہ سے بھی حروف کی سماعت کی۔ یہ جامع بصرہ کا امام تھا اور خود اپنی قرأت کے مطابق جو قرأتِ یعقوب کے نام سے معروف تھی، قرآن پڑھتا تھا۔ ۸۸ سال کی عمر پا کر ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کے باپ، دادا اور پر دادا نے بھی ۸۸ سال کی عمر پاکر انتقال کیا تھا۔

(الفہرست مرتبہ فلوگل۔ جلد ۲ - ص۲۵)

۳۳؎ رصافہ: بغداد کے مشرقی جانب ایک محلہ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھیے)

۳۴؎ چہار سوق العطش: بغداد کے ایک بہت بڑے محلے کا نام ہے جو بغداد کی مشرقی جانب رصافہ اور نہر معلی کے درمیان واقع ہے۔

(تفصیلات کے لیے معجم البلدان دیکھیے۔)

۳۵؎ مدینۃ السلام: یہ بغداد کا نام ہے۔ اس کا نام مدینۃ السلام کیوں پڑا ــــــــ؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے، کہ یہ دجلہ کے قریب ہے اور دجلہ کو وادی السلام کہتے تھے۔ بغداد کو بھی اسی نام سے پکارنے لگے۔ ایک قول یہ ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے سلامتی کے شگون کی بنا پر اس کو مدینۃ السلام کے نام سے موسوم کیا۔ موسیٰ بن عبد الرحیم نسائی کہتے ہیں، میں عبد العزیز بن ابو رواد کے ہاں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا۔ عبد العزیز نے پوچھا "کہاں سے آئے ہو؟" اس نے جواب دیا "بغداد سے!" کہا، "بغداد مت کہو۔ اس لیے کہ اس نام کے دو جز ہیں۔

ایک "بغ" اور دوسرا "داد" — بغ ایک بت کا نام ہے اور داد کے معنیٰ ہیں۔ اس نے دیا۔ یعنی بت نے حاجت روائی کی — اسے مدینۃ السلام کہو۔
"اللہ سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ اور تمام شہر اسی کے قبضہ میں ہیں۔"
(معجم البلدان)

۷ے مدینۃ ابوجعفر منصور یا مدینۃ السلام بغداد کے اس حصے کو کہتے ہیں، جو عباسی حکمران ابوجعفر منصور نے ۱۴۵ ھ میں تعمیر کیا تھا۔

مقالہ دوم

اہل نحو اور اہل لغت کی سرگزشت اور ان کی کتابوں کے نام

تین فنون

پہلا فن

علم نحو کے بارے میں آغاز بحث بصرہ کے نحویوں اور لغویوں کے حالات واخبار فصحائے اعراب اور ان کی کتابیں

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ بیشتر علما کا خیال ہے علم نحو ابو الاسود دؤلی سے حاصل کیا گیا اور ابو الاسود دؤلی نے یہ علم امیر المومنین حضرت علی بن ابو طالب علیہ السلام سے حاصل کیا۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ قواعدِ نحو کا موجد نصر بن عاصم دؤلی اور ایک قول کے مطابق لیثی ہے۔

میں نے ابو عبد اللہ بن مقلہ کی ایک تحریر میں پڑھا ہے کہ ثعلب کہتا ہے ابن لہیعہ، ابو النضر سے روایت کرتا ہے کہ عبد الرحمٰن بن ہرمز پہلا شخص ہے جس نے عربی قواعد کی بنیاد ڈالی۔ وہ انساب قریش اور ان کے حالات و واقعات کا سب سے بڑا عالم تھا نیز اس کا شمار قرائے قرآن میں ہوتا تھا۔ شیخ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے اسی طرح بتایا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ نصر بن عاصم لیثی کا شمار بھی قراء اور فصحا میں ہوتا ہے۔ ابو عمرو بن علاء وغیرہ نے اسی سے تحصیل علم کی۔

ابوجعفر بن رستم طبری سے منقول ہے کہ نحو کا نام "نحو" اس لیے رکھا گیا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے ابوالاسود دؤلی کو نحو کے کچھ اصول سکھائے تو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ اجازت مانگی۔

ان اصنع نحو ما صنع

کہ میں بھی اسی نحو (انداز) کے اصول وضع کروں جس نحو (انداز) کے آپ نے وضع کیے ہیں۔

پس اسی لفظ "نحو" بولنے کی بنا پر اس علم کا نام "نحو" پڑ گیا۔

اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سبب تھا جس نے ابوالاسود کو قواعد نحو لکھنے اور وضع کرنے پر آمادہ و تیار کیا۔

ابوعبیدہ کا قول ہے کہ ابوالاسود نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے علم نحو حاصل کیا، لیکن اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو کچھ سیکھا وہ کسی کو بتاتا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس کو زیاد نے بھی پیغام بھیجا کہ آپ کوئی ایسی چیز تیار کر دیں، جو لوگوں کے لیے رہنما ثابت ہو اور اس کی مدد سے کتاب اللہ کو سمجھا جا سکے، لیکن اس نے معذرت کر دی۔ ایک مرتبہ ابوالاسود نے ایک شخص کو سنا کہ وہ قرآن کی آیت،

"اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ" کو "وَرَسُوْلِهٖ"

یعنی بکسر لام پڑھ رہا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ میں تو یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی وقت زیاد کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے امیر (یعنی آپ) نے جو حکم دیا ہے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ مجھے ایک ایسا ذہین و ذکی کاتب مہیا کر دیا جائے کہ جو کچھ میں بولتا جاؤں، وہ لکھتا جائے۔ چنانچہ عبدالقیس سے ایک کاتب لایا گیا، مگر وہ اسے پسند نہ آیا۔ اس کے بعد ایک اور کاتب لایا گیا۔ ابوالعباس مبرد کہتا ہے کہ میرا خیال ہے یہ کاتب بھی عبدالقیس میں سے تھا۔

ابوالاسود نے اس سے کہا جب تم دیکھو کہ میں نے کسی حرف کو ادا کرتے وقت

منہ کھولا ہے تو اس کے اوپر ایک نقطہ ڈال دو اور اگر میں منہ بند کر لوں تو حرف کے آگے نقطہ ڈال دو اور اگر میں اسے کسرہ کی صورت میں پڑھوں تو نقطہ حرف کے نیچے ڈال دو.
یہ نقاطِ ابوالاسود کہلاتے ہیں۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے، کہ سعد جو فارس کا باشندہ تھا اور زندخان سے تعلق رکھتا تھا، ابوالاسود کے پاس گیا۔ یہ شخص اپنے خاندان کے ایک گروہ کے ساتھ بصرہ میں آیا تھا۔ یہ لوگ قدامہ بن مظعون سے قرب و تعلق رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے ہیں اور اس کے موالی ہیں۔ ایک مرتبہ سعد اپنے گھوڑے کی لگام تھامے چلا آرہا تھا، کہ ابوالاسود کے پاس سے گزرا۔ اس نے پوچھا سعد تمہیں کیا ہو گیا ہے تم گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہوتے؟ اس نے جواب دیا " ان فرسی ضالع " (گویا میرا گھوڑا ایڑ رہا ہے) حالانکہ وہ کہنا چاہتا تھا۔ " ان فرسی ظالع " کہ میرا گھوڑا لنگڑا ہے۔) اس جملہ سے حاضرینِ مجلس ہنس پڑے۔ ابوالاسود نے کہا۔ یہ لوگ موالی ہیں جو اسلام کی طرف راغب ہوئے اور پھر داخلِ اسلام ہو کر ہمارے بھائی بن گئے ہیں۔ کیوں نہ ہم ان کے لیے گفتگو کے قواعد وضع کر دیں۔ چنانچہ اس نے فاعل اور مفعول سے متعلق باب وضع کیے۔

قواعدِ نحو کا واضع ابوالاسود دؤلی ہے
اس کی ایک دلیل

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ شہرِ حدیثہ میں ایک شخص، محمد بن حسین قیام پذیر تھا۔ یہ شخص ابن ابی بعرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں اور اس کے پاس عربی کتابوں کا وہ ذخیرہ تھا جو نحو، لغت، ادب اور قدیم کتابوں پر مشتمل تھا۔ میں نے اتنی کثیر تعداد میں کتابیں اور کسی شخص کے پاس نہیں دیکھیں،

میں اس سے کئی دفعہ مل چکا تھا، وہ مجھ سے مانوس ہو گیا تھا۔ وہ میل جول سے متنفر تھا۔ اور کتابوں کے معاملہ میں حد درجہ بخیل تھا۔ در اصل وہ بنو حمدان سے ہراساں اور خائف رہتا تھا۔ اس نے مجھے کتابوں کا ایک بہت بڑا بستہ سا دکھایا جس کا وزن تین سو رطل تھا اس کے محتویات یہ تھے :۔

گاؤ خر کے چمڑے، اقرارنامے، مصری کاغذ، چینی اور تہامی اوراق، اونٹ کی کھال اور خراسانی کاغذ، ان پر حواشی و تعلیقات لغت عرب، ان کے اشعار کے الگ الگ قصائد، کچھ مسائل نحو، حکایات و اسمار، تاریخ و اخبار، اسما و انساب وغیرہ علوم عرب اور دیگر علوم کی بہت سی چیزیں مرقوم تھیں۔

اس نے کوفہ کے ایک شخص کا ذکر کیا۔ جس کا نام میرے ذہن سے نکل گیا ہے۔ کہ یہ شخص قدیم نوشتے جمع کرنے کا شائق تھا۔ اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی دوستی محمد بن حسین کے لطف و کرم اور اتحاد مسلک و عقیدہ۔ یعنی شیعیت کی بنا پر۔ یہ چیزیں میرے حوالے کر دیں۔ میں نے انھیں الٹ پلٹ کر دیکھا، تو عجیب و غریب چیزیں ملیں۔ مگر امتداد زمانہ نے ان میں کہنگی پیدا کر دی تھی اور اپنی دست برد سے اس کے نشانات کو مٹا ڈالا تھا اور اس کے نقوش و اثرات کو محو کر دیا تھا۔ اس کے ہر جز یا ہر ورق یا ہر کاغذ پر ترتیب کے ساتھ علما کی دستخطی مہریں ثبت تھیں اور یہ مذکور تھا کہ یہ کس کی تحریر ہے۔ اور یہ کون شخص ہے۔ پھر ہر مہر کے نیچے دوسرے کی مہر تھی جس پر ایک دوسرے کے دستخطوں سے پانچ چھ علما کی شہادتیں مرقوم تھیں۔

میں نے اس ڈھیر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصاحب و رفیق خالد بن ابو الهیاج کا لکھا ہوا ایک مصحف بھی دیکھا۔ پھر یہ مصحف ابو عبداللہ بن حانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ میں نے اس میں امام حسن اور امام حسین کے مکتوبات بھی دیکھے۔ میں نے اس میں امانت نامے اور عہد نامے بھی دیکھے جو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر کاتبوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ اس میں

ابوعمرو بن علاء، ابوعمرو شیبانی، اصمعی، ابن الاعرابی، سیبویہ، فراء اور کسائی ایسے علمائے نحو اور ماہرین لغت کے مکتوبات بھی تھے۔ اس میں سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری اور اوزاعی وغیرہ اصحاب حدیث کے نوشتے بھی تھے۔

ان کاغذات میں ایک ایسی چیز بھی میری نظر سے گزری جو اس بات پر دال ہے کہ علم نحو، ابوالاسود سے مروی ہے۔ جن کاغذات میں یہ بات درج تھی، وہ چار اوراق پر مشتمل تھے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ چینی ورق تھے۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ اس میں فاعل اور مفعول سے متعلق ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ کی بحث درج ہے۔ یہ تحریر یحییٰ بن یعمر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ایک اور پرانی تحریر تھی، جو علان نحوی کی تحریر تھی۔ اس کے نیچے نضر بن شمیل کی تحریر تھی۔ اس شخص کی وفات کے بعد کتابوں کا وہ بستہ اور اس میں جو کچھ بھی بند تھا، گم ہو گیا اور پھر سخت تلاش کے باوجود بجز مصحف کے، نہ تو ہم نے اس کے بارے میں کچھ سنا اور نہ اس کی کوئی چیز کبھی دیکھنے میں آئی۔

ابوالاسود دؤلی سے علم نحو حاصل کرنے والوں کے نام

ابوالاسود سے یہ علم ایک جماعت نے حاصل کیا جس میں یحییٰ بن یعمر، عنبسہ بن معدان (یہ عنبسۃ الفیل ہے) اور میمون بن اقرن شامل ہیں۔ بعض علما کے بقول نصر بن عاصم نے بھی ابوالاسود دؤلی سے اس کی تحصیل کی۔

یحییٰ بن یعمر، جو عدوان بن قیس بن عیلان بن مضر کا ایک فرد تھا اور بنی لیث بن کنانہ میں جس کا شمار ہوتا تھا، ایک امین اور عالم شخص تھا۔ اس سے احادیث بھی مروی ہیں۔ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ وغیرہ سے اس کا لقا ثابت ہے اور قتادہ وغیرہ نے اس سے روایت کیا ہے۔

عنبسہ بن معدان فہری، میسانی کا باشندہ تھا۔ بصرہ میں آیا اور وہیں رہائش اختیار کرلی۔ یہ فیل کے نام سے اس لیے موسوم تھا کہ اس کا والد معدان، زیاد کے

ہاتھی کی نگہداشت اور اس کو چارہ وغیرہ کھلانے پر متعین تھا اور اس وجہ سے اس کا لقب ہی فیل پڑ گیا۔

عنبہ کے بعد عبداللہ بن ابو اسحاق حضرمی تھا۔ یہ شخص حضرت حضرت کا غلام تھا۔ فرزدق نے اس شعر میں اس کی ہجو کی ہے۔

فلو کان عبد اللہ مولی ھجوتہ
ولکن عبد اللہ مولی موالیا

اس کے زمانہ کے ممتاز اصحاب فضل و شرف لوگوں میں عیسیٰ بن عمر ثقفی شامل ہے۔

مجھے ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو مزاحم نے بتایا، وہ کہتا ہے، ہمیں ابن ابی سعید نے بتایا۔ اس کا کہنا ہے ہم سے ابو عثمان مازنی نے بیان کیا اس کا کہنا ہے، ہمارے پاس اصمعی نے، عیسیٰ بن عمر سے ذکر کیا کہ ہم حسن کے ساتھ جا رہے تھے اور عبداللہ بن ابو اسحاق ہمارے ساتھ تھا۔ حسن نے کہا۔ ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچو۔ یہ طُلَعَۃ ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن ابو اسحاق نے اپنی بغل سے یادداشت کی تختیاں نکالیں اور ان پر لکھ لیا۔ اور کہا، اے ابو سعید ہم نے آپ سے طُلَعَۃ کا استفادہ کیا۔ اسی طرح ابو عمرو بن العلاء نے کہا۔

اخبارِ عیسیٰ بن عمر ثقفی

اس کا شمار ابو عمرو بن علاء کے طبقہ میں ہوتا ہے۔ یہ عیسیٰ بن عمر ثقفی ہے عیسیٰ بن عمر ہمدانی نہیں ہے جو کوفہ کا باشندہ تھا اور جس سے کئی قرأتیں مروی ہیں۔ یہ عیسیٰ بن عمر بصری ہے اور بصرہ کے سربر آوردہ نحویوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے عبداللہ بن ابو اسحاق وغیرہ سے حصولِ علم کیا اور عیسیٰ بن عمر سے خلیل بن احمد نے تحصیل کی۔ عیسیٰ نابینا تھا اور قرائے بصرہ میں سے تھا۔ اس کی وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی۔ کتاب الجامع اور کتاب المکمل اس کی تصنیفات ہیں۔ قاضی ابو سعید رحمہ

نے ہمیں خلیل کے وہ شعر سنائے جن میں اس نے عیسیٰ بن عمر کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

بطل النحو جمیعا کلہ — غیر ما احدث عیسیٰ بن عمر

ذاک اکمال وھذا جامع — فھما للناس شمس وقمر

ایک طویل عرصہ سے یہ دونوں کتابیں نایاب ہیں۔ نہ ہمارے شناساؤں میں سے کسی کو دست یاب ہوئیں اور نہ ہمیں کسی نے یہ بتایا کہ ہم نے یہ کتابیں دیکھیں۔ عمرو بن علاء کا ذکر اخبار قراء کے ضمن میں مقالہ اوّل میں ہو چکا ہے۔

اخبار یونس بن حبیب

میں نے ابوالحسن خزاز کی وہ تحریر پڑھی ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ یونس بن حبیب ابوعبدالرحمٰن ہے۔ بنو لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا مولی ہے، مگر ساتھ ہی وہ کہتا ہے کہ یہ بات میں بربنائے تحقیق نہیں کہہ رہا ہوں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ یہ شخص ہمیشہ لوگوں کے ساتھ رہا۔ وہ ان کا مولی تھا یا نہیں؟ یہ مجھے معلوم نہیں۔ ابوسعید نے اس کی کنیت ابومحمد بتائی ہے اور وہ اسے ضبہ کا مولی قرار دیتا ہے۔ صاحب مفاخر العجم اسے عجمی الاصل بتاتا ہے اور کہتا ہے یہ جبل کا باشندہ ہے اور اس پر اظہار فخر کرتا ہے۔

یہ شخص قواعد نحو کا سب سے بڑا عالم تھا اس سے یہ حکایت منقول ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابواسحاق حضرمی سے کسی چیز کی سماعت نہیں کی۔ البتہ میں نے اس سے ایک مرتبہ یہ پوچھا کیا وہ کسی ایسے شخص کو جانتا ہے جو "سویق" کو "صویق" کہتا ہو اس نے جواب دیا۔ یہ عمرو بن تمیم کی لغت ہے۔ یونس کا شمار اصحاب ابوعمرو بن علاء میں ہوتا ہے۔ اس کا حلقۂ درس بصرہ میں تھا جس میں طلبائے علم، اہل ادب، فصحائے اعراب اور بادیہ نشینوں کے وفود وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے۔ میں نے ابوعبداللہ بن مقلہ کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ ابوالعباس ثعلب کے بقول یونس کی عمر سو سال سے متجاوز تھی اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے خانہ نشین ہو گیا تھا۔ اس نے ۱۸۲ ہجری میں

وفات پائی۔ اسحاق بن ابراہیم موصلی کی تحریر کے مطابق یونس نے ۸۸ سال کی عمر پائی۔ نہ اس نے عمر بھر شادی کی اور نہ کوئی لونڈی ہی رکھی۔ اس میں طلب علم اور اہل علم سے مباولہ خیال کے سوا کسی چیز کی آرزو ہی نہ تھی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب معانی القرآن، کتاب اللغات۔ کتاب النوادر الکبیر، کتاب الامثال، کتاب النوادر الصغیر۔

اخبارِ خلیل بن احمد

یہ ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد ہے۔ بقول ابن ابی خیثمہ کے خلیل کا والد، احمد اسلام میں پہلا شخص ہے جس کا نام احمد رکھا گیا۔ اس کا تعلق ازد فراہید سے تھا۔ یونس اسے اردوسی کے وزن پہ فرہودی، کہا کرتا تھا۔ یہ استخراج مسائل نحو اور تصحیح قیاس میں بدرجہ غایت ماہر تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے علم عروض کا استخراج کیا اور اشعار عرب کو اس کی پناہ اور تائید کے لیے لایا۔ اس نے دنیا سے بے نیاز اور منقطع ہو کر محض علم سے وابستگی اختیار کر لی تھی یہ کم گو شاعر تھا۔ اس نے ۷۴ سال کی عمر پاکر ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔ کتاب العین اس کی تصنیف ہے۔

میں نے نحو فراسکے رئیس، راست گو، دقیقہ سنج لغوی شعر فہمیں میں یدطولی رکھنے والے ابوالفتح نحوی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ابوبکر بن درید نے کہا کہ ۲۴۸ھ میں ایک وراق، کتاب العین، خراسان سے بصرہ لایا۔ یہ کتاب ۴۸ اجزا میں پھیلی ہوئی تھی اور اس نے پچاس دینار میں فروخت کی۔ اس کتاب کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ خراسان میں خزینۂ طاہریہ میں موجود ہے۔ حتی کہ یہ وراق اس کتاب کو بصرے لے آیا۔ کہتے ہیں کتاب العین تصنیف کر کے خلیل خود تو سفر حج پر روانہ ہو گیا اور کتاب خراسان میں پڑی رہ گئی اور پھر یہ کتاب خزینۂ طاہریہ سے عراق میں لائی گئی۔ یہ کتاب نہ تو خلیل سے کسی نے روایت کی اور نہ کسی خبر ہی سے یہ معلوم ہو سکا کہ یہ اسی کی تصنیف ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ لیث، نضر بن سیار کی اولاد سے تھا اور وہ بہت ہی تھوڑا عرصہ خلیل کے ساتھ رہا۔ خلیل نے یہ کتاب اسی کے لیے لکھی تھی اور اس کا طریق و اسلوب اسے سمجھا دیا تھا۔ لیکن جب موت نے اس کو اپنی گرفت میں لینے میں جلدی کی، تو لیث نے اس کی تکمیل کی۔ اس کے حروف کا آغاز،

ان حروف سے ہوتا ہے، جن کا مخرج حلق اور تالو کا گردو پیش ہے۔ اور یہ حروف یہ ہیں۔

عین۔ حاء۔ ھا۔ خا۔ غین۔ قاف۔ کاف۔ جیم۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ سین۔ راء۔ طاء۔ دال۔ تاء۔ ظاء۔ ذال۔ ثاء۔ زاء۔ لام۔ نون۔ فاء۔ میم۔ واؤ۔ الف۔ یاء۔

کتاب العین کے بارے میں ایک اور حکایت

ابو محمد بن درستویہ سے منقول ہے کہ اس نے کتاب العین اس سند سے سنی۔

ابوالحسن علی بن مہدی کسروی نے بتایا کہ مجھے محمد بن منصور معروف بہ زاج محدث نے بتایا۔ اس سے لیث بن مظفر بن نصر بن سیار نے بیان کیا کہ میں خلیل بن احمد کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے مجھ سے کہا۔ اگر کوئی شخص چاہے اور الف، باء تاء۔ ثاء اور اسی قسم کے دیگر حروف کو، اسی ترتیب سے جمع کر دے جس ترتیب سے میں اسے بتاؤں تو پورے کلام عرب کو اس طرح سمیٹ لینے اور گھیر لینے کی بنیاد اور اساس مہیا ہو جائے گی کہ کوئی بھی چیز اس سے باہر نہیں رہ سکے گی میں نے اس سے پوچھا "یہ کس طرح ہوگا؟"

اس نے جواب دیا۔ "اسے ثنائی، ثلاثی، رباعی اور خماسی حروف کے اصول پر مرتب کیا جائے گا۔ کلام عرب میں اس سے زیادہ حروف پر مشتمل الفاظ نہیں۔"

لیث کا بیان ہے کہ میں اس سے حل طلب مقامات پوچھتا جاتا اور وہ بتاتا جاتا۔ لیکن میں اس کے جوابات کو حرفِ آخر نہیں سمجھتا تھا بلکہ برابر پوچھتا رہتا اور اسی سلسلہ میں اکثر اس کے پاس آتا جاتا رہتا۔ پھر وہ بیمار پڑ گیا اور میں حج کے لیے چلا گیا۔ اس اثنا میں مجھے دھڑکا لگا رہا کہ کہیں وہ اس بیماری میں وفات نہ پا جائے اور جس چیز کی وہ میرے لیے وضاحت و تشریح کرتا تھا وہ سارا معاملہ چوپٹ نہ ہو جائے۔ چنانچہ میں حج سے واپس لوٹا تو اس کے ہاں گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ تمام حروف جو

اس اسلوب سے کتاب کے آغاز میں مرقوم ہیں، مرتب کر لیے گیے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ جو کچھ اس کے حافظہ میں محفوظ ہوتا، مجھے املا کرا دیتا اور جس میں شک ہوتا، اس کے بارے میں کہتا کہ تم اس کی تحقیق کر لو۔ چنانچہ جب اس کی صحت کا یقین ہو جاتا، میں اسے لکھ لیتا۔ اس طرح کتاب مرتب کر لی گئی۔

علی بن مہدی کہتا ہے، میں نے کتاب العین کا ایک نسخہ محمد بن منصور سے لیا اور یہ وہی نسخہ تھا جو محمد بن منصور بن لیث بن مظفر نے لکھا تھا۔ لیث کا شمار فقہا اور زہاد کے زمرہ میں ہوتا ہے۔ مامون نے ان کو عہدۂ قضا پر متمکن کرنے کی کوشش کی لیکن انھوں نے مامون کی اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوہندام کلاب بن حمزہ عقیلی نے ان سے روایت کیا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ دعلج کے پاس جو نسخہ تھا، وہ ابن علاء سجستانی کا نسخہ تھا۔ ابن درستویہ سے منقول ہے کہ ابن علاء، اس کتاب کا سماع کرنے والوں میں سے ہے۔ علما کی ایک جماعت نے کتاب العین کے باب میں خلیل پر استدراک کیا ہے اور اس میں خطا و تحریف کی نشان دہی کی ہے اور چند ایسے مقامات بتاتے ہیں جہاں اس نے بعض مستعمل الفاظ کو مہمل اور مہمل کو مستعمل قرار دیا ہے۔ ان حضرات میں ابوطالب مفضل بن سلمہ، عبد اللہ بن محمد کرمانی، ابوبکر بن درید، جہنمی اور سدوسی شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں علما کے ایک گروہ نے اس کے موقف کی تائید بھی کی ہے اور اس طرح ہر گروہ نے دوسرے کو خطا دار ٹھہرایا ہے۔ کتاب کے جس مقام پر ان لوگوں کا ذکر آئے گا، وہاں یہ سب باتیں ہم ان شاء اللہ بتفصیل بیان کریں گے۔ علاوہ ازیں خلیل کی دیگر تصنیفات بھی ہیں، جو یہ ہیں۔

کتاب النغم، کتاب العروض، کتاب الشواہد،
کتاب النقط والشکل،
کتاب فائت العین — اور
کتاب الایقاع۔

مشہور فصحائے اعراب[1]

وہ علما جنھوں نے ان سے سماعت کی اور پھر ان کے واقعات انساب کے بارے میں

محمد[2] کا کہنا ہے کہ مناسب معلوم ہوتا ہے، اختلاف مکان و زمان کے باوجود، یہاں ان علما کا تذکرہ کیا جاتے، جنھوں نے ان سے اخذ علم کیا۔ میں نے ان اوراق میں کسی خاص ترتیب کو ملحوظ رکھے بغیر ان کا تذکرہ کیا ہے۔

افار بن لقیط

کہتے ہیں یہ گھورے کی چوٹی پر بیٹھا تھا اور شاگرد حصولِ علم کی غرض سے اس کے گرد جمع تھے۔ اس نے کہا یہ بدبو کہاں سے آ رہی ہے۔ ایک شخص نے جواب میں کہا، آپ تو بلندی پر بیٹھے ہیں۔

ابوالبیدا ریاحی

اس نے ابومالک عمرو بن کرکرہ کی ماں سے شادی کرلی تھی۔ اس کا نام اسعد بن عصمہ تھا۔ یہ اعرابی تھا، بصرہ میں رہائش پذیر ہوگیا تھا۔ عمر بھر وہیں رہا۔ بچوں کو اجرت پر پڑھاتا تھا۔ لوگ اس سے علمی استفادہ کرتے۔ شاعر بھی تھا۔ یہ شعر اسی کے ہیں۔

قال فیها البلیغ ما قال ذو — العی و کل بوصفها منطیق[3]
و کذاک العدو لم یعد قنا — قال جمیلا کما یقول الصدیق[4]

ابومالک عمرو بن کرکرہ

یہ اعرابی اور بادیہ نشین تھا۔ بادیہ میں تعلیم دیتا اور شہر میں وراقی کرتا تھا۔ بنو اسد

کا غلام اور ابوالبیداء کا راوی تھا۔ اس کی ماں ابوالبیداء کی بیوی تھی۔ کہتے ہیں، ابو مالک تمام لغت عرب کا حافظ تھا اور بصری مکتب فکر کا حامل تھا۔ جاحظ کہتا ہے ابوالبیداء بھی عمدہ لوگوں میں سے تھا۔ اس کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اصحاب مال، اللہ کے نزدیک فقیروں اور تنگ دست لوگوں سے زیادہ معزز اور محترم ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں فرعون، موسیٰ سے زیادہ صاحب عزت و اکرام تھا۔ وہ گرم اور جلا دینے والی چیزوں کو۔ جن کا کھانا ناممکن ہے۔ نگل جاتا اور اسے کوئی تکلیف یا خطرۂ ہلاکت محسوس نہ کرتا۔ کتاب خلق الانسان اور کتاب الخیل، اس کی تصنیفات ہیں۔

ابو عرار اعرابی

یہ فصحا میں سے تھا اور بنو عجل سے تعلق رکھتا تھا۔ کہتے ہیں، لغت کے حفظ و آگاہی میں یہ ابو مالک کا ہم پایہ تھا۔ شاعر بھی تھا۔ ایک روز حماد اور اسحاق بن جصاص ابو عرار کے ہاں گئے۔ حماد نے اس سے کہا۔ میں نے کچھ شعر کہے ہیں۔ آپ سنئے اور انعام سے نوازیئے۔ اس نے کہا سنایئے۔ حماد نے یہ شعر سنایا۔

فان كنت لاتدرين ما الموت فانظری   الی دیر هند كيف خطت مقابره[۲۰]

اسحاق نے کہا:

ترى عجبا ما قضى الله فيهم   وهاتن حنف ارجبته مقاودة[۲۱]

ابو عرار نے کہا:

بيوت ترى اقفالها فوق اهلها   ومجمع زور لا يكلم زائره[۲۲]

ابو زیاد کلابی

اس کا نام یزید بن عبداللہ بن حر ہے۔ یہ اعرابی تھا۔ دعبل کی روایت کے مطابق یہ شخص مہدی کے عہد خلافت میں، جب لوگ قحط سالی سے دوچار تھے، بغداد آیا اور قطیعۂ عباس بن محمد میں اترا۔ وہاں چالیس سال قیام پذیر رہا اور وہیں فوت ہوا۔

بنی ماعون کلاب کے شعرا میں سے تھا۔ کتاب النوادر، کتاب الفرق، کتاب الابل کتاب خلق الانسان، اس کی تصنیفات ہیں۔

ابو سوار غنوی

یہ فصیح تھا۔ ابو عبیدہ اور بعد کے لوگوں نے اس سے تحصیل علم کی۔ محمد بن حبیب بن ابو عثمان مازنی کے ساتھ اس کی مجلسیں جمتی تھیں۔ ابو عثمان کہتا ہے "میں ابھی نو عمر تھا کہ میں نے اپنے والد کے سامنے یہ آیت پڑھی۔

تَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ[۲۲۵]

ابو سوار نے جو بڑا فصیح تھا۔ کہا "یخرج من خَلَلِه" اس پر میرے والد نے کہا "من خلالہ" بھی ایک قرأت ہے۔ ابو سوار نے جواب دیا۔ کیا آپ نے یہ شعر نہیں سنا۔؟

تشابن یعمر تخرجن منها[۲۲۵] خروج الودق من خلل السحاب[۲۲۶]

ابو عثمان کا کہنا ہے کہ "خلل" اور "خلال" دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں مصدر ہیں۔

ابو جاموس ثور بن یزید اعرابی

بصرہ میں، خاندانِ سلیمان بن علی کے ہاں، اس کی آمد و رفت تھی۔ ابن مقفع نے فصاحت اسی سے سیکھی۔ اس کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔

البلشم

یہ اعرابی بدوی تھا۔ حیرہ[۲۲۷] میں رہتا تھا۔ کتاب الابل اس کی تصنیف ہے۔ شیخ ابو محمد بن ابو سعید کا کہنا ہے کہ اس نے یہ کتاب، خطِ صعودا میں دیکھی

شبیل بن عزعرہ ضبعی

یہ خوارج کے خطبا و علما میں سے تھا۔ قصیدۃ الغریب اسی کا ہے۔ یہ اپنے دورِ اوّل میں تقریباً ستر سال رافضی رہا۔ پھر خارجی ہوگیا۔ یہ کہا کرتا تھا، میں دنیا و آخرت میں روافض سے اظہارِ بیزاری کرتا ہوں۔ بصرہ میں فوت ہوا، وہاں اس کے پسماندگان بھی ہیں۔

ابو عدنان

اس کا نام ابو عبد الرحمٰن بن عبد الاعلیٰ اور ایک قول کے مطابق وزد بن حکیم ہے۔ یہ ابو البیداء ریاحی کا راوی تھا۔ باشندگانِ بصرہ میں سے تھا۔ شاعر اور عالم لغت تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب النحویین۔ کتاب غریب۔ کتاب الحدیث یعنی ان احادیث کی تفسیر، جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں۔ علمائے سلف نے، تفسیر حدیث میں اس کی پیروی کی ہے۔

ابو ثوابہ اسدی

یہ اعرابی تھا۔ اس سے اموی نے روایت کی۔ اموی کہتا ہے۔ ہم ابو ثوابہ کے پاس گئے تو کہا۔ کونسی شی، تمھارے یہاں آنے کا باعث ہوئی۔ نہ میرے پاس مشق[۱] ہے اور نہ حدیثِ مونق[۲]

ابو خیرو

اس کا نام منشل بن زید ہے۔ بنی عدی کا یہ ایک اعرابی بدوی تھا جو حیرہ میں آیا تھا۔ کتاب الحشرات، اس کی تصنیف ہے۔

ابوشبل عقیلی

یہ شاعر تھا، اس کا نام عقیل تھا۔ فصیح اعرابی تھا۔ رشید کے پاس آیا اور برامکہ سے وابستہ ہو گیا۔ کتاب النوادر اس کی تصنیف ہے۔ میں نے یہ کتاب، پرانے خط میں لکھی ہوئی دیکھی ، جو ابوعمر زاہد کی اصلاح شدہ تھی اور تقریباً تین سو اوراق پر مشتمل تھی۔

ریم بن محرر بصری

نصر بن معز، بنو اسد بن خزیمہ سے تھا۔ کتاب النوادر، اس کی تصنیف ہے ، جو اس سے محمد بن حجاج بن نصر انباری نے روایت کی۔ میں نے یہ کتاب دیکھی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو اوراق پر مشتمل تھی اور ابوعمر زاہد کے قلم سے اصلاح شدہ تھی۔

ابومحلم شیبانی

اس کا نام محمد بن سعد اور ایک قول کے مطابق محمد بن ہشام بن عوف سعدی تھا۔ اسے محمد اور احمد کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا تھا، اعرابی تھا، شعر اور لغت کا سب سے زیادہ عالم تھا۔ طبیعت کا سخت تھا۔ اپنے کلام میں غلطت پیدا کرتا اور زبان کو انشا و فصاحت کے قالب میں ڈھالتا۔ میں نے تحریر ابن سکیت میں پڑھا ہے کہ ابومحلم درحقیقت فارسی الاصل تھا اور فارس ہی میں پیدا ہوا تھا، اگرچہ اپنے کو بنو سعد کی طرف منسوب کرتا تھا۔

مبرد کہتا ہے میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے پاس پندرہ ہاون ہیں۔ ایک سعدی نے مجھے کہا کہ میں نے بادیہ میں ہاون نہیں پایا۔ جب میں نے اسے پہلی دفعہ دیکھا تو اس میں توحش سا محسوس کیا۔

ابومحلم شاعر تھا۔ اس کے اور احمد بن ابراہیم کاتب کے درمیان بصورت اشعار ایک دوسرے کے بارے میں ہجوگوئی کا مقابلہ رہتا۔

احمد بن ابراہیم کے اشعار کے مقابلہ میں ابو محلم کے اشعار کم درجے کے تھے۔
مورخ کہتا ہے: ابو محلم قوتِ حافظہ کے اعتبار سے سب پر فوقیت رکھتا تھا۔ اس نے مجھ سے (کتاب کا) ایک جز، عاریتہً لیا اور دوسرے دن واپس کر دیا۔ وہ اسے ایک ہی رات میں حفظ کر چکا تھا۔ حالانکہ وہ جز تقریباً پچاس اوراق پر مشتمل تھا۔
ابو محلم کا بیان ہے: میری پیدائش اس سال ہوئی جس سال کہ منصور نے حج کیا تھا۔ ابو محلم ۲۴۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الانواء۔ کتاب الخیل۔ کتاب خلق الانسان۔

ابو جہدیہ

یہ اعرابی اور صاحبِ غریب تھا۔ اس سے بصریوں نے روایت کیا۔ ہمیشہ سال میں کچھ مدت آنکھوں کی بیماری میں مبتلا رہتا۔ اس کی کوئی تصنیف نہیں۔

ابو مسحل

یہ اعرابی تھا۔ کنیت ابو احمد اور نام عبدالوہاب بن حریش ہے۔ بغداد میں، نمائندہ کی حیثیت سے حسن بن سہل کے پاس آیا اور علم صرف کے موضوع پر اصمعی کے ساتھ اس کے کئی مناظرے ہوئے۔ کتاب النوادر اور کتاب الغریب اس کی تصنیفات ہیں۔

دحشی

ابو ثروان عکلی، بنو عکل سے تعلق رکھتا تھا۔ اعرابی اور فصیح تھا۔ اہلِ بادیہ کا معلم تھا۔ اس کے بارے میں یعقوب بن سکیت کی روایت ہے۔ کتاب خلق الانسان اور کتاب معانی الشعر اس کی تصنیفات ہیں۔

ابو ضمضم کلابی

یہ ابو عثمان سعید بن ضمضم ہے۔ حسن بن سہل کے پاس نمائندہ کی حیثیت سے آیا،

اور اس کے متعلق بڑے عمدہ شعر کہے۔ ان میں ایک قصیدہ ایسا ہے جس کے قافیہ پر
ماضی میں کوئی بھی سبقت نہیں کر سکا اور وہ یہ ہے۔

سقیالحی باللوی عهد تهم منذزمان ثم هذا عهدهم[۱۲]

بُہذَلی

اس کا نام عمرو بن نامر اور کنیت ابوالخطاب ہے۔ یہ فصاحت سے رجز خوانی کرتا
تھا اور اشعار کا راوی تھا۔ اصمعی نے اس سے تحصیل علم کی اور اسے حجت قرار دیا ہے
اور اس کے اشعار نقل کیے ہیں۔ چنانچہ اس کے اشعار میں یہ بھی ہیں۔

اهدی الینا معمر خروفنا کان زمانا عنده محترفنا[۱۳]

حتی اذا ما هادمستجیفا فاهدی قصبا ملفوفنا[۱۴]

جہم بن خلف مازنی

یہ راوی تھا۔ غریب اور شعر کا عالم تھا۔ خلف اور اصمعی کا ہم عصر تھا اور یہ تینوں
جہاں تک کتابوں کا تعلق ہے، برابر کی ٹکر کے تھے۔ حشرات الارض اور شکاری
جانوروں کے بارے میں بھی اس نے کچھ شعر کہے ہیں۔ یہ آل عمرو بن علاء سے تعلق
رکھتا تھا۔ جہم کی مدح کرتے ہوئے ابن مناذر کہتا ہے۔

سمیتم آل العلاء لانکم اهل العلاء ومعدن العلم[۱۵]

ولقد بنی اهل العلاء لما زت بیتا احلوه مع النجم[۱۶]

علماء[۱۷] تحریرات کی روشنی میں

ابوالہیثم اعرابی، ابوالجیب ربعی۔ اس کا نام مرثد بن صبا تھا۔ ابوالجراح عقیلی
ابوصاعد کلابی۔ محمد بن کنانی۔ ابوزکریا احمر۔ ابوادہم کلابی۔ ابوصعق عدوی۔ فقیہ ام الحارس ...
ابوقرہ کلابی۔ ابومدرجان۔ ابوتمام حلانی۔ ابوحسین بھی کلونہ ابوعمرو۔ اس کا نام علا بن بکر بن

عبدرب بن مسحل بن مُنَّق بن حشم بن سداد بن ربیعہ بن عبداللہ بن ابوبکر ہے۔

نوشتۂ یعقوب میں مرقوم ہے۔ ابو عمار قصیبی، اس سے کنانی نے روایت کیا۔ ابو زیاد اسے اعور بن براء کلابی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عقیل، اس کی کنیت ابو کمیت عقیلی ہے۔ ابو قعس لزاز۔ ابو قیس قنانی غنوی۔ ابو صقر کلابی۔ ہداب نجیمی۔ غنیہ ام ہیثم۔ رداد کلبی۔ قریبہ۔ ام ولا سر ہلال ایس نے اس کی تصنیف کتاب النوادر والمصادر دیکھی ہے جو خط سکری میں لکھی ہوئی تھی۔ ابو وثار فقعسی، اس نے ایک جزو لکھا ہے جس میں لحن ہے۔

ابو کلس بابلی۔ ابو صالح طائی۔ ابو کلس نمری۔ ابو سمح طائی۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں معتزلہ کے زمانۂ اقتدار میں اس غرض کے لیے لایا گیا تھا کہ لوگ، ان سے تحصیل علم کریں۔ ابو الید کلابی۔ ابو علی یمامی وہمی۔ یہ شخص قاسم کے دور میں انبار میں تھا۔ اس نے ابو جبید قاسم سے روایت کیا۔ عرام بن اصبغ سلمی۔ ابو جبار عبدالرحمان بن منصور کلابی۔

تحریر ابن ابو سعید کے مطابق، ہدم بن زید کلبی۔ ابو یزید مازنی۔ اس سے محمد بن حبیب نے روایت کیا۔ ابو نعمان اعرابی۔ اس سے محمد بن حبیب نے روایت کیا۔ ابو سلم عامی۔ اس سے ابو عمرو شیبانی نے اپنے نوادر میں روایت کیا۔

فصحائے اعراب

ابو مہدا اعرابی، جس سے ابو عطیہ مرد بن تغلق شکمی نے روایت کیا۔ ان فصحا میں سے ایک شخص ابو معزی ہے۔ کتاب النوادر۔ اس کی تصنیف ہے جو میں نے خط ابن ابی سعد میں لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

اس طبقہ کے علاوہ ایک ابو مارعبسی ہے جو علامہ اور راوی تھا۔ یہ اصلاً اہل بادیہ سے تھا۔ ایک طویل عرصہ شہر میں اقامت گزین رہا اور برمکہ سے وابستہ ہو گیا تھا۔ میں نے یوسفی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اس کا نام علی بن مرثد بالرأی ہے۔ کتاب الشعر والشعراء اس کی تصنیف ہے۔

مؤرج سدوسی

اس کا نام مؤرج بن عمرو سدوسی عجلی اور کنیت ابوفید ہے۔ میں نے عبداللہ بن معتز کی تحریر میں پڑھا ہے کہ مؤرج بن عمرو نسابہ، اولاد مؤرج سے ہے اور اس کا نام مرثد بن حارث بن ثور بن حرملہ بن علقمہ بن عمرو بن سدوس ہے اور یہ کہ "فید" زعفران اور ایک قول کے مطابق زعفران کی خوشبو کو کہتے ہیں اور فاد یفید فیداً کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی شخص کی روح پرواز کر جائے۔

ابوفید کا شمار، اصحاب خلیل میں ہوتا ہے۔ یہ ۱۹۵ھ میں، اس دن فوت ہوا، جس دن کہ مشہور شاعر ابو نواس فوت ہوا تھا۔ کتاب الانواء، کتاب غریب القرآن، کتاب جماہیر القبائل اور کتاب المعانی اس کی تصنیفات ہیں۔

لحیانی غلام کسائی

اس کا نام علی بن مبارک، ایک روایت کے مطابق، ابن حازم ہے اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اس نے علما و فصحائے اعراب کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے اس سے حصولِ علم کیا۔ کتاب النوادر اس کی تصنیف ہے۔

اموی

اس کا نام عبداللہ بن سعید ہے۔ یہ اعراب میں سے نہیں ہے، یہ علما سے ملا، بادیہ میں گیا اور فصحائے اعراب سے علم حاصل کیا۔ کتاب النوادر اور کتاب رحل البیت اس کی تصنیفات ہیں۔

ابوالمنہال

عیینہ بن منہال رواۃ میں سے ہے۔ کتاب الشراء اور کتاب الامثال السائرۃ،

اس کی مصنفات ہیں۔ایک جگہ میں نے اس کتاب کا نام "الابیات السائرہ" لکھا ہوا دیکھا ہے۔

حرمازی

محمد بن داؤد نے، جو ابراہیم بن سعید سے نقل کیا ہے۔ اس کی رو سے اس کا نام ابو علی حسن بن علی ہے۔ یہ شخص، اعرابی، بدوی اور راوی تھا، جو بصرہ میں آیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ یہ حرماز بن مالک بن عمرو بن تمیم کی طرف منسوب ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ بنی حرماز میں سکونت پذیر تھا اس لیے حرمازی ہی کی نسبت سے مشہور ہو گیا۔ یہ شاعر بھی ہے اور راوی بھی۔!

حرمازی کہتا ہے، ایک شہری عورت سے پوچھا گیا،

"تمہیں کس طرح پتہ چلتا ہے کہ وقت سحر ہو گیا؟"

اس نے کہا، "ان زیورات کی خنکی سے جو میں پہنے ہوئے ہوں۔"

اور ایک دیہاتی عورت سے سوال کیا گیا "تم ہنگام سحر کو کس طرح معلوم کرتی ہو۔؟"

جواب دیا "اس مہک سے جو باغ کے پھولوں سے اٹھتی ہے!"

کتاب خلق الانسان اس کی تصنیف ہے۔

ابو عمیثل

اعرابی تھا، اس کا نام عبداللہ بن خلید ہے۔ یہ جعفر بن سلیمان کا غلام تھا۔ "عمیثل" گھوڑے کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو دم اٹھا کر کبر و ناز سے چلتا ہو۔ یہ خراسان میں عبداللہ بن طاہر کے لڑکوں کو تعلیم دینے پر مقرر تھا۔ کہا جاتا ہے یہ درحقیقت رَےّ کا باشندہ تھا۔ اپنا کلام بھاری بھرکم بناتا اور الفاظ کے استعمال میں صحت و اعراب کا خیال رکھتا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں بنو ہاشم کا غلام ہوں۔ اس کے دادا کا نام سعد تھا، جو عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ ابو عمیثل، پہلے طاہر بن حسین،

پھر اس کے بیٹے عبداللہ کا خدمت گذار رہا۔ ایک روز یہ عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ عبداللہ نے مزاح اور دل لگی کے انداز میں کہا "تمھاری مونچھوں کے کڑاپن نے میرے ہاتھوں کو زخمی کر دیا" ابوعمثیل نے فوراً جواب دیا "خار پشت کے کانٹے بھلا شیر کے پنجوں کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

اس جواب سے وہ بہت خوش ہوا، اور عمدہ تحائف عطا کرنے کا حکم دیا۔

ایک روز پھر عبداللہ سے ملنے کے لیے آیا تو اجازت نہ ملی۔ اس پر اس نے کہا:۔

ساترك هذا الباب مادام اذنه ... علی ماأری حتی یخفف قلیلا

اذا لم اجد یوما الی الاذن سلما ... وجدت الی ترك اللقاء سبیلا

عبداللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو سخت پریشان ہوا اور حکم دیا کہ وہ جس حال میں ہو، اسے یہاں لایا جائے اور ہم سے ملایا جائے۔ ابوعمثیل ۲۴۰ ہجری میں فوت ہوا۔ کتاب المتشابہ، کتاب الابیات السائرۃ اور کتاب معانی الشعر، اس کی تصنیفات ہیں۔

عبّاد بن کُسَیب

یہ قبیلہ عنبر کی ایک شاخ، بنی عمرو بن جندب سے ہے۔ اس کی کنیت ابوخنساء ہے۔ راوی شعر اور اخبار عرب کا عالم تھا۔

فقعسی

اس کا نام محمد بن عبدالملک اسدی ہے۔ بنی اسد کا راوی اور ان کے واقعات و مآثر کا جامع اور عالم تھا۔ ان شعرا میں سے تھا جنھوں نے منصور اور اس کے بعد کا زمانہ پایا۔ علما نے اس سے مآثر بنی اسد کا علم حاصل کیا۔ فضل بن ربیع کی مدح میں، اس نے جو قصیدہ لکھا۔ اس کا ایک شعر یہ ہے۔

الناس مختلفون فی احوالهم ... وابن الربیع علی طریق واحد

کتاب مآثر بنی اسد و اشعارہا اس کی تصنیف ہے۔

ابن ابی صبح

اس کا نام عبداللہ بن عمرو بن ابی صبح مازنی ہے۔ یہ اعرابی بدوی ہے۔ جو بغداد آیا اور وہیں فوت ہوا۔ یہ ایک فصیح اللسان شاعر تھا جس سے علما نے اخذِ علم کیا۔ فقعسی کے ساتھ اس کی دلچسپ داستانیں وابستہ ہیں۔ دعبل سے مروی ہے کہ فقعسی کسی کے ہاں دعوت میں شرکت کی غرض سے پہنچا۔ وہاں ابن ابی صبح اعرابی بھی آگیا۔ دونوں کی دروازے پر مڈبھیڑ ہوئی۔ کشاکش کے بعد ابن ابی صبح، محمد[41] سے پہلے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ اس پر اس نے کہا

الایالیت انک ام عمرو	مشہدت مقامی کس تعذرینی[42]
ودفعی منکب الاسدی عنی	علی عجل بناحیۃ زلبون[43]،
بمنزلۃ کان الاسد فیہا	وتتنی بالحواجب والعیون[44]،
وکنتِ اذا سمعت لحن خصم	منعت القوم ان یتقدمون[45]

ربیعہ بصری

یہ بدوی تھا اور شہر میں رہائش پذیر ہوگیا تھا، شاعر اور راوی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب ماقیل فی الحیات من الشعر والرجز۔ کتاب حنین الابل الی الاوطان۔

اخبارِ خلف الاحمر

یہ خلف بن حیان ہے۔ ابو محرز اس کی کنیت ہے۔ ابو موسیٰ اشعری کا اور ایک قول کے مطابق بنو امیہ کا غلام تھا۔ کہتے ہیں خراسانی الاصل تھا اور اسیرانِ قتیبہ بن مسلم میں سے تھا۔ بیتِ شعر کی معرفت و فہم میں سب سے زیادہ مشق اور مہارت رکھتا تھا۔

شاعر تھا۔ یہ عربوں کے انداز پر شعر کہتا اور پھر اس کو کسی شاعر کی طرف منسوب کر دیتا۔
میں نے اسحاق بن ابراہیم کی ایک تحریر پڑھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نے کیسان
نحوی سے سُنا۔ اس نے خلف الاحمر سے پوچھا۔

"اے ابو محمد! الطرماح بن حیدہ، جاہل ہے یا بنی منبہ میں سے ہے؟"

کتاب العرب و ما قیل فیہا من الشعراس کی تصنیف ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ابھی کچھ رواۃ و اعراب کا تذکرہ باقی ہے۔ کوفہ کے
اصحاب نحو و لغت کے واقعات کے ضمن میں ہم مناسب موقع پر ان کا ذکر کریں گے۔

یزیدیوں کا بالترتیب تذکرہ

قاضی ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے، ابو بکر بن سراج کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر
مجھے دی جس میں ابو عبد اللہ محمد بن عباس یزیدی کی روایت سے یہ بات مرقوم تھی کہ
ابو محمد یحییٰ بن مبارک عدوی معروف بہ یزیدی کو، اس لیے یزیدی کہا جاتا ہے، کہ وہ
مہدی کے ماموں یزید بن منصور سے مصاحبت و انسلاک رکھتا تھا اور اس انسلاک و
مصاحبت کی وجہ یہ تھی کہ عمرو بن علاء نے اس کو یزید بن منصور کی تحویل میں دے دیا
تھا اور یزید بن منصور نے اسے مہدی کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کا ایک بیٹا محمد بن
ابو محمد تھا، جو اس پورے گروہ میں مشہور ترین شخص تھا اور وہ ابو عبد اللہ کا دادا تھا،
اس کے اشعار، اس سارے خاندان سے زیادہ ہیں۔ علاوہ ازیں، ابراہیم، اسماعیل،
عبد اللہ، یعقوب اور اسحاق ہیں۔ ان کا تذکرہ اس نے ان کے سن و سال کی ترتیب
سے کیا ہے۔

یعقوب اور اسحاق، دونوں زاہد اور عالم حدیث تھے۔ باقی چاروں بھائی لغت
اور عربیت میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ ان میں محمد اور ابراہیم، مامون کے ندیم تھے لیکن
محمد کو ابراہیم پر فوقیت و تقدم حاصل تھا۔ جب معتصم، بابک کے ساتھ جنگ کے ارادہ
سے مصر گیا تو محمد اس کے ساتھ تھا اور وہ وہیں فوت ہوا۔ باقی بھائیوں نے بغداد میں

وفات پائی۔

محمد کے بارہ ۱۲ بیٹے تھے۔ان میں سب سے پہلا احمد تھا۔عبداللہ کو زیادہ تر لوگ عبدوس کہتے تھے اور وہ اسی لقب سے ملقب تھا۔ ایک عباس بن محمد بن ابومحمد تھا۔ یہ تینوں اپنے باپ کے وصی تھے۔ جعفر، علی، حسن، فضل اور حسین بھی اس کے بیٹے تھے۔ فضل اور حسین دونوں توام بھائی تھے۔ باقی بیٹے، عیسیٰ، سلیمان، عبیداللہ اور یوسف تھے۔احمد، عباس، جعفر، حسن، فضل، سلیمان اور عبیداللہ ان میں بڑے باکمال اور دانشور تھے۔

احمد ۲۶۰ھ سے قبل ہی فوت ہو گیا تھا اور عبدوس، ان لوگوں سے ایک عرصہ پہلے وفات پا چکا تھا۔ وہ کھیل کود اور گانے بجانے کا رسیا تھا۔ اس ضمن میں اس کے شغف و شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ خود عود بجانا سیکھا اور اپنے دو لڑکوں کو سکھایا۔ وہ دونوں بہترین مغنی تھے۔ فضل نے ۲۷۸ھ میں اور عبیداللہ نے ۲۸۴ھ میں وفات پائی۔ حسن کا انتقال اس دوران میں مصر میں ہوا جب کہ وہ والی مصر ابوالیوب، خواہر زادہ ابوالوزیر کے ساتھ مصر گیا تھا۔

جعفر ۲۳۰ھ سے کچھ زیادہ، بصرہ میں فوت ہوا، اور سلیمان نے ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان بھائیوں کے کسی ایسے بیٹے کا پتہ نہیں چلا جو ان کا راوی علم رہا ہو۔ البتہ ابوعبداللہ اور احمد بن محمد کے دو لڑکوں کا پتہ چلا ہے۔ ان میں سے ایک موسیٰ بن احمد ہے جس کی کنیت ابوعیسیٰ اور دوسرے کی ابوموسیٰ ہے۔ ان دونوں نے اپنے باپ کے چچا ابراہیم بن ابومحمد سے وہ علم روایت کیا، جو اس نے ابوزید اور اصمعی سے سنا تھا۔ ابومحمد کی تالیفات یہ ہیں :-

کتاب النوادر ؛ یہ کتاب اس نے جعفر بن یحییٰ کے لیے لکھی۔

کتاب المقصورۃ والممدودۃ۔

کتاب مختصر نحو : یہ اس نے مامون کے بعض بیٹوں کے لیے تصنیف کی۔

ابراہیم بن ابومحمد یزیدی کی تصنیفات یہ ہیں :

کتاب النقط والشکل ۔ کتاب بناء الکعبۃ ۔ کتاب المقصور والممدود ۔ کتاب المصادر فی القرآن ۔ یہ کتاب وہ سورۂ حدید تک لکھ پایا تھا کہ فوت ہو گیا ۔ کتاب ما اتفقت الفاظہ واختلفت معانیہ ۔

عبداللہ بن ابو محمد مکنّٰی بہ ابوعبدالرحمٰن کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں :۔

کتاب غریب القرآن ۔ کتاب مختصر نحو ۔ کتاب اقامۃ اللسان علی المنطق کتاب الوقف والابتداء ۔

اسماعیل بن ابو محمد یزیدی کی تصنیف ، کتاب طبقات الشعراء ہے ۔

ابوعبداللہ محمد بن عباس بن ابو محمد یزیدی کی تالیفات یہ ہیں :۔

کتاب مختصر نحو ، کتاب الخیل ، کتاب مناقب بنی العباس ، کتاب اخبار الیزیدیین ۔

ابوعبداللہ یزیدی ۳۱۰ھ میں فوت ہوا ۔ آخری عمر میں اس سے مقتدر باللہ کے لڑکوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کی درخواست کی گئی اور یہ ایک مدت تک یہ خدمت انجام دیتا رہا ۔ میں نے سنا ہے اس کی وابستگی سلطان کے زمانہ میں ، اس کے کچھ رفقا اس سے ملے اور درخواست کی کہ وہ ان پر اپنی بعض روایات کی قرآت کرے اس نے جواب دیا ۔ میرے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اور اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ روایات بیان کرنے سے قاصر ہوں ۔

اخبار سیبویہ

یہ اصحاب خلیل میں سے ہے ۔ ہمارے شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ، اس کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ہے ۔ بنو حارث بن کعب بن عمر بن وعلہ بن خالد بن مالک بن اُدد کا غلام تھا ۔ کنیت ابوبشر اور ایک قول کے مطابق ابوالحسن تھی فارسی میں سیبویہ سیب کی خوشبو کو کہتے ہیں ۔ اس نے علم نحو اپنے استاد خلیل ، عیسیٰ بن عمرو اور یونس وغیرہ سے حاصل کیا ۔ لغت ابوالخطاب اخفش کبیر سے سیکھی اور ایسی کتاب تصنیف کی جس کی مثال نہ اس سے پہلے ملتی ہے اور نہ اس کے بعد کوئی شخص

اس انداز کی کتاب لکھ سکے گا۔

میں نے ابوالعباس ثعلب کی تحریر میں پڑھا ہے کہ کتاب سیبویہ کی تصنیف و ترتیب کا کام بیالیس آدمیوں نے اکٹھے ہو کر کیا، جن میں ایک سیبویہ تھا۔ اس کے اصول و مسائل وہی ہیں جو خلیل کے ہیں۔

سیبویہ رشید کے عہدِ خلافت میں عراق آیا، اس وقت اس کی عمر بتیس برس کی تھی اور کچھ اوپر چالیس برس کا تھا کہ فارس میں انتقال کر گیا۔

ثعلب کے علاوہ دوسری جگہ مرقوم ہے کہ سیبویہ عراق میں یحییٰ بن خالد کے پاس آیا۔ اس نے سیبویہ، کسائی اور اخفش تینوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ کسائی اور اخفش نے سیبویہ کے ساتھ مناظرہ کیا اور ان کے سوالات کیے، اس نے جو جواب دیئے، ان کو انھوں نے غلط قرار دیا اور فیصلہ کے لیے معاملہ ان فصحائے اعراب کے پاس لے گئے جو دربار خلافت میں آئے ہوئے تھے۔ یہ حضرات ابوفقعس، ابودثار، ابوالجراح اور ابوثروان تھے۔ انہوں نے کسائی کو حق بجانب ٹھہرایا۔ کسائی نے یحییٰ بن خالد سے بات کی تو اس نے کسائی کو دس ہزار درہم انعام دیئے۔ اس نے اپنا انعام وصول کیا۔ اور بصرہ روانہ ہو گیا۔ وہاں سے فارس چلا گیا اور وہیں سے ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔

ثعلب کے علاوہ ایک دوسری تحریر یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص دبرد سے کتاب سیبویہ پڑھنے کی خواہش کا اظہار کرتا تو وہ کتاب کی عظمت و جلالت اور اس کے مشکل مباحث کے پیش نظر اس سے کہتا۔

"کیا تم نے کبھی سمندر کا سفر کیا ہے؟"

مازنی کا قول ہے: "جو کتاب سیبویہ کے بعد علم نحو سے متعلق کوئی اور ضخیم کتاب تصنیف کرنے کا خواہاں ہو، اسے شرم آنی چاہیئے۔"

اخبارِ نضر بن شُمیل

یہ نضر بن شمیل بن خرشہ بن یزید بن کلثوم بن عنترہ بن زہیر بن علقمہ بن حجر بن خزاعی

بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم ہے۔ یہ بصرہ کا باشندہ تھا جس نے بلادِ مازن کے ایک شہر مرو الروذ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اس نے خلیل اور فصحائے اعراب سے تعلیم حاصل کی اور ۲۰۳ھ یا ۲۰۴ھ میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الصفات :

یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو کئی کتابوں پر محتوی ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام نے اپنی کتاب غریب المصنف کی تصنیف کے سلسلہ میں اس سے استفادہ کیا ہے۔ کتاب الصفات کی فہرست مضامین اور اس کے مندرجات کے بارے میں، جو کچھ میں نے ابوالحسن بن کوفی کی تحریر میں پڑھا ہے، یہاں من وعن اسی کو نقل کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں جو کچھ خود میں نے دیکھا ہے، اس پر بھروسہ نہیں کرتا۔ ابن کوفی کہتا ہے۔

جزوِ اول : انسان کی پیدائش، اس کی جود وسخاوت اور عورتوں کی صفات پر محتوی ہے۔

جزوِ دوم : خیموں، مکانوں، پہاڑوں کے صفات، ان کے ذرّوں اور سامان پر مشتمل ہے۔

جزوِ سوم : صرف اونٹوں سے متعلق ہے۔

جزوِ چہارم : بکریوں، پرندوں، سورج، چاند، رات، دن، دودھ، کنوؤں کھمبی، حوض، پانی نکالنے کی رسیوں، کنوؤں کے ڈول اور صفاتِ شراب پر مشتمل ہے۔

جزوِ پنجم : کھیتی باڑی، انگور منقّی، سبزیوں کے ناموں، درختوں، ہواؤں، بادلوں اور بارشوں سے متعلق ہے۔

کتاب السلاح۔ کتاب خلق الفرس۔

علاوہ ازیں، اس کی ایسی تصنیفات بھی ہیں، جو کتاب الصفات کا جزو نہیں ہیں۔ مثلاً کتاب الانواء، کتاب المعانی ، کتاب غریب الحدیث، کتاب المصادر، کتاب المدخل الی کتاب العین، کتاب الجیم۔ اور کتاب الشمس والقمر۔

حالات و اخبارِ اخفش مُجاشعی

ابوالحسن سعید بن مسعدہ، بنی مجاشع بن دارم کا غلام تھا۔ بصرہ کے مشاہیر اہل نحو سے تھا۔ اس نے یہ علم سیبویہ سے حاصل کیا اور اس کا شمار اصحاب سیبویہ میں ہوتا ہے۔ اخفش، عمر میں سیبویہ سے خاصا بڑا تھا۔ اس نے بھی ان تمام علما سے ملاقات کی جن سے سیبویہ نے کی۔

کتاب سیبویہ تک رسائی کا اصل ذریعہ اخفش ہی ہے کیونکہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نے کتاب سیبویہ مصنف سے پڑھی ہو، یا مصنف کے سامنے اس کی قرأت کی ہو البتہ جب سیبویہ وفات پاگیا تو یہ کتاب اخفش کو پڑھ کر سنائی گئی اور جن لوگوں نے سنائی اور پڑھی، ان میں ابوعمر جرمی اور ابوعثمان مازنی وغیرہ شامل ہیں۔ اخفش کی وفات، ۲۲۱ھ میں فراء کے بعد ہوئی۔ بلخی نے کتاب فضائل خراسان میں اس کو خوارزمی الاصل لکھا ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کی وفات ۲۱۵ھ میں ہوئی۔ اخفش نے حماد بن زبرقان بصری سے روایت کیا ــــــــ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الاوسط فی النحو۔ کتاب تفسیر معانی القرآن۔ کتاب المقاییس فی النحو۔ کتاب الاشتقاق کتاب الاربعۃ۔ کتاب العروض۔ کتاب المسائل الکبیر۔ کتاب المسائل الصغیر۔ کتاب القوافی۔ کتاب الملوک۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب وقف التمام۔ کتاب الاصوات۔ کتاب الغنم والوانہا وعلاجہا واسبابہا۔

اخبارِ قطرب

یہ ابوعلی محمد بن مستنیر ہے۔ ایک قول کے مطابق احمد بن محمد اور ایک کے مطابق حسن بن محمد ہے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس نے سیبویہ اور علمائے بصرہ کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے، روایت میں ثقہ اور قابلِ اعتماد ہے۔ قطرب ایک

چھوٹے سے حشرہ کو کہتے ہیں، جو ہر وقت زمین پر حرکت کناں رہتا ہے اور کہیں رُکتا نہیں کہتے ہیں سیبویہ نے اسے یہ لقب اس لیے دیا کہ یہ سحری کے وقت بہت سویرے ہی آ دھمکتا تھا۔ ایک روز سیبویہ نے اس سے کہا "تم تو قطرب شب ہو۔"
قطرب، ابو مؤلف قاسم بن عیسیٰ کے بیٹوں کا معلم تھا۔ قطرب کے بیٹے کا نام حسین تھا، جو اپنے باپ کے بعد اس کے بیٹوں کا معلم و مؤدب مقرر ہوا۔ قطرب ۲۰۶ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب معانی القرآن، کتاب القوافی، کتاب النوادر، کتاب الازمنۃ، کتاب الفرق، کتاب الاصوات، کتاب المثلث، کتاب الصفات، کتاب العلل فی النحو، کتاب الاضداد، کتاب خلق الفرس، کتاب خلق الانسان، کتاب غریب الآثار۔ کتاب الرد علی الملحدین فی متشابہ القرآن، کتاب الہمز۔ کتاب فعل وافعل۔ کتاب اعراب القرآن۔ کتاب الاشتقاق

سرگزشت ابوعُبَیدہ

شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ تیمی ہے۔ تیم قریش سے تعلق رکھتا تھا نہ کہ تیم الرباب سے! یہ ان کا غلام تھا۔ ایک روایت کی رو سے یہ بنو عبید اللہ بن معمر تیمی کا غلام تھا۔ ہمیں ابو سعید نے بتایا۔ اس کو ابوبکر بن مجاہد نے بتایا۔ وہ کہتا ہے۔ مجھے کُذیمی اور ابوالعیناء نے بتایا کہ ایک شخص نے ابو عبیدہ سے کہا "اے ابو عبیدہ! تم لوگوں کے بارے میں بدگوئی کرتے ہو اور ان کے انساب کو مورد طعن گردانتے ہو۔ تمھیں اللہ کی قسم! مجھے بتاؤ، تمھارا باپ کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا؟" اس نے جواب دیا "میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ باجروان کا یہودی تھا۔"

میں نے ابو عبد اللہ بن مقلہ کی ایک تحریر پڑھی ہے جس میں ابو العباس ثعلب سے مرقوم ہے کہ ابو عبیدہ خوارج کا ہم عقیدہ تھا۔ وہ جب قرآن مجید پڑھتا تو غور و فکر سے پڑھتا۔ غریب القرآن اور مجاز القرآن اس کی تصنیفات ہیں۔ اس علم و دانش کے باوجود جب وہ کوئی شعر پڑھتا تو اس کا صحیح تلفظ نہ کر پاتا۔ اس کی وفات پر کوئی

شخص اس کے جنازہ میں شریک نہیں ہوا، کیونکہ کوئی بھی اس کے طعن سے محفوظ نہیں رہا تھا۔ شریف نہ غیر شریف! اس کی ایک تصنیف کتاب المثالب ہے۔ اس میں اس نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین اور قرابت داروں کو بھی ہدفِ طعن ٹھہرایا ہے۔

ابو العباس کی روایت کے مطابق ابو عبیدہ نے سو سال کی عمر پائی۔ اس کی زبان میں سخت تم کا لثغہ تھا۔ وہ دورِ جاہلیت اور زمانۂ اسلام کے علوم سے باخبر تھا۔ اس کا مکان دیوانِ عرب کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ اپنے رفقا میں اس کا وہی مقام تھا جو اصمعی اور ابو زید کا اپنے تلامذہ میں تھا۔ یہ رفقا کو علمی فائدہ پہنچانے میں دریا دل تھا۔ ان اوصاف کے باوجود اس کے دین اور نسب میں خلل تھا۔

میں نے علان شعوبی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ابو عبیدہ کا لقب سبحت تھا۔ وہ فارس کا باشندہ اور ایرانی نژاد تھا۔ ابو عبیدہ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۲۱۰ھ میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق ۲۱۱ھ میں فوت ہوا۔ ابو سعید کا قول یہ ہے کہ اس کا انتقال ۲۰۸ھ میں ہوا۔ ایک روایت کی رو سے اس نے ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مجاز القرآن، کتاب غریب القرآن، کتاب معانی القرآن، کتاب غریب الحدیث، کتاب الدیباج۔ کتاب جفوۃ خالد۔ کتاب الحیوان، کتاب الامثال، کتاب مسعود، کتاب المضرۃ، کتاب جزا الراویۃ۔ کتاب خراسان۔ کتاب مغارات قیس والیمن، کتاب خبر عبد القیس، کتاب خبر ابی تبعین، کتاب خوارج البحرین والیمامۃ، کتاب الموالی، کتاب العلۃ۔ کتاب الضیفان۔ کتاب الطرفۃ۔ کتاب مرج راھط۔ کتاب المنافرات، کتاب القبائل۔ کتاب خبر التوأم، کتاب القواریر۔ کتاب البازی۔ کتاب الحام، کتاب الحیات۔ کتاب النوازع۔ کتاب العقارب۔ کتاب خصی الخیل۔ کتاب النواشز۔ کتاب الاعتبار۔ کتاب الملاص، کتاب ایادی الازد۔ کتاب مناقب باھلۃ۔ کتاب الخیل۔ کتاب الابل، کتاب الانسان، کتاب اللجان۔ کتاب الزرع۔ کتاب الرحل۔ کتاب الدلو۔ کتاب البکرۃ کتاب السرج۔ کتاب اللجام، کتاب القوس۔ کتاب السیف۔ کتاب مثالب باھلۃ کتاب الشوارد۔

کتاب الاعلام ۔ کتاب الزوائد ۔ کتاب مقاتل الفرسان ۔ کتاب قامۃ الرتیس ۔ کتاب مقاتل الاشراف ۔ کتاب الشعر والشعراء ۔ کتاب فعل وافعل ۔ کتاب المصادر ، کتاب المثالب ، کتاب خلق الانسان ۔ کتاب الفرق ۔ کتاب الحست ۔ کتاب مکۃ والحرم ۔ کتاب الجمل وصفین ، کتاب بیوتات العرب ، کتاب اللغات ، کتاب الغارات ، کتاب المعاقبات ، کتاب الملاویات ۔ کتاب الاضداد ۔ کتاب ماثر العرب ، کتاب القبائلین ، کتاب العقیقۃ ، کتاب ماثر غطفان ، کتاب الادنیاء ، کتاب اسماء الخیل ، کتاب ادعیاء العرب ، کتاب مقتل عثمان ، کتاب قضاۃ بصرۃ ۔ کتاب فتوح ارمینیۃ ، کتاب فتوح الاھواز ۔ کتاب لصوص العرب ، کتاب اخبار الحجاج ، کتاب قصۃ الکعبۃ ، کتاب الخمس من قریش ۔ کتاب فضائل الفرس ، کتاب اعشار الجزور ، کتاب الحالبین والحمالات ، کتاب ما تلحن فیہ العامۃ ، کتاب مسلم بن قتیبہ ، کتاب روستقباذ ، کتاب السواد وفتحہ ، کتاب مسعود بن عمرو ومقتلہ ، کتاب من شکر من العمال ۔ کتاب غریب بطون العرب ، کتاب تسمیۃ من قتلت بنو اسد ، کتاب الجمع والتثنیۃ ، کتاب الاوس والخزرج ، کتاب محمد وابراہیم عبد اللہ بن حسن بن حسین ، کتاب الامثال ، کتاب الایام ، کتاب الحرات ، کتاب اعراب القرآن ، کتاب ایام بنی یشکر واخبارھم ۔ بنی مازن واخبارہم ۔

اصحابِ ابو عبیدہ

دمّاد ابو غسان ۔ اس کا نام رفیع بن سلمہ بن مسلم بن رفیع عبدی ہے ۔ اس نے ابو عبیدہ سے روایت کی اور یہ اس کی کتابوں کا ورّاق تھا ۔ اس نے اس سے علوم انساب واخبار اور ماثر حاصل کیے ۔

اخبارِ ابو زید

اس کا نام سعید بن اوس انصاری تھا ۔ خالص خزرجی الاصل تھا ۔ ابو العباس مبرد کا کہنا ہے کہ ابو زید نحو کا عالم تھا ، لیکن خلیل اور سیبویہ کی ٹکر کا نہیں تھا ۔ یونس لغت

میں تو ابوزید کا ہم پلہ تھا لیکن نحو میں ابوزید سے بڑھا ہوا تھا اور ابوزید اصمعی اور ابوعبیدہ سے زیادہ عالم نحو تھا۔ اسے ابوزید نحوی کہا جاتا تھا۔

ابوزید کا قول ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے، نحو و لغت کے بصری علما میں سے اگر کسی نے اہل کوفہ سے علوم حاصل کئے ہیں تو صرف ابوزید سے کیے ہیں اور وہ مفضّل ضبّی سے روایت کرتا ہے۔ ابوزید کتاب النوادر کے آغاز میں کہتا ہے کہ مجھے مفضّل ضبّی نے زمانۂ جاہلیت کے شاعر ضمرہ بن ضمرہ نہشلی کا یہ شعر گا کر سنایا۔

بکرت تلومك بعدوهن فی الندی   بسل علیك ملامتی و عتابی

میں نے اسحاق کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ مجھے ابوزید نے بتایا کہ میں اس وقت بغداد میں آیا جب محمد المھدی تخت خلافت پر متمکن تھا اور ہر شہر کے علما علوم گوناگوں کے ساتھ کشاں کشاں بغداد کی طرف آ رہے تھے۔ میں نے وہاں خلف سے بڑھ کر کسی کو بیت شعر کا ماہر نہیں پایا اور نہ یونس سے زیادہ کسی کو فراوانی کے ساتھ دولت علم کا بخشندہ دیکھا۔ ابوزید نے ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:

کتاب ایمان عثمان۔ کتاب حسنة المحالة۔ کتاب الهوش والنوش۔ کتاب مشابہ، کتاب المعدی، کتاب الابل والشاة۔ کتاب الابیات۔ کتاب المطر۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب القرآن، کتاب النبات والشجر۔ کتاب اللغات۔ کتاب قرأة ابی عمرو۔ کتاب النوادر۔ کتاب الجمع والتثنیة۔ کتاب تحقیق الھمز۔ کتاب اللبن۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب الواحد، کتاب التمر۔ کتاب المیاہ۔ کتاب المقتضب۔ کتاب الوحوش۔ کتاب الفرق۔ کتاب فعلت وافعلت۔ کتاب نعت الغنم۔ کتاب نعت المشافعات۔ کتاب غریب الاسماء، کتاب الھمز۔ کتاب المصادر۔ کتاب الحلیة۔ کتاب نابہ ونبیہ۔ کتاب المنطق۔

اصمعی کے اخبار و واقعات

محمد کا کہنا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ بن مقلہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ابوالعباس ثعلب کہتا ہے اصمعی، عبدالملک بن قریب بن عبدالملک بن علی بن اصمع بن مظہر بن

عمرو بن عبداللہ باہلی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو عبیدہ سے کسی نے کہا کہ اصمعی کہتا تھا۔ ایک زمانہ میں میرے باپ اور سلم بن قتیبہ کے درمیان گھوڑا دوڑانے کا مقابلہ ہوا تھا، سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر، جو شخص ایسی خود نمائی سے کام لیتا ہے جس کا وہ اہل نہیں ہے، اس نے گویا روائے ممدوح اوڑھ رکھی ہے۔ بخدا اصمعی کا باپ کبھی کسی چارپایہ کا مالک نہیں ہوا۔ اس کی سواری تو صرف اس کے وہ کپڑے تھے جن سے وہ اپنا تن بدن ڈھانپتا تھا۔

ہمارے شیخ ابو سعید نے ابوالعباس مبرد کی روایت سے بیان کیا کہ اصمعی شعر اور معانی میں سب پر برتری اور تفوق رکھتا تھا۔ ابو عبیدہ کا بھی یہی حال تھا، لیکن وہ علم نسب میں اصمعی پر فضیلت رکھتا تھا اور اصمعی علم نحو کا اس سے زیادہ عالم تھا۔ اصمعی کی کنیت ابو سعید ہے اور قریب کا نام عاصم اور کنیت ابوبکر ہے۔

ابوالعیناء سے مروی ہے کہ اصمعی ۲۱۳ھ میں بصرہ میں فوت ہوا، اس کی نماز جنازہ فضل بن اسحاق نے پڑھائی۔ میں اس کے جنازہ میں شریک تھا اور میں نے اس موقع پر اس کے بھتیجے عبدالرحمٰن کی زبان سے سنا کہ اس نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا تھا۔ میں نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا، اگر یہ اسی طرح استرجاع کرتا، جس طرح اللہ نے فرمایا ہے تو اس کا کیا بگڑتا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اصمعی نے ۲۱۰ھ میں وفات پائی، اس کی تصانیف یہ ہیں:۔

کتاب خلق الانسان۔ کتاب الاجناس۔ کتاب الانواء۔ کتاب الہمز۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الفرق۔ کتاب الصفات۔ کتاب الاثواب۔ کتاب المیسر والقداح۔ کتاب خلق الفرس۔ کتاب الخیل۔ کتاب الابل۔ کتاب الشاۃ۔ کتاب الاخبیۃ والبیوت۔ کتاب الوحوش۔ کتاب الاوقات۔ کتاب فعل وافعل۔ کتاب الامثال۔ کتاب الاضداد۔ کتاب الالفاظ۔ کتاب السلاح۔ کتاب اللغات۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب النوادر۔ کتاب اصول الکلام۔ کتاب القلب والابدال۔ کتاب جزیرۃ العرب۔ کتاب الدلو۔ کتاب الرحل۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب مصادر۔ کتاب القصائد الست۔ کتاب الاراجیز۔ کتاب النخلۃ۔

کتب النبات والشجر۔ کتاب الخراج۔ کتاب ما اتفق لفظہ واختلف معناہ۔ کتاب غریب الحدیث۔ یہ کتاب تقریباً دوسو اوراق پر مشتمل ہے۔ میں نے یہ سکری کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ کتاب السرج واللجام والشوی والنعال۔ کتاب غریب الحدیث والکلام الوحشی۔ کتاب نوادر الاعراب۔ کتاب میاہ العرب۔ کتاب النسب۔ کتاب الاصوات۔ کتاب المذکر والمؤنث

اصمعی نے ایک ضخیم قطعہ بھی لکھا، جس میں اشعار عرب کو جمع کر دیا ہے۔ لیکن اسے علما نے اس بنا پر پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا کہ وہ غرائب ونوادر سے خالی ہے اور اس کی روایت بہت مختصر ہے۔ علاوہ ازیں کتاب اسماء الخمر اور کتاب ماتکلم بہ العرب فکثر فی افواہ الناس بھی اس کی تصانیف ہیں۔

اصمعی کا بھتیجا

یزیدی کی تحریر کی رُو سے اس کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابو محمد ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ ثقلاء میں سے تھا۔ تاہم اپنے چچا اور دیگر علما سے روایات بیان کرنے میں اسے ثقہ اور قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ کتاب معانی الشعر اس کی تصنیف ہے۔

احمد بن حاتم

یہ اصمعی کا راوی ہے۔ اس کی کنیت ابو نصر ہے۔ ابو عبیدہ اور ابو زید وغیرہ کا بھی راوی ہے ۲۳۱ھ میں فوت ہوا اور کچھ اوپر ستر برس عمر پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الشجر والنبات۔ کتاب اللبأ واللبن۔ کتاب الابل۔ کتاب ابیات المعانی۔ کتاب اشتقاق الاسماء۔ کتاب الزرع والنخل۔ کتاب الخیل۔ کتاب الطیر۔ کتاب ما یلحن فیہ العامۃ۔ کتاب الجراد۔

اخبار و واقعات اثرم

یہ اصمعی اور ابو عبیدہ کا مصاحب تھا۔ اسے ابوالحسن علی بن مغیرہ اثرم کہتے ہیں۔ یہ

نے علمائے اذ فصحائے اعراب کی ایک جماعت سے روایت کیا۔ ابوعبیدہ اور اصمعی کی کتابیں بھی اس سے مروی ہیں یہ ان کی کتابوں سے کبھی الگ نہ ہوتا تھا۔

ثعلب کہتا ہے میں اصمعی کے مصاحب اثرم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور وہ راعی کے شعر لکھوا رہا تھا جب اختتام پر پہنچا تو کتاب ہاتھ سے رکھ دی۔ یعقوب بن سکیت بھی ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے کچھ راعی کے اشعار کے بارے میں دریافت کروں۔ میں نے کہا، ایسا نہ کرو، ممکن ہے، یہ اس کا جواب نہ دے پائے اور تم لوگوں کے سامنے اس کی توہین کا باعث ہو۔

اس نے کہا میں ضرور پوچھوں گا۔ چنانچہ اٹھا اور کہا۔ آپ راعی کے اس شعر کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔؟

وافضن بعد کظومهن بجرة ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ من ذی الابارق اذ رعین حقیلا[۱]

اس پر شیخ مہدی منہ میں کچھ بڑبڑایا اور کھنکھارا اور کوئی جواب نہ دے پایا۔ اس نے پھر پوچھا، اور اس شعر کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔؟

کدخان مرتجل باعلی تلعة ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ غرثان ضرم عرفجا مبلولا[۲]

اس پر بھی اس کا وہی حال ہوا، جو پہلے شعر پر ہوا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر کراہت و ناگواری کے اثرات نمایاں تھے۔ ثعلب کہتا ہے (ضرب المثل اور محاورہ کی زبان میں یوں سمجھئے کہ) اثرم نے بوجھ تلے دبے ہوئے اونٹ کی طرح اپنی گردن کا سہارا لیا۔

یعقوب کہتا ہے، یہ اشتباہ ہے، گردن کا سہارا نہیں۔ بلکہ اس نے ٹھوڑی کا سہارا لیا، یعنی محاورہ میں لفظ "استعان برقبہ" کے بجائے "بذقنہ" ہے۔

پھر اثرم نے کہا "تم اتنی جلد سربراہی علم کے خواہاں ہو" کہا اور اپنے مکان میں داخل ہوگیا۔

ضرب المثل کا معنی و مفہوم

یعقوب کا کہنا ہے کہ جب اونٹ پر بوجھ لادا جاتا ہے اور وہ اسے اٹھانے میں

تکلیف محسوس کرتا ہے تو گردن لمبی کر لیتا ہے اور ٹھوڑی کا سہارا لیتا ہے لیکن اس سے اس کو کوئی آرام نہیں پہنچتا یہ ضرب المثل اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی معاملہ تکلیف محسوس کرے یا اس پر کوئی ایسا مشکل کام آ پڑے جسے وہ برداشت کرنے سے عاجز ہو اور اس کو دور کرنے کے لیے اس سے کمزور چیز کا سہارا لے۔

اثرم نے ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتاب النوادر اور کتاب غریب الحدیث اس کی تصنیفات ہیں۔

اخبارِ جرمی

میں نے ابوالحسن خزاز کی تحریر میں پڑھا ہے کہ یہ ابو عمر صالح بن اسحاق بجلی ہے جو بجیلہ بن انمار بن اراش بن غوث (ازد بن غوث) کے بھائی کا غلام تھا۔ ابوسعید کے قول کی رو سے یہ جرم بن ربان کا غلام تھا اور جرم قبائل عرب میں سے یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ اس نے نحو کی تحصیل اخفش وغیرہ سے کی۔ کتاب سیبویہ، اخفش کو سنائی، لغت، ابو زید، اصمعی اور ان کے طبقہ کے اہل علم سے سیکھی۔ ابوالعباس مبرد کی روایت کے مطابق، یہ بجیلہ بن انمار کا غلام تھا جرمی نے سنہ میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب القوافی، کتاب التثنیۃ والجمع، کتاب الفرخ، کتاب الابنیۃ، کتاب العروض، کتاب مختصر نحو المتعلمین، کتاب تفسیر غریب سیبویہ، کتاب الابنیۃ والتصریف۔

اخبارِ مازنی

اس کا نام بکر بن محمد ہے جو بنو مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا باپ محمد بن حبیب نحوی اور رعادی تھا۔ سو رعنوی سے اس کا ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

واثق نے مازنی کو بصرہ سے ایک شعر کے سلسلہ میں بلا بھیجا جو ایک کنیز نے اس کے سامنے پڑھا تھا اور وہ شعر یہ ہے؛

المملوم ان مصابکم رجلا اھدی السلام تحیۃ ظلم[۱]

مازنی سر من رائے سے آیا اور واثق کے پاس پہنچا اور اس شعر کا تلفظ واثق کی رائے کے مطابق کیا۔ اس پر واثق نے اس کو احمد بن ابی دواد کی معرفت پانچ ہزار درہم عطا کیے اور واپس بصرہ بھیج دیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مایلحن فیہ العامۃ، کتاب الالف واللام، کتاب التصریف، کتاب العروض، کتاب القوافی، کتاب الدیباج علی خلاف کتاب ابی عبیدۃ۔

ثوری

ہمارے شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس کا نام عبد اللہ بن محمد بن ہارون ہے۔ ابو سعید کی روایت کرتے ہوئے ابن درواع بن فضل اسدی قرشی لکھتا ہے کہ یہ قریش کا غلام تھا اور ابو محمد اس کی کنیت تھی۔ اس نے اصمعی کے سامنے پڑھا اور ابو عبیدہ وغیرہ سے روایت کی۔ کتاب سیبویہ ابو عمر جرمی کے حضور پڑھی۔

ہم سے ابو علی صفار نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن یزید نے کہا کہ میں عُمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر اور ابو محمد ثوری کی مجلس میں بیٹھا تھا اور قصیدہ جریر پڑھ رہا تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

طرب الحمام بذی الاراک فشاقنی لازلت فی فنن وایک ناضر[۱۱]

اور میں یہ قصیدہ پڑھتا ہوا اس شعر پر پہنچ گیا۔

اما الفؤاد فلایزال موکلا بھوی حمامۃ او بریا العاقر[۱۲]

عُمارہ نے ثوری سے کہا "تمہارا یہ ساتھی کیا کہہ رہا تھا؟" ثوری نے جواب دیا "یہ دونوں عورتیں ہیں" اس پر عمارہ ہنسا اور کہا "واللہ! یہ دو ٹیلے ہیں (یا طرما کے درخت ہیں) جو میرے گھر کے دائیں اور بائیں جانب واقع ہیں" ثوری نے مجھے کہا "اسے لکھ لو" لیکن میں نے ابو عبیدہ کے احترام کے پیش نظر لکھنے میں تامل کیا۔ اس نے پھر کہا۔ اسے لکھ لو۔ اگر ابو عبیدہ اس مجلس میں موجود ہوتا تو اس شعر کے مصرعہ ثانی کو ضرور محفوظ کر لیتا۔ یہ اس شخص

کا گھر ہے۔ (جس کے نزدیک یہ دو ٹیلے یا خرما کے درخت واقع ہیں)

ثوری نے اصمعی سے تحصیلِ علم کی، یہاں تک کہ اسی کی طرف منسوب ہو گیا۔ اس کی وفات سنہ . . میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامثال، کتاب الاضداد، کتاب الخیل وسبقها والنابها وشیاتها وعزبتها واضمارها ومن نسب الی فرسه۔ کتاب فعلت وافعلت۔ کتاب النوادر۔

اخبارِ زیاد

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ابواسحاق ابراہیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن زیاد بن ابیہ ہے۔ اس نے اصمعی اور دیگر علما سے تحصیل علم کی۔ کتاب سیبویہ بھی پڑھی لیکن اسے مکمل نہیں کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب شرح کتاب سیبویہ، کتاب الامثال۔ کتاب النقط والشکل۔ کتاب الاخبار۔ کتاب اسماء السحاب والریاح والامطار۔

سرگزشتِ ریاشی

یہ ابوالفضل عباس بن الفرج ہے۔ محمد بن سلیمان بن علی ہاشمی کا غلام تھا۔ ریاش، جذام سے تعلق رکھتا تھا اور ریاشی اس کا غلام تھا۔ لہٰذا مستقل طور پر یہی اس کی نسبت ریاش کی طرف ہو گئی۔ لغت اور شعر کا عالم تھا۔ اصمعی سے اس نے کثرت سے روایت کی ہے۔ اصمعی کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی اس نے روایت کی۔ ابوالفتح محمد بن جعفر نحوی کا بیان ہے کہ ریاشی نے کتاب سیبویہ کا نصفِ اول مازنی سے پڑھا۔

ابوسعید نے ابوبکر بن درید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے بصرہ کے وراقین میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ابن سکیت کی کتاب المنطق پڑھ رہا ہے اور کوفیوں کے تقدم کا قائل ہے۔ ریاشی وراقین کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ میں نے اسے یہ ساری بات سنائی تو اس نے کچھ اس انداز کا جواب دیا۔

"ہم نے لغت بحرہ کا اشعار کرنے اور چوہے کھانے والوں سے سیکھی اور انہوں نے اہل سواد سے حاصل کی ہے جو کہ (چھپکلی) اور شوار (چوہے) کھانے کے عادی ہیں۔"

ابوسعید نے ہمیں ابوبکر بن درید کی سند سے بتایا کہ ریاشی کی وفات ۲۵۷ھ میں ہوئی، اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الخیل، کتاب الابل۔ کتاب ما اختلف اسماءہ من کلام العرب۔

اخبارِ ابوحاتم سجستانی

بقول ابوسعید کے اس کا نام سہل بن محمد ہے۔ ابوزید، ابوعبیدہ اور اصمعی سے اس نے کثرت سے روایات بیان کیں۔ یہ لغت اور شعر کا عالم تھا۔ ابوالعباس مبرد نے حاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کتاب سیبویہ دو مرتبہ اخفش کو سنائی۔ یہ عروض کا بہت اچھا عالم تھا۔ لغت میں کثیر التصانیف شاعر اور صادق الروایت تھا۔ ابوبکر بن درید نے لغت میں اسے قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔ ابن کوفی کہتا ہے میں نے ابوبکر کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اس کی وفات رجب ۲۵۵ھ میں، اس روز ہوئی جب کہ بارش زور سے ہو رہی تھی، نمازِ جنازہ جعفر بن قاسم کے بھائی سلیمان بن قاسم نے پڑھائی اور عیدگاہ کے قریب نشانِ راہ کے سامنے دفن کیا گیا۔

ابن درید کا کہنا ہے کہ ابوحاتم کتابوں پر تبحر رکھتا تھا اور ان کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانے میں بڑی مہارت اور دقتِ نظر کا حامل تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں۔

کتاب مایلحن فیہ العامۃ۔ کتاب الطیر۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الشجر والنبات کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المقاطع والمبادی۔ کتاب الفرق۔ کتاب القراءات۔ کتاب الفصاحۃ۔ کتاب النخلۃ۔ کتاب الاضداد۔ کتاب القسی والنبال والسہام۔ کتاب السیوف والرماح۔ کتاب الوحوش۔ کتاب الحشرات۔ کتاب المیاہ۔ کتاب الزرع۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب الادغام۔ کتاب اللباء واللبن والحلیب۔ کتاب الکرم۔ کتاب الشتاء والصیف۔

کتاب النخل والعسل ۔ کتاب الابل ۔ کتاب الشوق الی الوطن ۔ کتاب العشب والبقل ۔ کتاب الاتباع ۔ کتاب الخصب والقحط ۔ کتاب اختلاف المصاحف ۔ کتاب الجراد ۔ کتاب الحر والبرد والشمس والقمر والليل والنہار ۔ کتاب الفرق بین الآدميين وبين كل ذی روح ۔

مبرد کے واقعات واخبار

میں نے ابوالحسن خزاز کی تحریر پڑھی ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ مبرد کا نام محمد بن یزید بن عبد الاکبر بن عمیر بن حسان بن سلم بن سعد بن عبد اللہ بن دريد بن مالک بن حارث بن عامر بن عبد اللہ بن بلال بن عوف بن اسلم بن ثمالہ بن احجن بن کعب بن حارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن ازد ہے، جسے ازد بن غوث کہا جاتا ہے۔

ہمارے شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جرمی اور مازنی کے طبقہ کے بعد نحو کا سلسلہ ابو العباس محمد بن یزید ازدی ثمالی پر ختم ہوتا ہے جو ازد کے قبیلہ ثمالہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے نحو، جرمی اور مازنی وغیرہ سے پڑھی اور اس ضمن میں زیادہ تر اعتماد مازنی پر کیا۔ روایت ہے کہ اس نے کتاب سیبویہ کی تعلیم کا آغاز جرمی سے اور اختتام مازنی سے کیا۔

حکیمی نے کتاب حیلۃ الادباء میں ابو عبد اللہ محمد بن قاسم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مبرد بصرہ کے ان سورحیین[1] سے تعلق رکھتا تھا جو زمین کو کاشت کے لیے تیار اور ہموار کرتے ہیں، اسے حیان سورحی کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو یمن کا باشندہ قرار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ مبرد نے حفص (مفتی) کی لڑکی سے شادی کر لی تھی، جس کا شمار یمن کے شرفا میں ہوتا تھا۔

ابو سعید کا کہنا ہے کہ ابو بکر بن سراج اور ابو علی صفار کے بقول، مبرد کی ولادت ۲۱۰ھ میں ہوئی۔ اس نے ۷۹ برس کی عمر پا کر ۲۸۵ھ میں انتقال کیا۔ ایک قول کے مطابق ۲۰۷ھ میں پیدا ہوا۔ صولی کہتا ہے، خود اسی سے میں نے اسی طرح سنا ہے۔ اسے باب الکوفہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الکامل ۔ کتاب الروضۃ ۔

کتاب المقتضب ۔کتاب الاشتقاق ۔کتاب الانواء والازمنۃ ۔کتاب القوافی ۔کتاب الخط والہجاء ۔کتاب المدخل الی سیبویہ ۔کتاب المقصور والممدود ۔کتاب المذکر والمؤنث ۔ کتاب معانی القرآن معروف بہ کتاب التام ۔کتاب احتجاج القرأۃ ۔کتاب الرسالۃ الکاملۃ کتاب الرد علی سیبویہ ۔کتاب قواعد الشعر ۔کتاب اعراب القرآن ۔کتاب الحث علی الادب والصدق ۔کتاب قحطان وعدنان ۔کتاب الزیادۃ المنتزعۃ من سیبویہ ۔کتاب المدخل فی النحو ۔کتاب شرح شواہد کتاب سیبویہ ۔کتاب ضرورۃ الشعر ۔کتاب ادب الجلیس ۔کتاب الحروف فی معانی القرآن الی طہ ۔کتاب صفات اللہ جل وعلا ۔کتاب المدارج والمقابح کتاب الریاض المؤنقۃ ۔کتاب اسماء الدواہی عند العرب ۔کتاب الاعراب ۔کتاب الجامع یہ مکمل نہیں ہوسکی ۔ کتاب التعازی ۔کتاب الوشی ۔کتاب معنی کتاب سیبویہ ۔کتاب الناطق ، کتاب العروض ۔کتاب معنی ۔کتاب الاوسط لاخفش ۔کتاب البلاغۃ ۔کتاب شرح کلام العرب وتلخیص الفاظہا ومزاوجۃ کلامہا وتقریب معانیہا ۔کتاب ما اتفقت الفاظہ واختلفت معانیہ فی القرآن ۔کتاب الفاضل والمفضول ۔کتاب طبقات النحویین البصریین واخبارہم ۔کتاب العبارۃ عن اسماء اللہ تعالیٰ ۔کتاب الحروف ۔کتاب التصریف ۔

مبرد کے وراق

ابن زجاجی ۔۔اس کا نام اسماعیل بن احمد ہے ۔

ساسی ۔۔۔اس کا نام ابراہیم بن محمد ہے ۔

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ کتاب سیبویہ کو اس کے زمانہ میں علما کی ایک جماعت نے محدود نظر ٹھہرایا ، لیکن اس سے یعنی مبرد سے انھوں نے کوئی کتاب روایت نہیں کی کیا ذہانت وفطانت میں ان میں کا کوئی بھی مبرد کے ہم پایہ نہ تھا ، جیسے مثلاً ابوذکوان قاسم بن اسماعیل ہے ۔ ابوذکوان کی تالیف کتاب معانی الشعر ہے جو ابن درستویہ نے روایت کی ۔وہ واقعہ زنج کے ایام میں سیراف چلا گیا تھا اور اخبار عرب کا بہت بڑا عالم تھا ۔اس نے علما کی ایک جماعت کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی ۔ابوذکوان کی ماں

سے توزی نے نکاح کر لیا تھا۔

اسی طرح عبید بن ذکوان ہے جو عسکر مکرم میں قیام پذیر تھا۔ وہ کتاب الاضداد، کتاب جواب المسکت اور کتاب اقسام العربیۃ کا مصنف ہے۔ یا ابو یعلیٰ بن ابو زرعہ ہے جو اصحاب مازنی میں سے تھا سب سے ممتاز نحو کا عالم اور اپنی روایت میں ثقہ تھا اور کتاب الجامع فی النحو کا مصنف تھا جسے وہ مکمل نہ کر سکا۔

علمائے بصرہ میں سے

ابو جعفر احمد بن محمد رستم بن یزدبان طبری۔ اس کا شمار طبقہ ابو یعلیٰ بن ابو زرعہ میں ہوتا ہے۔ کتاب غریب القرآن، کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث، کتاب صورۃ الھمز، کتاب التصریف اور کتاب النحو اس کی تصانیف ہیں۔

اشناندانی :۔ اس کی کنیت ابو عثمان ہے۔ اس سے ابوبکر بن درید نے روایت کیا۔ یہ اس سے بصرہ میں ملا تھا۔ کتاب معانی الشعر اور کتاب الابیات اس کی تالیفات ہیں۔

مبرمان :۔ اس کا نام محمد بن علی بن اسماعیل اور کنیت ابوبکر ہے۔ یہ باشندگان عسکر میں سے تھا۔ شرح سیبویہ کی تلقین و تعلیم کے سلسلہ میں ابو ہاشم کے ساتھ اس کا ایک واقعہ بھی منقول و منضبط ہے، جسے ہم اللہ کی مشیت اور نصرت شامل حال رہی تو آئندہ بیان کریں گے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب العیون، کتاب النحو المجموع علی العلل، کتاب شرح کتاب سیبویہ۔ یہ کتاب نامکمل ہے۔ کتاب شرح شواہد، کتاب سیبویہ، کتاب المجاری۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔ کتاب صفۃ شکر المنعم۔

اخبار و واقعات زجاج

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سری بن زجاج۔ یہ اولین اصحاب مبرد میں سے ہے۔

کوئی مبرد کے سامنے قرآت علم کا خواہاں ہوتا تو پہلے زجاج کے پاس آتا اور جو کچھ پڑھنا مقصود ہوتا، اسے بتاتا۔ اس کے بعد زجاج کا مقام و مرتبہ بڑھ گیا اور اس نے معتضد کے ساتھ وابستگی اختیار کرلی اور اس کے بیٹوں کا اتالیق مقرر ہوگیا۔ اس سے قبل وہ عبید اللہ بن سلیمان سے منسلک تھا۔

معتضد کے ساتھ اس کی وابستگی کا سبب یہ تھا کہ معتضد کے پاس اس کے بعض درباریوں نے مجرہ ندیم کی تصنیف کتاب جامع المنطق کی تعریف کی۔ مجرہ کا نام محمد بن یحییٰ بن ابوعباد اور کنیت ابوجعفر تھی۔ ابوعباد کا نام ثابت بن یزید بن صباح عسکری تھا۔ یہ حسن ادب کی بنا پر ہی معتضد کا ندیم مقرر ہوا۔ اس کی کتاب میں متعدد جدول تھے۔ معتضد نے، قاسم بن عبید اللہ کو ایسا آدمی تلاش کرنے کا حکم دیا جو ان جدولوں کی وضاحت کرسکے چنانچہ قاسم نے ثعلب کو پیغام بھیجا اور یہ کام اس کے سامنے رکھا، لیکن اس نے جدول کے اس کام کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور کہا کہ میں اس فن سے ناواقف ہوں۔ البتہ اگر تم کتاب العین کے خواہاں ہو تو وہ موجود ہے اور اس کی کوئی روایت بھی نہیں ہے۔ پھر مبرد کو اس کی تشریح و تفسیر کرنے کے لیے لکھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو زحمت اور مصروفیت چاہتی ہے اور میری کیفیت یہ ہے کہ بوڑھا اور کمزور ہوگیا ہوں۔ اگر تم یہ کام میرے تلمیذ ابراہیم بن سری کے سپرد کردو تو مجھے امید ہے وہ اس سے اچھی طرح عہدہ برآ ہوسکے گا۔

لیکن قاسم نے معتضد کے ساتھ زجاج کے بارے میں بات کرنے سے تغافل سے کام لیا جب کہ معتضد نے اس سے باصرار پوچھا تو قاسم نے اسے ثعلب اور مبرد کے جواب سے مطلع کردیا۔ نیز یہ بتایا کہ اس نے یہ کام زجاج کے سپرد کرنے کا مشورہ دیا ہے، چنانچہ قاسم نے یہی کیا۔

زجاج نے کہا، میں نسخہ دیکھے اور جدول پر نظر ڈالے بغیر، یہ کام سرانجام دوں گا چنانچہ اس نے نسخہ ثانی کے مرتب کرنے کا حکم دیا اور زجاج چونکہ لغت میں کمزور تھا اس لیے اس نے ثعلب اور سکری وغیرہ سے لغت کی کتابیں مستعار لیں۔ اس نے نسخہ

ثانی کی پوری پوری شرح کی اور ابوالحسن ترمذی صیغر کے خط میں اسے لکھا۔ اس کی جلد بندھوائی اور وزیر کو دیا اور وزیر نے اسے معتضد کی خدمت میں بھجوا دیا۔ معتضد نے اسے پسند کیا اور حکم دیا کہ اسے تین سو دینار بطور انعام دیئے جائیں تاکہ یہ مکمل نسخے کی تشریح کر دے۔

زجاج کے اس مرتب اور شرح کردہ کتاب کے صرف ایک ہی نسخہ کا پتہ چلا ہے اور وہ ہے کتب خانۂ معتضد کا نسخہ۔ یا

علاوہ ازیں اس کا کوئی نسخہ کسی کے ہاتھ نہیں لگا۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس سلطنت کی تباہی و بربادی کے بعد یہ شہر سلطان کے بقیات میں سے، چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں دستیاب ہوئی، میں نے اسے دیکھا ہے۔ باریک و نرم طلحی کاغذ پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے زجاج نے بڑی عظمت حاصل کی اور فقہا، ندما اور علما کے زمرہ میں اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا جو تقریباً تین سو دینار تھا۔

زجاج کی وفات جمعہ کے دن ۱۹۔ جمادی الاخری ۳۱۰ھ کو ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب ما فسرہ من جامع المنطق۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب القوافی۔ کتاب العروض۔ کتاب الفرق۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب خلق الفرس۔ کتاب مختصر نحو۔ کتاب فعلت و افعلت۔ کتاب ما ینصرف وما لا ینصرف۔ کتاب شرح ابیات سیبویہ۔ کتاب النوادر۔

اخبار و احوالِ ابن درید

ابوالحسن درید ی نے ۔ جو غلامان و خاصان ابن درید سے تھا کہا کہ مجھے ابوبکر رحمہ اللہ نے بتایا کہ میری ولادت بصرہ کے محلہ صالح میں ۲۲۳ھ میں ہوئی۔

یہ ابوبکر محمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ بن حنتم بن حسن بن حمامی ۔ یہ عتاہیہ عمان کے

ایک گاؤں حمامات کی طرف منسوب ہے ۔۔ ابن حمرو بن واسع بن وھب بن سلمہ بن حشم بن حاضر بن حشم بن ظالم بن حاضر بن اسد بن عدی بن عمرو بن مالک بن نصر بن ازد بن غوث ہے۔ یہ پہلے بصرہ میں سکونت رکھتا تھا۔ پھر عمان چلا گیا۔ وہاں ایک عرصہ تک مقیم رہا۔ پھر جزیرۂ ابن عمارہ میں چلا گیا۔ وہاں بھی ایک مدت گذاری۔ پھر عازم فارس ہوا اور وہاں سکونت اختیار کرلی۔ بعد ازاں بغداد چلا گیا اور وہیں ٹھہر گیا۔

ابن درید لغت اور اشعار عرب کا عالم تھا۔ اس نے ابوحاتم، ریاشی، توزی اور زیادی ایسے علمائے بصرہ سے پڑھا اور اخذ علم کیا۔ ابوبکر نے اپنے چچا حسن بن محمد سے کتاب مسالمات الاشراف روایت کی۔ ۳۲۱ھ میں بغداد میں وفات پائی اور قبرستان عباسیہ کے مشرقی جانب سوق السلاح کے عقب میں مدفون ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب الجمہرۃ فی علم اللغۃ :۔۔ اس کتاب کے متعدد نسخے ہیں جن میں خاصی کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے یہ نسخہ فارس میں املا کرایا پھر بغداد میں بربنائے حفظ املا کرایا۔ یہی اختلاف املا نسخوں میں کمی بیشی کا باعث بنا ۔۔ اب جو نسخہ فارس میں اس نے اپنے غلام کو املا کرایا، اس کے ابتدائی حصے میں کچھ اس قسم کے علامات و نشانات لگا دیئے کہ جن سے اسے پہچانا جا سکتا ہے۔ رہا وہ نسخہ جس پر انحصار ہے اور جو قابل اعتماد ہے، تو وہ یہی آخری نسخہ ہے۔ لیکن تمام نسخوں سے آخری اور تصحیح شدہ نسخہ ابوالفتح عبیداللہ بن احمد کا نسخہ ہے، جو متعدد نسخوں کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا اور اسے پڑھ کر سنایا گیا۔

(علاوہ ازیں اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔)

کتاب السرج واللجام۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب المقتبس۔ کتاب الوشاح۔ کتاب الخیل الکبیر۔ کتاب الخیل الصغیر۔ کتاب الانواء۔ کتاب المجتنی۔ کتاب المقتنی۔ کتاب الملاحن۔ کتاب رواۃ العرب۔ کتاب ما سئل عنہ لفظا فاجاب عنہ حفظا۔ اس کتاب کی جمع و تدوین اس سے علی بن اسماعیل بن حرب نے کی۔ کتاب اللغات۔ کتاب السلاح۔ کتاب غریب القرآن۔ یہ نامکمل ہے۔ کتاب فعلت و افعلت۔ کتاب ادب الکاتب۔ یہ کتاب

ابن قتیبہ کے انداز کی ہے۔ مگر مسودہ، کی شکل سے نکل کر مبیضہ کی صورت میں نہیں آئی اس لیے اس میں سے کوئی قابلِ اعتماد اور لائق انحصار شئی دستیاب نہیں ہوئی۔ کتاب صفتہ السحاب والغیث۔

ابوالحسن دریدی نے مجھے بتایا کہ ابوعلی بن مقلہ اور ابوحفص، وہ کتاب جو مفضل بن سلمہ نے منیں کی تردید میں لکھی ہے، میری موجودگی میں، ابوبکر کو سنا رہے تھے۔ دورانِ قرآت میں بعض مقامات پر وہ کہتا ہے "ابوطالب نے سچ کہا" اور بعض مقامات پر کہتا "ابوطالب نے جھوٹ بولا" بعد میں، میں نے دیکھا کہ ابوحفص نے ان باتوں کو جمع کر لیا ہے جو تقریباً سو صفحات پر مشتمل تھیں اور کچھ لوگوں کی مدد اور توسط سے اس کی شرح بھی کر لی گئی ہے۔

اخبار واحوال ابن سراج

ابومحمد بن درستویہ کا کہنا ہے کہ ابن سراج تمام غلامانِ مبرد سے کم سن اور نو عمر تھا، لیکن اس کے باوجود ذکی اور فطین تھا۔ مبرد اس سے خاص رغبت و میلان اور قرب و محبت رکھتا تھا۔ اسے دیکھ کر خوش ہوتا، اس سے انس و محبت کا برتاؤ کرتا اور خلوت و جلوت میں اپنے ساتھ رکھتا۔

ابومحمد بن درستویہ سے منقول ہے کہ مبرد کی موت کے بعد ایک روز میں نے ابن سراج کو زجاج کے پاس دیکھا جو اس کا انتہائی ہی کیلئے آیا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے زجاج سے ایک سوال پوچھا اس نے ابن سراج سے کہا "ابوبکر! اس سوال کا جواب دو۔"

اس نے غلط جواب دیا۔ اس پر زجاج نے اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

"بخدا! اگر تم میرے مکان پر ہوتے تو میں تمہاری پٹائی کرتا، لیکن یہ بات، اس مجلس کی شائستگی کے خلاف ہے۔ ہم ہمیشہ ذکاوت و فطانت میں تمہیں ابوالحسن بن رجا کے ہم پلہ قرار دیتے رہے اور تم ہو کہ اس قسم کے سوال کا بھی غلط جواب دیتے ہو۔"

اس نے کہا "اے ابواسحاق! آپ نے مجھے پیٹا اور تادیب کی۔ بات یہ ہے

کہ جب سے میں نے کتاب سیبویہ پڑھی ہے، دوسری کتابوں کو چھوڑ رکھا تھا۔ اس عرصہ میں، میں منطق اور موسیقی میں الجھا رہا۔ اب میں ان سب کتابوں کو دہراؤں گا چنانچہ اس نے سب کا دوبارہ مطالعہ کیا۔ اور کتابیں تصنیف کیں اور زجاج کی موت کے بعد سربراہی علم کا منصب اسی کو تفویض ہوا۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الاصول الکبیر۔ کتاب جمل الاصول۔ کتاب الموجز مختصر۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب شرح سیبویہ۔ کتاب احتجاج القراء۔ کتاب الشعر والشعراء۔ کتاب الجمل۔ کتاب الریاح والھواء والنار۔ کتاب المواصلات فی الاخبار والمذاکرات۔

ابوالحسن علی بن عیسیٰ رمانی کہتا ہے کہ ابن سراج کی مجلس میں اس کی تصنیف کتاب الاصول کا ذکر ہوا، تو ایک شخص نے اسے کتاب المقتضب سے بہتر قرار دیا۔ اس پر ابوبکر نے کہا۔

" السیاست کہو " اور یہ شعر پڑھا۔

ولکن بکت قبلی فہیج لی البکا بکاھا فقلت الفضل للمتقدم

اخبار ابوسعید سیرافی

شیخ ابواحمد ایدہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوسعید حسن بن عبداللہ بن مرزبان، درحقیقت فارس کا باشندہ تھا اور اس کا مولد سیراف تھا۔ یہیں سے اس نے طلب علم کا آغاز کیا۔ ابھی عمر کے بیس برس بھی پورے نہ کر پایا تھا کہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا، اور عمان چلا گیا۔ وہاں فقہ میں عبور حاصل کیا اور سیراف واپس آگیا۔ وہاں سے عسکر گیا۔ ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہا اور محمد بن عمر صیمری متکلم سے ملا۔ صیمری اسے اپنے تمام تلامذہ سے مقدم اور برتر قرار دیتا تھا۔ ابوسعید کے دائرہ تفقہ کا تعلق علمائے عراق کے مذہب و مسلک سے تھا۔ یہ اپنے استاد نحو قاضی ابومحمد بن معروف کا جانشین تھا۔ پہلے یہ مشرقی جانب کا قاضی تھا۔ بعد ازاں دونوں جانب کے منصب قضا پر متمکن ہوا اور

پھر صرف مشرقی جانب کا قاضی مقرر ہوا۔
کرخی فقیہ اسے مقدم ٹھہراتا اور افضل گردانتا تھا۔ اس کے لیے اس نے اہل علم کا ایک حلقہ قائم کر دیا تھا جس میں یہ منصب افتا پر فائز تھا۔ اس کی ولادت ۹۰ھ لیعنی ۲۹۰ھ) سے قبل ہوئی اور ۷۔ رجب ۳۶۸ھ کو وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح کتاب سیبویہ۔ کتاب الفات الوصل والقطع۔ کتاب اخبار النحویین۔ کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب صنعۃ الشعر والبلاغۃ۔ کتاب شرح مقصورۃ ابن درید۔

ابن درستویہ

ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن محمد بن درستویہ۔ یہ مبرد اور ثعلب سے ملا اور ان سے استفادہ بھی کیا۔ بصریوں کے بیشتر علوم کا فاضل و متفنن تھا اور ان کی حمایت و جانبداری کے سلسلہ میں شدید ترین تعصب رکھتا تھا۔ اس نے مفضل بن سلمہ کا رد ا۔ کتاب العین پر نقش کیا اور ۳۲۰ھ کے بعد وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المتمم۔ کتاب الارشاد فی النحو۔ کتاب الہدایۃ شرح الجرمی۔ کتاب شرح الفصیح۔ کتاب ادب الکاتب۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الهجاء۔ کتا۔ غریب الحدیث۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب الحی والمیت کتاب التوسط بین الاخفش وثعلب فی معانی القرآن واختیار ابی محمد فی ذالک۔ کتا۔ تفسیر السبع۔ نامکمل۔ کتاب المعانی فی القراءات۔ نامکمل۔ کتاب تفسیر الشیٔ نامکمل۔ کتاب مصادر النحو۔ نامکمل کتاب شرح المقتضب۔ نامکمل کتاب نقض کتاب ابن الراوندی علی النحویین۔ کتاب الرد علی ابن الخرو ضی۔ کتاب الازمنہ نامکمل۔ کتاب خبر قس بن ساعدۃ وتفسیرہ کتاب شرح الکلام ولغاتہ نامکمل کتاب الرد علی ابن خالویہ فی الکل والبعض۔ کتاب فی الاضداد۔ کتاب الرد علی ابی مقسم فی اختیارہ کتاب اخبار النحویین۔ کتاب الرد علی الفراء فی المعانی۔ کتاب جوامع العروض۔ کتاب الاحتجاج للقراء۔ کتاب تفسیر شیل بن عروہ۔ کتا۔ ب رسالۃ الی یحیی الطولونی فی تفضیل العربیۃ کتاب الکلام علی ابن قتیبہ فی تصحیف العلماء۔ کتاب الرد علی ابن زید البلخی فی النحو ۔

کتاب الرد علی من قال بالزاوائد وان یکون فی الکلام حرف زائد۔ کتاب النصرۃ لسویبد علی جماعۃ النحو یتین۔ یہ کتاب متعدد کتابوں پر محتوی ہے اور نامکمل ہے۔ کتاب مناظرۃ سیبویہ للمبرد۔ کتاب الرد علی من نقل کتاب العین عن الخلیل۔

ابوالحسن علی بن عیسیٰ رمانی

ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ نحوی اصلاً سرمن رائے سے تعلق رکھتا ہے ۲۹۶ھ میں بغداد میں پیدا ہوا۔ بغداد کے فضلائے نحو اور متکلمین میں سے ہے۔ اکثر علوم مثلاً فقہ، قرآن، نحو اور کلام پر گہری نگاہ رکھتا ہے۔ تصنیفات و تالیفات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اس کی تصنیفات زیادہ تر بذریعہ املا معرضِ وجود میں آئیں۔ اس وقت جب کہ یہ کتاب ضبط تحریر میں لائی جا رہی ہے زندہ ہے۔ یہاں ہم اس کی علوم نحو و لغت اور شعر کے موضوع سے متعلق تصنیفات کا ذکر کریں گے۔ کلام اور فقہ کے بارے میں، اس نے جو کتابیں لکھیں، ان کا تذکرہ کتاب کے اصل مقام پر آئے گا۔

کتاب شرح سیبویہ۔ کتاب نکت سیبویہ۔ کتاب اغراض کتاب سیبویہ۔ کتاب المسائل المفردۃ من کتاب سیبویہ۔ کتاب شرح المدخل للمبرد۔ کتاب شرح مختصر الجرمی۔ کتاب شرح المسائل للاخفش، مختصر اور ضخیم۔ کتاب شرح الالف واللام للمازنی۔ کتاب شرح الموجز لابن السراج۔ کتاب التصریف۔ کتاب الہجاء۔ کتاب الایجاز فی النحو۔ کتاب المبتدأ فی النحو۔ کتاب الاشتقاق الصغیر۔ کتاب الاشتقاق الکبیر۔ کتاب اللغات فی القرآن۔ کتاب اعجاز القرآن۔ کتاب شرح کتاب الاصول لابن السراج۔

الفارسی ابو علی

ابن احمد بن عبد الغفار نحوی ۳۷۰ھ سے قبل فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الحجۃ۔ کتاب التذکرۃ۔ کتاب ابیات الاعراب۔ کتاب شرح ابیات الایضاح۔ کتاب مختصر عوامل الاعراب۔ کتاب المسائل المصلحۃ زجاج سے مروی ہے اور صرف بالافعال ہے۔

حواشی

لے نحو کے لفظی معنی مثل، جہت، راستہ، اصول انداز اور نہج کے ہیں۔

لے یہ آیت اس طرح ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ لا وَرَسُوْلُہٗ ط۔ سورہ توبہ آیت ۳) اس کا ترجمہ ہے "اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول" اگر بکسر لام یعنی وَرَسُوْلِہٖ پڑھا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا "اللہ بے زار ہے مشرکوں سے اور اپنے رسول سے"۔ اس صورت میں مفہوم بالکل بدل جاتا ہے

سے زندخان :۔ فارس کا ایک شہر۔ (معجم البلدان)

سے حدیثہ : اس کے معنی ہیں، نیا یعنی وہ مقام جو پرانا ہو کر نیا تعمیر ہوا ہو۔ حدیثہ کئی قصبات اور بلاد پر مشتمل ہے۔ مثلاً حدیثۃ الموصل جو دجلہ سے بجانب مشرق ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ حدیثۃ الفرات، جو حدیثۃ النورہ کے نام سے معروف ہے اور انبار سے چند فرسخ پر واقع ہے۔ ایک حدیثہ دمشق میں ہے جو غوطہ کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اسے حدیثہ جرش بھی کہتے ہیں۔ یہاں بظاہر حدیثہ سے حدیثۃ الفرات مراد ہے۔ (تفصیلات کے لیے معجم البلدان دیکھیے)

ھے رطل ۔ آدھ سیر کا وزن یا آدھ سیر کا پیمانہ (لغات کشوری) لیکن مختلف ملکوں کے رطل کا وزن مختلف ہے۔

لے میسان : واسط اور بصرہ کے درمیان ایک شہر۔ جو حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانۂ خلافت میں فتح ہوا، اور انھوں نے اس کا پہلا والی حضرت نعمان بن عدیؓ کو مقرر کیا جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ (معجم البلدان)

کے زیاد بن ابیہ مراد ہے۔ (اعلام جلد ۲ صفحہ ۸۹)

۸ ترجمہ۔ عبداللہ اگر صرف غلام ہوتا ہے، اس کی ہجو بھی کرتا لیکن یہ تو غلاموں کا بھی غلام ہے۔

۹ طلعہ بضم طا و فتح لام ہ اپنی خواہشات کی طرف زیادہ میلان رکھنے والے۔ (منتہی الارب)

۱۰ ترجمہ نحو سراسر باطل ہو گئی ہے۔ سوا تحریر کے اس حصہ کے جس کو عیسیٰ بن عمر نے وجود بخشا۔

۱۱ ان میں سے ایک اکمال ہے اور جامع کتاب ہے، دوسری جامع ہے اور یہ دونوں لوگوں کے لیے سورج اور چاند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۱۲ جبل: اس نام کے متعدد بلاد و قصبات ہیں جو آذربائیجان، عراق، خوزستان، فارس اور دیلم کے درمیان واقع ہیں۔ ایک چھوٹا سا شہر جَبُّل (بفتح جیم و تشدید و ضم با) بھی ہے، جو نعمانیہ اور واسط کے درمیان بجانب مشرق واقع ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان۔) فلوگل نے بھی اس مقام پر جَبُّل کا ذکر کیا ہے (دیکھیے الفہرست، مرتبہ فلوگل، جلد ۲، صفحہ ۲۹)

۱۳ سویق اور صویق کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ستو۔ (مصباح اللغات)

۱۴ فراہید: ازد کا ایک قبیلہ — جس کے جد اعلیٰ کا نام فرہود تھا۔ اسی تعلق کی بنا پر ازدیوں کو فراہید کہتے ہیں۔ (منتہی الارب بضمن ف ر ہ د)

۱۵ ۲۴۸ھ مراد ہے۔

۱۶ لفظ "اعراب" عرب کے بادیہ نشینوں اور بدوی فصحا سے تعبیر ہے۔ (المنجد)

۱۷ محمد سے مراد یہاں الفہرست کا مصنف محمد بن اسحاق ہے۔

۱۸ اس کے بارے میں بلیغ نے بھی وہی کچھ کہا جو غیر بلیغ کہہ سکتا تھا اور سب اس کے مدح سرا ہیں۔

۱۹ اسی طرح دشمن نے بھی اسے نظر انداز نہیں کیا بلکہ دوست کی طرح اس کی خوبیاں ہی بیان کیں۔

۲۰۔ اگر تجھے یہ معلوم نہیں کہ موت کیا شئے ہے تو دیر ہند کی طرف دیکھو کس طرح اس کی قبریں قطار در قطار نظر آ رہی ہیں۔

۲۱۔ تو ان کے بارے میں اللہ کے اس عجیب فیصلے کو دیکھے گا کہ سب موت کا شکار ہیں کیونکہ ان کے حق میں قضا و قدر کا یہی فتویٰ ہے۔

۲۲۔ تو ان کے مکانوں کو دیکھے گا کہ ان کے مکینوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں اور وہ ایسی زیارت گاہ ہے کہ وہ اپنے زائرین سے بات نہیں کر سکتے۔

۲۳۔ قطیعہ۔ وہ جگہ جو خلیفہ منصور عباسی نے اعیانِ دولت اور بعض معززین کو رہائش کے لیے عطا کی تھی اور مختلف لوگوں کے نام سے متعدد قطیعے تھے جن میں سے ایک قطیعۂ عباس بن محمد بھی تھا۔ (اقرب الموارد و منتہی الادب)

۲۴۔ ترجمہ: تم دیکھتے ہو کہ بادلوں کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے۔ (سورہ نور۔ ۴۳ و سورہ روم ۴۸)

۲۵۔ الفہرست کا جو نسخہ میرے سامنے ہے اس کا پہلا مصرعہ یوں ہے "لیشید بغمنا تیخرجن منھا" لیکن فارسی ترجمہ میں ایک اور نسخہ کے حوالہ سے یہ مصرعہ بھی لکھا ہے اور میں نے اسی کو لیا ہے۔

۲۶۔ پیکر وہ سے خارج ہو کر خراماں خراماں یوں نمودار ہوئیں جیسے سحاب سے بارش نمودار ہوتی ہے۔

۲۷۔ حیرہ (بکسر حا و سکون یا) یہ کوفہ سے تین میل کی مسافت پر ایک شہر تھا اور اس مقام پر واقع تھا جسے نجف کہتے ہیں۔ (معجم البلدان)

۲۸۔ مُشنق۔ شنق سے ہے اور اس کے کئی معنی ہیں جن میں سے دو معنی ایسے ہیں جو کتاب کے اس مقام کے سیاق و سباق کے حامل ہیں۔ ایک یہ کہ کسی شئ کو پسند کر کے اس سے وابستگی و تعلق اختیار کر لینا۔ دوسرے یہ کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے روغن زیتون میں ملانا (اقرب الموارد)

۲۹۔ مُونق۔ انق سے ہے۔ کسی شئ کو اس انداز سے پسند کرنا کہ اسے ہر شئ پر

ترجیح دی جائے۔ تأنق فی الکلام بھی کہتے ہیں۔ یعنی جو گفتگو میں نفاست پسند ہو اسے تأنق فی الکلام کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد)

۲۰؎ اس خاندان کو سیرابی و شادابی نصیب ہو جو وہی میں ہوا اور جس سے میری رسم و راہ مدت سے تھی اور حال میں پھر شناسائی میسر ہو سکی ہے۔

۲۱؎ معمر نے ہمیں ایک ایسا بڑا تحفہ بھیجا جو ایک عرصہ سے اس کے پاس بندھا ہوا تھا۔

۲۲؎ آخر جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو ہمیں ہدیہ کے طور پر بھیج دیا جو لپٹی ہوئی زنگل کی طرح (یعنی ہڈیوں کا پنجر) تھا۔

۲۳؎ تمھیں آلِ علاء کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ تم اہلِ علاء (بلند مرتبہ کے حامل) اور معدنِ علم و دانش ہو۔

۲۴؎ آلِ علاء نے مازن کے لیے عزت و شرف کا محل تعمیر کیا اور اس میں ان کو ستاروں کے ساتھ ٹھہرایا۔

۲۵؎ یعنی مشاہیر فصحائے اعراب۔

۲۶؎ لحن: ایک نسخہ لحون ہے۔ لحن اور لحون کلمہ کے اعراب میں غلطی کرنے کو کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد)

۲۷؎ رے:۔ ایران کا ایک بہت بڑا شہر (تفصیلات کے لیے دیکھیے معجم البلدان)

۲۸؎ میں اس دروازے کو اس وقت تک ترک کیے رہوں گا جب تک کہ اذن باریابی کا یہ عالم ہے۔ یہاں تک کہ اس میں تندرستی پیدا ہو جائے۔

۲۹؎ اور اگر کسی روز حصولِ باریابی کا کوئی ذریعہ نہیں پاؤں گا تو ترکِ ملاقات ہی کو ترجیح دوں گا۔

۳۰؎ لوگ اپنے احوال و کیفیات بدلتے رہتے ہیں مگر ابن ربیع ہمیشہ ایک ہی انداز پر قائم رہا۔

۳۱؎ محمد نفطی کا نام ہے۔ (دیکھیے حالاتِ نفطی)

۴۲؎ اے ام عمرو! کاش تو موجود ہوتی اور مجھ سے مقابلہ کرنے والوں کو دیکھ لیتی تاکہ مجھے معذور سمجھتی۔

۴۳؎ اور یہ دیکھ لیتی کہ میں نے اسدی کے کندھوں کو تیزی کے ساتھ اپنے سے ہٹا کر بے بسی کے عالم اور بے چارگی کے گوشہ میں ڈال دیا۔

۴۴؎ اس طرح کہ گویا شیر (یعنی دلیر لوگ) اپنے چشم وابرو سے میری طرف اشارے کر رہے تھے۔

۴۵؎ اور اگر تو دیکھ لیتی کہ میں دشمن کا کیونکر پیچھا کرتا ہوں تو لوگوں کو مجھ پر سبقت کرنے کی کوشش سے روک دیتی۔

۴۶؎ میرے سامنے الفہرست مطبوعہ مصر اور فلوگل مطبوعہ بیروت ہے ان میں "الوجوذ" لکھا ہے، حالانکہ اوپر اس کی کنیت "ابو محرز" بتائی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اصل لفظ "ابو محرز" ہے۔ فلوگل نے بھی ایک نسخہ ابو محرز کا لکھا ہے۔

۴۷؎ مبیضہ: یہ غلات شیعہ کے ایک گروہ کا نام ہے یہ لوگ اپنے ائمہ کی حمایت وعقیدت میں بدرجہ غایت غلو سے کام لیتے تھے، غلات جن جن بلاد وامصار میں مقیم تھے وہاں ایک خاص لقب سے ملقب تھے۔ اصفہان کے رہنے والوں کو خرمیہ اور کودیہ۔ رے کے رہنے والوں کو مزدکیہ اور سنبادیہ، آذربائیجان کے لوگوں کو ذقولیہ، محمرہ۔ اور ماوراء النہر کے باشندوں کو مبیضہ کہا جاتا تھا۔

(الملل والنحل شہرستانی صفحہ ۲۲۲ - ۲۸۹ - لیجئے لفظ الغالیہ)

۴۸؎ فلوگل کے نسخہ میں "مات قبل" اور ایک نسخہ میں "مات قتل" ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے چنانچہ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

۴۹؎ ایک نسخہ میں ۲۷۰ھ ہے۔

۵۰؎ مازن: پانی کا ایک مشہور گھاٹ۔ (معجم البلدان) عرب قبائل دوران سفر میں پانی کی جس گھاٹ پر قیام کرتے اس کو عام طور پر اپنی طرف منسوب کر لیتے بنو مازن نے بھی ایک گھاٹ پر قیام کیا اور اسے اپنی طرف منسوب کر لیا۔

۵۱؎ مروالروذ: دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک المرو ہے اور دوسرا الروذ۔ مرو اس سفید پتھر کو کہتے ہیں جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔ روذ فارسی میں نہر کو کہتے ہیں۔ اس کا معنی ہے نہرِ مرو۔ یہ خراسان کا ایک شہر ہے جو مرو شاہجہان کے قریب ہے۔ چونکہ یہ ایک بہت بڑی نہر کے کنارے واقع ہے اس لیے مروالروذ کے نام سے موسوم ہوا۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھیے۔)

۵۲؎ : ۔سفید رنگ کا ایک پودا جو برسات میں اگتا ہے اور کھایا جاتا ہے۔

۵۳؎ تیم قریش: تیم بن مرہ سے تعبیر ہے۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رض کا قبیلہ تھا۔ ("ابوبکر" از محمد حسین ہیکل)

۵۴؎ تیم ارباب (بکسر را) یہ عرب کے پانچ قبیلے تھے جو ایک دوسرے کے حلیف ہو گئے تھے اور وہ تھے ضبہ، ثور، عکل، تیم اور عدی۔ لفظ رباب کے معنی ہیں عہد و پیمان۔ انھیں رباب اس لیے کہا جاتا تھا کہ انھوں نے اپنی وحدت و یگانگت کا پیمان باندھ لیا تھا۔ (منتہی الارب زیر لفظ رباب)

۵۵؎ باجروان: جزیرہ میں دیارِ مضر کا ایک گاؤں —— باجروان، شروان کے قریب ایک شہر بھی ہے جس کے متصل حضرت خضر نے عین الحیات پایا تھا، اور کہتے ہیں، یہی وہ گاؤں ہے، جہاں کے باشندوں سے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے کھانا طلب کیا تھا۔ (معجم البلدان)

۵۶؎ لثغہ: یعنی زبان حروف و الفاظ کو صحیح طور پر ادا کرنے سے اس انداز سے قاصر ہو کر را، لام یا غین یا سین، ثا میں بدل جاتے یا یہ کہ زبان میں اس درجہ ثقالت ہو کر جملہ صحیح طور سے ادا نہ ہو سکے۔ (اقرب الموارد)

۵۷؎ تمھاری طرف سے بخشش و عطا میں کمی آجانے کے بعد اس نے تو فوراً ہی تمھیں ملامت کرنا شروع کر دی اور اگر میں اظہارِ ملامت و عتاب کروں گا تو تمھیں ناگوار گزرے گا۔

۵۸؎ یعنی محمد بن اسحاق، مصنفِ الفہرست۔

۵۹؎ ثقلاء۔ ثقیل کی جمع ہے۔ ثقلاء ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کی مجلس وہم نشینی لوگوں پر گراں گزرتی ہو۔ (منتہی الارب)

۶۰؎ اور ذی الابارق کی سنگلاخ زمین میں وہ ردی گھاس کے سوا چرنے کی اور کوئی چیز نہ پاکر وہاں سے چل دیں۔

۶۱؎ تنڈی دل کو بھوننے والے کے دھوئیں کی طرح، جو مٹی کے ٹیلے پر اٹھ رہا ہے اور اس درجہ بھوکا ہے کہ ریگ زار کے غناک درختوں کو بھی اس نے جلا ڈالا ہے۔

۶۲؎ اے ظالم! جو شخص تم کو سلام بھیجتا ہے، اس کو مبتلائے مصیبت کرنا تو ظلم ہے۔

۶۳؎ پیلو کے باغ میں قمری مستی سے نغمہ زن ہوئی تو میرے شوق کی دنیا کو بیدار کر گئی۔ اے قمری! میری آرزو ہے کہ تو ہمیشہ سرسبز و تازہ شاخوں پر نغمہ زن رہے

۶۴؎ میرا دل ہمیشہ عامر یا عاقر کی محبت سے وابستہ رہا ہے۔ (ریا عاقر — ایک چڑیا کا نام ہے)

۶۵؎ جذام: ایک قبیلہ کا نام۔ (منتہی الارب)

۶۶؎ کوامیخ۔ کامخ کی جمع ہے اور فارسی لفظ ہے۔ جسے معرب کیا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں سوکھی کے وہ ٹکڑے جنھیں سرکے میں بھگو کر کھایا جائے۔ (البستان)

۶۷؎ شواریز: شیراز کی جمع۔ شیر آب آوردہ (البستان) یعنی پر تکلف چیزیں کھانے والے۔

۶۸؎ ۲۵۵ھ مراد ہے۔

۶۹؎ مورجیین۔ لغت کی کسی کتاب میں یہ لفظ اس شکل میں نہیں ملا۔ البتہ اشتقاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اجرت پر لوگوں کے مویشی چراتے تھے

۷۰؎ واقعہ زنج: یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو عباسی خلیفہ مہتدی باللہ کے زمانہ (شوال ۲۵۵ھ) میں رونما ہوا اور ایک شخص نے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن حسین بن علی بن ابو طالب ہونے کا دعویٰ کیا اور حکومت کے خلاف خروج کیا۔ اس نے بہت سے زنجیوں کو بھی ساتھ ملا لیا اور دجلہ کو عبور کیا۔ اس زمانۂ آشوب نے کئی سال طول پکڑے رکھا۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۱۹)

اے عسکر مکرم : نواحیٔ خوزستان میں ایک مشہور شہر جو مکرم بن معزا رحارث کی طرف منسوب ہے ۔ حمزہ اصبہانی کا کہنا ہے کہ خوزستان میں ایک شہر رستم کراد کے نام سے معروف تھا جسے عرب استقباذ کہتے تھے ۔ اس شہر کو انھوں نے اسلام کے دور آغاز میں مسمار کرکے کھنڈر کی شکل میں بدل دیا تھا ۔ اس کے قریب حجاج بن یوسف کے مصاحب یا غلام مکرم بن معزا ، حارث نے عسکر مکرم نام کا ایک شہر آباد کیا اور پھر یہ شہر اسی کا ایک حصہ بن گیا ۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھیے ۔)

کے عسکر : سامرا کے قریب بغداد اور تکریت کے درمیان دجلہ کے مشرقی جانب ایک شہر تھا جو بعد میں نابود ہوگیا ۔ (معجم البلدان)

سے جزیرہ ابن عمارہ ۔ اسے جزیرۂ ابن عمر بھی کہتے ہیں (قاموس الاعلام ترکی) جزیرہ ابن عمر بالائے موصل میں ایک شہر ہے جسے تین طرف سے ہلالی شکل میں دریائے دجلہ نے گھیر رکھا ہے ۔ اس شہر کا معمار اولین غالباً حسن بن عمر بن خطاب تغلبی تھا ۔

(معجم البلدان)

سے سوق السلاح ۔ بغداد کے ایک محلہ کا نام تھا جس میں ابوالحسین محمد بن محمد بن مظفر بن عبداللہ الدقاق السلاحی المعروف بابن السراج بغدادی مقیم تھا اور پھر یہ محلہ اسی کی طرف منسوب ہوگیا ۔ (ایضاً)

ھے وہ مجھ سے پہلے روئی اور اس کے رونے نے مجھ پر ہیجانِ گریہ طاری کر دیا ۔ اس پر میں نے کہا ، برتری تو اسی کو حاصل ہے جس نے پہل کی ۔

لہ سیراف (بکسر سین) ۔ دریائے فارس کے ساحل پر ایک بہت بڑا شہر ، زمانۂ قدیم میں اسے ہندوستان کی ایک بندرگاہ کی حیثیت حاصل تھی ۔

(معجم البلدان)

مقالہ دوم

دوسرا فن

اخبار و احوالِ علما

یہ فن کوفہ کے اصحابِ نحو اور اربابِ لغت کے واقعات و اخبار پر مشتمل ہے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ہم نے اہل بصرہ کا ذکر اس لیے پہلے کیا ہے کہ ابتدا میں عربیت انھیں سے حاصل کی گئی اور اس لیے بھی کہ باعتبار تعمیر کے بصرہ کو، کوفہ پر تقدم حاصل ہے۔

اخبار رواسی

میں نے شافعی کے بھائی، ابوالطیب کی تحریر میں پڑھا ہے کہ رواسی کا نام محمد بن ابوسارہ اور کنیت ابوجعفر ہے۔ اس کا سر بڑا تھا۔ اس لیے رواسی کے نام سے موسوم ہوا چونکہ یہ نیل کا رہنے والا تھا۔ لہٰذا اسے نیلی بھی کہا جاتا ہے۔ کوفیوں میں یہ پہلا شخص ہے جس نے نحو کے موضوع سے متعلق کتاب تصنیف کی۔ ثعلب کا بیان ہے کہ رواسی، کسائی اور فراء کا استاد تھا۔

فراء کہتا ہے جب کسائی عازم بغداد ہوا، تو مجھ سے رواسی نے کہا "کسائی بیدا گیا ہے اور تو اس سے عمر میں کہیں بڑا ہے"۔ اس کے بعد میں بھی بغداد گیا، کسائی سے ملا اور رواسی کے چند مسائل اس سے دریافت کیے۔ اس نے جو جواب دیئے، وہ میری

تحقیق کے خلاف تھے۔ اس پر میں نے ان علمائے کوفہ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جو میرے ساتھ تھے اس نے کہا۔

"کیا بات ہے، تم اسے صحیح نہیں سمجھتے، تم کوفی تو نہیں ہو؟"

میں نے کہا "جی ہاں، میں کوفی ہوں"

اس نے کہا۔ رواسی اسی طرح کہتا ہے اور اس کا یہ کہنا صحیح نہیں، میں نے عربوں سے سنا ہے۔ وہ اس طرح کہتے ہیں۔ تاآنکہ وہ ان مسائل تک پہنچ گیا جنھیں میں جانتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کے پیش کردہ اعتراضات کا جواب دیا۔

رواسی مرد صالح تھا۔ وہ کہتا ہے خلیل نے ایک شخص کو میری کتاب لانے کے لیے میرے پاس بھیجا۔ میں نے کتاب بھیجدی، جسے اس نے پڑھا اور اس کے بعد اپنی کتاب لکھی۔ وہ کہتا ہے کتاب سیبویہ میں جو "قال الکوفی" کہا گیا ہے، اس سے مراد رواسی ہی ہے۔ ابن درستویہ کا کہنا ہے کہ ثعلب بربنائے یقین کہتا ہے کہ اصحاب نحو میں رواسی پہلا شخص ہے جس نے نحو سے متعلق کتاب تصنیف کی۔ اس کی وفات سنہ . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الفیصل۔ یہ کتاب ایک پوری جماعت سے مروی ہے۔ کتاب التصغیر۔ کتاب معانی القرآن۔ اس کا سلسلۂ روایت اب تک جاری ہے۔ کتاب الوقف والابتداء الکبیر۔ کتاب الوقف والابتداء الصغیر۔

واقعات مُعاذ ہرا

برادرِ شافعی۔ ابوالطیب کی تحریر کی رو سے، یہ معاذ ہرا ہے۔ رواسی کی روایت کے مطابق ابومسلم معاذ ہرا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کی کنیت ابوعلی ہے اور یہ محمد بن کعب قرظی کے غلاموں میں سے تھا۔ اس کے والد نے اس کی کنیت ابومسلم رکھی تھی۔ لیکن اس کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوا، تو اس کا نام علی رکھا اور اپنی کنیت اسی کے نام پر رکھ لی۔

معاذ کمیت کا دوست تھا اس لیے اشارتاً اسے خالد قسری کی کارگزاریوں سے الگ تھلگ رہنے کو کہا اور اس کو بتایا کہ وہ مضریوں کے خلاف شدید متعصبانہ رویہ رکھتا ہے لیکن اس نے یہ مشورہ قبول نہ کیا۔ پھر جب خالد نے کمیت کو گرفتار کر کے حوالۂ زنداں کر دیا تو معاذ اس پر اندوہگین ہوا، اور کہا :-

نصحتک والنصیحۃ ان تعدت
ہوی المنصوح عزلہا القبول[۱]

فخالفت الذی لک فیہ رشد
فغالت دون ما املت غول[۲]

وعاد خلاف ما تہوی خلافا
لہ عرض من البلوی وطول[۳]

کمیت کو ان اشعار کا علم ہوا، تو اس نے لکھا :-

اراک کمہدی الماء للبحر حاملا
الی الرمل من یبرین متجرا رملا[۴]

معاذ ہرا، برامکہ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ وہ یزید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں پیدا ہوا، اور ۱۸۷ھ میں جس سال برامکہ پر عتابِ حکومت نازل ہوا تھا، وفات پائی۔ اولاد اور اولاد در اولاد رکھتا تھا۔ جو سب کی سب، اس کے سامنے ہی وفات پا گئی اور خود باقی رہ گیا۔ اس کی کوئی کتاب ہمارے علم میں نہیں آئی۔

اخبار و احوال کسائی

ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن عثمان ــ ایک قول کے مطابق بہمن بن فیروز ہے۔ کہتے ہیں اس کی کنیت ابوعبداللہ تھی، کوفی تھا، رواسی اور علما کی ایک جماعت سے تحصیلِ علم کی۔ بغداد آیا تو ہارون الرشید نے اس کو اپنے دو بیٹوں ــ مامون اور امین ــ سے وابستہ کر دیا۔

میں نے ابوالطیب کی تحریر میں پڑھا ہے، جس میں وہ کہتا ہے کہ ہارون الرشید نے ایک مرتبہ کسائی کو ایک اونچے مقام سے جھانکا لیکن کسائی کو اس کا علم نہ تھا۔ کسائی نے کسی ضرورت سے اپنی جگہ سے اٹھنا اور جوتا پہننا چاہا کہ اتنے میں امین اور مامون جلدی سے آگے بڑھے اور جوتا لاکر اس کے آگے رکھ دیا۔ اس پر کسائی نے ان کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور قسم لی کہ آئندہ وہ خدمت کا یہ انداز اختیار نہیں کریں گے۔ پھر ہارون جب اپنی مسند پر بیٹھا تو اس نے پوچھا۔

"بھلا وہ کون شخص ہے، جس کو ایسے خادم میسر ہیں جو سب سے زیادہ قابل احترام اور لائق اکرام ہیں؟"

حاضرین نے کہا "یہ وہ امیرالمؤمنین اعزہ اللہ کی ذات ہے!"

رشید نے کہا "نہیں۔ وہ کسائی ہے، جس کی خدمت امین اور مامون کرتے ہیں۔"

اس کے بعد اس نے یہ واقعہ ان کے سامنے بیان کیا۔

رے میں جب کسائی شدت مرض میں مبتلا ہوا، تو ہارون الرشید اس کی عیادت کی غرض سے برابر اس کے ہاں جاتا رہا۔ ایک روز ہارون نے سنا کہ وہ یہ شعر پڑھ رہا ہے:۔

قدراحلک ذاالنخیل وقداری
وابیک مالک ذوالنخیل بدار

الاابدارکوبدی نفر الحسی
هیهات ذونفومن المزدار

یہ سن کر رشید باہر نکلا اور کہا۔ "واللہ! کسائی وفات پاگیا۔"

لوگوں نے پوچھا "کس طرح اے امیرالمؤمنین؟"

ہارون الرشید نے کہا۔ اس طرح کہ اس نے خود ہی یہ واقعہ سنایا کہ ایک اعرابی کی اس کے پاس آمد و رفت تھی۔ ایک مرتبہ وہ بیمار پڑگیا تو اس شعر سے تمثل کیا اور اسی کے مکان پر ہی وفات پاگیا۔ اس نے بتایا کہ اسی روز کسائی فوت ہوگیا۔

اس کا نام کسائی اس بنا پر پڑا، کہ یہ معاذ ہراکی مجلس میں آتا تھا۔ دوسرے لوگ

تو عمدہ حلّے زیب تن کر کے آتے اور یہ صرف ایک گلیم اور چادر ہی اوڑھ کر آتا۔
کسائی نے ۱۹۷ھ میں رے میں وفات پائی یہ اور امام ابو یوسف دونوں ایک ہی روز مدفون ہوئے۔ کسائی کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب معانی القرآن، کتاب مختصر النحو، کتاب القراءات، کتاب العدد، کتاب النوادر الکبیر، کتاب النوادر الاوسط، کتاب النوادر الاصغر، کتاب مقطوع القرآن وموصولہ، کتاب اختلاف العدد، کتاب الہجاء، کتاب المصادر، کتاب اشعار المعایات وطرائقہا۔ کتاب الہاءات المکنی بہا فی القرآن، کتاب الحروف۔

نضر بن یوسف

یہ کسائی کا صاحب اور متبع تھا۔ نحوی اور لغوی تھا۔ کتاب الابل اور کتاب خلق الانسان اس کی تصانیف ہیں۔

بعض علمائے کوفہ

ایک ابوالحسن احمد ہے جس کی مثال نہیں۔ یہ کسائی سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ اس نے رواسی سے تحصیل علم کی اور کسائی سے پڑھا۔ کتاب التعریف اور کتاب یقین البلغاء اس کی تصنیفات ہیں۔
اہل کوفہ کے علاقہ رواتیں میں سے ایک خالد بن کلثوم ہے جس کا شمار، اشعار اور قبائلِ عرب کے راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ انساب والقاب اور لوگوں کی سرگزشت کا بھی ماہر تھا۔ ابن کوفی لکھتا ہے۔ اشعار اور قبائل کے معاملہ میں اس کو خاص شغف اور کمال حاصل تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔
کتاب الشعراء المذکورین۔ کتاب اشعار القبائل، یہ کتاب متعدد قبائل پر مشتمل ہے۔

احوال واخبار فرّاء

ابوزکریا یحییٰ بن زیاد فراء۔ بنو منقر کا غلام تھا۔ کوفہ میں پیدا ہوا۔ سلمہ نے فراء

کا نام عیسیٰ اور یوسفی نے یحییٰ بن زیاد بن فزانجت لکھا ہے۔

ابو عبداللہ بن مقلہ نے ابوالعباس ثعلب کی روایت سے لکھا ہے کہ معانی میں
کتاب فراء کے املاء کی وجہ یہ ہے کہ عمر بن بکیر نے جو فراء کا صاحب اور حسن بن سہل
سے وابستہ تھا۔ فراء کو لکھا کہ امیر حسن بن سہل لبا اوقات قرآن سے متعلق مجھ سے کچھ چیزیں
پوچھتے رہتے ہیں۔ میں ان کا جواب نہیں دے پاتا۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس باب میں میرے
لیے کچھ اصول وضع کر دیں یا ایک کتاب ترتیب دے دیں تاکہ میں بوقت ضرورت اس
کی طرف رجوع کر سکوں۔ اس پر فراء نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ سب مل جل کر میرے
پاس آؤ، میں تمھیں قرآن کے موضوع پر ایک کتاب اِملا کرادوں۔ چنانچہ اس کام
کے لیے ایک دن مقرر کیا گیا، وہ جب جمع ہو جاتے، فراء بھی آ جاتا۔ مسجد میں ایک مؤذن
تھا۔ وہ لوگوں کو نماز بھی پڑھاتا تھا۔ فراء اس کی طرف ملتفت ہوا، اور کہا ــــ "تم
سورۂ فاتحہ پڑھو۔ ہم اس کی تفسیر بیان کریں گے۔ اور پھر اسی طرح کتاب مکمل کرلیں گے"
چنانچہ وہ شخص قرأت کرتا گیا اور فراء اس کی تفسیر بیان کرتا گیا۔

ابوالعباس کہتا ہے: فراء سے پیشتر کسی نے اس قسم کا کام نہیں کیا اور میرا خیال
ہے، اس کے بعد کوئی اس پر مزید اضافہ بھی نہ کر پائے گا۔ ابوالعباس مزید کہتا ہے
کہ اس نے حدود کے بارے میں کیوں املاء کرایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسائی کے تلامذہ
میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے نحو کے مبانی واصول اِملا کرانے
کی درخواست کی اور اس نے اس کا آغاز کر دیا۔ پھر جب تیسری نشست کی نوبت آئی
تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اگر یہ سلسلہ بلاناغہ جاری رہا تو بچے بھی علم نحو
سیکھ جائیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم اس کام سے باز رہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس
میں حصہ لینا چھوڑ دیا۔ اس پر فراء سخت خشمگیں ہوا، اور کہا۔ انھوں نے خود ہی مجھ سے
درخواست کی تھی کہ میں اس کام کے لیے نشست کا اہتمام کردوں لیکن جب میں
نے کام شروع کیا تو یہ ہٹ گئے۔ واللہ! جب تک دو آدمی بھی آتے رہیں گے۔
میں نحو کا املا کراتا رہوں گا۔ چنانچہ وہ اسے سولہ برس تک لکھواتا رہا۔ اس اثنا میں اس

کے ہاتھ میں، سوائے ایک مرتبہ کے کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی اور وہ بھی وہ نسخہ تھا جس کی طرف مراجعہ ناگزیر تھا۔

ابوالعباس سے منقول ہے کہ فرّاء لوگوں کو اپنی مسجد میں، جو اس کے مکان کے ایک کونے میں واقع تھی، بٹھا لیتا اور اس کے سامنے کی نشست پر خود بیٹھتا اور یوں املا کا سلسلہ جاری رہتا۔

فراء اپنی تالیفات و تصنیفات میں تفلسف سے کام لیتا، یعنی اپنی کتابوں میں فلسفیانہ اقدار کو سمونے کی کوشش کرتا۔ اس کا قیام زیادہ تر بغداد میں رہا، یہاں وہ عمر بھر سرمایہ جمع کرتا رہا۔ زندگی کے آخری سال کوفہ گیا اور وہاں اپنے اہل و عیال میں چالیس روز قیام کیا اور جو کچھ بغداد میں جمع کیا تھا، وہ سب ان میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح گویا اس نے ان سے حسن سلوک روا رکھا۔

اس کے اشعار میں سے ان چند شعروں کے سوا کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی۔ یہ ابوحنیفہ دینوری نے طوال سے روایت کیے ہیں۔

یا امیرا علی جریب من الار
ض لـه تسعة من الحجاب
جالسا فی الخراب یحجب عنه
ما سمعنا بحاجب فی خراب
لن ترانی لک العیون بباب
لیس مثلی یطیق ردّ الحجاب

فراء نے مکّہ کے راستہ میں ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔
کتاب معانی القرآن، یہ چار اجزاء پر محتوی ہے۔ یہ اس نے عمر بن بکیر کے لیے لکھی۔ کتاب البہی۔ یہ عبداللہ بن طاہر کے لیے تصنیف کی۔ کتاب اللغات۔ کتاب المصادر فی القرآن۔ کتاب الجمع والتثنیۃ فی القرآن۔ کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب الفاخر۔ کتاب آلۃ الکتاب۔ کتاب النوادر، اسے سلمہ بن قادم نے روایت کیا۔ کتاب فعل و افعل ـــــ

کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث ۔

اس کے اسمائے حدود جو میں نے سلمہ بن عاصم کے خط میں بترتیب ذیل نقل کیے

حد الاعراب فی اصول العربیة ۔ حد النصب المتولد من الفعل حد المعرفة والنکرة ۔ حد من ورب ۔ حد العدد ۔ حد ملازمة دجل زیاحرمز ومنذ وحل حد العاد ۔ حد الفعل الواقع ۔ حد ان واخواتها ۔ حد کی وکیلا ۔ حد حتی ۔ حد الاغراء ۔ حد الدعاء ۔ حد ذوالنون الشدیدة والخفیفة حد الاستفهام حد الجزاء ۔ حد الجواب ۔ حد الذی ومن وما ۔ حد رب وکم ۔ حد القسم ۔ حد التثنیة والمثنی ۔ حد النداء ۔ حد الندبة ۔ حد الترخیم ۔ حد ان المستوحة ۔ حد اذ واذا واذًا ۔ حد مالم لیسم فاعله ۔ حد الحکایة ۔ حد التصغیر حد النسبة ۔ حد الهجاء ۔ حد راجع المذکر ۔ حد الفعل الرباعی ۔ حد الفعل الثلاثی حد المعرب من مکانین ۔ حد الادغام ۔ حد الهمز ۔ حد الابنیة حد الجمع ۔ حد المقصور والممدود ۔ حد المذکر والمؤنث ۔ حد فعل وافعل ۔ حد النهی ۔ حد الابتداء والقطع حد مایجری ومالا یجری ۔

مشاہیر اصحابِ فرّاء

ابن قادم ابوجعفر محمد بن قادم، اصحابِ فراء سے تھا اور معتز کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل اس کا اتالیق تھا۔ جب معتز نے عنانِ خلافت سنبھالی تو اس کی طرف ایک پیغام رساں کو بھیجا۔ یہ پیغام رساں آیا تو ابن قادم مکان پر موجود تھا اور بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ پیغام رساں سے کہا۔

"امیرالمؤمنین کی طرف سے آیا ہوں"

کہا: کیا امیر المومنین بغداد میں نہیں ہیں؟ اس کا اشارہ مستعین کی طرف تھا۔
پیغام رساں نے جواب دیا: "نہیں معتز مسند خلافت پر متمکن ہوگیا ہے۔"
معتز اپنے زمانۂ اتالیقی ہی سے اس پر خار کھائے ہوئے تھا کیونکہ یہ اس پر تعلیم کے
سلسلہ میں سختی سے کام لیتا تھا۔ اس بنا پر یہ خوف زدہ ہو کر کہ کہیں معتز اس کا انتقام
نہ لے، چار و ناچار گھر سے نکلا اور بال بچوں کو آخری بار خدا حافظ کہا۔ اس کے بعد یہ
واپس نہیں لوٹا۔ یہ واقعہ ۲۵۱ھ کا ہے۔ کتاب الکافی فی النحو، کتاب غریب الحدیث
اور کتاب مختصر نحو، اس کی تصنیفات ہیں۔

سلمہ بن عاصم

اس کی کنیت ابو محمد ہے۔ سلمہ بن عاصم، فراء کا شاگرد تھا اور علمائے کوفہ میں سے
تھا۔ ثقہ، بہت بڑا راوی اور نحو کا عالم تھا۔ اس نے فراء کی تمام کتابیں خود فراء
سے روایت کیں اور فراء سے کبھی الگ نہیں ہوا۔ جب مرا تو یہ کتابیں
چھوڑیں:
کتاب غریب الحدیث اور کتاب الحلوال فی النحو۔

طوال

اس کا نام   ہے۔ کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اس کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں
چلا۔ ابو العباس ثعلب کا قول ہے کہ طوال، لغت عربی میں ماہر، مسلمہ کتابوں کے
ادائے مطالب پر قادر اور ابن قادم بتشخیص علل میں حسن نظر و بصر کا حامل تھا۔

اخبار و احوالِ ابو عمرو شیبانی

ابو عمرو کا نام، اسحاق بن مرار (بکسر میم) شیبانی ہے۔ ابو عمرو بنو شیبان کے گھروں
میں ان کے بچوں کو تعلیم دیتا تھا اور ان کا مولیٰ تھا اور اسی نسبت ولاء کی وجہ سے

شیبانی کہلاتا تھا۔ ایک قول کے مطابق یہ بنا ئے ہمسائیگی یا ان کی اولاد کو تعلیم دینے کے باعث انہی کی طرف منسوب ہو گیا۔ یہ مسموعات کی بہت بڑی تعداد کا راوی تھا۔ لغت کے بارے میں وسیع معلومات کا حامل تھا۔ حدیث میں ثقہ تھا۔ کثیر السماع تھا۔ اشعار قبائل کے تمام دیوان اسی سے روایت کیے گئے اور اسی کے ذریعے سے لوگوں کے علم و مطالعہ میں آئے۔

اس کے بیٹوں اور پوتوں نے اس سے اس کی کتابیں روایت کیں۔ اس کا ایک بیٹا عمرو بن ابو عمرو ہے جو اس کا راوی اور شاگرد ہے اور لغت کی کئی کتابوں کا مصنف ہے جن میں کتاب الخیل، کتاب غریب المصنف، کتاب اللغات، کتاب النوادر اور کتاب غریب الحدیث شامل ہیں۔

کہتے ہیں امام احمد بن حنبل بالالتزام ابو عمرو شیبانی کی مجلس میں جاتے تھے اور اس سے انھوں نے بہت سی احادیث لکھیں۔

قاضی ابو الحسن ہاشمی کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس علی بن حسین قرشی نے حزنبل سے روایت کیا، وہ کہتا ہے کہ عمرو بن ابو عمرو نے بتایا کہ میرے والد نے اسّی سے زائد عرب قبائل کے اشعار جمع کیے۔ جب وہ ایک قبیلہ کے شعر جمع کر لیتا تو اس مجموعہ شعر کو متعلقہ لوگوں کے سپرد کر دیتا۔ اس نے قرآن کی بھی کتابت کی، جسے کوفہ کی مسجد میں رکھا۔ یہاں تک کہ اس طرح اس نے اسّی سے زائد قرآن کے نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے۔

ابو عمرو شیبانی نے ایک سو دس سال عمر پاکر ۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔ یعقوب بن سکیت کی روایت ہے کہ ابو عمرو شیبانی نے ایک سو اٹھارہ برس کی عمر پائی، اور وہ تادم مرگ اپنے ہاتھ سے لکھتا رہا۔ وہ مجھ سے اکثر عاریتاً کتابیں لیا کرتا، حالانکہ میں اس وقت کم عمر تھا، اس سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور اس کی کتابیں ضبط تحریر میں لاتا تھا۔

ابن کامل کہتا ہے، ابو عمرو ۲۱۳ھ میں اس روز فوت ہوا جس روز کہ ابو العتاہیہ اور ابراہیم موصلی فوت ہوئے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب غریب الحدیث :۔ یہ کتاب عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد امام احمد سے اور امام احمد نے ابو عمرو سے روایت کی۔
کتاب النوادر المعروف بحرف الجیم ۔ کتاب النخلۃ۔ کتاب النوادر الکبیر تین نسخے۔ کتاب خلق الانسان ۔ کتاب الحروف ۔ کتاب شرح کتاب الفصیح ۔

مفضل ضبی

ابوالعباس مفضل بن محمد بن یعلیٰ بن عامر بن سالم بن رمال ۔ یہ بنو ثعلبہ بن سعد بن ضبہ سے ہے ۔ ابن کوفی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کنیت ابوعبدالرحمان ہے ۔ منقول ہے کہ اس نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ خروج کیا اور منصور نے اس کو پکڑنے کے بعد معاف کر دیا اور مہدی سے وابستہ کر دیا ۔ اس نے منتخب اشعار جو مفضلیات کے نام سے موسوم ہیں ، مہدی کے لیے لکھے ۔ یہ اشعار کم و بیش ایک سو اٹھائیس قصائد پر مشتمل ہیں ۔ ان قصائد کی ترتیب میں مختلف روایات کی بنا پر تقدم و تاخر واقع ہے لیکن صحیح اسی طرح ہیں ، جس طرح کہ اس سے ابن اعرابی نے روایت کیے ہیں اور تابط شرا کے اشعار سے آغاز ہوتا ہے ۔

یا عید مالک من شوق و ایراق   و مر طیف علی الاہوال طراق

مفضل کی وفات سنہ . . . میں ہوئی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاختیارات ۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں ۔ کتاب الامثال ۔ کتاب العروض ۔ کتاب معانی الشعر ۔ کتاب الالفاظ ۔

ابن اعرابی کے واقعات و حالات

ابوعبداللہ محمد بن زیاد اعرابی ۔ میں نے ابوعبداللہ بن مقلہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ابوالعباس ثعلب کہتا ہے ، میں نے ابن اعرابی کی علمی نشستیں دیکھی ہیں ، ان میں سو کے لگ بھگ لوگ شریک ہوتے تھے ۔ لوگ اس سے مختلف سوالات

پوچھتے اور اس پر مختلف چیزوں کی قرأت کرتے ۔ وہ بغیر کتاب دیکھے ان سب کا جواب دیتا ۔ ابوالعباس ثعلب کا بیان ہے کہ میں دس سال سے زیادہ عرصہ اس کے ساتھ رہا میں نے کبھی اس کے ہاتھ میں کتاب نہیں دیکھی ۔ ۸۰ برس کی عمر سے متجاوز ہو کر اس نے سر من رائی میں انتقال کیا ۔ ابوالعباس مزید کہتا ہے اس نے اتنا کچھ املا کرایا کہ اس کو متعدد اونٹوں پر لادا جا سکتا ہے ۔ علم شعر میں کوئی شخص اس سے زیادہ پُرمایہ نہیں ۔ ابوالعباس کہتا ہے اس نے بہت لوگوں کو پایا ۔ چنانچہ اس نے قاسم بن معن پر قرأت کی اور محمد بن مفضل سے شرف سماع حاصل کیا ۔ وہ اپنے آپ کو مفضل کا ربیب کہتا تھا ، کیونکہ اس کی ماں مفضل کی بیوی تھی ۔

میں نے ابن کوفی کی وہ تحریر پڑھی ہے جس میں ثعلب کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ میں نے ۲۲۵ ھ میں خود ابن اعرابی سے یہ کہتے سنا کہ میری ولادت اس رات ہوئی تھی جس رات امام ابوحنیفہ فوت ہوتے تھے ۔

اس نے ۲۳۱ھ میں ۸۱ سال چار مہینے تین دن کی عمر پا کر انتقال کیا ۔

قاسم بن معن کی سرگزشت

کتاب کا یہ مقام اس بات کا متقاضی ہے کہ یہاں قاسم بن معن کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے ، کیونکہ ابوعبداللہ بن اعرابی نے اس سے اخذِ علم کیا ۔

یہ قاسم بن معن بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود ہے ۔ مہدی کی طرف سے عہدۂ قضا پر متمکن تھا ۔ وکیع کا قول ہے کہ قاسم تمام اصنافِ علم میں سب سے زیادہ شیفتگی اور تعلق رکھنے والا تھا ۔ اس میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک جوانمرد میں ہونا چاہئیں ۔ حدیث اور اصحابِ حدیث ۔ فتویٰ اور اصحابِ فتویٰ ، شعر اور شعرا ، اخبار اور اخباریین ، کلام اور متکلمین ، نسب اور ماہرینِ انساب سے اس کی اکثر بحثیں رہتیں ۔ امام ابوحنیفہ کا ہم جلیس تھا ۔ اس سے پوچھا گیا ۔

"کیا تم اس پر خوش ہو کہ تمہارا شمار غلامانِ ابوحنیفہ سے ہو ۔ ؟"

اس نے کہا: "لوگوں کے لیے ابوحنیفہ کی صحبت سے اور کسی کی صحبت زیادہ سودمند اور نفع بخش نہیں ہے۔"

ابن اعرابی نے ۲۳۱ھ (یعنی ۸۴۶ء) میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب النوادر۔ یہ کتاب اس سے ایک جماعت نے روایت کی، جن میں طوسی اور ثعلب وغیرہ شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے اس کی بارہ روایات اور ایک قول کے مطابق نو روایات ہیں۔ کتاب الانوار۔ کتاب صفۃ النخل۔ کتاب صفۃ الزرع۔ کتاب الخیل۔ کتاب مدح القبائل۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب تفسیر القبائل۔ کتاب النبات۔ کتاب الالفاظ۔ کتاب نسب الخیل۔ کتاب نوادر الزبیریین۔ کتاب نوادر بنی فقعس۔ کتاب الذباب بخط السکری۔ کتاب النبت والبقل۔

ابن اعرابی نے صمونی کلابی اور ابوالمجیب ربعی جیسے فصحائے اعراب کی ایک جماعت سے روایت کی۔

ثابت بن ابی ثابت

یہ ابومحمد ثابت بن ابوثابت ہے۔ ابوثابت کا نام سعید ہے۔ سکری کی تحریر کی رو سے ابوثابت کا نام محمد لغوی ہے۔ یہ فصحائے اعراب سے ملا اور ان سے حصول علم کیا۔ اس کا شمار کبار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ اس نے سنہ . . . میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:

کتاب خلق الانسان۔ کتاب الفرق۔ کتاب الزجر والدعا۔ کتاب خلق الفرس۔ کتاب الوحوش۔ کتاب مختصر العربیۃ۔

ابن سعدان

ابوجعفر محمد بن سعدان نابینا عوام کو تعلیم دیتا تھا۔ قرأت میں حمزہ کے اسلوب کو ملحوظ رکھتا تھا۔ بعد ازاں اپنا اندازِ قرأت اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل اور فرع

غتربود ہوگئے۔ ولادت کے اعتبار سے بغدادی اور مذہب کے لحاظ سے کوفی تھا۔ یوم عرفہ کے
دن ۲۴۱ھ کو فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب القرأۃ۔ کتاب مختصر النحو۔ حدود فراء کی طرح اس کا بھی ایک قطعہ سنا ہے
لیکن لوگوں نے اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔

ہشام ضریر

یہ ہشام بن معاویہ ہے۔ یہ بھی نابینا تھا۔ اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اصحاب
کسائی سے تھا۔ اس کا ایک قطعہ حدود بھی ہے۔ جس کا کچھ حصہ میں نے ابو جعفر طبری وغیرہ
کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ مگر اسے لائق التفات نہیں ٹھہرایا گیا۔ کتاب المختصر اور
کتاب القیاس اس کی تصانیف ہیں۔

خطّابی

اس کی کنیت ابو محمد اور نام عبداللہ بن محمد بن حرب خطاب ہے۔ کوفہ کے اہلِ نحو
سے تھا اور خطّابی کے نام سے معروف تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب النحو الکبیر۔ کتاب النحو الصغیر۔ کتاب المکتم فی النحو۔ کتاب عمود النحو وفصولہ۔

سرخسی

اس کا نام عبدالعزیز بن محمد اور کنیت ابوطالب ہے۔ میں نے ابن کوفی کی تحریر
میں پڑھا ہے کہ یہ ہشام ضریر کا ہمسایہ تھا اور مسجد ترجانیہ میں مسندِ تدریس آراستہ
کرتا تھا۔ کتاب فی النحو الکبیر(؟) کی تصنیف ہے جو نایاب ہے۔

ابن مردان کوفی

ابو موسیٰ عیسیٰ بن مردان۔ میں نے ابن کوفی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اس نے

ابوطالب سے حصولِ علم کیا اور اس سے روایت بھی کی۔ کتاب القیاس علی اصول النحو اس کی تصنیف ہے۔

کرمانی انصاری

اس کا نام ہشام بن ابراہیم کرمانی ہے۔ کرمینیا کا رہنے والا تھا۔ اس نے اصمعی اور دیگر اہلِ کوفہ سے تعلیم پائی۔ کنیت ابوعلی ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الحشرات، کتاب الوحش۔ کتاب خلق الخیل۔ کتاب النبات

اخبار و سرگذشت ابنِ کناسہ

ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ۔ اس کا سنِ ولادت ۱۲۳ ھ ہے۔ میں نے ابن کوفی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ یہ ابویحییٰ محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلیٰ اسدی ہے اہل کوفہ سے تھا۔ مگر بغداد منتقل ہوگیا اور وہیں اقامت اختیار کرلی۔ اکابر اہل کوفہ سے تعلیم پائی۔ رواۃ شعر اور فصحائے بنی اسد سے ملاقات کی جیسے ابوالموصول اور ابوصدقہ۔ یہ سب لوگ بنی اسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی سے اس نے اشعارِ کمیت سیکھے۔ ابن کناسہ، ابراہیم بن ادہم زاہد کا خواہرزادہ تھا۔ اس نے ۳۔ شوال ۲۰۷ ھ کو کوفہ میں وفات پائی۔ یہ شاعر تھا اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الانوار، کتاب معانی الشعر، کتاب سرقات الکمیت من القرآن وغیرہ۔

سعدان بن مبارک

ابوعثمان سعدان بن مبارک مکفوف، مہدی کی کنیز اور معلا بن ایوب بن طریف کی بیوی عاتکہ کا غلام تھا۔ مبارک طخارستان کے قیدیوں میں سے تھا۔ سعدان کا شمار علما اور رواتِ کوفہ میں ہوتا ہے۔ اس نے اہلِ بصرہ میں سے ابوعبیدہ سے روایت کی۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :۔

کتاب خلق الانسان ۔کتاب الوحوش ۔کتاب الامثال ۔کتاب النقائض ۔یہ کتاب اس نے ابوعبیدہ سے روایت کی ۔کتاب الارضین والمیاہ والجبال والبحار ۔اس کتاب کا ایک حصہ جو ابن کوفی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ، میں نے دیکھا ہے ۔

طوسی

ابوالحسن علی بن عبداللہ بن سنان تیمی ۔یہ قبائل اور بڑے بڑے شعرا کے اشعار کا راوی اور عالم تھا ۔بصری اور کوفی شعرا کو اس نے دیکھا ہے ۔اس کی زیادہ تر مجلس ابن اعرابی کے ساتھ جمتی اور اکثر اسی سے استفادہ کرتا ۔اس کا ایک لڑکا تھا جس کا نام . . . تھا ۔وہ علم وحفظ میں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا ۔طوسی ابن سکیت سے عداوت رکھتا تھا ۔اس لیے کہ ان دونوں نے نصران خراسانی سے پڑھا اور اس کی موت کے بعد اس کی کتابوں کے متعلق ان میں اختلاف پیدا ہوگیا ۔طوسی کی کوئی تصنیف نہیں ہے ۔

ابوعبید قاسم بن سلام

ابوعبید قاسم بن سلام اور ایک قول کے مطابق ابن سلام بن مسکین بن زید ! زید حمال تھا ۔ابوعبید مہندی سے خضاب کرتا تھا ۔سر اور داڑھی کے بال سرخ تھے ۔ باوقار اور بارعب شخص تھا ۔ہراثمہ کے لڑکوں کی تعلیم و تربیت پر متعین تھا ۔پھر ثابت بن نصر بن مالک کے عہد میں طرطوس کا قاضی مقرر ہوگیا ۔ہمیشہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے ساتھ رہا ۔اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کے ہاں چلا گیا ۔

صاحب علم ، متدین ، باحیا اور بہترین عمل و کردار کا حامل تھا ۔اس نے ابن اعرابی ابو زیاد کلابی ، اموی ، ابوعمرو شیبانی ، کسائی اور فراء سے روایت کی ۔اہل بصرہ میں سے اصمعی ، ابوعبیدہ اور ابو زید سے روایت کی ۔جب کوئی نئی کتاب لکھتا عبداللہ بن طاہر کی خدمت میں تحفۃً بھیجتا اور وہ اسے ایک خطیر رقم عطا کرتا ۔

ابو عبید تصنیف و تالیف کے سلسلے سے فارغ ہو کر حج بیت اللہ کے ارادہ سے بغداد آیا۔ وہاں سے مکہ گیا اور ۲۲۴ھ میں مکہ ہی میں وفات پائی۔

میں نے ابن سخوی کی یہ تحریر پڑھی ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ میں نے علی بن محمد بن صدقہ کرفی سے سنا۔ وہ حماد بن اسحاق بن ابراہیم سے بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابو عبید نے کہا: "کیا میری کتاب غریب المصنف تمہارے والد کے ملاحظہ میں لائی گئی" میں نے کہا۔ "جی ہاں، انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں دو سو کے قریب حروف میں تصحیف ہے"۔

ابو عبید نے کہا "اس قسم کی کتاب میں دو سو حروف کی غلطیاں کم ہیں"۔

ابو عبید کی کتابیں یہ ہیں:۔

کتاب غریب المصنف۔ کتاب غریب الحدیث۔ کتاب غریب القرآن۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب الشعراء۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب القراءات۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الاموال۔ کتاب النسب۔ کتاب الاحداث۔ کتاب الامثال السائرۃ۔ کتاب عدد آی القرآن۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب الایمان والنذور۔ کتاب الحیض۔ کتاب فضائل القرآن۔ کتاب الحجر والتفلیس۔ کتاب الطہارۃ۔

علاوہ ازیں فقہ میں بھی اس نے کتابیں تصنیف کیں۔

اصحاب ابو عبید: جن لوگوں نے اس سے روایت کی اور تعلیم پائی ان میں سے ایک علی بن عبد العزیز ہے جو ۲۸۷ھ میں فوت ہوا۔ ثابت بن عمرو بن حبیب تھے جو علی بن رابطہ کا غلام تھا۔ اس کی تمام کتابیں اس سے روایت کیں۔ مشتری۔ جس کا نام علی بن محمد بن وہب ہے — کا کہنا ہے کہ میں نے ابو عبید سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ:۔

"یہ کتاب مجھے دس ہزار دینار سے بھی زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔" اس کا اشارہ غریب المصنف کی طرف تھا۔ جیسا کہ اس نے بتایا کہ اس کے ابواب کی تعداد ایک ہزار ہے اور شعر کے شواہد ایک ہزار دو سو بیت پر مشتمل ہیں۔

نصران

کہتے ہیں یعقوب بن سکیت نے اس سے حصول علم کیا اور یہ اس کا استاد تھا ،
نصران کہتا ہے کمیت کے شعر میں نے ابو حفص عمر بن بکیر کو سناتے۔ نصران کی کتابیں؛
ابن سکیت کو حفظ تھیں اور طوسی کو ان کا باقاعدہ سماع حاصل تھا۔

برزخ عروضی کی سرگزشت

برزخ کو خاصا کچھ حفظ تھا، یہ راوی تھا مگر بہت دروغ گو تھا۔ اکثر یہ کرتا
کہ پہلے ایک شخص سے روایت بیان کرتا، پھر وہی دوسرے سے بھی کر دیتا۔ یونس
نحوی کا قول ہے کہ اگرچہ برزخ سب سے بڑا راوی نہیں تاہم سب سے بڑا دروغ گو
ضرور ہے۔ وہ فضل بن یحییٰ سے وابستہ تھا۔ میں نے علمائے کوفہ کے حالات میں جو
شافعی کے بھائی ابو طیب کے لکھے ہوئے ہیں، پڑھا ہے کہ برزخ اہل کوفہ سے
تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب العروض۔ کتاب بناء الکلام، میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے چمڑے پر
لکھی ہوئی تھی۔ کتاب معانی العروض علیٰ حروف المعجم۔ کتاب النقض علی الخلیل وتغلیط
فی کتاب العروض۔ کتاب الاوسط فی العروض۔ کتاب تفسیر الغریب۔

سکیت اور اس کا بیٹا یعقوب

ابن کوفی کی تحریر میں مذکور ہے کہ کسائی کے انتقال کے بعد، اصحاب فراء نے
اکٹھے ہو کر اس سے اپنے لیے مجلس علمی آراستہ کرنے کی درخواست کی اور کہا کہ آپ
ہم میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔ اس نے انکار کیا تو انھوں نے بہت ہی منت و
التجا کی چنانچہ وہ مان گیا۔ اب اس نے ضروری سمجھا کہ ان میں سے ہر ایک کے سلسلہ
نسب کے بارے میں آگاہی حاصل کرے تاکہ اس انداز سے نشستیں مرتب کی جائیں کہ

مجلس میں ہر شخص کو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق مناسب جگہ دی جاتے ۔ جن لوگوں سے اس نے حسب نسب دریافت کیا ، ان میں سکیت بھی شامل تھا ۔ اس نے سوال کیا ۔

" تمہارا نسب کیا ہے ؟ "

اس نے جواب دیا " خدا آپ کو نیکی دے ، میں خوزی ہوں اور دورق کے دیہات سے تعلق رکھتا ہوں جو بلاد اہواز میں واقع ہیں "

فراء نے یہ سنا تو چالیس دن اپنے مکان میں بند ہو کر بیٹھا رہا اور اس اثنا میں کسی ساتھی سے نہ ملا ۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگا ۔

" سبحان اللہ ، میں سکیت سے شرمندہ ہوں ۔ اس لیے کہ میں نے اس کے نسب کے بارے میں دریافت کیا اور اس نے سچ سچ بتایا ۔ اس کے نسب میں قبح ہے ۔ حالانکہ وہ ایک عالم ہے "

ابوالعباس ثعلب کا کہنا ہے کہ یعقوب بن سکیت متعدد اصناف علم پر عبور و تصرف رکھتا تھا ، اس کا باپ نیک آدمی تھا اور شاگردان کسائی سے تعلق رکھتا تھا ۔ عربیت کی اسے خوب جانچ پرکھ تھی ۔ یہ کہا کرتا تھا کہ " میں نحو اپنے باپ سے زیادہ جانتا ہوں اور میرے والد شعر اور لغت مجھ سے زیادہ جانتے ہیں "

یعقوب کی کنیت ابو یوسف ہے ۔ اس کا تعلق ان علمائے بغداد سے تھا جنہوں نے اہل کوفہ سے تحصیل علم کی ۔ یہ متوکل کے بیٹوں کا اتالیق تھا اور متوکل کے ساتھ اس کی مجلس آرائی کے کئی قصے ہیں ۔ کوفیوں کی نحو ، علم قرآن اور شعر کا عالم تھا ۔ فصحائے اعراب سے ملا اور ان سے اخذ علم کیا ۔ اس نے جو کچھ ان سے حاصل کیا اور سنا ، اپنی کتابوں میں بیان کر دیا ۔ شرم و حیا اور دینداری سے اس کو بہرۂ وافر ملا تھا ۔ کہتے ہیں متوکل نے اسے کچھ تکلیف پہنچائی ، جس سے ۲۴۶ھ میں اس کی موت واقع ہو گئی ۔ یعقوب کے ایک بیٹے کا نام یوسف تھا ۔ جو معتضد کا ندیم خاص تھا ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الالفاظ ۔ کتاب اصلاح المنطق ۔ کتاب الامثال ۔ کتاب القلب والابدال ۔

کتاب الوبرج۔ کتاب البحث۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الاجناس۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب العرق۔ کتاب السرج واللجام۔ کتاب فعل وافعل۔ کتاب الاضداد۔ کتاب النبات والشجر۔ کتاب الابل۔ کتاب النوادر۔ کتاب معانی الشعر الکبیر۔ کتاب معانی الشعر الصغیر۔ کتاب المثنی والمبنی والمکنی۔ کتاب سرقات الشعراء وما اتفقوا علیہ۔ کتاب الایام واللیالی۔ کتاب الحشرات۔

حَزَنْبَل

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عاصم تمیمی روایات کا عالم تھا۔ اس نے ابن سکیت سے کتاب السرقات روایت کی۔

ابو عصیدہ کے حالات و اخبار

احمد بن عبید بن ناصح، علمائے کوفہ سے تھا۔ اس نے قاسم انباری سے روایت کی۔ متوکل نے جب اپنے بیٹوں — منتصر اور معتز — کے لیے اتالیق مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے انتظام کے لیے اپنے کاتب ابنا غ کو مقرر کیا۔ اس نے طوال، احمر، ابن قادم اور احمد بن عبید وغیرہ ادبا کو بلا بھیجا اور انھیں اپنی مجلس میں حاضر ہونے کا حکم دیا چنانچہ دوسرے لوگوں کے علاوہ احمد بن عبید بھی آیا اور سب سے پیچھے آکر بیٹھ گیا۔ ایک شخص نے جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا، کہا:

"آپ اگلی صف میں تشریف لے جائیے۔"

اس نے کہا "آخر مجلس ہی میں بیٹھنا ٹھیک ہے۔"

جب سب آ گئے تو کاتب نے کہا "اگر آپ باہم مذاکرہ کریں تو ہم آپ کے مرتبہ علمی سے باخبر ہو سکیں گے، اور حسب منشا انتخاب کر سکیں گے۔"

اس پر انھوں نے ابن علفا کے اس شعر کو مدارِ بحث ٹھہرایا۔

ذرینی انما خطئی وصوبی   علی وانما انفقت مال[۱۲]

اور کہا۔ یہاں لفظ "مال" مرفوع ہے۔ حالانکہ یہ "الذی" کی جگہ واقع ہے۔

پھر سب نے چپ سادھ لی۔

احمد نے جو آخرِ مجلس میں بیٹھا تھا۔ اس سے مخاطب ہو کر،

اس کا اعراب تو یہی ہے ،اس صورت میں ،اس کے معنی کیا ہوں گے۔

یہ سن کر سب دم بخود رہ گئے اور اس سے پوچھا۔

"آپ کے نزدیک اس کے کیا معنی ہیں"؟

اس نے جواب میں کہا۔ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ مجھے کیوں ملامت کرتے ہو، میں نے اپنا مال ہی تو خرچ کیا ہے ،عزت و آبرو تو نہیں بیچی۔ مال کی بخشش و عنایت پر تو میں سزاوارِ ملامت قرار نہیں پا سکتا۔

یہ سن کر پہلی صفوں سے ایک خادم اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مجلس کی اگلی صفوں میں لے گیا اور عرض کیا ،

"آپ کا وہ مقام نہ تھا"

احمد نے کہا "یہ میرے نزدیک زیادہ لائقِ مسرت ہے کہ میں ایسی جگہ بیٹھوں جہاں سے مجھے اگلی صفوں میں پہنچایا جائے بہ نسبت اس کے کہ ایسی جگہ بیٹھوں ،جہاں سے کم تر مقام کی طرف دھکیل دیا جائے"

چنانچہ ابو عصیدہ اور اس کے ساتھ دوسرے شخص ابن قادم کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ ابو عصیدہ کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الزیادات من معانی الشعر لیعقوب و اصلاحہ ۔کتاب عیون الاخبار والاشعار۔

مفضل بن سلمہ کے حالات و اخبار

ابو طالب مفضل بن سلمہ بن عاصم ماہر لغت ،کوفی المذہب عالم اور خوش خط تھا۔ ابتدا میں فتح بن خاقان کے دستہ میں شامل تھا۔ ابن اعرابی اور دیگر علما سے بھی ملا۔

کتاب العین کے سلسلہ میں خلیل پر اس نے استدراک و انتقاد کیا۔ اس کی غلطیوں کی نشاندہی
کی اور اس موضوع پر خود ایک کتاب تصنیف کی۔ مفضل کی وفات سنہ ۔ ۔ ۔ میں
ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب البارع فی علم اللغۃ۔ اس سے ہمزہ، ہا، عین، حا، غین اور خا، ہی تک کے
الفاظ باہر آ سکے۔ کتاب الفاخر۔ کتاب اللہو والملاھی۔ کتاب جلاء الشبہ۔ کتاب اللطیف۔
کتاب ضیاء القلوب فی معانی القرآن۔ جو بیس سے زیادہ اجزا پر مشتمل ہے۔ کتاب معانی القرآن
مفسر۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب الفاخر فیما یلحن فیہ العامۃ۔ کتاب الزرع والنبات
والنخل وانواع الشجر۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب ما یحتاج الیہ الکاتب۔ کتاب المقصور
والممدود۔ کتاب الطیب۔ کتاب المدخل الی علم النحو۔ کتاب الانواء والبوارج۔ کتاب الخط
والقلم۔ کتاب جماہیر (عمائر) القبائل، ایک لطیف کتاب ہے۔ کتاب الرد علی الخلیل
واصلاح ما فی کتاب العین من الغلط والمحال والتصحیف۔

صعودا

اہل کوفہ سے ہے، محمد بن ہبیرہ اسدی نام اور ابو سعید کنیت ہے۔ علمائے نحو
لغت میں سے تھا۔ کوفی نقطۂ فکر کا پیرو اور عبداللہ بن معتز سے وابستہ تھا۔ اس کی تصنیفات
یہ ہیں:۔
رسالۃ الی ابی عبداللہ بن المعتز فیما انکرتہ العرب علی ابی عبید القاسم بن سلام ووافقتہ
فیہ۔ کتاب مختصر ما یستعملہ الکاتب۔ میں نے یہ حقانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اور ابن
معتز کی اصلاح شدہ دیکھی ہے۔ رسالۃ فی الخط وما یستعمل فی البری والقط۔

ثعلب کے اخبار و حالات

ابن کوفی کی تحریر کے مطابق یہ احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار ابو العباس ثعلب ہے۔
ابو عبداللہ بن مقلہ نے لکھا ہے کہ ابو العباس احمد بن یحییٰ کا کہنا ہے کہ ۲۰۴ھ

کی بات ہے، جب مامون خراسان سے آیا تو میں نے اسے دیکھا، وہ باب الحدید سے نکل کر قصر رصافہ کو جا رہا تھا اور عید گاہ تک لوگ دورویہ قطاروں میں کھڑے تھے۔ میرے والد نے مجھے ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ جب مامون گزرا تو انھوں نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اونچا اٹھایا اور کہا "یہ ہے مامون۔ ایہ ۴ ھ کا قصہ ہے۔ مجھے ان کے یہ الفاظ آج تک یاد ہیں۔ ان دنوں میری عمر چار برس کی تھی۔

ابوالعباس ثعلب کا بیان ہے کہ میں نے سولہ سال کی عمر میں عربیت، شعر اور لغت کو مرکز توجہ ٹھہرانے کا آغاز کیا اور پچیس برس کی عمر تک عربیت میں مہارت پیدا کر لی اور فراء کی کتابیں اس طرح یاد کر لیں کہ ان کا کوئی حرف کبھی میرے حافظہ کی گرفت سے باہر نہ رہ سکا۔

ابوالعباس کہتا ہے، مجھے یاد ہے، ایک دن اس کے ہاں احمد بن سعید آیا۔ اس وقت میں اور علما کی ایک جماعت جس میں سکری اور ابوالعالیہ بھی شامل ہیں موجود تھے وہ خاصی دیر ٹھہرا اور ہم سے شعر شماخ سے متعلق گفتگو شروع کر دی اور اس کے معانی پر بحث و سوالات کرنے لگے۔ میں بلا توقف جواب دیتا گیا اور ابن اعرابی سنتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اشعار کے کثیر حصہ پر ہم نے بحث و گفتگو کی۔ احمد بن سعید نے اس کی طرف دیکھا۔ اور میرے بارے میں تحسین کا اظہار کیا۔

ابوالعباس نے ۲۹۱ھ میں وفات پائی اور اپنے مکان کے جوار میں باب الشام[۴۴] کے قریب مدفون ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المصون فی النحو۔ یہ حدود کی صورت میں لکھی گئی۔ کتاب اختلاف النحو بین۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب الموفق۔ یہ علم نحو سے متعلق ایک مختصر کتاب ہے۔ کتاب القراءات۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب التصغیر۔ کتاب ما ینصرف وما لا ینصرف۔ کتاب ما یجزی وما لا یجزی۔ کتاب الشواذ۔ کتاب الامثال۔ کتاب الایمان والدواہی کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب استخراج الالفاظ من الاخبار۔ کتاب الہجاء کتاب الاوسط۔

میں نے یہ کتاب دیکھی ہے۔ کتاب غریب القرآن۔ یہ ایک لطیف تصنیف ہے۔ کتاب المسائل۔ کتاب حد النحو۔ کتاب تفسیر کلام ابنۃ الخسی۔ کتاب الفصیح۔

ابوالعباس نے اپنی علمی نشستوں میں بہت سی چیزیں اپنے تلامذہ و رفقا کو لکھائیں، جو نحو، لغت، واقعات و سرگزشت، معانی قرآن اور شعر پر مشتمل تھیں۔ ان کو علما کی ایک جماعت نے سنا اور اس پر اظہار رائے کیا۔ ان علما میں ابوبکر بن انباری، ابوعبداللہ یزیدی، ابوعمر زاہد، ابن درستویہ اور ابن مقسم شامل ہیں۔

ابوالعباس نے ایک ایسا مجموعہ بھی تصنیف کیا جس میں بڑے بڑے شعرا مثلاً اعشیٰ، دونوں نابغہ، طفیل، طرماح اور اپنے دیگر اصحاب و رفقا کے کچھ اشعار درج کیے۔

ابو محمد عبداللہ

بن محمد شامی۔ مذہب اہل کوفہ کا پیرو تھا۔ کتاب مسائل مجموعہ اس کی تصنیف ہے۔

ابن حائک

اس کا نام ہارون تھا۔ یہودی اور حیرہ کا باشندہ تھا اور ابوالعباس کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا اور اس کے ہاں اس کو تقدم حاصل تھا۔ کوفی نقطہ نظر کے مطابق نحو سے علم و آگاہی رکھتا تھا۔ مبرد سے اس کا مناظرہ و مباحثہ رہتا۔ کہتے ہیں، ایک روز اس سے مناظرہ کیا تو مبرد نے کہا۔

"میں تم میں فہم و دانش کے آثار پاتا ہوں۔ تمھیں مکابرہ سے کام نہیں لینا چاہیے۔"

ابن حائک نے کہا "ابوالعباس! اللہ تمھارا حامی و ناصر ہو یہ مکابرہ تو ہماری روٹی اور معاش کا ذریعہ ہے۔"

ابوالعباس نے جواب دیا۔ "اگر یہی تمھاری روٹی اور معاش کا ذریعہ ہے تو اس کا مظاہرہ اس شخص کے سامنے کرو جو مکابرہ کرتا ہے۔"

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب العلل فی النحو۔ کتاب الغریب۔ یہ اس نے ہشامی کے لیے لکھی۔ مختلف فیہ بات ہے بعض کہتے ہیں، یہ کتاب ہشامی نے بروایت ثعلب تالیف کی اور بعض کا کہنا ہے کہ ہشامی اسے ثعلب کے ایک قریبی شخص کی روایت سے معرض تالیف میں لایا اور یہ قریبی شخص، میرے خیال میں احمد بن ابراہیم ہے جس نے اسے ہشامی کے لیے ترتیب دیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہشامی، مبرد کا مصاحب تھا۔ یہ کتاب اس نے بروایت مبرد تصنیف کی۔

ابو محمد قاسم انباری اور اس کا بیٹا ابو بکر

ابو محمد قاسم بن محمد بن بشّار انباری۔ اہل انبار سے تھا۔ سلمہ اور اس کے ہم پایہ لوگوں سے اس کی ملاقات ثابت ہے، جن کا شمار اصحابِ فراء میں ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بہت سے اہل لغت سے بھی ملا۔ یہ اخباری تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب خلق الانسان۔ کتاب خلق الفرس۔ کتاب الامثال۔ کتاب المقصور و الممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب غریب الحدیث۔

اس کا بیٹا ابو بکر محمد بن قاسم

اس نے اپنے باپ سے اور ابو جعفر احمد بن عبید سے تحصیل علم کی اور نحو ابو العباس ثعلب سے سیکھی۔ یہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر اور عالم تھا۔ انتہائی ذکاوت و فطانت، بدرجہ غایت جودتِ طبع اور سرعتِ حفظ سے بہرہ مند تھا۔ ان اوصاف کے ساتھ ساتھ متقی اور پارسا تھا اور نیک لوگوں میں گردانا جاتا تھا۔ اس سے کسی نوع کے ارتکاب حرام یا لغزش کا پتہ نہیں چلا۔ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی میں ضرب المثل تھا۔ زیادہ تر نوٹ بک اور کتاب دیکھے بغیر املا کراتا۔ زیادہ عمر کو پہنچ کر فوت نہیں ہوا۔ پچاس برس سے کم ہی عمر پائی۔ ذی الحجہ ۳۲۸ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے ہی

گھر میں سپردِ خاک کیا گیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المشکل فی معانی القرآن۔ ناتمام۔ کتاب الاضداد فی النحو۔ کتاب الزاہر۔ کتاب ادب الکاتب۔ نامکمل۔ کتاب الکافی فی النحو۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الواضح فی النحو۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الموضح فی النحو۔ کتاب اللغات۔ کتاب بعض مسائل ابن شموذ کتاب غریب الحدیث۔ نامکمل۔ کتاب المجالس۔ کتاب الامالات۔ کتاب غریب الحدیث، کتاب المفضلیات۔ کتاب الیضاح الوقف والابتداء۔ کتاب ہاءات فی کتاب اللہ عزوجل۔ کتاب السبع الطوال۔ اس کی اپنی تالیف۔ کتاب شعر الراعی۔ اس کی اپنی تالیف کتاب الرد علی من خالف مصحف عثمان۔

ابوبکر نے جلیل القدر اور فحول شعرائے عرب۔ مثلاً زہیر، نابغہ جعدی اور اعشی وغیرہ کے متعدد دیوان مرتب کیے۔

لغت، نحو اور اخبار و واقعات کے بارے میں اس کی متعدد نشستیں (کتابوں میں مذکور) ہیں، جن سے اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت نے استفادہ کیا جس میں ابوسعید دبیلی وغیرہ شامل ہیں۔

ابو عمر زاہد

ابوعمر محمد بن عبد الواحد بن ابو ہاشم مطرز المعروف بہ زاہد — یہ ابوالعباس ثعلب کا مصاحب تھا۔ میں نے علماء کے ایک گروہ کو اس کی باتوں کو ضعیف قرار دیتے اور اسے یزید کی طرف منسوب کرتے سنا ہے۔ یہ پکا ناجی تھا اور علی علیہ السلام کے بارے میں مخالفانہ رائے رکھتا تھا۔ کوچہ ابوالعنبر میں مقیم تھا۔ ۳۴۵ھ میں فوت ہوا۔ مدبرس کے پیٹے میں تھا کہ اللہ نے اس کے عمل کے مطابق اس سے معاملہ کیا۔ کتاب الیاقوت فی اللغۃ اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب اور اس کی کیفیت صحت بھی ایک خاص پس منظر رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے ابوالفتح عبد اللہ بن احمد نحوی کی تحریر پڑھی ہے، جو ایک راست گو، دقیقہ سنج اور محقق تھا۔

ابو العباس ثعلب کے مصاحب، ابو عمر محمد بن عبد الواحد نے جمعرات ۲۹ محرم ۳۲۶ھ کو مدینۃ ابو جعفر کی جامع مسجد میں بغیر کسی کتاب اور نوٹ بک کی مدد کے ارتجالاً اس کتاب یعنی کتاب الیاقوت کے املا کا آغاز کیا اور تا اختتام مجلس مجلس اس کو جاری رکھا۔ میں نے ہر ہر نشست میں، جو کچھ اس نے لکھوایا، اسے قلمبند کیا۔ بعد ازاں اس کو کچھ اضافہ کا خیال ہوا۔ چنانچہ اس نے دوسری نشستوں میں اور یواقیت بڑھا دیے اس اضافہ کو خصوصیت سے ابو محمد صفار نے نقل کیا کیونکہ وہ اس کا مصاحب تھا اور اس کو بار بار اس کے سامنے اسے پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ میں نے یہ اضافہ اسی سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لوگ ابو اسحاق طبری کی قرأت پر جمع ہو گئے اور اس قرأت کا نام "تذکرہ" رکھا۔ جسے لوگوں نے باقاعدہ سنا۔ پھر اس پر مزید اضافہ ہوا، ان تمام اضافوں کو میں نے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

منگل کے روز، ۲ ذیقعدہ ۳۲۹ھ کو میں نے اس پر اس کتاب کی قرأت کا آغاز کیا اور ربیع الثانی ۳۳۱ھ کو فارغ ہوا۔ میں نے قرأت کے وقت تمام نسخوں مثلاً نسخۂ ابو اسحاق طبری۔ نسخۂ ابو محمد صفار۔ نسخۂ ابو محمد بن سعد قُطرُبلی اور نسخۂ ابو محمد تجازی، کو سامنے رکھا اور جب میں نے اس پر اس کی قرأت کی تو اس نے اس اثنا میں کچھ یواقیت کا اور اضافہ کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد اس نے دیگر اوقات میں ارتجالاً کتاب میں کچھ اور چیزوں کا بھی اضافہ کیا۔ اس اضافہ میں ابو محمد وہب کو خصوصیت حاصل ہے، کیونکہ وہ اس سے وابستہ رہا۔ علاوہ ازیں اس نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ یہ کتاب اس پر ابو اسحاق طبری پیش کرے گا اور یہ آخری عرضہ ہو گا اور اس پر کتاب کو استواری حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہ ہو گا۔ اس نے اس قرأت کو "معرفۃ البحرانیہ" کے نام سے موسوم کیا۔ منگل کے روز ۱۴ جمادی الاولیٰ ۳۳۱ھ کو لوگ اس کے مکان واقع محلہ ابو عنبر میں جمع ہوئے اور اس نے ان کو میرا نسخہ املا کرایا۔

ابو عمر محمد بن عبدالواحد کا کہنا ہے کہ یہ عرضہ جس میں ابو اسحاق طبری منفرد ہے، آخری عرضہ ہے، جو میں نے سنا۔ اگر کوئی اس نسخہ میں ایک حرف کا بھی اضافہ کرے گا، وہ میرا قول نہیں ہوگا، اور ایسا شخص مجھ پر دروغ گو متصور ہوگا۔ یہ نسخہ وہ ہے جو ساعت بساعت ابو اسحاق کی روایت سے لوگوں میں متداول ہوا اور میں نے اس کا ایک ایک حرف خود سنا۔ ابوالفتح کا کہنا ہے کہ اس عرضۂ آخر کا آغاز منگل کے روز ۱۳ جمادی الاولیٰ ۳۳۱ھ کو ہوا۔

ابو عمر کی دیگر کتابیں یہ ہیں :۔

کتاب شرح کتاب الفصیح۔ کتاب المرجان۔ کتاب علی الکلمات۔ یہ کتاب اس نے حصری کے لیے تصنیف کی اور اسی کی طرف منسوب کر دی اور اسے کتاب الحصری کے نام سے مشہور کیا۔ کتاب الموشح۔ کتاب الساعات۔ کتاب العشرات۔ کتاب الشوریٰ۔ کتاب السریع۔ کتاب تفسیر اسماء الشعراء۔ کتاب القبائل۔ کتاب المکنون والمکتوم۔ کتاب التفاحۃ۔ کتاب فائت المستحسن۔ کتاب المداخل۔ کتاب حلی المداخل کتاب النوادر کتاب فائت الجمہرۃ والرد علی ابن درید۔ کتاب ما انکرہ الاعراب علیٰ ابی عبید فیما رواہ وصنفہ۔ کتاب یوم ولیلۃ۔

وہ شعر و شاعری سے ناآشنا ہونے کے باوجود شاعر ہونے کا مدعی تھا۔ اس کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں :۔

اذا ما الرافض الشاقی تمنت   معاینۃ تختم فی یمینہ[۱]

فاما ان اتاک لسمت وحید   فان الرفض بادی فی جبینہ[۲]

اس کی جہالت کے ثبوت میں یہی شعر کافی ہیں۔

حواشی

[۱] نیل دریا نے مصر کا نام بھی نیل ہے۔ سر زمین کوفہ میں ایک چھوٹا سا قصبہ بھی نیل

کے نام سے موسوم ہے۔ بغداد اور واسط کے درمیان ایک شہر کو بھی نیل کہا جاتا ہے (معجم البلدان)

۲ے میں نے تم کو نصیحت کی مگر نصیحت جب اس شخص کی خواہشات کے مطابق نہ ہو، جسے نصیحت کرنا مقصود ہو تو اسے قبول کرنا گراں گذرتا ہے۔

۳ے تم نے اس چیز کی مخالفت کی جس میں تمھاری بھلائی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمھاری توقع کے خلاف تمھیں ہلاکت نے آگھیرا۔

۴ے تمھاری آرزو کے برعکس ایک ایسا اختلاف رونما ہوگیا جو اپنی آغوش میں ابتلا و آزمائش کے وسیع سلسلے لیے ہوئے ہے۔

۵ے میں تمھیں ایک ایسا آدمی سمجھتا ہوں جو دریا کے پاس پانی کا تحفہ لے کر جائے یا ریگزار یبرین میں تجارت کے لیے ریت لے جائے۔
یبرین ایک وسیع و عریض ریگزار ہے جو حجر یمامہ کے شمال مشرق میں تاحدِ نگاہ پھیلا ہوا ہے۔ (معجم البلدان)

۶ے اے صاحبِ گلستان! تقدیر نے تمھیں گلستان میں لا بسایا ہے۔ تیرے باپ کی قسم گلستان تیرے بسیرے کی جگہ نہیں۔

۷ے یہ تو تمھارے اس گھر کی طرح ہے جو ذی نفر میں ہے اور ذی نفر زائرین سے بہت دور ہے۔

۸ے اے وہ امیر جو ایک جریب زمین پر حکومت کرتا ہے اور تو دربان رکھتا ہے۔

۹ے اس کی حالت یہ ہے کہ خرابے میں بیٹھا ہے اور اس کی باقاعدہ دربانی کی جاتی ہے حالانکہ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ خرابے میں بھی دربان ہوں۔

۱۰ے اب تیری آنکھیں مجھے تیرے دروازے پر نہیں دیکھیں گی کیونکہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ حاجبوں اور دربانوں کو ہٹا سکوں۔

۱۱ے ولاء۔ ایک ولاءِ عتق ہے اور ایک ولاء عہد۔ ولاءِ عتق یہ ہے کہ اپنے کسی غلام کو اس شرط پر آزاد کیا جائے کہ اس کے مرنے کے بعد میراث کا حق مالک کو ہوگا۔ ولاء عہد یہ ہے کہ کسی شخص کو کوئی قبیلہ یا خاندان اپنے ہاں اس شرط پر

پناہ دے اور رکھے کہ اس کی میراث کا مستحق وہی قبیلہ یا خاندان ہوگا۔ (البستان)

۱۲ے تَأبَّطَ شَرًّا: اس کا نام ثابت اور کنیت ابو زہیر ہے۔ بنو فہر سے تعلق رکھتا تھا۔ تَأبَّطَ شَرًّا اس کا لقب ہے جس کا معنی ہے۔ اس نے بغل میں شر دبایا۔ اس کا یہ لقب اس لیے پڑا کہ ایک روز یہ بغل میں چھری دبا کر نکلا۔ اس کی لونڈی سے اس کے بارے میں کسی نے پوچھا تو لونڈی نے جواب دیا۔ "لا ادری تأبط شرا وخرج" (یعنی مجھے معلوم نہیں اس نے بغل میں شر دبایا اور باہر نکل گیا) یہ عرب کا بہادر شاعر تھا۔ اس کے کئی قصے کتابوں میں منقول ہیں۔ (تاریخ الاسلام جزو اوّل صفحہ ۱۹۷۔ حاشیہ ۱ از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن۔ مطبوعہ مصر۔ طبع رابع ۱۹۵۷ء۔)

۱۳ے اصل شعر میں لفظ عید اور ایراق ہے۔ (ملاحظہ ہو مفضلیات) لیکن کتاب میں عبد اور ابراق لکھا ہے، جو صحیح نہیں۔

ترجمہ یہ ہے:۔ اے حزن و شوق کے بار بار کھٹکنے والے جذبے! تو کس قدر بڑا ہے اور تجھ میں بیدار رکھنے کی کس قدر صلاحیت ہے۔ تیرا طیف خیال سفر کی ہولناکیوں کے باوجود راتوں کو اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔

۱۴ے یعنی مفضلیات۔

۱۵ے سُرَّ مَنْ رَأیٰ۔ اسے سامرا (بالف ممدود) سامرا (بالف مقصور) اور سُرَّ مَنْ رَأیٰ تینوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ بغداد کے بالائی جانب دریائے دجلہ کے کنارے ایک عظیم الشان شہر تھا۔ اسی شہر میں امام علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر عسکری اور ان کے بیٹے حسن بن علی عسکری کی قبریں ہیں۔ شیعہ امامیہ کے عقیدہ کے مطابق یہی وہ شہر ہے جس کے ایک تہہ خانہ یا غار میں ان کا امام منتظر غائب ہوگیا ہے اور وہ اس سے ظہور پذیر ہوگا۔ عباسی خلفا، واثق باللہ، متوکل علی اللہ۔ اس کے بیٹے منتصر اور معتز، مہتدی اور معتمد بن متوکل کی قبریں بھی اسی شہر میں ہیں۔
(معجم البلدان)

۱۶ے یعنی ۲۳۱ھ

۱۷ کرنبا (بفتح کاف وسکون راوفتح نون) اہوازکے مضافات میں ایک جگہ ہے جہاں واقعہ دولاب کے بعد خوارج اور اہل بصرہ کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ (معجم البلدان)

ان دونوں فریقوں کے درمیان اس سے قبل اہواز ہی کے قریب دولاب کے مقام پر بھی ایک جنگ ہوئی تھی۔ (ایضاً بضمن دولاب)

۱۸ طخارستان: خراسان کے نواح میں بہت بڑے علاقہ کو گھیرے ہوئے ہے اور متعدد شہروں پر مشتمل ہے۔ (ایضاً)

۱۹ طرطوس۔ اس زمانہ میں شام کے علاقہ میں ایک شہر تھا۔ (ایضاً)

۲۰ دورق۔ خوزستان کے علاقہ میں ایک شہر۔ (ایضاً)

۲۱ اہواز۔ اہل فارس کے ایام حکومت میں اسے خوزستان کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ عہد اسلام میں عربوں نے اسے اہواز کا نام دیا۔ خوزستان میں متعدد خوز تھے۔ مثلاً خوزِ بنی اسد اور خوزِ فلاں وخوزِ فلاں۔۔۔ ہواز بھی خوزستان میں واقع ہے۔ (ایضاً)

۲۲ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میرے خطا وصواب کا معاملہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے اپنا مال ہی تو خرچ کیا ہے۔

۲۳ ۲۰۴ھ مراد ہے۔

۲۴ باب الشام۔ بغداد کے مغربی جانب واقع ہے۔ (ایضاً)

۲۵ ایک نسخہ میں کتاب تفسیر ابنہ الحسن ہے۔

۲۶ دو نابغہ سے مراد، ذبیانی اور جعدی ہیں۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت کے نابغہ تھے۔ انھوں نے اپنے آپ پر شراب نوشی کو حرام قرار دے رکھا تھا۔ (کتاب المحبر صفحہ ۲۳۰)

۲۷ ایک نسخہ میں ابن حانک ہے۔

۲۸ حیرہ۔ اس کا ذکر ہو چکا۔

۲۹؎ انبارہ اس کا ذکر ہو چکا
۳۰؎ اخباری:۔ ،، ،، ،، ،،
۳۱؎ مدینۃ ابوجعفر۔ ،، ،، ،، ،،
۳۲؎ ایک نسخہ میں عرضۃ المحرانیہ ہے۔
۳۳؎ اگر رافضی کے عیوب مکمل ہو جائیں تو وہ اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہن لیتا ہے۔
۳۴؎ اگر تیرا اس سے سامنا ہو جائے تو، تو دیکھے گا کہ رفض اس کے چہرے سے آشکارا ہے۔

مقالہ دوم

تیسرا فن

•

علما کے اخبار و احوال اور اُن کی تصنیفات

علماے نحو و لغت کے اس گروہ کے نام اور واقعات و اخبار جنھوں نے دونوں شیوہ ہائے فکر کو باہم ملا دیا

ابن قتیبہ

ابو محمد عبداللہ بن مسلم قتیبہ۔ یہ کوفی تھا اور کوفہ ہی اس کا مقام ولادت ہے۔ "دینور" کا قاضی تھا، اس لیے "دینوری" کہلایا۔ ابن قتیبہ اگرچہ بصریوں سے متعلق بڑا غلو رکھتا ہے، تاہم اس نے دونوں مکتبہائے فکر کو باہم ملا دیا۔ اس نے اپنی کتابوں میں کوفیوں سے بھی مسائل نقل کیے۔ روایت کے معاملہ میں صادق تھا، اور لغت، نحو، غریب قرآن، معانی قرآن، شعر اور فقہ کا عالم تھا۔ اس نے کثرت سے تصنیف و تالیف کیں۔ جبل کے نواح میں اس کی تصانیف رغبت و شوق کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اس کی ولادت، ماہ رجب کے آغاز میں اور وفات ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب معانی الشعر۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو بارہ کتابوں پر محتوی ہے۔
کتاب الفرس — چھیالیس ابواب، کتاب الابل سولہ ابواب۔ کتاب الحرب

دس ابواب ۔ کتاب العروض بیس ابواب ۔ کتاب الدیار دس ابواب ۔ کتاب الریاح ۔ اکتیس ابواب ۔ کتاب السباع والوحش ۔ سترہ ابواب ۔ کتاب الہوام ۔ چودہ ابواب کتاب الایمان والدواہی ۔ سات ابواب ۔ کتاب النساء والغزل ۔ ایک باب ۔ کتاب النسب واللبن ۔ آٹھ باب ۔ کتاب تصحیف العلماء ۔ ایک باب ۔

کتاب عیون الشعر ۔ یہ کتاب درج ذیل دس کتابوں پر مشتمل ہے ۔

کتاب المراتب ۔ کتاب المناقب ۔ کتاب المعانی ۔ کتاب القلائد ۔ کتاب المحاسن ۔ کتاب المدائح ۔ کتاب المشاہد ۔ کتاب الجواہر ۔ کتاب المراکب ۔ کتاب الشواہد ۔

کتاب عیون الاخبار ۔ یہ کتاب مندرجہ تحت دس کتابوں کو اپنے دامن صفحات میں لیے ہوئے ہے ۔

کتاب السلطان ۔ کتاب الحرب ۔ کتاب السودد ۔ کتاب الطبائع ۔ کتاب العلم ۔ کتاب الزہد ۔ کتاب الاخوان ۔ کتاب الحوائج ۔ کتاب الطعام ۔ کتاب النساء ۔

کتاب التفقیہ :۔ میں نے اس کتاب کے تین جزء دیکھے ہیں جو خط برکہ کے تقریباً چھ سو اوراق میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ پوری کتاب کے تقریباً دو جزء تھے میں نے باشندگان جبل کے ایک گروہ سے اس کتاب کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا یہ کتاب موجود ہے اور بندنیجی کی کتابوں سے زیادہ ضخیم اور بہتر ہے ۔ علاوہ ازیں اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الحکایۃ والمحکی ۔ کتاب ادب الکاتب ۔ کتاب الشعر والشعراء ۔ کتاب الخیل ۔ کتاب جامع النحو ۔ کتاب مختلف الحدیث ۔ کتاب اعراب القرآن ۔ کتاب دیوان الکتاب کتاب فرائد الدر ۔ کتاب خلق الانسان ۔ کتاب القراءات ۔ کتاب المراتب والمناقب من عیون الشعر ۔ کتاب التسویۃ بین العرب والعجم ۔ کتاب الانواء ۔ کتاب المشکل ۔ کتاب دلائل النبوۃ ۔ کتاب اختلاف تاویل الحدیث ۔ کتاب المعارف ۔ کتاب جامع الفقہ ۔ کتاب اصلاح غلط ابی عبید فی غریب الحدیث ۔ کتاب المسائل والجوابات ۔ کتاب العلم جو تقریباً پچاس اوراق پر مشتمل ہے ۔ کتاب المیسر والقداح ۔ کتاب حکم الامثال ۔

کتاب الاشربۃ۔ کتاب جامع النحو الصغیر۔ کتاب الرد علی المشبہۃ۔ کتاب آداب العشرۃ۔ کتاب غریب الحدیث۔

ابو حنیفہ دینوری

یہ احمد بن داؤد ہے۔ باشندگانِ دینور سے تھا۔ اس نے بصریوں اور کوفیوں سے تحصیل علم کی۔ زیادہ تر سکیت اور اس کے بیٹے کے حلقہ تلمذ میں رہا۔ نقلوں علوم مثلاً نحو، لغت، ہندسہ، حساب اور علوم ہند کا ماہر تھا۔ بیانِ روایت میں ثقہ اور قابل اعتماد تھا۔ راست گوئی میں معروف تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب النبات۔ اس کی تصنیفات میں علما کے نزدیک اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کتاب الفصاحۃ۔ کتاب الانواء۔ کتاب القبلۃ والزوال۔ کتاب حساب الدور۔ کتاب الرد علی رصد الاصفہانی۔ کتاب البحث فی حساب الھند۔ کتاب البلدان۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الجمع والتفریق۔ کتاب الجبر والمقابلۃ۔ کتاب الاخبار الطوال۔ کتاب الوصایا۔ کتاب نوادر الجبر۔ کتاب الشعر والشعراء۔ کتاب ما یلحن فیہ العامۃ۔

ابو الہیثم رازی

سوا اس کے کہ اس سے سکری نے روایت کیا ہے، اس کے بارے میں مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک تصنیف کتاب الانوار ہے۔ جو میں نے سکری کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی۔ تقریباً بیس ورق پر مشتمل ہے۔ ایک اور تصنیف کتاب مجرد اللغۃ ہے۔

سکری

ابو سعید حسن بن حسین بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن علاء سکری — یہ نسب نامہ

میں نے ابوالحسن کوفی کی تحریر سے نقل کیا ہے۔ یہ لغت، انساب، اخبار و واقعات اور ایام عرب سے خوب واقف تھا۔ صحت خط کی وجہ سے لوگوں میں محبوب تھا۔ اس نے سنہ . . میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب الوحوش:- اس کو اس نے بہترین انداز و اسلوب سے ترتیب دیا ہے۔ کتاب النبات:- میں نے اس کا کچھ حصہ خود اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ سکری نے فحول اور جمیل القدر شعرا کی جماعت کے اشعار اور اشعار قبائل عرب کے کچھ قطعات جمع کئے۔ جن میں امرؤالقیس دونابغہ، قیس بن خطیم اور تمیم بن ابو مقبل شامل ہیں۔ نیز چوروں کے اشعار اور ہذیل، ہدبہ بن خشرم، اعشی، مزاحم عقیلی، اخطل اور زہیر وغیرہ کے اشعار بھی جمع کیے۔ اس نے ابو نواس کے شعر بھی جمع کیے اور ان کے معانی اور غرض و غایت کو بھی موضوع گفتگو ٹھہرایا۔ یہ کتاب تقریباً ہزار ورق کے پھیلاؤ میں ہے اور میں نے حلوانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ حلوانی ابوسعید سے قرب و تعلق رکھتا تھا۔

کتاب الابیات السائرۃ۔ کتاب المناہل والقریٰ۔ میں نے یہ کتاب خود سکری کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

حامض

ابو موسیٰ سلیمان بن محمد الحامض بن احمد الحامض۔ اصحاب ثعلب اور اس کے وابستگان ہی سے تھا۔ اس نے بصریوں سے بھی اخذ علم کیا۔ صحت خط اور ضبط علم میں بہترین عمل و اوصاف کا حامل تھا اور وراق تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب خلق الانسان۔ کتاب النبات۔ کتاب الوحوش۔ یہ کتاب میں نے اس کے بھائی زکریا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ کتاب مختصر نحو۔

احول

ابوالعباس محمد بن حسن بن دینار احول۔ اس کا شمار علمائے لغت و شعر میں ہوتا

ہے۔ یہ ناسخ اور کاتب تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الروابی۔ کتاب السلاح۔ کتاب ما اتفق لفظہ واختلف معناہ۔ کتاب فعل وافعل۔ کتاب الاشباہ۔ اس نے ذوالرمہ اور دیگر شعرا کے شعر بھی جمع اور مدون کیے۔

ابن کوفی

ابوالحسن علی بن محمد بن زبیر بن اسدی کوفی صحیح الخط، عالم اور راوی تھا۔ کتابیں جمع کرتا تھا۔ بیانِ روایت وحکایت میں صادق اور دقیقہ سنج تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔
کتاب فی معانی الشعر واختلاف العلماء اس کا کچھ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔
کتاب القلائد والفرائد فی اللغۃ والشعر۔

ابنِ سعدان

ابراہیم بن محمد بن سعدان بن مبارک۔ کتابیں جمع کرتا تھا۔ صحیح الخط اور صادق الروایت تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الخیل:۔ میں نے یہ کتاب دیکھی ہے اور اسے بہت عمدہ پایا ہے۔
کتاب حروف القرآن:۔
اس کا لڑکا محمد بن سعدان، کتاب القرائات کبیر اور کتاب المختصر فی النحو کا مصنف ہے۔

معیدی[۱۲]

اس کا نام احمد بن سلیمان اور کنیت ابوالحسین ہے۔ اس کا سلسلہ روایت علی بن ثابت عن ابی عبید ہے۔ اس کا خط پسندیدہ تھا اور مشہور وثقہ علماء میں سے تھا۔

کرمانی

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن موسیٰ کرمانی۔ اسے علم نحو و لغت سے بہرۂ وافر ملا تھا۔ اس کا خط عمدہ تھا اور نقل میں صحت و درستی کا خیال رکھتا تھا۔ لوگ اس کے حسنِ خط کے گرویدہ تھے۔ اجرت پر وراقی کرتا تھا۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب ما اغفلہ الخلیل فی کتاب العین وما ذکر انہ مہمل وہو مستعمل وما ہو مستعمل وقد اہمل۔ کتاب الجامع فی اللغۃ۔ کتاب النحو۔ نامکمل۔ کتاب الموجز فی النحو۔

فزاری

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن حبیب بن سلیمان بن سمرہ بن جندب فزاری۔ عالم اور صحیح الخط تھا۔

ابوالقاسم

عبدالرحمٰن بن اسحاق زجاجی۔ اس کا شمار اہل نحو میں ہوتا ہے۔ کتاب القوافی اس کی تصنیف ہے۔

ابن ودّاع

اس کا نام عبداللہ بن محمد بن ودّاع بن زیاد بن ہانی ازدی اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ عالم اور صحیح الخط تھا۔ لوگ اس کے خط کے گرویدہ تھے اور یہ کم اُجرت پر کتابت کرتا تھا۔

نمری

ابوعبداللہ۔ کتاب الملمع فی الالوان۔ کتاب معانی الحماسۃ اور کتاب المحلی۔ اس

کی مصنفات ہیں۔

رمزی کبیر[۱]

اس کا نام . . . ہے . . .

رمزی صغیر

اس کا نام . . احمد بن ابراہیم لغوی ہے۔ یہ ابو العباس ثعلب کا استاد ہے۔ کنیت ابو الحسن ہے۔ اس کا خط بڑا اچھا تھا۔ اس نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔

ابن فارس

کتاب الحماسہ اس کی تصنیف ہے۔

حلوانی

ابو سہل۔ اس کا نام احمد بن محمد بن عاصم حلوانی ہے۔ کہتے ہیں، یہ ابو سعید سکری کے قریب ترین لوگوں میں سے تھا۔ اس کی کتابوں کا یہ راوی بھی ہے اور اس کا شاگرد بھی۔ نہایت بد خط تھا، مگر اس کا شمار علما میں ہوتا ہے۔ کتاب المجانین [illegible] اس کی تصنیف ہے۔

ابو عبد اللہ خولانی

. . . .

ابن مہرویہ

کتاب الخیل السوابق اس کی تصنیف ہے۔

منخلی

....

سکری

....

طلحی

....

ابن شاہین

ابوالعباس احمد بن سعید بن شاہین ....

علی بن ربیعہ بصری

کتاب ما تالتہ العرب وکثر فی افواہ العامہ، اس کی تصنیف ہے۔

ابن سیف

اس کا نام احمد بن عبید اللہ بن سیف سجستانی اور کنیت ابو بکر ہے۔ اس کا شمار علما کے زمرہ میں ہوتا ہے۔

اسدی

ابن شلحس، اس کا نام محمد بن عبداللہ بن صالح تھا بغداد سے جہاں وہ ہمیشہ مقیم رہا، چلا گیا تھا۔ صحیح نویس اور خوش خط تھا۔

احمد بن سہل

کتاب اختیار السیر اس کی تصنیف ہے۔

جرمی

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن اسحاق بن ابو حمیضہ مکی۔ یہ ابن ابوالعلاء کے نام سے معروف تھا اور علما میں سے تھا۔ اس کے خط میں بوضبط و نظم پایا جاتا تھا۔ اس کی وجہ سے لوگ اس سے رغبت و محبت رکھتے تھے۔ اس کا شمار اخباریین میں ہوتا ہے۔

الجروماش

کتاب الماس اس کی تصنیف ہے۔

اخبار ابن کیسان

ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد بن کیسان۔

لغت سغدیہ میں کیسان غدر اور بے وفائی کو کہتے ہیں۔ کیسان نحوی ابو عاقل و فہیم تھا۔

ابوالحسن ایک فاضل آدمی تھا جس نے دونوں زاویہ ہائے نظر کو باہم ملایا اور دونوں فریقوں کے اہل علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب غریب الحدیث۔ تقریباً چار سو اوراق۔ کتاب البرہان۔ کتاب الحقائق۔ کتاب المختار۔ کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب المہذب۔ کتاب القراءات۔ کتاب الہجا۔ کتاب التصاریف۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الشاذانی فی النحو۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب مختصر النحو۔ کتاب معانی القرآن۔

کتاب المسائل۔ علی مذہب النحویین مما اختلف فیہ البصریون والکوفیون۔

اصفہانی

ابو علی حسن بن عبد اللہ۔ اس کا مولد اصفہان ہے۔ بغداد میں آکر رہائش اختیار کرلی تھی اور انہی حضرات سے تعلیم حاصل کی جن سے ابو حنیفہ دینوری نے کی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الرد علی الشعراء۔ کتاب النطق۔ کتاب علل النحو۔ کتاب المختصر فی النحو۔ کتاب الصفات کتاب المشاشۃ والبشاشۃ۔ کتاب التسمیۃ۔ کتاب شرح۔ کتاب المعانی للباہلی۔ کتاب نقض علل النحو۔

ابن خیاط

ابوبکر محمد بن احمد بن منصور خیاط، اہل سمرقند سے تھا، بغداد آیا اور ابراہیم بن سری زجاج سے ملا۔ ان دونوں کے درمیان سلسلۂ مناظرات بھی جاری رہا۔ ابن خیاط دونوں نقطہ ہائے فکر کو باہم ملا دینے کا حامی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب النحو الکبیر۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب المقنع۔ کتاب الموجز۔

نفطویہ

ابو عبد اللہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ بن سلیمان بن معیرہ بن حبیب بن مہلب عتکی ازدی۔ اس نے ثعلب اور مبرد سے تعلیم حاصل کی اور محمد بن جہم، عبد اللہ بن اسحاق بن سلام اور اصحاب مدائنی سے شرف سماعت حاصل کیا۔ یہ خالد بن عبد اللہ طحان محدث کی اولاد سے تھا۔ سن ولادت ۲۴۴ھ ہے۔ پاکیزہ اخلاق کا حامل تھا اچھے لوگوں میں اس کی نشست و برخاست تھی۔ اس نے بھی دونوں شیوہ ہائے فکر کو ایک مذہب سے ملایا۔ انباریوں کی مسجد میں صبح کے وقت مجلس تدریس آراستہ کرتا اور مذاہب داؤد (ظاہری) کے مطابق فقہ کی تعلیم دیتا۔

۶ صفر ۲۴۳ھ کو فوت ہوا، اور وفات سے دوسرے روز باب الکوفہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ ابن ریہاری نے پڑھائی۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التاریخ۔ کتاب الانتصارات۔ کتاب غریب القرآن۔ کتاب المقنع فی النحو۔ کتاب الاستثناء و الشروط فی القراءات۔ کتاب الملح ۔ کتاب الامثال۔ کتاب الشہادات۔ کتاب المصادر۔ کتاب القوافی۔ الرد علی من زعم ان العرب تشتق الکلام بعضہ من بعض۔ کتاب الرد علی من قال بخلق القرآن۔ کتاب الرد علی المفضل فی نقضہ علی الخلیل۔ کتاب فی ان العرب تتکلم طبعا لا تعلما۔

جعد

یہ ابوبکر محمد بن عثمان جعد ہے۔ ابن کیسان کا مصاحب تھا۔ اس نے دونوں مذاہب کو ایک دوسرے سے ملایا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب القراءات۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الہجا۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب مختصر النحو۔ کتاب العروض۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب الفرق۔ کتاب اللغات۔

بندنیجی

اس کا نام یمان بن ابو الیمان بندنیجی ہے۔ نابینا تھا۔ شاعر اور لغت کا عالم تھا۔ ابن سکیت وغیرہ علمائے بصرہ و کوفہ سے ملا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التقفیہ۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب العروض۔

خزاز

ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن سفیر خزاز۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے حلقہ میں معلم تھا۔ خوش نویس تھا اور ان نحویوں میں سے تھا جنھوں نے علم کے دونوں شیوہ ہائے نظر کو

محفوظ کیا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے علی بن عیسیٰ کے لیے کتاب المعانی فی القرآن لکھی ہے ... میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المختصر فی علم العربیۃ۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الفصیح فی علم اللغۃ ومنظومہا۔ کتاب معانی القرآن۔ کتاب حیار اعیان الکلام۔ یہ کتاب اس نے ابوالحسن بن ابوعمر کے لیے لکھی۔ کتاب السرار فی الراسیات والمشکلات۔ کتاب احیاء النفوس فی العلم۔ کتاب رمضان وماقیل فیہ۔

عمری

یہ تکریت[۱] کا قاضی تھا۔ کتاب تفسیر السبع الجاہلیات بغریبہا اور کتاب تفسیر مقصورۃ ابی بکر بن درید اس کی تصنیفات ہیں۔

ابوالھندام

اس کا نام کلاب بن حمزہ ہے۔ اہل حران[۲۱] سے تھا اور بادیہ میں اقامت پذیر ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں، یہ معلم تھا۔ قاسم بن عبیداللہ کے عہد میں شہر آیا[۲۲] اور اس کی مدح کی۔ عالم اور شاعر تھا اور خوش خطی میں خاص شہرت رکھتا تھا۔ اس نے دونوں نقطہ ہائے فکر کو باہم ملایا۔ کتاب جامع النحو۔ کتاب الاراکۃ اور کتاب مالحن فیہ العامۃ اس کی تصنیفات ہیں۔

اشناندانی

اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے کہ اس کی کتاب معانی الشعر ہے۔

ابن لزہ کرخی

علمائے جبل سے تعلق رکھتا تھا۔ نام منذاد[۲۳] بن عبدالحمید، کنیت ابوعمر اور لزہ لقب تھا۔ اس نے دونوں اسالیب فکر کو باہم ملایا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب معانی الشعراء۔ کتاب شرح معانی الباہلی للانصاری۔ کتاب جامع اللغۃ اس کتاب کا ایک قطعہ میری نظر سے بھی گذرا ہے۔ کتاب الوحوش۔

ابن شقیر

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن شقیر نحوی۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس نے دونوں مکتب ہائے فکر کو باہم ملایا۔ کتاب مختصر نحو۔ کتاب مقصور والممدود اور۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ اس کی تصانیف ہیں۔

مفجع

ابوعبداللہ مفجع، محمد بن عبداللہ کاتب البصری۔ ثعلب سے ملا اور اس سے اور دیگر حضرات سے حصول علم کیا۔ شیعی المسلک شاعر تھا۔ "اشباہ" کے عنوان سے حضرت علی علیہ السلام کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھا۔ اس کے اور ابوبکر بن درید کے درمیان ہجوگوئی کا سلسلہ جاری رہتا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الترجمان فی معانی الشعر۔ یہ ان کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتاب حد الاعراب۔ کتاب حد المنتج۔ کتاب حد النحو۔ کتاب الحلم والرأی۔ کتاب المعیا۔ کتاب المطایا۔ کتاب الشجر والنبات۔ کتاب الاعراب۔ کتاب اللغز۔

علاوہ ازیں کتاب المنقذ فی الایمان۔ کتاب اشعار الحراب۔ نامکمل۔ کتاب عرائس المجالس۔ کتاب غریب شعر زید الخیل بھی اس کی تصنیفات ہیں۔

اخفش صغیر

ابوالحسن علی بن سلیمان اخفش نحوی نحو کے بارے میں اس سے اگر کوئی سوال پوچھا جاتا تو برا مانتا۔ اخبار و واقعات کا حافظ تھا۔ اس کی وفات ۳۱۵ھ میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الانواء۔ کتاب التثنیۃ والجمع۔ کتاب الجراد۔

ہنائی

اس کا نام علی بن حسن اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اہل مصر سے ہے اور کوفی مکتب فکر کا حامل ہے۔ علمائے بصرہ سے بھی تحصیل علم کی۔ عرب کے ایک قبیلہ "دوس" کی طرف منسوب تھا اور دوسی کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی کتابیں مصر میں موجود ہیں اور وہاں شوق و پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ اس کی تصنیفات میں سے ایک تصنیف کتاب مجرد الغریب ہے جو انداز و اسلوب میں تو کتاب العین سے ہم آہنگ ہے لیکن ترتیب میں اس سے مختلف ہے۔ اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

"یہ کتاب غریب کلام عرب اور اس کے لغت میں اٹھائیس حروف حجار کی ترتیب پر تصنیف کی گئی ہے اور (الف) ب۔ ت۔ ث سے لے کر بعد دیگرے تمام حروف اس میں آگئے ہیں۔"

نیز اس کی تصانیف میں، کتاب المنضد فی اللغۃ اور کتاب المزید بھی شامل ہیں۔

دومی

ہمارے قریب العہد اہل نحو میں سے ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن جعفر ہے کتاب القوافی اور کتاب اللغات اس کی تصانیف ہیں۔

مختلف شہروں کے علما کی ایک جماعت

جن کے نام اور تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے

ابن خالویہ

ابو عبداللہ حسین بن احمد بن خالویہ۔ اس نے ابو بکر بن انباری اور ابو عمر زاہد غلام ثعلب سے ......

سے علم حاصل کیا اور ابوسعید سیرافی کے سامنے قرأت کی۔ اس نے دونوں اسالیب کو باہم جمع کر دیا تھا۔ ۳۷۰ھ میں بنی حمدان کے پاس حلب میں وفات پائی۔

تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الاشتقاق۔ کتاب الجمل فی النحو۔ کتاب المرعش لغۃ۔ کتاب القراءات۔ کتاب المبتدی۔ کتاب اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الالفات۔ کتاب لیس۔

ابو تراب

اس نے خلیل کی کتاب العین پر استدراک کیا اور اس استدراک پر علما کے ایک گروہ نے نقض وارد کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الاعتقاب فی اللغۃ اور کتاب الاستدراک علی الخلیل فی المہمل والمستعمل۔

ابوالجود

قاسم بن محمد بن رمضان عجلانی بصرہ کے نحویوں میں سے ہے اور ہمارا قریب العہد ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المختصر للمتعلمین۔ کتاب المقصور الممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب الفرق۔

اخو ابن رمضان

محمد بن حسن بن رمضان کے نام سے مشہور ہے۔ کتاب اسماء الخمر وعصیرہا، اور کتاب الدبۃ۔ اس کی تصنیفات ہیں۔

مکیتمی[۲۵]

مضافات خراسان کا رہنے والا ہے۔ اچھا مؤلف ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ

اس نے کس سے پڑھا اور کیا پڑھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب خلق وا خلق علی حروف المعجم۔ یہ ایک ضخیم اور نہایت عمدہ کتاب ہے۔
کتاب لتصاریف، یہ بھی ضخیم ہے۔

مختف

مجھے اس سے متعلق بجز اس کے کچھ معلوم نہیں کہ کتاب شرح النحو اور کتاب التصریف اس کی تصانیف ہیں۔

مہلبی

ابوالعباس احمد بن محمد ــ مصر میں مقیم تھا۔ مصر میں دو شخص اور بھی تھے جن میں سے ایک ابن ولاد اور دوسرا زجاجی کے نام سے معروف تھا۔ کتاب شرح علل النحو، کتاب المختصر فی النحو مہلبی کی تصانیف ہیں۔

ابو مسہر

محمد بن احمد بن مروان بن لیسیرہ، نحوی تھا۔ مصنفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی النحو۔ کتاب المختصر۔ کتاب اخبار ابی عیینۃ محمد بن ابی عیینۃ۔

قمی

اسماعیل بن محمد قمی۔ کتاب الہمز اور کتاب العلل اس کی تصانیف ہیں۔

ابوالفہد

اس نے زجاج پر کتاب سیبویہ کی قرأت دوسری مرتبہ کی تو زجاج نے کہا۔ "ابوالفہد! دوسری مرتبہ کی بہ نسبت پہلی مرتبہ کی قرأت میں تمہارا حال

بہتر تھا۔ !"

کتاب الایضاح فی النحو اس کی تصنیف ہے۔

ازدی

ابوالقاسم عبداللہ بن محمد ازدی۔ باشندگانِ بصرہ سے تھا۔ کتاب النلق ، اور کتاب الاختلاف اس کی تصنیفات ہیں۔

ہروی

اہلِ ایران سے تھا۔ کتاب التصریف اور کتاب الشرح ، اس کی تصنیفات ہیں۔

مصیصی

اس کے بارے میں سوا اس کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الشافی فی اللغۃ۔ کتاب الافصاح۔

وشاء

ابوالطیب محمد بن احمد بن اسحاق اعرابی وشا۔ ظریف ادبا میں سے تھا۔ نحوی تھا۔ اور عوامی (یعنی اہلِ سنت کے) مدارس میں پڑھاتا تھا۔ زیادہ تر اخبار و واقعات اور شعر اور مقطعات سے متعلق کتابیں لکھتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب مختصر فی النحو۔ کتاب جامع فی النحو۔ کتاب المقصود والممدود۔ کتاب المذکر والمؤنث کتاب الفرق۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب الفرس۔ کتاب الثلث

ادب و اخبار سے متعلق اس کی تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب اخبار صاحب الزنج۔ کتاب الظاہر فی الانوار والزہر۔ کتاب الحنین الی الاوطان کتاب حدود الطرف الکبیر۔ کتاب الموشا۔ کتاب خبار المتظرفات۔ کتاب سلوان کتاب المذہب

کتاب الموشح۔ کتاب سلسلۃ المذہب۔

ابن مراغی

ابوالفتح محمد بن جعفر ہمدانی ثم مراغی۔ عزالدولہ ابو منصور کا معلم تھا۔ معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ اس کے ذہن میں محفوظ تھا۔ بلیغ نحوی تھا، اخباری تھا اور بہت ہی خوش مزاج اور آزاد منش تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب البہجۃ۔ یہ کتاب الکامل کے انداز کی کتاب ہے۔ کتاب الاستدراک لما اغفلہ الخلیل۔

مراغی

ابوبکر بن علی مراغہ کا باشندہ تھا۔ صاحب قوت و شوکت تھا۔ ایک طویل عرصہ موصل میں مقیم اور ابوالعباس ذکا سے وابستہ رہا۔ متدین عالم تھا۔ اس نے زجاج پر قرائت کتب کی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مختصر فی النحو۔ کتاب شرح شواہد سیبویہ و تفسیرہا۔

بکری

اس کا نام ابوالفضل محمد بن ابوغسان بکری ہے۔ کتاب مختصر فی النحو اور کتاب الفرق اس کی تصنیفات ہیں۔

عرام

ابوالفضل عباس بن محمد۔ رسائل نویس تھا۔ جب نحوی کی حیثیت سے مشہور ہوا، تو ندیم و مصاحب ہونے کے مواقع میسر آئے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے رسائل ہیں، جن میں کچھ لوگوں کے بارے میں استہزا اور طنز کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

زجاج

ناصر الدولہ کے لڑکوں کا اتالیق تھا۔ اس کا نام محمد بن لیث ہے۔ میں نے اسے موصل میں دیکھا تھا۔ اس کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلا۔

عوامی

ابوبکر محمد بن ابراہیم نحوی قاضی، مجھ سے دوستانہ مراسم رکھتا تھا۔ قاضی کے نام سے مشہور تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ کتاب الاصلاح والافصاح فی النحو اس کی تصنیف ہے۔

وہ شخص جو ابن عبدوس کے نام سے مشہور ہے

اس کا نام علی بن محمد بن عبدوس کوفی ہے۔ یہ نحوی ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب میزان الشعر بالعروض۔ کتاب البرہان فی علل النحو۔ کتاب معانی الشعر۔

دفراونذی

اس کا نام یونس بن محمد بن ابراہیم دفراونذی ہے۔ نحوی ہے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الشافی فی علم القرآن۔ کتاب الوافی فی علم العروض۔

دیمرتی

ابو محمد قاسم بن محمد اہل اصفہان سے ہے اور وہاں کے ایک گاؤں دیمرت کا باشندہ ہے۔
تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب تقویم الالسنۃ
کتاب العارض فی الکامل۔

ابوالعباس

محمد بن خلف بن مرزبان ۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب الحاوی فی علوم القرآن ۔ ۲۷ اجزا ۔ کتاب الحماسۃ ۔ کتاب اخبار عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہم السلام ۔

ابوالحسن

محمد بن حسین ۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح الجرمی ۔ کتاب الہدایۃ ۔ کتاب العلل ۔

ابواحمد بن حلاب

اس کی کسی کتاب کا کہیں ذکر نہیں ۔

ابوالفتح ۔۔۔ (ابن جنی)

عثمان ابن جنی ۔ اس کی ولادت ۳۳۰ھ سے قبل ہوئی اور جمعہ کی رات ماہ صفر ۳۹۲ھ کو فوت ہوا ۔ تصنیفات یہ ہیں ۔
کتاب التعاقب فی العربیۃ ۔ کتاب المعرب ۔ کتاب التلقین ۔ کتاب اللمع ۔ کتاب تفسیر شرح دیوان ابی الطیب ۔ کتاب الفصل بین الکلام الخاص والعام ۔ کتاب العروض والقوافی ۔ کتاب جمل اصول التصریف ۔ کتاب الوقف والابتداء ۔ کتاب الالفاظ من المہموز ۔ کتاب المذکر والمؤنث ۔ کتاب تفسیر المراثی الثلاثۃ والقصیدۃ الرائیۃ للشریف الرضی ۔ کتاب معانی ابیات المتنبی ۔ کتاب الفرق بین الکلام الخاص والعام ۔

ابوعبداللہ نمری

اس کی کسی تصنیف کا سراغ نہیں ملا ۔

بردویہ

اس کی کسی تصنیف کا کہیں ذکر نہیں ۔

اہل نحو کے حالات میں قدیم کتابیں

اخبار النحویین ۔ از مجیرمی ۔ اخبار النحویین ۔ از ابوسعید سیرافی ۔ اخبار النحویین، از مرزبانی المقتبس الکبیر ۔ اخبار النحویین، از ابوبکر محمد بن عبد الملک تاریخی (محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ) یہ اس مقالہ کا آخری حصہ ہے ۔ جو ہم نے اہل نحو اور اہل لغت کے بارے میں لکھا اور جس سے ہم ہفتہ کے روز اوّل شعبان ۳۷۷ھ کو فارغ ہوئے ۔

وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ

غریب الحدیث سے متعلق تصنیف شدہ کتابیں

کتاب غریب الحدیث ۔ از ابوعبیدہ ۔ کتاب غریب الحدیث، از اصمعی کتاب غریب الحدیث از نضر بن شمیل ۔ کتاب غریب الحدیث، از قطرب ۔ کتاب غریب الحدیث ۔ از ابن اعرابی ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابوعدنان ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن قادم ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابوزید کتاب غریب الحدیث، از سلمہ کتاب غریب الحدیث از اثرم ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابوعبید ۔ کتاب غریب الحدیث از قتیبہ صاحب کراسی ۔ کتاب غریب الحدیث، از جاحظ ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن قتیبہ ۔ کتاب اصلاح غلط ابی عبید از ابن قتیبہ ۔ کتاب غریب الحدیث از ابن انباری ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن درید ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابوالحسن قاضی بن ابی عمر ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن حبیب ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن کیسان ۔ کتاب غریب الحدیث، از جعد ۔ کتاب غریب الحدیث، از حرمی ۔ یہ کتاب اس نے بروایت ابوعمر زاہد تالیف کی ۔ کتاب غریب الحدیث، از دسلمی ۔ کتاب غریب الحدیث، از ابن رستم حربی ۔ کتاب غریب الحدیث از ابن درستویہ ۔ کتاب

غریب الحدیث، از احمد بن حسن کندی۔ کتاب غریب الحدیث از عبداللہ بن سلام دینوری۔

نوادر سے متعلق مؤلفہ کتابیں

کتاب النوادر۔ از ابو عمرو بن علاء، کتاب النوادر، از ابو عمرو شیبانی تین نسخے بڑا چھوٹا اور متوسط۔ کتاب نوادر ابن درید۔ کتاب نوادر الاصمعی۔ کتاب نوادر الکسائی۔ تین نسخے۔
کتاب نوادر الاعراب، یہ کتاب اس سے بارہ آدمیوں نے روایت کی کتاب نوادر الفراء یحییٰ بن زیاد۔ یہ کتاب سلمہ۔ ابن قادم اور طوال نے روایت کی۔ کتاب نوادر اللحیانی۔ کتاب نوادر ابی مسحل۔ کتاب نوادر ابی محمد الیزیدی۔ کتاب نوادر زیاد۔ الکلابی، کتاب نوادر ابی شبل العقیلی۔ کتاب نوادر دبیح البصری۔ کتاب نوادر الاموی۔ کتاب نوادر الاقدم۔ کتاب نوادر الزبیریین از ابن اعرابی۔ کتاب نوادر بنی فقعس، از ابن اعرابی۔ کتاب نوادر ابن السکیت کتاب نوادر ابی المعزحی۔ کتاب نوادر ابی القیقان۔ میں نے یہ ابن سعدان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی   ۔ کتاب نوادر النوادر ابن ابی محمد۔ کتاب ابی اسحاق الزجاج فی النوادر

انواء کے بارے میں تالیف شدہ کتابیں

کتاب الانواء، از اصمعی۔ کتاب الانواء از ابو محلم۔ کتاب الانواء از قطرب،
کتاب الانواء۔ از ابن اعرابی۔ کتاب الانواء، از مبرد۔ کتاب الانواء، از ابن قتیبہ کتاب الانواء، از ابو حنیفہ دینوری۔ کتاب الانواء، از زجاج۔ کتاب الانواء۔ از ابن درید کتاب الانواء از دبیثی۔ کتاب الانواء۔ از مرثدی۔ کتاب الانواء از وکیع۔ کتاب الانواء از ابن عمار۔ کتاب الانواء، از ابو غالب احمد بن سلیم رازی۔ کتاب الانواء از محمد بن حبیب۔

حواشی

ے دینور۔ ایران میں قرمیسین (جو کرمان شاہان کا معرب ہے) کے قریب ایک شہر

تھا۔ (معجم البلدان) اب یہ شہر ویران ہو چکا ہے۔ (فرہنگ نفیسی)

۲ جبل۔ اس کے بارے میں گذشتہ صفحات میں بتایا جا چکا ہے۔

۳ کتاب میں صرف ماہِ ولادت درج ہے، سالِ ولادت درج نہیں۔

۴ ایک نسخہ میں شطِ ترک ہے۔

۵ فلوگل کے اور مصری نسخہ میں "واکثر اخذہ من السکیت و ابنہ" ہے اور ایک نسخہ میں "واکثر اخذہ من السکیت وابیہ" ہے۔

۶ ایک نسخہ "وعلم الہیئۃ"

۷ فارسی ترجمہ میں کسی نسخہ کا حوالہ دیئے بغیر ابوالہیثم رازی کے بجائے ابراہیم رازی لکھا ہے۔

۸ وہ نابغہ کون تھے؟ ان کے متعلق بتایا جا چکا ہے۔

۹ عربی متن "اشعلا اللصوص" ہے۔

۱۰ ایک نسخہ میں "وتکلم علی معانیہ وغزہنہ" ہے اور ایک میں "وعلی معانیہ وغریبہ" ہے۔

۱۱ ایک نسخہ میں "ابن ابیہ" اور ایک میں "ابن اختہ" ہے۔

۱۲ ایک نسخہ میں معبدی ہے۔

۱۳ رمزی کبیر؟ کتاب میں اس کا نام بھی نہیں لکھا اور حالات بھی درج نہیں۔ ایک نسخہ "ترمذی کبیر" بھی ہے۔ اگر یہ ترمذی کبیر ہو تو ترمذ ایک شہر کا نام ہے جو دریائے جیحون کے مشرقی کنارے واقع ہے۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع ترمذی کے مرتب اور معروف محدث ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (متوفی ۲۷۰ ھ) اسی شہر کے رہنے والے تھے (معجم البلدان)

۱۴ ایک نسخہ میں آمدی ہے۔ اگر یہ آمدی ہو، تو آمد کی طرف منسوب ہے، جو دیار بکر میں ایک بڑا شہر ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے معجم البلدان)

۱۵ ایک نسخہ میں ابوالحسن ہے۔

۱۶ سعدیہ! متعدد مقامات اس نام سے موسوم ہیں۔ مثلاً منزل بنی سعد بن حارث کو بھی سعدیہ

کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بنی عمرو بن سلمہ کے گاؤں کو بھی سعدیہ کہتے ہیں۔ یمامہ میں ایک مقام کا نام بھی سعدیہ ہے۔ مسکن بنی رفاعہ بھی سعدیہ سے تعبیر ہے۔ بئر بنی اسد کو بھی سعدیہ کہا جاتا ہے۔ بنی کلاب کے پانی کی ایک گھاٹ کا نام بھی سعدیہ ہے۔
(منتہی الارب)

۱۷ نسخہ فلوگل اور میرے پیش نگاہ نسخہ میں لفظ "معقلا" ہے۔ جس کے معنی عاقل و فہیم کے ہیں اور ایک نسخہ میں "مغفلا" ہے جس کا مطلب بے وقوف اور بے عقل ہے۔

۱۸ میرے پیش نگاہ نسخہ میں "الحضرۃ" کا لفظ ہے لیکن ایک نسخہ میں "بغداد" ہے اور میں نے ترجمہ میں اسی کو ترجیح دی ہے۔

۱۹ سمرقند۔ اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

۲۰ تکریت۔ ایک مشہور شہر کا نام جو موصل اور بغداد کے درمیان دجلہ کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ تکریت۔ موصل کی بہ نسبت، بغداد سے زیادہ قریب ہے۔ یعنی بغداد سے تیس فرسنگ (نوے میل) کی مسافت پر ہے (معجم البلدان)

۲۱ حران: اس کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے۔

۲۲ شہر سے بغداد مراد ہے۔

۲۳ ایک نسخہ میں بندار بن عبدالحمید ہے۔ ۲۴ ایک نسخہ میں کتاب حد النجدۃ ہے۔

۲۵ مصر کا مطبوعہ نسخہ جو میرے سامنے ہے۔ اس میں تکیتی ہے۔ فلوگل کے نسخہ مطبوعہ بیروت میں مکسمی ہے، ایک اور نسخہ میں کشی ہے۔

۲۶ مطبوعہ مصر اور فلوگل کے نسخہ میں "کان معلم عن دولۃ ابی منصور" ہے اور دوسرے نسخہ میں "کان معلم عزالدولۃ ابی منصور" ہے اور میرے خیال میں یہی صحیح ہے۔ چنانچہ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

۲۷ مراغہ (بفتح میم) آذربائیجان کا ایک عظیم اور مشہور شہر (تفصیلات کے لیے معجم البلدان دیکھیے)

۲۸ ایک نسخہ میں غریب القرآن ہے۔

مقالۂ سوم

اخباریین، علمائے نسب اور اصحاب حداثت وآیات کے احوال و خبار میں

یہ مقالہ تین فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن :

اخباریین، نسابین اور اصحاب سیر واحداث کے واقعات و کوائف اور ان کی کتابوں کے نام۔

دوسرا فن :

کتاب، مترسلین اور کارکنان خراج کے حالات و اخبار اور ان کی کتابیں۔

تیسرا فن :

ادیب، ندیم مغنی، صفادمہ اور صناعتہ کے حالات اور ان کی کتابوں کے نام۔

پہلا فن

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالحسن بن کوفی کی تحریریں پڑھا ہے کہ پہلا شخص جس نے مثالب کے موضوع سے متعلق کتاب لکھی۔ زیاد بن ابیہ ہے۔ جب خود اس کو اور اس کے نسب کو ہدف طعن ٹھہرایا گیا تو اس نے یہ کتاب تصنیف کی اور اپنے بیٹے کو دے کر کہا کہ تم عربوں کے طعن و تشنیع کو ختم کرنے کے لیے اس کا

سہارا لو۔ اس سے عرب تمہیں ہدفِ طعن قرار دینے سے رُک جائیں گے۔

اسلام کے صدرِ اوّل کے اُن لوگوں کے نام اور اخبار و احوال جن سے ماثر الانساب اور واقعات و حالات حاصل کیے گئے

یزید کی تحریر کی روشنی میں

دغفل

اس کا نام حجر بن حارث کنانی اور دغفل لقب ہے، اسے دغفل ذہلی نسابہ بھی کہتے ہیں۔ یہ دغفل بن حنظلہ سدوسی ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، لیکن آپ سے شرفِ سماع حاصل نہیں کیا۔ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ قدامہ بن ضرار قریعی اس کے پاس آیا اور دغفل اس کا نسب نامہ بیان کرتا ہوا اس کے باپ قدامہ تک پہنچا اور کہا ضرار کے دو لڑکے ہیں۔ ایک عابد، دوسرا شاعر! تم دونوں میں سے کون ہو؟ اس نے کہا، میں وہی شاعر وارفتہ عقل۔ میرے نسب سے متعلق، تم نے جو کچھ کہا، صحیح کہا۔ اب یہ بتاؤ، میری موت کب واقع ہوگی؟ اس نے جواب دیا، یہ چیز میرے دائرہ علم سے باہر ہے!

دغفل خارجیوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کی کوئی تصنیف نہیں۔

بکری نسابہ

یہ نصرانی تھا۔ رؤبہ عجاج نے اس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علم کے لیے مصیبت، بے نوائی اور تنگدستی مقدر ہے۔

لسان الحمرہ

اس کا نام ورقاء بن اشعر اور کنیت ابو کلاب ہے۔ نسب شمار تھا۔ سخت

گمراہ اور مغرور و متکبر تھا۔

عبید بن شریہ جرہمی

یہ حضرت معاویہ کے عہدِ خلافت میں گزرا ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی پایا، لیکن آپ سے کچھ سماع نہیں کیا۔ یہ حضرت معاویہ کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے گزشتہ قوموں اور ملوک عرب وعجم کے اخبار واحوال، اختلافِ السنہ کے وجوہ اور لوگوں کے مختلف شہروں میں بکھر جانے کے علل واسباب دریافت کیے۔ انھوں نے اس کو یمن کے شہر صنعاء[۱] سے بلایا تھا۔ اس نے ان کے سوال کا جواب دیا۔ معاویہ نے حکم دیا کہ یہ چیزیں ضبطِ تحریر میں لائی اور مرتب کی جائیں اور انھیں عبید بن شریہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ عبید بن شریہ۔ عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت تک زندہ رہا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الامثال۔ کتاب الملوک واخبار الماضین۔

عبید بن شریہ سے روایت کرنے والوں کے نام

کیس نمری۔ اس کا نام زید بن کیس ہے۔[۱] سین جرہمی، عبید وجرہمی۔ علاقہ بن کریم کلابی، یہ بنی عامر بن کلاب سے ہے۔ یزید بن معاویہ کے عہد حکومت میں زندہ تھا۔ سرگزشت عرب اور ان کے اقوال و احادیث سے باخبر تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے مآثرِ عرب حاصل کیے گئے۔ کتاب الامثال اس کی تصنیف ہے۔ میں نے یہ کتاب دیکھی ہے۔ تقریباً پچاس ورق پر مشتمل ہے۔

صحار عبدی

یہ صحار بن عباس ہے۔ خارجی تھا۔ عہدِ معاویہ بن ابوسفیان کے علمائے نسب اور خطبا میں سے تھا۔ دغفل کے ساتھ اس کے متعدد قصے مشہور ہیں۔ صحار حامیانِ عثمانؓ

سے تعلق رکھتا تھا اور قبیلۂ عبد القیس کا باشندہ تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین احادیث بھی روایت کی ہیں۔ کتاب الامثال اس کی تصنیف ہے۔

شرقی بن قطامی

اس کی کنیت ابو المثنیٰ الکلبی اور نام ولید بن حصین ہے۔ ماہرین انساب اور راویان اخبار و دواوین عرب میں سے ہے۔ یوسفی نے اسے دروغ گو لکھا ہے۔ اس نے اصمعی سے یہ نقل کیا کہ ایک راوی نے مجھے بتایا کہ میں نے شرقی سے پوچھا۔

"عرب اپنے مُردوں کی نماز جنازہ پر کیا پڑھتے تھے۔؟"

اس نے جواب دیا "مجھے معلوم نہیں"

میں نے کہا "یہ شعر پڑھتے تھے۔"

ما کنت وکوالا ولا ابن انک حتی یبعث الخلق باعثہ

ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ میں نے جمعہ کے دن اسے دیکھا کہ اسی سلسلہ میں اپنے مقصورہ میں بیٹھا لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔ غریب میں شرقی کا ایک قصیدہ بھی ہے۔

صالح حنفی و ابن کوار

اس کا نام عبد اللہ بن عمر ہے۔ بنی یشکر سے تعلق رکھتا تھا۔ نسب دان، عالم اور شیعان و متبعین علی علیہ السلام سے تھا۔ اس نے بتایا کہ لوگ ابن کوار کو نسب دان قرار دیتے ہیں اور مسکین داری کا یہ شعر بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں، اس کا کہنا ہے۔

ھلم الی بنی الکوا ء تقضوا بحکمہم بانساب الرجال

صغدی

اس کا نام صالح بن عمران ہے۔ اس کا باپ ایک طویل عرصہ صغد میں رہائش پذیر

رہا۔اس لیے صعدی کے نام سے موسوم ہوا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار و واقعات
سے آگاہی رکھتا تھا۔کتاب عراۃ ذات الاباطیل۔اس کی تصنیف ہے۔

مجالد بن سعید

یہ ابن عمیر ہے۔ہمدان کا باشندہ تھا۔ابو عمیر کنیت تھی۔ہیثم بن عدی نے
اس سے بکثرت روایات بیان کیں۔واقعات واخبار کا راوی تھا۔احادیث کا سماع
بھی کیا،لیکن محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۴۴ھ میں فوت ہوا۔

سعد قصیر

بنو امیہ کا غلام تھا عالم نسب تھا۔عتبی نے اپنے خاندان کے حالات،مناقب اور اشعار
اسی سے حاصل کیے۔

عیسیٰ بن دأب

ابو الولید عیسیٰ ابن یزید بن بکر بن دأب کنانۂ بنی شرالخ سے ہے۔اس کے پسماندگان
بصرہ میں مقیم تھے۔یحییٰ بن یزید اس کا بھائی ہے۔ان کا باپ (یزید) بھی واقعات اور
اشعارِ عرب کا عالم تھا اور شاعر بھی تھا۔خاندانِ دأب،زیادہ تر واقعات واخبار
سے سروکار رکھتا ہے۔

قرقبی

اس کا نام زہیر بن میمون ہمدانی اور کنیت ابو محمد ہے۔علم نحو کا عالم اور قاری تھا
زہیر سے پوچھا گیا تم نے علم نحو کہاں سے حاصل کیا؟
اس نے کہا "ہم نے یہ علم اصحاب ابی الاسود سے سنا اور حاصل کیا"
زہیر النساب و واقعات اور لوگوں کی سرگزشت سے باخبر تھا۔اس کی وفات

۱۵۵ھ میں ہوئی۔

عوانہ

عوانہ بن حکم بن عیاض بن وزیر بن عبدالحارث کلبی۔۔۔ اس کی کنیت ابوالحکم ہے۔ کلائی کوفے سے ہے۔ واقعات و اخبار کا راوی اور شعر و نسب کا عالم ہے۔ نابینا تھا اور فصیح تھا۔ ہشام بن کلبی اس سے اپنی نقل کردہ روایات میں کہتا ہے کہ عوانہ نے بتایا کہ عتبہ بن نہاس عجلی نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآنِ پاک میں کیا اچھی بات ارشاد فرمائی ہے":

لیس حی علی المنون بباق   غیر وجه المسبح الخلاق[۱۱۱]

میں یہ سن کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، اور کہا۔

"یہ اللہ عزوجل کا فرمان نہیں ہے۔ یہ تو عدی بن زید نے کہا ہے۔"

اس نے کہا "اللہ اسے غارت کرے، میرا تو یہی گمان ہے کہ یہ کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہے۔ اس نے بہت ٹھیک کہا۔"

منبر سے اترا تو خوارج کی ایک عورت کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس سے کہا:

"اے دشمن خدا! تو کیوں مسلمانوں کے امیر کے خلاف خروج کرتی ہے۔ کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا۔؟"

کتب القتل والقتال علینا   وعلی الغانیات جر الذیول[۱۱۲]

اس پر یہ عورت بول اٹھی۔ "اے اللہ کے دشمن! کتاب اللہ سے تمہاری اس جہالت اور حقوق اللہ کی اس پائمالی نے مجھے خروج و بغاوت پر برانگیختہ کیا۔"

عوانہ، ۱۴۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب التاریخ۔ کتاب سیرۃ معاویہ و بنی امیہ کہتے ہیں۔ یہ کتاب منجاب بن حارث کی تصنیف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ ابوعوانہ کی تالیف ہے۔ میں نے ابوعبداللہ

بن مقلہ کی تحریر میں ابوالعباس ثعلب کا یہ قول پڑھا ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے دیوان عرب، ان کے اشعار، واقعات وانساب اور لغات جمع کئے اور پھر یہ دیوان حماد اور جناد کو دے دیا۔

سرگزشت حماد

ابوالقاسم حماد بن سابور بن مبارک بن عبید۔

سابور کی کنیت ابولیلیٰ تھی۔ یہ اسیران دیلم سے تھا۔ اس کو عروہ بن لید الخیل کے لشکر نے اسیر و غلام بنا لیا تھا اور پھر اپنی لڑکی لیلیٰ کو دے دیا تھا جس کی اس نے پچاس سال خدمت کی۔ جب وہ مرگئی تو یہ دوسو درہم میں فروخت ہوا۔ اس کو عامر بن مطر شیبانی نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ابولیلیٰ کا نام میسرہ تھا۔

حماد، اکثر اوقات بول چال میں لحن سے کام لیتا تھا۔ اخبار، انساب اور اشعار کا راوی تھا۔ ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں پیدا ہوا، اور ۱۵۷ھ تک زندہ رہا اور اسی سال فوت ہوا۔ یہ مہدی کا ہم نشین و ہم جلیس بھی رہا۔

یہ خود کہتا ہے کہ میں ولید کو بہترین اور عمدہ ترین شعر سنایا کرتا تھا، لیکن وہ مجھ سے گھٹیا اور پست درجہ کے شعر سنانے کی فرمائش کرتا اور میں اسے اس قسم کے شعر سناتا، تو وہ بہت خوش ہوتا اور وجد میں آجاتا۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا دربار حکومت روبزوال ہے۔ پھر میں نے مہدی کو گھٹیا اور حقیر قسم کے شعر سنانے شروع کیے، تو اس نے مجھ سے عمدہ اور بہتر شعر سنانے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ میں اس سے سمجھا کہ اس کا کاروبار سلطنت رو باقبال ہے۔

حماد کا سال ولادت ۷۵ھ ہے۔ اس کی موت پر محمد بن کناسہ نے یہ مرثیہ کہا:

العدت عن نوملک العزار فما	جاوزت حتی انتھی بک القدر
لوکان ینجی من الردی حذر	نجاک مما اصابک الحذر

یرحمك الله من اخ یا ابا — لقاسم ما فی صفاته کدر[۲۱]

نھکذا یفسد الزمان ویفنی — العلم منه ویدرس الاثر[۲۲]

حماد کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلا البتہ اس سے لوگوں نے اکثر چیزیں بطور روایت کے نقل کیں اور اس کے بعد معرض تصنیف میں آئیں۔

اخبارِ جناد

ابو محمد جناد بن واصل کوفی۔ بنی اسد کا غلام تھا۔ کہتے ہیں اس کی کنیت ابو واصل تھی۔ یہ عالم نحو تو نہیں تھا۔ البتہ اشعارِ عرب اور ایامِ عرب کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن بول چال میں اکثر لحن سے کام لیتا تھا۔ میں نے ابو الطیب اخی الشافعی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ جناد اور اسحاق بن جصاص، ابو عرار عجلی اعرابی سے ملنے گئے، جو بڑا فصیح اللسان تھا۔ اس سے جناد نے کہا۔

"میں نے ایک چیز کہی ہے، ذرا اسے سنیئے، اس نے کہا کہیئے۔

اس نے کہا:

فان کنت لا تدرین ما الموت فانظری — الی دیر هند کیف خطت مقابره[۲۳]

اسحاق نے کہا:

تری جثثا قد تقضی الله فیهم — رهائن حتف اوجبته مقادره[۲۴]

ابو عرار بولا:

بیوت تری اعناقها فوق اهلها — وجمع زور لا یکلم زائره[۲۵]

ابو اسحاق

ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ فزاری۔ یہ فاضل اور بہترین لسان تھا، لیکن اکثر غلط بیانی سے کام لیتا۔

۱۸۸ھ میں مصیصہ[۲۶] میں فوت ہوا۔ کتاب السیر فی الاخبار والاحداث اس کی

تصنیف ہے۔ یہ کتاب اس سے ابوعمرو معاویہ بن عمرو رومی نے روایت کی اور ابوعمرو نے ۲۱۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

اخبارِ ابن اسحاق مؤلفِ کتاب السیرہ

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن یسار۔ یہ ناپسندیدہ کردار کی وجہ سے مطعون ہے۔ کہتے ہیں، امیرِ مدینہ کو اطلاع پہنچی کہ محمد خوب رو عورتوں سے عشق و محبت کرنے اور انھیں بہلانے پھسلانے میں معروف رہتا ہے۔ امیر نے اسے بلایا اور حکم دیا کہ اس کے سر کے بال کم کر دیئے جائیں اس کے کوڑے لگائے گئے اور مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔

یہ حسین و جمیل شخص تھا۔ اس نے ہشام بن عروہ کی بیوی فاطمہ بنتِ منذر سے کچھ چیزیں روایت کیں۔ ہشام کو معلوم ہوا، تو اس نے بُرا مانا اور اعتراض کیا کہ اس کے ہاں جانے اور رسنے کا موقع ہی کب ملا۔؟

مذکور ہے کہ لوگ اس کے لیے شعر کہتے اور اس کے پاس لاتے اور کہتے کہ یہ ان کے اشعار اپنی کتاب سیرت میں شامل کر لے اور یہ شامل کر لیتا۔ اس کی وجہ سے اس کی کتاب میں مندرجہ اشعار رواتِ شعر کی نظر میں اس کی رسوائی کا سبب بن گئے۔ اس نے نسب کے معاملہ میں بھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کی یہ بھی عادت تھی کہ یہود و نصاریٰ سے روایات اخذ کرتا اور کتاب میں درج کر دیتا اور انھیں دورِ اول کے اہلِ علم قرار دیتا۔

اصحاب حدیث اس کی تضعیف کرتے اور اسے متہم ٹھہراتے ہیں یہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوا، اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الخلفاء۔ یہ اس سے اموی نے روایت کی۔

کتاب السیرۃ والمبتداء والمغازی۔ یہ اس سے ابراہیم بن سعد اور نفیلی نے روایت کی۔ نفیلی کا نام، محمد بن عبداللہ بن نمیر نفیلی ہے۔ جو ۲۳۴ھ میں حران میں فوت ہوا۔ اس

کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔

نجیح مدنی

ابو معشر، اس کا نام نجیح مدنی ہے۔ بنی مخزوم کی ایک عورت کا غلام تھا جس سے آزادی کے لیے مکاتبہ کر لیا تھا۔ یہ زیادہ تر حوادث و سیر سے آگاہی رکھتا تھا۔ اسے زمرہ محدثین میں سے سمجھا جاتا ہے۔ دورِ مہدی میں سنہ . . . میں فوت ہوا۔ کتاب المغازی اس کی تصنیف ہے۔

ابو مخنف

لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم ازدی۔

مخنف بن سلیم رفقائے حضرت علی علیہ السلام میں سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے روایت کی ہے۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الردۃ۔ کتاب فتوح الشام۔ کتاب فتوح العراق۔ کتاب الجمل کتاب صفین، کتاب اہل النہروان والخوارج۔ کتاب الغارات۔ کتاب الحریث بن راشد و بنی ناجیۃ۔ کتاب مقتل حجر بن عدی۔ کتاب مقتل محمد بن ابی بکر والاشتر و محمد بن ابی حذیفہ۔ کتاب الشوریٰ و مقتل عثمان۔ کتاب المستورد بن علفہ۔ کتاب مقتل الحسین علیہ السلام۔ کتاب وفاۃ معاویۃ و ولایۃ ابنہ یزید، وقعۃ الحرۃ و حصار ابن الزبیر۔ کتاب المختار بن ابی عبید۔ کتاب سلیمان بن صرد و عین الوردۃ۔ کتاب مرج راھط و بیعۃ مروان و مقتل الضحاک بن قیس۔ کتاب مصعب و ولایۃ العراق کتاب مقتل عبداللہ بن الزبیر۔ کتاب مقتل سعید بن العاص۔ کتاب حدیث یاجمیرا و مقتل ابن الاشعث۔ کتاب بلال الخارجی۔ کتاب نجدۃ ابی فدیک۔ کتاب حدیث الازارقۃ کتاب حدیث روستقباذ۔ کتاب شبیب الخارجی و صالح ابن مسرح۔ کتاب مطرف بن المغیرہ۔ کتاب دیر الجماجم و خلع عبدالرحمٰن بن الاشعث۔ کتاب یزید بن المہلب و مقتلہ بالعقر۔ کتاب

خالد بن عبد اللہ القسری و یوسف بن عمر و موت ہشام و ولایۃ الولید۔ کتاب یحییٰ۔
کتاب الشارِ الخارجی۔ کتاب مقتل علی رضی اللہ عنہ۔

میں نے احمد بن حارث خزاز کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک ابومخنف معاملاتِ عراق، اس کے واقعات اور فتوحات کے بارے میں سب سے فائق ہے۔ مدائنی امورِ خراسان اور ہند اور فارس میں اور واقدی امورِ حجاز اور سیرت میں دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔ البتہ فتوحاتِ شام کے واقعات و اطلاع کے بیان میں سب برابر کے شریک ہیں۔

نصر بن مزاحم

ابوالفضل طبقۂ ابومخنف سے ہے اور بنی منقر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ عطار تھا اور سیار منقری کا بیٹا ہے۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الغارات۔ کتاب صفین۔ کتاب الجمل۔ کتاب مقتل حجر بن عدی۔ کتاب مقتل الحسین بن علی علیہما السلام۔

اسحاق بن بشر

اس کا شمار اصحاب سیرت و احداث میں ہوتا ہے۔ کتاب المبتدا۔ کتاب الردۃ۔ کتاب الجمل۔ کتاب الالویۃ۔ کتاب صفین۔ کتاب حفر زمزم اس کی تصانیف ہیں۔

سیف بن عمر اسدی تمیمی

اصحاب سیرت و احداث میں سے ہے۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب الفتوح الکبیر والردۃ۔ کتاب الجمل و مسیر عائشہ وعلی جو سیف نے شعیب بن ابراہیم سے روایت کی۔

عبدالمنعم بن ادریس بن سنان

یہ وہب بن منبہ کا دختر زادہ ہے۔ سو سال سے زائد عمر پاکر ۲۲۸ھ میں فوت ہوا۔ آخر عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ کتاب المبتدا، اس کی تصنیف ہے۔

معمر بن راشد

اہل کوفہ سے ہے۔ اصحاب سیرت و حوادث سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے عبدالرزاق نے روایت کیا۔ کتاب المغازی اس کی تصنیف ہے۔

لقیط محاربی

یہ ابو ہلال لقیط بن محاربی کوفی ہے۔ بنی محارب بن خصفہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اہل علم اور اصحاب تصنیف میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ شاعر بھی تھا، لیکن بدخو تھا ۱۹۰ھ تک زندہ رہا۔ کتاب السمر، کتاب الحراب و اللصوص اور کتاب اخبار الجن اس کی تصانیف ہیں۔

ابو یقظان نسابہ

سہل بن نہم نے دمشقی سے بیان کیا کہ زبیر نے مدائنی کے حوالے سے بتایا کہ ابو یقظان سحیم بن حفص ہے۔ سحیم اس کا لقب اور عامر بن حفص نام ہے۔ حفص کے ایک بیٹے کا نام محمد تھا، جو اس کے تمام بیٹوں سے بڑا تھا۔ حفص سخت سیاہ رنگ تھا، اسی بنا پر اسود کے نام سے موسوم ہوا۔

ابو یقظان کہتا ہے۔ میری ماں نے پندرہ دن مجھے عبید اللہ کے نام سے موسوم کیے رکھا۔

مدائنی کا کہنا ہے جب میں یہ کہوں کہ ہم سے ابو یقظان نے بیان کیا تو اس

سے مراد یہی ابوالیقظان ہوگا اور جب میں سحیم بن حفص، عامر بن حفص یا عامر بن ابو محمد عامر بن اسود، سحیم بن اسود، عبیداللہ بن حفص اور ابو اسحاق کہوں، جب بھی مراد ابوالیقظان ہی ہوگا۔
یہ اخبار و انساب اور مآثر و مثالب کا عالم تھا اور روایات میں ثقہ تھا۔ ۱۹۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب حلف تمیم بعضہا بعضا۔ کتاب اخبار تمیم۔ کتاب نسب خندف و اخبارہا۔
کتاب النسب الکبیر۔ ایاد، کنانہ، اسد بن خزیمہ، ہون بن خزیمہ۔ ہذیل بن مدرکہ، قریش بن طابخہ، قیس، عیلان، ربیعہ بن نزار اور تیم بن مرہ وغیرہ کے انساب پر مشتمل ہے۔
کتاب النوادر۔ میں نے یہ ابن سعدان کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

خالد بن طلیق

بن محمد بن عمران بن حصین خزاعی انصاری۔
یہ راویان نسب سے تھا۔ خود پسند اور متکبر تھا۔ مہدی نے اسے بصرہ کے منصب قضا پر فائز کر دیا تھا۔ اس کا غرور و تکبر اس درجہ پر پہنچا ہوا تھا کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی تو یہ اپنی ہی جگہ پر کھڑا ہو جاتا اور بسا اوقات تنہا ہی کھڑا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ اس سے ایک شخص نے کہا۔
" صف بندی ہو چکی ہے "
اس نے جواب میں کہا۔ "صف کا آغاز مجھ سے ہونا چاہیئے۔"
اس کی تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب المآثر۔ کتاب المروجات۔ کتاب المنافرات۔ کتاب البرہان۔

زہری

اس کا نام عبداللہ بن سعد زہری ہے اور اصحاب سیر میں سے ہے کتاب فتوح خالد بن الولید اس کی تصنیف ہے۔

ابن ابی مریم

ابوعبداللہ سعید بن حکم بن ابی مریم ۔ عالم انساب واخبار تھا۔ کتاب النسب کتاب المآثر اور کتاب نوافل العرب ، اس کی مصنفات ہیں ۔

اخبارِ محمد بن سائب کلبی

یہ ابو نصر محمد بن سائب ہے ۔ ابن کوفی نے لکھا ہے ۔

محمد بن مالک بن سائب بن بشر بن عبد العزی بن امرؤ القیس بن عامر بن عمرو بن حارث بن عبد العزی بن مرہ بن عامر بن لغمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن کلب ۔

کوفے کے ان علما میں سے تھا جو تفسیر واخبار اور لوگوں کی سرگذشت سے دلچسپی رکھتے تھے ۔ علم انساب میں اسے فوقیت حاصل تھی ۔ اس کا ایک لڑکا عباس تھا جس سے یہ روایت کرتا تھا ۔ اس کے بارے میں یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان بن علی ، محمد بن سائب کو کوفہ سے بصرہ لایا اور اس کے لیے اپنے مکان پر مسندِ تعلیم آراستہ کی ۔ چنانچہ وہ لوگوں کو تفسیر قرآن املا کرانے لگا ۔ جب وہ سورۂ برائت کی ایک آیت پر پہنچا تو اس نے اس کی جو تفسیر کی وہ معروف ومتعارف تفسیر کے خلاف تھی ۔ لوگوں نے کہا ، ہم یہ نہیں لکھیں گے ۔ محمد نے کہا ، واللہ ! جب تک اس کی آیت کی وہ تفسیر نہیں لکھی جائے گی جو تنزیل کے عین مطابق ہے ۔ میں ایک حرف بھی املا نہیں کراؤں گا ۔ آخر یہ معاملہ سلیمان بن علی کے پاس پہنچا ۔ اس نے کہا جو کچھ یہ کہتا ہے وہ لکھو اور اس کے سوا سب چھوڑ دو ۔

ہشام بن محمد کا کہنا ہے کہ میرے باپ (محمد) نے مجھ سے کہا کہ میں نے نسب قریش ابو صالح سے سیکھا اور ابو صالح نے عقیل بن ابی طالب سے سیکھا ۔

نسب کندہ ، ابو الکناس کندی سے حاصل کیا ، وہ اس کا سب سے زیادہ عالم تھا ۔

نسب معد بن عدنان، بخار بن اوس عدوانی سے سیکھا۔ جن لوگوں کو میں نے دیکھا اور سنا ہے، ان سب سے زیادہ اسی کو یہ سلسلۂ نسب محفوظ تھا۔
نسب ایاد، عدی بن رثاث ایادی سے سیکھا۔ وہ نسب ایاد کا عالم تھا۔
ہشام کا کہنا ہے میں نے نسب ربیعہ، اپنے باپ اور خراش بن اسماعیل عجلی سے سیکھا۔
محمد بن سائب سے منقول ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن حسن نے سوال کیا۔
"سکینہ، دختر حسین علیہ السلام کا کیا نام ہے؟"
میں نے کہا "امیمہ!"
اس نے کہا "تم نے صحیح بتایا۔"
محمد بن سائب کوفہ میں ۱۴۶ھ میں فوت ہوا۔ کتاب تفسیر القرآن اس کی مؤلفات میں سے ہے۔

واقعات ہشام کلبی

کاتب واقدی، محمد بن سعد کی روایت کے مطابق یہ ہشام بن محمد بن سائب بن بشر ہے۔ عربوں کے انساب و اخبار، سرگزشت و واقعات اور مثالب و وقائع کا عالم تھا۔ یہ علم اس نے اپنے والد اور رواۃ کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اسحاق موصلی سے مروی ہے کہ میں نے تین شخصوں کو دیکھا جو تین شخصوں کو دیکھ کر بھڑک اٹھتے تھے۔ علویہ، مخارق کو دیکھ کر۔ ابونواس، ابوالعتاہیہ کو دیکھ کر، اور زہری ہشام کو دیکھ کر۔
ہشام ۲۰۶ھ میں فوت ہوا۔
میں یہاں اس کی تصنیفات اسی ترتیب سے بیان کروں گا۔ جس طرح ابوالحسن بن کوفی کی تحریر میں مذکور ہے۔

احلاف[۲۳] کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب حلف عبد المطلب وخزاعۃ۔ کتاب حلف الفضول وقصۃ الغزال۔ کتاب حلف کلب وتمیم۔ کتاب المعران۔ کتاب حلف اسلم فی قریش۔

مآثر، خاندان، منافرات[۲۴] مفاخرت اور موؤدات[۲۵]

کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب المنافرات۔ کتاب بیوتات قریش۔ کتاب فضائل قیس۔ کتاب عیلان۔ کتاب الموؤدات۔ کتاب بیوتات ربیعۃ۔ کتاب الکنیٰ۔ کتاب اخبار العباس بن عبد المطلب کتاب خطبۃ علی کرم اللہ وجہہ۔ کتاب شرف قصی بن کلاب وولدہ فی الجاہلیۃ والاسلام، کتاب القاب قریش۔ کتاب القاب بنی طابخۃ۔ کتاب القاب قیس عیلان۔ کتاب القاب ربیعۃ۔ کتاب القاب الیمن۔ کتاب المثالب۔ کتاب النوافل۔ یہ کتاب، نوافل قریش، نوافل کنانۃ، نوافل اسد، نوافل تمیم، نوافل قیس، نوافل ایاد اور نوافل ربیعہ پر مشتمل ہے کتاب تسمیۃ من نقل من عاد وثمود والعالیق وجرہم وبنی اسرائیل من العرب وقصۃ الہجرس و اسماء قبائلہم۔

نوافل قضاعۃ۔ نوافل الیمن۔

نیز یہ کتابیں بھی ہشام کی تصنیف کردہ ہیں۔

کتاب ادعاء زیاد معاویۃ۔ کتاب اخبار زیاد بن ابیہ۔ کتاب صنائع قریش —— کتاب المشاعبات، کتاب المشاجرات، کتاب المناقلات۔ کتاب المعاتبات۔ کتاب کتاب ملوک الطوائف۔ کتاب ملوک کندۃ۔ کتاب بیوتات الیمن، کتاب ملوک الیمن من التبابعۃ کتاب افتراق ولد معد۔ کتاب افتراق ولد نزار۔ کتاب تفرق الازد۔ کتاب طسم وجدیس، کتاب من قال بیتاً من الشعر فنسب الیہ۔ کتاب المعرفات من النساء فی قریش۔

اس کی تصنیفات گذشتہ لوگوں کے حالات میں

کتاب حدیث آدم و ولدہ۔ کتاب عاد الاولی و الآخرۃ۔ کتاب تفرق عاد۔ کتاب اصحاب الکہف۔ کتاب رفع عیسیٰ علیہ السلام۔ کتاب المسوخ من بنی اسرائیل۔ کتاب الاوائل۔ کتاب امثال حمیر۔ کتاب حی الضحاک۔ کتاب منطق الطیر۔ کتاب عزیتہ۔ کتاب لغات القرآن کتاب المعمرین۔ کتاب الاصنام۔ کتاب القداح۔ کتاب اسنان الجزور۔ کتاب ادیان العرب، کتاب حکام العرب، کتاب وصایا العرب، کتاب سیوف، کتاب الخیل۔ کتاب الدفاتن، کتاب اسماء فحول العرب۔ کتاب الفدا۔ کتاب الکہان، کتاب الجن، کتاب اخذ کسریٰ رہن العرب۔ کتاب ما کانت الجاہلیۃ تفعلہ ویوافق حکم الاسلام، کتاب ابی عتاب ربیع حین سألہ عن العریض، کتاب عدیّ بن زید العبادی، کتاب الدوسی۔ کتاب حدیث بیہس واخوتہ۔ کتاب مرجان القرظ، کتاب السیوف۔

اس کی وہ تصانیف جن میں جاہلیت کے ان امور کا تذکرہ ہے جو اسلام سے ہم آہنگ ہیں

کتاب الیمن وامر سیف۔ کتاب مناکح ازواج العرب۔ کتاب الوقود۔ کتاب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب زید بن حارثہ حِبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب تسمیۃ من قال بیتاً او قیل فیہ۔ کتاب الدیباج فی اخبار الشعراء۔ کتاب من فخر باخوالہ من قریش۔ کتاب ابن ہاجر و اولہ۔ کتاب اخبار الجرد اشعارہم۔ کتاب دخول جریر علی الحجاج۔ کتاب اخبار عمرو بن معدیکرب

اس کی تصنیفات اخبار اسلام کے بارے میں

کتاب التاریخ۔ کتاب تاریخ اجناد الخلفاء[۳۵]۔ کتاب صفات الخلفاء، کتاب المصلین۔

اس کی تصانیف شہروں کے حالات میں

کتاب البلدان الکبیر۔ کتاب البلدان الصغیر۔ کتاب تسمیۃ من بالحجاز من احیاء العرب کتاب قسمۃ الارضین۔ کتاب الانہار۔ کتاب الحیرۃ۔ کتاب منار الیمن۔ کتاب العجائب الاربعۃ کتاب اسواق العرب۔ کتاب الاقالیم۔ کتاب الحیرۃ وتسمیۃ البیع والدیارات ونسب العبادیین

اس کی تصانیف اخبار شعراء اور سرگزشت عرب کے متعلق

کتاب تسمیۃ ما فی شعر امرئ القیس من اسماء الرجال والنساء وانسابہم واسماء الارضین والجبال والمیاہ۔ کتاب من قال بیتا من الشعر فنسب الیہ۔ کتاب المنذر ملک العرب، کتاب داحس والغبراء۔ کتاب ایام فزارۃ ووقائع بنی شیبان۔ کتاب وقائع الضباب وفزارۃ۔ کتاب یوم شُنَق۔ کتاب الکلاب وھو یوم السنابس۔ کتاب ایام بنی حنیفۃ۔ کتاب ایام قیس بن ثعلبۃ۔ کتاب الایام۔ کتاب مسیلمۃ الکذاب۔

اس کی تصنیفات اخبار و اسمار کے موضوع پر

کتاب الفتیان الاربعۃ۔ کتاب السمر۔ کتاب الاحادیث۔ کتاب المقطعات کتاب حبیب العطار۔ کتاب عجائب البحر۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ کتاب النسب الکبیر درج ذیل خاندانوں کے انساب پر مشتمل ہے۔ مضر، کنانہ بن خزیمہ، اسد بن خزیمہ۔ ہذیل بن مدرکہ۔ بنی زید۔ مناۃ بن تمیم، بنہم الرباب، عُکل۔ عدی، ثور۔ الحل۔ مُزَینہ۔ ضبہ۔ قیس عیلان۔ غطفان۔ باہلہ یعنی سلیم، عامر بن صعصعہ۔ مرہ بن صعصعہ۔ حارث بن ربیعہ۔ نصر بن معاویہ۔ سعد بن بکر، ثقیف، محارب بن خصفہ۔ فہم۔ عدوان۔ ربیعہ بن عامر، ایاد۔ عک اور علی۔

نسب یمن

کندہ۔ سکون۔ سکاسک۔ عاملہ۔ جذام۔ قادم۔ خولان۔ معافر۔ مذحج۔ طی بن مذحج

بنی مذحج بن کعب مسیلہ ۔ اشجع ۔ رہا ۔ صداء ۔ جنب ۔ حکم بن سعد ۔ زبیدہ ۔ مراد عنس ۔ اشعر ۔ اود ۔ ہمدان ۔ ازد ۔ اوس ۔ خزرج ۔ خزاعہ ۔ بارق ۔ غسان ۔ بجیلہ ۔ خثعم ۔ حمیر ۔ قضاعہ ۔ بلقین ۔ نہد بن دبرہ ۔ لخم ۔ سلیم ۔ دمر ۔ مہرہ ۔ عذرہ ۔ سلامان ۔ ضبہ بن سعد ۔ جہینہ ۔ نہد بن زید ۔

نسبت کبیر جس کو ایک ہی نسب کہنا چاہیئے

کتاب نسب قریش ۔ کتاب نسب معد بن عدنان ۔ کتاب ولد العباس ۔ کتاب نسب ابی طالب ۔ کتاب نسب بنی عبد شمس بن عبد مناف ۔ کتاب بنی نوفل بن عبد مناف ۔ کتاب اسد بن عبد العزی بن قصی ۔ کتاب نسب بنی عبد الدار بن قصی ۔ کتاب نسب بنی زہرہ بن کلاب ۔ کتاب نسب بنی تیم بن مرہ ۔ کتاب نسب بنی عدی بن کعب بن لوئی ۔ کتاب سہم بن عمرو بن ہصیص ۔ کتاب بنی عامر بن لوئی ۔ کتاب بنی الحارث بن فہر ۔ کتاب بنی محارب بن فہر ۔ کتاب بنی الحارث بن فہر ۔ کتاب بنی محارب بن فہر ۔ کتاب الکلاب الاول والکلاب الثانی ۔ یہ ایام عرب میں سے دو معرکوں سے تعبیر ہیں ۔

اس کی دیگر مصنفات

کتاب اولاد الخلفاء ۔ کتاب امہات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب امہات الخلفاء کتاب العواقل ۔ کتاب تسمیۃ ولد عبد المطلب ۔ کتاب کنی اباء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علاوہ ازیں کتاب جمہرۃ الجمہرۃ بھی اسی کی تصنیف ہے ۔ اسے ابن سعد نے روایت کیا ۔

سرگذشت واقدی

ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی ۔ اسلمین کا غلام تھا جن کا تعلق سہم بن اسلم سے ہے یہ نیک کردار شیعہ تھا ۔ جو تقیہ کا پابند تھا ۔ یہ اسی کی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح ایک معجزہ ہیں جس طرح عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

اور احیاء موتیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا معجزہ ہے ۔ اس قسم کی اور بھی روایات اس سے منقول ہیں ۔ واقدی مدینہ کا باشندہ تھا ۔ لیکن بعد میں بغداد چلا گیا اور وہاں عسکر مہدیؒ میں مامونؒ کی طرف سے عہدۂ قضا پر فائز ہو گیا ۔ مغازی ، سیرت ۔ اور فتوحات ۔ نیز حدیث و فقہ اور احکام و اخبار کے موضوع سے متعلق مختلف فیہ امور کا عالم تھا ۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے پرانی تحریروں میں پڑھا ہے کہ واقدی نے اپنی موت کے بعد کتابوں کے چھ سو پشتارے چھوڑے ۔ ہر پشتارہ اتنا وزنی تھا کہ اسے دو آدمی اٹھاتے تھے ۔ حالانکہ اس سے قبل اس کی دو ہزار دینار کی کتابیں فروخت کی جا چکی تھیں ۔ اس کے دو غلام رات دن اس کے لیے کتابیں لکھتے رہتے تھے ۔

اس کے کاتب محمد بن سعد کی روایت ہے کہ مجھے ابوعبداللہ واقدی نے اپنی تاریخ ولادت ۱۳۰ھ بتائی ۔ واقدی کی وفات ۱۱ ذی الحج سوموار کی شب کو ۲۰۷ھ میں ہوئی ۔ اس نے ۷۸ برس کی عمر پائی اور قبرستان خیزرانؒ میں مدفون ہوا ۔ نماز جنازہ محمد بن سماعہ نے پڑھائی ۔

واقدی کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التاریخ والمغازی والمبعث ۔ کتاب اخبار مکۃ ۔ کتاب الطبقات ۔ کتاب فتوح الشام ۔ کتاب فتوح العراق ۔ کتاب الجمل ۔ کتاب مقتل الحسین علیہ السلام ۔ کتاب السیرۃ ۔ کتاب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب الردۃ والدار ۔ کتاب حرب الاوس والخزرج ۔ کتاب صفین ۔ کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب امر الحبشۃ والفیل ۔ کتاب المناکح ۔ کتاب السقیفۃ وبیعۃ ابی بکر ۔ کتاب ذکر القرآن ، کتاب سیرۃ ابی بکر و وفاتہ ۔ کتاب مداعی قریش والانصار فی القطائع ووضع عمر الدواوین و تصنیف القبائل ومراتبها وانسابها ۔ کتاب الرغیب فی علم القرآن و غلط الرجال ۔ کتاب مولد الحسن والحسین ومقتل الحسین علیہ السلام ۔ کتاب ضرب الدنانیر والدراہم ۔ کتاب تاریخ الفقہاء کتاب الآداب ۔ کتاب التاریخ الکبیر ۔ کتاب غلط الحدیث ۔ کتاب السنۃ والجماعۃ وذم الہویٰ و ترک الخوارج فی الفتن ۔

کتاب الاختلاف۔ یہ کتاب اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے ان اختلافات پر محتوی ہے جو ان کے درمیان مسائل شفعہ، صدقہ، ہبہ، عمریٰ، رقبیٰ، ودیعہ، عاریہ، بضاعت، مضاربت، غصب،[۱] سرقہ، حدود اور شہادات میں پائے جاتے ہیں۔ باقی کتب فقہ اسی ترتیب سے لکھی گئیں۔

کاتب واقدی، محمد بن سعد

ابوعبداللہ محمد بن سعد اصحاب واقدی میں سے تھا اور اس کا راوی تھا۔ اس نے اپنی تمام کتابیں واقدی کی تصنیفات کی بنا پر تالیف کیں۔ یہ ثقہ اور پارسا شخص تھا۔ اخبار صحابہ و تابعین کا عالم تھا۔ ۲۳۰ھ[۲۲] میں فوت ہوا۔ کتاب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصنیفات میں سے ہے[۲۳]

اخبار ہیثم بن عدی

ابوعبدالرحمن ہیثم بن عدی ثُعَلی اشعار و اخبار، مثالب و مناقب اور مآثر و انساب کا عالم تھا۔ اس کے نسب کو مطعون ٹھہرایا جاتا ہے۔ دعبل نے ابن ابی دُواد کی ہجو میں جو شعر کہے ان میں ہیثم کی ہجو بھی پائی جاتی ہے۔

سألت ابی وکان ابی علیما	بأخبار الحواضر والبوادی[۲۴]
فقلت له اهیثم من عدیّ	فقال کاحمد بن ابی دواد[۲۵]
فان یک هیثم منهم صمیما	فاحمد غیر شک من ایاد[۲۶]
متی کانت ایاد یروس قوما	لقد غضب الاله علی العباد[۲۷]

ہیثم ۲۰۷ھ میں فم الصلح[۲۸] میں حسن بن سہل کے پاس فوت ہوا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔

کتاب المثالب۔ کتاب المعمرین۔ کتاب بیوتات قریش۔ کتاب الدولۃ۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب ہبوط آدم وافتراق العرب ونزولها فی منازلها[۲۹]۔ کتاب نزول العرب

بخراسان والسواد۔ کتاب نسب طی۔ کتاب مدیح اہل الشام۔ کتاب حلف کلب وتمیم وحلف ذہیل وحلف طی واسد۔ کتاب تاریخ العجم وبنی امیۃ۔ کتاب المثالب الصغیر۔ کتاب المثالب الکبیر، کتاب مثالب ربیعۃ۔ کتاب اخبار طی ونزولها الجبلین وحلف دعبل وثعل۔ کتاب مدائح اہل الشام۔ کتاب النوافل۔ کتاب اخبار زیاد بن امیۃ۔ کتاب من تزوج من الموالی فی العرب کتاب المنشاب۔ کتاب الجامع۔ کتاب الوفود۔ کتاب ما بقایا قریش فی الجاہلیۃ واسماء من ولدن۔ کتاب خطط الکوفۃ۔ کتاب ولاۃ الکوفۃ۔ کتاب النساء۔ کتاب النکد۔ کتاب فخر اہل الکوفۃ علی البصرۃ۔ کتاب تاریخ الاشراف الکبیر۔ کتاب تاریخ الاشراف الصغیر۔ کتاب طبقات الفقہاء والمحدثین۔ کتاب الاشراف۔ کتاب خواتیم الخلفاء۔ کتاب شرط الخلفاء، کتاب قضاۃ الکوفۃ والبصرۃ۔ کتاب عمال الشرط لامراء العراق۔ کتاب المواسم کتاب الصوایف کتاب الخوارج۔ کتاب النوادر۔ کتاب طبقات من روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الصحابۃ۔ کتاب تسمیۃ الفقہاء والمحدثین۔ کتاب التاریخ علی السنین۔ کتاب منتخل الجوامع، کتاب اخبار الحسن علیہ السلام وصفاتہ۔ کتاب السمی۔ کتاب اخبار الفرس۔ کتاب خطب المقرس بمکہ والمدینۃ۔ کتاب مقطعات الاعراب۔ کتاب المجبر۔ کتاب مقتل خالد بن عبداللہ القسری والولید بن یزید بن خالد بن عبداللہ۔

ہیثم کے اصحاب تصنیف تلامذہ

ابو عمر عنبزی

اس کا نام حفص بن عمر ہے اور تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب زیاد الاشراف و ذکر شباب العرب وما یجری بینهما وذکر ادعیاء الجاہلیۃ۔

تحریر سکری کی رو سے کتاب النساء بھی اس کی تصنیف ہے۔

احوال ابو البختری (قاضی)

ابو البختری، وہب بن وہب بن کثیر بن عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بن اسد بن

عبدالعزیٰ بن قصی۔

کہتے ہیں، اس کی ماں سے جو اہل مدینہ سے تھی، جعفر بن محمد علیہما السلام نے نکاح کر لیا تھا۔

ابوالبختری فقیہ، اخباری اور ماہر نسب تھا۔ ہارون نے اسے عسکر المہدی میں منصب قضا پر متمکن کر دیا تھا۔ پھر معزول کر دیا اور بکار بن عبد اللہ کے بعد مدینۃ الرسول علیہ السلام میں اسی عہدہ پر فائز کر دیا اور عہدۂ قضا کے ساتھ حربی ذمہ داریاں بھی اسی کے سپرد کر دی گئیں۔ پھر یہ معزول ہو کر بغداد آگیا اور وہیں فوت ہوا۔ یہ شخص حدیث میں ضعیف تھا، اس کی کتابیں یہ ہیں۔

کتاب الرایات۔ کتاب طسم و جدیس۔ کتاب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب فضائل الانصار۔ کتاب فضائل الکبیر، جو تمام فضائل پر حاوی ہے۔ کتاب نسب ولد اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔ یہ احادیث وحکایات کے چند مجموعوں پر مشتمل ہے۔

اخبارِ مدائنی

حارث بن ابی اسامہ کا کہنا ہے کہ مدائنی، ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف مدائنی (سمرہ بن جندب) ایک قول کے مطابق سمرہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف کا غلام تھا۔ محمد بن یحییٰ کی روایت ہے کہ حسین بن فہم کہتا ہے کہ اسے خود مدائنی نے بتایا، کہ میرا سال ولادت ۱۳۵ ھ ہے۔ اس کی وفات ۲۱۵ ھ میں ہوئی۔

میں نے ابوبکر بن اخشید کی تحریر میں پڑھا ہے کہ مدائنی زمرۂ متکلمین اور غلامانِ معمر بن اشعث میں سے تھا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ حفص الفرد، معمر، ابوسمرہ، ابوالحسن مدائنی، ابوبکر اصم اور ابوعامر عبدالکریم بن روح۔ یہ چھ کے چھ معمر بن اشعث کے غلام تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے اور خود میں نے بھی ابن کوفی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ مدائنی ۲۱۵ ھ میں اسحاق بن ابراہیم موصلی کے ہاں ۹۳ سال کی عمر پاکر فوت ہوا۔ اس نے اسی سے وابستگی اختیار کر لی تھی۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابوالحسن بن کوفی کی تحریر میں اس کی درجِ ذیل تصنیفات مسطور ہیں :-

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

تصنیفاتِ مدائنی اخبار وسیرت

کتاب امہات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب اخبار المنافقین۔ کتاب عہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب تسمیۃ المنافقین ومن نزل القرآن فیہ منھم ومن غیرھم۔ کتاب تسمیۃ الذین یؤذون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسمیۃ المستہزئین الذین جعلوا القرآن عضین۔

کتاب رسائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الملوک۔ کتاب آیات النبی۔ کتاب اقطاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب صلح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب عہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب المغازی۔

کتاب المغازی کے متعلق ابوالحسن بن کوفی پورے وثوق سے کہتا ہے کہ یہ کتاب چمڑے کے آٹھ اجزا میں عباس ناسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی مدائنی کے پاس موجود تھی۔ اس نے اس کے نیچے اسی فصل میں اور دوسری جگہ اس یقین کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس کے دو جز احمد بن حارث خزاز کی تصنیف ہیں۔

کتاب سرایا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کتاب الوفود۔ یہ کتاب اپنے دامنِ صفحات میں وفودِ یمن۔ وفودِ مضر اور وفودِ ربیعہ کو گھیرے ہوئے ہے۔

کتاب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب خبر الافک۔ کتاب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب السرایا۔ کتاب عمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقات۔ کتاب مانہی عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب حجۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ کتاب خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب لخاتم والرسل ۔ کتاب من کتب لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتابا وامانا ۔ کتاب سوال النبی وکتابہ ومن کان یرد علیہ بالصدقۃ من العرب ۔

اخبار قریش

کتاب نسب قریش واخبارہا ۔ کتاب العباس بن عبد المطلب ۔ کتاب اخبار ابی طالب و ولدہ ۔ کتاب خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب عبد اللہ بن العباس ۔ کتاب علی بن عبد اللہ بن العباس ۔ کتاب آل ابی العاص ۔ کتاب آل ابی العیص ۔ کتاب خبر الحکم بن ابی العاص ۔ کتاب عبد الرحمن بن سمرۃ ۔ کتاب ابن ابی عتیق ۔ کتاب عمرو بن الزبیر ۔ کتاب فضائل محمد بن الحنفیۃ ۔ کتاب فضائل جعفر بن ابی طالب ۔ کتاب فضائل الحارث بن عبد المطلب ۔ کتاب فضائل عبد اللہ بن جعفر ۔ کتاب معاویۃ بن عبد اللہ ۔ کتاب عبد اللہ بن معاویۃ ۔ کتاب محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ۔ کتاب العاص بن امیۃ ۔ کتاب عبد اللہ بن عامر بن کریز کتاب بشر بن مروان بن الحکم ۔ کتاب عمر بن عبد اللہ بن معمر ۔ کتاب ہجاء حسان لقریش ۔ کتاب فضائل قریش ۔ کتاب عمرو بن سعید ابن العاص ۔ کتاب یحییٰ بن عبد اللہ بن الحارث ۔ کتاب اسماء من قتل من الطالبیین کتاب اخبار زیاد بن ابیہ ۔ کتاب مناکح زیاد وولدہ و دعوتہ ۔

کتاب الجوابات ۔ یہ کتاب جوابات قریش، جوابات مضر، جوابات ربیعہ، جوابات موالی اور جوابات یمن کو محیط ہے ۔

تصنیفاتِ مدائنی، شرفا کے نکاح اور خواتین کے تعلق سے متعلق

کتاب الصداق ۔ کتاب الولائم ۔ کتاب المناکح ۔ کتاب الزواکح والنواشز ۔ کتاب المعیرات ۔ کتاب المغنیات ۔ کتاب المردفات من قریش ۔ کتاب من جمع بین اختین ومن تزوج اربع امرأۃ ومن جمع اکثر من اربع ومن تزوج مجوسیۃ کتاب من کرہ مناکحۃ ۔ کتاب من نقل عنہا زوجہا ۔

کتاب من نہیت عن تزویج رجل فزوجتہ۔ کتاب من زوج من الاشراف من کلب۔ کتاب من ہجاہا زوجہا۔ کتاب من شکت زوجہا اوشکاہا۔ کتاب مناقضات الشعراء واخبار النساء۔ کتاب من تزوج فی ثقیف من قریش۔ کتاب الفاطمیّات۔ کتاب من وصف امرأۃ فاحسن کتاب الکلبیّات۔ کتاب العوائل۔ کتاب منا کح الفرزدق۔ کتاب البکر۔ کتاب من تزوج من نساء الخلفاء۔

اخبارِ خُلفا کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب تسمیۃ الخلفاء وکناہم واعمارہم۔ کتاب تاریخ اعمار الخلفاء۔ کتاب تاریخ الخلفاء کتاب حلی الخلفاء۔

کتاب اخبار الخلفاء الکبیر۔ یہ کتاب ابوبکر، عمر، عثمان، علی علیہم السلام معاویہ یزید بن معاویہ، معاویہ، ابن زبیر، مروان بن حکم، عبدالملک، ولید، سلیمان عمر، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک، ولید بن یزید، یزید بن ولید، مروان، سفّاح، منصور، مہدی، ہادی، رشید، امین، مامون اور معتصم کے واقعات واخبار پر مشتمل ہے۔ کتاب اخبار السفاح۔ کتاب آداب السلطان۔

وقائع و حوادث کے باب میں اس کی تصنیفات

کتاب مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ کتاب الجمل۔ کتاب الرّدۃ۔ کتاب الغارات کتاب الخوارج۔ کتاب النہروان۔ کتاب توبۃ بن المضرس۔ کتاب خبر مثانی بن الحارث البرجمی کتاب بنی ناجیۃ والخرّیت بن راشد ومصقلۃ بن ہُبیرۃ۔ کتاب خطب علی علیہ السلام وکتبہ الی عمّال کتاب عبداللہ بن عامر الحضرمی۔ کتاب اسماعیل بن ہبّار۔ کتاب عمرو بن الزبیر۔ کتاب مرج راہط کتاب الربذۃ ومقتل حبیش۔ کتاب اخبار الحجاج ووفاتہ۔ کتاب عبّاد بن الحصین۔ کتاب حمزۃ واقحم۔ کتاب الجارود بن وستقباد۔ کتاب مقتل عمرو بن سعید۔ کتاب زیاد بن عمرو بن الاشراف العتکی۔ کتاب خلافۃ سعید الجبار الازدی ومقتل المشور۔ کتاب

مسلم بن قتیبۃ و روح بن حاتم ۔ کتاب مقتل یزید بن عمرو بن ہبیرۃ ۔ کتاب الرسولا بن عمر بن عباد الحبطی و عمرو بن سہل ۔ کتاب یوم سنبیل ۔

فتوحات سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب فتوح الشام ۔ ایام ابی بکر ۔ اول جزء شام ۔ مرج الصفر ۔ ایام ابی بکر خبر بصری ۔ خبر الواقوصہ ۔ خبر دمشق ۔ ایام عمر ۔ خبر فحل ۔ حمص ۔ یرموق ۔ ایلیاء ۔ قیساریہ ۔ عسقلان ۔ غزۃ قبرس ۔ کتاب عمرو بن سعد الانصاری ۔ کتاب فتوح العراق یہ کتاب وفاۃ ابی بکر ۔ خبر جسر ۔ خبر مہران اور یوم نخیلہ میں اس کے قتل ، خبر قادسیہ ، مدائن ۔ جلولاء اور نہاوند پر مشتمل ہے ۔

کتاب خبر البصرۃ و فتوحہا بہ دستمیسان ۔ ولایت میغرہ بن شعبہ ، ولایت ابوموسیٰ واقعہ اہواز ۔ واقعہ مناذر ۔ واقعہ نہر تیری ، واقعہ سوس ۔ واقعہ تستوا ۔ واقعہ قلعہ ۔ واقعہ ہرمزان ۔ واقعہ جند سابور ۔ واقعہ صہرباج قریۃ العبدی ۔ واقعہ سرق ۔ واقعہ رام ہرمز ، واقعہ بستان اور واقعہ تخنیۃ بن محصن پر مشتمل ہے ۔

کتاب الاشارۃ و

کتاب فتوح خراسان ۔ یہ کتاب ولایت جنید بن عبدالرحمان ۔ رافع بن لیث ۔ بن نصر بن سیار اور خراسان میں واقعہ قتیبہ کے اختلاف روایات کو محیط ہے ۔ کتاب فرار قتیبۃ بن مسلم ۔ کتاب ولایۃ اسد بن عبداللہ القسری ۔ کتاب ولایۃ نصر بن سیار ۔ کتاب الدولۃ ۔ کتاب ثغر الہند ۔ کتاب عمال السند ۔ کتاب فتوح سجستان ۔ کتاب فارس ۔ کتاب فتح الابلۃ ۔ کتاب اخبار ارمینیۃ ۔ کتاب کرمان ۔ کتاب فتح بابل و راماسال ۔ کتاب القلاع والاکراد کتاب عمان ۔ کتاب فتوح جبال طبرستان ۔ کتاب طبرستان ایام الرشید ۔ کتاب فتوح مصر ، کتاب الری و امر العلوی ۔ کتاب اخبار الحسن بن زید و ما مدح بہ فی الشعر و عمالہ ۔ کتاب فتوح الجزیرۃ ۔ کتاب فتوح الاہواز ۔ کتاب فتوح الشام ۔ کتاب فتح سہل ۔ کتاب امر البحرین ۔ کتاب فتح برقۃ ۔ کتاب فتح مکران ۔ کتاب فتوح الحیرۃ ۔ کتاب موادعۃ النوبۃ ۔ کتاب خبر ساریۃ بن زنیم ۔ کتاب فتوح الری ۔ کتاب فتوح جرجان و طبرستان ۔

اس کی تصنیفات احوالِ عرب کے بارے میں

کتاب البیوتات۔ کتاب الحران۔ کتاب اشراف عبد القیس۔ کتاب اخبار ثقیف۔ کتاب من نُسبَ الی امہ۔ کتاب من سُمّیَ باسم ابیہ من العرب۔ کتاب الخیل والرہان۔ کتاب بناء الکعبۃ۔ کتاب خبر خُزاعۃ۔ کتاب حما المدینۃ وجبالھا واودیتھا۔

اس کی تصانیف واقعاتِ شعرا کے باب میں

کتاب اخبار الشعراء۔ کتاب من نسب الی امہ من الشعراء۔ کتاب العمائر۔ کتاب الشیوخ کتاب العزماء۔ کتاب من ہارون اوعزا۔ کتاب من افرض من الاعراب فی الدیوان فندم وقال شعرا۔ کتاب المتمثلین۔ کتاب من تمثل بالشعر فی مرضہ۔ کتاب الابیات التی جوابہا الکلام کتاب النجاشی۔ کتاب من وقف علی قبر فتمثل بشعر۔ کتاب من بلغہ موت رجل فتمثل بشعر او کلام کتاب من تشبہ بالرجال من النساء۔ کتاب من فضل العربیات علی الحضریات۔ کتاب من قال شعرا علی البدیھۃ۔ کتاب من قال شعرا فی الاوابد۔ کتاب الاستعداء علی الشعراء۔ کتاب من قال شعرا فسمی بہ۔ کتاب من قال فی الحکومۃ من الشعراء۔ کتاب تفضیل الشعراء بعضہم علی بعض۔ کتاب من مذم علی المدیح وندم علی الھجاء۔ کتاب من قال شعرا فاجیب بکلام۔ کتاب ابی الاسود الدؤلی۔ کتاب خالد بن صفوان۔ کتاب مہاجاۃ عبد الرحمٰن بن حسان النجاشی۔ کتاب قصیدۃ خالد بن یزید فی الاحداث الملوک۔ کتاب اخبار الفرزدق۔ کتاب قصیدۃ عبد اللہ بن اسحاق بن الفضل بن عبد الرحمٰن۔ کتاب خبر عمران بن حطان الخارجی۔ کتاب النکد۔ کتاب الاکلۃ۔

اس کی دیگر تصنیفات

کتاب الاوائل۔ کتاب المغنین۔ کتاب التعازی۔ کتاب المنافرات کتاب الابلہ۔ کتاب من جور من الاشراف۔ کتاب العقبۃ والبروۃ۔ کتاب المسیرین کتاب خصومات الاشراف

کتاب القیافۃ والفأل والزجر۔ کتاب الحمقاء۔ کتاب الفراطین۔ کتاب الخیل۔ کتاب التمنی۔ کتاب الجواہر۔ کتاب المقتبس۔ کتاب الممسوحین۔ کتاب کان یقال۔ کتاب ذم الجنید۔ کتاب من وقف علی قبر۔ کتاب الحیل۔ کتاب من استجبت دعوتہ۔ کتاب قضاۃ اہل المدینۃ۔ کتاب قضاۃ اہل البصرۃ کتاب اخبار رقبۃ بن مصقلہ۔ کتاب مفاخر العرب والعجم۔ کتاب مفاخرۃ اہل البصرۃ واہل الکوفۃ کتاب ضرب الدراہم والصرف۔ کتاب اخبار ایاس بن معاویۃ۔ کتاب اخبار اصحاب الکہف کتاب صلاح المال۔ کتاب خطبۃ واصل۔ کتاب ادب الاخوان۔ کتاب البخل۔ کتاب المنقطعات المتجروات۔ کتاب اخبار ابن سیرین۔ کتاب الرسالۃ الی ابن ابی دواد۔ کتاب المزاور۔ کتاب اخبار المختار۔ کتاب القیافۃ والزجر والفأل۔ کتاب المدینۃ۔ کتاب کذ۔ کتاب المحتضرین۔ اس کا معنیٰ جواں مرگ ہے۔ کتاب معرفۃ المراقب والرسوم۔ کتاب المراعی والجراد۔ یہ کتاب شہروں اور دیہات کے مجموعوں سے متعلق اور وہاں کے معاملات کے بارے میں ہے۔ کتاب الجوابات۔

سرگذشت احمد بن حارث خزاز

یہ مدائنی کا مصاحب تھا۔ میں نے ابن کوفی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ابوجعفر احمد بن حارث بن مبارک منصور کا غلام اور بغداد کا باشندہ تھا۔ سر بڑا، لمبی اور گھنی داڑھی، خوبرو، چوڑا چہرہ اور انداز تکلم غیر واضح۔ موت سے ایک سال قبل داڑھی کو گہرے رنگ کا خضاب کرنے لگا تھا۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ مردے کے پاس جب منکر اور نکیر آتے ہیں تو اس کا خضاب دیکھ کر منکر، نکیر سے کہتا ہے "اس سے دور ہی رہو"۔ ابن کوفی کی تحریر کے علاوہ مروی ہے کہ احمد بن حارث، مدائنی اور عتابی کا راوی تھا۔ اس کے دادا کو جس کا نام حسان تھا اور دیلم کے قیدیوں میں سے تھا منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ وہ اسے اپنے غلاموں (یا درباریوں) میں شامل کرلے۔

احمد شاعر بھی تھا اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں:۔

انی امرؤ لا ادری بالباب اقعدہ اذا تمنع دونی حاجب الباب

ولاالوم امرأ فی ذِیْذِی شرف ولااطالب وُدّ الکارہ الأبی

اس نے اکثر شعر دربانوں کی مذمت میں کہے۔ احمد بن حارث، ذی الحجہ ۲۵۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کا مکان باب الکوفہ میں تھا اور وہیں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ایک روایت کے مطابق اس کی وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی۔

اس کی کتابیں یہ ہیں:۔

کتاب المسالک والممالک۔ کتاب اسماء الخلفاء وکتابہم والصحابۃ۔ کتاب مغازی البحر فی دولۃ بنی ہاشم وذکر ابی حفص صاحب اقریطش۔ کتاب القبائل۔ کتاب الاشراف۔ کتاب ما نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ۔ کتاب اخبار السراری۔ کتاب نوادر الشعر۔ کتاب مختصر کتاب البلدان، کتاب مغازی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسرایاہ وذکر ازواجہ۔ کتاب اخبار ابی العباس۔ کتاب الاخبار والنوادر۔ کتاب صفۃ البرید۔ کتاب النسیب۔ کتاب الحلائب والرھان۔

ابو خالد غنوی

کتاب اخبار غنی والنسابہم اور کتاب الانساب اس کی تصنیفات ہیں۔

اخبار وحالاتِ ابن عبدہ

عبد الرحمان نام۔ عبدہ لقب اور ابو عبد الرحمٰن کنیت ہے!

اس کے بیٹے محمد کی کنیت ابو بکر تھی۔

اس کا شمار ثقہ اور قابل اعتماد ماہرین انساب سے ہوتا تھا۔ مآثر وواقعات اور سرگزشتِ عرب سے خوب واقف تھا۔ تمام زیست سلطان سے وابستہ رہا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب النسب الکبیر کتاب انسابِ قبائل پر مشتمل ہے اور کتاب ہشام الکلبی کے انداز پر ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتابیں اس کی تصانیف ہیں۔

کتاب مختصر اسماء القبائل، کتاب الکافی فی النسب۔ کتاب مناکح آل المطلب۔ کتاب

نسب ولد ابی صُفرۃ والمعلب وولدہ۔ کتاب مُعَدّبن عدنان وقحطان۔ کتاب مناقب قریش، کتاب نسب بنی قعقس بن طریف بن اسد بن خزیمۃ۔ کتاب الامہات۔ کتاب نسب الاخنس بن شریق الثقفی۔ کتاب نسب کنانۃ۔ کتاب ابی جعفر المنصور۔ کتاب اشراف بکر وتَغْلِب و فرسانہم وایامہم ومناقبہم واجلائہم۔ کتاب اسماء فحول الشعر۔ کتاب الشعراء۔

واقعاتِ علان شعوبی

علان شعوبی فارسی الاصل ہے۔ انساب ومثالب او رمنافرات کا رلوی اور ان پر گہری نظر رکھنے والا تھا۔ برامکہ سے وابستہ رہا۔ بیت الحکمت میں رشید۔ مامون اور برامکہ کے لئے کتابیں نقل کرتا تھا۔ مثالب عرب کے موضوع سے متعلق کتاب المیدان کے نام سے اس نے ایک کتاب لکھی۔ جس میں عربوں کی توہین وتذلیل کی اور ان کے مثالب ومعائب کی نشاندہی کی ہے۔

میں نے ابن شاہین اخباری کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اس نے حلیہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جو ناتمام رہی اور وہ بھی ضائع ہوگئی۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المثالب۔ یہ کتاب حسب ذیل مثالب پر مشتمل ہے۔ مثالب قریش اور مصنوعات وتجارت قریش۔ مثالب تیم بن مرہ بن کعب، مثالب بنی اسد بن عبد العزیٰ۔ مثالب بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب۔ مثالب سامہ بن لوئی۔ مثالب عبد الدار بن قصی۔ مثالب اولادِ زہرہ بن کلاب۔ مثالب بنی عدی بن کعب۔ مثالب سعد بن لوئی۔ مثالب حارث بن لوئی مثالب خزیمہ بن لوئی۔ مثالب عوف بن لوئی۔ مثالب عامر بن لوئی۔ مثالب اسد بن خزیمہ مثالب ہذیل بن مدرکہ، مثالب بنی امرئ القیس بن زید بن مناۃ بن تمیم۔ مثالب بنی طابخہ بن الیاس۔ مثالب بنی ضبہ بن اد۔ مثالب مزینہ بن اد۔ مثالب عدی بن رباب۔ مثالب عکل۔ مثالب طہیہ بن تمیم۔ مثالب تیم۔ مثالب عمرو بن تمیم۔ اسد۔ لخم۔ قیس۔ مارب۔ حبط۔ یربوع۔ بنو دارم۔ دارم۔ ربیعۃ الجوع۔ بنو سعد بن زید مناۃ۔ مثالب قیس عیلان۔

مثالب غنی ۔ مثالب باہلہ ۔ مثالب بنی سلیم بن منصور ۔ مثالب عنبرہ ۔ مثالب عامر بن صعصعہ ۔
مثالب نزارہ ۔ بنو مرہ بن عوف بن غطفان ۔ عبس بن بغیض ۔ ثقیف ۔ مثالب ربیعہ ۔
مثالب عجل بن لجیم ۔ مثالب تغلب بن وائل ۔ مثالب یشکر بن بکر ۔ مثالب نمر بن قاسط ۔
مثالب سدوس بن شیبان ۔ مثالب عنزہ بن اسد ۔ مثالب تیم اللات بن ثعلبہ ۔ مثالب
قیس بن ثعلبہ ۔ مثالب حنیفہ بن لجیم ۔ مثالب بنی سنان ۔ مثالب عبد القیس ۔ مثالب
ایاد ۔ مثالب یمن (غیر مفصل) اوس ۔ خزرج ۔ قضاعہ ۔ طی ۔ بنو حارث بن کعب
نخع ۔ خزاعہ ۔ غسان ۔ کندہ ۔ اسعد ون ۔ لخم ۔ جذام ۔ عبس ۔ مراد ۔ سکاسک تقین ۔ نہد ۔
زبید ۔ بجیلہ ۔ ہمدان ۔ حضرموت اس کی ان کتابوں میں سے جو کسی ایک ہی قبیلہ کے ساتھ
خاص ہیں ۔ یہ ہیں :-
کتاب فضائل کن ۔ کتاب نسب النمر بن قاسط ۔ کتاب نسب تغلب بن وائل ۔
کتاب فضائل ربیعہ اور کتاب المنافرت ۔

اخبارِ محمد بن حبیب

ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو ۔
سکری کی تحریر میں : ابو القاسم حجازی صاحب التاریخ الملحق کے حوالے سے
لکھا ہے کہ اس کو محمد بن عبد الملک نے بتایا کہ مجھ سے ابو القاسم عبد العزیز بن عبد اللہ ہاشمی ۔
نے بیان کیا کہ محمد بن حبیب ہمارا ۔ یعنی بنی عباس بن محمد کا ۔ غلام تھا اور یہ حبیب
اس کے باپ کا نام نہیں بلکہ ماں کا نام ہے اور اس کی ماں حبیب بھی ہماری
کنیز تھی ۔!

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس کا شمار بغداد کے علمائے انساب و اخبار اور ماہرین
لغت اور شعر و قبائل میں ہوتا ہے ۔ اس نے اشعارِ عرب کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور ابن
اعرابی ۔ قطرب ابو عبیدہ ۔ ابو الیقظان اور دیگر علما سے روایت کیا ۔ یہ شائستہ و تربیت یافتہ تھا
اور اس کی کتابیں بالکل صحیح اور بے عیب ہیں ۔ اس کی وفات سنہ ... میں ہوئی ۔ تصنیفات

یہ ہیں :-

کتاب الامثال علی افعل۔ کتاب النسب۔ کتاب السود والعود۔ کتاب العمائر والربائع فی النسب۔ کتاب الموشح۔ کتاب المؤتلف والمختلف فی النسب۔ کتاب الخبر۔ کتاب المقتنی۔ کتاب غریب الحدیث۔ کتاب الانواء۔ کتاب المنجم۔ کتاب الوشا۔ کتاب من استجیب دعوتہ۔ کتاب اخبار الشعراء وطبقاتہم۔ کتاب نقائض جریر بن عمر بن لجا۔ کتاب نقائض جریر والفرزدق۔ کتاب الحذوف۔ کتاب تاریخ الخلفاء۔ کتاب من سمی ببیت قالہ۔ کتاب مقاتل الفرسان۔ کتاب الشعراء والنسابین۔ کتاب العقل۔ کتاب کنز الشعراء۔ کتاب المسماۃ۔ کتاب امہات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب جریر التی ذکرہا فی شعرہ۔ کتاب امہات اعیان بنی المطلب۔ کتاب المقتبس۔ کتاب امہات الشیعۃ من قریش۔ کتاب الخیل۔ تحریر ابن کوفی کی رو سے یہ کتابیں بھی اسی کی ہیں :-

کتاب البنات۔ کتاب الارحام التی بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین اصحابہ سوی العصبۃ کتاب لقاب النمر و ربیعۃ ومضر۔ کتاب الالقاب۔ یہ کتاب القاب قبائل سے متعلق ہے۔

کتاب القبائل الکبیر والایام۔ یہ کتاب اس نے فتح بن خاقان کے لیے تصنیف کی

اور میں نے اس کا بھی نسخہ ابوالقاسم بن ابوالخطاب بن فرات کے پاس دیکھا جو طلحی کاغذ پر لکھا ہوا تھا اور بیس سے زیادہ اجزا پر مشتمل تھا۔ اور یہ نسخہ اپنی اصل مقدار سے کم تھا۔ اس کی ہیئت وشکل اس بات پر دلالت کناں تھی کہ یہ چالیس اجزا کو محیط ہوگا اور ہر جز دوسو یا اس سے زائد اوراق پر مشتمل ہوگا اس نسخہ کی فہرست طلحی کاغذ کے پندرہ اوراق پر خط جرک میں تستری بن علی وراق کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ فہرست قبائل اور ان کے ایام و سرگزشت پر محتوی ہے، میں تفصیل میں جائے بغیر اس کا خلاصہ بیان کروں گا۔

خلاد بن یزید باہلی

یہ اخبار و قبائل اور اشعار کے راویوں میں سے ہے۔ اس کی کوئی تصنیف ہمارے علم میں نہیں آئی۔

عمر بن بکیر

اصحاب حسن بن سہل سے ہے۔ اس کا شمار علمائے اخبار و روایات اور ماہرین انساب سے ہوتا ہے۔ فراء نے کتاب معانی القرآن اسی کے لیے تصنیف کی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب یوم الغول۔ یوم الظہر۔ یوم ارمام۔ یوم الکوفۃ۔ غزاوۃ بنی سعد بن زید مناۃ یوم منابعن۔

ابن ابی اویس

رواتِ لغت و انساب اور مآثر میں سے ہے فصحائے اعراب سے ملا اور غریب سے متعلق ابوسہل سعد بن سعید سے کتاب الحضرمی کا ایک حصہ روایت کیا۔

ابن نطّاح

ابوعبداللہ محمد بن صالح بن نطاح۔ اس نے حسن بن میمون سے روایت کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے دولت و سلطنت اور اس کے اخبار و حالات کے موضوع سے متعلق کتاب تصنیف کی۔

ابن نطاح نے ابراہیم بن زاوان بن سنان لبصری سے متعدد واقعات نقل کیے۔
ابن نطاح، اخبار و انساب کا عالم اور سنن فقہ کا راوی تھا۔

اس کی مصنفات یہ ہیں:۔

کتاب افخاذ العرب۔ کتاب البیوتات۔

کتاب الرد علی ابی عبیدۃ فی کتاب الدیباج۔

کتاب انساب ازد عمان۔

کتاب مقتل زید بن علی علیہما السلام۔

سلمویہ بن صالح لیثی

اس کا شمار اخبار اور انساب کے رواۃ میں ہوتا ہے۔ کتاب الدولۃ اس کی تصنیف ہے، جس میں اس نے علمائے انساب کی ایک جماعت سے روایات بیان کیں۔

سکری

اس کا نام حسن بن سعید ہے۔ ماہرین نسب سے تھا۔ کتاب انساب بنی عبدالمطلب اس کی تصنیف ہے۔ جو ایک ضخیم کتاب ہے۔

ابن عبدالحمید کاتب

ابوالفضل محمد بن احمد بن عبدالحمید کاتب۔ اس کا شمار علمائے سیرت میں ہوتا ہے۔ کتاب اخبار خلفاء بنی العباس اس کی تصنیف ہے۔ جو ایک بڑی کتاب ہے۔

ابن ابی ثابت زہری

اس کا نام عبدالعزیز بن عمران زہری ہے۔ کتاب الاحلاف اس کی تصنیف ہے۔

عیینہ بن منہال

ابوالمنہال اس کی کنیت ہے۔ اخبار، امثال اور انساب کا راوی ہے۔ اس کی تالیفات یہ ہیں:-

کتاب الابیات السائرۃ المباینات۔ کتاب الامثال السائرۃ۔ کتاب السراب۔

راوندی

کتاب اخبار الرواۃ، اس کی تصنیف ہے۔ جس کو اس نے حسن و خوبی سے ترتیب

دیا۔ میں سنے اس کا تھوڑا سا حصہ دیکھا ہے۔ راوندیوں کے لئے اس نے ایسی نشستوں کا اہتمام کر رکھا تھا کہ یہ جن میں یہ کتاب اس کے سامنے پڑھتے اور حکومت کے واقعات وحالات کے سلسلہ میں اس سے استفادہ کرتے تھے۔ کتاب الدولۃ اس کی تصنیف ہے جو تقریباً دو ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔

ابن شبیب

عبداللہ بن شبیب ربعی بصری۔ اس کی کنیت ابوسعید ہے۔ اخباریین میں سے تھا۔ کتاب الاخبار والآثار اس کی تصنیف ہے جو اس سے ثعلب نے روایت کی۔

غَلابی

ابوعبداللہ محمد بن زکریا بن دینار غلابی۔ سیر، احداث اور مغازی وغیرہ کے رواۃ میں سے ہے۔ یہ ثقہ اور صادق تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:

کتاب مقتل الحسین بن علی۔ کتاب وقعۃ صفین۔ کتاب الجمل۔ کتاب الحرۃ۔ کتاب مقتل امیر المؤمنین۔ کتاب التوابین وعین وردہ۔ کتاب الاجواد۔ کتاب المنحلین۔

وہ گروہ جس کا ذکر ہمیں ابن کوفی کی تحریر سے معلوم ہوا اور

ہم نے اس کو موخر رکھا

ان میں سے ایک خراش بن اسماعیل شیبانی ہے۔ اس کی کنیت ابو رعشن ہے۔ اس سے محمد بن سائب کلبی نے اخذِ علم کیا۔ یہ ماہرین نسب سے ہے۔ کتاب اخبار ربیعۃ وانسابہا اس کی تصنیف ہے۔

ابن زبالہ

یہ اخباریین و نسب شناس گروہ میں سے ہے۔ کتاب اخبار المدینۃ اس

کی تصنیف ہے۔

عبیداللہ بن ابوسعید وراق

اخباری، نساب اور راوی شعر تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب العربیۃ۔ کتاب الایمان والدعاء والدواہی۔ کتاب المدینۃ واخبارہا۔
کتاب الشعراء۔ کتاب الالقاب۔

بصری

یہ حسن بن میمون ہے جو بنی نصر بن قعین سے تھا۔ محمد بن فلاح نے اس سے
روایت کی۔ کتاب الدولۃ اور کتاب المآثر اس کی تالیفات ہیں۔

خالد بن خداش

بن عجلان، اس کی کنیت ابوالہیثم ہے۔ خاندانِ مہلب بن ابوصفرہ کا غلام تھا
۲۲۴ھ میں فوت ہوا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب الازارقۃ وحروب المھلب۔ کتاب اخبار آل المھلب۔

ابن عابد

اس کے بارے میں سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ کتاب الملوک و
اخبار الامم اس کی تصنیف ہے۔

معیزہ

بن محمد مھلبی۔ کتاب مناکح المھلب اس کی تصنیف ہے۔

ابن غنام کلابی

یہ کوفی تھا، ابن کناسہ کے عہد میں ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے کچھ قصے مشہور ہیں۔ کتاب النسب اور کتاب الملح اس کی مؤلفات ہیں۔

ابو المنعم

اس کا نام[۱۲] . . . ہے۔ کتاب الشعراء اس کی تصنیف ہے۔

خثعمی

اس کا نام محمد بن عبداللہ یا عبداللہ بن محمد ہے، اور کتاب الشعر والشعراء اس کی تصنیف ہے۔

منجوف سدوسی

کتاب العول اس کی تصنیف ہے۔ عنزیہ سدوسی اس کی اولاد میں سے ہے اس کا نام عبداللہ بن فضل بن سفیان بن منجوف اور کنیت ابومحمد ہے۔ یہ اخباری تھا۔ اس نے ابوعبیدہ سے روایت کیا اور ۲۰۰ھ کے بعد وفات پائی۔ کتاب المآثر والانساب فی الایام اس کی تصنیف ہے۔

ولید بن مسلم

اصحاب سیر و احداث سے ہے اور کتاب المغازی اس کی تصنیف ہے۔

فاکہی

کتاب مکہ و اخبارہا فی الجاہلیۃ والاسلام اس کی تصنیف ہے۔

یزید بن محمد مہلبی

یہ شاعر تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ کتاب المھلب واخبارہ واخبار ولدہ اس کی تصنیف ہے۔

ابو اسحاق

اسماعیل بن عیسیٰ عطار، باشندگانِ بغداد اور اصحابِ سیر میں سے ہے۔ حسن بن علویہ عطار نے اس سے روایت کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المبتدا۔ کتاب حفر زمزم۔ کتاب الردۃ۔ کتاب الفتوح۔ کتاب الجمل۔ کتاب صفین۔ کتاب الالویۃ۔ کتاب الفتن۔

ابن ابی طیفور

اس کا نام محمد بن احمد جرجانی ہے اور باشندگانِ جرجان میں سے ہے۔ کتاب الواب الخلفاء اس کی تصنیف ہے۔ اس سے مقصود ان لوگوں کا ذکر ہے جن سے خلفا مانوس تھے، جن سے مشورہ لیتے تھے اور جن سے فکری و عقلی رہنمائی حاصل کرتے تھے اور امداد و استواری کے طالب ہوتے تھے۔

ابن تمام دہقان

ابوالحسن محمد بن علی بن فضل بن تمام دہقان۔ یہ اصلاً کوفہ کا باشندہ تھا۔ کتاب فضائل الکوفۃ اس کی تصنیف ہے۔

ابو حسان زیادی

ابوحسان حسن بن عثمان زیادی۔ اس نے ہیثم بن عدی وغیرہ سے روایت کی۔

یہ فاضل قاضی، ادیب اور ماہر نسب تھا یعنی اور فیاض تھا۔ خود بھی کتابیں تصنیف کرتا اور لوگ بھی اس کے لیے کتابیں لکھتے۔ اس کا بہت اچھا اور وسیع کتب خانہ تھا۔ اس نے متعدد لوگوں سے تحصیل علم کی۔ یہ اور حسن بن علی بن ابو الجعد ایک ساتھ ۲۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ اس نے ۷۰ برس اور چند مہینے کی عمر پائی۔ تصانیف یہ ہیں:-

کتاب معانی کلام عروۃ بن الزبیر۔ کتاب طبقات الشعراء۔ کتاب القاب الشعراء۔ کتاب الآباء والامہات۔

مُصعَب بن عبداللہ زبیری

ابو عبداللہ مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام حواری[۳۶ھ]۔ یہ زبیر بن ابوبکر کا چچا تھا اور بغداد میں رہائش پذیر تھا۔ راوی، ادیب، شاعر اور محدث تھا۔ اس کا باپ عبداللہ، شریر اور بُرا انسان تھا اولادِ علی علیہ السلام کے بارے میں گستاخانہ روش رکھتا تھا۔ یحییٰ بن عبداللہ کے ساتھ اس کے قصے مشہور ہیں۔ مصعب بن عبداللہ کی وفات بدھ کے روز ۲۔ شوال ۲۳۳ھ میں ہوئی۔ ابن ابی خیثمہ کے بیان کے مطابق اس نے ۹۶ برس کی عمر پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب النسب الکبیر۔ کتاب نسب قریش۔

اخبارِ زبیر بن بکّار

ابو عبداللہ زبیر بن ابوبکر بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام

اہل مدینہ سے تھا، اس کا شمار اصحابِ اخبار و انساب، شعرائے صداقت پیشہ اور جلیل القدر رواۃ میں ہوتا ہے۔ مکہ کے عہدۂ قضا پر فائز تھا۔ بغداد متعدد بار اس کا جانا ہوا۔ آخری مرتبہ ۲۵۳ھ میں گیا۔

محمد بن داؤد کا بیان ہے کہ اس کے اشعار [illegible]

میں مروّت، بہادری اور پاک دامنی پائی جاتی ہے۔ اس کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں :-

عف التصبی متجمل الصبر	یجوعواقب دولة الدھر
جعل المنی سبب الراحته	فیمایکن لوعاة الصدر
حتی اذاما الفکر راجعه	قطع المنی بنبین الھجر
یشکو الضمیر الی جوانحه	بعض الذی یلقی من الفکر

زبیر مکہ کا قاضی تھا اور وفات کے وقت بھی اسی منصب پر فائز تھا اور یہیں اتوار کی رات ۲۱ ۔ ذی القعدہ ۲۵۶ھ کو سپرد خاک کیا گیا۔ اس نے ۸۴ سال عمر پائی۔ اس کی موت کا باعث یہ ہوا، کہ یہ اپنے مکان کی چھت سے گر پڑا جس سے ہنسلی اور سرین کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے بیٹے مصعب نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں محمد بن عیسیٰ بن منصور بھی شریک ہوا، اور اسے قبرستانِ حجون میں علی بن عیسیٰ ہاشمی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :-

کتاب اخبار العرب وایامہا۔ کتاب نسب قریش واخبارہا۔ کتاب نوادر اخبار النسب کتاب الاختلاف۔ کتاب اللغة۔ وھوالموفقیات فی الاخبار۔ یہ اس نے موفق کے لیے تصنیف کی۔ کتاب مزاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب نوادر المدنیین۔ کتاب النحل میں نے یہ خط سکری میں لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ کتاب العقیق واخبارہ۔ کتاب الاوس والخزرج کتاب وفود النعمان علی کسریٰ۔ کتاب اغارة کثیر علی الشعراء۔ کتاب اخبار ابن میادة۔

ابن کوفی کی رو سے یہ بھی اس کی تصنیفات ہیں :-

اخبار حسان۔ اخبار الاحوص۔ اخبار عمر بن ابی ربیعة۔ اخبار ابی دہبل۔ اخبار جمیل۔ اخبار نصیب۔ اخبار کثیر۔ اخبار ابیته اخبار العرجی۔ اخبار ابی السائب۔ اخبار حاتم۔ اخبار عبدالرحمٰن بن حسان۔ اخبار ہدبة وزیادہ۔ اخبار توبة ولیلیٰ۔ اخبار ابن ہرمة۔ اخبار المجنون۔ اخبار القاری۔ اخبار ابن الدمینة۔ اخبار عبداللہ بن قیس الرقیات، اور اخبار اشعث۔

ان لوگوں کے نام جن سے ابن کوفی کی تحریر کی رُو سے زبیر نے روایت کی

اس نے اپنے چچا مصعب بن عبداللہ، محمد بن حسن مخزومی، محمد بن ضحاک بن عثمان، مسلم بن عبداللہ بن مسلم بن جندب۔ ابراہیم بن منذر، یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن ثوبان، عبدالملک بن عبدالعزیز، یعقوب بن اسحاق ربعی، عثمان بن عبدالرحمٰن، بکار بن رباح، مسلم بن ابراہیم بن ہشام، عبدالعزیز بن عبداللہ، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالحمید، حمید بن محمد بن عبدالعزیز زہری۔ عبدالجبار بن سعید بن نوفل بن مساحق، مومن بن عمر بن افلح، علی بن مغیرہ اور عبداللہ بن نافع بن ثابت سے روایت کیا۔

اخبار جہمی

ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حمید بن سلیمان بن عبداللہ بن ابوجہم بن حذیفہ عدی۔ یہ بنو عدی بن کعب سے ہے۔ اپنے دادا ابوجہم بن حذیفہ حواری کی طرف نسبت کی بنا پر جہمی کے نام سے معروف ہے۔ عراق آیا اور یہیں اس نے تحصیل علم کی۔ ادیب، راوی اور شاعر تھا۔ بوقلموں صلاحیتوں سے بہرہ ور تھا۔ اکثر انساب و مثالب بیان کرتا اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے لوگوں کو بھی مستثنیٰ نہ رکھتا۔ اس موضوع پر اس کی کئی کتابیں ہیں۔

محمد بن داؤد کا بیان ہے کہ مجھے سوار بن ابوشراعہ نے بتایا کہ (ایک مرتبہ) جہمی اور حامیان عمر و عثمان کے درمیان تلخ ہو گئی۔ اس نے ان کے اسلاف کا ذکر بہت ہی ناگوار اور ناشائستہ اسلوب سے کیا۔ اس پر بعض ہاشمیوں نے اعتراض کیا۔ اس نے عباس کے بارے میں زیادہ غلط اور تکلیف دہ کلمات کہے۔ یہ بات متوکل کو پہنچی تو اس نے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم نے اس کو کوڑے لگائے، جب وہ کوڑے

لگا کر فارغ ہوا، تو اس نے کہا۔

تبری الکلوم ویبنت الشعر ولکل مورد علة صدر

واللوم فی الاتراب منبطح لعیدہ ماادرق الشجر

اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب انساب قریش واخبارہا۔ کتاب المعصرین۔ کتاب المثالب۔ کتاب الانتصار فی الرد علی الشعوبیۃ۔ کتاب فضائل مضر۔

ازرقی

اس کا نام محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ولید بن عقبہ بن ازرق ہے۔ ابن کوفی کی تحریر کی رو سے ازرق کا نام عثمان بن عمرو بن حارث بن ابی شمر بن عمرو بن عوف بن حارث بن ربیعہ بن حارثہ بن حارث بن ثعلبہ بن عنقا۔ بن حتبہ بن عمرو بن عامر مزیقیا ہے یہ اخباریین اور اصحاب سیر میں سے تھا۔

کتاب مکہ واخبارہا وجبالہا وادویتہا، اس کی ایک ضخیم تصنیف ہے۔

اخبار عمر بن شبہ

وہ لوگ جن سے عمر نے روایت کیا

اس نے ابوعاصم نبیل، محمد بن سلام جمحی۔ ہارون بن عبداللہ اور ابراہیم بن منذر سے روایت کیا۔

یہ ابوزید عمر بن شبہ بن عبید بن ریطہ ہے۔ شبہ کا نام زید اور کنیت ابومعاذ ہے۔ عمر کا کہنا ہے کہ میرا نام ابو شبہ پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ جب میں ماں کی گود میں تھا تو میری ماں مجھے اچھالتی اور ان الفاظ میں لوری دیتی تھی۔

بابائی وشبا وعاش حتی دبا شیخا کبیرا حنا

عمر بصری تھا اور بنو نمیر کا غلام تھا۔ شاعر، اخباری، فقیہ اور راست گو تھا۔ اس

کی روایات میں کسی نوع کا خلا نہیں پایا جاتا۔ یہ شعر اسی کا ہے۔

فقائلۃ لم یبق فی الناس سید . فقلت بلی عبد الرحیم بن جعفر[2]

اس کا لڑکا ابوطاہر احمد بن عمر بن شبہ بھی کامیاب شاعر اور ظریف تھا۔ اس کی روایات بھی ہیں۔ اس نے اپنے باپ سے تقریباً دس سال بعد وفات پائی۔

ابوطاہر کے چند شعر یہ ہیں :-

نظرت فلم ارفی العسکر   کشؤمی وشؤم ابی جعفر[3]

غدا الناس للعید فی زینۃ   من الیوم فی منظر ازھر[4]

ویغدو علیھم ببلا احبۃ   مرارا من المنزل المقفر[5]

فیقعد للشؤم فی عزلۃ   من الناس ینظر فی دفتر[6]

عمر بن شبہ نے نوے سال کی عمر پاکر سر من رای میں پیر کے روز ۲۴۔ جمادی الاخری ۲۶۲ھ میں انتقال کیا۔ اس کی کتابیں ابوالحسن علی بن یحییٰ کی طرف منتقل ہوگئی تھیں کیونکہ اس نے ابوطاہر بن عمر بن شبہ سے خرید لی تھیں۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الکوفۃ۔ کتاب البصرۃ۔ کتاب المدینۃ۔ کتاب مکۃ۔ کتاب امراء الکوفۃ۔ کتاب امراء البصرۃ۔ کتاب امراء المدینۃ۔ کتاب امراء مکۃ۔ کتاب السلطان۔ کتاب مقتل عثمان۔ کتاب الکتاب۔ کتاب الشعر والشعراء۔ کتاب الاغانی۔ کتاب التاریخ۔ کتاب اخبار المنصور۔ کتاب محمد و ابراہیم ابنی عبداللہ بن حسن۔ کتاب اشعار الشراۃ۔ کتاب النسب۔ کتاب اخبار بنی نمیر۔ کتاب مایستعجم الناس فیہ من القرآن۔ کتاب الاستعانۃ بالشعر و ماجاء فی اللغات۔ کتاب الاستعلام للنحو ومن کان یلحن من النحویین۔

بلاذری

ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری۔ ایک روایت کے مطابق اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ اہل بغداد سے تھا۔ اس کا دادا جابر، فرمانروائے مصر خصیب کے ہاں کاتب تھا۔ بلاذری شاعر اور راوی تھا۔ آخر عمر میں اس کو خلل دماغ کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا

جس کی وجہ سے اسے شفاخانہ میں جکڑ دیا گیا اور وہیں فوت ہوا۔

اس کی خرابیٔ دماغ کا باعث یہ ہوا کہ اس نے غلطی سے بلاذر[۱] کھا لیا اور اس کے نتیجے میں اس عارضہ سے دوچار ہوا۔ وہ زیادہ تر ہجو کرتا تھا۔ عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی مجلس میں وہب بن سلیمان کے ہوا خارج ہوئی تو اس پر اس نے اس کی خوب خبر لی اور کہا:۔

ایا ضرطۃ حسبت رعدۃ	تنوق فی سلہا جہدہ
فقدمت وہب بہا سابقا	وصلی اخو صاعد بعدہ
لقد ہتک اللّٰہ ستریہما	کذا کل من یطعم الفہد[۲]

اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب البلدان الصغیر۔ کتاب البلدان الکبیر نا تمام۔ کتاب الاخبار والانساب۔ کتاب عہد اردشیر۔ اس کا ترجمہ اس نے عربی اشعار میں کیا۔

یہ ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے فارسی علوم کو عربی میں منتقل کیا۔

طلحی

ابو اسحاق طلحہ بن عبیداللہ بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی۔

یہ اہل بصرہ سے تھا اور موفق کا ندیم تھا۔ اس کا شمار رواۃ و اخباریین میں ہوتا ہے۔ اتوار کی رات نصف ذی الحجہ ۲۷۱ھ کو فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الثمین کتاب جواہر الاخبار۔

ابن ازہر

جعفر بن ابو محمد بن ازہر بن عیسیٰ اخباری۔ اخباریین سے تھا۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ اس کو ابن اعرابی اور دیگر حضرات سے سماع کا موقع ملا۔

کتاب التاریخ جس کا شمار عمدہ کتابوں میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیف ہے۔

محمد بن سلام

ابو عبد اللہ محمد بن سلام جمحی۔ اخباریین و رواۃ میں سے ہے۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :۔

کتاب الفاضل فی ملح الاخبار والاشعار۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب طبقات الشعراء الجاہلین۔ کتاب طبقات الشعراء الاسلامیین۔ کتاب الحلاب واجر الخیل۔

ابو خلیفہ

فضل بن حباب بن محمد بن شعیب بن صخر جمحی البصری۔ بنو جمح سے تھا نابینا تھا اور بصرہ کے منصب قضا پر فائز تھا۔ اخبار، اشعار اور انساب کے راویوں سے تھا۔ ابو خلیفہ نے اتوار کی رات ۱۳۔ ربیع الاول ۳۰۵ھ کو وفات پائی اور اتوار کے روز اپنے گھر ہی میں سپرد خاک کیا گیا۔ کتاب طبقات الشعراء الجاہلیین اور کتاب الفرسان اس کی تصنیفات ہیں۔

چند اخباریین

ابو العباس

عبد اللہ بن اسحاق بن سلام مکاری۔ علم غریب، فقہ، آثار اور اشعار پر خوب نظر رکھتا تھا۔ صداقت شعار شاعر تھا۔ یہ شعر اسی کے ہیں :۔

یا نعمۃ اللہ حلی فی سرا ملکۃ　　لا یصلح الدین والدنیا بغیر اطش

ولیس ینفد اعرافی د عینہ　　حتی یشا ورنیہا نبت لبقراطش

اس سے قبیلہ مادر معتز مراد ہے۔

کتاب الاخبار والانساب والسیر اس کی تصنیف ہے جس کا کچھ حصہ میں نے

دیکھا ہے۔ پوری کتاب نہیں دیکھی۔

ابوالاشعث

عزیز بن فضل بن فضالہ بن مخارق بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن مخارق۔ کتاب صفات الخیل والاودیۃ واسمائہا بمکۃ وما والاھا۔ اس کی تصنیف ہے۔

ابن ابو شیخ

اس کا نام سلیمان اور کنیت ابوایوب ہے۔ اخباری اور راوی تھا جلیل القدر لوگوں سے ملا اور اخباریین نے اس سے علم حاصل کیا۔ کتاب الاخبار المسموعۃ۔ اس کی تصنیف ہے۔ جو میں نے دیکھی ہے۔

وکیع قاضی

ابو محمد بکر بن محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ۔ یہ وکیع قاضی مشہور ہے۔ تمام انواع ادب میں مہارت رکھتا تھا۔ بعض علاقوں کے منصب قضا پر فائز رہا۔ ابتدا میں ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب قاضی کے ہاں کتابت کرتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:
کتاب اخبار القضاۃ وتاریخہم واحکامہم۔ کتاب الشریف۔ یہ معارف ابن قتیبہ کے پایہ کی کتاب ہے۔ کتاب الانواء۔ کتاب الغرر واخبارہ۔ کتاب المسافر۔ کتاب الطریق۔ اسے النواحی بھی کہتے ہیں اور یہ شہروں اور راستوں کی منزلوں سے متعلق ہے اور نامکمل ہے۔ کتاب الصرف والنقد والسکۃ۔ کتاب الرمی۔

ابوالحسن نسّابہ

اس کا نام محمد بن قاسم تیمی ہے۔ اہل بصرہ سے ہے اور اس کا شمار علمائے انساب میں ہوتا ہے۔ ابھی زندہ ہے اس کی تصانیف یہ ہیں: کتاب الانساب والاخبار۔

کتاب اخبار الفرس و انسابہا (کتاب تاریخ سائر الامم) کتاب المنافرات بین القبائل و اشراف العشائر، اقضیۃ الحکام بینہم فی ذلک۔

اشنانی قاضی

ابو الحسین عمر بن حسن بن مالک شیبانی اس کی مصنفات یہ ہیں۔

کتاب مقتل زید بن علی۔ کتاب الخیل۔ کتاب فضائل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کتاب مقتل الحسین بن علی علیہما السلام۔

ابو الحسین بن ابو عمر

محمد بن یوسف اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب غریب الحدیث۔ ضخیم مگر ناتمام۔ کتاب الفرج بعد الشدۃ۔

ابو الفرج اصفہانی

یہ علی بن حسین بن ہیثم قرشی ہے۔ ہشام بن عبد الملک کی اولاد سے تھا۔ شاعر و مصنف اور ادیب تھا۔ اس نے لوگوں سے کم ہی روایات بیان کی ہیں اور اپنی بیشتر تصانیف میں ایسی کتابوں سے استناد کیا ہے جن کے مصنفین کے نام معلوم ہیں یا جن کے اصل نسخے صحیح اور درست ہیں۔ اس نے کچھ اوپر ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصانیف یہ ہیں:۔

کتاب الاغانی الکبیر۔ تقریباً پانچ ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب مجرد الاغانی۔ کتاب مقاتل آل ابی طالب۔ کتاب تفضیل ذی الحجۃ۔ کتاب الاخبار والنوادر۔ کتاب ادب السماع۔ کتاب اخبار الطفیلیین۔ کتاب ادب الغرباء من اہل الفضل والادب۔ کتاب مجموع الآثار والاخبار۔ کتاب اشعار الاماء والممالیک۔ کتاب المغارین والمغارات۔ کتاب الدیارات کتاب صفۃ ہارون۔ کتاب الفرق والمعیار۔ یہ اس موضوع پر ایک رسالہ ہے۔ ہارون

بن المنجم بین الاوغادوالاحرار۔

جلودی

یہ ابواحمد عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی ہے۔اہل بصرہ سے ہے۔اخباری اور صاحب سیر وزیادات ہے۔ ۳۳۰ھ کے بعد فوت ہوا۔اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب اخبار خالدبن صفوان۔کتاب اخبار العجاج ورؤبۃ بن العجاج۔کتاب مجون قرأۃ امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب۔

حواشی

۱؎ اخباریین:۔ اخباری کی جمع ہے۔اسلام اور زمانۂ جاہلیت کی تاریخ کو اخبار کہا جاتا ہے۔تاریخ کے عالم کو اخباری کہتے ہیں۔جس کا معنیٰ مؤرخ اور مدون تاریخ ہے۔
(اقرب الموارد)

۲؎ اصحاب احداث:۔یعنی بادشاہوں کے قصہ گو (منتہی الارب) وقائع نگار وحوادث وواقعات کو ضبطِ تحریر میں لانے والے۔

۳؎ فلوگل کے نسخہ میں اصحاب الاحداث والآیات ہے۔ ایک میں اصحاب الاحداث والآداب ہے۔اگر "آیات" ہو تو اس سے قرآن کے متعلق اظہار خیال کرنے والے لوگ مراد ہوں گے۔اور "آداب" ہو تو ادب سے تعلق رکھنے والا گروہ مراد لیا جائے گا۔

۴؎ کُتّاب:۔ کاتب کی جمع ہے اس کا مطلب کاتب اور انشا پرداز بھی ہے اور ملوک ووزرا کے احکام وفرامین کو قید تحریر میں لانے والے لوگ بھی۔جنہیں آج کل کی اصطلاح

میں سیکرٹری یا پرسنل اسسٹنٹ کہا جاتا ہے۔

(۵) مترسلین :- جو لوگ سرکاری احکام و رسائل کو ضبطِ تحریر میں لاتے اور بادشاہوں اور وزیروں کی طرف سے نامہ و پیام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ انہیں مترسلین کہا جاتا تھا۔

(۶) صفادمہ :- اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

(۷) صفاعنہ :- اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۸) مثالب :- اس کا معنیٰ معایب و نقائص ہے۔ (اقرب الموارد)

(۹) زیاد بن ابیہ : یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ زیاد کا والد نامعلوم تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقطع کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے ان کو اپنا بھائی قرار دے لیا تھا اور زیاد بن ابو سفیان کہنا شروع کر دیا تھا۔

(۱۰) فلوگل کے نسخہ میں "ظفر علیہ" ہے۔ ایک اور نسخہ میں "طعن علیہ" ہے۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

(۱۱) مآثر : عمدہ عقل، خاندانی اور موروثی عزت۔ (مختار الصحاح)

(۱۲) صنعاء : یمن کا ایک شہر آج کل یمن کا دارالخلافہ ہے۔

(۱۳) ترجمہ : تو نہ تو بزدل ہے اور نہ فرزندِ دروغ گو۔ اب قیامت تک صبر کر۔

(۱۴) آؤ، بنی کواہ کے پاس چلو تا کہ اس کے کہنے کے مطابق لوگوں کے انساب کا فیصلہ کر سکو۔

(۱۵) صغد : (بضم صاد و سکونِ غین) علاقہ ماوراء النہر کے آباد و اہم مقامات میں سے ہے جو سمرقند کا ایک قصبہ ہے۔ نہایت بہترین مقام ہے۔

(معجم البلدان۔ قاموس الاعلام ترکی)

(۱۶) ترجمہ : خدائے پرستیدہ کے سوا اور کوئی بھی جاندار دنیا میں زندہ رہنے والا نہیں۔

(۱۷) ترجمہ : جنگ و قتال تو ہم مردوں پر فرض ٹھہرایا گیا ہے اور بیچاریوں کے لیے تو صرف یہ ضروری ہے کہ وہ دامان کشیدہ ناز سے چلیں پھریں۔

۱۱۸ دیلم: گیلان میں ایک شہر (فرہنگ نفیسی)

۱۱۹ تو نے اپنی آنکھوں کو تھوڑی سی نیند سے محروم کر دیا لیکن اس پر بھی جلدی موت نے تمھیں آلیا۔

۱۲۰ اور اگر اندیشہ موت تمھیں موت کے چنگل سے چھڑا سکتا تو یقیناً جس اندیشہ و فکر سے تو دوچار رہا، وہ تمھیں اس سے بچا لیتا۔

۱۲۱ اے ابو القاسم! تم کو ہر ایسے بھائی کی طرف سے سلام و رحمت پہنچے جس کی دوستی بے لاگ ہے۔

۱۲۲ زمانہ میں اسی طرح فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح علم اور پرانی یادیں ایک ایک کرکے ختم ہوتی ہیں۔

۱۲۳ اگر تو موت کو نہیں جانتی تو دیر ہند کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ کس طرح اس کی قبریں قطار اندر قطار واقع ہیں۔

۱۲۴ تم ان کے بارے میں قضا کی طرز گی دیکھنا چاہو تو دیکھو کہ ان کی تقدیر نے انھیں موت کے ہاتھ گروی رکھ دیا ہے۔

۱۲۵ یہ ایسے گھر ہیں کہ جن کے مکینوں پر قفل پڑے ہیں۔ یہ اگرچہ زیارت گاہ ہیں۔ مگر یہاں زائر سے بات چیت نہیں ہوتی۔

۱۲۶ مصیصہ، (بفتح میم و کسر صاد و تشدید یائ و سکونِ یاء، بقول جوہری و خالد فارابی بتخفیف صاد لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے) یہ ایک شہر تھا، جو سرحد شام پر، دریائے جیحون کے کنارے۔ انطاکیہ اور بلاد روم کے درمیان طرسوس کے قریب واقع تھا کہتے ہیں اسے مصیصہ بن روم بن یمن بن سام بن نوح علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ دمشق کے قریب ایک گاؤں کا نام بھی مصیصہ ہے۔

(معجم البلدان)

۱۲۷ مکاتبہ۔ ایک فقہی اصطلاح ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ غلام اپنے آقا سے طے کر لیتا ہے کہ اتنی رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا۔

۱۸ ایک نسخہ میں "فی سنۃ سبعین ومأتہ" ہے۔

۱۹ ایک نسخہ میں استوی النصف اور ایک میں استوفی النصف ہے۔

۲۰ ایک نسخہ عدوی ہے۔

۲۱ ایک نسخہ آزدی ہے

۲۲ احلاف۔ حلف کی جمع ہے، جس کا معنی قسم اٹھانا ہے۔ یہاں احلاف سے مراد ایسی قسمیں ہیں جو کسی قبائلی معاہدہ یا ذمہ داری سے متعلق ہوں۔

۲۳ یعنی حسب و نسب میں منافرات و مفاخرت۔

۲۴ مؤودات وہ لڑکیاں جنھیں زمانۂ جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

۲۵ ایک نسخہ میں کتاب تاریخ اخبار الخلفاء ہے۔

۲۶ ایک نسخہ میں کتبہ فی اخبار الشعراء وایام العرب ہے۔

۲۷ عسکر مہدی، ایک محلہ کا نام ہے جو بغداد کے مشرقی حصہ میں واقع ہے اور عباسی خلیفہ محمد بن منصور (مہدی) کی طرف منسوب ہے۔

۲۸ ایک نسخہ میں ہارون اور ایک میں رشید ہے۔

۲۹ قبرستان خیزران: وہ جگہ ہے جہاں عباسی حکمران مہدی کی بیوی خیزران مدفون ہے۔ (دلیل خارطہ)

۳۰ ایک نسخہ میں ترک الخروج ہے۔

۳۱ ایک نسخہ میں سرقہ کے بجائے شرکہ ہے۔

۳۲ ۲۳۰ھ مراد ہے۔

۳۳ فارسی ترجمہ میں ایک نسخہ کے حوالہ سے یہ اضافہ ہے۔

کتاب الطبقات الکبریٰ بھی اس کی تصنیف ہے۔ جو اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مدینہ و مکہ کے طبقات صحابہ۔ بعد ازاں، طبقات طائف، یمن، یمامہ بحرین، کوفہ، بصرہ، شام، جزیرہ، مصر، اندلس، واسط، مدائن، بغداد، خراسان رے، ہمدان، قم، انبار اور طبقات خواتین پر مشتمل ہے۔ ابن سعد نے یہ کتاب

واقدی، کلبی، ہیثم بن عدی اور مدائنی کے انداز پر لکھی۔ اس کا ایک بیمہ کتاب الطبقات الصغیر ہے۔ علاوہ ازیں کتاب الحیل بھی اس کی تصنیف ہے۔ اسی نسخہ میں ایک اضافہ یہ ہے

اصحابِ واقدی میں سے ایک اور شخص

اسماعیل بن مجمع۔ یہ ۲۲۷ھ میں پیدا ہوا۔ کتاب اخبار النبی ومغازیہ وسرایاہ اس کی تصنیف ہے۔

۴۴ میں نے اپنے باپ سے پوچھا اور میرا باپ شہریوں اور صحرا نشینوں کے حالات واخبار سے باخبر تھا۔

۴۵ میں نے سوال کیا۔ ہیثم اولادِ عدی سے ہے۔؟ فرمایا جس طرح احمد بن ابو دواد ایاد سے ہے۔

۴۶ اگر ہیثم انہیں کے خانوادے سے ہے تو بلاشبہ احمد بھی ایاد کے خاندان سے ہے۔

۴۷ اگر کبھی ایاد کو قیادت کا منصب عطا ہو گیا تو یقیناً اللہ اپنے بندوں پر خشمگین ہوگا۔

۴۸ فم الصلح۔ اس کے معلق بتایا جا چکا ہے۔

۴۹ ایک نسخہ میں کتاب ہبوط آدم وافتراق العرب ونزولها ومنازلها ہے۔

۵۰ ایک نسخہ ابوعمر عمری ہے۔

۵۱ اس نام کی اس کی دو کتابیں درج ہیں۔

۵۲ ایک نسخہ میں کتاب خطب علی علیہ السلام ہے۔

۵۳ ایک نسخہ کتاب ذم الحسد۔

۵۴ ایک نسخہ میں مدائنی کی ایک اور کتاب کا ذکر ہے جس کا نام کتاب المحاسن ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہوں سے ملنے کے کیا آداب اور طریقے ہیں اور یہ کہ ان سے ملاقات کے وقت کس نیازمندی کا اظہار کرنا چاہیے۔

۵۵ میں اس خو بو کا آدمی ہوں کہ اگر دربان روک دے تو دروازے پر دستک دینا

مناسب نہیں سمجھتا۔

۱۵۶؎ میں کسی کو کسی شریف آدمی کی دوستی پر ملامت نہیں کرتا اور نہ کسی ناگواری کا احساس کرنے والے اور بے اعتنائی برتنے والے کی محبت کا خواہاں ہوں۔

۱۵۷؎ ۲۵۶ھ مراد ہے۔

۱۵۸؎ ایک نسخہ میں کتاب القاب ابین ہے۔

۱۵۹؎ ایک نسخہ میں "سنن" کے بجائے "سیر" ہے۔

۱۶۰؎ ایک نسخہ میں کتاب التوابین وعلیٰ الوردہ ہے۔

۱۶۱؎ ایک نسخہ میں نمری ہے۔

۱۶۲؎ نام درج نہیں، نام کے بجائے عربی متن میں اس طرح . . . نقطے ڈال دیئے گئے ہیں۔

۱۶۳؎ ایک نسخہ میں کتاب مغازی عروۃ بن الزبیر ہے۔

۱۶۴؎ ایک نسخہ میں حجازی ہے۔

۱۶۵؎ عشق کے بارے میں اس نے عفاف و پاک دامنی اختیار کی مصابرہا اور اُمیدوں اور تمناؤں کو زمانۂ مستقبل کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

۱۶۶؎ اور اس نے اپنی آرزوؤں کو قلب کی سوزش و تکلیف سے راحت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دے لیا۔

۱۶۷؎ اور جب فکر و الم کی اذیتیں اسے ستاتیں تو وہ محرومی کے آشکار ہو جانے کی وجہ سے، سرے سے آرزوؤں اور تمناؤں ہی سے دست کش ہو جاتا ہے۔

۱۶۸؎ اور اس حال میں، اپنے پہلو میں جب وہ کرب والم کا سامنا کرتا، تو اسے ضمیر کی شکایتیں سننا پڑتیں۔

۱۶۹؎ زخم اچھے ہو جاتے ہیں اور بال دوبارہ اُگ آتے ہیں اور رہبر دُکھ پہنچانے والے پر ایک باز پرس کرنے والا حاکم ہے۔

۱۷۰؎ لیکن مثالب جو میں نے ان خاک میں مدفون لوگوں کے بارے میں بیان کیے ہیں،

ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

[۷۱] میں اس کے قربان جاؤں، یہ جوان ہو اور اتنا بوڑھا ہو کہ اس کی کمر جھک جائے۔

[۷۲] بہت سی عورتیں یوں کہتی ہیں کہ اب لوگوں میں کوئی سردار باقی نہیں رہا۔ میں کہتا ہوں کیوں نہیں عبدالرحیم بن جعفر جو ہے۔

[۷۳] میں نے نظر دوڑائی تو پورے لشکر میں، میری اور ابوجعفر ایسی بدقسمتی نظر نہیں آئی۔

[۷۴] لوگ عید کی صبح کو بن ٹھن کر خوش منظر لباس میں نکلے۔

[۷۵] اور وہ بغیر کسی زیبائش کے اپنی ویراں منزل سے نکل کر ان کی طرف روانہ ہوا۔

[۷۶] پھر اس کی بدنصیبی دیکھ کر لوگوں سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا ہے اور دفتر خوانی میں جت جاتا ہے۔

[۷۷] بلاذر: زہریلے دانے ہوتے ہیں، جو دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کو اگر بغیر دوا کے کھایا جائے تو جسم میں زہر پھیل جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

[۷۸] یہ اشعار خلاف تہذیب ہیں، لہٰذا ان کا ترجمہ کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

[۷۹] اے اللہ کی سزا — جس سے بادشاہ دوچار ہو — دین و دنیا کی اصلاح ایک قیراط (دے دینے) سے تو نہیں ہو پاتی۔

[۸۰] وہ اپنی رعایا کے بارے میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نافذ نہیں کرتا جب تک کہ دختر بلتراطا سے مشورہ نہ کرے۔

[۸۱] یعنی جب کتاب کا یہ حصہ معرض تحریر میں لایا گیا تھا اس وقت یہ زندہ تھا۔

مقالۂ سوم

دوسرا فن

جو

ملوک، کتّاب، خطبا، مترسلین، کارکنانِ خراج، اصحابِ دیوان کے واقعات، اخبار اور اُن کے اسمائے کتب پر مشتمل ہے

اخبار و احوال ابراہیم بن مہدی بن منصور

بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابن عبدالمطلب — یہ اولین نابغہ ہے جس نے بنو عباس اور اولادِ خلفا میں کمال حاصل کیا۔ اس نے ترسّل و مراسلہ نگاری کے فرائض بھی انجام دیتے، شعر بھی کہے اور کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ اس کی ماں شکلہ۔ اصلاً طبرستان کی رہنے والی تھی۔ کہتے ہیں وہ پادشاہِ طبرستان کی بیٹی تھی۔ مہدی گہرے سیاہ رنگ کا تھا، عظیم الجثہ تھا اور بلند اخلاق تھا۔ اولادِ خلفا میں اس سے پہلے کوئی شخص اس سے بڑھ کر فصیح اور شاعر نہیں دیکھا گیا۔ اس کو فنِ غنا میں بھی دسترس حاصل تھی۔ اور اس باب میں سب سے فوقیت رکھتا تھا۔ اسحاق اور اس سے قبل ابراہیم اس سے یہ فن سیکھتے رہے۔ اس فن کے بارے میں آخری فیصلے کے لیے اصحابِ غنا اسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس کی ولادت سنہ . . . میں ہوئی۔ تالیفات یہ ہیں:۔

کتاب ادب ابراہیم۔ کتاب الطبیخ۔ کتاب الطب — اور کتاب الغناء۔

مامون

عبداللہ بن ہارون بن مہدی بن منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب — یہ فقہ اور کلام کا تمام خلفا سے زیادہ عالم تھا لیکن فصاحت میں اپنے بھائی محمد بن زبیدہ کے پایہ کا نہیں تھا۔ اس کے حالات اس درجہ جانے بوجھے ہیں کہ ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب جواب ملک البرغز فیما سأل عنہ من امور الاسلام والتوحید۔ رسالۃ فی حجج مناقب الخلفاء بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسالۃ فی اعلام النبوۃ۔

ابن معتز

عبداللہ بن معتز بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی۔

ادب و شعر میں اپنے دور کا یگانۂ روزگار تھا۔ فصحائے اعراب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان سے استفادہ کرتا۔ علمائے نحو و اخبار سے بھی ملا۔ اس کا دائرہ مسموعات خاصا وسیع تھا۔ اس کی شہرت نے اس کے حالات کی تفصیلات بیان کرنے سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے چند یہ ہیں :-

کتاب الزہر والریاض۔ کتاب البدیع۔ کتاب مکاتبات الاخوان بالشعر۔ کتاب الجوارح والصید۔ کتاب السرقات۔ کتاب اشعار الملوک۔ کتاب الآداب۔ کتاب حلی الاخبار۔ کتاب طبقات الشعراء۔ کتاب الجامع فی الغناء۔ کتاب ارجوزتہ فی ذم الصبوح

ابودلف

ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن معقل بن ادریس عجلی۔ اپنی قوم کا سردار اور امیر تھا۔ اس سے ادبا و فضلا اور بہترین شعرا نے اخذ علم کیا ہے۔ فن غنا و موسیقی میں بھی اسے دسترس حاصل تھی۔ یہ مشہور لوگوں میں سے ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب البزاۃ والصید۔ کتاب السلاح۔ کتاب النزہ۔ کتاب سیاستہ الملوک۔

فتح بن خاقان

فتح بن خاقان بن احمد ــــ اولاد ملوک میں ذہانت و فطانت، پاکیزگی اخلاق اور حسن ادب میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ متوکل نے اس کو اپنا بھائی بنا رکھا تھا اور اپنی تمام اولاد اور خاندان سے اس کو فائق تر قرار دیتا تھا۔ اس کا ایک کتب خانہ تھا جو اس کے لیے علی بن یحییٰ منجم نے جمع کیا تھا۔ اس سے بڑا اور عمدہ کتب خانہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کا مکان فصحائے اعراب اور علمائے کوفہ و بصرہ کا مرکز تھا۔ ابو ہفان کا قول ہے کہ ان تین آدمیوں سے بڑھ کر کتاب دوست اور گرویدۂ علوم میں نے کسی کو نہیں پایا۔

جاحظ۔
فتح بن خاقان ــــ اور
اسماعیل بن اسحاق قاضی۔

جاحظ کی کیفیت یہ تھی کہ جو کتاب بھی اس کے ہاتھ لگتی، اس کو پوری کی پوری پڑھ کر چھوڑتا۔ اس کے شوق کا یہ حال تھا کہ وراقوں کی دکانیں کرایہ پر لیتا اور محض کتابیں دیکھنے کے لیے وہاں ٹھہر جاتا۔

فتح بن خاقان، متوکل کا ہم نشین تھا اور اس کی مجالس میں حاضری دیتا۔ جب متوکل کسی ضرورت سے اٹھتا یا اپنی آستین یا بغل سے کتاب نکال لیتا اور اس کی واپسی تک وہیں بیٹھ کر اُسے پڑھتا رہتا۔ یہاں تک کہ بیت الخلا میں بھی پڑھنے کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔

۳) اسماعیل بن اسحاق، تو میں جب بھی اس کے ہاں گیا۔ اس کو کتاب پر نظریں گاڑے، ورق گردانی کرتے یا ان کو جھاڑتے پونچھتے دیکھا۔

فتح کی موت بھی اسی رات واقع ہوئی جس رات کہ متوکل تلوار سے مارا گیا۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب البستان ۔ یہ کتاب فتح بن خاقان کی طرف منسوب ہے مگر جو شخص اُسے معرضِ تصنیف میں لایا اس کا نام محمد بن عبدویہ اور لقب رأس البغل ہے ۔ الکتاب اختلاف الملوک ۔ کتاب الصید والجارح ۔ کتاب الروضۃ والزہر ۔

خاندانِ طاہر

عبداللہ بن طاہر بلیغ شاعر اور مترسل تھا ۔ اس کا باپ طاہر بن حسین بھی انہی اوصاف کا حامل تھا ۔ ان دونوں کے الگ الگ مجموعہائے رسائل ہیں ۔
فتحِ بغداد کے زمانہ میں طاہر بن حسین کا رسالہ جو مامون کو بھیجا گیا، مشہور اور عمدہ ہے۔

منصور بن طلحہ

بن طاہر بن حسین ۔۔ عبداللہ بن طاہر، اسے خاندانِ طاہر کے حکیم کے نام سے موسوم کرتا اور اسے قابلِ فخر قرار دیتا تھا ۔ یہ مرو ۔ آمل ۔ زم اور خوارزم کا حاکم تھا فلسفہ کے موضوع سے متعلق اس کی کتابیں خاصی شہرت کی حامل ہیں ۔ اس کی تصانیف میں سے ایک تصنیف کتاب المؤنس ہے ۔ جو موسیقی کے بارے میں ہے کندی نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کہا تھا ۔
" جیسا کہ مصنف نے اس کا نام رکھا ہے ۔ یہ کتاب فی الواقع مونس ہے "۔

اس کی باقی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الابانۃ عن افعال الفلک ۔ کتاب الوجود ۔ کتاب رسالۃ فی العدد والمعدودات ۔ کتاب الدلیل والاستدلال ۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر

یہ شاعر، مترسل اور امیر تھا ۔ اس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے عہدِ خلافت

میں بغداد میں شرطہ کا عہدہ سنبھالا۔

اس کے خاندان کی قیادت و سربراہی اسی کی طرف منتقل ہو گئی تھی اور وہ اس خاندان کا آخری فرد تھا جو سربراہ و قائد کی حیثیت سے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الاشارۃ فی اخبار الشعر۔ کتاب رسالۃ فی السیاسۃ الملوکیۃ۔ کتاب مراسلاۃ لعبداللہ بن المعتز۔ کتاب البراعۃ والفصاحۃ۔

کتّاب اور ان کے ابنائے جنس

وہ کاتب جو مترسل یا وقائع نگار تھے اور جن کے مکتوبات مجموعوں کی شکل میں پائے گئے

عبدالحمید بن یحییٰ

یہ مروان بن محمد کا کاتب تھا۔ ابتدا میں چھوٹے بچوں کو پڑھاتا تھا اور مختلف شہروں میں گھومتا رہتا تھا۔ مترسلین اور نامہ نگاروں نے اسی سے یہ فن سیکھا اور پھر اسی کے نقش قدم پر چل پڑے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے نامہ نگاری اور وقائع نویسی میں بلاغت کی راہوں کو آسان بنا دیا۔ یہ یگانہ روزگار تھا۔ شام کے شہر ۔ ۔ ۔ کا رہنے والا تھا۔ اس کا مجموعہ رسائل تقریباً ایک ہزار اوراق میں پھیلا ہوا ہے۔

غیلان ابو مروان

اس کا نام ۔ ۔ ۔ تھا۔ اس کے تفصیلی حالات مقالہ متکلمین میں جو اخبار مرجئہ سے متعلق ہے بیان ہوئے ہیں۔ اس کا مجموعہ رسائل و وقائع کم و بیش دو ہزار اوراق پر محتوی ہے۔

سالم

اس کی کنیت ابوالعلاء ہے۔ ہشام بن عبدالملک کا کاتب اور عبدالحمید کا داماد تھا۔ فصیح و بلیغ تھا۔ اسکندر کے نام رسائل ارسطو کا ترجمہ یا تو خود اس نے کیا یا اس کے کہنے سے کیا گیا اور اس نے اس کی اصلاح کی۔ یہ مجموعہ رسائل ایک سو ورق پر مشتمل ہے۔

عبدالوہاب بن عسلی

بلال بن ابی بردہ ابن ابوموسیٰ اشعری کا کاتب تھا۔ فصیح و بلیغ تھا۔ اس کے رسائل و مکتوبات کی تعداد کم ہے۔

خالد بن ربیعہ افریقی

بلیغ نامہ نگاروں اور مترسلین میں سے تھا۔ دواوین اور درباروں ہی کی فضا میں اس کی نشوونما ہوئی۔ اس کا مجموعہ مکاتیب و رسائل تقریباً دو سو اوراق پر مشتمل ہے۔

یحییٰ اور محمد بن زیاد حارثی

یہ دونوں حارث بن سعد کی اولاد سے تھے۔ بلیغ شاعر اور نامہ نگار تھے۔ دونوں کے اپنے اپنے رسائل ہیں۔

عُمارہ بن حمزہ

یہ ابوجعفر منصور کا کاتب اور غلام تھا۔ بڑا مغرور اور خود پسند تھا۔ بایں ہمہ سخاوت اور بلاغت و فصاحت کے اوصاف سے متصف تھا۔ کاتا تھا مگر اس کے باوجود ابوجعفر اور مہدی کے ہاں اس کو تقدم و پیشوائی حاصل تھی۔ اس میں فضل و بلاغت

کے جو جوہر پائے جاتے تھے ان کی بنا پر یا اس کی خدمات کی وجہ سے اس کے ناپسندیدہ اخلاق و عادات کو بھی وہ برداشت کرتے تھے۔ اس نے ان کے لیے بڑے اہم امور انجام دیئے۔ اس کے مجموعہ رسائل میں ایک رسالۃ الجیش ہے جو بنو عباس کے لیے پڑھا جاتا ہے۔

جبل بن یزید

یہ عمارہ بن حمزہ کا کاتب تھا اور مترجم تھا۔ اس کا شمار چند گنے چنے بلغا اور فصحا میں ہوتا ہے۔

محمد بن حجر

بن سلیمان۔ حجر اہل حران سے تھا اور بلیغ شخص تھا۔ یہ آرمینیہ اور شام کے حکمرانوں سے از خود خط و کتابت رکھتا تھا۔ کچھ کتابوں کا مصنف بھی ہے۔ ... عباس بن محمد بن عبداللہ کا کاتب تھا۔ بلیغ نامہ نگار تھا۔ اصلاً انبار کا باشندہ تھا۔ اس کا ایک مجموعہ رسائل و مکتوبات بھی ہے۔

اخبار و حالاتِ عبداللہ بن مقفع

فارسی میں اس کا نام روزبہ ہے۔ یہ وہی عبداللہ بن مقفع ہے کہ قبل از اسلام جس کی کنیت ابو عمرو تھی۔ قبولِ اسلام کے بعد اس نے اپنی کنیت ابو محمد رکھ لی تھی۔ مقفع مبارک کا بیٹا تھا۔ اس کے مقفع کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو حجاج بن یوسف نے سلطان کا مال تصرف میں لانے کی بنا پر بصرہ میں اتنے سخت تازیانے لگوائے تھے کہ اس کے ہاتھ سکڑ کر خشک ہو کر رہ گئے تھے۔

یہ دراصل فارس کے ایک شہر "جوز" کا باشندہ ہے۔ پہلے یہ داؤد بن عمر بن ہبیرہ کا منشی اور کاتب تھا۔ پھر اس کو عیسیٰ بن علی نے کرمان کے عہدۂ کتابت پر متمکن

کر دیا تھا۔ انتہائی درجہ کا فصیح اور بلیغ شخص تھا۔ فصیح و تاریخ نگار اور شاعر تھا۔ اسی نے امان نامہ کی ان شرائط کو قلم بند کیا جو عبداللہ بن علی اور منصور کے معاملہ میں طے پائیں اور ان شرائط کو اس قدر سخت انداز میں پیش کیا کہ اس اسلوب تحریر نے منصور کو اس کی طرف سے بھڑکا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سفیان بن معاویہ نے اس کو قتل کر کے نذر آتش کر دیا تو منصور نے اس پر موافقت کا اظہار کیا اور خون بہا کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ اس کو ساقط کر دیا۔

یہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جو فارسی سے عربی میں ترجمہ کرتے تھے۔ اس کو دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا اور دونوں میں درجۂ فصاحت رکھتا تھا۔ اس نے فارسی کی متعدد کتابوں کا ترجمہ کیا جن میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

کتاب خدایا مہ فی السیر۔ کتاب آئین نامہ فی الآئین۔ کتاب کلیلہ و دمنہ۔ کتاب مزدک۔ کتاب التاج فی سیرۃ انوشیروان۔ کتاب الادب الکبیر معروف بہ ما فرا سیس کتاب الادب الصغیر۔ کتاب الیتیمۃ۔ فی الرسائل۔ کتاب رسائلہ۔ کتاب جوامع کلیلہ و دمنہ کتاب رسالۃ فی الصحابۃ۔

اخبار ابان لاحقی

یہ ابان بن عبدالحمید بن لاحق بن عُفیر رقاشی ہے۔ خود یہ اور اس کا خاندان شاعر تھا۔ لیکن اس کو اپنے خاندان پر یہ امتیاز حاصل تھا کہ یہ منثور کتابوں کو شعر مزدوج کے قالب میں ڈھالتا تھا۔ جن کتابوں کا اس نے ترجمہ کیا وہ یہ ہیں۔

کتاب کلیلہ و دمنہ۔ کتاب سیرۃ اردشیر۔ کتاب سیرۃ انوشروان۔ کتاب بلوہر و بوذاسف کتاب رسائل۔ کتاب حلم الہند۔

تمامہ بن زید

عبدالملک بن صالح کا کاتب تھا اور فصحا و بلغا میں سے تھا۔ چونکہ رشید کے

پاس عبدالملک کی اس نے برائی بیان کی اس بنا پر اس نے اس کو ہاتھ پاؤں جکڑ کر قتل کر دیا اور تبر مار کر گردن سے جدا کر دیا۔ کتاب رسائل اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ہریر بن صریح

یہ قمامہ کا کاتب تھا۔ ابوہاشم کنیت تھی۔ قبیلۂ حاضر طی سے تعلق رکھتا تھا اور فصیح نامہ نگار تھا۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب میں نے دیکھی ہے۔ تقریباً ایک سو اوراق پر مشتمل ہے۔

علی بن عبیدہ ریحانی

بلغا و فصحا میں سے تھا۔ مامون کے ساتھ وابستگی رکھتا تھا۔ اپنی تصنیفات و تالیفات میں حکما کے اسلوب کی پیروی کرتا تھا اور متہم بہ زندقہ تھا۔ ماہر کاتب تھا۔ مامون کے ساتھ اس کے کئی واقعات مشہور ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مامون کی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کو طمانچہ مارا۔ مامون یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اس نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آیا علی کو بھی اس کا علم ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس نے پوچھا کیا تم نے یہ ماجرا دیکھا۔ ؟ علی نے اپنی پانچوں انگلیوں کو اس طرح پھیلا دیا کہ جس سے "خمسہ" کا مفہوم واضح ہو۔ اور "خمسہ" کی تصحیف "خمشہ" ہے، جس کے معنی طمانچہ مارنے کے ہیں۔

اس طرح کی اور بھی کئی باتیں ہیں جو اس کی فطانت و ذکاوت پر دال ہیں۔

علی کی وفات سنہ ... میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المصون۔ کتاب البرزخ۔ کتاب رائد الرد۔ کتاب المتاطب۔ کتاب الطارق الہاشمی۔ کتاب المعانی۔ کتاب الخصال۔ کتاب الناشی۔ کتاب المرشح۔ کتاب شمل والفقہ۔ کتاب الحد۔ کتاب الزمام۔ کتاب المتحلی۔ کتاب العبر۔ کتاب سیاہ و بہار۔ کتاب ہزار دحسیس۔ کتاب کنیز اسعف الملک۔ کتاب صفۃ امام۔ کتاب الاخوان۔ کتاب

روسیابدل۔ کتاب صفۃ الجنۃ۔ کتاب الانواع۔ کتاب التشیع۔ کتاب النقل والحبال۔ کتاب ادب جوانشیر۔ کتاب شرح الھوی ووصف الاخا۔ کتاب الطاؤس کتاب الشجی کتاب اخلاق ہارون۔ کتاب الاصناف۔ کتاب الخطب۔ کتاب النائم۔ کتاب صفۃ الفرس۔ کتاب التنبیہ۔ کتاب المشاکل۔ کتاب فضائل اسحاق۔ کتاب صفۃ الموت، کتاب السمع والبصر۔ کتاب الیأس والرجاء۔ کتاب صفۃ العلماء۔ کتاب ابن الملک۔ کتاب المونل۔ المھیب۔ کتاب ورود وورود الماکنین۔ کتاب صفۃ النمل والبعوض۔ کتاب المعاتبات۔ کتاب مدح الندیم۔ کتاب البخل۔ کتاب خطب المنابر۔ کتاب النکاح۔ کتاب الانواع۔ کتاب الاوصاف۔ کتاب امتحان الدہر۔ کتاب الاجواد۔ کتاب المجالسات۔

اخبار وحالاتِ سہل بن ہارون

یہ سہل بن ہارون بن رامنوی دستمیسانی ہے۔ بصرہ چلا گیا تھا۔ مامون کا خادم خاص اور خزانۃ الحکمت کا نگران تھا۔ حکیم و دانا اور فصیح شاعر تھا۔ فارسی نژاد تھا۔ شعوبی المسلک تھا۔ اور عربوں کے خلاف شدید عصبیت و عداوت رکھتا تھا۔ اس ضمن میں اس کی کئی کتابیں بھی ہیں۔ بخل کے موضوع پر بھی اس نے رسائل تصنیف کیے۔ اس سلسلہ میں حسن بن سہل کے لیے بھی ایک رسالہ تحریر کیا؛ جس میں بخل کی مدح و توصیف کی اور اس کو بخل اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ میں اس نے اس سے صلہ اور انعام بھی چاہا۔

حسن نے اس رسالہ کی پشت ہی پر یہ جواب لکھا:۔

"آپ کا رسالہ پہنچا آپ کی نصیحت سے آگاہی حاصل کی۔ اس کا صلہ یا انعام یہ ہے کہ ہم اسے قبول کرتے ہیں اور اس میں جو لکھا ہے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ والسلام"

چنانچہ اس کے بدلہ میں اس نے اس کو کچھ نہ بھیجا۔ ابو عثمان جاحظ اس کی فضیلت کا قائل اور اس کی مہارت و فصاحت کا مداح ہے۔ اپنی کتابوں میں اس کے اقوال

بھی نقل کرتا ہے۔ سہل بن ہارون کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب دیوان الرسائل۔ کتاب تعلۃ و عفراء یہ کلیلہ و دمنہ کے انداز کی کتاب ہے
کتاب المخزومی والہذلیۃ۔ کتاب النمر والثعلب۔ کتاب الوامق والعذراء۔ کتاب ندود
ودود وولود۔ کتاب الضربین۔ کتاب اسباسیوس فی اتحاد الاخوان۔ کتاب الغزالین
کتاب ادب اسل بن بسل۔ کتاب الی عیسیٰ ابن ابان فی القضاء۔ کتاب تدبیر الملک
والسیاستہ۔

سعید بن ہارون کاتب

بیت الحکمت میں سہل بن ہارون کا شریک و معاون تھا۔ فصیح و بلیغ اور
وقائع نگار تھا۔ جاحظ اس کی عبارتیں نقل کرتا ہے۔ اس کی تصنیفات میں کتاب لحکمۃ و
منافعہا شامل ہے۔ اس کا مجموعہ رسائل بھی ہے۔

سلم

یہ بھی بیت الحکمت میں سہل بن ہارون کا شریک و معاون تھا۔ اس نے فارسی
سے عربی میں متعدد ترجمے کیے۔

علی بن داؤد

زبیدہ بنت جعفر کا کاتب تھا اور اس کا شمار بلغا میں ہوتا تھا۔ اسلوب تصنیف
میں سہل بن ہارون کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجرہمیۃ وتوسیل النعم۔ کتاب لحرۃ والامۃ۔ کتاب الفرحت۔

محمد بن لیث خطیب

اس کی کنیت ابوالربیع تھی۔ یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا۔ بنو امیہ کا مدرد بھی خواہ

تھا اور فقیہ مشہور تھا۔ بلیغ، مترسل، کاتب، فقیہ اور ماہر متکلم تھا۔ منقول ہے کہ رشید کی مخلوق میں اس درجہ سخی اور فیاض تھا کہ کسی چیز کو قابلِ اعتنا نہ گردانتا تھا۔ برامکہ اس کا احترام کرتے اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ یہ متہم بہ زندقہ تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الصیلبۃ فی الاعتبار۔ کتاب الرد علی الزنادقہ۔ کتاب جواب قسطنطین عن الرشید۔ کتاب الخط والقلم۔ کتاب عظۃ ہارون الرشید۔ کتاب یحییٰ بن خالد فی الادب۔

علاوہ ازیں اس کے بارے میں اور بھی کئی باتیں منقول ہیں۔ ابن حفص نے لکھا ہے کہ محمد بن لیث بنو حص سے ہے۔ یہ بڑا سخن پرداز تھا اور بنو امیہ کے غلاموں سے تھا۔ ایرانیوں کے معاملہ میں مخالفانہ جذبات و نظریات رکھتا تھا۔ اسی بنا پر برامکہ اسے برا سمجھتے تھے۔ اپنے رسائل میں واعظانہ انداز اختیار کرتا تھا۔ میں نے ابن ثوابہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ محمد بن لیث خطیب چند رسائل کا مصنف ہے اور وہ آذریاذ بن فیروز بن شاہین بن اورہرمز بن ہرمز (بن) سروشان بن بہمن بن افرندار کا بیٹا ہے۔ وہ اپنے سلسلہ نسب کو دارا بن دارا بادشاہ تک پہنچاتا ہے۔ اس کا ایک مجموعہ رسائل بھی ہے۔

عتابی

ابوعمرو کلثوم بن عمرو بن ایوب ثعلبی عتابی۔ شامی تھا اور مترسلین میں قامت پایہ تھا۔ شاعر، کاتب اور بہترین وقائع نگار تھا۔ برامکہ کا مصاحب اور ان کا خاص آدمی تھا بعد میں طاہر بن حسین اور علی بن ہشام کی مصاحبت اختیار کر لی۔

روایت ہے کہ جعفر بن یحییٰ کے قتل اور واقعہ برامکہ کے اختتام و زوال کے بعد اس سے رشید کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا۔ "عتابی! میری غیبوبت میں تم نے کیا جدت طرازی کی ہے۔" جواب میں اس نے ارتجالاً چند عمدہ شعر کہے جو یہ ہیں:۔

اسرف انی نلت مانال جعفر ۔۔۔ من الملک اوما نال یحیی بن خالد
وان امیر المومنین اعضنی ۔۔۔ مغصیہما بالمشرفات البوارد

دعینی تجنّی مبیتی مطمئنۃ ولم اتکلف ھول تلک الموارد[۱]
فان علیات الامور مشوبۃ بمستودعات فی بطون الاساود[۲]

اپنے رسائل و مکتوبات اور اشعار میں خاصی محنت و اہتمام سے کام لیتا تھا اور نابغہ کا پیرو کار تھا۔ سنہ ۔ ۔ ۔ میں فوت ہوا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :۔

کتاب المنطق ۔ کتاب الآداب ۔ کتاب فنون الحکم ۔ کتاب الخیل ۔ یہ تصنیف لطیف ہے ۔ کتاب الالفاظ ۔ یہ کتاب ابو عمر و زاہد نے مبرد سے روایت کی اور وہ بڑا شگفتہ مزاج اور ظریف ہے ۔ کتاب الاجواد ۔

عتبی

ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ بن معاویہ بن عمرو بن عتبہ بن ابو سفیان البصری ابو العیناء کا کہنا ہے کہ عمرو بن عتبہ کے نسب میں گڑ بڑ ہے ۔ عتبی سب سے فصیح تر شخص تھا ۔ عتبی اور اس کا باپ دونوں سربراہ علم اور دونوں ادیب و فصیح تھے ۔ عتبی شاعر بھی تھا ، لیکن اس کا باپ شاعر نہیں تھا ۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ عتبی ، اسماعیل بن جعفر بن سلیمان کے ہاں گیا اور اجازت طلب کی ۔ اس کے دربان نے جواب دیا کہ وہ حمام میں ہیں ، اس پر عتبی نے کہا ۔

واسیر اذا اراد طعاما قال غلمانہ مضی الحماما[۳]
فسکون الجواب منی الی الحا جب ما ان اردت الا السلاما[۴]
لست آتیکم من الدھر الا کل یوم تتردن فیہ صیاما[۵]

عتبی کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الخیل ۔ کتاب الاعاریب و اشعار النساء اللاتی احببن ثم البغضن کتاب الاخلاق ۔

وہ مترسل کاتب جن کے مکتوبات روایت کیے گئے

قاسم بن صبیح ۔ یحییٰ بن خالد یحییٰ کا بیٹا فضل ۔ اس سے کم روایت منقول ہے ۔

یحییٰ کا بیٹا جعفر۔ قاسم بن ابو صالح۔

یوسف بن قاسم۔ اس سے کم روایت منقول ہے۔ یعقوب بن نوح۔ اس سے کم رسائل مروی ہیں۔ فضل بن سہل۔ اس سے زیادہ مروی ہیں۔

حسن بن سہل:۔ ۔ ۔ ۔ اس سے کم مروی ہیں۔

محمد بن بکیر:۔ ۔ ۔ ۔ اس سے کم مروی ہیں۔

احمد بن منجم:۔ ۔ ۔ ۔ اس سے زیادہ مروی ہیں۔

احمد بن یوسف:۔ یہ مامون کا کاتب تھا۔ اس سے زیادہ مروی ہیں۔

ابو اسحاق ابراہیم بن عباس

بن محمد بن صول کاتب۔ اس کا شمار بلیغ اور فصیح شعرا میں ہوتا ہے۔ عرصہ تک خلفا کے ایک اچھے خاصے گروہ کے دیوانِ رسائل کا منتظم رہا۔ انشوراور صاحب شرافت و نجابت شخص تھا۔

ابو تمام کا قول ہے کہ اگر سلاطین کی خدمت میں رہنے کی سعادت ابراہیم اپنی ہمت سے حاصل نہ کر لیتا تو اپنے شعر کے حسن و خوبی کی بنار پر کسی شاعر کے لیے ایک روٹی تک میسر نہ آنے دیتا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب رسائل۔ کتاب الدولۃ۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الطبیخ کتب العطر۔

حسن بن وہب بن سعید

بن عمرو بن حصین بن قیس بن قنان بن متی۔

یزید بن ابو سفیان جب شام کا گورنر تھا تو قنان اس کا کاتب تھا۔ اس کے بعد یہ معاویہ کا کاتب مقرر ہوگیا۔ معاویہ نے اس کی خدمات یزید کے سپرد کر دی تھیں اور یہ اسی کے عہد خلافت میں فوت ہوا۔ اس کے بعد یزید نے اس کے لڑکے قیس کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ قیس، مروان اور عبدالملک کا کاتب بھی رہا۔ ان کے بعد ہشام

کا کاتب بھی مقرر ہوا۔ اور اسی کے عہدِ حکومت میں وفات پائی۔

اس کی موت کے بعد ہشام نے اس کے بیٹے حصین کو اپنا کاتب مقرر کر دیا پھر اس کو مروان نے اس عہدے پر فائز کر دیا اور بعد ازاں ابن ہبیرہ کے پاس چلا گیا۔ مروان اسے مصر لے گیا تھا اور قتل مروان کے بعد یہ ابن ہبیرہ کے پاس چلا گیا تھا۔ جب ابن ہبیرہ ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے حصین کے لیے امان طلب کی۔ پھر وہ منصور اور مہدی کی خدمت میں رہا اور رے کے راستہ میں وفات پائی۔ اس کے بعد مہدی نے خدمتِ کتابت اس کے لڑکے عمر کے سپرد کر دی۔ ایک عرصہ تک وہ خالد بن برمک کا کاتب بھی رہا اور اسی حالت میں موت سے ہم کنار ہوا۔

پھر سعید اس کا جانشین مقرر ہوا اور وہ ہمیشہ خاندانِ برمک کی خدمات سرانجام دیتا رہا لیکن اس کا بیٹا وہب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ وہ عرصہ تک جعفر بن یحییٰ کا کاتب رہا۔ اس کے بعد ذوالریاستین[1] کے حلقہ میں شامل ہو گیا۔ اس کے بارے میں ذوالریاستین کی یہ رائے تھی کہ

"مجھے تعجب ہے جس کے پاس وہب ہو، وہ کیونکر اپنی اہمیت محسوس نہ کرے۔"

اس کے بعد حسن بن سہل نے اس کو اپنا کاتب مقرر کر لیا اور معاملات کرمان اور فارس کی نگرانی و ذمہ داری اس کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ان علاقوں میں اس نے اصلاحی قدم اٹھائے۔ جب اس نے اس کو فم الصلح سے مامون کے پاس سفارت کے سلسلہ میں بھیجا تھا تو وہ راستہ میں بغداد اور فم الصلح کے درمیان غرق ہو گیا۔

سلیمان چودہ سال کی عمر میں مامون کا کاتب مقرر ہوا۔ اس کے بعد ایتاخ اور اشناس کا کاتب رہا۔ پھر معتمد کے دور میں منصب وزارت پر فائز ہوا۔ سلیمان بن وہب کے مکتوبات کتابی صورت میں مرتب اور جمع کیے گئے ہیں۔

سلیمان کا بھائی حسن بن وہب، محمد بن عبد الملک زیات کا کاتب تھا۔ اسے دیوانِ رسائل کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔ یہ بلیغ اور فصیح مکتوب نگار اور نکتہ شناس کاتبوں میں سے تھا۔ اس کے مکتوبات کتابی صورت میں جمع ہیں۔

ابن عبدالملک زیات

اس کا نام محمد بن عبدالملک بن ابان (زیات) ہے۔ ابان، جبل[۲۲] کے ایک گاؤں دسکرہ[۲۳] کا باشندہ تھا۔ وہ وہاں سے روغن جمع کر کے بغداد لایا کرتا تھا۔ یہ شخص بلیغ شعرا میں سے تھا۔ یہ تین خلفا معتصم، واثق اور متوکل کے زمانہ میں منصب وزارت پر فائز رہا۔ لیکن متوکل کے ہاں اسے وزیر بنے ابھی چالیس ہی روز گزرے تھے کہ اس نے اسے مبتلائے آلام کیا اور مار ڈالا۔ ہم دوسرے مقام پر اس کے تفصیلی حالات بیان کریں گے۔ یہ ۲۳۳ھ میں فوت ہوا۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے۔

قاسم بن یوسف

یہ احمد بن یوسف کا بھائی تھا۔ شاعر اور مترسل تھا۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے۔

عمرو بن سعید

بن مسعدہ۔ یہ مامون کے وزرا میں سے تھا۔ بلیغ شاعر اور مترسل تھا۔ کتاب رسائل اس کی مرتب کردہ ہے جو ضخیم کتاب ہے۔

سعید بن وہب کاتب

یہ خاندان وہب بن سعید سے نہیں ہے۔ بلکہ ایرانی نژاد ہے کتاب رسائل اور کتاب دیوان شعرہ اس کی تصانیف ہیں۔

حرانی

ابوالطیب عبدالرحیم بن احمد حرانی۔ بلیغ شاعر اور مترسل تھا۔ کتاب رسائل اور کتاب

فی البلاغۃ اس کی تصنیفات ہیں۔

ابو علی البصیر

شاعر اور بلیغ مترسل تھا۔ اس میں اور ابو العیناء میں ایک دوسرے کے خلاف ہجو گوئی کا سلسلہ جاری رہتا۔ ان میں باہم مکاتبات کا مبادلہ بھی رہا۔ اس بارے میں اس کے اشعار بھی ہیں جو بڑے عمدہ ہیں۔ کتاب رسائل اور کتاب دیوان شعرہ۔ اس کی تصنیفات ہیں۔

یوسفی

ابو الطیب محمد بن عبد اللہ۔ یہ احمد بن یوسف کاتب کی اولاد سے تھا اور طولون کا کاتب تھا۔ ابو الطیب احمد بن یوسف کے مکتوبات و رسائل مشہور ہیں۔ یہ بلیغ مترسل تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الفصول فی الرسائل المختارۃ۔ کتاب رسائلہ خاصۃ۔

بنو مدبّر

احمد۔ محمد اور ابراہیم سب شاعر اور بلیغ مترسل تھے۔ کتاب المجالسۃ والمذاکرۃ۔ احمد کی تصنیف ہے۔

ہارون بن محمد

بن عبد الملک زیات۔ اس کی کنیت ابو موسیٰ ہے۔ جامعین اخبار و واقعات اور روات میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب اخبار ذی الرمّۃ ۔

کتاب رسائلہ ۔

سعید بن حمید

اس کی کنیت ابوعثمان ہے کاتب اور شیریں بیان رسائل نگار تھا۔ اپنے فن میں فائق تھا اور اخذ و سرقہ میں خوب مہارت رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر سعید کے کلام اور شعر سے یہ کہا جائے کہ اپنے اپنے مقام پر چلے جاؤ، تو اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے۔ یہ اس کے بارے میں احمد بن طاہر کے الفاظ ہیں۔ اس کا دعوےٰ یہ تھا کہ یہ شاہان ایران کی اولاد سے ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب انتصاف العجم من العرب۔ یہ تسویہ کے نام سے معروف ہے۔ کتاب دیوان رسائلہ۔ کتاب دیوان شعرہ والمعارضۃ۔

احمد اور ابراہیم دونوں الگ الگ مکتوبات و رسائل رکھتے ہیں۔

ابراہیم بن اسماعیل

بن داؤد کاتب۔ کلام کی عمدگی اور بلاغت میں اسے تقدم و برتری حاصل ہے۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے۔

سعید بن حمید بن بختکان

اس کی کنیت ابوعثمان ہے۔ فہیم اور فصیح متکلم تھا۔ اصلاً قدیم ایرانی تھا عربوں کے خلاف شدید عصبیت رکھتا تھا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :۔

کتاب فضل العجم علی العرب وافتخارہا۔ کتاب رسائلہ۔ کلام و عقائد سے متعلق بھی اس نے کتابیں تصنیفات کی ہیں، جن کا ذکر میں کتاب کے اصل مقام پر کروں گا۔

حمید بن مہران کاتب

اصفہان کا باشندہ تھا جب تک باکرے رہے ان کے فرائض کتابت انجام دیتا رہا۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے۔

ابن یزداد ابوعبداللہ

محمد بن یزداد بن سوید۔ مامون کا وزیر تھا۔ بلیغ مترسل اور شاعر تھا۔ یہ کتابیں اس کی تصنیف کردہ ہیں :۔
کتاب رسائل۔ کتاب دیوان شعرہ۔

محمد بن مکرم

بلیغ کاتب اور مترسل تھا۔ کتاب رسائل اس کی ہے۔

ابوصالح

عبداللہ بن محمد بن یزداد بن سوید۔ اس کا شمار بلیغ کاتبوں میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔ کتاب التاریخ۔ کتاب رسائل۔

اس کا بیٹا ابواحمد

عبداللہ بن محمد بن یزداد۔ اس نے اپنے باپ کی تصنیف۔ کتاب التاریخ ۳۰۰ھ تک مکمل کی۔

میمون بن ابراہیم کاتب

متوکل کے عہد حکومت میں مخصوص مراسلات کی تسوید و نگرانی اس کے ذمہ تھی۔ مراسلہ نگاروں میں یہ زیادہ فصیح اور بلیغ تھا۔ کتاب رسائلہ اس کی مرتب کردہ ہے۔

موسیٰ بن عبدالملک

متوکل کے زمانۂ خلافت میں دیوان سواد اس سے متعلق تھا۔ یہ مترسل تھا۔ میں نے اس کے مکتوبات کا کچھ حصہ دیکھا ہے۔

ابن سعید قُطْرُبّلی

ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن حسین بن سعید بن مسعود قطربلی۔ اس کا شمار عالم اور

فاضل کاتبوں میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التاریخ۔ اس کتاب میں یہ اپنے زمانہ تک کے واقعات کو ضبطِ تحریر میں لایا۔ کتاب فقر البلغاء، کتاب المنطق

نطاحہ

ابو علی احمد بن اسماعیل بن خصیب انباری۔ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کا کاتب تھا۔ محمد بن طاہر نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ بلیغ مترسل، شاعر اور ادیب تھا۔ فنِ بلاغت میں اس کو تقدم حاصل تھا۔ اس کے زیادہ تر مکتوبات وہ ہیں جو اس نے اپنے دوستوں کو لکھے۔ اس کے اور ابو العباس بن معتز کے درمیان مراسلات اور ان کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کا مجموعہ رسائل تقریباً ہزار ورق پر مشتمل ہے جس میں ہر عمدہ بات درج ہے۔
کتاب الطبیخ اور کتاب طبقات الکتّاب اس کی تصنیفات ہیں۔ اس کی ایک اور کتاب بھی ہے جس کا نام اسماء المجموع المنقول من الرقاع ہے۔ یہ کتاب مسموعات و مشاہدات میں سے ان واقعات پر مشتمل ہے جو اس کے تجربہ میں آئے اور علماء سے سُنے۔ علاوہ ازیں کتاب صفۃ النفس اور کتاب رسائلہ الی اخوانہ بھی اس کی تصانیف ہیں۔

ابن فضیل کاتب

ابو الحسن علی بن حسین بن فضیل بن مروان۔ یہ فارسی نژاد ہے اور کتاب الاصنام وما کانت العرب والعجم تعبدمن دون اللہ تبارک اسمہ، اس کی تصنیف ہے۔

ابو العیناء محمد بن قاسم بن خلّاد

یہ فصیح و بلیغ تھا اور حاضر جواب اور برجستہ بات کہنے کا عادی تھا۔ شاعر تھا۔

آخر عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ اس کے اور ابو علی بصیر کے، نیز اس کے اور ابو ہفان کے درمیان مراسلت اور ہجو گوئی کا سلسلہ جاری رہتا۔ اہل عسکر اس کی زبان کے بکڑکوں سے خائف رہتے۔ اس نے اصمعی وغیرہ علما سے روایت کی۔ ابو العیناء کی وفات کچھ اوپر ۲۸۰ھ میں ہوئی۔ اس کی کتابیں یہ ہیں۔

کتاب اخبار ابی العیناء۔ یہ ابن ابو طاہر نے مرتب کی۔ کتاب شعر ابی العیناء۔ تقریباً تیس اوراق پر مشتمل ہے۔

میں نے ابو علی بن مقلہ کی تحریر میں جو کچھ پڑھا ہے، کتاب کے اس مقام کے اقتضا کے پیش نظر مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اسی ترتیب اور الفاظ میں یہاں درج کر دوں۔

خطبا کے نام

امیر المومنین علی علیہ السلام۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ عبد اللہ بن زبیر، خالد و اسماعیل پسران عبد اللہ قسری۔ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔ جریر بن یزید بن خالد۔ یزید بن عبد اللہ بن خالد۔ خالد بن صفوان۔ عبد اللہ بن اہتم۔ صعصعہ بن صوحان۔ ابن قریہ۔ محمد بن قیس خطیب۔ زیاد بن ابو سفیان۔ قطری بن فجاءۃ۔ ولید بن یزید۔ ابو جعفر منصور۔ مامون۔ شبیب بن شیبہ۔ عباس بن حسن علوی۔ محمد بن خالد بن عبد اللہ قسری اور اس کا بیٹا عبد اللہ۔ شبہ بن عقال۔

بلغا کے نام

ابو مروان غیلان۔ سالم مولیٰ ہشام بن عبد الملک۔ عبد الحمید بن یحییٰ کاتب مروان، خالد بن ربیعہ شرقی۔ عبد الوہاب بن علی۔ یہ بلال بن ابو بردہ کے زمانہ میں ہوا ہے عمارہ بن حمزہ۔ یحییٰ و محمد پسران زیاد حارثی۔ از اولاد حارث بن کعب۔ حجر بن سلیمان حرانی، محمد بن حجر، یہ عباس بن محمد کا کاتب تھا۔ جبل بن یزید کاتب عمارہ بن حمزہ۔ مسعدہ ابو الفرج

عبدالجبار بن عدی اور مسعدہ بن خالد۔ یہ دونوں منصور کے کاتب تھے۔ رقاشی یونس بن ابو ذردہ۔ یہ عیسیٰ بن موسیٰ کے کاتب تھے۔ سہل بن ہارون۔ یہ مامون کی طرف سے بیت الحکمت کا منتظم تھا۔ سعید بن ہارون۔ یہ بیت الحکمت کے سلسلہ میں سہل بن ہارون کا شریک و معاون تھا۔ ہبۃ اللہ بن خاقان۔ جعفر بن محمد بن اشعث۔

عبیداللہ بن عمران۔ یہ بہت سے لوگوں کا کاتب رہا۔ جن میں کا ایک شخص فضل بن یحییٰ ہے۔ ابن ادہم کاتب ابو محرزم۔ ابو الربیع محمد بن لیث۔ عسان بن عبدالحمید مدینی۔ یہ مدینہ میں جعفر بن سلیمان کا کاتب تھا۔ خطاب۔ یہ سلیمان بن ابو جعفر بن اُغَیْن کا کاتب کا غلام تھا۔ خطاب بن ابو خطاب یہ کاتب تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مخصوص دعوت رکھتے ہیں۔ اس نے زیادہ تر اپنے بارے میں لکھا۔ ابو السائی کاتب ولید بن معاویہ۔ عبداللہ بن عزاش۔ یہ شام کا باشندہ تھا اور کلثوم بن عمرو عتابی کا کاتب تھا اور ان ادباء میں سے تھا جو اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔

ابو مسلم شامی۔ تمامہ کاتب عبدالملک بن صالح۔ اسحاق بن عطاب کاتب تمامہ بن زید۔ جریر بن صریح کاتب عبدالملک بن صالح۔ ابو روح علی بن عیسیٰ کا کاتب اور جانشین۔ یوسف بن سلیمان بن عباد۔ یہ شدن حرب کا کاتب مقلوع احمد بن یوسف مسلم۔ یہ حزیمہ بن حازم کا کاتب تھا۔ اسماعیل بن صُبَیْح۔ ابو عبداللہ۔ یہ مہدی کا کاتب تھا۔ محمد بن سعید۔ یہ مامون کے زمانہ میں ہوا ہے۔ بحر بن فیض بن عبدالحمید تمیمی۔ یہ بلال بن ابو بردہ کے زمانہ کا ہے۔ قاسم بن محمد۔ یہ بھی بلال کے زمانہ میں ہوا ہے۔ بشر بن ابو سارہ ابو النجم حبیب بن نجم۔ یہ خلافت مہدی کے زمانہ کا آدمی ہے۔ مطرف بن ابو مُطَرِّف لیثی۔ ابراہیم بن اسماعیل۔ یہ محمد بن مکرم کا استاذ ہے۔ یوسف بن سلیمان۔ یہ ابو حوط اور جریر بن صریح کا کاتب تھا۔ حمزہ بن عفیف بن حسن، طاہر بن حسین کا کاتب تھا۔ مسلم بن صدقہ شامی۔ ابو ہاشم حرانی۔

لوگوں میں بہترین بلغاء دس ہیں

عبداللہ بن مقفع۔ عمارہ بن حمزہ۔ حجر بن محمد۔ محمد بن حجر۔ انس بن ابو شیخ۔ یہ احمد بن یوسف کاتب کا معتمد علیہ تھا۔ سالم، مسعدہ، بربری۔ عبدالجبار بن عدی۔ احمد بن یوسف

وہ اصحاب بلاغت جو اس کے بعد پیدا ہوتے

ابراہیم بن عباس ۔ حسن بن وہب ۔ سعید بن عبد الملک ۔

وہ کتابیں جن کی عمدگی پر سب کا اتفاق ہے

عہد اردشیر ۔ کلیلہ ودمنہ ۔ رسالہ عمارہ بن حمزہ ۔ ماہانیہ ۔ الیتیمہ از ابن مقفع ۔ رسالۃ الحسن لاحمد بن یوسف الکاتب ۔

وہ موضوعات جن پر کتابیں لکھی گئیں

عمومی موضوعات ۔ فتوحات ۔ ہزیمت وشکست ۔ سلامتی ۔ طاعت شرائع ۔ شکر گزاری ۔ حکمرانی ۔ عہد وپیمان ۔ مشورہ ۔ عصبیت ۔ بارش ۔ زلزلے ۔ بیعت ۔ صلح قسم ہجاء ۔ حوائج ۔ رضاء ۔ دوستی ۔ گلہ وعتاب ۔ عذر خواہی ۔ وثائق ۔ تہنیت ۔ ہدایا و تحائف ۔ قضا ۔ تعزیت ۔ جہاد ۔ حج ۔ عیادت ومزاج پرسی ۔ خواہشات ۔ جواب فتوحات

مکتوبات جو بادشاہوں کی طرف سے دنیا کے بادشاہوں کو لکھے گئے

حاجتمندوں کے موضوع پر (جنگ کی) آگ کے متعلق ۔ استسقا کے بارے میں ۔ صلے سے متعلق ۔ امان اور پناہ سے متعلق ۔ شوق واشتیاق سے متعلق ۔ ان مسائل وامور کے بارے میں جن کا تعلق معمولات سے ہے ۔ مثلاً عید کے چاند کی رؤیت کے بارے میں معزولت وعلیحدگی کے بارے میں ضروریات وحوائج کی طلب و درخواست کے بارے میں لوگوں سے انقطاع تعلق کے بارے میں عدالت گستری و دادخواہی کے بارے میں ۔
یہاں وہ باتیں ختم ہوئیں ، جو ابو علی ابن مقلہ کی تحریر سے لکھی گئی ہیں ۔

عسان بن عبد الحمید

جعفر بن سلیمان بن علی کا کاتب تھا ۔ بلیغ ۔ شیریں گفتار اور لطافت معانی کا حامل

تھا۔ اس کی کتابیں مدوّن ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب رسائل ہے۔

محمد بن عبداللہ بن حرب

ارمینیہ میں حسن بن قحطبہ کا کاتب تھا۔ پھر یزید بن اُسَید کا کاتب مقرر ہوا۔ اس کے بعد فضل بن یحییٰ کے ہاں فرائض کتابت انجام دیئے۔ رسائل اس کی تصنیف ہے۔

بکر بن صُنُود

یہ یزید بن مزید کا کاتب تھا۔ صاحب بلاغت ہے اور مشہور کتابوں کا مصنف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے برمک کی موت کے وقت یزید بن مزید کی طرف سے رشید کو خط لکھا تھا۔ کتاب رسائل۔ کتاب الرسالۃ المزیدیۃ الی الرشید۔ اس کی تصانیف ہیں۔

ابوالوزیر عمر بن مطرف

یہ کاتب تھا۔ قبیلۂ عبدالقیس سے تعلق رکھتا تھا۔ باشندگانِ مرو سے تھا۔ مہدی۔ ہادی اور رشید کی طرف سے دیوان المشرق کا نگران و متصدی تھا۔ منصور کا کاتب تھا۔ پھر مہدی کا کاتب مقرر ہوا۔ کہتے ہیں اس نے مہدی کے زمانہ ہی میں وفات پائی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس کی وفات رشید کے عہدِ حکومت میں ہوئی اور اس پر اس نے شدید حزن و ملال کا اظہار کیا۔ ثقہ تھا اور اپنے فن میں فائق و مقدّم مانا جاتا تھا۔ بلیغ اور راویہ تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب منازل العرب وحدود ھا واین کانت محلۃ کل قوم والی این انتقل منھا۔ کتاب رسائل الی الوزیر۔ کتاب مفاخرۃ العرب ومنافرۃ ۔ القبائل فی النسب۔

جب رشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو کہا۔ "اللہ تم پر رحم کرے۔ ہمارا جب بھی تو دو کاموں سے دوچار ہوا، جن میں ایک اللہ کے لیے ہوتا اور دوسرا تیرے لیے تو تو نے

ہمیشہ اپنے کام پر اللہ کے کام کو ترجیح دی "۔

فضل بن مروان بن ماسرخس

یہ عیسائی تھا۔ ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام سلی ہے اور یہ گاؤں نہر بوق کے منطقہ میں واقع ہے۔ اس نے ۹۳ برس عمر پائی مامون اور معتصم کی خدمت میں رہا۔ معتصم کا وزیر بھی رہا۔ ان دونوں کے بعد بھی کئی خلفا کی خدمت کی۔ یہ علمی معرفت وآگہی تو کم ہی رکھتا تھا لیکن خلفا کی خدمت کے ہنر سے خوب واقف تھا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔

کتاب المشاہدات والاخبار التی شاہدہا ورأہا اور کتاب رسائلہ۔

جہشیاری

ابوعبداللہ محمد بن عبدوس۔ اس کا شمار واقعات واخبار کو معرض تحریر میں لانے والوں اور مترسلین میں ہوتا ہے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الوزراء والکتاب۔ کتاب میزان الشعر والاشتمال علی انواع العروض۔

شیلمہ

یہ محمد بن حسن کاتب ہے شیلمہ اس کا لقب ہے۔ ابتداءً علوی بصری کے ساتھ تھا، پھر بغداد چلا گیا اور وہاں مامون ومحفوظ رہا، پھر خوارج سے جا ملا اور ان کے لیے تگ وتاز کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معتضد نے اس کو آگ میں زندہ جلا دیا اور اس کو اس کے خیمہ کے ستون پر پھانسی دی گئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب اخبار صاحب الزنج ووقائعہ۔

کتاب رسائلہ۔

ابن ابو اصبغ

ابوالعباس احمد بن محمد بن ابو اصبغ ۔ اس کی مصنفات میں کتاب العلم وشرف الکتابۃ شامل ہے جو پچاس اوراق پر مشتمل ہے ۔ اس کے مکتوبات کی تعداد کم ہے ۔

ابن ابو السرح

ابوالعباس احمد بن ابو السرح کاتب ۔ کتاب العلم وماجاء فیہ ، اس کی تصنیفات میں شامل ہے ۔ اس کے مکتوبات و رسائل بھی ہیں ۔

اسحاق بن سلمہ

فارسی نژاد کاتب تھا ۔ کتاب فضل العجم علی العرب اس کی تصنیف ہے ۔ اس کے رسائل بھی ہیں ۔

موسیٰ بن عیسیٰ کسروی

اس کی تصنیفات یہ ہیں ۔
کتاب حب الاوطان ۔ کتاب مناقضات من زعم انہ لاینبغی ان یقتدی القضاۃ فی مطاعمہم بالائمۃ والخلفاء ۔

یزدجرد بن مہنبدان کسروی

یہ معتضد کے زمانۂ خلافت میں ہوا ہے ۔ اس کی تالیفات یہ ہیں ؛۔
کتاب فضائل بغدا و وصفتہا ۔ کتاب الدلائل علی التوحید من کلام الفلاسفۃ ۔

دوسرا طبقہ

داؤد بن جرّاح

یہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ کا دادا تھا اور مستعین کا کاتب تھا ۔ اس کی تصنیفات

یہ ہیں :-

کتاب التاریخ واخبار الکتاب ۔ کتاب الرسائل ۔

محمد بن داؤد بن جرّاح

اس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ۔ اس کے زمانہ میں اور کوئی شخص اس سے بڑا فاضل نہیں دیکھا گیا ۔ عبد اللہ بن معتز نے اپنی خلافت کے یوم اوّل ہی سے اس کو منصب وزارت پر فائز کر دیا تھا ۔ یہ ایک عالم شخص تھا جو لوگوں سے ملا اور علما و فصحا اور شعرا سے تحصیل کی ۔ اس کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریرات اتنی زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں ۔ اس نے ان تحریرات کو خود پڑھا اور ان کی اصلاح کی ۔ فتنۂ ابن معتز کے بعد یہ مونس خادم کے پاس چلا گیا ۔ وہ بھی اس کے معاملہ میں کچھ اقدامات کر رہا تھا ۔ ابو الحسن بن فرات ان اقدامات سے ڈرا اور اس کے قتل کا اشارہ کیا ۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش گھر سے باہر نکال کر باب ماتونیہ کے پاس پانی کے ایک گڑھے میں پھینک دی گئی ۔ وہاں سے لوگ اس کے مکان پر اٹھا کر لے گئے ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الورقۃ فی اخبار الشعراء ۔ یہ اس نے ابن منجم کے لیے لکھی ۔ کتاب الشعر والشعراء ۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے ۔ کتاب من سمی من الشعراء عمرو فی الجاہلیۃ والاسلام ۔ کتاب الوزراء ۔ کتاب الاربعۃ ۔ یہ کتاب ابو ہفان کے اسلوب کی ہے ۔

علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جرّاح

یہ شخص ریاست و سیادت میں جس بلند مرتبہ کا حامل تھا اس کی تعریف اور توصیف نہیں کی جا سکتی ۔ فقہ اور مہارت فن میں بہت مشہور اور نمایاں تھا ۔ تین مرتبہ مقتدر کا وزیر مقرر ہوا ۔ اس کا نسب حسن سے جا ملتا ہے ۔ اس نے اس روز وفات پائی ، جس روز کہ معز الدولہ نے دریائے دجلہ عبور کیا تھا ۔ یہ یوم جمعہ ، نصف ماہ ذی الحجہ ۳۳۴ھ کا

واقعہ ہے۔ اور اپنے گھر ہی میں مدفون ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب جامع الدعاء۔ کتاب معانی القرآن وتفسیرہ۔ اس کتاب کی تصنیف کے سلسلہ میں ابوالحسن خزّاز اور ابوبکر بن مجاہد نے اس کی مدد کی۔ کتاب الکتاب وسیاسۃ المملکۃ وسیرۃ الخلفاء۔

اس کا بیٹا ابوالقاسم عیسیٰ بن علی

یہ منطق اور علوم قدیمہ میں اپنے دور کا یگانۂ روزگار شخص تھا۔ اس کی ولادت ۔ ۔ ۔ سنہ میں ہوئی۔ کتاب فی اللغۃ الفارسیۃ اس کی تصنیف ہے۔

ابوالقاسم عبداللہ بن علی

بن محمد بن داؤد بن جراح۔ یہ ابن اسمار کے نام سے معروف ہے جو علی بن عیسیٰ کی بہن تھی۔ یہ ایک فاضل اور مترسل کاتب تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاستفادۃ فی التاریخ۔ کتاب البیان وتقویم اللسان۔

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ

یہ ابوالحسن کا بھائی اور ایک فاضل کاتب تھا۔ اپنے بھائی کے مشورہ سے جو کہ اس کا رہنما و پشتیبان تھا متقی کا وزیر مقرر رہا۔ اس کے تمام امور کی نگرانی ونظامت (ابوالحسن) علی بن عیسیٰ ہی کے سپرد تھی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب سیرۃ اہل الخراج واخبارہم والمناہم فی التقدیم والحدیث۔ کتاب التاریخ۔ ۲۷۰ سے لے کر خود اپنے زمانہ تک۔ کتاب الخراج۔ یہ ایک ضخیم مگر ناتمام کتاب ہے۔

ابن عرمرم

ابوالقاسم عبداللہ۔ اس نے بطائح میں عمران کے پاس وفات پائی۔

کتاب الخراج اس کی تصنیف ہے۔ اور اس کا نام اس نے . . . رکھا ہے۔

مطوّق

علی بن فتح۔ اس کی کنیت ابوالحسن تھی۔ کتاب الوزراء اس کی تصنیف ہے۔ جس کو کہ کتاب محمد بن داؤد بن جراح کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے۔ اس کو اس نے ابو القاسم کلوازانی کے زمانہ میں ترتیب دیا۔

ابن حروِن

یہ کتابیں اس کی تصنیف کردہ ہیں :-
کتاب فضل نظم القرآن۔ کتاب الرسائل۔

مرثدی

ابو احمد بن بشر مرثدی کبیر۔ یہ وہی شخص ہے جس کی طرف ابن رومی نے بہت سے شعر لکھ کر بھیجے تھے اور ان دونوں میں بے تکلفی اور دل لگی رہتی تھی۔ مرثدی موفق کا کاتب تھا اور اس کے اہم معاملات کو ضبطِ تحریر میں لاتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الانواء۔ یہ ایک ضخیم اور عمدہ کتاب ہے۔ کتاب اشعار قریش۔ صولی نے اپنی تحریرات میں اس پر اعتماد کیا اور اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ میں نے یہ کتاب مرثدی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ کتاب دیوان الرسائل بھی اس کی تصنیف ہے۔

خاندانِ ثوابہ بن یونس

یہ لوگ اصلاً عیسائی تھے۔ کہتے ہیں یونس ثوابہ کے نام سے مشہور تھا اور رسنگی لگاتا تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان کی ماں کا نام ثوابہ تھا۔ مجھے ابو سعید بن وہب بن ابراہیم بن طازاذ نے بتایا کہ علی بن حسین اور ابو العباس احمد بن محمد بن ثوابہ میں زمین کا ایک جھگڑا

تھا۔ یہ دونوں اس سلسلہ میں ایک سرکردہ آدمی کے مکان پر جمع ہوئے۔ میرا خیال ہے وہ سرکردہ آدمی عبید اللہ بن سلیمان تھا۔ علی بن حسین نے ابوالعباس سے بات کرنے کے اختیارات اپنے بھائی ابوالقاسم جعفر بن حسین کو دیے۔ اس نے ابوالعباس سے گفتگو اور بحث شروع کی تو ابوالعباس نے اس سے دشنام طرازی اور استہزا شروع کر دیا۔ اس نے ایک بات یہ کہی کہ تم لوگوں کا مال ناجائز طور پر حاصل کرکے اتراتے اور ریجھتے ہو۔ یہ سنتے ہی علی بن حسین ایک بچے کی طرف ملتفت ہوا۔ جو اس کے ساتھ تھا اور یوں سمجھیے کہ وہ بچہ ہی اس کی کل کائنات تھی۔ اس نے بچے کا ہاتھ پکڑا، اپنی جگہ پہ کھڑا ہوا، سر سے کپڑا اتارا اور بلند آواز سے کہا۔

"اے گروہِ کتاب! تم مجھے جانتے ہو اور یہ میرا بیٹا ہے جو فلاں عورت بنت فلاں عورت کے بطن سے ہے۔ وہ عورت تمام مذاہب کی رو سے میری طرف سے طلاق حرج وسنت حاصل کر چکی ہے۔ اگر یہ نشان جو میری پشت کی رگوں پر ثبت ہے، اس کے دادا فلاں کا لگایا ہوا نہ ہو جو بحرین میں مقیم ہے تو میں ابن ثوابہ کے خاندان سے نہیں ہوں۔" اس پر ابوالعباس اتنا شرمندہ اور نادم ہوا کہ اس سے کوئی جواب بن نہ پایا۔ ورنہ اس کے بعد زمین کے بارے میں کوئی بات کی۔ وہ زمین اس نے بغیر کسی جھگڑے اور مزید گفتگو کے اس کے حوالے کر دی اور مجلس برخاست ہو گئی۔

ابوالعباس ان لوگوں میں سے تھا جن کی صحبت کھل جاتی ہے اور جن کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اس کا کچھ کلام بھی ہے۔ لیکن اس میں بھی عیب پایا جاتا ہے اور لوگوں کو اس سے گھن آتی ہے۔ مثلاً اس کا کہنا ہے

میرے بیٹے "گلاب کا پانی لاؤ تاکہ حجام سے گفتگو کی وجہ سے میرا منہ جو آلودہ ہو گیا ہے اسے کلی کرکے صاف کر لوں۔"

اسی طرح اس نے امیر المومنین کو دیکھا تو کہا۔

لوگ درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں لکھنے کے لیے جگہ بناتے اور سنوارتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں اور آخر میں وزیر بن جاتے ہیں۔

یہ ۲۷۷ھ میں فوت ہوا۔ کتاب رسائل مجموع اور کتاب رسالۃ فی الکتابۃ والخط

اس کی تصنیفات ہیں ۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ثوابہ

یہ بلیغ مترسل تھا اور معتضد کا کاتب تھا ۔ اس کے مکتوبات مدوّن صورت میں موجود ہیں ۔

ابو الحسین بن ثوابہ

یہ اس خاندان کے علما و فضلا میں سے آخری شخص ہے جو ہم نے دیکھا ۔ کتاب رسائل اس کی مرتب کردہ ہے ۔

قدامہ بن جعفر

قدامہ بن جعفر بن قدامہ ۔ یہ عیسائی تھا ۔ مکتفی باللہ کے ہاتھ پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوا ۔ قدامہ کا شمار فصیح بلغا اور فاضل فلاسفہ میں ہوتا ہے ۔ منطق میں اس کے فضل و کمال کی وجہ سے لوگوں کی اس کی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں ۔ اس کا باپ جعفر نہ تفکر کا حامل تھا اور نہ علم کا ۔ ! قدامہ کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الخراج ۔ آٹھ منازل ہیں ۔ اس میں نویں منزل کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ کتاب نقد الشعر ۔ کتاب صابون الغم ۔ کتاب صرف الّہم ۔ کتاب جلاء الحزن ۔ کتاب دریاق الفکر فیما عاب بہ ابا تمام ۔ کتاب السیاستہ ۔ کتاب الرد علی ابن المعتز ۔ کتاب حشو حشاء الجلیس ۔ کتاب رسالتہ فی ابی علی بن مقلہ ۔ یہ کتاب النجم الثاقب کے نام سے مشہور ہے ۔ کتاب صناعتہ الجدل ۔ کتاب نزہتہ القلوب و زاد المسافر ۔

ابن حمّارہ

ابو الحسن احمد بن محمد بن حمّارہ کاتب ۔ ادبیات سے اچھا شغف رکھتا تھا اور

فاضل کاتبوں میں سے تھا۔ اس نے متعدد کتابیں لکھیں اور متعدد ادیبوں سے ملا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب امتحان الکتاب و دیوان ذوی الالباب اور کتاب الرسائل ۔

کَلْواذانی

ابوالقاسم عبیداللہ بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن بن خسرو فیروز بن ابوالمہروان بن اردشیر بن بابک کلواذانی۔ دیوان سواد کا نگران، ابوالحسن علی بن عیسیٰ کا جانشین اور بڑے بڑے کاتبوں کا سربراہ تھا۔ بعد میں اس کا نام باقاعدہ وزیروں میں لکھ لیا گیا۔

اس نے ابتدائی نشو و نما دیوانِ ابوالفرات میں پائی اور اس کی ولادت ۳۰۰ھ سے قبل ہوئی اور وفات سنہ . . . میں!

اس کی تصنیفات میں سے کتاب الخراج ہے۔ اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلا نسخہ ۳۲۴ھ میں اور دوسرا ۳۳۲ھ میں مرتب کیا۔

ابراہیم بن عیسیٰ النصرانی

یہ ظریف کاتبوں اور ادیبوں میں سے تھا۔ کتاب اخبار الخوارج اور کتاب الرسائل اس کی مصنفات ہیں۔

ابوسعید وہب بن ابراہیم بن طازاذ

یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو ہم نے دیکھا ہے۔ یہ فاضل ادیب اور مترسل تھا۔ نفیس اور بہترین کتابیں جمع کرنے کا عادی تھا۔ ذاتی طور پر اچھا آدمی تھا اور کتاب میں ان باقی ماندہ لوگوں میں سے تھا، جن کو ہم نے دیکھا۔ ابوالحسن طازاذ بن عیسیٰ کا خاندان، ابوجعفر بن شیرزاد کا پروردہ تھا۔

ابوسعید وہب کی وفات سـ . . . ہیں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الزیادات فی الکتاب الذی الفہ ابراہیم۔ کتاب جمع فیہ اخبار خالد۔
کتاب رسائل من بلاغتہ۔

ابن نصر

یہ ابوالحسن علی ہے۔ چند مہینے قبل فوت ہوا ہے۔ اصحاب تصنیف ادیبوں میں سے تھا۔ اس کی متعدد کتابیں ہیں، جن کا یہ میرے ساتھ اکثر مذاکرہ کیا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے ان میں سے اکثر کتابیں نامکمل ہیں۔
کتاب البراعۃ اور کتاب صحبۃ السلطان اس کی مصنفات میں سے ہیں۔

ابن بازیار

ابوعلی احمد بن نصر بن حسین بازیار۔ سیف الدولہ کا ندیم تھا۔ اس کے دادا نصر بن حسین نے سرمن راتے سے نقل مکانی کر کے معتضد سے وابستگی اختیار کر لی تھی اور پھر اسی کی خدمت کو اپنا شعار ٹھہرایا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے اس کا دل موہ لیا۔
یہ خراسانی نژاد تھا اور مرغانِ شکاری کو پالتا تھا۔ معتضد نے بھی اس کو کئی قسم کے شکاری جانور دیے۔ ابوعلی حلب میں ۳۵۲ھ میں سیف الدولہ کی زندگی میں ہی وفات پا گیا تھا۔
کتاب تہذیب البلاغۃ اور کتاب اللسان اس کی تصنیفات ہیں۔

ابن زنجی

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل ابن زنجی۔ کاتب تھا اور خوش خطی میں قابلِ ستائش گردانا جاتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب رسائلہ۔ کتاب الکتاب والفصاحۃ۔

مَرزُبانی

ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ بن سعید بن عبداللہ - خراسانی نژاد ہے۔ یہ آخری شخص ہے جو ہم نے اصحابِ تصنیف اخبار بین میں سے دیکھا۔ صادق القول راویہ ہے۔ مرویات کا وسیع علم رکھتا ہے۔ اس کے مسموعات کا دائرہ بھی خاصا وسیع ہے۔ جمادی الاولیٰ ۲۹۷ھ میں پیدا ہوا، اور ہمارے دور یعنی ۳۷۷ھ تک زندہ رہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے احسان وکرم کے پیشِ نظر اس کی زندگی کے لیے دست بدعا ہیں۔

اس کی وفات ۳۷۸ھ میں ہوئی۔ اللہ اس کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

اس کی تصنیفات میں سے ایک کتاب دس ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مستین کے بارے میں ہے جو سلیمانی کاغذ پر اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں بسیار گو شعرا کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جن میں زیادہ تر بعد کے شعراء کا تذکرہ اور ان کے اشعار کا انتخاب ہے، جس میں ان کے زمان ونسب کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ان میں کا پہلا بشار بن برد اور آخری ابن معتز ہے۔

کتاب المفید۔ یہ پانچ ہزار سے زائد اوراق پر محتوی ہے اور متعدد فصول پر مشتمل ہے۔

فصلِ اوّل :۔ اس فصل میں کم گو شعرائے جاہلیت اور شعرائے اسلام کے حالات بیان کیے گئے ہیں اور ان شعرا کے واقعاتِ زندگی درج ہیں، جن کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے یا جو اپنے بیٹے کی کنیت سے مشہور ہیں، یا اپنی ماں کی وجہ سے متعارف ہیں یا اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں یا اپنے مالکوں کی جانب انتساب سے مفتخر ہیں یا اسی انداز کے حالات ومعاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔

فصلِ ثانی :۔ اس میں شعرا کے صفات اور ان کے اجسام وصور کے عیوب بیان کیے گئے ہیں، مثلاً ان کے رنگ کی سیاہی، ان کا ناٹا ہونا، ان کا اندھاپن، چندھاپن، برص اور دیگر وہ عیوب وامراض، جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں تک جسم کے ایک ایک

حصے کو اپنے اثرات کی گرفت میں لے لیتے ہیں۔

فصل ثالث :۔ اس میں شعرا کے مذاہب و مسالک بتائے گئے ہیں۔ مثلاً ان کا تشیع، ان کا متکلم ہونا۔ خارجیت یا ان کا متہم بالحاد ہونا، ان کی یہودیت، نصرانیت اور اس انداز کی دوسری چیزیں۔

آخری فصل میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے زمانۂ جاہلیت میں بربنائے تکبر اور دورِ اسلام میں از روئے تدین شعر کہنا ترک کر دیا تھا یا جنھوں نے سلسلۂ مدح کو اظہار برتری کے باعث اور ہجو کو عزت نفس کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ یا جن لوگوں نے غزل گوئی سے عفت و پاکدامنی کے باعث دامن چھڑا لیا۔ یا وہ لوگ جن کے شعر ایک ہی زمین و معنی کے حامل تھے، جیسے سید بن محمد حمیری، عباس بن احنف اور اس قسم کے دوسرے لوگ۔

کتاب الازمنۃ: یہ کتاب دو ہزار اوراق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس میں چار فصول کی کیفیات درج ہیں۔ مثلاً موسم گرما، موسم سرما اور ان کے مابین دو اعتدال، گرمی سردی، بادل، چمکتی ہوئی آسمانی بجلیاں، ہوائیں، بارشیں، سیراب کرنے والے پانی اور استسقا وغیرہ۔ اس ضمن میں موسم بہار اور موسم خزیف کے حالات بھی بیان میں بتایا ہیں، پھر کچھ امور افلاک، بروج، سورج، چاند اور اس کی منزلوں کے بارے میں ذکر کیے گیا ہے۔ نیز اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ عربوں نے ان کے لیے کیا کیا الفاظ وضع کیے یا کیا کیا سمجھتے رہے ہے عرب و عجم کے ایام و واقعات بھی اس میں مذکور ہیں۔ مہینوں، سالوں زمانوں اور اس سلسلہ کی دوسری چیزوں کے بارے میں اخبار و اشعار بھی اس میں درج ہیں۔

کتاب المونق: اس کے اوراق کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے۔ اس میں زمانۂ جاہلیت کے مشہور شعرا کے حالات کا تذکرہ ہے۔ اس کا آغاز امرئ القیس اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے کیا گیا ہے۔ پھر ان شعرا کا ذکر ہے جنھوں نے زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں کو پایا اور جو دورِ اسلام کے شعرا میں سے ان کے بعد آئے۔ سب کا طبقہ بہ طبقہ ذکر ہے۔ اس میں جریر اور فرزدق کو مسلمان شعرا کے صدرِ اوّل میں رکھا ہے۔

اور دولت عباسیہ کے آغاز تک کے شعرا کا اور ان کے محاسن اخبار کا تذکرہ ہے۔ ابن ہرمہ، حسین بن مطیر اور ان لوگوں کا ذکر ہے، جن کے اشعار بطور استشہاد کے لائے جاتے ہیں

علاوہ ازیں یہ کتابیں بھی اس کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

کتاب شعر حاتم الطائی۔ تقریباً دوسو اوراق۔

کتاب اخبار عبد الصمد بن المعذل، تقریباً دوسو اوراق۔

کتاب الہدایا۔ تقریباً تین سو ورق۔

کتاب الہدایا۔ ایک اور نسخہ۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔

کتاب الزہد واخبار الزہاد۔ اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔

کتاب ذم الحجاب۔ تقریباً دوسو اوراق۔

کتاب الدعاء۔ دوسو ورق۔

کتاب التہانی۔ تقریباً پانچ سو ورق

کتاب المخضرمین۔ تقریباً دو ورق۔

کتاب الریاض۔ یہ تین ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ اس میں ان مشاق شعرا کا تذکرہ ہے جنھوں نے جاہلیت اور اسلام یا دونوں زمانوں کو پایا۔ اس میں محبت اور اس کی مختلف شاخوں کی تفصیل ہے۔ اس کے آغاز و انتہا کا تذکرہ ہے نیز اس میں شعرائے جاہلیت، اشعار مخضرمین اور اسلامی دور و عہد کے اشعار اور ان کے بعد کے شعرا کے کلام کی روشنی میں اہل لغت نے محبت کے ناموں اور قسموں کی جو تفصیل بیان کی ہے اور اس کے مشتقات کی جو وضاحت کی ہے ان سب کا اس میں تذکرہ ہے۔

کتاب المراثی۔ تقریباً پانچ سو ورق پر محتوی ہے۔

کتاب تلقیح العقول۔ یہ سو سے زیادہ ابواب کو گھیرے ہوئے ہے۔ پہلا باب العقل۔ پھر باب الادب۔ پھر باب العلم اور پھر وہ جو اس کے متجانس و متقارب ہے۔ یہ تین ہزار سے زائد صفحات کی کتاب ہے۔

کتاب الشعر۔ یہ کتاب شعر کے فضائل، اس کے اوصاف و محاسن، منافع و مضار، اوزان، عیوب، اس کے اجناس و اقسام کی تعریف پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں عروض ہے، اعیان کا تذکرہ ہے منتخب اشعار ہیں۔ شعر کہنے اور پڑھنے والوں کی تادیب و اصلاح ہے، منحول اشعار اور سرقہ کے اشعار کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ اسی قبیل کی اور چیزوں کا بیان ہے۔

کتاب اشعار الخلفا۔ دو سو سے زائد اوراق پر مشتمل ہے

کتاب المزخرف فی الاخوان والاصحاب۔ تین سو سے زیادہ ورق۔

کتاب المدیح فی الولائم والدعوات والشراب تقریباً پانچ سو اوراق۔

کتاب النسیم والزیارۃ۔ تقریباً چار سو ورق۔

کتاب ا۔۔ فی التوبۃ والعمل الصالح والتقوی والورع۔ تقریباً چار سو اوراق۔

کتاب المشرف۔ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت و دانائی، آپ کے آداب، مواعظ اور وصایا وغیرہ مباحث و مسائل۔ نیز آپ کے وصایا اور حکم عرب و عجم کے موضوع پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب تقریباً پانچ سو اوراق پر محتوی ہے۔

کتاب العبادۃ۔ تقریباً چار سو اوراق۔ اخبار ابی عبد اللہ بن حمزۃ العلوی۔ تقریباً سو ورق۔ کتاب المستطرف فی الحمقاء والنوادر، تقریباً تین سو ورق میں پھیلی ہوئی ہے

کتاب اخبار ملوک کندۃ۔ تقریباً دو سو ورق۔

اخبار ابی تمام۔ تقریباً سو ورق۔

کتاب الوثائق۔ اس میں غنا، آواز، اس کی اقسام، طریقے، گانے والوں اور گانے والیوں کے حالات، ان میں سے آزاد لونڈیوں اور غلاموں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب المغازی۔ تقریباً تین سو ورق۔

کتاب اخبار عبد الصمد بن المعذل۔

کتاب المعجم۔ اس میں حروف تہجی کی ترتیب سے پانچ ہزار شعرا کے نام درج

ہیں۔ پہلے وہ نام ذکر کیے گئے ہیں، جن کے شروع میں حرف الف آتا ہے اور آخر میں ان لوگوں کے نام ہیں جن کا آغاز حرف یا سے ہوتا ہے۔ اس کتاب میں ہر شاعر کے چند مشہور شعر بھی لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔

کتاب الاوائل۔ یہ قدیم پارسیوں اور اہل عدل و توحید کے حالات و اخبار کو محیط ہے اور اس میں ان کی مجالس اور نظریات کے بارے میں بھی کچھ مواد درج کیا گیا ہے، یہ ایک ہزار ورق کی کتاب ہے۔

کتاب الموشح۔ اس میں ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی بنا پر علماء نے بعض شعرا کے اشعار کو محل تنقیص ٹھہرایا ہے۔ مثلاً کسر۔ لحن۔ سناد۔ ایطاء۔ اقواء۔ اجازہ۔ اضطراب ہلہلۃ النسج وغیرہ امور جن کو شعر میں عیب سمجھا جاتا ہے۔ یہ تین سو اوراق کی کتاب ہے۔

کتاب المرشد۔ یہ متکلمین کے حالات میں ہے اور اس کے اوراق سو سے کم ہیں۔

کتاب المقتبس۔ یہ بصرہ کے نحویوں کے حالات میں ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ پہلا شخص کون ہے، جس نے مباحث نحو کا آغاز کیا اور اسے تصنیف و تالیف کے قالب میں ڈھالا۔ نیز اس میں قراء اور بصرہ و کوفہ کے روات اور ان میں سے جو لوگ بغداد آکر مقیم ہوئے ان کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب ۳۰۰ ورق کے لگ بھگ ہے۔

کتاب اخبار ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت۔ یہ تقریباً پانچ سو اوراق میں پھیلی ہوئی ہے۔

کتاب اخبار شعبۃ بن الحجاج۔ تقریباً سو ورق۔

کتاب اشعار النساء۔ تقریباً چھ سو ورق۔

کتاب اشعار الجن المتمثلین۔ اس میں جنوں کے اشعار کا ذکر ہے اور سو سے زائد اوراق پر مشتمل ہے۔

کتاب المفصل۔ بیان و فصاحت کے موضوع پر تقریباً تین سو اوراق میں۔

کتاب الشباب والشیب۔ تقریباً تین سو اوراق میں۔ کتاب المتوج۔ عدل اور حسن سیرت کے بارے میں۔ کتاب الفرخ۔ تقریباً سو ورق۔

کتاب اخبار ابی مسلم صاحب الدعوۃ۔ سو ورق سے زائد۔

کتاب اخبار الاولاد والازوجات والاہل وما جاء فیہم من مدح وذم۔ تقریباً دو سو ورق۔

کتاب ذم الدنیا۔ تقریباً پانچ سو ورق۔

کتاب اخبار البرامکۃ۔ ان کے آغاز سے انجام تک تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ تقریباً پانچ سو اوراق کو گھیرے ہوتے ہے۔

کتاب الانوار والثمار۔ تقریباً پانچ سو ورق میں۔ سرخ پھول، نرگس اور مختلف پھولوں کے بارے میں جو کچھ اشعار میں اظہار خیال کیا گیا ہے اور اس ضمن میں جو کچھ آثار و اخبار میں بتایا گیا ہے، اس میں مذکور ہے۔ پھر پھلوں، کھجوروں اور میووں کے متعلق جو کچھ نظم و نثر کے ذریعے بہترین انداز میں ذکر کیا گیا ہے، اس کتاب میں درج ہے۔

کتاب لنسخ العہود الی القضاۃ۔ تقریباً دو سو ورق میں ہے۔

ابن تستری

سعید بن ابراہیم بن تستری۔ اس کی کنیت ابو الحسین ہے۔ عیسائی تھا۔ ہمارا قریب العہد ہے۔ یہ اور اس کا باپ بنو فرات کے پروردہ تھے۔ اپنے نامہ و پیام میں سجع کا التزام کرتا تھا ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المقصور والممدود۔ حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی گئی

کتاب المذکر والمؤنث۔ یہ بھی اسی ترتیب کی حامل ہے۔

کتاب الرسل فی الفتوح۔ یہ بھی اسی ترتیب کی حامل ہے۔

کتاب سائلہ المجوعۃ فی کل فن۔ اس کی اپنی کاوش ہے۔

ابن حاجب نعمان

ابو الحسین عبد العزیز بن ابراہیم۔ اس کا باپ نعمان، ابو عبد اللہ کاتب کا دربان

تھا۔ ابوالحسین فضل و بزرگی، شرافت اور کتابت و دواوین کے علم و معرفت میں یگانۂ روزگار تھا۔ معزالدولہ کے دورِ حکومت میں دیوان سواد کی نظامت اسی کے سپرد تھی۔ کسی کا کتب خانہ اس کے کتب خانہ سے زیادہ بہتر اور شاندار نہیں دیکھا گیا، کیونکہ اصل کتابوں اور ان منفرد و یگانہ دواوین پر محتوی تھا جو ان کے اصحابِ تصنیف علما کے خود اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ ســــہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی یہ تصنیفات تھیں :-

کتاب نشوۃ النہار فی اخبار الجوار۔ کتاب الصبوح۔ کتاب اشعار الکتّاب۔ کتاب اخبار النساء معروف بکتاب ابن الدکا ذ۔ کتاب العز و مجتنی الزہر۔ کتاب الس ذوی الفضل فی الولایۃ والعزل۔

صابی

ابو اسحاق ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم بن زہرون مترسل و بلیغ شاعر اور ہندسہ کا عالم تھا۔ زیادہ تر کتابت، بلاغت اور شعر میں علم و آگاہی رکھتا تھا اور یہی علوم اس کی زیادہ دلچسپی کا باعث تھے۔ اس کی ولادت ۳۲۰ھ سے کچھ اوپر اور وفات ۳۸۰ھ سے پہلے ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

دیوان شعر۔ کتاب دیوانِ رسائل۔ یہ ہمارے زمانہ تک کے مکتوبات و رسائل پر محتوی ہے۔ تقریباً ہزار ورق میں پھیلی ہوئی ہے۔ کتاب مراسلات الشریف الرضی ابی الحسن محمد بن الحسین الموسوی۔ کتاب اخبار اہلہ و ولدہ ابنہ۔ یہ اس نے اپنے ایک بیٹے کے لیے تصنیف کی۔ کتاب دولۃ بنی بویہ و اخبار الدیلم و ابتداء امرہم۔ یہ کتاب (تاجی یا عضدی) کے نام سے معروف ہے۔

اخبارِ ابو محمد بن یزید مُہلبی

ابو محمد حسن بن محمد۔ معزالدولہ کا وزیر تھا۔ بلیغ شاعر تھا۔ اپنے دور کا بقیۃ السلف

تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ کتاب دیوان رسائل و توقیعات، اس کی مرتب کردہ ہے۔ اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے مگر وہ چھوٹا سا ہے۔

ابن عمید

ابوالفضل۔ کتاب دیوان رسائلہ۔ کتاب المذہب فی البلاغات اس کی تالیفات ہیں۔

صاحب

ابوالقاسم بن عباد۔ یہ بلاغت و فصاحت اور شعر میں اپنے دور کا بے نظیر اور یگانہ شخص تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب دیوان رسائل۔ کتاب الکافی فی الرسائل۔ کتاب الزیدیہ۔ کتاب الاعیاد و فضائل النیروز۔ کتاب الامامۃ۔ اس میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی افضلیت و برتری اور ان کے پیشروؤں کی تثبیتِ امامت سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ کتاب الوزراء۔ کتاب الکشف عن مساوی شعر المتنبی۔ کتاب مختصر اسماء اللہ عزوجل و صفاتہ۔

دوسرا طبقہ

حضویہ

اس کا شمار اُن فاضل کاتبوں کے زمرہ میں ہوتا ہے جو خراج کو ضبطِ تحریر میں لاتے تھے۔ اپنے فن میں سب سے فوقیت رکھتا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے خراج کے بارے میں کتاب تصنیف کی۔ کتاب الخراج اور کتاب الرسائل اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

ابن عبد الکریم

اس کا نام احمد بن محمد بن عبدالکریم بن ابو سہل ہے۔ اسے ابو سہل احول بھی کہا جاتا ہے

اس کی کنیت ابوالعباس ہے۔ کتاب میں سے فاضل تر اور فائق تر شخص تھا۔ فنِ خراج کو خوب جانتا تھا بلکہ اسے اپنے دور کے لوگوں پر تفوق حاصل تھا۔ اس کی وفات ۲۷۰ء میں ہوئی۔ کتاب الخراج اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن ماشطہ

یہ ابوالحسن علی بن حسن ہے۔ معلوم نے اس کو ابن ماشطہ کا لقب دیا تھا۔ اس کا زمانہ ہمارے زمانہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ علم حساب اور امورِ خراج میں اس کو مہارت و تقدم حاصل تھا، اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب جواب المعنت۔ کتاب الخراج، یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔ کتاب تعلیم لبعض المؤامرات۔

ابن بشار

احمد بن محمد بن سلیمان بن بشار کاتب۔ یہ ابوعبداللہ کوفی وزیر کا استاد تھا۔ بلاغت اور فنِ بلاغت کے اعتبار سے فاضل کاتبوں میں سے تھا۔ یہ کتابیں اس کی تصنیفات ہیں۔

کتاب الخراج کبیر۔ اس کتاب کا مسودہ، خود اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا، میں نے دیکھا ہے، جو کم و بیش ایک ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب البیوتات والمنادمۃ۔ اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی (میں نے دیکھی ہے)

عبداللہ بن حماد

بن مروان کاتب۔ میں اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ کتاب معانی الشیب و آدابہ وفضل الوانہ وترتیب مقدماتہ وما قیل فیہ نثرا و نظما و الخضابات۔

اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ایک اور کاتب

یہ یعقوب بن محمد بن علی کے نام سے معروف ہے۔ کتاب المضابات وذم الشیب ومدح الشباب اس کی تصنیف ہے۔

محمد بن احمد بن علی بن خیار کاتب

اس کی کتابوں میں سے ایک کتاب الخراج ہے۔

ابن سریح

یہ ہمارے دور کا آدمی ہے اور تادمِ تحریر زندہ ہے۔ اس کا نام اسحاق بن یحیی بن سریح ہے اور نصرانی ہے۔ اس کی کنیت ابو الحسین ہے۔ دواوین سے اچھی طرح معرفت وآگاہی رکھتا ہے۔ کارکنانِ خراج سے بحث وگفتگو کے سلیقہ کا مالک ہے اور فنِ خراج کو خوب جانتا ہے۔ نیز نحو میں بھی اس کو کامل دست گاہ حاصل ہے۔ یہ شعبان ۲۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الخراج کبیر۔ دوجزء۔ کتاب الخراج الصغیر۔ اس کو مختلف منزلوں اور فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب علم المؤامرات بالحضرۃ۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ تقریباً سو ورق میں ہے۔ کتاب مجمل التاریخ۔ جمع شدہ۔

دوسرا طبقہ

بارح ابو عبداللہ

محمد بن عبداللہ بن غالب اصفہانی۔ بارح اس کا لقب ہے۔ فصیح وقائع نگار اور کاتب تھا۔ اس کا لقب بارح اس کے اس بیت کی وجہ سے پڑا۔

باح بمانی الفوّاد مباحًا

بغداد آیا تو بغیانی کاتب کے ہاں مقیم ہوا، اور اس کے بیٹوں کے لیے کتاب الرسائل تصنیف کی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب جامع الرسائل۔ اس کے آٹھ اجزا تھے۔ بعد میں نویں جز کا اس پر اضافہ کیا اور اس کا نام الکتاب الموصول رکھا اور اس کو بہ ترتیب دعلمی حلقوں میں پھیلایا) کتاب التوشیح والترشیح فی بعض التسویۃ بین الشعوبیۃ۔ کتاب الخطب البلاغۃ۔ کتاب الفقر۔

ابو مسلم

محمد بن بحر اصفہانی۔ کاتب، مترسل، بلیغ اور متکلم تھا۔ سخت مجادل اور مناظر تھا ابوالحسن علی بن عیسیٰ اس کی تعریف کرتا اور اس سے محبت و دلبستگی رکھتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب جامع التاویل لمحکم التنزیل علی مذہب المعتزلۃ۔ یہ قرآن کی ایک مبسوط تفسیر ہے۔ کتاب جامع رسائلہ۔

ابن طبا طبا علوی

اس کا ذکر شعراء کے مقالہ میں آئے گا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب سنام المعالی۔ کتاب عیار الشعر۔ کتاب الشعر الشعرا۔ یہ اس کے خود اپنے منتخبات میں سے ہے۔ کتاب دیوان شعرہ۔

دیمرتی

اس کا نام . . . ہے اور دیمرت سرزمین اصفہان میں واقع ہے۔ یہ بلیغ مصنف اور نحوی تھا۔ کتاب تہذیب الطبع اس کی تصنیف ہے۔

ابن ابوعواذل

کتاب البراعۃ واللسن اس کی تصنیف ہے۔

ابوحصین محمد

بن علی اصفہانی دیرقی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب مثالب ثقیف وسائر العرب۔ کتاب الحماسۃ۔

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ ہمدانی

بکر بن عبدالعزیز بن ابودلف کا کاتب تھا اور شاعر اور کاتب تھا تصنیفات میں سے کتاب الالفاظ ہے۔

ابن عبدکان

اس کا نام محمد ہے۔ یہ طولونیہ کا کاتب تھا۔ بلیغ، فصیح اور وقائع نگار تھا دیوان رسائل اس کی تصنیف ہے جو ایک ضخیم کتاب ہے۔

ابن ابوالبغل

اس کا نام محمد بن یحییٰ بن ابوالبغل اور کنیت ابوالحسین ہے۔ اسے اصفہان سے بلایا گیا تھا اور عہدِ مقتدر میں یہ وہاں کی مسندِ وزارت پر متمکن تھا۔ بلیغ، فصیح، مترسل اور جواں مرد و منصف شخص تھا۔ اور بہت اچھے اور عمدہ شعر کہتا تھا، اور فطرتاً شاعر تھا۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
دیوان رسائلہ۔ کتاب رسالۃ فی فتح البصرۃ۔

محمد بن مقسم کرخی

یہ کاتبوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا، جن کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا، جو منصب وزارت پر فائز ہونے کی اہلیت اور قابلیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک بلیغ وقائع نگار تھا۔ اس کی کتابیں یہ ہیں :۔

دیوان رسائل ۔ دیوان شعرہ ۔

الباحث عن معتاص العلم

اس کا نام محمد بن سہل بن مرزبان کرخی اور کنیت ابومنصور ہے۔ کرخ کا باشندہ تھا۔ اس کا شمار فصحا و بلغا میں ہوتا تھا۔ جس شخص نے اس کو دیکھا ہے، اس نے مجھے بتایا کہ اس کے ہاتھ بے کار ہو چکے تھے۔ کتاب المنتہی فی الکمال اس کی تصنیف ہے جو ذیل کی بارہ کتابوں پر مشتمل ہے۔

کتاب مدرع الادب ۔ کتاب صفۃ البلاغۃ ۔ کتاب الدعاء والتحامید ۔ کتاب الشوق والفراق ۔ کتاب الحنین الی الاوطان ۔ کتاب التہانی والتعازی ۔ کتاب الامل والمامول ۔ کتاب التسبیبات والطلب ۔ کتاب الحمد والذم ۔ کتاب الاعتذارات ۔ کتاب الالفاظ ۔ کتاب نفائس الحکم ۔

ابوسعید عبدالرحمٰن

بن احمد اصفہانی ۔ کتاب رسائل اس کی تصنیف ہے ۔

ابہری اصفہانی

اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کتابیں اس کی تصنیفات ہیں :۔ کتاب تہذیب الفصاحۃ ۔ کتاب ادب الکاتب ۔ کتاب الندیم ۔

جیہانی

ابوعبداللہ احمد بن محمد بن نصر۔۔ یہ حاکم خراسان کا وزیر تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المسالک والممالک۔ کتاب آئین مقالات کتب العہود للخلفاء والامراء۔ کتاب الزیادات فی کتاب آئین فی المقالات۔ کتاب رسائل۔

ابوزید بلخی

اس کا نام احمد بن سہل ہے۔ یہ تمام قدیم وجدید علوم کا فاضل تھا۔ اپنی تصنیفات و تالیفات میں حکماء و فلاسفہ کے اسلوب کا تتبع کرتا تھا لیکن چونکہ اہل ادب سے اس کی مشابہت ومماثلت زیادہ تھی اور ان سے قریب تر تھا اس لیے ہم نے اس کا ذکر اپنی کتاب کے اس مقام پر کیا ہے۔ ابوزید سے منقول ہے کہ صُعلوک کا بھائی حسین بن علی مروروزی، مجھے ہمیشہ ایک مقرر ومعین وظیفہ دیتا تھا۔ لیکن جب میں نے کیفیت تاویلات کے باب میں کتاب بحث لکھی تو اس نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسی طرح نصر بن احمد کا بھائی وزیر ابوعلی جیہانی مجھے عطیات سے نوازتا رہتا تھا لیکن جب میں نے کتاب القرابین والذبائح تصنیف کی تو اس نے مجھ کو ان عطیات سے محروم کر دیا۔ حسین قرامطہ میں سے تھا اور جیہانی ثنویت کا حامی تھا۔ ابوزید الحاد سے متہم تھا۔ بلخی سے منقول ہے کہ یہ شخص یعنی ابوزید مظلوم ہے۔ وہ موحد تھا۔ میں اسے دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ ہم دونوں اکٹھے پلے بڑھے۔ فرق یہ ہے کہ اس کو منطق پر زیادہ دسترس حاصل تھی۔ ہم دونوں نے منطق کی تعلیم حاصل کی۔ مگر بحمد اللہ ہم ملحد نہیں ہوئے۔

ابوزید کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب شرائع الادیان۔ کتاب اقسام العلوم۔ کتاب اختیارات السیر۔ کتاب کمال الدین۔ کتاب السیاسۃ الکبیر۔ کتاب السیاسۃ الصغیر۔ کتاب فضل صناعۃ الکتابۃ۔ کتاب مصالح الابدان

والانفس ۔کتاب اسماء اللہ عزوجل وصفاتہ۔کتاب صناعۃ الشعر۔کتاب فضیلۃ علم الاخبار
کتاب الاسماء والکنیٰ والالقاب۔کتاب اسامی الاشیاء۔کتاب النحو والتصریف ـــــ
کتاب الصورۃ والمصور۔کتاب رسالۃ فی حدود الفلسفۃ۔کتاب مایصح من احکام النجوم۔
کتاب الرد علی عبدۃ الاصنام۔کتاب فضیلۃ علوم الریاضیات۔کتاب فی انشاء علوم الفلسفۃ
کتاب القرابین والذبائح۔کتاب عصم الانبیاء علیہم السلام۔کتاب نظم القرآن۔کتاب توارع
القرآن۔کتاب العتاک والنساک۔کتاب جمع تبیہ ماغاب عنہ من غریب القرآن۔کتاب
فی ان سورۃ الحمد تنوب عن جمیع القرآن۔کتاب اجوبتہ ابی القاسم الکنعی الکعبی۔کتاب النوادر
فی فنون شتی۔کتاب اجوبتہ اہل فارس۔کتاب تفسیر صور کتاب السماء والعالم لابی جعفر الخازن
کتاب اجوبتہ ابی علی بن ابی بکر بن المظفر المعروف ابن محتاج۔کتاب اجوبتہ ابی القاسم المؤدب
کتاب المصادر۔کتاب اجوبتہ مسائل ابی الفضل السکری۔کتاب الشطرنج۔کتاب فضائل
مکۃ علی سائر البقاع۔کتاب جواب رسالۃ ابی علی بن المنیر الزیادی۔کتاب منبہ الکتاب
کتاب البحث عن التاویلات۔کتاب الرسالۃ السالفۃ الی العاتب علیہ۔کتاب رسالۃ
فی مدح الوراقۃ۔کتاب وصیۃ۔

بستی

یہ ابوالقاسم ہے۔میں نے اس کی کوئی کتاب نہیں دیکھی لیکن مجھے ابوعلی بن سوار
کاتب نے بتایا کہ یہ وہی شخص ہے، جس نے بصرہ کا کتب خانۂ وقف مرتب کیا۔یہ علم دوست
تھا اور علم سے شدید شغف رکھتا تھا۔اس نے بتایا کہ میرے بصرہ کے کتب خانہ میں
اس کی کتابیں موجود ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے لفظ بستی کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ
سین سے ہے یا شین سے ؟ یہ اس لیے کہ سرزمین سجستان میں "بشت" ایک معروف
مقام ہے۔لیکن "بست" کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ کہاں ہے) ابوعلی نے اسے
شین معجمہ کے ساتھ منضبط کیا ہے۔اس شخص کے بارے میں اور اس کی کتابوں کے بارے میں

ہماری جو تحقیق ہے۔ ہم انشاء اللہ اسے کتاب کے اصل مقام پر بیان کریں گے۔

ابوعلی کی روایت کے مطابق اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الاشجار والنبات۔ کتاب وصف جواہر جرجان۔ کتاب جوابہ فی قدم العالم کتاب فی علۃ الوزیر الموجہ بوجہین۔ کتاب صون العالم وسیاسۃ النفس۔ کتاب رسالۃ فی سیر العضو الرئیس من بدن الانسان۔

حمزہ بن حسن

باشندگان اصفہان سے ہے۔ ادیب ومصنف تھا۔ شعریت سے متعلق اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامثال علی افعل ویدخل فیہ الشعریۃ والنثریۃ۔ کتاب الامثال الصادرۃ عن ثبوت الشعر۔ کتاب اصفہان واخبارہا۔ کتاب التشبیہات۔ کتاب انواع الدعا۔ کتاب التنبیہ علی حروف المصحف۔ کتاب رسائل۔ کتاب التماثیل فی تباشیر السرور۔

عکمویہ بن عبدوس

اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ معنافات جبل کا رہنے والا تھا۔ کتاب السواد فی الرسائل اور کتاب الآداب۔ اس کی تصنیفات ہیں۔

سمکہ

یہ ابن عمید کا معلم تھا۔ اس کا نام محمد بن علی بن سعید ہے۔ کتاب اخبار العباسیین اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

کشاجم

یہ ابوالفتح محمود بن حسین ہے۔ اس کا مرتبہ ادب وشعر مشہور ہے اور اس کی

تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب ادب الندیم۔ کتاب الرسائل۔ کتاب دیوان شعرہ۔

خشکنا کہ کاتب

یہ بغداد کا باشندہ تھا۔ زیادہ تر رقہ[1] میں اقامت رکھتا تھا۔ پھر موصل چلا گیا۔
اس کا نام علی بن وصیف ابوالحسن ہے۔ صحیح معنوں میں بلیغ اللسان تھا۔ اس نے متعدد
کتابیں تصنیف کیں جن کو سربراہ اسماعیلیہ عبدان نے اپنی طرف منسوب کر لیا۔ یہ میرا
دوست اور انیس تھا۔ موصل میں فوت ہوا۔ تشیع کا حامی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب النثر الموصول بالنظم۔ کتاب صناعۃ البلاغۃ۔ دیوان شعرہ۔ کتاب الفوائد۔

ابوکبیر اہوازی

یہ ابوکبیر احمد بن محمد بن فضل ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب مناقب الکتاب ہے۔

ابونمیلہ نمیلی

ایک قول کے مطابق یہ نملی ہے۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں
ہو سکا۔ کتاب الشذور فی مؤامرات الخلفاء والامراء اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

حواشی

[1] بکینسنز میں " وکان یقصد نعماء الاعراب " اور لیپ میں " وکان یقصد ہ ثقفاء الاعراب " ہے۔ میں نے ترجمہ میں اول الذکر نسخہ کو ملحوظ رکھا ہے۔

۱؎ مطبوعہ مصر اور فلوگل کے نسخہ میں "اخذ عنہ الادبا۔" ہے اور ایک میں "احد الادبا" ہے۔ میں نے ترجمہ پہلے نسخہ کے مطابق کیا ہے۔

۲؎ مرو۔ اس نام کے دو شہر ہیں۔ ایک مَرْوُالرُّوْذ اور دوسرا مرو شاہجہان۔ یہاں غالباً مرو شاہجہان مراد ہے۔ جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔ (معجم البلدان)

۳؎ آمل (بضم میم) اس نام کا ایک بہت بڑا شہر طبرستان میں بھی ہے لیکن شاید اس سے وہ آمل مراد ہے جو جیحون کے مغرب میں واقع ہے اور مرو سے بخارا جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔ (ایضاً)

۴؎ زم۔ (بفتح زا و تشدید میم) یہ فارسی لفظ ہے، جسے معرب بنایا گیا "زم" ایک چھوٹا سا شہر ہے جو ترمذ اور آمل کے درمیان جیحون کے کنارے واقع ہے۔ (ایضاً)

۵؎ خُوارِزم (بضم خا و بفتح واو و بکسر را و سکون زا) اصل میں یہ خوا۔رزم تھا۔ ایک را ساقط ہو گئی۔ یہ کسی شہر کا نام نہیں بلکہ ایشیا کا ایک بہت بڑا علاقہ تھا۔ اس کا صدر مقام ایک شہر جرجانیہ تھا۔ جسے وہاں کے باشندے گُرگانج کہتے تھے۔ (حوالہ مذکور بضمن لفظ جرجانیہ و خوارزم) اب یہ پورا علاقہ روس کے قبضہ میں ہے۔

۶؎ شہر کا نام درج نہیں۔ اصل کتاب میں شہر کے بجائے اسی طرح نقطے ڈالے گئے ہیں۔

۷؎ نام نہیں لکھا۔ اس کے بجائے نقطے ڈال دیے گئے ہیں۔

۸؎ ایک نسخہ میں رسالۃ الخمیس ہے۔

۹؎ اصل کتاب میں نام درج نہیں۔ اسی طرح نقطے ڈالے گئے ہیں۔

۱۰؎ ایک نسخہ میں کتاب آئین نامہ فی الآئین ہے۔

۱۱؎ دستمیسان۔ ایک قصبہ کا نام ہے، جو واسط، بصرہ اور اہواز کے درمیان واقع ہے لیکن واسط اور بصرہ کی نسبت اہواز سے قریب تر ہے۔ (معجم البلدان)

۱۲؎ قنسرین (بکسر قاف و فتح نون و تشدید ہ) یہ علاقہ شام میں حلب کے قریب واقع تھا۔ اسے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں فتح کیا۔

(ایضاً)

۱۱۴ کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ میرا بھی وہی حشر ہو، جو جعفر اور یحییٰ بن خالد کا ہوا۔

۱۱۵ اور یہ کہ امیر المومنین اپنی شمشیرِ آب دار سے میری زندگی کا دائرہ بھی انہی کی طرح تنگ کر دیں۔

۱۱۶ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، تاکہ میری موت اطمینان سے آئے اور مجھے ان حوادث کا ہول نہ برداشت کرنا پڑے۔

۱۱۷ کیونکہ اونچے امور کا تعلق محض ان ارادوں سے ہے جو مردانِ شیر پیشہ کے دلوں میں نہاں ہیں۔

۱۱۸ ایسا امیر کہ جب کھانے کے لیے کوئی اس کے ہاں جاتے تو اس کے غلام جواب دیتے ہیں "وہ تو حمام میں ہے"

۱۱۹ اس موقع پر دربان کو میرا یہ جواب ہوتا ہے کہ میں تو سلام کی غرض سے آیا تھا۔

۱۲۰ کھانے کے لیے تمہارے پاس ہم اس وقت آئیں گے جب سب روزے سے ہوں گے۔

۱۲۱ ذوالریاستین۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے وزیر، فضل بن سہل کو "ذوالریاستین" کہتے ہیں۔ اس کو ذوالریاستین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تلوار اور قلم دونوں چیزیں جمع ہو گئی تھیں۔ اسے ۲۰۲ھ میں قتل کیا گیا۔ (الفخری مطبوعہ مصر ص ۱۹۵) یہ ساٹھ برس کی عمر میں جمعہ کے دن ۲۔ شوال ۲۰۲ھ میں مقتول ہوا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ - ص ۲۴۹)

۱۲۲ جُبّل (بفتح الجیم و تشدید الباء وضمہا) یہ نعمانیہ اور واسط کے درمیان بجانب مشرق ایک خاصا بڑا شہر تھا۔ بعد میں یہ قصبہ میں تبدیل ہو گیا۔ (معجم البلدان)

۱۲۳ دسکرہ (بفتح دال وسکون سین و فتح کاف) اس نام کے کئی مقام ہیں۔ لیکن یہاں دسکرہ سے ایک گاؤں مراد ہے جو جُبّل کے بالمقابل واقع ہے۔ ابان اسی دسکرہ کا باشندہ تھا۔ (ایضاً)

۱۲۴ سواد۔ اس نام کے دو مقام ہیں۔ ایک جگہ نواحی بلقاء میں علاقہ شام میں دمشق

کے قریب ہے۔ اسے غالباً سواد کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ یہاں کے پتھر سیاہ رنگ کے ہیں۔ دوسرے سرزمینِ عراق کو سواد کہا جاتا ہے۔ (معجم البلدان) یہاں ثانی الذکر مقام مراد ہے۔ کیونکہ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اس کے انتظامات کے لیے خاص دیوان اور دفتر قائم تھا۔

۲۵۔ ایک نسخہ میں رسالۃ الخمیس ہے۔

۲۶۔ نہر بوق۔ بغداد کے قریب ایک گاؤں ہے (دیکھئے معجم البلدان۔ لفظ بوق و نہر بوق)

۲۷۔ فتنۂ ابن معتز۔ اس کا نام عبد اللہ بن معتز ہے۔ یہ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے دور میں صرف ایک روز خلیفہ رہا۔ اس لیے خلفا کے زمرہ میں اس کو شمار نہیں کیا جاتا۔ اس کو خلیفہ مقتدر باللہ نے قتل کرا دیا تھا یہ واقعہ ۳۲۰ھ کے لگ بھگ کا ہے۔
(الفخری۔ صفحہ ۱۹۵)

۲۸۔ مامونیہ۔ یہ بغداد کا ایک بہت بڑا محلہ تھا جو عباسی حکمران مامون الرشید کی طرف منسوب تھا۔ (معجم البلدان)

۲۹۔ معز الدولہ۔ یہ احمد بن حسن بن بویہ ہے۔ یہ دولت بنی بویہ کا اولین مؤسس ہے۔ جمادی الاولیٰ ۳۳۴ھ میں خلیفہ مستکفی باللہ کے دورِ حکومت میں بغداد آیا۔ خلیفہ نے اس کو معز الدولہ کا، اس کے دوسرے بھائی ابوالحسن کو عماد الدولہ کا اور تیسرے بھائی ابوعلی حسن کو رکن الدولہ کا لقب دیا اور درہم و دنانیر پر ان کے یہ القاب منقش کرائے۔ لیکن چند ہی روز بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۳۳۴ھ کو اس نے مستکفی باللہ کو خلافت سے علیحدہ کرا کے مطیع للہ کو اس کے بجائے خلیفہ مقرر کرا دیا۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۲ و الفخری ۲۱۰ و ۲۱۱)

۳۰۔ بطائح۔ واسط اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔
(ملاحظہ ہو معجم البلدان بعنی لفظ البطیحہ)

۳۱۔ عربی متن میں لفظ "وسماہ" کے آگے اسی طرح نقطے ڈالے گئے ہیں۔

۳۲۔ طلاق حرج۔ یہ شیعی فقہ کی ایک اصطلاح ہے۔ کتاب میں یہ لفظ طلاقِ تحریم کے

معنی میں استعمال کیا گیا ہے لیکن شیعہ کے نزدیک طلاق حرج واقع نہیں ہوتی جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ "انت طالق طلاق الحرج" تو اس سے میاں بیوی میں تفریق نہیں ہوگی۔ البتہ ابن المنذر حضرت علی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (ملاحظہ ہو کتاب الخلاف۔ از امام ابوجعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی۔ مطبوعہ طہران ۱۳۸۲ھ۔ ص ۲۳۰)

۳۳ے کلواذان۔ بغداد اور مدائن کے درمیان ایک گاؤں۔ عباسی دور میں اسے ایک بڑے شہر کی حیثیت حاصل تھی۔

۳۴ے ۴۲۶ھ مراد ہے۔

۳۵ے پہلی سطر کی تحریر یعنی ۳۷۷ھ تک زندہ تھا۔ اس کے ایک سال بعد ۳۷۸ھ میں وفات پا گیا اور مصنف نے دوبارہ اس عبارت کا اضافہ کر دیا۔

۳۶ے یعنی جو بات دل میں آشکار ہوتی ہے وہ بالآخر آشکار ا ہو جاتی ہے۔

۳۷ے مقالۂ چہارم میں جس میں شعر و شعرا کا تذکرہ ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۸ے نام درج نہیں۔ کتاب میں نام کے بجائے نقطے ڈالے گئے ہیں۔

۳۹ے دیمرت۔ (بکسر دال وفتحہ وسکون ی و فتح میم وسکون را و تا) نواحی اصفہان میں واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۴۰ے بنوطولونیا بنوطولون۔ یہ احمد بن طولون کا خاندان ہے جو بنو عباس کے دور میں ۲۵۴ھ سے ۲۹۲ھ تک مصر میں حکمران رہا۔

۴۱ے کرخ۔ عباسی دور میں یہ بغداد کا ایک محلہ تھا۔ (معجم البلدان)

۴۲ے بست۔ (بضم با) یہ ایک شہر ہے جو سجستان، غزنی اور ہرات کے درمیان واقع ہے اور کابل کی عملداری میں ہے (معجم البلدان) لبشت (بضم با) یہ نواحی نیشاپور میں ہے (ایضاً)

۴۳ے رقہ۔ (بفتح را و تشدید قاف) یہ دریائے فرات کے کنارے ایک مشہور شہر۔ (ایضاً)

مقالہ سوم

تیسرا فن

علما کے واقعات اور ان کی تصانیف کے متعلق

جو

ندما و جلسا، ادبا و مصنفین صفادمہ و صفاعنہ ہنسانے والوں اور ان کی تصنیفات پر مشتمل ہے

اسحاق بن ابراہیم موصلی۔ اس کا بیٹا اور خاندان

ابراہیم ۱۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ یہ میمون کا بیٹا ہے۔ میمون کا نام ماہان تھا جس کو لوگوں نے میمون سے بدل دیا۔ ابوالفضل حماد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میرے والد نے میرے دادا ابراہیم کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

ابراہیم بن ماہان بن بہمن بن نسک۔

یزید حبلی راوی ہے کہ مجھے اسحاق نے بتایا ہم اہل فارس میں سے ہیں اور ارجان سے ہمارا تعلق ہے۔ حنظلین ہمارے مالک تھے، جن کی زمینوں پر ہم متعین تھے۔ مجھے اس وجہ سے موصلی کہا گیا کہ صولی کی روایت کے مطابق اسحاق بن ابراہیم کی اولاد یہ لوگ تھے۔ حمید، حماد، احمد، حامد، ابراہیم اور فضل۔

ابراہیم موصلی کی اولاد میں سوائے اسحاق اور طیاب کے کوئی مغنی نہ ہو سکا۔ ابراہیم کی ولادت ۱۲۵ھ میں ہوئی اور وہ ۱۸۸ھ میں بغداد میں فوت ہوا۔ اس نے کل چوبیس

برس عمر پائی ۔

اسحاق ۱۵۰ھ میں پیدا اور ۲۳۵ھ میں فوت ہوا۔ اس نے پچاسی[۵] برس کی عمر پائی۔ یہ اسحاق بن ابراہیم بن بہمن بن فسک ہے۔ درحقیقت فارس کا رہنے والا تھا اہل سے خراج کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں بنو امیہ کے ظلم سے تنگ آکر بھاگا اور کوفہ میں بنی دارم کے ہاں آکر مقیم ہو گیا۔ اسحاق کہا کرتا تھا جب تک رمضان کا مہینہ گزر نہ جائے، میں موت کا خواہشمند نہیں ہوں، ممکن ہے اس طرح میں روزوں سے بہرہ مند ہو سکوں، اور یہ عمل میری اطاعت شعاری میں شمار ہو۔ چنانچہ اس نے رمضان کے ابتدائی چند دنوں کے روزے رکھے۔ وہ جب ایک روزہ پورا کر لیتا تو سو دینار بطور صدقہ کے دیتا۔ آخری دنوں میں اس کی بیماری اس درجہ شدت اختیار کر گئی کہ اس میں روزہ رکھنے کی طاقت باقی نہ رہی۔ اس کو اسہال کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ ادریس بن ابوحفصہ نے اس کی موت پر ایک مرثیہ کہا تھا جس میں وہ کہتا ہے

سقی اللہ یا ابن الموصلی بوابل	من الغیث قبراً انت فیہ مقیم[۴]
ذھبت واوحشت الکرام رعنھم	فلاغروان یبکی علیک حمیم[۵]

اسحاق، شعر اور مآثر عرب کا راویہ تھا۔ وہ فصحائے اعراب کے مردوں اور عورتوں سے ملا۔ یہ لوگ دارالسلطنت میں آتے تو اس کے ہاں جاتے اور قیام کرتے۔ وہ ان اوصاف کے ساتھ ساتھ شاعر، فنِ غنا کا ماہر اور بہت سے علوم میں درک رکھنے والا تھا اور اپنے فضل و کمال کی بنا پر دربار سلطان کی طرف سے متعدد قسم کے انعامات و عطیات سے نوازا جاتا تھا۔ کتاب الاغانی الکبیر کے سوا جس کے بارے میں اختلاف ہے اور جس کی تفصیلات ہم الگ بیان کریں گے، اس کی اپنی تصنیفات بھی ہیں، جو یہ ہیں :-

کتاب اغانیہ التی غنی بھا۔ کتاب اخبار عزۃ المیلاء۔ کتاب اغانی معبد۔ کتاب اخبار حماد عجرد۔ کتاب اخبار حنین الحیری۔ کتاب اخبار ذی الرمۃ۔ کتاب اخبار طویس، کتاب اخبار المکی۔ کتاب اخبار سعید بن مسجح۔ کتاب اخبار الدلال۔ کتاب اخبار محمد بن

عائشہ۔ کتاب اخبار الابجر۔ کتاب اخبار ابن صاحب العنوء۔ کتاب الاختیار من الاغانی للواثق۔ کتاب اللحظ و الاشارات۔ کتاب الشراب۔ اس میں عباس بن معن، ابن جصاص اور حماد بن مسرہ سے روایات بیان کی گئی ہیں۔ کتاب مواریث الحکما۔ کتاب جواہر الکلام۔ کتاب الرقص و الزفن۔ کتاب الندمار۔ کتاب المنادملت۔ کتاب النغم والایقاع وعدد مہالہ۔ کتاب المذلیلین۔ کتاب قیان الحجاز۔ کتاب الرسالۃ الی علی بن ہشام۔ کتاب منادمۃ الاخوان وتسامر الخلان۔ کتاب القیان۔ کتاب النوادر المتخیرۃ۔ کتاب الاختیار فی النوادر۔ کتاب اخبار معبد و ابن سریج و اغانیھا۔ کتاب اخبار الغریض۔ کتاب تفضیل الشعر والرد علی من یحرمہ ویتقفہ۔

کتاب الاغانی الکبیر

میں نے ابوالحسن علی بن محمد بن عبید بن زبیر کوفی اسدی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ مجھے فضل بن محمد یزیدی نے بتایا کہ میں اسحاق بن ابراہیم موصلی کے پاس بیٹھا تھا کہ وہاں ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔

"محمد! مجھے کتاب الاغانی دیجئے۔"

اس نے جواب دیا۔ "وہ کتاب الاغانی جو میری تصنیف ہے، یا وہ کتاب جو میرے لیے لوگوں نے لکھی ہے"! اس لفظ یعنی "میری تصنیف" سے اس کا مقصد "کتاب اخبار المغنین واحداً واحداً" تھا۔ اور اس کتاب سے مراد جو لوگوں نے اس کے لیے لکھی "اخبار الاغانی الکبیر" ہے جو عوام میں متداول ہے۔

اس باب میں دوسری حکایت

مجھے ابوالفرج اصفہانی نے بتایا۔ اس سے ابوبکر محمد بن خلف وکیع نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن اسحاق سے یہ بات سنی ہے کہ یہ کتاب، جو کتاب الاغانی الکبیر کے نام سے موسوم ہے، نہ تو میرے باپ کی تصنیف ہے اور نہ انھوں نے کبھی اسے دیکھا ہی

ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے زیادہ تر اشعار جو مختلف شعرا کے واقعات کے ضمن میں ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں اب تک کسی نے ان کو غنا میں استعمال نہیں کیا ہے۔اس کی بیشتر چیزیں جو مغنیوں کی جانب منسوب ہیں، غلط ہیں۔مزید برآں میرے والد نے جس کتاب کو دواوین غنا سے ترتیب دیا ہے وہ خود اس کتاب کے بطلان پر دلالت کناں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے والد کے ایک وراق نے ان کی وفات کے بعد یہ کتاب مرتب کی۔میرے والد کی تصنیف اس میں صرف رخصت نامہ ہے۔ جو کتاب کے آغاز میں درج ہے۔البتہ اس کے واقعات و اخبار تمام تر ہم سے مروی ہیں۔

مجھے ابوالفرج نے بتایا کہ میں نے ابوبکر وکیع سے یہی حکایت سنی اور اسے اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیا۔بات یہی ہے۔اس کے الفاظ میں البتہ کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

مجھے جحظہ نے بتایا کہ جس وراق نے یہ کتاب تصنیف کی ہے، وہ اس سے متعارف ہے۔اس کا نام سندی بن علی تھا۔طاق الزبل میں اس کی دوکان تھی۔یہ اسحاق کے لیے وراقی کرتا تھا اور اس جعل سازی میں اس کا شریک کار تھا۔چنانچہ دونوں نے مل کر اس کتاب کو ترتیب دیا۔زمانۂ قدیم میں یہ کتاب "کتاب الشرکۃ" کے نام سے معروف تھی۔یہ گیارہ اجزا پر مشتمل ہے اور ہر جزء کا ایک ابتدائیہ ہے جس سے کہ یہ معروف ہے۔جزء اوّل رخصت نامہ ہے جو بلاشبہ اسحاق کی تالیف ہے۔

اس کتاب کے اجزائے ترکیبی جو آج تک مروی ہیں

جزوِ اوّل

عفت الهوى منها وليدا فلم يزل الى الحول بيني حبها و يزيد

جزوِ دوم

ولا احمل الحقد القديم عليهم وليس رئيس القوم من يحمل الحقدا

جزوِ سوم

الم بزینب ان الرکب قد ردوا   قل العزاء لئن کان الرحیل غداً

جزوِ چہارم

قفانبک من ذکری حبیب و منزل   بسقط اللوی بین الدخول فحومل

جزوِ پنجم

اعاذل ان المال غاد و رائح   و یبقی من المال الاحادیث والذکر

جزوِ ششم

عوجی علینا ربۃ الھودج   انک ان لم تفعل تحرجی

جزوِ ہفتم

یا بنت عاقلۃ التی اتغزل   حذر العدی وبہ الفؤاد موکل

جزوِ ہشتم

ھاج الھوی لفؤادک المھتاج

فانظر بتوضح باکر الاحداج

جزوِ نہم

فانک کاللیل الذی ھو مدرکی

وان خلت ان المنتای عنک واسع

جزو دہم

اذا اذنبت دارها اهلها

اسحاق نے شعرا کے ایک بڑے گروہ کے حالات و واقعات سے متعلق کتابیں تصنیف کیں ۔ منجملہ جن کے یہ ہیں :-

کتاب اخبار حسان ۔ کتاب اخبار ذی الرمۃ ۔ کتاب اخبار الاحوص ۔ کتاب اخبار جمیل ۔ کتاب اخبار کثیر ۔ کتاب اخبار نصیب ۔ کتاب اخبار عقیل بن عقلہ ۔ کتاب اخبار ابن ہرمہ ۔

حماد بن اسحاق

صولی کی روایت کے مطابق حماد ادیب اور راویہ تھا ۔ اکثر مجالسِ غنا میں اپنے باپ اسحاق کا شریکِ سماع رہا اور اسحاق کے کبار مشائخ سے راہ و رسم رکھی ۔ اس نے ابوعبیدہ اور اصمعی سے سماعت کی ۔ ادب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور اپنے والدِ محترم کے بیشتر علوم کی تحصیل کی ۔ صولی کے علاوہ دوسرے لوگوں کی روایت کے مطابق حماد کا لقب ” بارد “ تھا ۔ یحییٰ بن علی کہتا ہے ۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا ۔

حماد کو بارد کے نام سے کیوں موسوم کیا جاتا ہے ۔

اس نے جواب دیا ،

اے میرے بیٹے ! لوگوں نے اس بارے میں اس پر ظلم روا رکھا ہے ۔ وہ اپنے باپ اسحاق کی مجالسِ علمی میں بیٹھتا تھا اور اسحاق ظرافت اور حدتِ مزاج میں شعلۂ آگ کی مانند تھا ۔ حماد نے اپنی موت کے بعد یہ تصنیفات چھوڑیں :-

کتاب الاشربۃ ۔ کتاب اخبار الحطیئۃ ۔ کتاب اخبار ذی الرمۃ ۔ کتاب اخبار عروۃ بن اذینۃ ۔ کتاب مختار غنا ابراہیم ۔ یہ اس کا دادا تھا ۔ کتاب اخبار رؤبۃ ۔ کتاب اخبار

عبید اللہ بن قیس الرقیات ۔کتاب اخبار المنادمی ۔

خاندان منجم بلحاظِ ترتیب

ابو منصور کا نام ابان جسیس بن ورید بن کا دبن مہابنداد بن حساس بن فرخ بن داد بن استاد بن مہر جسیس بن یزدجرد ہے ۔یحییٰ اس کا بیٹا تھا جو مامون کا غلام تھا اور اس کی کنیت ابو علی تھی ۔ابتدا میں فضل بن سہل سے وابستہ تھا اور احکام نجوم میں اسی کی رائے اور نظریہ پر عمل پیرا تھا ۔جب فضل نشانۂ عتاب بنا تو اسے مامون نے اپنا مصاحب مقرر کر لیا اور قبول اسلام کی ترغیب دی ۔چنانچہ وہ اس کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ۔اس کے بعد مامون نے اس کو اپنے حلقۂ اختصاص و وابستگی میں لے لیا ۔یحییٰ کی وفات سفرِ طرسوس کے دوران میں ہوئی اور وہ حلب کے مقام پر قبرستانِ قریش میں مدفون ہوا ۔اس کی قبر وہاں موجود ہے جس پر اس کے نام کا کتبہ آویزاں ہے ۔محمد، علی ،سعید اور حسن اس کے بیٹے ہیں ۔جن میں سے محمد، ادب و بلاغت میں بہتر اور فصیح اللسان تھا ۔اس کی تصنیف کردہ کتابیں اور واقعات و اخبار مشہور ہیں ۔اس کی تصنیفات میں سے ایک تصنیف ،کتاب اخبار الشعراء ہے ۔وہ غنا اور نجوم سے متعلق بھی معلومات رکھتا تھا ۔

علی بن یحییٰ نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم مصعبی سے وابستگی اختیار کر لی تھی ۔ پھر وہ فتح بن خاقان سے وابستہ ہو گیا ۔اور اس کے لیے کتب خانہ حکمت ترتیب دیا اور اس میں اس نے اپنی کتابیں اور وہ کتابیں جو فتح کے لیے لکھیں ،اتنی بڑی تعداد میں جمع کر دیں کہ حکمت و دانش کا کوئی ذخیرہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔اس نے دورِ معتمد کے آخری دنوں میں وفات پائی اور سر من رائی میں دفن ہوا ۔احمد ابو عیسیٰ ،عبد اللہ ابو القاسم ،یحییٰ ابو احمد اور ہارون ابو عبد اللہ اس کے بیٹے ہیں ۔ہارون بہت سی کتابوں کا مصنف ہے ۔

اس کے بارے میں ایک اور حکایت

ابو الحسن علی بن یحییٰ بن ابو منصور منجم متوکل کا ندیم تھا ۔بلکہ اس کے ان خاص ندیموں میں

سے تھا، جن کو تقدم و رفاقت کا فخر حاصل ہوتا ہے۔
اس کے بعد معتمد کے دور تک وہ تمام خلفا کے ہاں اسی بلند مرتبہ پر فائز رہا۔ اشعار و اخبار کا راویہ تھا، خود بھی بہت اچھا شاعر تھا۔ اس نے اسحاق سے اخذ علم کیا اور اس کو دیکھا تھا۔ اس کو علوم میں جو ہنر مندی حاصل تھی اس کی بنا پر خلفا کے نزدیک مقدم گردانا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ان کی خاندانی مجالس میں بھی یہ شریک رہتا۔ یہ لوگ اس کے سامنے اپنے راز فاش کرتے اور اس کو اس بارے میں امین سمجھتے۔ یہ ۲۷۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الشعراء القدماء والاسلامیۃ۔ اس کی مرویات، اس نے محمد بن سلام اور محمد بن عمر جرجانی اور دیگر حضرات سے روایت کیں۔ کتاب اخبار اسحاق بن ابراہیم کتاب الطبیخ۔

اس کا بیٹا

ابو احمد یحییٰ بن علی بن ابو منصور۔ یہ ۲۴۱ھ میں پیدا ہوا، اور سوموار کی رات ۱۳ ربیع الاوّل ۳۰۰ھ میں فوت ہوا۔ موفق اور اس کے بعد کے خلفا کا ندیم رہا۔ معتزلی المذہب متکلم تھا اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔ بغداد میں اس نے ایک مجلس علم و بحث قائم کر رکھی تھی جس میں متکلمین کی ایک جماعت حاضر ہوتی۔ اس کی تصنیفات میں سے ایک تصنیف کتاب الباہر فی اخبار شعراء مخضرمی الدولتین ہے جس میں شعرا کی ترتیب یہ ہے :-
ابن ہرمہ، طریح ۔ ابن میادہ ۔ مسلم ۔ اسحاق بن ابراہیم ۔ ابو سفان اور یزید بن طثریہ آخر میں مروان بن ابو حفصہ کا ذکر ہے۔ لیکن یہ کتاب نامکمل رہی۔ اس کے بیٹے ابو الحسن احمد بن یحییٰ نے اسے مکمل کیا اور یہ عزم کیا کہ اپنے باپ کی اس کتاب میں بعد میں آنے والے شعرا کا اضافہ کرے گا۔ چنانچہ اس نے ان میں سے ابو دلامہ، والبہ بن حباب یحییٰ بن زیاد مطیع بن ایاس اور ابو علی بصیر کا اضافہ کیا۔

ابو الحسن متکلم و فقیہ تھا۔ فقہ میں مذہب ابو جعفر کا پیرو تھا۔ ابو الحسن کی جن کتابوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ان کے علاوہ اس کی درج ذیل کتابیں ہیں۔
کتاب اخبار اہلہ و نسبہم فی الفرس۔ کتاب الاجماع فی الفقہ علی مذہب الطبری ۔
کتاب المدخل الی مذہب الطبری و نصرۃ مذہبہ۔ کتاب الاوقات۔

ابو عبد اللہ ہارون بن علی

بن یحییٰ بن ابو منصور۔ یہ ۲۸۸ھ میں عالم شباب ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب البارع۔ یہ بعد آنے والے شعرا کے منتخب اشعار کا مجموعہ ہے۔ جس میں ان کے حالات کا استقصا نہیں کیا گیا۔
کتاب اختیار الشعراء الکبیر۔ یہ نا تمام ہے لیکن جو حصہ دستیاب ہوا ہے وہ بشار، ابو العتاہیہ اور ابو نواس پر مشتمل ہے۔
کتاب النساء و ما جاء فیھن من الخبر و محاسن ما قیل فیھن من الشعر و الکلام الحسن۔

ابو الحسن علی بن ہارون بن علی

بن یحییٰ۔ ہم نے اسے دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے۔ یہ راویۂ شعر، شاعر، ظریف، ادیب اور متدین متکلم تھا۔ خلفا کے ایک پورے گروہ کا ندیم رہا۔ اس نے مجھے خود بتایا کہ میری پیدائش ۲۷۷ھ کی ہے۔ اس نے ۷۶ برس کی عمر پا کر ۳۵۲ھ میں وفات پائی اور یہ موت تک خضاب کرتا رہا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب شہر رمضان۔ یہ کتاب اس نے راضی کے لیے تصنیف کی۔ کتاب اللؤلؤ والمرجان۔ کتاب الرد علی الخلیل فی العروض۔ کتاب رسالہ فی الفرق بین ابراہیم بن المہدی و اسحاق الموصلی فی الغناء۔
کتاب ابتدأ فیہ بنسب اہلہ۔ یہ کتاب اس نے مہلبی کے لیے لکھی۔ نامکمل ہے۔

کتاب اللفظ المحیط بنقض ما لفظ بہ اللقیط۔ یہ کتاب ابی الفرج الاصفہانی پر معارضہ ہے۔ کتاب الفرق والمعیار بین الاوغاد والاحرار۔

ابو علیٰی احمد بن علی بن یحییٰ

اس کا شمار اس خاندان کے فاضل لوگوں میں ہوتا تھا اور یہ علی بن ہارون سے پہلے ہوا۔ کتاب تاریخ سنی عالم۔ اس کی تصنیف ہے۔

ابو عبداللہ ہارون

بن علی بن ہارون — یہ اپنے خاندان اور آباو اجداد کے طریقہ پر قدم زن رہا۔ شاعر و ادیب اور عالم غنا تھا۔ کلام میں پورا ماہر اور بڑا تیز اور کامیاب تھا۔ اس کی ولادت اور وفات سـ . . . میں ہوئی۔ کتاب مختار فی الاغانی۔ اس کی تصنیف ہے۔

خاندانِ حمدون

حمدون بن اسماعیل بن داؤد کاتب۔ یہ اپنے خاندان کا پہلا شخص ہے جو ندیم بنا۔ اس کا لڑکا احمد بن حمدون تھا جو راویہ اور اخباری تھا۔ اس نے عدوی سے روایت کی۔ کتاب الندماء والجلساء۔ اس کی تصانیف میں سے ہے۔

ابو ہفان جہزمی

اس کا ذکر شعرائے جدید میں آئے گا۔ یہ اخباری راویہ اور مصنف تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الاربعۃ فی اخبار الشعراء۔ کتاب صناعۃ الشعر۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور میں نے اس کا کچھ حصہ دیکھا ہے۔

یونس کاتب

یونس مغنی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ یونس بن سلیمان ہے اور اس کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ باشندگان فارس سے تھا۔ اس نے دولت عباسیہ کا زمانہ بھی پایا۔کری نے لکھا ہے کہ یہ موالی میں سے تھا اور زبیر بن عوام کا غلام تھا۔ اغانی اور مغنیوں کے بارے میں یہ مشہور کتابوں کا مصنف ہے۔ کہتے ہیں ابراہیم نے اسی سے یہ علم حاصل کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مجرد یونس۔ کتاب القیان۔ کتاب النغم۔

ابن بانہ

اس کا نام عمرو تھا۔ بانہ اس کی ماں کا نام ہے۔ عمرو، سلیمان بن راشد کا بیٹا ہے۔ یہ یوسف بن عمر ثقفی کا غلام تھا۔ بانہ، سلمہ وصیف کے کاتب روح کی بیٹی تھی۔ کتاب مجرد الاغانی اس کی تصنیفات میں سے ہے۔ متوکل کے خواص میں سے تھا، اور اس کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اسحاق وغیرہ سے فن غنا سیکھا۔ غنا میں اس کو ہنرمندانہ دسترس حاصل تھی۔ یہ معتضد کے زمانہ خلافت تک زندہ رہا۔ اس کا مسکن بغداد تھا۔ کبھی کبھار سرمن رائی بھی چلا جاتا۔ ۲۷۸ھ میں فوت ہوا۔

نصبی

اس کا نام حسن بن موسیٰ ہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے متوکل کے لیے کتاب الاغانی حروف تہجی کی ترتیب سے تالیف کی اور اس میں غنا سے متعلق ایسی چیزیں بیان کیں جو نہ اسحاق نے بیان کی ہیں نہ عمرو بن بانہ نے۔ اس میں اس نے دور جاہلیت اور زمانہ اسلام کے مغنی مردوں اور مغنی عورتوں کے نام درج کیے ہیں۔ کتاب الرکھے اور عمدہ انداز کی حامل ہے۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب الاغانی علی الحروف۔ کتاب مجردات المغنین۔

ابو حشیشہ

اس کا نام محمد بن علی بن امیہ اور کنیت ابو جعفر ہے۔ یہ ابو امیہ کاتب کی اولاد سے ہے۔ طنبوریوں کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس فن کا ماہر تھا۔ جحظہ کا بیان ہے کہ اس نے اسی سے یہ فن سیکھا۔ یہ سنہ میں فوت ہوا۔ اس کی یہ تصانیف ہیں:۔
کتاب المغنی المجید۔ میں نے یہ کتاب پر لسفے خط کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔
کتاب الطنبوریین۔

جحظہ

ابو الحسن احمد بن جعفر بن موسیٰ بن خالد بن برمک۔ مغنی شاعر تھا اور شاعر بھی ایسا کہ بے تکلف شعر کہے۔ طنبورہ بجانے میں ماہر تھا۔ اچھا ادیب تھا بلکہ اس فن میں صحیح معنوں میں کامل تھا۔ علما و رواۃ سے ملنے اور ان سے تحصیل علم کا شرف حاصل کیا۔ اس کے حالات اس درجہ مشہور اور عیاں ہیں کہ ذکر کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ یہ ہمارے دور کا قریب ترین شخص ہے۔ ان خوبیوں کے باوصف، بے سلیقہ شعاری سے دور اور بدسرشت تھا۔ میلا کچیلا رہتا تھا۔ اس کی دینی حالت میں جھول ہے اور پورا پورا جھول ہے۔ مجھے ابو الفتح بن نحوی نے اس کے یہ شعر یہ کہہ کر سنائے کہ مجھے خود جحظہ نے یہ شعر سناتے ہیں:۔

اذا ما ظمئت الی ریقہ   جعلت المدامۃ منہ بدیلا
واین المدامۃ من ریقہ   ولکن اعلل قلبا غلیلا

جحظہ معدہ کی بیماری سے ۳۲۶ھ میں واسط کے مقام پر اس وقت فوت ہوا جب وہ ابو بکر بن رائق کی طرف عازم سفر تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الطبیخ۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔ کتاب الطنبوریین۔ کتاب

فضائل السکباج۔ کتاب الندیم۔ کتاب ما شاہدہ من امر المعتمد۔ کتاب المشاہدات۔ کتاب ما جمعہ مما جرہ۔ المجزون فصح من الاحکام۔

اس کے بعد قریس مغنی کے حالات ہیں اور وہ مصنف کتاب کی ترتیب کے مطابق اس سے سترہ ورق بعد درج ہیں۔

اب ہم مشہور مصنفین کے واقعات کی طرف عنان توجہ مبذول کرتے ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جب میں مشہور مصنفین میں سے کسی کا ذکر کرتا ہوں تو اس کے ساتھ ہی اس شخص کا ذکر بھی کر دیتا ہوں جو اس کے ساتھ مماثلت و مشابہت رکھتا ہو۔ اگرچہ اس کا زمانہ اس شخص سے مؤخر ہو جس کا ذکر مجھے اس کے بعد کرنا ہے۔ پوری کتاب میں میرا یہی انداز ہے۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے ہماری مدد فرمائے۔

واقعات و اخبار ابن ابو طاہر

یہ ابو الفضل احمد بن ابو طاہر ہے۔ ابو طاہر کا نام طیفور تھا۔ یہ شخص باشندگان خراسان میں سے تھا اور حکمرانوں کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا مقام ولادت بغداد ہے۔

صاحب کتاب الباہر جعفر بن حمدان کا کہنا ہے کہ پہلے یہ عامہ (اہل سنت) کاتبوں کا مؤدب تھا۔ بعد میں خاصہ (یعنی شیعہ) ہو گیا اور سوق الوراقین کی مشرقی جانب جا بیٹھا۔ تصنیف و تالیف اور شعر گوئی میں جو مشہور لوگ گزرے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو بھی اس شخص سے زیادہ کلام میں تحریف کرنے والا، علمی اعتبار سے گھٹیا اور گفتگو میں لحن کو اپنانے والا نہیں دیکھا۔ جو شعر اس نے اسحاق بن ایوب کے لیے کہے تھے، مجھے سنائے۔ اس میں دس سے زیادہ جگہ لحن کی کارفرمائی تھی۔ نصف شعر یا ثلث شعر تو لوگوں کا تعلق پر الیتا۔ بحتری نے بھی اس کے بارے میں یہی کچھ کہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود حسن اخلاق کا حامل تھا۔ میل جول میں عمدہ عادات کا مالک تھا اور بڑا مولف میں شیریں زبان تھا۔ اس کی ولادت ۲۰۴ھ میں اس روز ہوئی جس روز کہ مامون خراسان سے بغداد میں داخل ہوا تھا۔ اس نے ۲۸۰ھ میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات

یہ ہیں :۔
کتاب المنثور والمنظوم ۔ یہ چودہ اجزا پر مشتمل ہے ۔ لیکن لوگوں میں اس کے تیرہ اجز
متداول ہیں ۔
کتاب سرقات الشعراء ۔ کتاب بغداد ۔ کتاب الجواہر ۔ کتاب المؤلفین ۔ کتاب الہدا
کتاب المشتق المختلف من المؤتلف ۔ کتاب اسماء الشعراء الاوائل ۔ کتاب القاب الشعر
ومن عرف بالکنی ومن عرف باسم ۔ کتاب المعروفین من الانبیاء ۔ کتاب الموشا کتاب اعتذا
وھب من حبقة ۔ کتاب من انشد شعرا واجیب بکلام ۔ کتاب مرثیة ہرمز بن کسری انو
کتاب اخبر الملک العالی فی تدبیر المملکة والسیاسة ۔ کتاب الملک المصلح والوزیر المعین ۔
کتاب الملک البابلی والملک المصری الباغیین والملک الحکیم الرومی ۔ کتاب العلة والعلیا
کتاب المزاح والمعاتباب ۔ کتاب المعتذرین ۔ کتاب مفاخرة الورد والنرجس کتاب الحجا
کتاب مقاتل الفرسان ۔ کتاب مقاتل الشعراء ۔ کتاب الخیل الکبیر ۔ کتاب الطرد ۔ کتاب
سرقات النحویین من ابی تمام ۔ کتاب جمہرة بنی ہاشم ۔ کتاب رسالة الی ابراہیم بن الولید
کتاب رسالة فی النہی عن الشہوات ۔ کتاب رسالة الی علی بن یحیی ۔ کتاب الجامع فی الشعرا
واخبارہم ۔ کتاب فضل العرب علی العجم ۔ کتاب لسان العیون ۔ کتاب اخبار المتظرفات ۔ کتا
ہیں یہ دونوں کتابیں اس کے بیٹے ابوالحسین کی تصنیف ہیں ۔ کتاب فی اختیارات اشعا
کتاب شعر بکر بن النطاح ۔ اختیار شعر دعبل بن علی ۔ اختیار شعر مسلم ۔ اختیار شعر العتا
اختیار شعر منصور النمری ۔ اختیار شعر ابی العتاہیة ۔ اختیار شعر بشار والاختیار من شعرہ ۔
اختیار مروان والاختیار من شعرہ واخبار آل مروان ۔ کتاب اخبار ابن میادة ۔ کتاب اخبار ا
ہرمة ومختار شعرہ ۔ کتاب اخبار ابن الدمینة ۔ کتاب اختیار شعر عبید اللہ بن قیس الرقیا

اس کا بیٹا عبید اللہ

بن احمد بن ابو طاہر ۔ اس کی کنیت ابوالحسین ہے ۔ تصنیف و تالیف میں
اپنے باپ ہی کا پیرو کار تھا ۔ اس کی روایات ، باپ کی روایات سے نسبتاً کم تھیں لیکن اس

اور تالیفات میں احمد زیادہ حاذق و ماہر تھا۔ ابوالحسین کی تصنیفات میں سے ایک تو وہ اضافہ ہے جو اس نے اپنے والد کی تصنیف کتاب بغداد پر کیا۔ اس کتاب میں اس کے والد نے مہتدی کے آخری زمانہ تک کے واقعات قلم بند کیے تھے۔ ابوالحسین نے اس پر اخبار معتمد۔ اخبار معتضد۔ اخبار مکتفی اور اخبار مقتدر تک کا اضافہ کیا، مگر یہ کتاب ناتمام ہے۔

اس کی دوسری تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب السکباج وفضائلہا۔ کتاب المتظرفات والمتظرفین۔

خاندانِ ابونجم

ابونجم کا نام ہلال تھا۔ یہ اہل انبار سے تعلق رکھتا تھا اور کاتب تھا۔ اس کا بیٹا صالح بن ابونجم تھا جو باشندگانِ بغداد سے تھا اور خود ابونجم بنی سلیم کا غلام تھا۔ احمد بن ابونجم شاعر تھا اور اس کی کنیت ابورمیل تھی۔ منقول ہے کہ اس نے ابوشیص کو اپنا یہ مصرعہ سنایا۔

کانہ فی الفلک الدوّار صوت المؤذن[۲۴]

اس پر ابوشیص نے کہا۔ اے جماعت بنوسلیم! اللہ تمہیں غارت کرے ہنسنا تو اسی مضمون کو یوں ادا کرتی ہے :۔

کانہ علوق رأسہ منار[۲۵]

اور تم یہ کہتے ہو :۔

ابوعون احمد بن منجم کاتب، ان کا بھتیجا تھا وہ متکلم مترسل اور شاعر تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التوحید واقاویل الفلاسفۃ۔

کتاب النواحی فی الاخبار الارض۔

ایک روایت کے مطابق یہ کتاب ابواسحاق ابراہیم بن ابوعون کی تصنیف ہے۔

ابو اسحاق بن ابی عون

ابو اسحاق ابراہیم بن ابی عون احمد بن منجم۔ یہ اصحاب ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی معروف بہ ابن ابو عزاقر میں سے تھا، اس کا معتمد علیہ تھا اور اس کے متعلق غلو سے کام لیتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ اس کا خدا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک۔

جب ابن ابو عزاقر کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کو بھی پکڑ لیا گیا تو چند دن بعد اس کی گردن اڑادی گئی۔ اور یہ اس سبب سے کہ اس سے ابن ابو عزاقر کو برا بھلا کہنے اور اس پر تھوکنے کو کہا گیا تھا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی کانپنے لگا۔ اس طرح کے خوف کا مظاہرہ اس نے اس بنا پر کیا کہ بزدل اور شقی تھا۔ وہ ادیب و مصنف بھی تھا لیکن کم عقل۔!

ہم واقعات عزاقری کے ضمن میں اس کے واقعات بیان کریں گے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب النواحی فی اخبار البلدان۔ کتاب الجوابات المسکتہ۔ کتاب التشبیہات۔ کتاب بیت مال السرور۔ کتاب الدواوین۔ کتاب الرسائل۔

اخبار ابن ابی ازہر

ابو بکر محمد بن احمد بن مزید نحوی اخباری بوشنجی۔ یہ بوشنج کا باشندہ تھا۔ خاصی عمر پاکر فوت ہوا۔ میں نے عبداللہ بن علی بن محمد بن داؤد بن جراح معروف بابن عرموم کی تحریر پڑھی ہے کہ اس نے ۳۱۳ھ میں ابن ابو ازہر سے اس کی عمر سے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: "میری عمر تیس سال تین ماہ کی ہو چکی ہے" لیکن اس کے بعد وہ عرصہ تک زندہ رہا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب اخبار الہرج والمرج فی اخبار المستعین والمعتز۔ کتاب اخبار عقلاء المجانین۔ کتاب اخبار قدماء البلغاء۔

ابو ایّوبؒ مدینی

اس کا نام سلیمان بن ایّوب بن محمد ہے۔ اہلِ مدینہ سے تھا۔ اس کا شمار ظریف ادبا میں ہوتا تھا۔ غنا اور مغنیوں کے حالات و اخبار سے متعلق علم و آگاہی رکھتا تھا۔ اس باب میں اس کی متعدد تصانیف بھی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:۔

کتاب اخبار عزۃ المیلاء۔ کتاب ابن مسجح۔ کتاب قیان الحجاز۔ کتاب قیان مکۃ۔ کتاب الاتفاق۔ کتاب طبقات المغنیین۔ کتاب النغم والایقاع۔ کتاب المنادمین۔ کتاب اخبار ظرفاء المدینۃ۔ کتاب ابن ابی عتیق۔ کتاب اخبار ابن عائشۃ۔ کتاب اخبار حنین الحرمی۔ کتاب ابن سریج۔ کتاب الفریض۔

تغلبی

اس کا نام محمد بن حارث ہے۔ فتح بن خاقان سے وابستہ لوگوں میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب اخلاق الملوک۔ کتاب رسائلہ۔ کتاب الروضۃ۔

ابن حمدون

اس کا نام محمد بن احمد بن حسین بن اصبغ بن حمدون ہے۔ تصنیف و تالیف کا اچھا ذوق رکھتا تھا اور عمدہ ادیب تھا، بغداد کا باشندہ تھا اور کا تبول کی اولاد سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المطابق والمجانس۔ کتاب الحقائق۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الشعر والشعرا۔ کتاب الآداب۔ کتاب الریاض۔ کتاب الکتّاب۔ کتاب المحاسن۔ کتاب مجالسۃ الرؤساء۔

ابن عمّاد ثقفی

ابو العباس احمد بن عبید اللہ بن محمد بن عمّاد ثقفی۔ کاتب تھا اور قاسم بن عبید اللہ

اور اس کے بیٹوں کے معاملات کا نگران و وکیل تھا۔ ابوعبداللہ محمد بن جراح کا مصاحب بھی رہا اور اس سے روایات بھی بیان کیں۔ بہت سی مجالس اور واقعات بھی اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اس کی وفات ۳۱۹ھ میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المبیضۃ فی اخبار مقاتل آل ابی طالب۔ کتاب الانواء۔ کتاب مثالب ابی خراش۔ کتاب اخبار سلیمان بن ابی شیخ۔ کتاب الزیادات فی اخبار الوزراء۔ کتاب اخبار حجر بن عدی۔ کتاب رسالۃ فی بنی امیۃ۔ کتاب اخبار ابی نواس۔ کتاب اخبار الرومی والاختیار من شعرہ۔ کتاب رسالۃ فی تفضیل بنی ہاشم واولیائہم وذم بنی امیۃ واتباعہم۔ کتاب رسالۃ فی امر ابن الحرز المحدث۔ کتاب اخبار ابی العناہیۃ۔ کتاب المناقضات۔ کتاب اخبار عبداللہ بن معاویۃ بن جعفر۔

ابن خرداذبہ

ابوالقاسم عبیداللہ بن احمد بن خرداذبہ — خرداذبہ، مجوسی تھا۔ برمکیوں کے ہاتھ پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوا۔ ابوالقاسم، مضافاتِ جبل میں پیغام رسانی اور ڈاک بہم پہنچانے کے منصب پر فائز تھا اور معتمد کا ندیم خاص تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :۔

کتاب ادب السماع۔ کتاب جمہرۃ انساب الفرس والنوافل۔ کتاب المسالک والممالک۔ کتاب الطبیخ۔ کتاب اللہو والملاہی۔ کتاب الشراب۔ کتاب الانواء۔ کتاب الندماء والجلساء۔

سرخسی

ابوالفرج احمد بن طیب سرخسیؒ۔ یہ بلیغ ادیب اور کثیر الروایت شخص ہے۔ یہ کتابیں اس کی تصنیفات ہیں :۔

کتاب السیاسۃ۔ کتاب المسالک والممالک۔ کتاب ادب الملوک۔ کتاب الدلالۃ علی اسرار الغناء۔

جعفر بن حمدان موصلی

ابوالقاسم جعفر بن محمد بن حمدان موصلی۔۔ یہ فقیہ تھا اور تصنیف و تالیف کا اچھا ذوق رکھتا تھا۔ فقہیات میں مذہب شافعی کا پیرو تھا۔ شاعر، ادیب، ناقد شعر اور کثیر الروایت تھا۔ فقہ سے متعلق متعدد کتابوں کا مصنف ہے۔ جن کا تذکرہ ہم حالاتِ فقہا کے ضمن میں کریں گے۔ البتہ اس کی ادبی تصانیف یہ ہیں:۔

کتاب الباہر فی الاختیار من اشعار المحدثین۔ کتاب الشعر والشعراء الکبیر۔ ناتمام۔

کتاب السرقات۔ یہ بھی ناتمام ہے۔ اگر یہ مکمل ہو جاتی تو لوگوں کو اس موضوع کی تمام کتابوں سے بے نیاز کر دیتی۔ کتاب محاسن اشعار المحدثین عمدہ کتاب ہے۔

ابوضیا نصیبی

ابوضیاء بشر بن یحییٰ بن علی تبلنی نصیبی۔ اہل نصیبین سے تھا۔ شاعر اور ادیب تھا۔ لیکن اس نے شعر کم کہے ۔۔۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب سرقات البحتری من ابی تمام۔ کتاب الجواہر۔ کتاب الآداب۔ کتاب السرقات الکبیر۔ ناتمام۔

ابن ابو منصور موصلی

یحییٰ بن ابومنصور۔ اس کے خاندان کے افراد زیادہ تر موصل میں آباد تھے۔ اس کی کتابیں لوگوں کے پاس موجود ہیں یہ بہترین ادیب تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الاغانی۔ اس کو حروف کی ترتیب سے تصنیف کیا۔

کتاب المعارضین۔

کتاب الطبیخ۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔

کتاب اللہو والملاہی۔

ابن مرزبان

ابو عبداللہ محمد بن خلف بن مرزبان - یہ احمد بن طاہر کے اسلوب بیان و اظہار کا تتبع کرتا تھا - اخبار و اشعار اور نکات ملح کا حافظ تھا - اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الحاوی فی علوم القرآن - یہ ایک ضخیم کتاب ہے - جو ستره اجزا میں پھیلی ہوئی ہے - کتاب اخبار ابی قیس الرقیات و مختار شعره - کتاب المتیمین المعصومین کتاب الشراب - یہ کئی کتابوں پر مشتمل ہے - کتاب المساعدین - کتاب الروض - کتاب الجلساء والندماء - کتاب السودان و فضلهم علی البیضان - کتاب القاب الشعراء - کتاب الشعر والشعراء - کتاب الهدایا کتاب الشتاء والصیف - کتاب النساء والغزل - کتاب اخبار عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم - کتاب ذم الحجاب والعتب علی المحتجب - کتاب ذم الثقلاء - کتاب اخبار العرجی -

کسروی

یہ علی بن مہدی کے نام سے معروف ہے اور اس کی کنیت ابو الحسین ہے - یہ ادیب اور معلم ادب تھا - خصوصیت سے کتاب العین کا شناور اور حافظ تھا - ہارون بن علی ندیم کے بیٹوں کا معلم و مؤدب تھا - اس کے بعد اس نے ابو النجم بدر المعتضدی سے وابستگی اختیار کر لی تھی - اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الخصال - کتاب مناقضات من زعم انہ لا ینبغی ان یقتدی القضاة فی طعامهم بالائمة والخلفاء - یہ کتاب کسروی کاتب کی طرف منسوب ہے - کتاب الاعیاد والنواریز کتاب مراسلات الاخوان ومحاورات الخلان -

ابن بسام شاعر

علی بن محمد بن نصر بن منصور بن بسام - علی کی ماں امامہ ، والداور والدہ کی طرف

سے حمدون ندیم کی بیٹی تھی۔ یہ شاعر و ادیب تھا اور اس کا شمار ان کتاب میں ہوتا ہے جو ظرافت سے بہرہ مند ہیں۔ اس کی زبان سے کوئی شخص محفوظ نہیں رہ سکا۔ اس کی وفات سـ . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب اخبار عمر بن ابی ربیعۃ — اپنے موضوع سے متعلق اس سے بڑھ کر بلیغ کوئی کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ کتاب الزنجیین وہم المعاقرون۔ کتاب دیوان رسائلہ۔ کتاب مناقضات الشعراء۔ کتاب اخبار الاحوص۔

مروزی

اس کا نام جعفر بن احمد مروزی اور کنیت ابوالعباس ہے۔ یہ ان اصحابِ تصنیف میں سے ہے جنہوں نے تمام علوم پر کتابیں لکھیں۔ اس کی کتابیں بہت مقبول ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسالک وممالک کے موضوع پر کتاب لکھی مگر وہ ناتمام رہی۔ اس کی وفات اہواز میں ہوئی اور اس کی کتابیں بغداد میں لائی گئیں اور ۲۷۴ھ میں طاق الحرانی میں فروخت کی گئیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المسالک والممالک۔ کتاب الآداب الکبیر۔ کتاب الآداب الصغیر۔ کتاب تاریخ القرآن لتاییہ کتب السلطان۔ کتاب البلاغۃ والخطابۃ۔ کتاب الناجم -

ابوبکر صولی

محمد بن یحییٰ بن [illegible] صولی۔ ظریف ادیبوں میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو کتابیں جمع کرنے کے شائق ہوتے ہیں۔ پہلے راضی کا معلم تھا اس کے بعد اس کا ندیم مقرر ہوا۔ یہ بیک وقت مکتفی اور مقتدر کا بھی ندیم رہا۔ اس کے کارنامے بہت مشہور اور نمایاں ہیں۔ ہمارا قریب العہد ہے لہذا ہم اس کے بارے میں زیادہ تحقیق وجستجو سے بے نیاز ہیں۔ اپنے دور میں شطرنج کا سب سے بڑا کھلاڑی تھا۔ جواں مرد بھی تھا ۳۳۰ھ تک زندہ رہا، اور پھر روپوشی کی حالت میں بصرہ میں فوت ہوا، اس کا پس منظر یہ ہے کہ اس نے حضرت علی رضہ

کے بارے میں ایسی بات روایت کی جس کی وجہ سے سنی اور شیعہ اس کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الاوراق فی اخبار الخلفاء والشعراء۔ یہ نا تمام ہے اور اس سے جو کچھ دستیاب ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں سفاح سے لے کر ابن معتز کے دور تک کے تمام خلفا کے حالات مع ان کے خاندان، ان کی اولاد اور ان کے اشعار و واقعات کے درج ہیں۔

اس میں بنو عباس کے ان افراد کے اشعار بھی درج ہیں، جو نہ خلیفہ تھے اور نہ صلبی اعتبار سے خلفا کی اولاد تھے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے عبد اللہ بن علی کے اور سب کے بعد ابو احمد محمد بن احمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن منصور کے شعر ہیں۔ اس کے بعد اشعار بنو طالب، فرزندانِ حسن اور حسین، فرزندانِ عباس بن علی، فرزندانِ عمر بن علی اور فرزندانِ جعفر بن ابو طالب کے اشعار ہیں۔ بعد ازاں اشعار فرزندان حارث بن عبدالمطلب پھر واقعاتِ ابن ہرمہ اور اس کے منتخب اشعار، اخبارِ سید حمیری اور اس کے منتخب اشعار، حالاتِ احمد بن یوسف اور اس کے منتخب اشعار۔ اور سرگذشتِ سدیف اور اس کے منتخب اشعار درج ہیں۔

اس کتاب کی تصنیف کے وقت شعرا و رشعرا کے سلسلہ میں اس نے کتاب المزیدی پر اعتماد کیا ہے۔ بلکہ بعینہٖ اسی کو نقل کر دیا ہے اور پھر اپنی طرف منسوب کر لیا۔ میں نے خود صولی کے کتب خانہ میں اس شخص کا وہ مجموعہ دیکھا ہے کہ جس سے اس نے نقل کیا ہے اور جس کی وجہ سے یہ رسوا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الوزراء۔ کتاب العبادۃ۔ کتاب ادب الکاتب علی الحقیقۃ۔ کتاب تفضیل السنان یہ کتاب اس نے ابوالحسن علی بن فرات کے لیے تصنیف کی ـــ کتاب الانواء۔ نا تمام، کتاب سوال وجواب رمضان لابی النجم۔ کتاب رمضان۔ کتاب الشامل فی علم القرآن نا تمام۔ علما کے لیے اس میں بڑے نوادر و عجائب پنہاں ہیں، جن کے ذکر کا یہ محل نہیں۔ کتاب مناقب علی بن الفرات۔ کتاب اخبار ابی تمام۔ کتاب اخبار الجبائی ابی سعید۔ کتاب العباس بن الاحنف ومختار شعرہ۔ کتاب اخبار ابی عمرو بن العلاء۔ کتاب الغرر امالی۔

شعرائے جدید کے اشعار کے متعلق حروف معجم کی ترتیب سے ابوبکر کی تصنیفات

ابن رومی، ابوتمام، بحتری، ابونواس، عباس بن احنف، علی بن جہم، ابن طباطبا، ابراہیم بن عباس، ابن عیینہ، ابن شراعہ، صولی۔

حکیمی

ابوعبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن قریش حکیمی۔ یہ اخباری تھا اور اس نے ایک جماعت سے واقعات کی سماعت کی۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب حلیۃ الادباء۔ یہ کتاب اخبار و واقعات پر محتوی ہے۔ کتاب سقط الجوہر۔ کتاب الشباب وفضلہ علی الشیب۔ کتاب الفکاہۃ والدعابۃ۔

رحابی

اس کا نام ابوعلی ہے۔

ایک دوسرا گروہ جس کا ذکر پہلے نہیں ہوا

ابوعنبس صیمری

یہ اصلاً کوفی تھا اور صیمرہ کا قاضی تھا۔ یہ ابوالعنبس محمد بن اسحاق بن ابوالعنبس ہے۔ خوش طبع اور بذلہ سنج لوگوں میں سے تھا اس کے ساتھ ساتھ ادیب بھی تھا اور علم نجوم بھی جانتا تھا۔ چنانچہ اس فن میں اس کی ایک کتاب بھی ہے۔ میں نے بڑے بڑے منجموں کو اس کی تعریف کرتے دیکھا ہے۔ متوکل نے اس کو اپنا خاص ندیم بنالیا تھا۔ متوکل کے دربار میں بحتری کے ساتھ اس کا ایک

قصہ بھی مشہور ہے۔ معتمد کے زمانہ خلافت تک زندہ رہا اور اس کے مصاحبوں میں شامل ہوا۔۔۔اس نے معتمد کے باورچی کی ہجو میں کہا۔

یاطیّب أیامی بمعشوق ونحن فی بعدمن السّوق[۱]

اذاطلبت الخبزمن نارس ینفخ لی صالح فی البوق[۲]

اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب تاخیرالمعرفۃ۔ کتاب العاشق والمعشوق۔ کتاب الرد علی المغنین۔ کتاب الطنبنب، کتاب کورابلا۔ کتاب طوال اللحیین۔ کتاب الرد علی المطبیین۔ کتاب عنقاء مغرب۔ کتاب الراحۃ ومنافع العیارۃ۔ کتاب فضائل نتف الانسان۔ کتاب ہندسۃ العقل۔ کتاب الاحادیث الشاذۃ کتاب فضائل الرزق۔ کتاب الرد علی ابی میخائل الصیدنانی فی الکیمیاء۔ کتاب مساوی العوام واخبار السفلۃ الاغتام۔ کتاب عجائب البحر۔ کتاب الجوابات المسکتۃ۔ کتاب الجوارش والدریاقات۔ کتاب فضل السلم علی الدرجۃ۔ کتاب الدولتین فی تفضیل الخلافتین کتاب الفاس بن الحائک۔ کتاب تذکیۃ العقول۔ کتاب السماقات والمعایر۔ کتاب الخفخفۃ فی جلد عمیرۃ۔ کتاب اخبار ابی فرعون کندر بن جحدر۔ کتاب تفسیر الرؤیا۔ کتاب نوادر الحوصی۔ کتاب مناظرۃ للبحتری۔ کتاب نوادر القواد کتاب دعوۃ العامۃ۔ کتاب الاخوان والاصدقاء۔ کتاب کی الدواب کتاب احکام النجوم۔ کتاب المدخل الی صناعۃ التنجیم۔ کتاب صاحب الزمان۔ کتاب الخلقتین، کتاب استغاثۃ الجبل الی ربہ۔ کتاب فضل السرم علی الفم۔ کتاب نوادرہ واشعارہ۔

ابو حسان نملی

[۱]ابو حسان محمد بن حسان۔ یہ نیک آدمی تھا اور ادیب تھا۔ متوکل کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے کچھ واقعات وحکایات بھی وابستہ ہیں۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب برجان وحباحب فی اخبار النساء والباہ۔ کتاب جعفر۔ یہ بھی اسی موضوع پر ہے۔ کتاب البغاء۔ کتاب السحق۔

کتاب خطاب المکاری لجاریۃ البقال۔

ابو عبر ہاشمی

اس کی کنیت ابو العباس ہے۔ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہے۔ جحظہ کا کہنا ہے کہ ہر کتاب کو بعینہٖ ذہن میں محفوظ رکھنے والا اور بہتر شعر کہنے والا اس سے بڑھ کر میں نے کسی شخص کو نہیں پایا۔ دنیا کا کوئی کام ایسا نہ تھا جس کو یہ اپنے ہاتھ سے سرانجام نہ دیتا ہو۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو آٹا گوندھتے اور روٹی پکاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے باپ کا لقب حامض تھا۔ حفظ و ادب میں شہرت رکھتا تھا۔ انتہا درجہ کا ناصبی اور ملعون تھا۔ اسے ابن ہبیرہ کے محل میں اس وقت قتل کیا گیا جب یہ وہاں اپنے وظائف و عطیات وصول کرنے گیا تھا۔ اس کو رافضیوں کے ایک گروہ نے قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے اس کو علی کرم اللہ وجہہ پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے سنا تھا۔ یہ کارواں سرا کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ انھوں نے اس کو نیچے گرا دیا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۵۰ھ میں پیش آیا۔ یہ شعر اسی کے ہیں :-

زائر نم علیہ حسنہ	کیف یخفی اللیل بدر اطلعا
اھمل الغفلۃ حتی امکنت	ورعی السامر حتی ہجعا
رکب الاھوال فی زورتہ	ثم ما سلم حتی ودعا

اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الرسائل۔

ایک کتاب جس کا اس نے جامع المحاقات ومآوی الرقاعات نام تجویز کیا۔

کتاب المنادمۃ واخلاق الخلفاء والامراء۔ کتاب نوادرہ وامالیہ۔ کتاب اخبار وشعرہ۔

ابن شاہ ظاہری

ابو القاسم علی بن محمد بن شاہ ظاہری۔ یہ شاہ بن میکال کی اولاد سے تھا۔ اچھا ادیب، بہت بڑا ظریف اور پاکیزہ اللسان تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :-

کتاب اخبار الغلمان۔ کتاب اخبار النساء۔ کتاب دعوۃ التجار۔ کتاب فخر المشط علی المرآۃ۔ کتاب الرؤیا۔ کتاب الخبز والزیتون۔ کتاب حرب اللحم والسمک۔ کتاب عجائب البحر۔ کتاب البغاء ولذاتہ۔ کتاب قصیدۃ جیاد نامکانس۔ کتاب النخفخنۃ۔ کتاب البدال۔

ایک شخص جو مدادکی کے نام سے متعارف ہے

اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الهجو والرعاع واخلاق العوام۔ کتاب نوادر الغلمان والخصیان۔

کتنجی

یہ ابو العنبس سے اور ابو العبر کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کہتے ہیں، ابو العبر کی وفات کے بعد حماقت میں یہ اس کا خلیفہ و جانشین ہوا۔ میں نے ابن نامیدادی کی یہ تحریر پڑھی ہے ـــ میرا خیال ہے کہ یہ نامیداوہے ـــ کہ کتنجی نے سلیمان بن وہب یا عبید اللہ کو لکھا ـــ مجھے اس میں شک ہے ـــ کہ آپ کے تمام دوست جن میں میرے جیسے احمق اور آپ کی طرح کے عاقل وفہیم شامل ہیں، سب آپ پر فدا ہوں۔ ہم ایسے زمانہ میں رہ رہے ہیں، جس میں عقلمندوں نے تو عقل کو اس لیے تیاگ رکھا ہے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں اور جہلا نے جہل کو اس بنا پر اختیار کر رکھا ہے کہ اس میں بڑا فائدہ ہے۔ چنانچہ کیفیت یہ ہے کہ عقلا تو اس بنا پر ہلاک ہوئے کہ انھوں نے عقل سے دستبرداری اختیار کی اور جہلا اس وجہ سے ڈوبے کہ انھوں نے جہل کو اپنایا۔ ہمارے سامنے یہ مشکل ہے کہ ہم کن لوگوں کے ساتھ رہیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب جامع الحماقات واصل الرقاعات۔ کتاب الملح والمحققین۔ کتاب الصفاعنۃ۔ کتاب المحرقۃ۔

جراب الدولہ

اس کا نام احمد بن محمد بن علوجہ سجزی اور کنیت ابو العباس ہے۔ یہ طنبورچی تھا۔

اس کا شمار ظریفوں اور بذلہ سنج لوگوں میں ہوتا ہے۔ اس کا لقب ربح تھا اور جراب الدولہ کے نام سے معروف تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب النوادر والمضاحک فی سائر الفنون والنوادر۔ اس کتاب کا نام ترویح الأرواح ومفتاح السرور والافراح بھی ہے۔ اس کتاب کو اس نے چند فنون پر مشتمل ٹھہرایا ہے اور یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

برمکی

ابو جعفر بن عباسہ کا کاتب اور معز الدولہ کا شتربان تھا۔ اس کا نام . . ہے۔ اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ تصانیف یہ ہیں :۔

کتاب الجامع فی اشعار المنلقین۔ کتاب النوادر والمضاحک۔

ابن بکر شیرازی

پسندیدہ عادات کا ادیب تھا۔ گفتگو اور محاضرات میں طاق تھا۔ مطیع کا کاتب رہا۔ ملیح شعر کہتا تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں۔ کتاب الشمون والفنون کتاب انشاء الرسائل والکتب۔ یہ کتاب اس نے مطیع للہ سے حاصل کی تھی۔

ایک اور طبقۂ متاخرین جن کا تعلق مختلف مقامات سے ہے

ابن فقیہ ہمدانی

اس کا نام احمد ہے اور یہ اہلِ ادب سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سے زیادہ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب البلدان ۔ یہ کتاب تقریباً ایک ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ اس میں لوگوں کی مختلف کتابوں کے اقتباسات لیے گئے ہیں اور اکثر حصہ کتاب الجیہانی کا نچوڑ ہے۔ کتاب ذکر الشعراء المحدثین والبلغاء منہم والمفنین ۔

عبید اللہ بن محمد بن عبد الملک کاتب

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب نشوۃ النہار و معاقرۃ العقار ۔ کتاب فضائل الصبوح و مناقبہ و معائب الغبوق ومثالبہ ۔

ایک شخص جو ابن معتبر یا ابو معتبر کے نام سے معروف ہے

یہ زید بن احمد بن زید کاتب ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب [illegible] بلاغۃ و تلقیح البلاغۃ ہے۔ اس کتاب میں خاندانِ احمد بن عیسیٰ بن شیخ کی مدح کی گئی ہے۔

مسعودی

یہ شخص باشندگانِ مغرب سے ہے ، ابو الحسن علی بن حسین بن علی مسعودی کے نام سے معروف ہے اور عبد اللہ بن مسعود کی اولاد سے ہے۔ تاریخ اور بادشاہوں کے حالات سے متعلق کتابوں کا مصنف ہے ، اس کی تصنیفات یہ ہیں۔
ایک کتاب جو مروج الذہب و معادن الجوہر فی تحف الاشراف من الملوک و اہل الدرایات کے نام سے معروف ہے۔ کتاب ذخائر العلوم و ما کان فی سائر الدہور ۔ کتاب الاستذکار لما مر فی سالف الاعمار ۔ کتاب التاریخ فی اخبار الامم من العرب والعجم ۔ کتاب رسائل ۔

اہوازی

محمد بن اسحاق ۔ کنیت ابو بکر اس کی مصنفات یہ ہیں : کتاب النخل و اجناسہ

کتاب الفلاحۃ والعمارۃ۔

سمیساطی

ابوالحسن علی بن محمد عدوی۔ یہ اصلاً سمیساط کا باشندہ ہے جو آرمینیہ کے سرحدی شہروں میں واقع ہے۔ ابتدا میں یہ ابوتغلب بن ناصر الدولہ اور اس کے بھائی کا اتالیق تھا۔ بعد میں اس کا ندیم مقرب ہوگیا۔ شاعر اور مصنف و مؤلف ہے۔ عمدہ معلومات کا حامل، اور کثیر الروایت ہے۔ اس کے انتساب خاندان میں کھپلا ہے۔ میں اسے قدیم سے جانتا ہوں۔ کہتے ہیں بڑھاپے کو پہنچ کر اس نے اپنے گزشتہ اخلاق کو ترک کر دیا ہے۔ ابھی تک زندہ ہے اور درج ذیل کتابوں کا مصنف ہے۔

کتاب الانوار: یہ کتاب اوصاف و کردار اور رطافت و تشبیہات کے موضوع سے متعلق ہے۔ یہ کتاب اس نے پہلے لکھی تھی۔ بعد میں اس میں بعض چیزوں کے اضافے کر دیئے گئے ہیں۔

کتاب الدیارات: یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب المثلث الصحیح۔ کتاب اخبار ابی تمام والمختار من شعرہ۔

کتاب العلم: یہ اس کی ایک بہترین تالیف ہے۔

محمد بن اسحاق سراج

یہ نیشاپور کا باشندہ ہے۔ اس سے ایک شخص نے جو مرکن کے نام سے معروف ہے اور جس کا نام ابراہیم بن محمد نیشاپوری ہے، روایت کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الاخبار: یہ کتاب تمام امصار، و بلاد سے تعلق رکھنے والوں، محدثین (بعد پیدا ہونے والے) ادبا، وزرا، اور والیان حکومت وغیرہ کے واقعات و اخبار پر مشتمل ہے اور اس میں ان میں سے ایک ایک کا ذکر ہے۔

کتاب رسائل، یہ ایک لطیف تصنیف ہے

کتاب الاشعار المختارۃ والصحیحۃ منہا والمعارۃ۔

ابن خلاد رامہرمزی

ابو محمد حسن بن عبد الرحمن بن خلاد قاضی ــــ اس کی تصنیفات عمدہ اور بہتر ہیں یہ جاحظ کے اسلوب کا اتباع کرتا تھا۔ مجھے ابن سوار کاتب نے بتایا کہ یہ شاعر تھا اور احادیث کا سامع اور راوی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب ربیع المتیم۔ یہ عشاق کے واقعات پر مشتمل ہے۔

کتاب العلل فی مختار الاخبار۔ کتاب امثال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب الریحان بین الحسن والحسین علیہما وعلی اٰلہما السلام۔ کتاب امام التنزیل فی القرآن۔ کتاب النوادر والشوارد۔ کتاب ادب الناطق۔ کتاب الرثاء والتعازی۔ کتاب رسالۃ السفر۔ کتاب الشیب والشباب۔ کتاب ادب الموائد۔ کتاب المناہل والاعطان والحنین الی الاوطان۔

آمدی [۱]

اس کا نام حسن بن بشر بن یحییٰ اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ بصرہ کا رہنے والا ہے۔ ہمارا قریب العہد ہے۔ میرا خیال ہے ابھی تک زندہ ہے۔ عمدہ اور بہتر تصنیفات و تالیفات کا مالک ہے اور سلسلۂ تصنیف میں جاحظ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المختلف والمؤتلف فی اسماء الشعراء۔ کتاب معانی شعر البحتری۔ کتاب نثر المنظوم۔ کتاب الموازنۃ بین ابی تمام والبحتری۔ کتاب الرد علی ابن عمار فیما خطا فیہ ابا تمام۔ کتاب فی ان الشاعرین لاتتفق خواطرہما۔ کتاب فی اصلاح ما فی معیار الشعر لابن طباطبا۔ کتاب فی نثر ما بین الخاص والمشترک من معانی الشعر۔ کتاب فی تفضیل شعر امرئ القیس علی الجاہلیین۔

کتاب فی شدۃ حاجۃ الانسان الی ان یعرف قدر نفسہ۔

شطرنج کے کھلاڑی

جن لوگوں نے شطرنج کے کھیل پر کتابیں تصنیف کیں

عدلی

اس کا نام ہے۔ مصنفات یہ ہیں :-
کتاب الشطرنج ۔ یہ پہلی کتاب ہے جو شطرنج کے موضوع پر تصنیف کی گئی۔
کتاب النرد واسبابہا واللعب بہا۔

رازی

اس کا نام ہے۔ یہ عدلی کے پایہ کا تھا اور یہ دونوں متوکل کے سامنے کھیلا کرتے تھے۔ شطرنج کے بارے میں رازی ایک تصنیف لطیف کا مصنف ہے۔

صولی

ابوبکر محمد بن یحییٰ ۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس موضوع سے متعلق اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الشطرنج نسخۂ اول ۔
کتاب الشطرنج نسخۂ ثانی ۔

لجلاج

ابوالفرج محمد بن عبید اللہ ۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہ عضد الدولہ کے پاس شیراز چلا گیا تھا اور شیراز ہی میں ۳۶۰ ھ سے کچھ اوپر فوت ہوا۔ یہ اس فن میں بڑی مہارت

تا تھا۔ اس موضوع پر کتاب منصوبات الشطرنج اس کی تصنیف ہے۔

ابن اقلیدسی

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن صالح شطرنج کے تمام پہلوؤں پر پورا عبور رکھتا تھا۔
کتاب مجموع فی منصوبات الشطرنج اس کی تصنیف ہے۔

قریص مغنی

قریص جراحی۔ ابو عبد اللہ محمد بن داؤد بن جراح کے اصحاب سے تعلق رکھتا تھا۔
س کا نام ہے۔ اس کا شمار ماہر مغنیوں ... اس فن کے علما میں ہوتا تھا۔ یہ
س لائق تھا کہ جحظہ کے طبقۃ میں اس کے بعد اس کا ذکر کیا جاتا۔ لیکن اس مقام پر ہم س کا ذکر
کرنا بھول گئے۔ جحظہ نے اس کے بارے میں کچھ شعر کہے ہیں ان میں ایک یہ ہے۔

اکلنا قریصا وحنی قریص نبتت علی شرف الف لحی

قریص کی وفات ۳۲۶ھ میں ہوئی۔ جحظہ بھی اسی سال فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات
میں سے۔ کتاب صناعۃ الغناء واخبار المغنـ وذکر الاصوات التی غنی فیہا — یہ کتاب
حروف کی ترتیب سے لکھی گئی ہے لیکن نا تمام ہے۔ اس کے جو اوراق دستیاب ہوئے، وہ
ایک ہزار کے قریب ہیں۔

ابن طرخان

ابو الحسن علی بن حسن۔ عمدہ اسلوب غنا کا حامل تھا۔ ادب سے بھی مس تھا۔ ســـہ
میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب النوادر والاخبار۔ کتاب اخبار المغنیین الطنبوریین۔ کتاب انساب الحمام۔
کتاب ما ورد فی تفضیل الطیر الہادی۔

حواشی

۱؎ معقادم ۔ اس کی وضاحت ہو چکی ہے ۔

۲؎ صفاصنہ ۔ اس کی بھی وضاحت ہو چکی ہے ۔

۳؎ ایک نسخہ میں "وابیہ" ہے ۔

۴؎ اے فرزند موصلی! خدا اس قبر کو جس میں تو مقیم ہے، بارش سے شاداب رکھے ۔

۵؎ تم چلے گئے اور بشر فا کو وحشت اور دہشت میں ڈال گئے ۔ اب اگر دوست تم پر آنسو بہاتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔

۶؎ ایک نسخہ میں کتاب السراۃ ہے ۔

۷؎ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور ہر آنے والا سال اس کی محبت ، دہشت و بڑھا آ گیا ۔

۸؎ میں اس کے بارے میں قدیم کپڑ کر اٹھانے اٹھانے نہیں پھرتا، کیونکہ کپڑے کو اٹھانے اٹھائے پھرنا رئیس قوم کی شان کے خلاف ہے ۔

۹؎ ذرا زینب سے سن لو، کیونکہ اس وقت کارواں سو رہا ہے اور اگر کارواں روانہ ہو گیا، تو صبر کا پیمانہ چھلک جائے گا ۔

۱۰؎ ذرا ٹھہرو ۔ ہم محبوب اور اس کی منزل کی یاد میں آنسو بہالیں جو دخول اور حومل کے درمیان سقط اللوی میں واقع ہے ۔

۱۱؎ اے ملامت کرنے والے! مال تو آنی جانی شے ہے ۔ مال کی صرف باتیں اور یادیں ہی باقی رہ جاتی ہیں ۔

۱۲؎ اے محمل والی! ذرا ہماری طرف بھی مڑ کر دیکھ لے ۔ اگر تو ایسا نہ کرے گی تو بڑی بری بات ہو گی ۔

۱۳؎ اے بنت عافلہ جس سے کہ میں محبت رکھتا ہوں، دشمنوں سے بچ کر رہو ۔ میرا دل اسی انجمن میں رہتا ہے ۔

۱۴ تیرے دلِ بے قرار کی وجہ سے میرا ہیجانِ عشق اور بھی بھڑک اٹھا ہے۔ لہٰذا تو پہلی نظر تو مجھ پر ڈال لے۔

۱۵ تو اس رات کی طرح قریب تر ہے۔ جو مجھے پا لیتی ہے۔ اگرچہ تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے اور تیرے مابین بُعد بہت وسیع ہے۔

۱۶ طرسوس۔ شام کی سرحد پہ ایک شہر ہے جو انطاکیہ اور حلب کے درمیان واقع ہے۔ کہتے ہیں یہ طرسوس بن روم بن الصفر بن سام بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ شہر ۱۹۰ھ کے قریب خلیفہ ہارون الرشید کے ایک خادم سلیمان نے تعمیر کیا۔ (معجم البلدان)

۱۷ ۲۷۸ھ مراد ہے۔

۱۸ ۲۷۷ھ مراد ہے۔

۱۹ مجھے جب اس کے لبابِ دہن کی پیاس محسوس ہوتی ہے تو شراب ناب کو اس کا بدل بنا لیتا ہوں۔

۲۰ کہاں شرابِ ناب اور کہاں اس کا لعابِ دہن۔ اس سے تو میں محض اپنے دلِ ناتواں کو تسلی دیتا ہوں۔

۲۱ واسط۔ ایک شہر ہے جو بصرہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہے۔ اسے واسط اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بصرہ اور کوفہ کے عین وسط میں ہے اور یہ دونوں شہر اس سے پچاس پچاس میل کے فاصلہ پر ہیں۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھئے)

۲۲ ایک نسخہ میں کتاب الترنم ہے۔

۲۳ ایک نسخہ میں "حلوا من الکھول" ہے اور فلوگل اور مصر کے معتبر نسخہ میں "حدا من الکھوب" ہے۔ میں نے ترجمہ "حلوا من الکھول" کے مطابق کیا ہے۔

۲۴ گویا یہ گنبد گردوں میں مؤذن کی آواز ہے۔

۲۵ گویا وہ عَلَم ہے جو اپنے سر میں شعلۂ آتش رکھتا ہے۔

۲۶؎ ابیخ۔ ترمذ کا ایک گاؤں ۔ (معجم البلدان)

۲۷؎ سرخس ۔ خراسان میں ایک بہت بڑا اور پرانا شہر۔ جو نیشاپور اور مرو کے درمیان واقع ہے۔ (ایضاً)

۲۸؎ نصیبین ۔ یہ موصل اور شام کے درمیان ایک آباد اور بارونق شہر تھا۔ اس کے اور اس کے گرد و پیش کے دیہات میں چالیس ہزار سرسبز و شاداب باغ تھے۔ یہ شہر ۱۷ھ میں بغیر کسی لڑائی اور قتال کے فتح ہوا۔ (ایضاً)

۲۹؎ طاق الحرانی ، یہ بغداد کے مغربی جانب ایک محلہ کا نام ہے۔ (ایضاً)

۳۰؎ صیمرہ یا صمیرہ یہ دو مقامات کا نام ہے۔ ایک بصرہ میں نہرِ معقل کے دہانہ پر واقع ہے اور دوسرا دیار جبل و خوزستان کے درمیان مہرجان تذق میں ایک شہر کا نام ہے۔ (ایضاً)

۳۱؎ خوشا وہ دن کہ میں اپنے محبوب کے ساتھ بازار سے دور تھا۔

۳۲؎ جب میں کسی سوار سے روٹی طلب کرتا تو صلیح میرے لیے ناقوس بجا دیتا۔

۳۳؎ ایک نسخہ میں "من الصنیعۃ" ہے۔

۳۴؎ وہ ایسا حسین زائر ہے کہ جس کا حسن خود اس کی غمازی کرتا ہے۔ بھلا رات ماہِ تاباں کو کیونکر چھپا سکتی ہے۔

۳۵؎ غفلت نے اس کو موقع دیا کہ اس معشوق تک رسائی حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے پاسباں کے سوجانے کا انتظار کیا۔

۳۶؎ ملاقات کے شوق میں اس نے خطرات بھی جھیلے۔ لیکن ملیک سلیک کے بغیر ہی چل کھڑا ہوا۔

۳۷؎ سمیساط : (بضم سین و فتح میم) بلادِ روم میں سے ایک شہر ہے جو فرات کے مغربی کنارے پر واقع ہے (معجم البلدان)

۳۸؎ آمد (بکسر میم) یہ دیار بکر میں ایک مشہور اور عظیم شہر ہے۔ یہ شہر ۲۰ھ میں حضرت عیاض بن غنم کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ (ایضاً)

۹؎ ہم نے شوربے سے بھیگا ہوا نان کھایا اور قریض نے راگ الاپا۔ اس طرح ہم تمام رات یوں مست رہے گویا زمین پر گرنے کو ہیں۔

۱۰؎ ۳۳۴ھ مراد ہے۔

۱۱؎ جحظہ کی وفات ۳۲۶ھ میں ہوئی ہے ملاحظہ ہو حالات جحظہ صفحہ ۲۰۸ یہاں معلوم نہیں ۲۲۴ھ کیوں مرقوم ہے۔

مقالہ چہارم

علماء کے حالات اور اُن کی تصانیف کے بارے میں

یہ مقالہ شعر اور شعرا پر مشتمل ہے

اور

اس میں دو فن ہیں

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس مقالہ سے ہمارا مقصد اشعارِ قدماء کے مرتبین وجامعین، ان کے رُوات، دواوینِ اشعار، اشعارِ قبائل کے رواۃ اور اُن کے مؤلفین وجامعین کی وضاحت کرنا ہے۔ اور اس مقالہ کے دوسرے فن میں جو بعد کے شعرا کے کلام پر مشتمل ہے، ہم بتائیں گے کہ ان میں کون بسیار گو ہے اور کون کم گو ہے۔

جو کام ہم نے اپنے ذمے رکھا ہے۔ اللہ اپنے کرم ولطف سے اس پر ہماری امداد واعانت فرمائے۔

رواتِ قبائل اور شعرائے دورِ جاہلیت و دورِ اسلام کے اشعار

عہدِ عباسیہ کے آغاز تک

ابو عمرو شیبانی۔ اس کا ذکر گزر چکا۔
خالد بن کلثوم کوفی۔ اس کا ذکر ہو چکا۔

محمد بن حبیب : اس کا ذکر گزر چکا۔

طوسی : اس کا ذکر گزر چکا۔

اصمعی عبدالملک بن قریب ۔اس کا ذکر گزر چکا۔

ابن اعرابی : اس کا ذکر گزر چکا۔

گزشتہ صفحات میں ان علما میں سے ہر ایک کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ انھوں نے کن رواۃ فصحا اور اعراب سے روایت کیا۔ اب اس کے اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ۔ اس سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کتاب کے اس مقام کی طرف رجوع کریں جہاں ان کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اِنشاءاللہ تعالےٰ ۔

امرؤ القیس بن حجر

امرؤ القیس سے ابو عمرو، اصمعی، خالد بن کلثوم اور محمد بن حبیب نے روایت کیا اور تمام روایات سے ابو سعید سکری نے ایک مجموعہ ترتیب دیا اور اس کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوا۔ ابوالعباس احول نے بھی اسے جمع و مرتب کیا لیکن وہ مکمل نہیں کر پایا۔ ابن سکیت نے اس کی تکمیل کی ۔

زہیر بن ابو سُلمیٰ

اس سے ایک جماعت نے روایت کیا ۔لیکن کام ادھورا رہا۔ ان کی روایات باہم مختلف ہیں۔ سکری نے البتہ یہ خدمت بہترین نہج سے انجام دی ۔

وہ شعرا جن کے اشعار ابو سعید سکری نے جمع کیے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ علما میں سے جس شخص نے شعرا کے اشعار جمع کیے اور اس کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیا، وہ ابو سعید سکری ہے۔ اس کا نام حسن بن حسین ہے۔ میں اس کے اصل مقام پر اس کا تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ یہاں بھی اس کے

کام کا تذکرہ کروں گا تاکہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کو حصول مطلب میں آسانی رہے۔ یہاں ان لوگوں کا بھی ذکر کروں گا جنھوں نے وہی کام کیا جو سکری نے کیا ہے قطع نظر اس کے کہ ان سے وہ کام ادھورا رہا یا انھوں نے اسے اچھی طرح سرانجام دیا۔ یہاں اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ ضرورت تکرار باقی نہ رہے۔ انشاء اللہ

اس گروہ میں یہ لوگ شامل ہیں۔

امرؤالقیس : اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

نابغہ ذیبانی : اصمعی نے بھی اس کی روایات جمع کیں۔

زہیر : اس کا ذکر گزر چکا۔ لیکن اس کا کام ادھورا رہا۔

ابن سکیت اور طوسی نے البتہ بہت اچھی طرح جمع کیا۔

حطیئہ : اس کی روایات کو اصمعی۔ ابوعمرو شیبانی، طوسی اور ابن سکیت نے جمع کیا۔

نابغہ جعدی : اصمعی اور ابن سکیت نے جمع کیا۔

لبید بن ربیعہ عامری : ابوعمرو شیبانی۔ اصمعی، طوسی اور ابن سکیت نے جمع کیا۔

تمیم بن ابی مقبل: ابوعمرو، اصمعی، طوسی اور ابن السکیت نے جمع کیا۔

درید بن صمہ جشمی : ابوعمرو شیبانی اور اصمعی نے جمع کیا۔

عمرو بن معدی کرب : ابوعمرو نے جمع کیا۔

اعشی الکبیر : ابوعمرو۔ اصمعی، ابن سکیت، طوسی اور ثعلب نے جمع کیا۔

مہلہل بن ربیعہ : اصمعی اور ابن سکیت نے جمع کیا۔

بشر بن ابوحازم : اصمعی اور ابن سکیت۔

متلمس : اصمعی وغیرہ۔

مسیب بن علس : ایک گروہ نے جمع کیں۔

حمید بن ثور ہلالی : اصمعی، ابوعمرو، ابن سکیت اور طوسی نے جمع کیں۔

حمید ارقط : اصمعی ، ابوعمرو ، ابن سکیت اور طوسی نے جمع کیں۔
عدی بن زید عبادی : ایک گروہ نے روایات جمع کیں۔
عدی بن رقاع : ایک گروہ نے جمع کیں۔
سحیم بن وثیل عاملی ریاحی : اصمعی اور ابن سکیت نے جمع و مدوّن کیں۔
طرماح : طوسی نے عمدگی سے روایات جمع کیں۔ علاوہ ازیں ایک بڑی جماعت نے مدون کیں۔
عروہ بن ورد : اصمعی اور ابن سکیت نے۔
عباس بن مرداس : طوسی اور ابن سکیت نے۔
شبیب بن برصاء ۔ عمرو بن شاس : اصمعی اور ابن حبیب نے۔
نمر بن تولب ، اصمعی اور ابن اعرابی نے۔
مرار فقعسی :..............
ابوالطمحان قینی :..........
سالم بن وابصہ :.... ....
عباس بن عتبہ بن ابولہب ....
شماخ.............
معن بن اوس................ ...
راعی..............
عبدالرحمان بن حسان...............
اس کا بیٹا سعید بن عبدالرحمٰن :............
عبداللہ بن قیس الرقیات : ....
ابوالاسود دؤلی : اصمعی اور ابوعمرو نے جمع کیں۔
ہمران العود نمیری.......... ..
حادرہ..................
مقرس بن ربعی ۔ اصمعی وغیرہ نے۔

حرشیہ : ایک پوری جماعت نے۔

خراش بن زہیر..........

مزاحم عقیلی، ایک پوری جماعت نے۔

ابوحیہ نمیری : اصمعی وغیرہ نے۔

خنساء : ابن سکیت اور ابن اعرابی وغیرہ نے۔

کمیت : اس کو اصمعی نے جمع کیا اور ابن سکیت نے اس پر اضافہ کیا اور ایک جماعت نے ابن کناسہ اسدی سے روایت کیا۔ ابن کناسہ نے بنو اسد کے ابوعزی، ابومعول اور ابوصداقہ سے روایت کیا۔ ابن سکیت نے اسے اپنے استاذ نصران سے روایت کیا۔ نصران کی روایت ہے کہ کمیت کے شعر میں نے ابوحفص عمر بن بکیر کو پڑھ کر سنائے۔ سکری نے بھی کمیت کے شعر جمع کیے۔

ذوالرمہ : اس کے ایک جماعت نے جمع کیا اور روایت کیا۔ ابوالعباس کے جمع کردہ اشعار تمام روایات سے لیے گئے ہیں۔ سکری نے بھی انھیں جمع کیا اور اس جماعت کے کام پر اضافہ کیا۔ ہلال بن میاس اور منتجع بن نبہان نے اسے جمع کیا اور ابوعبیدہ نے منتجع سے روایت کیا۔ لیث بن ضمام نے ابن مرضی سے اور قاسم بن قاسم نے ابوبہم عدوی سے روایت کیا۔

ابوالنجم عجلی : شعر ابوالنجم کو ابوعمرو شیبانی نے محمد بن شیبان بن ابوالنجم سے اور ابوالنجم کی بیٹی کے بیٹے ابوالازہر سے روایت کیا۔ اور ابوسعید سکری نے اس کو بہترین طریقہ سے جمع کیا۔

عجاج راجز : اصمعی اور ابوعمرو شیبانی نے جمع کیا۔

رؤبہ بن عجاج : بعد کے آنے والے شعرا میں سے ہے۔ اصمعی نے اس کے اشعار خود اسی سے روایت کیے۔ اسی طرح ابوعمرو شیبانی اور علما کے ایک پورے گروہ نے جمع کیے۔ ابوسعید سکری نے بھی انھیں جمع کیا اور بہت اچھی طرح کیا۔

اخطل : اسے سکری نے جمع کیا اور اس کام کو بہترین طریقہ سے سرانجام دیا۔

فرزدق: سکری نے انھیں جمع کیا اور اس کام سے خوب عمدہ برآ ہوا۔ سکری نے جریر کے شعر جمع نہیں کیے بلکہ علما کی جس جماعت نے انھیں جمع کیا۔ ان میں ابوعمرو شیبانی، اصمعی اور ابن سکیت شامل ہیں۔ ابن کوفی کی تحریر میں مذکور ہے کہ خود جریر سے اس کے شعر مسحل بن کسیب بن عمار بن عکابہ بن خلفا نے بھی روایت کیے۔

نقائض جریر و فرزدق

جریر اور فرزدق کے نقائض و خلافیات ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے جمع کیے۔ اصمعی نے اسے روایت کیا لیکن اس کی روایت ابوعبیدہ کی روایت سے مختلف ہے۔ ابوسعید حسن بن حسین نے بھی اسے جمع کیا اور بہت عمدہ اسلوب سے کیا۔ ابوالغیث اودی نے بھی اسے جمع کیا اور پھر اس کو اس سے ثعلب نے روایت کیا۔

وہ لوگ جنھوں نے جریر پر مناقضہ کیا

اور

وہ لوگ جن پر جریر نے نقض کیا

نقائض جریر اور اخطل۔ ابوعمرو۔ اصمعی نقائض جریر اور عمرو بن لجا۔ (ابوعمرو۔ و اصمعی)

نقائض جریر اور فرزدق۔

جریر کی شاعر اولاد

نوح بن جریر، کم گو شاعر تھا۔

بلال بن جریر، کم گو شاعر تھا۔

جریر کی بیٹی : اس کا نام . . . ہے۔
عقیل بن بلال : کم گو شاعر تھا۔
عمارہ بن عقیل : بہت اچھا اور بسیار گو شاعر تھا۔

وہ قبائل جن کے سکری نے اشعار جمع کیے

اشعار بنو ذہل ۔ اشعار بنو شیبان ۔ اشعار بنو ابی ربیعہ ۔ اشعار بنو یربوع ۔ اشعار طی ۔ اشعار بنو کنانہ ۔ اشعار بنو ضبہ ۔ اشعار فزارہ ۔ اشعار بجیلہ ۔ اشعار مُند ۔ اشعار بنو یشکر ۔ اشعار بنو حنیفہ ۔ اشعار بنو محارب ۔ اشعار ازد ۔ اشعار بنو نہشل ۔ اشعار بنو عدی ۔ اشعار اشجع ۔ اشعار بنو تیم ۔ اشعار بنو عبدود ۔ اشعار بنو مخزوم ۔ اشعار بنو اسد ۔ اشعار بنو حارث ۔ اشعار ضباب ۔ اشعار فہم ۔ اشعار مزینہ و عدوان ۔ نیز درج ذیل شعرا کے اشعار بھی جمع کیے :۔

ہدبہ بن خشرم ۔ کمیت بن معروف ۔ زیادہ بن زید ۔ ضمہ قشیری ۔ اس کے اشعار مفضل بن سلمہ نے بھی جمع کیے ۔

مقالۂ چہارم

دوسرا فن

جو

علما کے حالات اور اُن کی تصنیفات کے

ناموں پر مشتمل ہے

نیز

اس میں شعرائے متاخرین اور دورِ اسلام کے بعض شعرا کا تذکرہ ہے اور اس بات

کی وضاحت ہے کہ ہمارے زمانہ تک اُن کے اشعار کس تعداد اور

مقدار میں دستیاب ہوئے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس مقالہ کے شروع میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ ہم شعرا کا درجہ وار ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ ہم سے پیشتر علما دادبا یہ کام سرانجام دے چکے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ شعرا کے نام اور ہر شاعر کے اشعار کی مقدار بالخصوص اس میں شعرائے دورِ جدید کا جو حصہ ہے اس کا ذکر کریں اور ان کے اشعار میں جو تفاوت ہے اس کی نشاندہی کریں تاکہ جو شخص ان کی کتابیں اور شعر جمع کرنے کا خواہاں ہو وہ علی وجہ البصیرت اس سے آگاہ ہو سکے۔ یاد رہے جب ہم یہ کہیں گے کہ فلاں شاعر کے شعر "دس ورق" پر مشتمل ہیں، تو اس سے ہماری مراد "ورق سلیمانی" ہوگی جو بیس سطور کو محیط ہوتا ہے یعنی ہر ورق کے صفحہ میں بیس سطریں ہوتی ہیں۔ ہر جگہ ہماری اسی بات سے ان کے اشعار کی کمی اور بیشی کا حساب لگایا جائے۔ ہمارا یہ

اندازہ، اغلبیت اور تقریب پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمارے برسوں کے تجربے نے ہمیں یہی بتایا ہے۔ تحقیق اور جزم مقصود نہیں۔

بشّار بن بُرد

اس کا لقب مرعث تھا۔ بنو عقیل کا غلام تھا۔ کہتے ہیں یہ فارسی نژاد تھا، نہ اس کے اشعار کسی نے جمع کیے اور نہ کوئی دیوان مرتب ہوا۔ میں نے تقریباً ایک ہزار متفرق اوراق میں انھیں دیکھا ہے اور خاصے بڑے گروہ نے بھی اس کے اشعار کا انتخاب کیا ہے۔

ابن ہَرمَہ

ابراہیم بن علی بن ہرمہ۔ تنہا اس کے اشعار دو سو ورق پر مشتمل ہیں۔ لیکن جو ابوسعید سکری نے جمع کیے ، وہ تقریباً پانچ سو ورق میں پھیلے ہوئے ہیں۔ صولی نے بھی جمع کیے ہیں۔ لیکن یہ کوئی خاص شئی نہیں۔

ابوالعتاہیہ

اس کے اشعار کی صورت حال بھی وہی ہے جو بشّار کے اشعار کی ہے۔ موصل میں، میں نے اس کے جو اشعار دیکھے ، وہ بیس اجزا سے زائد تھے۔ نصف طلحی کاغذ پر، شعرائے متاخرین کے کاتب ابن عمار کے لکھے ہوئے تھے۔ اور جو میری نظر سے گذرے ہیں وہ یوں معلوم ہوتے تھے کہ تیس اجزا پر مشتمل ہیں۔ اس کے واقعات اور منتخب اشعار کو ایک پورے گروہ نے جمع کیا — جن کی مساعی کا تذکرہ ہم ان کے حالات میں کریں گے۔

ابو نواس

اس کی شہرت نے اس کے حسب نسب کی تحقیق و کاوش سے

بے نیاز کر دیا ہے۔ ابونواس کی وفات دوران ہنگامہ و آشوب میں مامون کے خراسان سے آنے سے قبل ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ ابن قتیبہ کی روایت کے مطابق اس نے ۱۹۹ھ میں وفات پائی۔ جس شخص نے ابونواس کے شعر ترتیب حروف کی رعایت کیے بغیر جمع کیے، اس کا راوی یحییٰ بن فضل ہے۔ اس نے اس کو دس اصناف پر تقسیم کیا۔ گروہ علماء میں سے ابویوسف یعقوب بن سکیت ہے جس نے ان کی شرح و وضاحت کی اور وہ آٹھ سو ورق پر مشتمل ہے۔ اس نے بھی اسے دس اصناف پر تقسیم کیا۔ ابوسعید سکری نے بھی اسے جمع کیا لیکن نامکمل ہے۔ اس نے ان اشعار کے دو تہائی حصے کو جمع کیا جو ایک ہزار ورق میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اہل ادب میں سے جن لوگوں نے جو کچھ کیا، اس کی تفصیل یہ ہے :۔

صولی : اس نے بترتیب حروف جمع کیا اور ان میں سے منحول کو ساقط کر دیا۔

علی بن حمزہ اصفہانی :۔ اس نے حروف کی ترتیب سے جمع کیا۔

یوسف بن دریہ :۔ اس نے اس کے واقعات بھی جمع کیے اور اس کے منتخب اشعار بھی۔!

ابوہفان :۔ اس نے اس کے واقعات اور منتخب اشعار جمع کیے۔

ابن وشا ابوالطیب :۔ اس نے اس کے واقعات اور منتخب اشعار جمع کیے۔

ابن عمار :۔ اس نے واقعات جمع کیے اور انتخابِ اشعار کیا۔ نیز ایک رسالہ بھی اس کے معائب اور سرقات کے موضوع پر لکھا۔ خاندانِ منجم نے جو کتابیں شعرائے متاخرین کے اشعار پر لکھیں ان میں انھوں نے اس کے واقعات بھی لکھے ہیں اور منتخب اشعار بھی درج کیے ہیں۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ابوالحسن سمیساطی نے بھی ابونواس کے واقعات اور منتخب اشعار جمع کیے۔

اس کا دفاع بھی کیا اور

اس کے محاسن بھی بیان کیے۔

مسلم بن ولید

اس کے کارنامے مشہور ہیں اور اس کے شعر حروف کی ترتیب سے تقریباً دو سو ورق میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کو صولی اور ہمارے زمانہ کے ایک اور شخص . . . نے جمع کیا۔

مروان بن ابو حفصہ رشیدی ، اس کا خاندان اور اس کی شاعر اولاد

ابو حفصہ اول کا نام یزید ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا یہ شاعر تھا ، لیکن بہت ہی کم گو۔

یحیی بن ابو حفصہ

یہ عبد الملک بن مروان کے دور میں ہوا۔ اس نے کم شعر کہے ، جو بیس اوراق پر مشتمل ہیں۔

مروان بن سلیمان بن یحییٰ

بن ابو حفصہ۔ اس کی کنیت ابو السمط ہے۔ اس کے اشعار تقریباً تین سو ورق میں ہیں۔

ابو السمط مروان بن ابو الجنوب

بن مروان ۔ ابو السمط شاعر تھا۔ اس کے اشعار تقریباً ڈیڑھ سو ورق میں ہیں۔

محمد بن مروان

بن ابو الجنوب ۔ شاعر تھا۔ اس کے شعر پچاس اوراق پر مشتمل ہیں۔

فتوح بن محمود

بن مروان بن ابوالجنوب۔ شاعر تھا۔ اس کے اشعار تقریباً سو اوراق پر محتوی ہیں۔

ابوسلیمان ادریس

بن سلیمان بن ابوحفصہ۔ شاعر تھا۔ اس کے اشعار تقریباً سو ورق پر مشتمل ہیں۔

محمد بن ادریس

کم گو شاعر تھا۔ اس کے شعر تقریباً سو ورق پر مشتمل ہیں۔

آمنہ بنت ولید

بن یحییٰ بن ابوحفصہ۔ کم گو شاعرہ تھی۔

ابوالسمط

عبداللہ بن سمط۔ شاعر تھا۔ اس کے شعر سو اوراق میں ہیں۔

رزین

بن سلیمان۔ اس نے بھی کچھ شعر کہے۔

علی بن رزین

اس کے اشعار تقریباً پچاس اوراق پر مشتمل ہیں۔

دعبل بن علی خزاعی

اس کے شعر تقریباً تین سو اوراق پر مشتمل ہیں جنھیں صولی نے جمع کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب طبقات الشعراء۔ کتاب الواحدۃ۔

حسین

بن دعبل۔ شاعر تھا۔ اس کے شعر تقریباً دو سو اوراق کو محیط ہیں۔

ابو الشیص

محمد بن عبداللہ بن مذین بن دعبل کا چچا۔ اس کی کنیت ابوجعفر تھی، شاعر تھا اس کے شعر تقریباً ڈیڑھ سو اوراق پر مشتمل ہیں جنھیں صولی نے جمع کیا۔

عبداللہ

بن ابوالشیص۔ شاعر ہے۔ اس کے شعر تقریباً ستر ورق میں ہیں۔

خاندان ابو عتاہیہ

ابوعتاہیہ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ یہاں ہم اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے شعرا کا تذکرہ کریں گے جن میں یہ لوگ شامل ہیں :-
محمد بن ابوالعتاہیہ :- اس کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ عبادت گزار تھا اور اس کا لقب عتاہیہ تھا۔
محمد بن ابوعیینہ :- اس کے اشعار تقریباً سو ورق میں ہیں۔
سلم بن عمرو خاسر :- تقریباً ڈیڑھ سو ورق۔

سلیمان بن مہاجر : تقریباً پچاس ورق۔
مؤمل رقی : تقریباً پچاس ورق۔
سری بن عبدالرحمٰن : کم شعر ہیں۔
مہدی : دس ورق۔
صالح بن جناح : پچاس ورق۔
خلیل بن احمد : بیس ورق۔
خلف الاحمر : پچاس ورق۔
حسین بن مطیر اسدی : تقریباً سو ورق۔
زید بن جہم : پچاس ورق۔
داؤد اسود : پچاس ورق۔
ابن حساب : پچاس ورق۔
شراعہ بن زیدنود : ستر ورق۔
علی بن خلیل : سو ورق۔
مطیع بن ایاس : سو ورق۔
یحیٰی بن زیاد حارثی : ستر ورق۔
منقذ ہلالی : پچاس ورق۔
ابوالسحار : پچاس ورق۔
آدم بن عبدالعزیز : متہم بہ زندیقیت تھا۔ بیس ورق۔
عبداللہ بن مصعب : پچاس ورق۔
عکاشہ بن عبدالصمد : تیس ورق۔
عبدالملک بن مبارک خیاط : تیس ورق۔
مساور وراق : پچاس ورق۔
محمد بن عبدالرحمٰن : چھتیس ورق۔

ابو ملک الاعرج : تیس ورق ۔

ابن ابو الولید زندیق : تیس ورق ۔

بشر بن معتمر : ہم اس کے مفصل حالات مقالہ پنجم میں بیان کریں گے ۔ یہ شاعر تھا ۔ اس کے بیشتر اشعار مسمط اور مزدوج کے اسلوب پر مشتمل ہیں اور اس نے مختلف کتابوں کے مضامین و معانی کو شعر کی صورت میں ڈھالا ۔ ان کتابوں میں سے جو مجھے یاد ہیں یہ ہیں ۔

کتاب التوحید ۔ کتاب حدوث الاشیاء ۔ کتاب الرد علی النحو ییین کتاب الحجۃ فی اثبات نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کتاب الرد علی النصاریٰ ۔ کتاب الرد علی الیہود ۔ کتاب الرد علی الرافضۃ ۔ کتاب الرد علی المرجئۃ ۔ کتاب الرد علی الخوارج ۔ کتاب الرد علی الہذیل ۔ کتاب الرد علی النظام ۔ کتاب الرد علی ابی شمر ۔ کتاب الرد علی زیاد الموصلی ۔ کتاب الرد علی ضرار ۔ کتاب الرد علی ابی خلدۃ ۔ کتاب الرد علی حفص الفرد ۔ کتاب الرد علی ہشام بن الحکم ۔ کتاب الرد علی اصحاب ابی حنیفۃ ۔ کتاب اجتہاد الرائی ۔ کتاب الحسین بن صبحی ۔ کتاب الرد علی الاصم ۔ کتاب قتال علی علیہ السلام وطلحۃ رضی اللہ عنہ ۔ کتاب الرد علی الاصم الیمانی فی الامامۃ ۔ کتاب الرد علی المشرکین ۔

ابو سداۃ فزاری : بیس ورق ۔

اسحاق بن فضل اور اس کے بھائی عبد الرحمٰن محمد اور عبد اللہ : ان کے اشعار کم ہیں ۔

غالب بن عثمان ہمدانی : بیس ورق ۔

ابو اللبیان : پچاس ورق ۔

ابو عاصم اسلمی : بیس ورق ۔

داری مدنی : تیس ورق ۔

علی بن رؤیم کوفی : پچاس ورق ۔

عمر بن مبارک بروہ خزاعہ : اس کے کم شعر ہیں ۔

ابن یامین بصری : بیس ورق ۔

ابو جنش نمیری : تیس ورق۔

خاندان ابو امیہ

امیہ بن ابو اُمیہ : پچاس ورق۔
محمد بن ابو اُمیہ : پچاس ورق۔
علی بن ابو امیہ : سو ورق۔
عبد اللہ بن امیہ بن ابو امیہ : پچاس ورق۔ احمد بن امیہ بن ابو امیہ :۔ تیس ورق۔
ابو خشیشہ طنبوری : اس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس کا کوئی شعر بھی بھروسے کے لائق نہیں۔
ابو حیّہ نمیری : پچاس ورق۔
ابو نجدہ نمیری : تیس ورق۔
محمد بن ذؤیب عمانی راجز : پچاس ورق۔
احمد بن ابو عثمان کاتب : پچاس ورق۔
عبد الغفار بن عمر انصاری : کم گو شاعر۔
سقلابی بن منتحی : کم گو شاعر۔
عبد اللہ بن حر : کم گو شاعر۔
ابو المعافی مدنی : بیس ورق۔
محسن بن ارطاۃ اعرجی : کم گو شاعر۔
دلیغی : کم گو شاعر۔
ابن ابو عاصیہ سلمی۔ پچاس ورق۔
ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن : اس نے کم شعر کہے۔
موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن : کم شعر کہے۔
معن بن زائدہ : کم شعر کہے۔

صالح بن عبدالقدوس۔ متہم بہ زندیقیت : پچاس ورق۔
سلمہ بن عباد بن منصور : کم شعر کہے۔
ابو الجبار نصیب : ستر ورق۔
یحییٰ بن بلال عبدی : کم گو شاعر۔
سلیمان بن ولید ابو مسلم : کم شعر کہے۔
حکم بن قنبر مازنی : پچاس ورق۔
ابو ہاشم مطلبی : کم شعر کہے۔

ابان لاحقی اور اس کا خاندان

ابان بن عبدالحمید بن لاحق بن عفیر۔ اس کے زیادہ تر شعر مزدوج اور مسمط کے قبیل سے ہیں۔ اس نے فارسی اور دیگر زبانوں کی کتابوں کے ترجمے کیے۔ ان میں سے جو مجھے یاد ہیں، یہ ہیں:۔

کتاب کلیلہ و دمنہ۔ کتاب الزہرو برداسعت۔ کتاب السندباد۔ کتاب مزدک کتاب الصیام والاعتکاف۔ اس کا باپ عبدالحمید کم گو شاعر تھا۔ مگر یہ خود بسیار گو تھا۔

حمدان بن ابان بن عبدالحمید کے پچاس ورق۔
لاحق بن عبدالحمید کے کم شعر۔
عبدالحمید النظر : کم شعر۔
ابان کا بھائی عبدالحمید بن عبدالحمید۔ شاعر تھا۔
سہل بن ہارون : اس کا ذکر گذر چکا ہے۔ اور اس کے شعر کم ہیں۔ عباس بن احنف نے اس کے شعر جمع کیے۔
زنبور کاتب : شاعر تھا اور اس کے اشعار کے پچاس ورق ہیں۔
بکر بن نطاح : شاعر تھا، سو ورق۔
صالح بن ابو نجم : پچاس ورق۔

شہاب خیاط : بیس ورق۔

ابوالہول حمیری : پچاس ورق۔

داؤد بن رزین واسطی : تیس ورق۔

کلثوم بن عمرو عتابی : سو ورق۔

منصور بن سلمہ : سو ورق۔

ابوقاموس شیبانی : سو ورق۔

یوسف بن صیقل : پچاس ورق۔

عباس بن ابوالشلی : سو ورق۔

احمد بن سیار جرجانی : پچاس ورق۔

عباس بن حسن عباسی : پچاس ورق۔

عتیبہ اعور کوفی : کم شعر کہے۔

عبداللہ بن ایوب تیمی : سو ورق۔

ابراہیم بن سیارہ : پچاس ورق۔

حسین خلیع بن ضحاک : ایک سو پچاس ورق

عمرو وراق : پچاس ورق۔

یعقوب بن ربیع : ستر ورق۔

فضل رقاشی : سو ورق۔

ابوالاسود شیبانی : پچاس ورق۔

ابوالعرام : کم شعر کہے۔

برادرانِ فضل رقاشی احمد۔ عباس اور عبدالصمد : کم شعر کہے

ابوسبع مدنی : کم شعر کہے۔

عمرو بن نصر رصافی : پچاس ورق۔

محمد بن عبدالملک فقعسی۔ سو ورق۔

بطین بن امیہ حمصی : کم شعر کہے۔
ابن الوشیخ : کم شعر کہے۔
محمد بن مناذر بصیری : نوے ورق۔
البصیر او ابو معزحی : کم شعر کہے۔
ابو قیمقمق : ستر ورق۔
سہل بن غالب خزرجی : کم شعر کہے۔

خاندان ابو عیینہ مہلبی

عبداللہ بن محمد بن ابو عیینہ : سو ورق — ابو عیینہ محمد بن ابو عیینہ :- سو ورق
عبداللہ بن مبارک دبیثی : سو ورق
رشید : دس ورق ۔
ابراہیم بن مہدی ۔ سو ورق ۔
ابو المستہام مدنی : کم گو شاعر ۔
علی بن حمزہ کسائی : کم گو ۔
وزیر العروض : سو ورق ۔
فضل بن عباس بن جعفر فزاعی : کم گو ۔

آزاد خواتین اور غلام

علیہ بنت مہدی : بیس ورق ۔
دردوزرقاء : دس ورق ۔
عنان کنیز ناطفی : بیس ورق ۔
دلفاء : کم گو ۔
خنساء : کم گو ۔

ملک : کم گو۔
محنیہ : کم گو۔
مدام : کم گو۔
حسب : کم گو۔
عملم : کم گو۔
رئم : کم گو۔
دنانیر کنیزِ کناسہ : کم گو۔
فضل، شاعرہ : بیس ورق ۔
مندون خادم : بیس ورق ۔
عبدالجبار بن سعید مساحقی : پچاس ورق ۔
صمری : کم شعر، کم گو۔
ابوفرعون شاسی : تیس ورق۔
عمرو حارکی : پچاس ورق ۔
احمد بن اسحاق خارجی : پچاس ورق ۔
ابوالخطاب بہدلی : تیس ورق ۔
ابوعمان : کم گو۔
ابوالعبد ریاحی : تیس ورق ۔
ابوریم جندب بن سودد : کم گو۔
میمون حصری : کم گو ۔
مستہل بن کمیت : پچاس ورق ۔
اسماعیل بن حبدر حریری : کم گو۔
محمد بن کناسہ اسدی : پچاس ورق
عبدالقدوس و عبدالخالق بن عبدالواحد بن نعمان بن بشیر: کم شعر کہے ۔

عمرو بن جزی سکری : کم گو۔
طالب وطالوت بن ازہر : کم گو۔
ابو صلع سندی : تیس ورق۔
منجم راسبی : تیس ورق۔
بریہ مصری : کم گو۔
معقل بن طوق : کم شعر کہے۔
عباد بن ممزق : پچاس ورق۔
اسماعیل تراطیسی : نوّے ورق۔
ابو یعقوب خریمی : دو سو ورق۔
محمد بن خادم باہلی : ستر ورق۔
علی بن جبلہ عکوک : ڈیڑھ سو ورق۔
محمد بن بشیر : پچاس ورق۔
احمد بن یوسف : پچاس ورق۔
قاسم بن یوسف پچاس ورق۔
عوف بن محلم : تیس ورق۔
عسانی ابو محمد : کم شعر کہے۔
حسن بن طلحہ قرشی : کم شعر کہے۔
علی بن ابو کثیر : پچاس ورق ۔عنتق ضبی :۔ پچاس ورق۔
محمد بن اسحاق بن ابراہیم فزاری : کم گو۔
ورقہ اسدی : کم گو۔
ابو دلف عجلی : سو ورق۔
اسحاق بن ابراہیم : پچاس ورق۔
معقل بن عیسٰی برادر ابو دلف : کم شعر کہے۔

مامون : بیس ورق۔

محمد بن علی حبشی : تیس ورق۔

محمد بن ابو حمزہ عقیلی : کم شعر کہے۔

ابو صعصعہ سنز یرکونی : کم شعر کہے۔

ابو بکر جرومی : پچاس ورق۔

علا بن عاصم عسانی . کم شعر کہے

حسین بن ضحاک باہلی ۔ کم گو۔

ابو عیش : سو ورق۔

احمد بن ہشام : پچاس ورق

علی بن ہشام : پچاس ورق۔

ابو حفص شطرنجی : پچاس ورق۔

ابو لقیطی : دس ورق۔

جعفر بن عفان طائی : یہ شعرائے شیعہ میں سے تھا اور اس کے شعر دو سو ورق پر مشتمل ہیں۔

احمد بن حجاج کم شعر کہے

قاسم بن سیار کاتب : پچاس ورق۔

ابو وفاء احمد بن منصور : کم شعر کہے۔

محمد بن ابو بدر سلمی : پچاس ورق۔

ابو زیاد کلابی : تیس ورق۔

محمد بن یزید بن مسلمہ حسنی - سو ورق۔

اسحاق بن صباح سبیعی ، کم شعر کہے۔

ابو راسب بجلی ، پچاس ورق۔

ابو موسیٰ کمعوت : پچاس ورق۔

اخنش بصری : کم شعر ہے۔
حرمازی : پچاس ورق۔
ابو ہمام روح بن عبدالاعلیٰ : پچاس ورق۔
عطا بن احمد مدینی : کم شعر ہے۔
محمد بن علی جوالنقی : پچاس ورق۔
عدا ختنی مصری : پچاس ورق۔
سعید بن صمصم کلابی : پچاس ورق۔
ابو مدنان سلمی : تیس ورق۔
اسماعیل بن ابو محمد یزیدی : پچاس ورق۔
منصور ہندی غلام جعفر یہ : کم شعر کہتے تھے۔
ابو عمران سلمی : پچاس ورق۔
ابو شبل عقیلی : کم شعر ہے۔
ہیثم بن مطر فافا : کم شعر کہتا تھا۔
فضل بن اسماعیل بن صالح ہاشمی ۔ سو ورق۔

خاندانِ معدل

معدل بن عیلان بن محارب بن بختری ۔ کنیت ابو عمرو : پچاس ورق۔
عبدالصمد بن معدل ۔ شاعر : ڈیڑھ سو ورق۔
احمد و عیلی و عبداللہ ۔ شعرا تھے ۔ ان کا ذکر گذر چکا ۔ کم گو شاعر تھے۔
ابو حمام عکلی : پچاس ورق۔
محمد جبلی : تیس ورق۔
فرات بن عبداللہ مصری : تیس ورق۔
خلاب بن معلی : پچاس ورق

ابوالکلب حسن بن نجاح :- پچاس ورق ۔

عبداللہ بن محمد مکی :- تیس ورق ۔

یوسف بن معتز بن ابان عسری :- کم شعر کہتا تھا ۔

محمد بن حارث مصری :- پچاس ورق ۔

جمل مصری :- ....

قاسم بن عبدالسلام :- پچاس ورق ۔

خلیل بن جماعہ مصری :- پچاس ورق ۔

ہشام بن الحسن اباضی مصری : تیس ورق ۔

اسحاق بن معاذ بصری :- تیس ورق ۔

احمد بن محمد المدبر :- ستر ورق ۔

ابوسعید مخزومی :- ڈیڑھ سو ورق ۔

کسائی علی بن حمزہ :- دس ورق ۔

محمد بن وہیب :- پچاس ورق ۔

عمارہ بن عقیل :- تین سو ورق ۔

فرزدہ بن حمیضہ اسدی :- پچاس ورق ۔

ابوالعالیہ شامی :- پچاس ورق ۔

کمنت ابوسلامنی :- کم گو تھا ۔

ابوتمام حبیب بن اوس طائی :- اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الحماستہ، کتاب الاختیارات من شعر الشعراء ۔ کتاب الاختیار من اشعار القبائل ۔ کتاب الفحول ۔

صولی کے زمانہ تک اس کے اشعار مرتب شدہ نہیں تھے اور دو سو ورق پر مشتمل تھے ۔ اس نے ان کو حروف کی ترتیب سے جمع کیا جو تین سو ورق میں پھیل گئے ۔ علی بن حمزہ اصفہانی نے بھی ان اشعار کو ترتیب دیا اور سلیقے سے ترتیب دیا مگر اس میں

ترتیب حروف کے بجائے ترتیبِ انواع ہے۔
عبداللہ بن محمد عتبی :- پچاس ورق۔
عبداللہ بن عبداللہ العابسی :- پچاس ورق۔
اسحاق بن حمید طوسی :- ستر ورق۔
ابو نہشل وابافخر ومحمد بن حمید :- شعرا تھے، لیکن ان کے اشعار کم ہیں۔
ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد کاتب :- ستر ورق۔
برادرانِ حمدون و داؤد شعراء :- ہر ایک کے پچاس پچاس ورق۔

بحتری ولید بن عبادہ

صولی کے زمانہ تک اس کے شعر حروف کی ترتیب سے بے نیاز تھے۔ اس نے ان کو حروف کی ترتیب سے جمع کیا۔ علی بن حمزہ اصفہانی نے بھی انھیں ترتیب دیا۔ اور عمدگی سے ترتیب دیا۔ مگر ترتیبِ حروف کے بجائے انواع کی ترتیب کو ملحوظ رکھا۔ کتاب الحماسہ اس کی تصنیف ہے، جو حماسہ ابو تمام کی مانند ہے۔ کتاب معانی الشعراء بھی اس کی تصنیف ہے۔

ابن رومی

علی بن عباس بن جریج۔ اس کے اشعار بلا ترتیبِ حروف تھے۔ جو اس سے مسیبی نے روایت کیے۔ پھر ان کو صولی نے بہ ترتیبِ حروف جمع کیا۔ ابو الطیب وراق بن عبدوس نے تمام نسخوں کی مدد سے ان کا ایک مجموعہ تیار کیا اور ہر نسخہ پر قطع نظر اس کے کہ وہ حروف کی ترتیب سے ہے یا بلا ترتیبِ حروف، ہزار شعر کا اضافہ کیا۔
مشتقال، غلام ابن رومی :- سو ورق۔ جو اس سے ابو الحسن علی بن عصب ملی نے، اس سے مشتقال نے اور اس سے ابن رومی نے روایت کیے۔

ابن حاجب، غلام ابن رومی :۔ سو ورق۔
احمد بن ابو قتر کاتب :۔ سو ورق۔
خالد کاتب :۔ دو سو ورق۔ موں نے مرتب کیے۔

کاتب شعرا کے نام

اس ترتیب کے مطابق جو ابن حاجب نعمان کی کتاب میں مذکور ہے

محمد بن داؤد کی کتاب سے جو نقل کیا جا چکا ہے، یہاں وہ مکرر آگیا ہے۔
قاسم بن صبیح :۔ پچاس ورق۔
یحییٰ بن خالد :۔ کم گو۔
فضل بن یحییٰ :۔ کم گو۔
علی بن عبیدہ :۔ کم گو۔
جعفر بن یحییٰ :۔ کم گو۔
فیض بن ابو صالح :۔ کم گو۔
یوسف بن قاسم :۔ پچاس ورق۔
احمد بن یوسف :۔ کم گو۔
یعقوب بن نوح :۔ پچاس ورق۔
ابن مقفع :۔ کم گو۔
عبد الوہاب :۔ پچاس ورق۔
فضل بن ربیع :۔ کم گو۔
یعقوب بن ربیع :۔ تیس ورق۔
حسن بن سہل :۔ کم گو۔
زنبور بن فرج :۔ پچاس ورق۔

یوسف لقوہ :- پچاس ورق۔
سندی بن صدقہ :- پچاس ورق۔
سہل بن ہارون :- پچاس ورق۔
محمد بن بجر :- پچاس ورق۔
حمزہ بن خزیمہ کاتب :- کم گو۔
حماد بن نجاح کاتب :- سو ورق۔
قاسم بن یوسف برادر احمد بن یوسف :- پچاس ورق۔
ابو عبداللہ محمد بن داؤد :- کم گو۔
مسلم بن سلم :- کم گو۔
صالح بن ابو نجم :- کم گو۔
محمد بن حسین بن شعیب :- کم گو۔
داؤد بن جمہور :- ایک دیوان۔
ابو الحارث محمد بن عبداللہ حرانی :- ایک دیوان پچاس ورق کا۔
ابو جعفر احمد بن ابو عثمان کاتب :- تیس ورق۔
ابراہیم بن عباس صولی :- بیس ورق۔
اسے صولی نے مرتب کیا۔
محمد بن عبدالملک زیات :- پچاس ورق۔
حسن بن وہب :- سو ورق۔
سلیمان بن وہب :- کم گو۔
ابو عثمان سعید بن حمید کاتب :- پچاس ورق،
سعید بن وہب :- یہ خاندان وہب سے تعلق نہیں رکھتا۔ پچاس ورق۔
موسیٰ بن عبدالملک :- بیس ورق۔
حسن بن رجا بن ابو ضحاک :- پچاس ورق۔

ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد :- ستر ورق۔
عمرو بن مسعدہ اور اس کے بھائی مجاشع کے مشترکہ :- پچاس ورق۔
احمد بن مدبر ابوالحسن :- پچاس ورق کا ایک دیوان۔
ابراہیم بن مدبر :- کم گو۔
ابوالجہم احمد بن یوسف :- پچاس ورق۔
ابوعلی بصیر :- بیس ورق۔
ابوالطیب عبدالرحیم حرانی :- پچاس ورق۔
احمد بن ابوسلمہ کاتب عباس :- پچاس ورق۔
احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری :- پچاس ورق۔
ابوعبدالرحمان عطوی :- سو ورق۔
جنان کاتب :- کم گو۔
سلیمان بن ابوسہل بن نوبخت :- پچاس ورق۔
حسن بن حسین بن سہل :- کم گو۔
احمد بن محمد بن زید ورنہ کاتب :- تیس ورق۔
ابوحکیم راشد بن اسحاق کاتب :- ستر ورق۔
ابوالعز ہارون بن محمد کاتب حسن بن زید :- پچاس ورق۔
ہرثمہ بن خلیع :- کم گو۔
ابوجعفر محمد بن جعفر کاتب :- پچاس ورق۔
ابراہیم بن عیسیٰ مدائنی :- پچاس ورق۔
علی بن عبدالکریم :- تیس ورق۔
ابوالحسن احمد بن ابراہیم :- پچاس ورق۔
ابن داؤد عبرتائی :- کم گو۔
ابوبکر محمد بن ہارون بن مخلد بن ابان :- کم گو۔

احمد بن عیسیٰ :- میں نے علی بن یعقوب کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ اس نے کم شعر کہے۔
ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزداد :- تیس ورق۔
عبد اللہ بن نصر کاتب :- تیس ورق۔
عبد اللہ بن یزید :- کم گو۔
قاسم بن یوسف سلمی :- پچاس ورق۔
احمد بن خالد ریاشی :- کم گو۔
غالب بن احمد معروف بہ قطن :- تیس ورق۔
عمر بن عثمان بن اسفنداد۔ شعرائے مصر سے تھا۔ پچاس ورق۔
علی بن حسن کاتب : شعرائے مصر سے تھا۔ تیس ورق۔
سہل بن محمد کاتب :- پچاس ورق۔
محمد بن احمد معروف بہ مجون کاتب :- تیس ورق۔
عبد اللہ بن احمد بن یوسف :- پچاس ورق۔
عبید اللہ بن محمد بن عبد الملک :- کم گو۔
ابو الصقر اسماعیل بن بلبل :- کم گو
ابو الفضل احمد بن سلیمان بن وہب :- پچاس ورق۔
محمد بن مہران کاتب :- پچاس ورق۔
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن یعقوب بن داؤد یعقوبی :- پچاس ورق۔
اس کا بھائی عبد اللہ بن عبد اللہ بن یعقوب :- کم گو۔
احمد بن علی بن حیار کاتب :- پچاس ورق۔
منصور بن عبد اللہ کاتب :- پچاس ورق۔
احمد بن علویہ اصفہانی کاتب :- پچاس ورق۔
ابو الطیب محمد بن عبد اللہ یوسفی :- پچاس ورق۔
ابو الحسن علی بن عبد الغفار جرجانی کاتب :- پچاس ورق۔

ابو الحسین عبد الوہاب بن عمرو شلمغانی :۔ سو ورق ۔
ابو علی احمد بن علی بن حسن ماذرائی :۔ پچاس ورق ۔
میمون بن ابراہیم کاتب :۔ بیس ورق ۔
ابو الوزیر کی بہن کا بیٹا عبد اللہ :۔ کم گو ۔
محمد بن علی بن ابو حکیمہ :۔ کم گو ۔
محمد بن علی معروف بہ دیدن :۔ کم گو ۔
محمد بن فضل حوفزانی کاتب وزیر :۔ تیس ورق ۔
عیسیٰ بن فرخانشاہ کاتب :۔ کم گو ۔
ابو علی احمد بن اسماعیل نطاحہ :۔ پچاس ورق ۔
علی بن محمد بن نصیر بن منصور بن بسام :۔ سو ورق ۔
ابو العباس ہبۃ اللہ بن محمد بن عبد اللہ ناشی :۔ پچاس ورق ۔
ابو بکر احمد بن محمد طالقانی :۔ پچاس ورق ۔
محمد بن غالب بارح اصفہانی :۔ ستر ورق ۔
ابو القاسم جعفر بن محمد بن بدار کاتب طولونیہ :۔ ستر ورق
ابو محمد عباس بن فضل فاسی :۔ پچاس ورق
احمد بن صالح بن شیرزاد کاتب :۔ تیس ورق
محمد بن علی کاتب ۔ معروف بہ باذنجانہ :۔ کم گو ۔
محمد بن احمد بن علی بن حیان :۔ پچاس ورق ۔
علی بن محمد بن سیر ماذیانی :۔ پچاس ورق ۔
عبد اللہ بن طالب کاتب :۔ سو ورق ۔
محمد بن عمرو، معروف بہ ابن خنساء :۔ تیس ورق ۔
ابو الحسن علی بن محمد فیاض :۔ ایک دیوان جو پچاس ورق پر مشتمل ہے ۔
ابو علی ۔ یہ علی عبد الرحمان بن عیسیٰ ہمدانی ہے :۔ پچاس ورق ۔

احمد بن محمد بن متوکل۔ باشندگان مصر سے ہے :۔ پچاس ورق۔

ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد اصفہانی :۔ پچاس ورق۔

ابوالحسین احمد بن محمد بن یحییٰ بن ابوالبغل :۔ پچاس ورق۔

ابو محمد قاسم بن محمد کرخی :۔ پچاس ورق۔

مقاتل نصر بن منتصر ومکی :۔ پچاس ورق۔

ابوالحسین احمد بن خالد مادرائی :۔ پچاس ورق۔

ابوعلی عاصم بن محمد کاتب :۔ تیس ورق۔ ابوالحسین محمد بن اسحاق بن حسین مادرائی :۔ پچاس ورق۔

ابوعبداللہ حسین بن احمد مادرائی :۔ کم گو۔

ابوعبداللہ حکم بن عبد اصفہانی :۔ اس کا کوئی شعر نظر سے نہیں گذرا۔

ابوعلی محمد بن عروس کاتب :۔ تیس ورق۔

ابوالعباس بن ثوابہ :۔ بیس ورق۔

ابوالحسین بن ثوابہ :۔ کم گو۔

قاسم بن عبیداللہ بن سلیمان :۔ کم گو۔

ابوالعباس بن فرات :۔ کم گو۔

ابوالحسین بن علی بن عباس نوبختی :۔ دو سو ورق۔

ابوعبداللہ احمد بن عبداللہ نوبختی :۔ سو ورق۔

محمد بن عبداللہ سنوی :۔ سو ورق۔

جعفر بن قدامہ :۔ سو ورق۔

ابوعبداللہ مفجع بصری :۔ سو ورق کے قریب۔

ابوالفضل عباس بن عبدالجبار :۔ پچاس ورق۔

ابوالقاسم علی بن محمد تنوخی :۔ کم گو۔

ابوالطیب محمد بن علی بخاری :۔ سو ورق۔

احمد بن عبداللہ بن رشید کاتب :۔ سو ورق۔

حسن بن محمد بن غالب بن ابو عبداللہ اصفہانی :- پچاس ورق۔
ابو القاسم بن ابو العلاء :- پچاس ورق۔
حمدون بن حاتم انباری :- کم گو۔
یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ :- کم گو۔
ابو علی حسن بن یوسف :- ہم اس سے متعارف نہیں۔
ابو عبداللہ احمد بن کامل :- کم گو۔
ابو علی محمد بن علی فیاض :- کم گو۔
ابو غالب مقاتل بن نصر :- کم گو۔
ابو جعفر محمد بن شعبہ جرجانی :- پچاس ورق۔
جناوہ :- پچاس ورق۔
ابو علی محمد بن علی مقلہ :- تیس ورق۔
ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن صالح بن یحییٰ کاتب :- کم گو۔
ابو الحسین سعید بن ابراہیم برقی نصرانی کاتب :- سو ورق
یہ ہے وہ آخری حصہ جو ابو الحسین بن حاجب نعمان کاتب کی کتاب میں ان کاتب شعرا کے اسما کے متعلق درج ہے جن کے اشعار کو اس نے اندراج کے لائق سمجھا۔

شعرائے متاخرین کا غیر کاتب گروہ

۳۰۰ ھ سے لے کر ہمارے زمانہ تک

مدرک بن محمد شیبانی :- دو سو ورق۔
ابوبکر بن علانی :- اس کے اشعار اس کے خاندان کے بعض افراد نے جمع کیے ہیں۔ ان میں اس کے حالات اور اس کے بارے میں مدحیہ کلام کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ چار سو اوراق پر مشتمل ہیں۔

ابوطاہر سندوک بن جیبہ واسطی :۔ اس نے عمدہ شعر کہے۔ پانچ سو ورق

تمیمی ابوبکر : سو ورق۔

قراطیسی۔ اس کا نام . . . ہے :۔ تین سو ورق۔

سلالی۔ خاندان لطیمہ کا فرد ہے۔ دو سو ورق سے کم۔

ابوالحسن مطبوع عبدوسی۔ اس کا نام محمد بن احمد ہے :۔ دو سو ورق۔

ابو جعفر نصر بن محمد الخبهان موصلی فقیہ :۔ دو سو ورق۔

ابوالحسن محمد بن سلالی :۔ تقریباً پانچ سو ورق۔

ابن جلباب ابو . . .

جعفر خزیر۔ اس کا نام . . ہے۔ دو سو ورق۔

اسکافی۔ اس کا نام . . ہے :۔ دو سو ورق کے قریب۔

محمد بن صنوبری ابوبکر اہل انطاکیہ سے ہے۔ اس کے شعر صولی نے حروف کی ترتیب سے جمع کیے :۔ دو سو ورق۔

کشاجم سندی بن شاہک کی اولاد سے ہے۔ کتاب ادب الندم اس کی تصنیف ہے :۔ سو ورق۔

مغنی مصری :۔ سیف الدولہ کے شعراء میں سے تھا۔ اس کا نام ابوالحسن محمد بن سلمی شعبانی ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد کہیں مذکور نہیں۔ قصیدۃ الدولہ اس کی تصنیف ہے۔ دو سو ورق سے کم۔

بدیحی۔ اس کا نام احمد بن محمد ہے اور اہل انطاکیہ سے ہے :۔ سو ورق۔

ابوالمعتصم انطاکی۔ اس کا نام . . . ہے۔ تین سو ورق۔

ابن ابی ندرہ دمشقی :۔ تین سو پچاس ورق۔

ببغاء ابوالفرج عبدالواحد بن نصر شامی :۔ بلا تکلف شعر کہتا تھا۔ سیف الدولہ سے ملا۔ مکتوبات و رسائل بھی مرتب کیے۔ اس کے اشعار تین سو اوراق پر مشتمل ہیں۔

خبزارزی :۔ اس کا نام نصر بن احمد بن مامون ہے۔ شعرائے بصرہ میں سے تھا۔

رقیق الفاظ استعمال کرتا تھا۔ فنِ شعر گوئی میں بصیرت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے شعر حروف کی ترتیب سے جمع کیے گئے ۔ اور صولی کی طرف منسوب ہیں۔ جو تین سو ورق میں ہیں۔

ابوالطیب احمد بن حسین متنبی۔ اس کی شہرت اس کے حالات کی تفصیل و وضاحت سے بے نیاز ہے۔ کوفی ہے۔ سیف الدولہ سے ملا اور اس کے بارے میں جو شعر کہے ۔ وہ مشہور ہیں۔ اس کے اشعار تین سو ورق کو محیط ہیں۔ ایک گروہ نے اس کے اشعار پر ے وسے کی ہے اور ہدفِ تنقید ٹھہرایا ہے۔ جن میں سے ایک ابوالفتح بن جنی لغوی ہے۔

ابوالعباس نامی۔ ہمارے زمانہ میں فوت ہوا۔ اس کے شعر ڈیڑھ سو ورق کے قریب ہیں جو ابو احمد خلال خالع نے جمع کیے۔

ابوعبداللہ محمد بن حسین ۔ سیف الدولہ سے ملا اور اس کی تصنیفات یہ ہیں

[ابن ندیم نے یہاں اس کی تصنیفات کا ذکر نہیں کیا۔ اس طرح ... نقطے ڈال دیئے ہیں]

ابومنصور بن ابوبراک ۔ یہ سری بن احمد کندی کا استاذ تھا اور بہت اچھا شاعر تھا۔ کہتے ہیں۔ سری نے اس کے اشعار سرقہ کرکے اپنی طرف منسوب کر لیے تھے۔ جو اشعار میں نے دیکھے ، وہ دو سو ورق میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ابونصر بن نباتہ تمیمی ۔ سیف الدولہ کے شعرا میں سے تھا۔ ۴۰۰ھ کے بعد فوت ہوا۔ لیکن ۴۰۰ھ تک اس کے حالات پردۂ اخفا میں رہے۔

ابن ذکرون ابو . . . موصلی، حبیب الشعر۔ زبردست ہجو گو تھا ، اور بحرِ معانی کا غواص تھا۔ اس کے اشعار تین سو اوراق میں پھیلے ہوئے ہیں۔

خبازبلدی ۔ اس کا نام محمد بن . . . ہے اور کنیت ابوبکر ہے خالدیان نے موصل میں اس کے شعر جمع کیے جو تین سو ورق کو محیط ہیں۔ یہ اچھا شاعر تھا۔

شنشلیمی ۔ اس کا نام . . . ہے۔ ہمیشہ گردش کا شکار رہا۔ بعد میں سیف الدولہ سے وابستگی اختیار کر لی تھی۔ اس کے اشعار اس کی وفات سے قبل جمع کر لیے گئے تھے، جو پانچ سو ورق پر مشتمل ہیں۔

خالدیان

ابوبکر و ابوعثمان۔ یعنی محمد و سعید۔ یہ دونوں ہاشم کے بیٹے تھے۔ موصل کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے جس کا نام خالدیہ تھا۔ دونوں شاعر و ادیب، پُرحافظہ، بدیہہ گو اور حاضر جواب تھے۔ ابوبکر نے، میں جس کی کثرتِ محفوظات، بدیہہ گوئی و حاضر جوابی، اور مذاکرات سے بہت ہی متعجب ہوں۔ مجھے بتایا کہ ایک ہزار افسانہائے شب میرے حافظہ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے ہر افسانہ سو ورق پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کے باوصف اگر یہ کسی شعر کو پسند کر لیتے تو اس کو چھین لیتے یا اپنا لینے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے چاہے کہنے والا زندہ ہو یا مردہ۔ اور اس حرکت کے وہ اس لیے مرتکب نہیں ہوتے تھے کہ وہ خود شعر کہنے سے عاجز و درماندہ تھے۔ بلکہ یہ بات ان کی عادت اور سرشت میں داخل تھی۔ ابوعثمان نے مرنے سے پیشتر اپنے اور بھائی کے شعر جمع کر لیے تھے۔ میرا خیال ہے ان کے ایک غلام نے بھی جو رشاء کے نام سے متعارف تھا، تقریباً ایک ہزار ورق میں ان اشعار کو ترتیب دیا۔ ابوبکر اور عثمان فوت ہوئے تو ان کی تصنیفات یہ تھیں۔

کتاب حماسۃ شعر المحدثین۔ کتاب فی اخبار ابی تمام و محاسن شعرہ۔ کتاب اخبار الموصل۔ کتاب فی اخبار شعر ابن الرومی۔ کتاب اختیار شعر البحتری۔ کتاب اختیار شعر مسلم بن الولید۔

سری

بن احمد کندی۔ اہل موصل سے تھا۔ بلاتکلف شعر کہتا تھا اور پرلے درجہ کا سارق بھی تھا۔ خوب رو اور خوب صورت تو نہ تھا، البتہ بڑا شیریں بیان، خوش طینت اور تشبیہات و اوصاف کا شیفتہ تھا۔ اور اسی بات کے درپے رہتا تھا۔ شعر گوئی کے علاوہ دیگر علوم سے لگاؤ اور تعلق نہ رکھتا تھا۔ موت سے قبل اس نے اپنے شعر جمع کیے جو تقریباً تین سو اوراق پر مشتمل تھے۔ بعد ازاں اس پر مزید اضافہ بھی کیا۔ بعض ادبائے متاخرین نے اس کے اشعار

حروف کی ترتیب سے مرتب کیے ہیں

ابوالحسن بن نخ

اس کا نام . . . تھا۔ اہلِ بغداد سے تھا، لیکن ایک لمبا عرصہ موصل میں اقامت پذیر رہا، متکلم اور شاعر تھا۔ موصل ہی میں فوت ہوا۔ اپنی زندگی میں ہی اپنے اشعار جمع کر لیے تھے جو تقریباً پانچ سو ورق میں پھیلے ہوئے ہیں۔

تمیمی

ابوالحسن علی بن محمد، باشندگانِ بغداد سے تعلق رکھتا تھا اور موصل میں رہائش پذیر تھا۔ اپنے شعر خود جمع کیے جو پانچ سو ورق پر مشتمل ہیں۔

ان سے پہلے کے شعرائے شام

ابوالجود رسعنی۔ اس کا نام محمد بن احمد ہے اور اس کے شعر تقریباً سو ورق پر مشتمل ہیں۔

ابومسکین بردعی ۔ نئے دور کا شاعر ہے۔ مختلف شہروں میں گھومتا پھرتا رہا۔ عمدہ شعر کہتا تھا۔ اس کے شعر تقریباً سو ورق میں ہیں۔

خلیع رقی۔ ایک قول کے مطابق حرانی ہے۔ یہ بھی اسی نواح کا باشندہ تھا۔ اس کا نام محمد بن ابوالغمر فرتتی تھا۔ عمدہ شعر کہتا تھا۔ اشعار میں تجنیس اور تطبیق کی رعایت کو ملحوظ رکھتا تھا۔ اس کے کم ہی شعر اس رعایت سے خالی ہوں گے۔ اس کے اشعار جمع نہیں کیے گئے۔ تقریباً تین سو ورق پر مشتمل ہیں۔ کہتے ہیں ہمارے بعض ہم عصر ادیبوں نے بترتیب حروف انھیں جمع کیا ہے۔ ابومحمد مہلبی نے بھی اس کے اشعار کے ایک قطعہ کا انتخاب کیا۔

وہ قصائد جو غریب سے متعلق لکھے گئے

قصیدۂ شرقی بن قطامی :- اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

قصیدۂ یحیٰی بن نجیم :-

قصیدہ ابزاری :- اس کا نام . . . . ہے۔

قصیدہ شبیل بن عروہ :- اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

قصیدہ موسیٰ بن حزنبل۔

قصائدِ مہموزات

قصیدۂ ابن ہدمہ۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ ان سلیمی واللہ یکلؤھا۔

قصیدۂ حفص بن ابو النعمان اموی۔ یہ بنی قربہ سے تھا۔ اکثر رواۃ نے اسے ابو صعصعہ عامری سے روایت کیا —— اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔ کلات ومیض البرق حین تلألاء۔ —— ایک گروہ نے —— اس نے اس کلام کو ابن ہدمہ کے قصیدہ پر ترجیح دی ہے۔ اگرچہ ابن ہدمہ اس پر سبقت رکھتا ہے۔

قصیدۃ . . . قصیدۃ . . . قصیدۃ . . . قصیدۃ :

کبوتروں کی آواز اور ان کے انساب کے متعلق تصنیفات

قصیدہ یحیٰی بن ابو موسیٰ نہرتیری :- کبوتروں کے انساب سے متعلق۔

کتاب ما قالتہ العرب فی مخاطبۃ الحمام :- از ابن ربیعہ بصری۔

کتاب الاجناس :- از ثابت۔

کتاب اخبار العرب وما قالتہ فی نوح الحمام وہدیل الطیر۔

آداب کے موضوع پر تصنیف شدہ کتابیں جن کے مصنفین کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے

کتاب العفو والاعتذار : از ابو الحسین احمد بن نجیح بن ابو حنیفہ۔

کتاب الالفاظ : از محمد بن ابوالحسین کاتب
کتاب العفو والصفح : از ابوعاصم نبیل
کتاب من نسج بیتا فنبز به ومن فسج بیتا فنسب الیہ الکندی
کتاب البراعة والحسن :۔ از ابن حمدون۔
کتاب البراعة والحسن :۔ از ابن ابوالعوافل۔
کتاب الہدایا :۔ از جنید نیساپور
کتاب الاشعار المنتخبات من اقوال الشعراء الاسلامیین :۔ از ابوالفضل جعفر۔
کتاب الحان القطربل :۔ از سعد البارع ۔
کتاب الشواہد :۔ از ابن خشنام ۔
کتاب الانصال :۔ از ابوالجہم ۔
کتاب خلق الانسان :۔ از ابوملک ۔
کتاب التاریخ :۔ از سنان ۔
کتاب العطر :۔ از شطرنجی۔
کتاب ترجمة کتاب الفلاحة للروم ۔ از علی بن محمد بن سعد
کتاب ادب الشعر :۔ از ختعمی۔
کتاب الشراب :۔ از ابوزکریا رازی۔
کتاب الفلاحة :۔ از ابن وحشیہ ۔
کتاب التفقیہ :۔ از بندنیجی ۔
کتاب الباہ :۔ از رازی
کتاب الموشح :۔ از علی بن عبیدہ ۔
کتاب الازمنة :۔ از ابن عباد مہلبی۔
کتاب الاوائل :۔ از سعید بن سعدون عطار ۔
کتاب المشاکہة :۔ از ابوعبداللہ ازدی ۔

کتاب السرخسی الی المعتضد فی ادب النفس۔
کتاب الدولۃ الدیلمیۃ :۔ از ابو جعفر دامغانی۔
کتاب الفاظ :۔ از عبدالرحمن بن عیسیٰ ہمدانی۔
کتاب مذاہب الخطباء :۔ از علی بن اسماعیل۔
کتاب الطبقات :۔ از محمد بن سعد۔
کتاب المعرفۃ والتاریخ :۔ از ابو سفیان۔
کتاب تاریخ اسماعیل الخطبی۔
کتاب الشیب والخضاب :۔ از عبد الرحمن بن سعید۔
کتاب السلوۃ المستخرج عن مواریث الحکماء۔ کتاب تاریخ واسط :۔ از بحشل۔
کتاب الجواد اشیاح :۔ از ابن روسند طائی۔
کتاب الرد علی الجہال :۔ از حسن بن بدر لیثی، جس نے گھڑ سواری میں کندی کو سب پر فوقیت دی ہے۔
کتاب مختصر کتاب المنحل :۔ از محمد بن اسحاق اہوازی۔
کتاب تاریخ یحییٰ بن بکیر المصری۔ کتاب السیوف وصفاتہا :۔ از کندی۔

وہ رسائل جو مؤلفین کے نام سے مشہور ہیں۔

رسائل احمد بن محمد بن ثوابہ۔ رسائل یحییٰ بن زیاد الحارثی۔ رسائل ابی علی البصیر۔ رسائل احمد بن یوسف الکاتب۔ رسائل احمد بن الطیب السرخسی۔ رسائل ابی الحسن بن طرخان۔ رسائل الشریف الرضی۔ رسائل ابی الحسن محمد بن جعفر۔ رسائل النیسابوری الاسکافی۔ رسائل احمد بن سعد الاصفہانی۔ رسائل ابی الحسن التوفسی۔ رسائل محمد بن کرم۔ رسالۃ احمد بن ... زبیر۔ اسے علی بن محمد عسکری نے مرتب کیا۔ رسالۃ محمد بن زیاد الحارثی۔ یہ یحییٰ کا بھائی ہے۔ رسالۃ ابی عبد اللہ محمد بن علی فی استخراج المصحف، المعمی۔ رسائل ابی الحسن محمد بن عارث، التیمی۔ رسائل ابن عبدکان۔ رسائل العشاری فی ارزاق العمال۔ رسالۃ ابی عزوان القرشی

فی العفو۔ رسائل بارح۔ مختار الفصوں والرسائل ۔ از احمد بن محمد بن عبد اللہ کاتب میرال البغاء رسائل الصابی۔

کتاب الفہرست کا مقالہ چہارم مکمل ہوا، اور اس کی تکمیل کے ساتھ ہی پہلا جز ختم ہوا۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ کتاب کا مقالہ پنجم شروع ہوگا، جو علما اور ان کی گوناگوں تصنیفات سے متعلق ہے۔ اور پانچ فنون پر محتوی ہے۔

والحمد للہ کما ھو اھلہ ومستحقہ ومستوجبہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ الطاھرین واصحابہ الاکرمین۔

حواشی

[1] ورق سلیمانی:۔ سلیمان بن راشد کی طرف منسوب ہے جو ہارون الرشید کے عہد خلافت میں والیٔ خراسان تھا۔ (لغت نامہ دہخدا ۔ ذیل لفظ کاغذ)

[2] ورق طلحی:۔ خاندان طاہر کے سردار طلحہ بن طاہر کی طرف منسوب ہے۔ (ایضاً)

مقالۂ پنجم

جو

پانچ فنون پر مشتمل ہے

علم کلام اور متکلمین کے بارے میں

پہلا فن

علم کلام کا آغاز، متکلمینِ معتزلہ و مرجئہ اور اُن کی کتابوں کے نام

واصل بن عطاء

واصل بن عطاء غزال کی گردن بہت ہی لمبی تھی اور اسی بنا پر عمرو بن عبید نے اس پر چوٹ بھی کی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ واصل ایک دن جب عمرو بن عبید کے پاس مناظرہ و مباحثہ کی غرض سے گیا تو عمرو نے بات چیت سے پہلے اسے بغور دیکھ کر کہا۔ میں نے اتنی لمبی گردن والے شخص کو کبھی کامیاب ہوتے نہیں دیکھا۔ یہ بات واصل نے سن لی، اسے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور عمرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تمھیں معلوم نہیں، جو تخلیق پر اعتراض کرتا ہے وہ دراصل خالق پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ ان دونوں میں گہرا تعلق ہے۔"

اس پر عمرو نے اظہار تاسف کے طور پر اِنّا لِلّٰہ پڑھا اور کہا۔

"ابوحذیفہ! اب میں ایسی بات دوبارہ زبان سے نہیں نکالوں گا۔"
اس کے بعد واصل نے اس کے ساتھ مناظرہ شروع کیا اور اُسے شکست دی۔

یہ کتابیں اس کی تصنیفات میں سے ہیں :-
کتاب اصناف المرجئۃ۔ کتاب التوبۃ۔ کتاب المنزلۃ بین المنزلتین کتاب خطبتہ التی اخرج منہا الراء۔ کتاب معانی القرآن کتاب الخطب فی التوحید والعدل کتاب ماجری بینہ وبین عمرو بن عبید۔ کتاب السبیل الی معرفۃ الحق۔ کتاب فی الدعوۃ۔ کتاب طبقات اہل العلم والجہل وغیرہ۔

اس کی سرگذشت بڑی طویل ہے۔ یہ مدینہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

علاف

ابومحمد بن ہذیل بن عبداللہ بن مکحول عبدی معروف بہ علاف المتکلم۔ یہ اعتزال میں اصحاب بصرہ کا شیخ اور ان کے اکابر علماء میں سے تھا۔ اعتزال کے بارے میں اس کے مقالات ہیں، مجالس علمیہ ہیں اور مناظرات ہیں۔ منقول ہے کہ صالح بن عبدالقدوس کا جو متہم بہ زندیقیت تھا بیٹا فوت ہو گیا جس پر اس نے بہت جزع فزع کا اظہار کیا نیز المتقدم ابوالہذیل علاف اس کی دلجوئی اور تعزیت کے لیے گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ سخت [illegible] میں مبتلا ہے۔ ابوالہذیل نے کہا۔

"[illegible] سمجھا کہ تو اس جزع فزع میں حق بجانب ہے جب کہ لوگوں کی حیثیت [illegible] سے نزدیک خود رو کھیتی سے زیادہ نہیں۔"

صالح نے جواب دیا،

"ابوالہذیل! میں اس لیے مغموم ہوں کہ اس نے کتاب الشکوک نہیں پڑھی۔"

اس نے پوچھا۔
"صالح۔! یہ کیسی کتاب ہے۔؟"
اس نے کہا،
"یہ کتاب میری تصنیف ہے۔ جو اسے پڑھ لے وہ ہر چیز کے بارے میں شک کرنے لگے گا اور کہنے لگے گا کہ شاید اس کا وجود نہیں اور جس کا وجود نہ ہوگا، اس کے متعلق کہنے لگے گا کہ شاید اس کا وجود ہے۔"
اس پر ابوالہذیل نے کہا،
"تو پھر بہتر یہ ہے کہ تم اپنے بیٹے کی موت کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جاؤ اور یوں سمجھو کہ وہ نہیں مرا۔ اگرچہ وہ مر گیا ہے اور اس باب میں بھی شبہ کا اظہار کرو کہ اس نے کتاب الشکوک پڑھی ہے اگرچہ اس نے یہ کتاب نہیں پڑھی۔"

نظّام

ابراہیم بن سیار بن ہانی نظام۔ اس کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ یہ متکلم، شاعر اور ادیب تھا۔ ابونواس سے معاملہ میں سختی اور خشونت کا برتاؤ روا رکھتا تھا۔ چنانچہ اس کے بارے میں اس کے متعدد قطعے ہیں۔
ان اشعار میں ابونواس نے نظام ہی کو مخاطب کیا۔

فقل لمن یدعی فی العلم فلسفۃ — حفظت شیا غابت عنک اشیاء[1]
لاتحظر العفو ان کنت امراء حرجا — فان حظر کہ بالدین ازراء[2]

ابونواس نے اس بنا پر کہا کہ نظام اسے "وعید" کا قائل کرنا چاہتا تھا اور ابونواس اس کو ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔
عبدالوہاب ثقفی کی تعریف و ستائش میں نظام کا کہنا ہے۔
بخدا! کہیں شیریں تر ہے اس امن سے بھی جو خوف کے بعد ہو اور تندرستی سے بھی، جو بیماری کے بعد حاصل ہو اور شادابی سے بھی جو قحط سالی کے بعد آئے اور

تونگری سے بھی، جو تنگدستی کے بعد حاصل ہو۔ حتیٰ کہ محبوب کی تابعداری سے بھی اور مشکلات و مصائب کے دور ہو جانے سے بھی اور جوانِ رعنا کے وصلِ دائمی سے بھی۔

یہ شعر ابونواس کے اشعار میں سے ہیں۔

رق فلو بزت سرابیلہ علقہ الجو من اللطف

یجرحہ اللحظ بتکرارہ ولیشتکی الا ما ر بالطرف

کہتے ہیں ایک دن ابوہذیل اس کے ہاں گیا اور اس نے یہ دونوں شعر اس کو سناتے تو اس نے کہا۔

یا ابا اسحاق! ھذا الایناک الابایر من خاطر

ثمامہ بن اشرس

ابوالبشر ثمامہ بن اشرس نمیری۔ بنو نمیر سے تھا اور مشاہیر وجلیل القدر معتزلہ میں سے تھا۔ زیرک اور بلیغ کاتب تھا۔ مامون کے ہاں بڑی قدر ومنزلت رکھتا تھا۔ اس نے اس کو وزارت کی پیش کش کی لیکن اس نے اس اعزاز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سلسلہ میں اس نے مامون سے جس انداز سے خطاب کیا وہ مشہور اور مدوّن ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ مامون نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

اس نے مامون کو مشورہ دیا کہ منصب وزارت اس کے بجائے احمد بن ابو خالد کے سپرد کیا جائے۔

مامون کے ساتھ وابستگی و تعلق سے قبل یہ رشید کے ساتھ منسلک تھا۔ اس نے ناراض ہو کر اپنے غلام .. کی نگرانی میں محبوس کر دیا تھا، وہاں یہ

ویل یومئذ للمکذبین (بفتح ذال)، پڑھا کرتا تھا۔ اس پر وہ کہتا "تو ہلاک ہو۔ مکذبون تو انبیاء علیہم السلام ہیں"؛ چنانچہ وہ اسے پیٹتا اور کہتا۔

"تم زندیق ہو"

جب اسے معافی مل تو یہ واقعہ رشید کے گوش گذار کیا گیا۔ رشید ہنسا، اور

اس کو انعام واکرام سے نوازا۔

اس کو اس بنا پر گرفتار اور محبوس کیا گیا تھا کہ برامکہ پر رشید کے عتاب کے بعد بھی یہ ان کے ساتھ اظہارِ وابستگی کرتا تھا۔ اس نے زمانۂ حراست میں رشید کو لکھا۔

عبد صفو ومولی شئت نعمۃ ۔۔۔ بما تحدث عنہ البدو والحضر

اوقر تلد نعما اتبعتھا نعما ۔۔۔ طوارقا فیہم فی الناس یشتہر

ولم ۔۔ ل طاعتی بالغیب حاضرۃ ۔۔۔ شاہدھا ساعۃ غش ولا غیر

فان عفوت فشئ کنت اعھدہ ۔۔۔ او انتصرت فمن مولاک تنتصر

مامون کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ طاہر بن حسین کے لیے کھڑا نہیں ہوتا لیکن ابوہذیل کے اعزاز میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی رکاب تھام کر چلتا ہے۔ تو اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے جواب دیا۔

"ابوہذیل تیس سال سے میرا اُستاد ہے۔"

جاحظ

جاحظ نے محمد بن عبدالملک زیات کو ایک مکتوب میں لکھا۔

نفع رسانی محبت کا موجب بنتی ہے۔

ضرر رسانی بغض پیدا کرتی ہے۔

مخالفت سے دشمنی ابھرتی ہے۔

محبت کی مخالفت گراں باری کا موجب بنتی ہے اور اس کی اطاعت اُلفت پیدا کرتی ہے۔

امانت۔ اطمینان عطا کرتی ہے۔

خیانت، منافرت کا سبب بنتی ہے۔

عدل دلوں کو جوڑتا ہے۔

ظلم جدائی اور وحشت کی تخلیق کرتا ہے۔

تکبر خفگی پیدا کرتا ہے۔
تواضع پیار کی دنیا آباد کرتی ہے۔
سخاوت ستائش کے بیج بوتی ہے۔
بخل غیبت کا موجب بنتا ہے۔
کاہلی اور بیکاری حسرت و افسوس کا باعث ہیں۔
حزم و احتیاط مسرت کا موجب بنتی ہے۔
اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ندامت کا باعث ہوتا ہے۔
احتیاط میں معذرت کی گنجائش بنتی ہے۔
حسنِ تدبیر موجب بقائے نعمت ہے۔
اہانت بغض کو جنم دیتی ہے۔
عداوت پر جمع ہو جانا برائی کے مقدمات میں سے ہے۔
ان باتوں میں سے ہر ایک کے حدود کو ملحوظِ خاطر رکھو گے، تو ان کے کچھ نتائج برآمد ہوں گے۔
چنانچہ کبر میں افراط ۔ ۔ ۔ بلہ کا موجب ہوگا۔
دھوکا دہی میں افراط کے یہ معنی ہوں گے کہ تو کسی پر بھی اعتماد نہ کرے اور یہ ایسی بات ہوگی کہ جس کے لیے کوئی چارہ کار ۔ بلہ
موانست میں افراط، ایسے لوگوں کو دوست بنانے کا موجب ہوگی جو اچھے نہیں ہوتے اور ترش روئی میں افراط ۔ بلہ

ابن ابودؤاد

ابوعبداللہ احمد بن ابودؤاد ۔ یہ ایاد بن نزار بن معدؔ کی اولاد سے تھا۔ ۱۶۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوا، اور متوکل کے دورِ خلافت میں ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس کا شمار فضلائے معتزلہ میں ہوتا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے کو اس مذہب کی اشاعت،

اس کے دماغ اور اعتنا و اہتمام کے لیے مخصوص کرلیا تھا۔ یہ یحییٰ بن اکثم کے پروردہ لوگوں
میں سے تھا۔ اسی نے اس کو مامون سے وابستہ کیا اور پھر مامون کی طرف سے معتصم کے
ساتھ وابستگی پیدا کی۔ اس کے ابنائے جنس میں سے اس سے زیادہ معزز، شریف اور
سخی کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ کہتے ہیں یہ ایاد کا منہ بولا بیٹا تھا۔ مخلد بن ایاد نے اس کی
ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

انت عندی من ایاد　لیس فی ذاک کلام　عربی عربی　عربی لا یضام[13]
شعر ساقیک وفی　ذیک خزامی وشام　ومنلوع الشلوم　صدرک لشام[14]
لو تحرکت کذا　لانحلت منک نعام　وظباء مخضبات　ویرابیع عظام[15]
ایاباذنب وان کذ　نبی فیک الانام　ثم قالوا حاسمی　من بنی الانبارادم[16]

عربی عربی حاسمی والسلام[17]

احمد کے متعدد لڑکے تھے، جن کے نام اور کنیتیں بڑی عجیب و غریب تھیں۔ اس
کے لڑکوں کی کنیتیں ابوالولید، ابودواد، ابوایاد اور ابوذمی تھیں۔
ابن زیادہ اس کی اس شعر کے ساتھ ہجو کرتا اور اس کو ہدف تعریض ٹھہراتا
اور ابن معتز اس کو بہت پسند کرتا۔

کم تردی الدلات یا بن دؤاد　لو تدودت لم تکن من ایاد
ما انت بالسبب الضعیف وانما　نجح الامور لقوة الاسباب
فالیوم حاجتنا الیک فانما　یدعی الطبیب لشدة الاوصاب

ابن راوندی

ابوالقاسم بلخی اپنی کتاب محاسن خراسان " میں کہتا ہے، کہ ابوالحسین احمد بن یحییٰ
بن محمد بن اسحاق راوندی، اہل مروروذ سے تھا۔ اس کے زمانہ میں، اس کے ہم جنسوں
میں، اس سے بہتر علم کلام کا فاضل اور اس کی جزئیات کا شناور اور کوئی نہ تھا۔
ابتدا میں یہ نیک سیرت، اچھے مسلک کا حامل اور بڑا باحیا تھا۔

پھر یہ اس قسم کے اسباب و وجوہ سے دوچار ہوا کہ ان سب چیزوں سے دامن کش ہو گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا علم اس کی عقل سے فزوں تر تھا اور اس کی مثال اس شعر کی سی ہے۔

ومن یطیق مزکی عند صبوتہ ومن یقوم لمستور اذا خلعا[۱]

ایک گروہ سے منقول ہے کہ وہ موت کے وقت ان تمام امور سے جو اس سے سرزد ہوئے تھے، تائب ہو گیا تھا اور اظہار ندامت کر لیا تھا۔ اس نے اس کا اعتراف کر لیا تھا کہ جو کچھ اس سے صادر ہوا، اس کی وجہ حمیت و عار کا جذبہ تھا، جو اس وجہ سے پیدا ہوا، کہ دوستوں نے اس سے جفا کا برتاؤ کیا اور اسے اپنی مجالس علمیہ سے دور رکھا۔ اس کی اکثر کتابوں میں کفریات ہیں۔ اس نے یہ کتابیں ابوعیسیٰ بن لاوی یہودی اہوازی کے لیے تصنیف کیں اور اسی شخص کے مکان پر اس کی موت واقع ہوئی۔ اپنی کتب ملعونہ میں سے ایک کتاب (کتاب التاج) میں اس نے پیغمبروں کے خلاف دلائل فراہم کیے ہیں اور ابطال رسالت کیا ہے۔ اس کتاب کی اس نے خود ہی تردید کی ہے اور خیاط نے بھی اس پر نقض کیا ہے۔

کتاب نعت الحکمۃ۔ صفۃ القدیم تعالیٰ وجل اسمہ فی تکلیف خلقہ وامرہ ونہیہ۔ اس کی بھی خیاط نے تردید کی ہے۔

ایک کتاب میں اس نے نظم قرآن کو ملعون ٹھہرایا ہے۔ اس پر خیاط نے اور ابوعلی جبائی نے تنقید کی ہے اور خود اس نے بھی اس مسئلہ پر اپنے آپ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

کتاب القضیب الذہب:۔ اس کتاب میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ کا علم الاشیاء حادث ہے اور یہ کہ ابتدا میں وہ غیر عالم تھا۔ تا آنکہ اس نے خود ہی اپنے لیے علم کی تخلیق کی۔ تعالی اللہ وجلت علیتہ۔ اس کی بھی ابوالحسین خیاط نے تردید کی ہے۔

کتاب الفرید:۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف طعن ٹھہرایا ہے۔ آنحضرت پر طعن کرنے والے کی بربادی ہو۔ اس پر بھی خیاط نے تنقید کی ہے۔

کتاب المرجان فی اختلاف اہل الاسلام :- ابن راوندی نے خود ہی اس کی تردید کی ہے ۔اس کے دو رسالے وغیرہ کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الاسماء والاحکام ۔ کتاب الابتداء والاعادۃ ۔ کتاب الامامۃ ۔ فیہ . . .

کتاب خلق القرآن ۔ کتاب البقاء والفناء ۔ کتاب لاشیٔ الاموجود ۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں :-

ابو الحسین بن راوندی سے منقول ہے ، وہ کہتا ہے ایک مرتبہ میں ایک بڑھے آدمی کے پاس سے گزر رہا تھا ، اس کے ہاتھ میں قرآن تھا اور وہ پڑھ رہا تھا ۔

وَلِلّٰہِ مِیزَابُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ

میں نے پوچھا :- "یہ میزابُ السَّموات وَالْأَرض کے کیا معنی ہیں ؟"

اس نے جواب دیا - "یہ بارش جو تم دیکھتے ہو"

میں نے کہا "تحریف یہی تو ہے کہ تمہارے ایسے لوگ اس طرح پڑھنا شروع کر دیں - یہ لفظ تو میراثُ السَّمٰواتِ وَالأَرضِ ہے "

اس نے کہا " استغفر اللہ ! میں چالیس سال سے اسی طرح پڑھ رہا ہوں اور قرآن کا جو نسخہ میرے پاس ہے اس میں اسی طرح لکھا ہے ۔"

ناشیٔ

ابو العباس ناشیٔ سے یہ شعر منقول ہیں :-

وشادن ما توضی وصفہ احد | الا تبلیلی فی الوصف الذی وصفا
یلوح فی خدہ ورد علی زھر | یعود من حسنہ غضا اذا قطفا
لاشیٔ اعجب من جفنیہ انھما | لا یضعفان القوی الا اذ اضعفا

ابو علی جبائی

اس کا نام محمد بن عبد الوہاب بن سلام ہے ۔ بصرہ کے اصحاب اعتزال میں سے تھا ۔

یہ وہ شخص ہے جس نے علم کلام کو رام کیا اور سہل بنایا اور اس کے مشکل مسائل کو آسانی سے حل کر دیا۔ اس کے زمانہ میں بصرہ کے اصحاب اعتزال کی قیادت علم اسی کی طرف منتہی ہوئی اور اس معاملہ میں اس کا کوئی حریف نہیں۔ اس نے ابو یعقوب شحام سے تحصیل علم کی۔ بصرہ آیا اور وہاں کے متکلمین سے سلسلۂ مذاکرات جاری رکھا۔ وہاں سے بغداد چلا گیا اور ابو . . . کی مجلس میں جو نابینا تھا حاضری دی اور اس انداز سے گفت گو کی کہ جس سے اس کا علم و فضل نمایاں ہو گیا۔ پھر یہ عسکر چلا گیا۔ اس کی ولادت ۲۳۵ھ اور وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی۔ اس نے اپنے بیٹے ابو ہاشم کو وصیت کی تھی کہ اسے عسکر میں دفن کیا جائے لیکن ابو ہاشم نے اس پر عمل نہ کیا اور اس کا جنازہ اٹھا کر جبی لے گیا اور جس قبرستان میں والدۂ ابو علی اور والدۂ ابو ہاشم مدفون تھیں اس میں باغ ابو علی کے ایک گوشہ میں دفن کر دیا۔

عبداللہ کو کبی نے ابو علی سے کہا۔

"مجھے دودھ پسند نہیں"

ابو علی نے اس کے جواب میں کہا "جس عرب باشندہ کو دودھ پسند نہ ہو۔ اس کی مثال اس ہاشمی کی سی ہے جو معاویہ کو اپنا محبوب گردانتا ہے"

ابو علی کہتا ہے، والی زنج کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں سالار قتل کر دیا گیا ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

اذا فارس منا مضى لسبيله عرضنا لاطراف الاسنة اخر

رمانی

سری رفا۔ سوق العطش میں ابو الحسن علی بن عیسیٰ رمانی کا ہمسایہ تھا۔ وہ اکثر رمانی کے پاس سے ہو کر گزرتا۔ وہ اپنے مکان کے دروازہ ہی پر بیٹھا رہتا اور اس کو بھی بیٹھنے کی دعوت دیتا اور پھر اس سے گفتگو کرتا اور اسے مذہب اعتزال کی تلقین کرتا۔ سری چونکہ شیعہ تھا، اس لیے جب اس سلسلۂ گفتگو نے طول کھینچا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اقارع اعداء النبي واله قوارع يعلى الوجه عند قراعه

واعلم کل العلم ان ولیھم — سیجزی غداۃ البعث صاعا بصاعہ [25]

فلا زال من والاھم فی علوہ — ولا زال من عادھم فی اتضاعہ [26]

ومعتزلی رام عزلی ولا یتی — عن الشرف العالی بھم وارتفاعہ [27]

فما طاوعتنی النفس فی ان اطیعہ — ولا اذن القرآن لی فی اتباعہ [28]

طبعت علی حب الوصی ولم یکن — لینقل مطبوع الھوی عن طباعہ [29]

ابن زید

قاضی ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن زید کے یہ شعر ہیں۔

العالم العاقل ابن نفسہ — اغناہ حسن علمہ عن جنسہ [30]

کن ابن من شئت وکن مکملا — فانما المرء بفضل کیسہ [31]

کم بین من تکرمہ لاصلہ — وبین من تکرمہ لنفسہ [32]

ہشام بن حکم

ہشام بن حکم بغدادی کندی۔ بنو شیبان کا غلام تھا۔ اس کی کنیت ابو محمد، ایک قوم کے مطابق ابوالحکم تھی۔ اصلاً کوفہ کا باشندہ تھا۔ بعد میں بغداد چلا گیا۔ ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام کے جلیل القدر رفقا میں سے تھا۔ اس کا شمار متکلمین شیعہ امامیہ اور ان کے خواص میں ہوتا ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لیے صادق علیہ السلام نے دعا کی اور کہا کہ میں تیرے حق میں وہی الفاظ کہتا ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں۔

التحیات۔ لا تزال مؤیدا بروح القدس ما نصرتنا بلسانک [33]

یہی وہ شخص ہے جس نے امامت کے موضوع کو متکلمانہ قالب میں ڈھالا۔ مذہب [34] تشیع کو بنا سنوار کر پیش کیا اور اس میں حجت و احتجاج کی راہوں کو آسان بنایا۔ یہ کلام میں ماہر اور حاضر جواب تھا۔

یہ ابتدا میں اصحاب جہم بن صفوان سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر بربنائے دلیل و برہان امامت کا قائل ہو گیا۔ یہ برامکہ سے وابستہ تھا اور یحییٰ بن خالد سے منسلک تھا اور اس کی ان مجالس کا قیم و نگران تھا جن میں متکلم بحثیں ہوتیں۔ اس کے بعد صادق علیہ السلام کی پیروی اختیار کر لی اور انہی سے وابستہ ہو گیا۔ یہ برامکہ کی آزمائش کے تھوڑا عرصہ بعد ہی وفات پا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق خلافت مامون میں فوت ہوا۔ ہشام کا قول ہے کہ ہم نے اپنے مخالفین کی طرح کے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔ ان کا یہ حال ہے کہ جس کی امارت و امامت اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی منصوص ہوتی ہے، اسے تو معزول کر دیتے ہیں اور جب وہ از راہ نص اور وحی معزول کر دیتا ہے، اسے یہ والی اور امیر مقرر کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر یہ سورۂ برأت کے ابلاغ کا قصہ بیان کرتا، کہ کیونکر جبریل کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر کو علیحدہ کر کے آنحضرتؐ نے حضرت علی کو امیر ابلاغ مقرر کیا۔

جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ

> اس فرض کو یا تو آپ خود ادا کر سکتے ہیں یا وہ شخص جو آپ کا جزو ہے، کوئی دوسرا اسے ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو الگ کر کے حضرت علیؓ کو امیر ابلاغ مقرر کیا۔

شیطان الطاق

ابو جعفر محمد بن نعمان احول۔ یہ طاق المحامل کوفہ میں اقامت پذیر تھا۔ بار اہل سنت نے اسے شیطان الطاق کا لقب دے رکھا تھا۔ خاصہ (شیعہ) اس کو مومن الطاق کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اس کے پیرو اسے شاہ الطاق کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ اصحاب ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام میں سے تھا۔ یہ زید بن زین العابدین سے ملا اور ان کے ساتھ ابو عبد اللہ کی امامت کے مسئلہ پر مناظرہ کیا۔

اس نے علی بن حسین زید العابدین سے بھی ملاقات کی۔

کہتے ہیں شیطان الطاق، اس کا نام اس لیے پڑا کہ یہ صرافی کا کام کرتا تھا اور دیناروں کو پرکھتا تھا۔ لوگوں نے ایک دینار کے بارے میں جو انھوں نے خود ہی ڈھالا تھا، اس سے جھگڑا کیا مگر اس نے اس دینار کو کھوٹا قرار دیا۔ تجربہ اور پرکھ کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی بات صحیح تھی اور لوگ غلطی پر تھے۔ اس نے لوگوں کو دلیل کی بنا پر خاموش کر دیا اور کہا :-

"میں شیطان الطاق ہوں " یعنی طاق المحامل کوفہ کا شیطان (ڈگماگ) ہوں، جہاں کہ اس کی دوکان تھی۔

اس طرح یہ لقب اس کے ساتھ چپک کے رہ گیا۔

یہ اپنے عمل و کردار میں اچھا آدمی تھا اور ساتھ ہی علم الکلام میں ماہر تھا۔ حاضر جواب بھی بلا کا تھا۔

امام ابو حنیفہ کے ساتھ اس کے متعدد مناظرے ہوئے جن میں ایک یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات پر امام ابو حنیفہ نے اس سے کہا۔

"تمھارا امام تو اللہ کو پیارا ہو چکا ہے "

اس نے جواب دیا "لیکن تمھارا امام تو قیامت تک مرنے والا نہیں "

یعنی ابلیس!

امام ابو حنیفہ نے پوچھا "متعہ کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے ؟"

اس نے کہا " حلال ہے "

انھوں نے کہا "کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمھاری بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ متعہ کیا جائے ۔؟"

اس نے کہا " یہ ایک ایسی شے ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دے دیا ہے۔ میں اسے بُرا بھی سمجھوں تو کیا ہوتا ہے۔ لیکن آپ فرمائیے نبیذ سے متعلق کیا ارشاد ہے "؟ انھوں نے جواب دیا۔ "حلال ہے "

اس نے کہا "کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی بہنیں اور بیٹیاں نبیذ بنائیں

اور لوگوں کو پلائیں۔"؟

ایک روز امام ابوحنیفہ نے اس سے سوال کیا "کیا ہم ایک دوسرے کے دوست نہیں ہیں۔"؟

جواب دیا۔ "کیوں نہیں۔؟"

انھوں نے کہا "تم تو عقیدۂ رجعت کے قائل ہو۔"

اس نے جواب دیا۔ "ہاں! بخدا!"

انھوں نے کہا۔ "میں سخت ضرورت مند ہوں اور تم صاحب مال ہو۔ اگر تم مجھے پانچ سو درہم بطور قرض دے دو تو میں کشادہ دست ہو جاؤں گا اور بوقت رجعت واپس کر دوں گا۔ اس سے تم میرا حقِ دوستی ادا کر دوگے اور ایک حاجت مند کی دستگیری کا فریضہ انجام دوگے۔"

اس نے جواب میں کہا "میں یہ عقیدہ تو نہیں رکھتا کہ سب لوگوں کی رجعت ہوگی۔"

واسطی

ابوعبداللہ محمد بن زید واسطی کا شمار متکلمین کی عظیم شخصیتوں اور ان کے کبار علما میں ہوتا ہے۔ اس نے ابوعلی جبائی سے تحصیل علم کی اور یہ اسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا۔ اپنے دور کا ایسا مقبول ترین آدمی تھا کہ جس کا حلقۂ احباب خاصا وسیع ہو۔ کہتے ہیں اس کا شمار بغداد کے متکلمین میں ہوتا تھا اور یہ صحیح بھی ہے۔ اس کی اقامت فصیل میں تھی۔ خدا کی اس مخلوق میں یہ لطیف ترین روح کا مالک تھا۔ شعر بھی کہتا تھا۔ نفطویہ کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے۔

من سرہ ان لا یری فاسقا — فلیجتنب ان یری نفطویہ

احرقہ اللہ بنصف اسمہ — وصیر الباقی صراخا علیہ

نفطویہ کے بارے میں عجیب ترباب جو وہ کہا کرتا تھا یہ ہے کہ جو شخص جہالت کی آخری منزل تک پہنچنے کا خواہاں ہو اسے علم کلام مذہب ناشیٔ کے مطابق، فقہ،

مذہب داود بن علی کے مطابق اور نحو، مذہب نفطویہ کے مطابق حاصل کرنا چاہیے۔
اس کا کہنا تھا کہ چونکہ نفطویہ نے علم کلام مذہب ناشی کے مطابق حاصل کیا ہے اور فقہ میں داود کی پیروی کی ہے۔ اس بنا پر یہ جہالت کی آخری منزل پر فائز ہے۔

واسطی کی وفات ابو علی سے چار سال بعد ہوئی۔ ایک قول کے مطابق یہ ۳۰۶ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

کتاب اعجاز القرآن فی نظمہ وتالیفہ۔
کتاب الامامۃ۔ یہ اس کی بہترین تصنیف ہے۔
کتاب . . .

بعض اصحاب واسطی

ابو العباس کاتب۔ اس کا نام . . . ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب نقض کتاب الارادۃ صفۃ فی الذات ہے۔

ابن اخشید

یہ ابو بکر احمد بن علی بن بیجور الاخشاد ہے۔ اس کا شمار معتزلہ کے فضلا اور زہاد و صلحا میں ہوتا تھا۔ اس کی کچھ اراضی تھیں جن پر کہ اس کی گزر بسر موقوف تھی۔ اس سے آمدنی کا نصف سے زائد حصہ یہ خدمتِ علم اور اہل علم پر خرچ کر دیتا تھا۔ فصاحت میں حسن وخوبی کا حامل تھا۔ عربیت اور فقہ کا عالم تھا۔ فقہ میں اس کی متعدد تصانیف بھی ہیں۔ یہ سوق العطش میں رہائش رکھتا تھا۔ جو اس کوچہ میں واقع ہے جو درب الاخشاد کے نام سے متعارف ہے۔ اس نے محبتِ علم و ورع کی بنا پر اپنی جائیداد کے منتظم سے کہہ رکھا تھا کہ میری جائیداد کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کیا کرو اور کام میں بس اتنی ہی دلچسپی لو کہ جس سے میری زندگی کی ضرورت پوری ہوتی رہے اور جس کو قبول کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ اور پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو تاکہ علم وآخرت کے تقاضوں کیلیے زیادہ

سے زیادہ سامان مہیا کرسکیں۔ ابوبکر اتوار کے روز ۱۲ شعبان ۳۲۶ھ کو فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المونۃ فی الاصول ۔ ناتمام ۔

کتاب المبتدی۔ کتاب نقل القرآن ۔ کتاب الاجماع ۔ کتاب النقض علی الخالدی فی الارجاء۔ کتاب اختصار کتاب ابی علی فی النفی والاثبات ۔ کتاب اختصار التفسیر للطبری۔

حُسَیْنی

ابوالحسین عبدالواحد بن محمد حسینی ۔ پیروانِ ابوعلی جبائی میں سے تھا اور اسی سے علم حاصل کیا۔ اس کی تصنیفات میں سے . . . ہیں۔

چند پیروانِ ابن اخشید

ابوالعلاء۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ ۔ ابوعمران بن رباح ۔ ابوعبداللہ حنفشی۔

علم کلام میں ابوالحسن علی بن عیسیٰ کی تصنیفات جو اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ دوسروں نے لکھی ہیں

یہ رمانی ہے۔ ابوالحسن کا تذکرہ نحویوں اور لغویوں کے مقالہ میں ہوچکا ہے یہاں ہم اس کی ان کتابوں کا تذکرہ کریں گے جو اس نے علم کلام کے موضوع سے متعلق لکھیں؛ ان میں سے کتاب . . . ہے۔

وہ معتزلی جن کے نام کے علاوہ ہم ان کی کسی قسم کی سرگرمیوں سے واقف نہیں

ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عیاش معتزلی ۔ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

کتاب نقض کتاب ابن ابی البشر فی الیضاح البرہان ہے۔

حسن بن ایوب

متکلمین میں سے ہے اور کتاب الی اخیہ علی بن ایوب فی الرد علی النصاری و تبیین فساد مقالتہم وتثبیت النبوۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن رباح

ابوعمران موسیٰ بن رباح ۔ یہ شخص متکلمین کے اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو ابوعلی کے مسلک کا حامل ہے۔ اس نے ابوبکر بن اخشید اور صیمری وغیرہ متکلمین پر قرأت علم کی۔ کہتے ہیں، ہمارے اس زمانہ میں زندہ ہے اور شہر مصر میں مقیم ہے۔ عمر اسی سال سے متجاوز ہے۔ جائے ولادت ... ہے اور تصنیفات یہ ... ہیں۔

ابن شہاب

ابوالطیب ابراہیم بن محمد بن شہاب ۔ بلخی اور خیاط وغیرہ سے حصول علم کیا اور ۳۵۰ھ کے بعد طویل عمر پاکر فوت ہوا۔ اس کی جائے ولادت ... ہے۔ کتاب مجالس الفقہاء، ومناظراتہم" اس کی تصنیف ہے جو تقریباً چار سو ورق میں پھیل ہوئی ہے۔

ابن خلال قاضی

ابوعمر احمد بن محمد بن حفص خلال بصری، جو بصیں پیدا ہوا۔ صیمری اور ابوبکر بن اخشید وغیرہ سے ملا اور ان سے تحصیل علم کی۔ شہر حرہ جسے حدیثۃ الموصل کہتے ہیں، کا محکمہ قضا اس کے سپرد تھا۔ بعد میں تکریت کا قاضی مقرر کیا گیا اور اب تک وہیں ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الاصول ۔ کتاب المتشابہ۔

ابوہاشم اور اس کے پیرو

ابوہاشم عبدالسلام بن محمد جبائی۔ ۳۱۴ھ میں مدینۃ السلام (بغداد) آیا۔ یہ ذکی حسن فہم سے بہرہ مند اور بلا کا زیرک تھا۔ علم کلام کا خالق و صانع تھا اور اس پر کامل قدرت اور گرفت رکھتا تھا۔ ۳۲۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الجامع الکبیر۔ کتاب الابواب الکبیر۔ کتاب الابواب الصغیر۔ کتاب الجامع الصغیر کتاب الانسان۔ کتاب العوض۔ کتاب المسائل العسکریات۔ کتاب النقض علی ارسطالیس فی الکون والفساد۔ کتاب الطبائع والنقض علی القائلین بہا۔ کتاب الاجتہاد۔

ابن خلاد بصری

ابوعلی محمد بن . . . بن خلاد۔ اصحاب ابوہاشم میں سے تھا۔ اس کے پاس عسکر گیا اور تحصیل علم کی۔ اس کے اصحاب و تلامذہ میں سے اس کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ کتاب الاصول اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

جن لوگوں نے ابوہاشم سے علم حاصل کیا اور کوئی تصنیف نہیں چھوڑی، ان میں سے ۔۔۔ ہے، جو قشور سے معروف ہے۔ اور اس کا نام . . . ہے۔
ایک عبداللہ بن خطاب ہے، جو . . . بن سہلویہ محل عائشہ کے نام سے معروف ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

بصری معروف بہ جُعَل

ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابراہیم۔ کاغذی کے نام سے مشہور تھا۔ اہل بصرہ سے تھا اور وہی اس کی جائے پیدائش تھی۔ اس کا استاذ ابوالقاسم بن سہلویہ تھا جس کا لقب قشور تھا۔ یہ مذہب ابوہاشم کا پیرو تھا اور اپنے زمانہ میں اس کے اصحاب و تلامذہ میں سے علمی قیادت اسی کے سپرد تھی۔ فاضل، فقیہ اور متکلم تھا۔ بلند شہرت کا حامل

اور شرافت و نجابت میں مشہور تھا۔ اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس کا نام اور تذکرۂ علم تمام مقامات اور شہروں میں پھیل گیا تھا، بالخصوص خراسان میں بہت مشہور تھا۔ فقہی اعتبار سے مسلکِ اہلِ عراق کا متبع تھا اور ابوحسن کرخی سے تحصیل علم کی تھی، یہاں ہم صرف اس کی ان کتابوں کا ذکر کریں گے جو اس نے علم کلام سے متعلق تصنیف کیں۔ علم فقہ پر اس کی تصنیفات کا ذکر انشاء اللہ مقالۂ فقہا میں کریں گے۔ اس نے ابوجعفر معروف بہ سہکلام صیمری عبادانی اور ابوہاشم عبدالسلام بن محمد کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیا اور ابوعلی بن خلاد کا مصاحب بھی رہا۔ ۳۰۸ھ میں پیدا اور ۳۹۹ھ میں مدینۃ السلام (بغداد) میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب نقض کلام الراوندی فی ان الجسم لایجوز ان یکون مخترعا لا من شیٔ و نقضہ لنقض الرازی لکلام البلخی علی الرازی۔ کتاب نقض کتاب الرازی فی انہ لایجوز ان یفعل اللہ تعالیٰ لعبد ان کان غیر فاعل۔ کتاب الجواب عن مسئلۃ الشیخ ابی محمد الرامہرمزی۔ کتاب الکلام فی ان اللہ تعالیٰ لم یزل موجوداً ولا شیٔ سواہ کتاب . . خلق الخلق۔ کتاب الایمان۔ کتاب الاقرار کتاب المعرفۃ۔

حواشی

۱؎ مدعیٔ علم فلسفہ سے کہہ دو کہ تم نے کچھ چیزیں تو یاد رکھ لی ہیں اور کچھ تمہارے ذہن سے نکل گئی ہیں۔

۲؎ عفو کو منظور نہ جان، کیونکہ تمہارا عفو کو منظور قرار دینا دین کی توہین ہے۔

۳؎ وہ اس حد تک نازک ہے کہ اگر اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں تو لطافت کی وجہ سے فضا میں معلق ہوکر رہ جائے۔

۴؎ بار بار دیکھنے سے بھی وہ زخمی ہو جاتا ہے اور ناوک مژگاں کی شکایت کرنے لگتا ہے۔

؁ اے ابو اسحاق! ایسے نازک و لطیف معشوق سے جماع تو پھر . . . خیال ہی سے ممکن ہے۔

؁ میں اپنی بندگی و غلامی کا اقرار کرنے والا ہوں۔ اس کی نوازشیں اس درجہ عام ہیں کہ شہر اور بیاباں سب جگہ ان کا چرچا ہے۔

؁ آپ نے اپنے اس بندے پر اس طرح پیہم انعام و اکرام کی بارش کی ہے کہ سب لوگ اس کو جان گئے ہیں۔

؁ میری اطاعت آپ کے غیاب میں بھی سدا حاضر و موجود رہی اور اس کو علل و غش یا کشاکش روزگار نے کبھی آلودہ نہیں کیا۔

؁ اس لیے اگر آپ عفو سے کام لیتے ہیں تو میں اس کا عادی ہوں اور اگر سزا دیتے ہیں تو اپنے غلام کو سزا دیتے ہیں۔

؁ یہاں اصل کتاب میں اسی طرح نقطے ہیں اور جملہ ادھورا ہے۔

؁ یہاں بھی نقطے ہیں اور جملہ نامکمل ہے۔

؁ یہاں بھی نقطے ہیں اور جملہ نامکمل ہے۔

؁ تم میرے نزدیک بنی ایاد سے ہو، جس میں کوئی کلام نہیں۔ عربی ہو، عربی ہو۔ ایسے عرب کو ستم نہیں روا رکھا جاتا۔

؁ تمھاری پنڈلیوں اور رانوں کے بال خزالی اور شام کی طرح ہیں اور تیرے سینے کی ہڈیاں ایسے درختوں کی طرح ہیں، جن سے مسواک اور کمان تیار ہوتی ہے۔

؁ تو اگر اس ہیئت کذائی سے چلے تو شتر مرغ، جنگلی ہرن اور بڑے بڑے چوہے بھاگ کھڑے ہوں۔

؁ اگر لوگ تیرے بارے میں مجھے جھٹلاتے ہیں اور پھر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ حامی ہے اور نبطیان حام میں سے ہے تو اس میں میری خطا کیا ہے۔

؁ تو عربی ہے۔ عربی ہے، حامی ہے اور بس۔ والسلام۔

؁ وہ شخص کیا پاکباز ہو سکتا ہے جو جوانی کی ہوس رانیوں سے آلودہ رہا ہو اور وہ کسی

پردہ نشین کا کیا لحاظ کرسکتا ہے جو پردہ کی اساس ہی کو ترک کرچکا ہو۔

۱۹ے اور کتنے ہی ایسے عزال نیچے ہیں کہ جب کوئی شخص ان کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر پاتا۔

۲۰ے اس (محبوب) کے رخسار میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے گل کے اوپر پھول رکھا ہے جو توڑ لینے پر اور نکھرتا اور تر و تازہ ہو جاتا ہے۔

۲۱ے کوئی شئی اس کی آنکھوں سے زیادہ تعجب آمیز نہیں جو طاقتور سے طاقتور انسان کو اس وقت پچھاڑ کے رکھ دیتی ہیں جب وہ خود کمزور ہوں۔

۲۲ے زیخ (بضم زاو سکون نون) نیشاپور کا ایک گاؤں ہے (معجم البلدان)

۲۳ے جب ہم میں کا کوئی شاہسوار مرجاتا ہے تو نیزوں کی انی کے لیے ہم دوسرے کو پیش کر دیتے ہیں۔

۲۴ے میں نبی اور آل نبی کے دشمنوں سے ایسی ٹکر لیتا ہوں کہ جو چلتی ہوئی تلواروں کو کند کر دے۔

۲۵ے مجھے کامل یقین ہے کہ ان کے دوست کو روز حشر پوری پوری جزا ملے گی۔

۲۶ے جو ان سے دوستی رکھے گا وہ ہمیشہ بلند رہے گا اور جو ان سے دشمنی رکھے گا، وہ ہمیشہ ذلیل رہے گا۔

۲۷ے ایک معتزلی میری دوستی کو اس شرف عالی اور رتبۂ بلند سے ہٹانا چاہتا ہے جو مجھ کو ان کی وجہ سے حاصل ہے۔

۲۸ے میرے نفس نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میں اس (معتزلی) کی اطاعت کروں اور نہ قرآن ہی نے اس کی پیروی کی اجازت دی ہے۔

۲۹ے وصی کی محبت میری گھٹی میں داخل ہے اور خواہشات کی نفرت مجھے اس کی محبت کے اس مزاج سے نہیں ہٹا سکتی۔

۳۰ے عالم اور عاقل اپنا خود ہی فرزند ہے۔ اس کے علم کی خوبی نے اسے اپنی حبس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

۳۱ے تم جس کے چاہو، فرزند ہو مگر کمال حاصل کرو۔ اس لیے کہ انسان اپنی عقل کی فضیلت

ہی سے ممتاز ہوتا ہے۔

۳۳ کتنا بڑا فرق ہے ان لوگوں میں جن کی عزت تم ان کے خاندان کی وجہ سے کرتے ہو اور ان لوگوں میں جن کی عزت ان کے ذاتی اوصاف کی بنا پر کرتے ہو۔

۳۳ یعنی تمام قولی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ تم اپنی زبان سے جب تک ہماری مدد کرتے رہو گے ہمیشہ روح القدس کی تائید تمھارے شامل حال رہے گی۔

۳۴ جو شخص فاسق کو دیکھنا لپسند کرتا ہو اسے نفطویہ کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۳۵ اللہ نے اس کے نام کے آدھے حصہ سے تو اس کو جلا رکھا ہے اور دوسرے نصف کو نالہ و شیون کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ "نفطویہ" کے دو حصے ہیں۔ ایک "نفط" اور دوسرا "ویہ"۔ نفط ایک معدنی تیل کو کہتے ہیں جو آگ سلگانے کے کام آتا ہے اور "ویہ" کا مطلب مصیبت کے وقت نالہ و شیون کرنا ہے۔

۳۶ سوق العطش بغداد کے ایک محلے کا نام ۔ (معجم البلدان)

۳۷ مصنف الفہرست نے اس کی کتابوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ "فمن ذلك كتاب" کے آگے اس طرح ... کے نقطے ہیں۔

۳۸ مقام ولادت اور تصنیفات کا ذکر نہیں۔ صرف نقطے ڈال دیے گئے ہیں۔

۳۹ تکریت :۔ بغداد اور موصل کے درمیان ایک مشہور شہر ، جو بغداد سے تیس فرسنگ کی مسافت پر واقع ہے اور موصل کی نسبت ، بغداد سے قریب تر ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۱۶ ھ میں فتح ہوا۔ (معجم البلدان)

۴۰ کسی کا نام درج نہیں۔

مقالۂ پنجم

دوسرا فن

واقعات و سرگزشت علما اور ان کی تصنیفات کے نام

یہ فن شیعہ امامیہ اور زیدیہ متکلمین کے واقعات و اخبار پر مشتمل ہے

شیعہ کی وجہ تسمیہ

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور انھوں نے خونِ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے سوا ہر چیز کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عزم صمیم کر لیا کہ جب تک یہ اللہ جل اسمہ کی اطاعت کو تسلیم نہیں کر لیتے ان کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے گی۔ اس سلسلہ میں جن لوگوں نے ان کی پیروی کی، وہ شیعہ کہلاتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو "شیعی" — یعنی میرے شیعہ — کہا کرتے تھے اور حضرت علیؓ ان کو اس طرح موسوم کرتے تھے۔

طبقۃ الاصفیا۔ ———

طبقۃ الاولیا۔ ———

طبقۃ شرطۃ الخمیس ———

طبقۃ الاصحاب ———

"شرطۃ الخمیس" کا معنی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گروہ سے یہ کہا تھا کہ

میں تم سے سونے اور چاندی کا عہد و پیماں نہیں کرتا بلکہ تمہیں جنت میں لے جانے کا عہد کرتا ہوں۔ گزشتہ زمانہ میں ایک پیغمبر نے بھی اپنے متبعین سے یہی کہا تھا کہ میں تم سے بجز جنت کے اور کسی نوع کا عہد و پیمان نہیں کرتا۔

علی بن اسماعیل بن میثم تمار

پہلا شخص جس نے مذہب امامت کو متکلمانہ رنگ میں پیش کیا، علی بن اسماعیل بن میثم تمار ہے میثم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر متبعین میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامامۃ۔ کتاب الاستحقاق۔

ہشام بن حکم

ابو محمد ہشام بن حکم، بنو شیبان کا غلام تھا، کوفی تھا اور کوفہ سے بغداد منتقل ہو گیا تھا۔ ابو عبد اللہ جعفر بن محمد کے اصحاب و متبعین میں سے تھا۔

متکلمین شیعہ میں سے یہ وہ شخص ہے جس نے مسئلہ امامت کو پوری طرح واضح اور منقح کیا، اس مذہب اور نظریہ کو بدلائل سنوارا اور اسے زیبائی بخشی۔ یہ علم الکلام کا ماہر اور حاضر جواب تھا۔ ایک مرتبہ ہشام سے حضرت معاویہ کے بارے میں سوال کیا گیا۔

"کیا وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔؟"

جواب دیا۔۔ "جی ہاں۔۔ مخالفانہ جانب سے"۔

یہ یحیٰی بن خالد برمکی سے وابستہ تھا اور کلام و نظر سے متعلق اس کی مجالس بحث و مذاکرہ کا مہتمم تھا۔ مدینۃ السلام (بغداد) میں مقام کرخ پر سکونت رکھتا تھا۔ برامکہ کی سرکوبی سے کچھ عرصہ بعد روپوشی کے عالم میں فوت ہوا۔ ایک قول کے مطابق خلافت مامون میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامامۃ۔ کتاب الدلالات علی حدوث الاشیاء۔ کتاب الرد علی الزنادقۃ

کتاب الرد علی اصحاب الاثنین۔ کتاب التوحید۔ کتاب الرد علی ہشام الجوالیقی۔ کتاب الرد علی اصحاب الطبائع۔ کتاب الشیخ والغلام۔ کتاب التدبیر۔ کتاب المیزان۔ کتاب المیدان۔ کتاب الرد علی من قال بامامۃ المفضول۔ کتاب اختلاف الناس فی الامامۃ۔ کتاب الوصیۃ والرد علی من انکرہا۔ کتاب فی الجبر والقدر۔ کتاب الحکمین۔ کتاب الرد علی المعتزلۃ فی طلحۃ والزبیر۔ کتاب القدر۔ کتاب الالفاظ۔ کتاب المعرفۃ۔ کتاب الاستطاعۃ۔ کتاب الثمانیۃ الابواب کتاب الرد علی شیطان الطاق۔ کتاب الاخبار کیف تفتح۔ کتاب علی ارسطالیس فی التوحید۔ کتاب المعتزلۃ۔ یہ ایک اور کتاب ہے۔

شیطان الطاق

ابوجعفر احول۔ اس کا نام محمد بن نعمان اور لقب شیطان الطاق ہے۔ شیعہ اس کو مؤمن الطاق کا لقب دیتے ہیں۔ ابوعبداللہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کے اصحاب و تلامذہ میں سے تھا اور علم الکلام میں مہارت رکھتا تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامامۃ۔ کتاب المعرفۃ۔ کتاب الرد علی المعتزلۃ فی امامۃ المفضول۔ کتاب فی امر طلحۃ والزبیر وعائشۃ۔ رضی اللہ عنہم۔

شکال

ہشام بن حکم کا مصاحب تھا۔ بجز مسئلہ امامت کے متعدد مسائل میں اس کا مخالف بھی تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المعرفۃ۔ کتاب فی الاستطاعۃ۔ کتاب الامامۃ۔ کتاب علی من ابی وجوب الامامۃ بالنص۔

ابن قبہ

ابوجعفر محمد بن قبہ باکمال شیعہ متکلمین میں سے تھا۔ تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب الانصاف فی الامامۃ۔ کتاب الامامۃ۔

ابو سہل نوبختی

ابو سہل اسماعیل بن علی بن نوبخت۔ کبار شیعہ میں سے تھا۔ ابوالحسن ناشی نے اسے اپنا استاذ قرار دیا ہے۔ عالم و فاضل متکلم تھا۔ اس کے ہاں مجلس علمی کا انعقاد ہوتا جس میں متکلمین کی ایک پوری جماعت شریک ہوتی۔ یہ قائم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ایک خاص رائے اور نظریہ رکھتا تھا جو اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ یہ کہتا تھا کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ امام محمد بن حسن، غیبت میں وفات پا گئے اور اس دورِ غیبت میں ان کے بیٹے ان کے جانشین بنے۔ پھر اسی ترتیب سے ان کے بعد ان کے بیٹے جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہیں گے تا آنکہ ان کے ظہور کے سلسلے اللہ کا حکم نافذ ہو جائے۔

ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی معروف بہ ابن ابو عزاقر نے اس کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں اس کو آزمائش و فتنہ میں مبتلا ہونے کی دعوت دی۔ کچھ دینے دلانے کا لالچ بھی دیا۔ معجزوں اور عجیب و غریب چیزوں کے اظہار کا دعویٰ بھی کیا۔ ابو سہل گنجا تھا اور اس کا سر کدو کی طرح سپاٹ تھا۔ اس نے قاصد سے کہا "میں اس سے عاجز ہوں اور نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ تمھارا یہ دوست میرے سر پر بال اُگا دے تو میں اس پر ایمان لے آؤں۔"

اس کے بعد قاصد دوبارہ اس کے پاس نہیں آیا۔ ابو سہل کی وفات ـــــ . . . میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب الاستیفاء فی الامامۃ۔ کتاب التنبیہ فی الامامۃ۔ کتاب الرد علی الغلاۃ، کتاب الرد علی الطاطری فی الامامۃ۔ کتاب الرد علی عیسیٰ بن ابان فی القیاس۔ کتاب نقض رسالۃ الشافعی۔ کتاب الخواطر۔ کتاب المجالس۔ کتاب المعرفۃ۔ کتاب تثبیت الرسالۃ۔ کتاب حدوث العالم۔ کتاب الرد علی اصحاب الصفات۔ کتاب الرد علی من قال بالمخلوق۔ کتاب الکلام فی الانسان۔ کتاب ابطال القیاس۔ کتاب الحکایۃ والمحکی۔ کتاب نقض کتاب عبث الحکمۃ علی الراوندی۔ کتاب نقض التاج علی الراوندی۔ معروف بہ کتاب السبک۔ کتاب نقض

اجتہاد الرای علی ابن الراوندی۔ کتاب الصفات۔

ابوسہل کا ایک بھائی بھی تھا جس کی کنیت ابوجعفر تھی۔ وہ بھی اسی مذہب کے متکلمین میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں . . .

حسن بن موسیٰ نوبختی

ابو محمد حسن بن موسیٰ یہ ابوسہل بن نوبخت کی بہن کا بیٹا تھا۔ متکلم اور فلسفی تھا۔ اس کے ہاں ابو عثمان دمشقی، اسحاق اور ثابت وغیرہ ایسے متعدد مترجموں کا گروہ جمع رہتا۔ یہ لوگ فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ کرتے تھے۔ معتزلہ اسے اپنا ہم مسلک اور شیعہ اپنا ہم مذہب قرار دیتے تھے لیکن اس کا رجحان زیادہ تر شیعیت کی طرف تھا۔ یہ کنبہ ظاہری طور سے خاندان نوبخت محبت علی اور آل علی میں معروف تھا۔ اسی بنا پر ہم نے اس مقام پر اس کا ذکر کیا ہے۔ اسے کتابیں جمع کرنے کا بڑا ذوق تھا اور ان میں سے بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھتا بھی تھا۔ کلام اور فلسفہ وغیرہ میں اس نے متعدد تصنیفات و تالیفات چھوڑیں۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الآراء والدیانات۔ ناتمام۔

کتاب الرد علی اصحاب التناسخ۔ کتاب التوحید وحدث العلل۔ کتاب نقض کتاب ابی عیسیٰ فی الغریب المشرقی۔ کتاب اختصار الکون والفساد لارسطالیس۔ کتاب الاحتجاج لعمر بن عباد ونصرۃ مذہبہ۔ کتاب الامامۃ۔ ناتمام۔

شوشنجردی

ابوسہل نوبختی کے غلاموں میں سے تھا۔ نام محمد بن بشر اور کنیت ابوالحسن ہے۔ خاندان حمدون کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے حمدونی کے نام سے معروف تھا۔

کتاب الانقاذ فی الامامۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

بعض متقدمین

ان میں سے ایک طاطری ہے۔ یہ شیعہ تھا اور اس کا نام . . . ہے۔ تشیع کی اشاعت و ترویج کے سلسلہ میں اس نے بہت سفر کیے۔ کتاب الامامۃ اس کی تصنیف ہے۔

اسی طرح حسن، ہشام جوالیقی، ابو ملک حضرمی بھی متقدمین سے ہیں۔

ابن مملک اصفہانی

یہ شیعہ متکلمین میں سے ہے مسئلہ امامت کے اثبات کے بارے میں اس کی ابو علی جبائی کے ساتھ ابو محمد القاسم بن محمد کرخی کے سامنے بحث و مناظرہ کی ایک نشست رہی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامامۃ۔ کتاب نقض الامامۃ علی ابی علی۔ لیکن یہ نا تمام ہے۔

ابو الجیش بن خراسانی

اس کا نام مظفر ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں . . .

غلام ابو الجیش

یہ . . . ہے۔

ناشئ صغیر

یہ ابو الحسین علی بن وصیف ہے۔ اہل بیت کا اچھا شاعر تھا اور باکمال متکلم تھا۔

اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

ابن معلّم

ابو عبداللہ ۔ ہمارے زمانہ کے شیعہ متکلمین کی قیادت اسی کے سپرد ہے۔ علم الکلام میں اپنے تمام اصحاب مذہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ فہم دقیق اور فکر صائب کا مالک ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے اور بہت دانش مند پایا۔ اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

زیدیّہ

زیدیہ وہ لوگ ہیں جو امامت زید بن علی کے قائل ہیں۔ اس کے بعد وہ امامت کو فرزندان فاطمہ میں ۔۔۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو ۔۔۔ محصور گردانتے ہیں لیکن اس صورت میں کہ اس میں شرائط امامت پائی جائیں ۔ بیشتر محدثین مثلاً سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری صالح بن حیّ وغیرہ اس مذہب کے حامل ہیں۔ ان کی علمی و دینی شہرت کے معیار کی مناسبت سے ان کے واقعات ہم ان کے اصل مقام پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابوالجارود

ابوالجارود زیدی عالم تھا۔ کنیت ابوالنجم تھی۔ یہ زیاد بن منذر عبدی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام جعفر بن محمد بن علی نے اس کے بارے میں پوچھا کہ " ابوالجارود نے کیا کیا۔ فلاں نے امام اور عقیدۂ امامت کو تسلیم کر لینے کے بعد مسلک رجاء کو اپنا لیا۔ وہ امامت ہی کے عقیدہ پر مرے گا"؟

پھر کہا " اس پر اللہ کی لعنت ہو، وہ دل کا بھی اندھا ہے اور آنکھوں کا بھی"۔

محمد بن سنان اس کے بارے میں کہتا ہے کہ ابوالجارود اس وقت تک نہیں مرا، جب تک کہ اس نے مسکرات کا استعمال نہیں کر لیا اور کافروں سے دوستی نہیں قائم کرلی۔

کچھ متکلمین زیدیہ!

فضیل رسان، یہ زبیر کا بیٹا تھا اور اصحاب محمد بن علی میں سے تھا۔ ابوخالد واسطی اور

منصور بن ابوالاسد۔

حسن بن صالح بن حیّ

حسن بن صالح بن حی ۱۰۰ھ میں پیدا اور ۱۶۸ھ میں فوت ہوا۔ شیعانِ زیدیہ کے بزرگوں، ان کے سرگروہ لوگوں اور عالموں میں سے تھا۔ نیز متکلم اور فقیہ تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب التوحید۔ کتاب امامۃ ولد علیؓ من فاطمۃ۔ کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب . . .

حسن کے دو بھائی تھے۔

ایک علی بن صالح اور دوسرا صالح بن صالح۔ یہ دونوں اپنے بھائی حسن کے ہم مذہب تھے اور علی متکلین میں سے تھا۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ زیادہ تر علمائے حدیث زیدی تھے۔ یہی حال فقہا سے محدثین مثلاً سفیان بن عیینہ۔ سفیان ثوری اور باقی محدثین کا ہے۔

مقاتل بن سلیمان

یہ زیدیہ کے محدثین اور قراء میں سے ہے۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب التفسیر الکبیر۔ یہ اس سے . . . نے روایت کی۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب تفسیر الخمس مائۃ۔ کتاب القراءات۔ کتاب متشابہ القرآن۔ کتاب نوادر التفسیر۔ کتاب الوجوہ والنظائر۔ کتاب الجوابات فی القرآن۔ کتاب الرد علی القدریۃ۔ کتاب الاقسام واللغات۔ کتاب التقدیم والتاخیر۔ کتاب الآیات والمتشابہات۔

مقالۂ پنجم

تیسرا فن

واقعاتِ علماء اور ان کی تصنیفات کے نام

متکلمین مجبرہ اور ربابیہ حشویہ اور ان کی تصنیفات

نجار

ابو عبداللہ حسین بن محمد بن عبداللہ نجار۔ یہ عباس بن محمد ہاشمی کے کارخانہ میں دیباباف تھا۔ اس کا شمار متکلمین مجبرہ کے بزرگ اور جلیل القدر لوگوں میں ہوتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ ترازو بناتا تھا اور باشندگانِ بم سے تھا۔ بولتا تو چمگادڑ کی سی آواز نکلتی۔ یہ صاحبِ نظر اور صاحبِ بصیرت تھا۔ نظام کے ساتھ اس کی متعدد نشستیں اور بحثیں رہیں۔ اس کی وجہ موت بھی یہی بات ہوئی کہ اس نے اس کے ایک دوست کے مکان پر ابراہیم نظام سے ملاقات کی۔ حسین نے سلام کیا تو ابراہیم نے کہا۔

"تشریف رکھیے تاکہ میں آپ سے گفتگو کروں"۔ یہ بیٹھ گیا تو ابراہیم نے کہا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اسے تم بھی پیدا کر سکو"؟

حسین نے کہا۔ "جو اللہ نے پیدا کیا ہے، میرے لیے اس کا فاعل بننا ممکن ہے"

ابراہیم نے کہا۔ "جو اللہ نے پیدا کیا ہے وہ اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ کیا وہ اس کا پیدا کردہ نہیں ہے؟"

حسین نے کہا۔ "وہ اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے"

ابراہیم نے کہا۔" اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس فعل کا فاعل بنا جس کی اللہ نے تخلیق کی ہے اور اگر تیرے لیے اللہ کی مخلوق کا فاعل بننا ممکن ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ تو اللہ کی مخلوق کا خالق بن سکے ؟"

حسین نے جواب میں کہا ،

" میں اللہ کی تخلیق کا فاعل نہیں ، بلکہ اس فعل کا فاعل ہوں ، جس کی تخلیق اللہ نے کی ہے ؟"

ابراہیم نے کہا " جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا ہے وہ اللہ ہی کی مخلوق ہے ۔ کیا وہ اس کی مخلوق نہیں ؟"

حسین نے جواب دیا " بے شک وہ اللہ ہی کی مخلوق ہے ۔" اس پر ابراہیم نے زور سے اس کے سینے پر ضرب لگائی اور کہا " چلے جاؤ ۔ اللہ اس کو ذلیل کرے ۔ جو تمھیں کسی پہلو سے بھی صاحب علم و فہم قرار دیتا ہے ؟"

چنانچہ فرط ندامت و غم سے اُسے بخار ہو گیا ۔ وہ حالت بخار ہی میں وہاں سے چلدیا اور پھر یہی چیز اس کی موت کا باعث بنی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب الاستطاعۃ ۔ کتاب کان مایکون ۔ کتاب المخلوق ۔ کتاب الصفات والاسماء کتاب اثبات الرسل ۔ کتاب التعدیل والتجویز ۔ کتاب الارادۃ صفۃ فی الذات کتاب الارجا ۔ کتاب العبادات ۔ کتاب الارادۃ الموجبۃ ۔ کتاب القضاء والقدر ۔ کتاب التاویلات ، کتاب المستطیع علی ابراہیم ۔ کتاب الموجز ۔ کتاب العلل فی الاستطاعۃ ۔ کتاب المطالبات ۔ کتاب النکت ۔ کتاب البدل ۔ کتاب الرد علی الملحدین ۔ کتاب الترک ۔ کتاب اللطف والتائید کتاب الثواب والعقاب ۔ کتاب الابواب ۔ کتاب المعرفۃ فی الاجماع ۔

حفص الفرد

یہ مجبرہ کے اکابر میں سے تھا اور نجار کا ہم پایہ تھا ۔ اس کی کنیت ابو عمرو تھی مصری تھا ۔ جب یہ بصرہ میں آیا تو ابو الہذیل کے بارے میں سنا ، اس سے ملا اور اس کے ساتھ مناظرہ

بھی لکھے۔ لیکن ابوالہذیل نے اسے خاموش کر دیا۔ پہلے معتزلی تھا۔ پھر خلق افعال کا قائل ہو گیا۔ اس کی کنیت ابو یحییٰ بھی تھی۔ اس کی تصنیفات، جو اسکافی کے بھائی کے بیٹے اور بنو ہشم کے غلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں، یہ ہیں :-

کتاب الاستطاعۃ۔ کتاب التوحید۔ کتاب فی المخلوق علی ابی الہذیل۔ کتاب الرد علی النصاریٰ۔ کتاب الرد علی المعتزلۃ۔ کتاب الابواب فی المخلوق۔

متکلمینِ مجبرہ میں سے وہ لوگ جن کی تصنیفات کا پتہ نہ چل سکا

کبلان۔ قسیان۔ رکان۔ حسین بن کوران۔ یہ لوگ موالی تھے۔ ابوالحسن سمری۔ ابن وکیع بنانی۔

ابن کُلّاب

عبداللہ بن محمد بن کلاب قطان۔ یہ بابیہ حشویہ میں سے تھا۔ عباد بن سلیمان کے ساتھ اس کے متعدد مناظرے ہوتے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ کلام اللہ، اللہ ہی ہے۔ اس عقیدہ کی بنا پر عباد کہا کرتا تھا کہ یہ نصرانی ہو گیا ہے۔

ابوالعباس بغوی کہتا ہے کہ ہم فثیون نصرانی کے ہاں گئے۔ وہ دارالرومؑ کے مغربی جانب رہتا تھا۔ سلسلۂ کلام میں، میں نے اس سے ابن کلاب کے بارے میں پوچھا تو اس نے کلیسا کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ، عبداللہ پر رحم کرے' وہ اس گوشہ میں بیٹھا کرتا تھا۔ کلام اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ (نصرانیت) اس نے مجھ ہی سے لیا ہے۔ اگر وہ چند سے اور زندہ رہتا تو ہم مسلمانوں کو نصرانی بنا لیتے"۔

بغوی کا قول ہے کہ محمد بن اسحاق طالقانی نے اس سے سوال کیا۔

"آپ مسیح کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ ؟"

اس نے جواب میں کہا۔ "وہی جو اہل سنت مسلمان قرآن کے بارے میں رکھتے ہیں"۔

عبداللہ کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الصفات ۔ کتاب خلق الافعال ۔ کتاب الرد علی المعتزلۃ ۔

بعض کُلّابیہ

ابو محمد ۔ یہ اہل سنت کا قاضی تھا ۔ کتاب السنۃ والجماعۃ اس کی تصنیف ہے

عطوی

اس کا نام محمد بن عطیہ، ایک روایت کے مطابق محمد بن عبدالرحمن بن ابوعطیہ ہے۔ بنو لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا حلیف تھا ۔ ماہر متکلمین میں سے تھا ۔ کنیت ابوعبدالرحمن تھی ۔ حسین نجار کے مسلک کا حامل تھا ۔ لیکن "ادراک" میں اس نے اس کی مخالفت کی ہے ۔ علاوہ ازیں بے تکلف شعر بھی کہتا تھا ۔ اہل بصرہ سے تھا اور مدینۃ السلام ۔ بغداد ۔ کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔ پھر وہاں سے سرمن رائے چلا گیا ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب خلق الافعال ۔ کتاب الادراک ۔

سلام قاری

اس کی کنیت ابو منذر تھی ۔ اہل عدل نے اس کو ابو مدبر کا لقب دے رکھا تھا ۔ اس کے غلام نے اس کی کنیز سے فعل بد کا ارتکاب کیا ۔ اس پر اس نے کہا ۔
" افسوس ہے ، تم نے یہ کیا حرکت کی ۔ ؟ "
اس نے جواب دیا " قضائے الٰہی کا یہی فیصلہ تھا "
اس نے کہا " چونکہ تم قضا وقدر سے واقفیت رکھتے ہو ، لہٰذا آزاد ہو ۔ "
اور اس کنیز سے اس کا نکاح کر دیا ۔
اس کی تصنیفات یہ ہیں ۔۔

عبداللہ بن داود

یہ مجبرہ میں سے تھا۔ ا پنے دوستوں کے ساتھ ایک طرف روانہ ہوا، اور وہ خوب جانتے تھے کہ اس کا ارادہ کدھر کا ہے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا "ہم نے تو صلح کرا دی ہے اگر اللہ بگاڑ نہ پیدا کر دے۔"

تعالی اللہ من ذلک۔

اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

کرابیسی

ابو علی حسین بن علی بن یزید مہلبی کرابیسی۔ مجبرہ سے تھا اور حدیث و فقہ کا عالم تھا۔ میں نے یہاں اس کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ دوسروں کی نسبت مسلک جبر سے قریب تر تھا۔ سنہ . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المدلسین فی الحدیث۔ کتاب الامامۃ۔ اس میں اس نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں حسد و کینہ سے کام لیا ہے۔

بعض غلامان کرابیسی

فستقۃ۔ اس کا نام محمد بن علی ہے۔ فستقہ کی تصنیف: کتاب غریب الحدیث و تصحیح الآثار — ہے۔ یہ ایک ضخیم مگر نا تمام کتاب ہے۔

ابن ماحیہ — اور شخصہ۔

ابن ابی بشر

یہ ابو الحسن علی بن اسماعیل بن ابو بشر اشعری ہے۔ اہل بصرہ سے تھا۔ پہلے معتزلی تھا پھر عقیدۂ عدل و خلق قرآن سے دست بردار او رتائب ہو گیا۔ جمعہ کے روز بصرہ کی جامع مسجد

میں منبر پر چڑھا اور بلند آواز سے پکار کر کہا۔

"جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا اس سے خود ہی تعارف کرا دیتا ہوں۔ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ :۔

- ۔۔۔ قرآن مخلوق ہے۔
- ۔۔۔ اللہ کا دیدار ان آنکھوں سے ممکن نہیں۔
- ۔۔۔ افعال بشر کا فاعل میں خود ہوں۔

اب میں ان باتوں سے توبہ کرتا اور دست بردار ہوتا ہوں اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ معتزلہ کی تردید کروں۔"

چنانچہ اس نے ان کے فضائح و عیوب کی نشاندہی کی۔

اس میں خوش طبعی اور بذلہ سنجی کا عنصر زیادہ تھا۔ ابن ابوالبشر ۔۔۔۔ ۔ ۔ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب اللمع۔ کتاب الموجز۔ کتاب ایضاح البرہان۔ کتاب التبیین عن اصول الدین۔ کتاب الشرح والتفصیل فی الرد علی اہل الافک والتضلیل۔

بعض پیروان ابن ابی بشر

دمیانی اور حمویہ۔ یہ دونوں اہل سیراف سے تھے اور ابن ابی البشر جدل و مشاغبہ میں ان سے مدد لیا کرتا تھا اور یہ اس کے مسلک کے عالم تھے۔ ان کی کوئی کتاب دست یاب نہیں ہو سکی۔

مجبرہ

کوشانی ۔۔۔ اس کا نام ۔ ۔ ہے۔ صالحی سے اس کے کئی مناظرے ہوتے۔ اس مذہب سے متعلق اس کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں کتاب خلق الافلاک۔ کتاب الرؤیۃ اور کتاب ۔ ۔ ۔ شامل ہیں۔

حواشی

[۱] بم — (بفتح با و تشدید میم) کرمان کے شہروں میں سے ایک شہر۔
(معجم البلدان)

[۲] دارالروم — یہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے۔ اسے دارالروم اس لیے کہتے ہیں کہ عباسی خلیفہ مہدی (۱۵۸ — ۱۶۹) کے زمانۂ خلافت میں اس مقام پر روم کے قیدیوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔ یہاں انھوں نے ایک کلیسا تعمیر کر لیا اور یہ جگہ دارالروم کے نام سے موسوم ہو گئی۔

[۳] سیراف — (بکسر سین و سکون یا) بحر فارس کے ساحل پر ایک بہت بڑا شہر تھا۔ زمانۂ قدیم میں ہندوستان کی کشتیاں اسی ساحل پر آکر رکتی تھیں۔
(تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان)

مقالۂ پنجم

حصہ ثانی

علما کے حالات اور ان کی تصنیفات کے نام

واقعات متکلمین خوارج اور ان کی کتابوں کے نام

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس مذہب کے قائدین کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن وہ سب اصحاب تصنیف نہیں ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے ہم ایک شخص کے بارے میں یہ سمجھتے ہوں کہ وہ صاحبِ تصنیف نہیں مگر وہ درحقیقت صاحبِ تصنیف ہو اور اس کی تصنیف ہم تک نہ پہنچی ہو کیونکہ ان کی کتابیں مخفی اور محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

اُن کے بعض متکلمین

یمان بن رباب ۔ یہ بزرگانِ خوارج اور ان کے قائدین میں سے تھا۔ پہلے ثعلبی تھا۔ پھر عقیدہ بیہسیہ اختیار کر لیا۔ بالغ نظر متکلم اور صاحبِ تصنیفات تھا۔ اس ضمن میں اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المخلوق۔ کتاب التوحید۔ کتاب احکام المؤمنین۔ کتاب الرد علی المعتزلۃ فی القدر۔ کتاب المقالات۔ کتاب اثبات امامۃ ابی بکر۔ کتاب الرد علی المرجئۃ۔ کتاب الرد علی حماد بن ابی حنیفۃ۔

یحییٰ بن کامل

ابوعلی یحییٰ بن کامل بن طلیحہ خدری۔ ابتدا میں بشر مریسی کا پیرو اور مرجئہ تھا۔ پھر

مذہب اباضیہ اختیار کر لیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب المسائل التی جرت بینہ و بین جعفر بن حرب ۔ معروف بہ جلیہ ۔ کتاب المخلوق ۔
کتاب التوحید والرد علی الغلاۃ وطوائف الشیع ۔

صیرفی

ابو علی بن حرب ۔ متکلمین خوارج سے تھا اور ہلالی تھا ۔ یعنی بنو ہلال سے تعلق رکھتا تھا ۔
اس کی تصنیفات میں سے کتاب . . . ہے ۔

عبداللہ بن یزید اباضی

اکابر خوارج اور ان کے متکلمین میں سے تھا ۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التوحید ۔ کتاب علی المعتزلہ ۔ کتاب الاستطاعۃ ۔ کتاب الرد علی الرافضۃ ۔

حفص بن اشیم

یہ گروہ خوارج سے تعلق رکھتا تھا ۔ کتاب الفرق والرد علیہم ۔ اس کی تصنیف ہے ،
جو جبیر بن غالب سے مروی ہے ۔

اصحاب نظر خوارج

یہ صالح ۔ داؤد اور زیاد اعصم تھے ۔ جو مسائل میں باہم اختلاف رکھتے تھے ۔ ان کی کوئی
تصنیف دستیاب نہیں ہوئی ۔

بعض اصحاب تصنیف قائدین اباضیہ

ابراہیم بن اسحاق اباضی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الرد علی القدریۃ ۔ کتاب الامامۃ ۔

صالح ناجی

بنو ناجیہ سے تھا اور بزرگان اباضیہ میں سے گردانا جاتا تھا۔ کتاب التوحید اور کتاب الرد علی المخالفین، اس کی تصنیفات ہیں۔

ہیثم بن ہیثم

یہ بھی ناجی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-
کتاب الامامۃ اور کتاب الرد علی الملحدین۔

خطاب بن . . .

اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

مقالہ پنجم

پانچواں فن

علما کے حالات اور اُن کی تصنیفات

سیاحوں، زاہدوں، عبادت گزاروں اور اُن صوفیا کے حالات

جنھوں نے قلب کے خطرات و وساوس پر گفتگو کی ہے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ابو محمد جعفر خلدی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر پڑھی جو قائدین اور رؤسائے صوفیا میں سے تھا۔ اور پاک باز اور زاہد شخص تھا۔ جو کچھ میں نے اس کا لکھا ہوا پڑھا وہ خود اس کی زبان سے بھی سنا۔ اس کا کہنا ہے کہ

میں نے ابو القاسم جنید بن محمد سے تحصیل علم کی اور اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ابو الحسن سری بن مغلس سقطی سے علم حاصل کیا اور اس نے کہا کہ سری نے معروف کرخی سے سیکھا اور معروف کرخی نے فرقد سبخی سے پڑھا اور فرقد نے حسن بصری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حسن نے انس بن مالک سے کسب علم کیا پھر حسن نے ستر بدری صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

عباد و زہاد اور صوفیا

اسی کی تحریر سے یہ نام معلوم ہوئے۔

حسن بن ابو الحسن بصری — ان کا ذکر گذر چکا ہے۔

محمد بن سیرین ۔ ہرم بن حیان ۔ علقمہ اسود ۔ ابراہیم نخعی ۔ شعبی ۔ مالک بن دینار ۔ محمد بن واسع ۔ عطا رسلمی ۔ مالک بن انس ۔ سفیان ثوری ۔ ان کا ذکر آگے آئے گا ۔ اوزاعی ان کا ذکر آگے آئے گا ۔ ثابت بنانی ۔ ابراہیم تیمی ۔ سلیمان تیمی ، ان کا ذکر گزر چکا ہے ۔ فرقد سنجی ۔ ابن سماک ۔ عتبہ غلام ۔ صالح مری ۔ یہ دہقانی تھا ۔ ابراہیم بن ادہم ۔ عبدالواحد بن زید ۔ ابن منکدر ۔ محمد بن حبیب فارسی ۔ ربیع بن خثیم ۔ ابومعاویہ اسود ۔ ایوب سختیانی ۔ یوسف بن اسباط ۔ ابوسلیمان دارانی ابن ابوالحواری ۔ داؤد طائی ۔ فتح موصلی ۔ شیبان راعی ۔ معافا بن عمران ۔ فضیل بن عیاض ۔

یحییٰ بن معاذ رازی

زاہد ، شب زندہ دار اور عبادت گزار تھا ۔ اس کے پیروکار بھی تھے ۲۰۶ھ میں فوت ہوا ۔ کتاب المریدین ۔ اس کی تصنیف ہے ۔

یمانی

عمر بن محمد بن عبدالحکم ۔ ابوحفص کنیت تھی ۔ زہاد اور صوفیا کے زمرہ میں شامل تھا ۔ کتاب قیام اللیل والتہجد اس کی تصنیف ہے ۔

بشر بن حارث

عابد و زاہد تھا ۔ ۲۲۷ھ میں فوت ہوا ۔ کتاب الزہد اس کی تصنیف ہے ۔

زہاد و صوفیا میں سے مصنفین کے حالات اور ان کی تصنیفات

حارث بن اسد

محاسبی بغدادی ۔ زہاد میں سے تھا ۔ عبادت ، دنیا سے بے نیازی اور مواعظ اس کا موضوع گفتگو تھا ۔ برجستہ گو ، فقیہ اور متکلم تھا ۔ حدیث سے متعلق بھی اس کی نگارشات موجود

ہیں۔ عابد صالح لوگوں کے انداز و اسلوب سے بھی متعارف ہوا۔ ۲۴۳ھ میں وفات پائی کتاب التفکر والاعتبار اس کی تصنیفات میں سے ہے۔ بقول خطیب زہد، اصولِ دیانت اور ردِّ معتزلہ میں یہ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔

عبدالعزیز بن یحییٰ مکی

طبقۂ حارث میں شامل تھا۔ اس کا نام عبدالعزیز بن یحییٰ بن عبدالملک بن مسلم بن میمون کنانی ہے۔ برجستہ گو متکلم اور عابد و زاہد تھا۔ کلام اور زہد کے باب میں اس کی تصنیفات بھی ہیں سے . . . میں فوت ہوا کتاب الحیدۃ فیما جری بینہ و بین بشر المریسی اس کی تصنیف ہے۔

منصور بن عمّار

اس کی کنیت ابو سری ہے۔ زاہد اور پاک باز تھا۔ اس سے لوگوں نے جو علم حاصل کیا اس کو انھوں نے کتابوں سے نہیں "مجالس" سے موسوم کیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

مجلس فی الجنین۔ مجلس الدیباج۔ مجلس صفۃ الابل۔ مجلس السبیل۔ مجلس فی ذکر الموت۔ مجلس فی حسن الظن باللہ۔ مجلس فی العینۃ والدین۔ مجلس فی البلی۔ مجلس السحاب علی اہل النار۔ مجلس فی انظرونا۔ مجلس فی الجنۃ۔ مجلس العرض علی اللہ عزوجل۔ مجلس نقتبس من نورکم فی النار۔ مجلس التعزیۃ فی الغزو۔ مجلس المسبحی فی ذکر الموت۔

بُرجُلانی

اس کا نام محمد بن حسین اور کنیت ابو جعفر ہے۔ اس نے زہد و ورع کے موضوع سے متعلق کتابیں تصنیف کیں۔ اور سنہ . . . میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب الصحبۃ۔ کتاب المتیمین۔ کتاب الجود والکرم۔ کتاب الہمۃ۔ کتاب الصبر

کتاب الطاعۃ۔

عتبۃ الغلام

زہاد میں سے تھا۔ کتاب رسالۃ فی الزہد اس کی تصنیف ہے۔

ابن ابی الدنیا

اس کا نام عبید اللہ بن محمد بن عبید اور کنیت ابوبکر ہے۔ ولاء کے اعتبار سے قرشی تھا۔ مکتفی باللہ کا اتالیق تھا۔ پرہیزگار، زاہد اور اخبار و روایات کا عالم تھا۔ سوموار۔ ۴ جمادی الاخری ۲۸۱ھ کو فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مکاید الشیطان۔ کتاب الحلم۔ کتاب فقۃ النبی علیہ السلام۔ کتاب ذم الملاہی، کتاب ذم الفحش۔ کتاب العفو۔ کتاب ذم المسکر۔ کتاب التوکید۔ کتاب فضل شہر رمضان کتاب صدقۃ الفطر۔ کتاب تزویج فاطمۃ رضی اللہ عنہا۔ کتاب القرآۃ۔ کتاب الاصوات۔ کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر۔ کتاب الہم والحزن والکمد۔ کتاب الاخلاص والنیۃ۔ کتاب الطواعین۔ کتاب الصبر و آداب اللسان۔ کتاب النوادر۔ کتاب الرغائب۔ کتاب التوابع۔ کتاب اخبار قریش۔ کتاب ذم الدنیا۔ کتاب صفۃ المیزان۔ کتاب صفۃ الصراط۔ کتاب الموقف۔ کتاب شجرۃ طوبی کتاب سدرۃ المنتہیٰ۔ کتاب مکارم الاخلاق۔ کتاب ذکر الموت والقبور۔ کتاب فضل المنکر۔ کتاب التقویٰ۔ کتاب زہد مالک بن دینار۔

ابن الجنید

اس کا نام۔ . . ہے اور تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الجنۃ۔

کتاب الخوف۔

کتاب الورع۔ کتاب البرہان۔

مصری

ابوالحسن علی بن محمد بن احمد سامرا میں پیدا ہوا۔ پھر مصر گیا۔ اس کے بعد بغداد چلا گیا۔
۲۵۰ھ میں سامرا میں پیدا ہوا، اور وہیں پلا بڑھا۔ عبادت گذار، زاہد، فقیہ اور عالم حدیث تھا۔ ۳۳۸ھ میں وفات پائی۔ زہد کے موضوع سے متعلق اس کی تصنیفات میں سے الکتاب الکبیر ہے جو چالیس کتابوں پر مشتمل ہے جن میں سے چند یہ ہیں:۔
کتاب قیام اللیل۔ کتاب المتحابین۔ کتاب المراقبۃ۔ کتاب الصمت۔ کتاب الخوف۔ کتاب التوبۃ۔ کتاب الصبر۔ کتاب الاناث والمجانین۔ کتاب الجامع الصغیر فی الآداب۔ کتاب الحدیث فی الزہد۔ کتاب التواضع حدیث۔ کتاب الاخلاص۔
علاوہ ازیں فقہ کے بارے میں اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المناسک۔ کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الفرائض۔ کتاب المنیۃ۔ کتاب الزکاۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب فضل الفقر علی الغنی۔

صوفیا کا ایک اور گروہ

غلام خلیل

اس کا نام عبداللہ بن احمد بن محمد بن غلاب بن خالد بن فراس باہلی ہے۔ غلام خلیل کے نام سے معروف تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الدعاء۔ کتاب الانقطاع الی اللہ جل اسمہ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب المواعظ۔

سہل تستری

بن عبداللہ بن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رافع تستری۔ صوفی تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب دقائق المحبین۔ کتاب مواعظ العارفین۔ کتاب جوابات

اہل الیقین۔

فتح موصلی

یہ اصلاً مملوک تھا۔ زاہد اور صوفی منش تھا۔ اس کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ اس کا کلام لوگوں کو یاد ہے اور اس کے الفاظ دلوں میں نقش ہیں۔

ابوحمزہ صوفی

اس کا نام محمد بن ابراہیم ہے اور تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب المنتقین من السیاح والعباد والمتشوفین۔ یہ کتاب اس سے گروہِ صوفیا کے ایک شخص ابوالحسن احمد بن محمد دینوری نے روایت کی۔ اس کی دیگر تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب الابدال۔ کتاب مواطن العباد۔

محمد بن یحییٰ

یہ ازدی ہے یا ادمی۔ مجھے اس میں شک ہے۔ اس کی تصنیف۔ کتاب التوکل ہے جو اس سے ابوعلی محمد بن حسن بن ہشام قاری نے روایت کی۔

جنید

بن محمد بن جنید۔ یہ شخص اس جنید کی اولاد میں سے نہیں ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کا شمار تیسری صدی ہجری سے بعد کے متکلمین صوفیا میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔ کتاب امثال القرآن۔ کتاب رسائل۔ جو ۰ ۰ پر مشتمل ہے۔

مذہب اسماعیلیہ کے بارے میں

ابوعبداللہ بن رزام نے۔ اپنی اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا ہے جس میں اسماعیلیہ

کی تردید کی ہے اور ان کے مذہب کی وضاحت کی ہے۔ میں اسے یہاں اسی کے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں صدق اور کذب کی ذمہ داریوں سے بری ہوں ـــــ وہ کہتا ہے۔

عبداللہ بن میمون معروف بہ قداح۔ قرزح العباس کا باشندہ تھا جو شہر اہواز سے قریب ہی واقع ہے۔ اس کا باپ میمون ہے اور یہ وہی میمون ہے، جس کی طرف مشہور فرقہ میمونیہ منسوب ہے۔ اس فرقہ نے الوہیت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے داعی ابوالخطاب محمد بن ابوزینب کی پیروی کا اظہار کیا ـــــ میمون اور اس کا یہ بیٹا دیصانی تھے۔

عبداللہ خاصی مدت تک مدعیٔ نبوت بھی رہا۔ شعبدے دکھاتا تھا اور کہتا تھا، کہ زمین میرے لیے سکڑ جاتی ہے۔ میں کم سے کم مدت میں جہاں چاہوں، جا سکتا ہوں۔ وہ دنیا کے دور دراز شہروں میں رونما ہونے والے حوادث کی اطلاع بھی دیتا تھا۔ اس نے متعدد مقامات پر وظیفہ خوار لوگ متعین کر رکھے تھے جن کو مالی امداد بہم پہنچاتا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا اور وہ اس کے اسرار و رموز بتانے میں اس کی مدد کرتے۔ ان کے پاس سدھائے ہوئے پرندے تھے جن کو وہ مختلف مقامات سے عبداللہ کی جائے اقامت کی طرف اڑاتے اور ان کی وساطت سے جو واقعات اسے حاصل ہوتے وہ حاضرین مجلس کو بتاتا اور اس طرح دھوکہ سے انھیں گمراہ کرتا۔

کچھ عرصہ بعد وہ عسکر مکرم چلا گیا، لیکن جب سختی اور تکلیف کا ہدف بنا تو وہاں سے بھاگ گیا۔ محلہ ساباط ابو نوح میں اس کے دو مکان تھے، وہ دونوں گرا دیے گئے۔ ایک کی مسجد بنا دی گئی اور دوسرا ابھی تک ویران اور کھنڈر پڑا ہے۔ وہاں سے یہ بصرہ چلا گیا اور عقیل بن ابوطالب کی اولاد میں سے ایک گروہ کے ہاں قیام پذیر ہوا۔

وہاں بھی اس پر سختی کی گئی تو بھاگ کر سلمیہ چلا گیا۔ جو کہ حمص کے قریب واقع ہے وہاں اس نے زمین خرید لی اور کوفہ کے اطراف و نواح میں اپنے دعات پھیلا دیے۔ وہاں ایک شخص حمدان بن اشعث نے جو کوتاہ قد اور کوتاہ ساق ہونے کی وجہ سے "قرمط" کے لقب سے ملقب تھا ـــــ اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ قرمط، قس بہرام

نام کے ایک گاؤں میں کاشت کار اور نقاش تھا۔ قرمط چونکہ گھاگ اور ہوشیار تھا اس لیے گاؤں کا چودھری بن بیٹھا۔ اس کی دعوت کی نشر و اشاعت کے لیے عبدان نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ یہ شخص کئی کتابوں کا مصنف تھا اور ان میں سے بیشتر محض اس کی طرف منسوب تھیں۔ عبدان نے دعات کو کوفہ کے گرد و نواح میں پھیلا دیا اور خود قرمط کلواذی میں اقامت گزین ہو گیا۔ ادھر عبداللہ بن میمون نے اپنی اولاد میں سے ایک شخص کو طالقان میں مقیم رہ کر اس کے ساتھ سلسلۂ مراسلت جاری رکھنے پر مامور کر دیا۔ یہ ۲۶۱ھ کا واقعہ ہے۔

عبداللہ وفات پا گیا تو اس کا بیٹا محمد بن عبداللہ اس کا جانشین مقرر ہوا۔ محمد کی وفات کے بعد ان کے دعات اور ہم مشرب گروہ میں اختلافات رونما ہو گئے۔ بعض نے اس کے بھائی احمد بن عبداللہ کو اس کا خلیفہ گردانا اور بعض نے کہا کہ اس کی جانشینی و خلافت کا استحقاق اس کے بیٹے ہی کو حاصل ہے۔ اس کا نام بھی احمد ہے اور ابو الشلعلع لقب ہے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد سعید بن حسین بن عبداللہ بن میمون داعی بنا۔ کیونکہ حسین اپنے باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ سعید کی طرف سے یہ دعوت بنو علیس کے کلبیوں میں پھیل گئی۔ عبداللہ اور اس کی اولاد بصرہ سے جانے کے بعد اس بات کے ہمیشہ مدعی رہے کہ وہ خاندان عقیل میں سے ہیں اور اپنے اس انتساب نسب کے دعوے کو انھوں نے بصرہ ہی میں مستحکم و استوار کر لیا تھا۔ اولادِ عبداللہ کی کوششوں ہی سے یہ دعوت پھیلی اور ان کے دعات رے۔ طبرستان۔ خراسان۔ یمن۔ احساء۔ قطیف اور قدس تک پہنچے۔

پھر سعید مصر گیا اور علوی و فاطمی ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہاں وہ عبیداللہ کے نام سے موسوم ہوا، اور نوشری اور حکومت کے ارباب اعزاز و اکرام کے ساتھ تعلقات پیدا کیے اور بڑا دولت مند ہو گیا۔ اس کی خبریں معتضد کو پہنچیں تو اس نے گرفتاری کے احکام جاری کر دیے، لیکن یہ مغرب کی جانب بھاگ نکلا۔ اس لیے کہ وہاں اس کے دعاۃ بربریوں کے دو قبیلوں کو اپنے اثر و رسوخ کی گرفت میں لے چکے تھے اور وہاں اس

کے بڑے قصبے مشہور ہیں۔ ان بلاد میں اس نے اپنی پوزیشن بڑی مضبوط اور مستحکم کرلی۔

اس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کے نسب کے بارے میں اس کا دعویٰ لوگوں کے لیے قابلِ قبول نہیں، چنانچہ اس نے ایک کم سن بچے کے متعلق یہ ظاہر کیا کہ یہ محمد بن اسماعیل کی اولاد سے ہے اور اس کا نام حسن ابوالقاسم ہے۔ ابو عبید اللہ کے بعد قائم بالامر یہی ہے۔

حسن کے زمانہ میں اس کے بہت سے ماننے والوں نے شریعت کا استخفاف کیا۔ اور نبوت کی توہین کی۔ چنانچہ اس کی مخالفت میں ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ شخص ابو یزید مختسب سے معروف تھا۔ اس کا نام مخلد بن کیداد بربری زناتی تھا۔ جزیرۂ اباضی نکاریہ میں سے تھا اور صاحب الحمار مشہور تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کرلی۔ اس نے حسن کو مہدیہ میں محصور کرلیا اور اسی عالم میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

حسن کے بعد اس کا بیٹا، اسماعیل ابوطاہر اس کا جانشین ہوا۔ اس نے باقاعدہ شریعت کی تعظیم و احترام کا اظہار کیا۔

ابو یزید جب مذہب اباضیہ کی ترویج کے لیے کوشاں ہوا تو لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے اور بالآخر وہ مقتول و مصلوب ہوا۔ یہ ۳۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

۳۴۰ھ میں زمانۂ حسن کی طرح ان بلاد میں پھر اسی استخفاف شریعت کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر اللہ نے اس کو جلد ہی موت کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا معد ابو تمیم اس کا جانشین مقرر ہوا۔

معد مصر میں سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس نے اس کو سنہ . . . میں فتح کیا تھا۔ اس کا بیٹا نزار بن معد۔ جس کی کنیت ابو منصور تھی۔ اس کا جانشین بنا۔

اس کے علاوہ ایک اور حکایت

عبید اللہ نے ۳۰۳ھ میں ابو سعید شعرانی کو خراسان بھیجا اور اس نے اپنے تشیع

کا غلط اظہار کرکے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیا۔ اس کی موت کے بعد حسین بن علی مروزی اس کا خلیفہ ہوا۔ اس نے وہاں خاصا اقتدار حاصل کر لیا۔ بعد ازاں اس کو نصر بن احمد نے قید کر لیا اور وہ قید خانہ میں ہی وفات پا گیا۔

نسفی اس کا جانشین ہوا۔ اس نے نصر بن احمد کو دھوکہ دے کر اپنے حلقہ دعوت میں داخل کر لیا اور اس سے اس نے مروزی کی ایک سو انیس دینار دیت وصول کی۔ جس کے ہر دینار کو ایک ہزار دینار کے برابر سمجھنا چاہیئے اور کہا کہ وہ یہ رقم صاحب مغرب کو جو کہ قائم بامرہ ہے بھیجے گا۔ نصر کو اس دوران بیماری نے آلیا اور چارپائی پر ڈال دیا۔ یہ نسفی کی بات ماننے پر بڑا نادم ہوا، اور اس کا اظہار بھی کر دیا اور وہ اسی حالت میں وفات پا گیا۔

اس کے بیٹے نوح بن نصر نے فقہا کو جمع کیا اور نسفی کو اس مجلس میں بلایا۔ انھوں نے اس سے مناظرہ کیا اور اس کو خوب خوب رسوا و ذلیل کیا۔ دیت کے ان دیناروں میں سے نوح کو صرف چالیس دینار واپس ملے۔ نسفی اور دوسرے دعاۃ اور ان کے سرکردہ لوگوں کو، جو شریک دعوت تھے اس نے قتل کر ڈالا اور سب کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

دوسری حکایت

پہلا شخص جو جو قداح سے رے، آذربائیجان اور طبرستان آیا، وہ شخص تھا جو زنی وھنا تھا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ اس کا بیٹا مر گیا تو ایک اور شخص نے جو غیاث کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی مسند سنبھالی۔ وہ مر گیا تو اس کا بیٹا اور ایک اور شخص جو محمد وم کے نام سے متعارف تھا، اس کے خلیفہ بنے۔ وہ مرا تو ابو حاتم ورسانی اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔ یہ شخص ابتدا میں مجوسی تھا۔ پھر دہریہ ہو گیا۔ بعد ازاں زندیقیت اختیار کر لی۔ اور تشکیک کا شکار ہو گیا، لیکن یمن، فارس اور احسا میں اُن کے دعات وہ تھے جو حمدان قرمط کے خلیفہ و داماد عبدان کی جانب سے یا اس سے

پہلے کے دعات کی طرف سے وہاں آئے تھے۔ واللہ اعلم۔

ایک اور حکایت

بنو قداح سے کچھ قبل کے زمانہ میں، ایسے لوگ بھی تھے جو مجوس اور ان کی حکومت و فرمانروائی کے باب میں شدید تعصب رکھتے تھے اور مختلف اوقات میں کبھی ظاہراً اور کبھی خفیہ طریقہ سے اس کی بازیابی کے لیے کوشاں رہتے تھے اور اس کے لیے انھوں نے اپنی حیلہ بازیوں اور دسیسہ کاریوں سے اسلام میں گوناگوں ناخوشگوار حوادث کی بھی تخلیق کی۔ کہتے ہیں صاحب دعوت — ابومسلم خراسانی — بھی اسی بات کا خواہاں تھا اور اسی پر عمل پیرا رہا اور پھر یہی چیز اس کی ہلاکت کا باعث بنی اور جن لوگوں نے اپنے کو اس کام کے لیے وقف کر دیا اور جنھوں نے اس کا اعلان و اظہار بھی کیا۔ ان میں کا ایک شخص بابک خرمی ہے۔ اس کا ذکر مقالۂ نہم میں آئے گا۔

جن لوگوں نے اس سلسلہ میں عبد اللہ کی موافقت و معاونت کی، ان میں ایک شخص محمد بن حسین کے نام سے موسوم تھا۔ اس کا لقب زیدان تھا۔ یہ مضافات کرخ کا رہنے والا تھا اور احمد بن عبد العزیز بن ابو دلف کے کاتبوں میں سے تھا۔ یہ شخص فلسفہ اور علم نجوم کا ماہر تھا۔ شعوبی تھا اور دولت اسلامیہ سے سخت بغض اور عداوت رکھتا تھا۔ اثبات نفس و عقل و زمان و مکان اور ہیولیٰ کا قائل تھا اور ستاروں میں اثرات روحانی کو مانتا تھا۔ اس کے متعلق ایک ثقہ شخص نے مجھے بتایا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ اس نے علم و احکام نجوم کی روشنی میں دیکھا ہے کہ سلطنت ایرانی میں اور قران شامن میں ان کا دین، مجوسیت میں تبدیل ہو جائے گا، اس لیے کہ مثلثہ، برج عقرب سے نکل کر، برج قوس میں داخل ہو رہا ہے اور برج عقرب ملتِ اسلامی پر اور برج قوس ملتِ ایرانی پر دلالت کناں ہے۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ مجھے امید ہے، اس انتقالِ حکومت و تحول سلطنت کا ذریعہ میں ہوں گا۔ وہ بڑا صاحب ثروت، باہمت اور بہت بڑا حیلہ ساز شخص تھا۔

ابن قداح نے اس دعوت کی نشر و اشاعت کے لیے اس کی بہت مدد کی اور

بڑی مالی امداد بہم پہنچائی۔ جب زیدان وزیر الدولت حموٌیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے عازم دار السلطنت ہوا تو اس نے عسکر کے مقام پر اس سے ملاقات کی۔ اس کی آمد کا مقصد مکہ اور مدینہ پر امارت قائم کرنا اور وہاں کے لوگوں کو اپنے حلقۂ اطاعت و فرمانبرداری میں داخل کرنا تھا۔ اس کی موت یہیں واقع ہوئی اور پھر کام کی تمام تر ذمہ داری ابن غذارح کی طرف منتقل ہو گئی۔

یہ ہے وہ تفصیل جو اس بارے میں ہم معلوم کر سکے ہیں۔

واللہ اعلم بحقیقتہ و بطلانہ۔

کتب اسماعیلیہ کے مصنفین اور اُن کی تصنیفات

عبدان:۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس کی تصنیفات سب سے زیادہ ہیں۔ (کیونکہ) جس کسی نے بھی کوئی کتاب لکھی، اس کی جانب منسوب کر دی۔ عبدان نے جو کتابیں لکھیں اس کی ایک فہرست ہے جو یہ ہے:

کتاب الرحاء والدولاب۔ کتاب الحدود والاسناد۔ کتاب اللامع کتاب الزاہر کتاب المیدان۔

اس کی بڑی بڑی اور ضخیم کتابوں میں سے یہ ہیں:۔

کتاب النیران۔ کتاب الملاحم۔ کتاب المقصد۔

اس کی یہ امتقانہ تصنیفات ہیں جو موجود اور متداول ہیں۔ باقی مشمولات فہرست کو نہ ہم نے دیکھا اور نہ اس کو دیکھنے والے کسی شخص کا سراغ مل سکا۔

ان کی سات بلاغات (بلاغات سبعہ) ہیں جو یہ ہیں:۔

کتاب البلاغ الاول:۔ یہ عوام کے لیے ہے۔ (اہل سنت کے لیے)

کتاب البلاغ الثانی:۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ان کی سطح سے ذرا بلند ہیں۔

کتاب البلاغ الثالث:۔ اس شخص کے لیے جس نے ایک سال اس مذہب کو اختیار کیے رکھا۔

کتاب البلاغ الرابع :— ان لوگوں کے لیے جو دو سال اس مذہب میں شامل رہے۔
کتاب البلاغ الخامس :— ان لوگوں کے لیے جو تین سال اس مذہب میں داخل رہے۔
کتاب البلاغ السادس :— ان لوگوں کے لیے جو چار سال اس مذہب میں رہے۔
کتاب البلاغ السابع :— اس کو اس مذہب کا نتیجہ کہنا چاہیئے۔ اس میں بہت بڑا انکشاف درج ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ کتاب میں نے پڑھی ہے۔ اس میں بڑی جسارت اور بیہودگی ہے یعنی اباحت محظورات اور شرائع اور متبعین شرائع کی توہین۔

گزشتہ بیس سال سے اس نواح میں یہ مذہب روبہ تنزل ہے اور اس کے دعاۃ بہت کم دیکھے گئے ہیں۔ ان کی کوئی تصنیف بھی نظر سے نہیں گزری۔ حالانکہ معز الدولہ کے آغاز عہد میں یہ مذہب شائع و ذائع تھا اور زمین کے ہر گوشے میں اس کے داعی پھیلے ہوئے تھے۔

یہ ہے میری معلومات کا خلاصہ ان بلاد کے متعلق لیکن ممکن ہے مضافات جبل اور خراسان میں یہ تحریک بدستور موجود ہو۔

مصر کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ وہاں کے حکمران دوالی کی طرف سے کسی ایسی بات کا اظہار نہیں ہوا، جو ان امور پر دلالت کناں ہو جو خود اس کے اور اس کے آبا کے بارے میں بیان کیے جاتے ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ والسلام!

ان کے بعض مصنفین

ایک نسفی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب عنوان الدین۔ کتاب اصول الشرع — اور
کتاب الدعوۃ المنجیۃ۔

ابو حاتم رازی

اس کا نام . . . ہے اور اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الزینۃ :- یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو تقریباً چار سو اوراق میں پھیلی ہوئی ہے۔
کتاب الجامع :- اس میں فقہ اور دیگر مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

بنو حمّاد

یہ لوگ موصلیوں میں سے تھے اور ابو یعقوب خلیفۂ امام کی طرف سے جزیرے میں مقیم تھا۔ الجزیرہ اور اس کے مضافات میں فرائض دعوت سرانجام دیتے تھے۔ انھوں نے کتابیں بھی تصنیف کیں جو عبدان کی بابت منسوب کر دیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں :-
کتاب الحق النیّر۔ کتاب الحق المبین۔ کتاب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایک وہ شخص جو ابن حمدان کے نام سے مشہور تھا

اس کا نام . . . ہے۔ میں نے اسے موصل میں دیکھا۔ بنو حماد کی موت کے بعد یہ داعی بنا اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب الفلسفۃ السابعۃ اور کتاب . . . شامل ہیں۔

ابن نفیس

ابو عبد اللہ۔ اس کا شمار اکابر دعات میں ہوتا ہے۔ یہ بغداد میں تھا کہ اسے ابو یعقوب کی خلافت پیش کی گئی، لیکن ابو یعقوب کو اس کے بارے میں کوئی ایسی بات پہنچی جس کی وجہ سے وہ اس کا مخالف ہو گیا اور اس نے ایرانیوں کے ایک گروہ کو اس کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے اس کو بے خبری کے عالم میں دھوکے سے قتل کر دیا۔ اس کی کسی تصنیف کا علم نہیں ہو سکا۔ اسے سنہ . . . میں قتل کیا گیا۔

دبیلی

یہ شخص ابوعبداللہ کا ہم پایہ تھا۔ قیادت و سربراہی کے سلسلہ میں ان دونوں کی باہم کشمکش رہتی تھی۔ یہ ابوعبداللہ سے کئی سال بعد تک زندہ رہا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی کوئی تصنیف نہیں۔

حسنا باذی

اس کا نام . . . ہے۔ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس کے پیروؤں کے ساتھ میں بھی اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ یہ ناحیہ بین القصرین میں رہائش پذیر تھا۔ اپنے کام میں سمجھدار تھا اور معنی عبارت اور ادائیگی کلام میں بہت شگفتہ تھا۔ شیرمی ودیلمی کا طرف دار تھا۔ اس کی جلاوطنی کے بعد بغداد میں یہ جن حالات سے دوچار ہوا، اس کے پیش نظر آذربائیجان چلا گیا تھا۔

حلاج اور اس کا مذہب

اس کے متعلق حکایات اور اس کی اور اس کے متبعین کی کتابیں

اس کا نام حسین بن منصور ہے۔ اس کے شہر اور مولد و منشا میں اختلاف ہے۔ کوئی اسے خراسان کا اور کوئی نیشاپور کا باشندہ بتاتا ہے اور کوئی مرو اور طالقان کا۔ اس کے بعض متبعین کا خیال ہے کہ یہ رَی کا باشندہ ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ یہ جبال کا رہنے والا ہے لیکن اس کے اور اس کے مولد و منشا کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔

میں نے ابوالحسن . . . بن . . . انتہ بن احمد بن ابوطاہر کی تحریر میں پڑھا ہے کہ حسین بن منصور حلاج ایک افسوں گر اور شعبدہ باز آدمی تھا۔ صوفی منش تھا اور اس نے اپنے

آپ کو الٰہی کے الفاظ سے آراستہ کر رکھا تھا۔ تمام علوم کا ماہر و عالم ہونے کا مدعی تھا حالانکہ ان سب علوم میں بالکل کورا تھا۔ کیمیاگری سے کچھ واقف تھا۔ لیکن جاہل، متہور، بےوقوف اور سلاطین کے مقابلہ میں جسور تھا۔ بڑی بڑی سازشوں کا مرتکب اور حکومتوں میں انقلاب برپا کرنے کا خواہاں تھا۔ اپنے پیروؤں کے سامنے اپنی الوہیت کا دعویٰ کرتا اور حلول کا اظہار کرتا۔ بادشاہوں کے سامنے خود کو شیعہ اور عامہ (اہل سنت) کے سامنے صوفی منش ظاہر کرتا تھا اور اس سلسلے میں لوگوں سے کہتا۔

اللہ نے اس میں حلول کر لیا ہے اور وہ عین خدا ہے۔

تعالی اللہ جل وتقدس عما یقول ھولاء علوا کبیرا۔

وہ مزید کہتا ہے کہ وہ شہر بشہر گھومتا پھرتا تھا۔ جب اسے گرفتار کیا گیا تو ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے سپرد کیا گیا۔ اس نے اس کے ساتھ مناظرہ کیا تو دیکھا کہ وہ علوم قرآن، فقہ، حدیث، شعر اور علوم عرب سے قطعی نابلد ہے۔ اس پر علی بن عیسیٰ نے اس سے کہا۔

تمہارے لیے اپنے طہارات و فرائض کا علم حاصل کرنا اس قسم کی مراسلہ نگاری سے کہیں زیادہ مفید تھا کہ جس کو تو خود بھی سمجھ نہیں پاتا۔ تم پر افسوس ہے۔ تم لوگوں کے لیے کب تک یہ مہملات لکھتے رہوگے کہ صاحب نور شعشعانی، تشعشع کے بعد ضوفگن ہونے والا ہے۔ تم کس قدر لائق سرزنش و تنبیہہ ہو۔ بعد ازاں اس کے حکم کے مطابق پولیس کی نگرانی میں اسے پہلے مشرقی جانب اور پھر اسی طرح مغربی جانب لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے دارالسلطنت میں لایا گیا اور زنداں میں ڈال دیا گیا۔ اس نے اپنی چرب زبانی سے اپنے آپ کو ان کے قریب کر لیا اور ان کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ حق بجانب ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق آغاز کار میں وہ لوگوں کو آل محمد کی رضامندی حاصل کرنے کی دعوت دیتا تھا۔ اس پر اس کی مخبری کی گئی اور اسے جبل میں گرفتار کر لیا گیا، اور کوڑے لگائے گئے۔ کہتے ہیں، اس نے ابوسہل نوبختی کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ تو اس نے اس کے فرستادہ سے کہا۔

"میں خود ایک سربراہ مذہب ہوں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ میرے متبع اور

پیرو ہیں۔ اگر میں اس کی دعوت قبول کر لوں تو وہ بھی میرے ساتھ اس کے حلقۂ اتباع میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میرے سر کے اگلے حصے کے بال اڑ گئے ہیں، وہ انھیں دوبارہ اگا دے۔ اس کے علاوہ میں اس سے اور کسی شے کا خواہاں نہیں ہوں۔"

اس کے بعد اس کا فرستادہ دوبارہ نہیں آیا۔

ایک روز اس نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو لوگوں پر مشک جھڑنے لگا۔ دوسری مرتبہ ہاتھ ہلایا تو درہم بکھرنے لگے۔ اس پر حاضرین میں سے ایک فہیم اور عقلمند شخص نے کہا۔

"یہ تو میں وہی درہم دیکھ رہا ہوں جو یہاں چالو ہیں۔ میں اور یہ تمام لوگ جو میرے ساتھ بیٹھے ہیں، اس صورت میں تم پر ایمان لائیں گے جب کہ ہمیں ایک درہم بھی ایسا دے دو جن پر تمھارا اور تمھارے باپ کا نام درج ہو۔"

اس نے کہا "یہ کس طرح ہو سکتا ہے، اس قسم کا کوئی درہم تو بنا ہی نہیں"!

اس نے کہا "جو شخص غیر حاضر شے کو حاضر کر سکتا ہے وہ اس شئ کو بنا بھی سکتا ہے جو ابھی تک نہیں بنی۔" پھر اسے نصر حاجب کے سپرد کیا گیا تو اس نے اس کو بھی بہکایا۔

اس کی کتابوں میں لکھا ہے کہ:۔

"میں ہی قوم نوح کو غرق اور عاد و ثمود کو ہلاک کرنے والا ہوں۔"

جب اس کی یہ باتیں پھیل گئیں اور ہر جگہ اس کی شہرت ہو گئی اور سلطان وقت ان واقعات کی صحت سے آگاہ ہو گیا تو اس نے اس کو ہزار کوڑے لگانے اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ بعد میں اس کو آگ میں جلا دیا۔ یہ ۳۰۹ھ کے آخر کی بات ہے۔

اس کی گرفتاری کی وجہ

میں نے ابوالحسن بن سنان کی تحریر میں پڑھا ہے کہ ۲۹۹ھ میں حلاج کی سرگرمیاں رنگ لائیں اور ان کا چرچا ہوا۔ اور اس کی گرفتاری کا باعث یہ چیز بنی کہ سوس اللہ کے محکمہ برید کا

سربراہ وہاں کے ایک مقام سے گزر رہا تھا جو دبض وقطوہ کے نام سے معروف ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک کوچے میں ایک عورت کہہ رہی ہے۔

"مجھے چھوڑ دو۔ ورنہ میں وہ راز افشا کر دوں گی"

یہ سن کر اس نے اپنے سب ساتھیوں کو اس عورت کی گرفتاری کا حکم دیا اور پوچھا۔

"تمہارے پاس کون سا راز ہے۔؟"

اس نے انکار کیا تو اسے اپنے مکان پر لے گیا اور ڈرایا دھمکایا۔ اس پر عورت نے کہا۔

"میرے مکان کے ایک پہلو میں ایک شخص فروکش ہے جو حلاج کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے کچھ بندے آدمی ہیں جو شب وروز خفیہ طور پر اس کے پاس آتے ہیں اور منکر وناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں۔"

اس نے اسی وقت اپنے ساتھیوں اور بادشاہ کے کارندوں کو اس مکان کی تلاش اور اس پر چھاپہ مارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہاں انھوں نے ایک ایسے شخص کو پایا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اس کو انھوں نے حراست میں لے لیا اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ جس میں نقدی، مشک، کپڑے، صمغ اصفر، عنبر اور زعفران شامل تھا۔ اس نے کہا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔؟"

انھوں نے کہا۔ "کیا تم حلاج ہو؟"

اس نے انکار کیا اور کہا نہ میں حلاج ہوں اور نہ اسے پہچانتا ہوں۔

وہ اسے محکمۂ برید کے سربراہ، علی بن حسین کے مکان پر لے گئے اور ایک مکان میں محبوس کر کے اس کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ اس کے رجسٹر، کتابیں اور کپڑے وغیرہ جو کچھ بھی اس کے پاس تھا ضبط کر لیا۔

شہر میں بات پھیل گئی اور لوگ اسے دیکھنے کے لیے آتے۔ علی بن حسین نے

اس سے پوچھا۔

"تم حلاج ہو۔؟"

اس نے انکار کیا تو سوس کے ایک شخص نے کہا "میں حلاج کو پہچانتا ہوں، اس کے سر میں چوٹ کا ایک نشان ہے۔"

چنانچہ جستجو کے بعد وہ نشان تلاش کر لیا گیا۔ سلطان نے حلاج کے ایک غلام کو جس کا نام وباس تھا، گرفتار کر لیا اور ایک عرصہ تک اس کو قید میں رکھ کر تکلیفوں سے دوچار رکھا۔ پھر جب اس نے حلاج کو تلاش کرنے کا حلفیہ وعدہ کیا تو اسے بہت سا زر و مال دے کر رہا کر دیا۔ وہ حلاج کے تعاقب میں شہر بشہر گھومتا رہا۔ اتفاق سے وہ اس اثنا میں سوس میں داخل ہوا۔ یہ بات اس کو معلوم ہوئی تو تیزی سے بھاگا اور معاملہ کی تحقیق کے بعد سلطان کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہی حلاج ہے تو اسے وہاں سے جایا گیا اور اس کے بعد اس کا جو حشر ہونا تھا ہوا۔

اس کے قتل کا ذمہ دار شخص حامد بن عباس تھا۔ ورنہ سلطان تو اسے رہا ہی کر رہا تھا، کیونکہ اس نے خود سلطان کو، اس کے حرم سرا کو، حامد اور تمام خدام اور عورتوں کو اپنی دعاؤں اور تعویذ گنڈوں کے فریب سے متاثر کر لیا تھا۔ وہ کم کھاتا تھا، بکثرت نمازیں پڑھتا تھا اور ہمیشہ روزے رکھتا تھا۔ اس طرح اس نے ان لوگوں کو دام فریب میں ڈال کر اپنے معتقد و فریفتہ بنا لیا تھا۔ نصر قشوری تو اسے شیخ صالح کے لقب سے یاد کرتا تھا حالانکہ یہ صریح غلطی تھی۔ حامد بھی اس کی تائید و توثیق کرتا۔ تا آنکہ بعض باتوں میں اسے نشانۂ طعن ٹھہرایا گیا، اس نے کہا۔

"میں تم سے مباہلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

حامد نے جواب دیا۔

"اب یہ بات قطعی طور سے ثابت ہو گئی ہے کہ تم پر جو الزامات عاید کیے جاتے ہیں، تم ان کے مرتکب ہو۔"

اس کے بعد اسے قتل اور پھر نذرِ آتش کر دیا گیا۔

تصنیفات حلاج

کتاب طاسین الازل والجوہر الاکبر والشجرۃ الزیتونۃ النوریۃ۔ کتاب الاحرف المحدثۃ والازلیۃ والاسماء الکلیۃ۔ کتاب الظل الممدود والماء المسکوب والحیاۃ الباقیۃ۔ کتاب حمل النور والحیات والارواح۔ کتاب الصیہون۔ کتاب تفسیر قل ہو اللہ احد۔ کتاب الابد والمأبود۔ کتاب قران القرآن والفرقان۔ کتاب خلق الانسان والبیان۔ کتاب کید الشیطان وامر السلطان۔ کتاب الاصول والفروع۔ کتاب سر العالم والمبعوث۔ کتاب العدل والتوحید۔ کتاب السیاسۃ والخلفاء والامراء۔ کتاب علم البقاء والفناء۔ کتاب شخص الظلمات۔ کتاب نور النور۔ کتاب التجلیات۔ کتاب الہیاکل والعالم والعالم۔ کتاب مدح النبی والمثل الاعلی۔ کتاب الغریب الفصیح کتاب الیقظۃ وبدء الخلق۔ کتاب القیامۃ والقیامات۔ کتاب الکبر والعظمۃ۔ کتاب الصلوٰۃ والصلوات۔ کتاب خزائن الخیرات یہ کتاب الالف المقطوع والالف المألوف کے نام سے معروف ہے۔ کتاب ھو ابیدا العارفین۔ کتاب خلق خلائق القرآن والاعتبار۔ کتاب الصدق والاخلاص۔ کتاب الامثال والابواب۔ کتاب الیقین۔ کتاب التوحید۔ کتاب النجم اذا ھوی۔ کتاب الذاریات ذروا۔ کتاب فی ان الذی انزل علیک القرآن لرادک الی معاد۔ کتاب الدرۃ الی نصر القشوری۔ کتاب السیاسۃ الی الحسین بن حمدان۔ کتاب ہو ہو۔ کتاب کیف کان وکیف یکون۔ کتاب الوجود الدول۔ کتاب الکبریت الاحمر۔ کتاب السمری وجوابہ۔ کتاب الوجود الثانی۔ کتاب لاکیف۔ کتاب الکیفیۃ والحقیقۃ۔ کتاب الکیفیۃ بالمجاز۔

عبداللہ بن بکیر

یہ شیعہ ہے۔ اس سے حسن بن فضال نے روایت کی۔ کتاب فی الاصول اس کی تصنیف ہے۔

حُسَین بن مخارق

متقدمین اور بزرگان شیعہ میں سے ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب التفسیر۔ کتاب جامع العلم۔ کتاب . . .

ابوالقاسم

علی بن احمد کوفی فضلائے امامیہ میں سے ہے۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :-
کتاب الاوصیاء۔ کتاب . . .

ابن کورہ

ابوسلیمان داؤد بن کورہ۔ باشندگان قم میں سے ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الرحمۃ۔ کتاب . . .

قبنزہ

اس کا نام اسماعیل بن محمد ہے۔ قم کا باشندہ ہے۔ کتاب المعرفۃ اس کی تصنیف ہے۔

حسنی

یہ ابوعبد اللہ ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب اخبار المحدثین۔ کتاب اخبار معاویۃ۔ کتاب الفضائل۔ کتاب الکشف۔

بلوی

اس کا نام عبد اللہ بن محمد بلوی ہے۔ مصر کے قبیلۂ بلی سے تعلق رکھتا تھا۔ واعظ فقیہ اور عالم تھا۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :- کتاب الابواب۔ کتاب المعرفۃ۔

کتاب الدین وفرائضہ۔

ابن عمران قمی

ابوجعفر محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران۔ فقیہ تھا۔ کتاب النوادر، جو ایک ضخیم کتاب ہے، اس کی تصنیف ہے۔

زیدیہ

داعی الی اللہ امام ناصر للحق حسن بن علی بن حسن بن زید بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب علیہم السلام۔ یہ مذہب زیدیہ کا پیرو تھا۔ اس کی ولادت سنہ ۔ ۔ ۔ میں اور وفات سنہ ۔ ۔ ۔ میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الطہارۃ۔ کتاب الاذان والاقامۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب اصول الزکوٰۃ کتاب الصیام۔ کتاب المناسک۔ کتاب السیر۔ کتاب الایمان والنذور۔ کتاب الرہن۔ کتاب بیع امہات الاولاد۔ کتاب القسامۃ۔ کتاب الشفعۃ۔ کتاب الغصب۔ کتاب الحدود۔ کتاب ۔ ۔ ۔

اس کی یہ تصنیفات تو ہماری نظر سے گزری ہیں، لیکن بعض زیدیہ کا خیال ہے، کہ اس کی تصنیفات سو کے قریب ہیں۔ مگر ہم نے وہ نہیں دیکھیں۔ اگر اس کتاب کے کسی قاری کو ان کتابوں میں سے کسی کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوگا تو اس کا ذکر اس کے مقام پر کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

داعی الی الحق

حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی۔ صاحب طبرستان۔ یہاں یہ ۲۵۰ھ میں ظاہر ہوا، اور طبرستان پر اقتدار حاصل کرنے کے بعد ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

اس کے بعد اس کا بھائی محمد بن زید داعی الی الحق اس کا جانشین ہوا۔ اس نے دیلم پر اقتدار حاصل کیا۔ جن کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب البیان
کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب البیان۔ کتاب الحجۃ فی الامامۃ۔

علوی برسی

یہ قاسم بن ابراہیم بن . . . صاحب معدہ ہے۔ زیدیہ میں سے تھا۔ زیدیہ قاسمیہ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الاشربۃ۔ کتاب الامامۃ۔ کتاب الایمان والنذور۔ کتاب سیاسۃ النفس
کتاب الرد علی الرافضۃ۔

ہادی

یحییٰ بن حسین بن قاسم بن ابراہیم حسنی۔ کتاب الصلوٰۃ اور کتاب جامع الفقہ۔ اس کی تصنیفات ہیں۔

مرادی

یہ زیدیہ میں سے تھا۔ اس کا نام ابوجعفر محمد بن منصور مرادی زیدی ہے تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب التفسیر الکبیر۔ کتاب التفسیر الصغیر۔ کتاب احمد بن عیسیٰ۔ کتاب سیرۃ الائمۃ العادلۃ۔
احکام میں بھی مثلاً طہارت اور صلوٰۃ وغیرہ کے موضوع سے متعلق فقہی کتابوں کی ترتیب پر اس نے کتابیں تصنیفات کیں علاوہ ازیں یہ بھی اس کی تصنیفات ہیں:۔
کتاب المنیس۔ کتاب رسالۃ علی لسان بعض الطالبیین الی الحسن بن زید بطبرستان۔

عیاشی

ابو نصر محمد بن مسعود عیاشی۔ سمرقند کا باشندہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق بنو تمیم سے

تعلق رکھتا تھا۔ اس کا شمار فقہائے شیعہ امامیہ میں ہوتا ہے۔ غزارت علم میں یگانۂ روزگار تھا۔ مضافات خراسان میں اس کی تصنیفات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جنید بن محمد بن نعیم المکنی بہ ابو احمد نے ابوالحسن علی بن محمد علوی کے نام ایک مکتوب کے آخر میں عیاشی کی تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ ہم صاحب مکتوب کے الفاظ و ترتیب ہی میں اسے یہاں درج کرتے ہیں۔

کتاب التفسیر۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الطہارات۔ کتاب مختصر الصلوٰۃ۔ کتاب مختصر الحیض کتاب الصوم۔ کتاب مختصر الصوم۔ کتاب الجنائز۔ کتاب مختصر الجنائز۔ کتاب المناسک۔ کتاب مختصر المناسک۔
کتاب العالم والمتعلم۔ کتاب الدعوات۔ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب قسم الزکوٰۃ۔ کتاب زکوٰۃ الفطر کتاب الاشربۃ۔ کتاب حد الشارب۔ کتاب الاضاحی۔ کتاب العقیقۃ۔ کتاب النکاح۔ کتاب الصداق۔ کتاب الطلاق۔ کتاب التقیۃ۔ کتاب الاجوبۃ المسکتۃ۔ کتاب سجود القرآن۔
کتاب القول بین القولین۔ کتاب معرفۃ القولین۔ کتاب معرفۃ الناقلین۔ کتاب الطب۔ کتاب الرؤیا کتاب النجوم والفال والقیافۃ والزجر۔ کتاب القرعۃ۔ کتاب الفرقان بین حل المأکول وحرامہ کتاب البیوع۔ کتاب السلم۔ کتاب الصرف۔ کتاب الرہن۔ کتاب الشرکۃ۔ کتاب المضاربۃ۔
کتاب الشفعۃ۔ کتاب الاستبراء۔ کتاب التجارۃ۔ کتاب القضایا وآداب الحکام۔ کتاب الحدود کتاب الحدود فی السرقۃ۔ کتاب حد القاذف۔ کتاب الدیات۔ کتاب المعاقل۔ کتاب الملاہی۔
کتاب معاریض الشعر۔ کتاب السبق والرمی۔ کتاب قسم الغنیمۃ والفئ۔ کتاب الدین والحمالۃ والحوالۃ۔ کتاب القبالات والمزارعۃ۔ کتاب الاجارات۔ کتاب الحبتۃ۔ کتاب الزہد۔
کتاب الاحباس۔ کتاب القبلۃ۔ کتاب الجزیۃ والخراج۔ کتاب الطاعۃ۔ کتاب احتجاج الحجۃ۔ کتاب الحیض۔ کتاب العمرۃ۔ کتاب مکۃ والحرم۔ کتاب نکاح الممالیک۔ کتاب ما یکرہ من الجمع بینہم۔ کتاب جزافات الخطا۔ کتاب جنایۃ العبید والجنایۃ علیہم۔ کتاب جنایۃ العجم۔ کتاب الحدود۔ کتاب الشروط۔ کتاب دیۃ الجنین۔ کتاب الغیبۃ۔ کتاب الحث علی النکاح۔ کتاب فداء الاساری والغلول۔ کتاب الاکفاء والاولیاء والشہادات فی النکاح۔ کتاب جزاء المحارب۔ کتاب قتال المشرکین۔ کتاب الجہاد۔ کتاب الانبیاء والائمۃ۔ کتاب الاوصیاء۔ کتاب المداراۃ۔

کتاب الاستخارۃ ۔ کتاب دلائل الائمۃ ۔ کتاب الصوم والکفارات ۔ کتاب الجمع بین الصلاتین ۔
کتاب المساجد ۔ کتاب المآثم ۔ کتاب فرض طاعۃ العلماء ۔ کتاب الصدقۃ غیر الواجبۃ ۔ کتاب الکعبۃ
کتاب صید المشارب ۔ کتاب ما ابیح قتلہ للمحرم ۔ کتاب وجوب الحج ۔ کتاب باطن القراءات
کتاب الجنۃ والنار ۔ کتاب الصید ۔ کتاب الذبائح ۔ کتاب الرضاع ۔ کتاب المتعۃ ۔
کتاب الوطی بالملک ۔ کتاب الوصایا ۔ کتاب المواریث ۔ کتاب البر والصلۃ ۔ کتاب
محاسن الاخلاق ۔ کتاب حقوق الاخوان ۔ کتاب الایمان ۔ کتاب النذور ۔ کتاب الغیبۃ ۔
… الوزار ۔ کتاب الاستیذان ۔ کتاب عشرۃ النساء ۔ کتاب الشہادات ۔ کتاب الشروط ۔
کتاب الیمین مع الشاہد ۔ کتاب العتق والکتابۃ ۔ کتاب النشوز والخلع ۔ کتاب صنائع المعروف
کتاب الحیاد و التخییر ۔ کتاب العدۃ ۔ کتاب الظہار ۔ کتاب الایلا ۔ کتاب … ۔ کتاب الرجعۃ
کتاب الصفۃ والتوحید ۔ کتاب الصلوٰۃ علی الائمۃ ۔ کتاب الرد علی … … شر قبل رؤیۃ الہلال
کتاب اللباس ۔ کتاب الثیاب ۔ کتاب امامۃ علی بن الحسین ۔ کتاب … بن کیرہ مناکحۃ ۔
کتاب اثبات مسح القدمین ۔ کتاب جوابات مسائل وردت من عدۃ بلدان ۔ کتاب
صوم السنۃ والنافلۃ ۔ کتاب فروع فرض الصوم ۔ کتاب معرفۃ البیان ۔ کتاب القطع والسرقۃ
کتاب الملاحم ۔ کتاب المروۃ ۔ کتاب التنزیل ۔ کتاب فضائل القرآن ۔ کتاب الغسل ۔
کتاب الخمس ۔ کتاب المتولدود ۔ کتاب یوم ولیلۃ ۔ کتاب مختصر یوم ولیلۃ ۔ کتاب الوضو ۔ کتاب الزنا والاحصان ۔
کتاب استنجاء ۔ کتاب التیمم ۔ کتاب تطہیر الثیاب ۔ کتاب صلوٰۃ الحضر ۔ کتاب صلوٰۃ السفر
کتاب محبۃ الاوصیاء ۔ کتاب المساجد ۔ کتاب مختصر الطہارات ۔ کتاب ابتداء فرض الصلوٰۃ
کتاب لبسۃ الصلوٰۃ ۔ کتاب صلوٰۃ نوافل النہار ۔ کتاب مواقیت الظہر والعصر ۔ کتاب
الاذان ۔ کتاب حدود الصلوٰۃ ۔ کتاب السہو ۔ کتاب صلوٰۃ العلیل ۔ کتاب صلوٰۃ یوم الجمعۃ ۔
کتاب صلوٰۃ الحوائج والتطوع ۔ کتاب صلوٰۃ العیدین ۔ کتاب صلوٰۃ الخوف ۔ کتاب
صلوٰۃ الخسوف والکسوف ۔ کتاب صلوٰۃ الاستسقاء ۔
کتاب صلوٰۃ السفینۃ ۔ کتاب غسل المیت ۔ کتاب المآتم ۔ کتاب الصلوٰۃ علی الجنائز
کتاب البدء ۔

اس کی تصنیفات روایت عامہ (اہل سنت) کے مطابق

کتاب سیرۃ ابی بکر۔ کتاب سیرۃ عمر۔ کتاب سیرۃ عثمان۔ کتاب سیرۃ معاویہ۔ کتاب معیار الاخبار۔ کتاب الموشح۔

حیدر سے منقول ہے کہ اس کی تصنیفات کی تعداد دو سو آٹھ تک پہنچتی ہے۔ ان کے جمع کنندہ کو ان میں سے ستائیس کتابیں دست یاب نہیں ہوئیں۔

ابن بابویہ

اس کا نام علی بن حسین بن بابویہ قمی ہے۔ فقہا اور ثقات شیعہ میں سے تھا۔ میں نے ایک کتاب کی ایک جز کی پشت پر اس کے بیٹے ابوجعفر محمد بن علی کی یہ تحریر پڑھی ہے۔

"میں فلاں بن فلاں کو اپنے باپ علی بن حسین کی کتابوں کے بارے میں جو کہ دو سو کی تعداد میں ہیں اور خود اپنی کتابوں کے بارے میں جو کہ اٹھارہ عدد ہیں، اجازہ دیتا ہوں"

ابن جنید

ابو علی محمد بن احمد بن جنید۔ ہمارا قریب العہد ہے۔ شیعہ امامیہ کے اکابر میں سے ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب نور الیقین و تبصرۃ العارفین۔ کتاب تبصرۃ العارف فی نقد الزائف۔ کتاب الأسفار و سوالرد علی المرتدۃ۔ کتاب حدائق القدس فی الاحکام التی اختار ہا لنفسہ۔ کتاب تنبیہ الساہی بالعلم الالٰہی۔ کتاب استخراج المراد من مختلف الخطاب۔ کتاب الشہب المحرقۃ للابالیس المسترقۃ۔ اس میں ابوالقاسم بن بقال متوسط کا رد کیا گیا ہے۔ کتاب الافہام لاصول الاحکام۔ طبری کی کتابوں سے متعلق اس کے رسائل کے انداز کی کتاب ہے۔
کتاب ازالۃ الران عن قلوب الاخوان، فی معنی کتاب الغیبۃ۔ کتاب قدس الطور و ینبوع النور

فی معنی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب النسخ علی من اجاز النسخ لما تم شرعہ وجل نفعہ۔ کتاب فضل العرب فی لغاتہا واشاراتہا الی مرادھا۔ کتاب فی معنی الاشارات الی ماینکرہ العوام وغیرھم من الاسباب ۔

ابوجعفر محمد بن علی

کتاب الہدایہ۔ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابوسلیمان

داؤد بن ابو زید، نیشاپور کا باشندہ تھا۔ وہیں، محلۂ نجارین میں شاہراہِ طرخان کے قریب نُخْتویہ کے مکان میں اقامت گزین تھا۔ ان شیعہ رواۃ میں سے تھا جو صدق کلام میں مشہور ہیں۔ علی بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم کے متبعین میں سے تھا۔ کتاب الہدی اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

جلودی

ابواحمد عبدالعزیز بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ جلودی، اکابر شیعہ امامیہ اور رواۃ آثار و سیر میں سے تھا۔ میں نے اس کی تصنیفات سیرت کا ذکر مقالۂ اخباریین و نسابین میں کیا ہے۔ فقہ میں اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المرشد والمسترشد۔ کتاب المتعۃ وماجاء فی تحلیلها۔

ابوالحسن

اس کا نام محمد بن ابراہیم بن یوسف بن احمد بن یوسف کاتب ہے ۲۸۱ھ میں حنفیہ میں پیدا ہوا۔ بظاہر مذہب شافعی کا فقیہ اور بباطن شیعہ امامیہ کے فکر و رائے کا حامل تھا۔ دونوں مذاہب میں اس کو درجہ فقاہت حاصل تھا۔ مذہب شافعی پر اس

کی تصنیفات کا ذکر اس کے اصل مقام پر کیا گیا ہے۔ لیکن مذہب شیعہ پر اس کی تالیفات یہ ہیں:۔

کتاب کشف القناع۔ کتاب الاستعداد۔ کتاب العدة۔ کتاب الاستبصار۔ کتاب نقض العباسیۃ۔ کتاب المعتل۔ کتاب المفید فی الحدیث۔ کتاب الطریق۔

صفوانی

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبداللہ بن قضاعہ صفوانی۔ یہ پڑھا لکھا نہیں تھا میں اس سے ۳۴۶ھ میں ملا تھا۔ بلا قد اور پتلا دبلا تھا۔ خوبصورت لباس زیب تن کرتا تھا۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ نہ میں پڑھ سکتا ہوں، نہ لکھ سکتا ہوں۔ لیکن مجھ سے اس کے بارے میں ایک ثقہ شخص نے بتایا کہ وہ اس طرح کہہ کر لوگوں کو شک و شبہ میں ڈال دیتا ہے۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ مصنفات یہ ہیں:۔

کتاب الکشف والحجۃ۔ کتاب انس العالم۔ کتاب یوم ولیلۃ۔ کتاب تحفۃ الطالب وبغیۃ الراغب۔ کتاب المتعۃ وتحلیلہا والرد علی من حرمہا۔ کتاب محبۃ آل الرسول وذکر ابن اعدائہم۔

ابن جعابی قاضی

ابوبکر عمر بن محمد بن سلام بن براء معروف بہ ابن جعابی۔ یہ فضلائے شیعہ میں سے تھا۔ سیف الدولہ کے پاس گیا تو اس کا مقرب اور مصاحب ہو گیا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ کتاب ذکر من کان یتدین بمحبۃ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ من اہل العلم والفضل والدلالۃ علی ذلک وذکر شئی من اخبارہ۔ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابوالبشر

احمد بن ابراہیم بن احمد عمی۔ ہمارا قریب العہد ہے۔ جلودی سے املا کا استفادہ

کرتا تھا۔ ۲۹۰ھ کے بعد فوت ہوا۔ کتاب محن الانبیاء والاوصیاء والاولیاء اس کی تصنیف ہے۔

ابن معلّم

ابوعبداللہ محمد بن محمد بن لغمان۔ ہمارا ہم عصر ہے۔ فقہ، کلام اور آثار میں اسے شیعہ امامیہ کی قیادتِ علم حاصل ہے ۳۳۸ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی تصنیفات [illegible] ہیں۔

شیعہ کے متفرق لوگ، جن کا مذہب معلوم نہیں ہوسکا

ابوطالب

عبید اللہ بن احمد بن یعقوب انباری۔ یہ واسط میں مقیم تھا۔ کہتے ہیں، یہ شیعانِ باطنیہ میں سے تھا۔ مجھے ابوالقاسم بوباش بن حسن نے بتایا کہ اس کی ایک سو چالیس تصنیفات اور رسائل ہیں۔ جن میں یہ کتابیں شامل ہیں۔ کتاب البیان عن حقیقۃ الانسان۔ کتاب الشافی فی علم الدین۔ کتاب الامامۃ۔

جعفری

یہ مذہب جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ عبدالرحمٰن بن محمد اس کا نام ہے جو فرقہ "جعفریہ" کے نام سے معروف ہے وہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الامامۃ۔ کتاب الفضائل۔

•

حواشی

الفہرست مطبوعہ مصر اور فلوگل کے نسخہ میں حسن بصری کے حالات درج نہیں البتہ فارسی ترجمہ میں ایک نسخہ کے حوالے سے ان کے واقعات مذکور ہیں۔

سلمیہ — حمص کے علاقہ میں حماکی طرف ایک چھوٹا سا شہر ۔ (ملاحظہ ہو معجم البلدان)

حمص — (بکسر حا و سکون میم) یہ ایک بہت بڑا اور پرانا شہر، جو حلب اور دمشق کے وسط میں واقع ہے۔ یہ شہر خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی قیادت میں فتح ہوا۔ (ایضاً)

نقاد — لکڑی یا پتھر میں سوراخ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ (منتہی الارب)

کلواذی — بغداد کے قریب ایک گاؤں تھا، جو بعد میں کھنڈر بن گیا
(معجم البلدان)

طالقان — اس نام کے دو شہر ہیں۔ ایک خراسان میں مرورود اور بلخ کے درمیان — اور دوسرا قزوین اور ابہر کے درمیان ۔
(ایضاً)

احساء — بحرین میں ایک مشہور شہر، جس کی بنیاد ابو طاہر سلیمان بن ابو سعید جنابی قرمطی نے رکھی۔ (ایضاً)

قطیف — یہ بھی بحرین میں ایک شہر تھا۔ (ایضاً)

مہدیہ — افریقہ میں واقع ہے (ایضاً)

یعنی ۳۳۶ھ ۔

ناحیہ بین القصرین — بغداد کے ایک محلے کا نام ہے جو قصر الخلد اور قصر القرار کے درمیان واقع ہے۔

۱۷ سوس یا شوش ـــــــ ایک شہر، جو خوزستان میں واقع ہے۔ دانیال نبی کی قبر اسی شہر میں ہے۔ (معجم البلدان)

۱۸ حسنیہ ـــــــ ایک شہر، جو حسن کی طرف منسوب ہے اور موصل کے مشرق میں واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۱۹ ۳۵۰ھ مراد ہے۔

۲۰ واسط ـــــــ بصرہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہے۔ اسے واسط کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ یہ ان دونوں شہروں کے عین وسط میں واقع ہے۔ (معجم البلدان)

جزوِ ششم

قدیم و جدید اصحابِ تصنیف عُلَما کے واقعات اور
اُن کی تصنیفات

تالیف

محمد بن اسحاق ندیم

معروف بہ ابوالفرج بن یعقوب ورّاق

مقالۂ فقہا

مقالۂ ششم

علما اور اُن کی تصنیفات

سرگزشتِ فقہا جو آٹھ فنون پر مشتمل ہے

پہلا فن

فقہائے مالکیہ کے حالات اور اُن کی تصنیفات کے نام

امام مالکؒ

مالک بن انس بن ابو عامر۔ حمیر سے تعلق رکھتے تھے اور بنو تیم بن مرہ میں ان کا شمار ہوتا تھا، جو قریش کی ایک شاخ ہے۔ مالک تین سال تک شکمِ مادر میں رہے۔ ان کا رنگ بہت سفید، قدرے سرخی لیے ہوئے تھا۔ قد لمبا اور سر بڑا تھا۔ سر کے اگلے حصہ کے بال غائب تھے۔

عمدہ عدنی لباس زیبِ تن کرتے تھے۔ مونچھیں خوب منڈھواتے تھے۔ اپنے بالوں

کی سپیدی کو کسی قسم کے خضاب سے آلودہ نہ ہونے دیتے تھے۔ مسجد میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ مریض کی عیادت کو جاتے اور اس کے حقوق پورے کرتے۔ بعد میں مسجد میں بیٹھنا چھوڑ دیا تھا اور گھر ہی میں نماز ادا کرتے تھے۔ جنازے کے ساتھ جانا بھی ترک کر دیا تھا۔ اس پر گلہ یا شکوہ کا اظہار کیا جاتا تو کہتے ہیں۔

"ہر شخص اپنا عذر بیان نہیں کر سکتا"

والیٔ مدینہ جعفر بن سلیمان سے ان کی شکایت کی گئی اور کہا گیا کہ وہ آپ کی بیعت کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے ان کو اپنے ہاں طلب کیا اور پشت ننگی کر کے اس پر کوڑے برسائے اور اس کے آدمیوں نے ان کو اس قدر کھینچا اور گھسیٹا کہ کندھا اتر گیا۔ اس طرح وہ ایک جرم عظیم کا مرتکب ہوا۔

اس کے بعد ان کی قدر و منزلت میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یوں سمجھیے یہ کوڑے گویا ان کے حق میں زیور ثابت ہوئے۔ وہ اللہ کے صالح بندوں میں سے تھے۔ علمی اعتبار سے اپنے زمانہ میں حجاز کے فقیہ اور سربراہ تھے۔ انھوں نے پچاسی سال کی عمر پا کر ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الموطا۔ کتاب رسالۃ الی الرشید — یہ رسالہ ان سے ابو بکر بن عبد العزیز نے روایت کیا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

اصحاب مالک

جنھوں نے ان سے تحصیل علم کی اور روایت کیا

قعنبی ——— ان کا نام عبد اللہ بن مسلم بن قعنب حارثی ہے۔ کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ انھوں نے امام مالک سے اصول فقہ، فقہ اور موطا کو روایت کیا ۲۲۱ھ میں فوت ہوئے یہ ثقہ اور صالح شخص تھے۔

عبد اللہ بن وہب ——— انھوں نے امام مالک سے ان کی کتابیں،

سنن اور موطا کو روایت کیا۔ یہ صالح اور ثقہ تھے

معن بن عیسیٰ قزاز :۔۔۔۔۔۔۔ یہ بزرگان اصحاب مالک میں سے تھے انھوں نے ان سے علم حاصل کیا اور ان کی کتابیں اور تصنیفات روایت کیں۔

داؤد بن ابی زنبر اور ان کا بیٹا سعید۔۔۔۔۔۔۔ ان دونوں نے امام مالک سے روایت کیا۔ داؤد کا شمار ثقات میں ہوتا ہے۔

ابوبکر و اسماعیل بن ابو اویس۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن حرسی۔

عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابو سلمہ ماجشون۔ ابو سلمہ کو "ماجشون" کا لقب سکینہ بنت حسین علیہا السلام نے دیا تھا۔ "ماجشون" مدینہ کے ایک رنگ کا نام تھا۔ اس کا شمار بزرگان اصحاب مالک سے ہوتا تھا۔ فقہ میں انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں سے ایک ضخیم کتاب ہے جو . . پر مشتمل ہے۔

عبداللہ بن عبدالحکم مصری

انھوں نے امام مالک سے کتاب السنۃ فی الفقہ روایت کی۔

عبدالرحمٰن بن قاسم

مصر باشندہ ۔اس نے مالک سے حصول علم کیا اور روایت کی۔

اشہب بن عبدالعزیز

اہل مصر سے تھے انھوں نے امام مالک سے روایت کی۔

لیث بن سعد

اصحاب مالک میں سے تھے اور ان کے مذہب کے پیرو تھے۔ بعد میں خود اپنا ایک

مسلک اختیار کر لیا تھا۔ امام مالک سے ان کی مراسلت رہتی جس میں یہ ان سے مسائل کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہتے۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التاریخ۔ کتاب مسائل فی الفقہ۔

ابن معذّل

ان کا نام . ہے۔ انھوں نے عبد العزیز ماجشون کو پڑھ کر سنایا اور ابن معذّل پر اسماعیل بن اسحاق قاضی نے قرآت علم کی۔ ابن معذّل نے عبد الرحمٰن بن قاسم پر بھی قرآت کی اور عبد اللہ بن وہب پر بھی ۔۔!
ابن معذّل کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ ان کی تصنیفات . . ہیں۔

اسحاق بن حمّاد

یہ اسماعیل کے باپ ہیں ۲۷۵ ھ میں فوت ہوئے۔

اسماعیل بن اسحاق قاضی اور

ان کے وہ بیٹے جن کا شمار مالکیہ میں ہوتا ہے

اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم۔ اس کی کنیت . تھی۔ یہ وہ شخص ہے جس نے فقہ امام مالک کو پھیلایا۔ اس کی نشر و اشاعت کی۔ اس کی صحت و استواری پر دلائل قائم کیے۔ اس سے متعلق کتابیں تصنیف کیں اور لوگوں کو اس کی دعوت و ترغیب دی۔ یہ فاضل، فقیہ اور ذکی و نجیب تھا اور منصب قضا پر فائز تھا۔ اسماعیل بن اسحاق بدھ کے روز ۲۳ ذی الحجہ ۲۸۲ ھ کو فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب احکام القرآن ــــ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔
کتاب احوال القیامۃ ــــ تقریباً تین سو ورق پر مشتمل ہے۔

کتاب المبسوط۔ کتاب حجاج القرآن۔ کتاب شواہد الموطا۔ کتاب المغازی کتاب الرد
علی محمد بن الحسن تمام ہے۔

حماد بن اسحاق

اسماعیل کا بھائی ہے۔ فقیہ تھا۔ اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

ابراہیم بن حماد بن اسحاق

یہ بھی اپنے بھائی کی طرح تھا۔ مذہب امام مالک کا پیرو تھا۔ اس کی کنیت
ابو اسحاق تھی۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الرد علی الشافعی۔ کتاب الجنائز۔ کتاب الجہاد۔ کتاب دلائل النبوۃ۔

محمد بن جہم

اس کی کنیت ابوبکر تھی۔ . . امام مالک کے مذہب کا پیرو تھا۔ فقہانے اس
سے تحصیل علم کی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح مختصر ابن عبد الحکم الصغیر۔ کتاب الرد علی محمد بن الحسن تمام کتاب
اسماعیل بن اسحاق۔

ابو یعقوب رازی

فقیہ تھا اور اہواز کی مسندِ قضا پر فائز تھا۔ اس کی کوئی تصنیف دستیاب نہیں
ہو سکی۔ جو کچھ ملا ہے وہ اس کی کتاب مسائل ہے۔

ابو الفرج مالکی

یہ عمر بن محمد ہے۔ مسلکِ امام مالک کا حامل تھا۔ ہمارا قریب العہد ہے ۳۳۱ھ

میں وفات پائی۔ ولادت سنہ . . . میں ہوئی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الحاوی فی الفقہ۔ کتاب اللمع فی اصول الفقہ۔

ابن مساب . . .

اس کا نام . . . ہے۔ اس کا تصنیفی سرمایہ تعلیقات ہے۔

عبدالحمید بن سہل

مالکی قاضی، اصحاب اسماعیل بن اسحاق میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب جامع الفرائض۔ کتاب المختصر فی الفقہ الکبیر۔ کتاب المختصر الصغیر۔

ابہری

ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح ابہری۔ اس کی ولادت ۲۸۹ھ میں ابہر میں ہوئی جو سرزمین جبل میں واقع ہے اور ہفتہ کے دن ۵۔ شوال ۳۷۵ھ کو وفات پائی۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح کتاب ابن عبدالحکم الصغیر۔ کتاب شرح کتاب ابن عبدالحکم الکبیر۔ کتاب الرد علی المازنی فی ثلاثین مسئلۃ فی . . . المدینۃ۔ کتاب فی اصول الفقہ۔ ایک عمدہ کتاب ہے۔ کتاب فضل المدینۃ علی مکۃ۔

غلام ابہری

ابوجعفر بن محمد بن عبداللہ ابہری۔ غلام ابوبکر سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب مسائل الخلاف۔ کتاب الرد علی ابن عُلَیّۃ سبعون مسئلۃ — ناتمام۔ کتاب الرد علی مسائل المزنی۔

قیروانی

عبداللہ بن ابوزید قیروانی۔ امام مالک کے مذہب کا پیرو ہے اور ہمارے دور کا ایک فاضل شخص ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب التبویب المستخرج۔
کتاب سماہ المختصر۔ تقریباً پچاس ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔
کتاب النوادر فی الفقہ۔

دوسرا فن

علما اور ان کی تصنیفات سے متعلق

امام ابوحنیفہؒ اُن کے عراقی متبعین اور اصحاب الرائے کے حالات و واقعات

ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ

ابوحنیفہ کا نام، نعمان بن ثابت بن زُوطی ہے یہ کوفہ میں خزاز تھے، زُوطی تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا اور کابل کا باشندہ تھا۔ ایک قول کی رو سے بنو قُفل کا غلام تھا۔ امام ابوحنیفہ تابعی تھے۔ متعدد صحابہ سے انھوں نے ملاقات کی۔ تقویٰ شعار اور زاہد تھے۔ یہی حال ان کے بیٹے حماد کا تھا۔ ان کی اولاد صرف یہ حماد ہی تھے۔ ان کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔ یہ کوفہ میں فوت ہوئے۔

حماد کے بیٹے ابوحیان، اسماعیل، عثمان اور عمر تھے۔ اسماعیل بن حماد کو مامون نے بصرہ کی مسند قضا پر فائز کر دیا تھا۔

ایک شاعر، میرا خیال ہے کہ اس کا نام ... دوراق ہے، ابوحنیفہؒ کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اذا ما الناس یوما قاسیونا — بآبدة من الفتیا طریفه
اتیناهم بمقیاس صحیح — تلاد من طراز ابی حنیفه
اذا سمع الفقیه بها وعاها — واثبتها بحبر فی صحیفه

اصحاب حدیث میں سے عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں۔

لقد زان البلاد ومن علیھا	امام المسلمین ابوحنیفہ
بآثار وفقہ فی حدیث	کآیات الزبور علی الصحیفہ
فما فی المشرقین لہ نظیر	ولا بالمغربین ولا بکوفہ
رأیت العائبین لہ سفاھا	خلاف الحق مع حجج ضعیفہ

امام ابوحنیفہ ستر برس عمر پاکر ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور انھیں قبرستان خیزران کی مشرقی جانب عسکر مہدی میں دفن کیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ حسن بن عمارہ نے پڑھائی۔ یہ وہ روایت ہے جو ابن ابوخیثمہ نے سلیمان بن ابوالشیخ سے بیان کی۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں۔ کتاب الفقہ الاکبر۔ کتاب رسالۃ الی البستی۔ کتاب العالم والمتعلم۔ یہ ان سے مقاتل نے روایت کی ہے۔ کتاب الرد علی القدریۃ۔

اور یہ انہی کا علم ہے کہ بر و بحر، مشرق و مغرب اور دور و نزدیک میں جس کی تدوین ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

حماد بن ابی سلیمان

یہ ابراہیم بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ قاضی تھے۔ ان سے امام ابوحنیفہ نے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کیا ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

ربیعۃ الرائی

یہ ربیعہ بن ابوعبدالرحمن ہیں۔ ابوعبدالرحمن کا نام فروخ ہے۔ یہ منکدر تیمی کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوعثمان تھی۔ یہ بلیغ اللسان اور خطیب تھے۔ جب بات شروع کرتے تو اس کو اتنا طول دیتے کہ سننے والے اکتاہٹ اور بیزاری محسوس کرنے لگتے۔ منقول ہے کہ ایک روز یہ بات کر رہے تھے اور ان کے پاس ایک اعرابی بیٹھا تھا۔ ربیعہ نے اس سے پوچھا۔

تمھیں معلوم ہے "شیّ" کسے کہتے ہیں"؟

اعرابی نے جواب دیا۔

"جس میں تم تمام دن مبتلا رہتے ہو"

اُن کی وفات ابوالعباس کے تعمیر کردہ ہاشمیہ کے شہر انبار میں ۱۳۷ھ میں ہوئی۔ انھوں نے امام ابوحنیفہ سے اخذِ علم کیا۔ لیکن وفات ان سے پہلے پائی۔ ان کی کوئی تصنیف ہمارے علم میں نہیں آئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وعفا عنہ۔

زفر

ابوہذیل زفر بن ہذیل بن قیس بنو عنبر سے تھے۔ امام ابوحنیفہ کے بعد ۱۵۸ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ فقاہت میں رائی و اجتہاد کے مرتبہ پر فائز تھے۔ ان کا باپ ہذیل اصفہان کا والی تھا۔ ان کی تصنیفات . . . ہیں۔

ابن ابی لیلیٰ

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ـــ ابی لیلیٰ کا نام یسار ہے۔ یہ اُحیحہ بن جَلاح کی اولاد سے تھے۔ کہتے ہیں، ان کا سلسلۂ نسب مشتبہ ہے۔ عبداللہ بن شبرمہ نے ان کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے۔

وکیف تُرَجّیٰ لِفصل القضاء ولم تُصِبِ الحُکم فی نفسکا

فتزعم انک لابن الجُلاح وھیہات دعواک من اصلکا

دورِ بنو امیہ اور دورِ بنو عباس میں عہدۂ قضا پر متمکن تھے۔ امام ابوحنیفہ سے قبل خود اپنے رائی و اجتہاد سے فتویٰ دیتے تھے ۱۴۸ھ میں جب کہ ابوجعفر کی طرف سے مسندِ قضا پر فائز تھے، وفات پائی۔

یہ کتابیں ان کی تصنیفات میں سے ہیں:-

کتاب الفرائض۔ کتاب . . .

ابو یوسف

ان کا اسم گرامی یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ ہے۔ سعد بنو حبتہ کا سردار تھا۔

امام ابو یوسف حافظ حدیث تھے۔ انھوں نے اعمش اور ہشام بن عروہ سے روایت کی۔ بعد میں امام ابو حنیفہ سے وابستہ ہو گئے۔ جب سے ان پر رائی و اجتہاد نے غلبہ پایا۔ بغداد میں منصب قضا پر فائز ہوئے اور تادم واپسیں اس مسند پر متمکن رہے۔ خلافت رشید میں ۱۸۲ ھ میں وفات پائی۔

ان کے لڑکے کا نام یوسف بن ابو یوسف تھا، جو اپنے والد محترم کی زندگی میں ہی منصب قضا پر فائز ہو گیا تھا۔ یہ ان کے بعد ۱۹۲ ھ میں فوت ہوا۔ اصول اور امالی میں امام ابو یوسف کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب الفرائض۔ کتاب البیوع۔ کتاب الحدود۔ کتاب الوکالۃ۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الصید والذبائح۔ کتاب الغصب والاستبراء۔

ابو یوسف کے املا بھی ہیں، جو ان سے بشر بن ولید قاضی نے روایت کیے اور یہ چھتیس کتابوں پر مشتمل ہیں۔ خود امام ابو یوسف نے ان کی تفریع کی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

کتاب اختلاف الامصار۔ کتاب الرد علی مالک بن انس۔ کتاب رسالۃ فی الخراج الی الرشید۔ کتاب الجوامع ــــ یہ کتاب انھوں نے یحییٰ بن خالد کے لیے تالیف کی تھی۔ یہ چالیس کتابوں پر محتوی ہے۔ اس میں لوگوں کے اختلافات اور اس سلسلہ میں انھوں نے جو آراء ظاہر کی ہیں، ان کا ذکر ہے۔

رواۃ ابی یوسف

معلی بن منصور رازی ــــ اس کی کنیت ابو یعلی ہے۔ اس نے ان سے ان کی فقہ،

اصول اور کتابیں روایت کیں۔ اور ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔

بشر بن ولید

ابو الولید بشر بن ولید کندی۔ یہ اکابر اصحاب الرائے میں سے تھے۔ کبیر السن، صحیح النسب اور عفیف و پاکباز تھے۔ مامون کی طرف سے عہدۂ قضا ان کے سپرد تھا۔

ابو خالد مہلبی کہتا ہے کہ مجھے عمر بن عیسیٰ انیسی قاضی نے بتایا کہ ایک روز ہم مامون کے مکان پر بیٹھے تھے کہ ابراہیم بن عیاث جس کی دوستی حاصل کرنے کے لیے مامون نے اس کو عہدۂ قضا پر متمکن کر دیا تھا۔ ہمارے قریب سے گزرا۔ بشر نے کہا کہ ہم نے زانی قاضی، مامون قاضی اور لوطی قاضی کو تو دیکھا۔ کیا اب ہمیں کرایہ کا قاضی دیکھنا ہے۔

ان کی وفات ســــہ . . . میں ہوئی۔

محمد بن حسن

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ بنو شیبان کے مولیٰ تھے۔ واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پلے بڑھے اور تحصیل علم حدیث کی۔ انھوں نے مسعر بن کدام، مالک بن مسعود، عمر بن ذر، اوزاعی اور ثوری سے سماعت حدیث کی اور امام ابو حنیفہ کے ساتھ نشست و برخاست رکھی اور ان سے تحصیل علم کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان پر قیاس و رائے غالب آ گئے۔ اس کے بعد بغداد آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور یہ کیفیت ہوئی کہ اس سے علم حدیث حاصل کیا تو اس سے اخذ روایت کیا۔ بعد ازاں رقہ چلے گئے اور رشید نے وہاں کا محکمہ قضا ان کے سپرد کر دیا اور پھر معزول کر دیا۔

جب رشید سفر خراسان پر روانہ ہوا تو ان کو ساتھ ہی لے گیا اور رے کے مقام پر ۱۸۹ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس کی تھی۔ کسائی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

باب الشام میں کوچۂ ابو حنیفہ کے سامنے ان کا قیام تھا۔ دروازہ کے وسط میں بیٹھ جاتے اور ان کی

کتابیں ان کو سناتے۔ اسی کو میں کتاب المدالات کا مصنف معنوی جن کا ہمسایہ تھا اور برادمندی اہلِ حکومت اس کے گرد و پیش جمع رہتے تھے جس دن محمد حلقۂ درس قائم کرتے اس دن یہ غیر طور سے مسجد میں آکر بیٹھ جاتا اور ان کو اپنی کتاب پڑھ کر سناتا۔ جب اصحاب محمد میں سے کوئی شخص امام محمد کی کوئی کتاب پڑھتا تو لوگ شور مچا کر اس کو خاموش کرا دیتے۔ اس پر امام محمد نے اس مسجد میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور ایک غیر آباد مسجد میں جو کوچۂ اسد کے دروازے پر ساباط رومی کے متصل واقع تھی بیٹھنے لگے اور وہاں اپنی کتابیں اس کو سنانے لگے۔ رومی ایک نیک آدمی تھا۔ اصول میں امام محمد کی تالیفات یہ ہیں :-

کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ کتاب المناسک۔ کتاب نوادر الصلوٰۃ۔ کتاب النکاح کتاب الطلاق۔ کتاب العتاق وامہات الاولاد۔ کتاب السلم والبیوع۔ کتاب المضاربۃ الکبیر کتاب المضاربۃ الصغیر۔ کتاب الاجارات الکبیر۔ کتاب الاجارات الصغیر۔ کتاب الصرف — کتاب الرہن۔ کتاب الشفعۃ۔ کتاب الحیض۔ کتاب المزارعۃ الکبیر۔ کتاب المزارعۃ الصغیر — کتاب المفاوضۃ وہی الشرکۃ۔ کتاب الوکالۃ۔ کتاب العاریۃ۔ کتاب الودیعۃ۔ کتاب الحوالۃ۔ کتاب الکفالۃ۔ کتاب الاقرار۔ کتاب الدعویٰ والبینات۔ کتاب الحیل۔ کتاب المأذون الصغیر۔ کتاب القسمۃ۔ کتاب الدیات۔ کتاب جنایات المدبّر والمکاتب۔ کتاب الولاء۔ کتاب الشرب۔ کتاب السرقۃ وقطاع الطریق۔ کتاب الصید والذبائح۔ کتاب العتق فی المرض۔ کتاب العین والدین۔ کتاب الرجوع عن الشہادات۔ کتاب الوقوف والصدقات۔ کتاب الغصب۔ کتاب الدور۔ کتاب الہبۃ والصدقات۔ کتاب الایمان والنذور والکفارات کتاب الوصایا کتاب حساب الوصایا۔ کتاب الصلح والخنثیٰ والمفقود۔ کتاب اجتہاد الرائ۔ کتاب الاکراہ۔ کتاب الاستحسان۔ کتاب اللقیط۔ کتاب اللقطۃ۔ کتاب الآبق۔ کتاب الجامع الصغیر۔ کتاب اصول الفقہ۔

کتاب الحج۔ امام محمد کی یہ کتاب بہت سی کتابوں پر مشتمل ہے۔

کتاب الجامع الکبیر۔ کتاب امالی محمد فی الفقہ وہی الکیسانیات۔ کتاب الزیادات کتاب زیادۃ الزیادات۔ کتاب التحری۔ کتاب المعاقل۔ کتاب الخصال کتاب الاجارات الکبیر

کتاب الرد علی اہل المدینۃ۔ کتاب نوادر محمد۔ بروایت ابن رستم۔

لؤلوی

حسن بن زیاد لؤلوی۔ اس کی کنیت ابو علی ہے۔ ان اصحاب ابو حنیفہ میں سے ہے جنھوں نے ان سے اخذ و سماع علم کیا۔ یہ ایک فاضل شخص تھا اور رائی میں مذہب ابو حنیفہ کا عالم تھا۔ یحییٰ بن آدم کا قول ہے۔

"میں نے حسن بن زیاد سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں پایا۔"

اس کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ طحاوی کی روایت کے مطابق اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المجرد لابی حنیفہ۔ اس کو اس نے امام سے روایت کیا۔ کتاب ادب القاضی کتاب الخصال۔ کتاب معانی الایمان۔ کتاب النفقات۔ کتاب الخراج۔ کتاب الفرائض۔ کتاب الوصایا۔

ہلال بن یحییٰ

اس کی کنیت ابو بکر ہے۔ ہلال الرائی کے نام سے مشہور تھا۔ مذہب اہل عراق کا پابند تھا۔ بصرہ میں اقامت پذیر تھا۔ ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المحاضرۃ۔ کتاب تفسیر الشروط۔ کتاب الحدود۔

عیسیٰ بن ابّان

ابو موسیٰ عیسیٰ بن ابّان بن صدقہ۔ فقیہ تھا اور اجرائے حکم میں جلد باز تھا۔ کہتے ہیں اس نے امام محمد بن حسن سے کم ہی علم حاصل کیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ مجالس امام ابو یوسف میں حاضر نہیں ہوا۔ امام شافعی کی تردید کے بارے میں اس کی جمع کردہ احادیث کتاب سفیان بن سحبان سے ماخوذ ہیں۔

عیسیٰ ایک عفیف اور پایا بزرگ تھا۔ یہ دس برس عہدہ قضا پر فائز رہا۔ محرم ۲۲۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کی نماز جنازہ قثم بن جعفر بن سلیمان نے پڑھائی۔

میں نے جحازی کی تحریر میں یہ پڑھا ہے۔ عیسیٰ بن ابان بن صدقہ بن عدی بن مردانشاہ۔ یہ فسا کا باشندہ تھا اور منصور کے زمانہ میں صدقہ اور خراج جمع کرنے والوں کی دیکھ بھال اور نگرانی پر متعین تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے منصور سے اس کے حاجبوں کے نرم رویہ اختیار کرنے کی شکایت کی تھی اور کہا تھا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے حاجب مقرر کیجیے جو قبیح و ناشائستہ افعال کے ارتکاب پر جری ہوں۔
منصور نے جب پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔؟ تو اس نے کہا، آپ یمامہ کے کچھ لوگ خرید لیجیے۔ ان کی تربیت بڑے پست انداز سے ہوئی ہے۔ چنانچہ اس نے وہاں سے کچھ لوگوں کو خریدا اور ان کو اپنے حاجب مقرر کیا۔ ربیع حاجب انہی لوگوں میں سے تھا۔

عیسیٰ بن ابان کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الحج۔ کتاب خبر الواحد۔ کتاب الجامع۔ کتاب اثبات القیاس۔ کتاب اجتہاد الرائ۔

سفیان بن سحبان

یہ اصحاب الرائ سے تھا اور اس کا شمار فقہا و متکلمین مرجئہ میں ہوتا تھا۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب . . . ہے۔

قدید بن جعفر

یہ فقہائے اصحاب الرائ میں سے تھا۔ امام ابو حنیفہ سے اخذ علم کیا۔ یہ مرجئہ میں سے تھا۔ فقہ میں اس کی کوئی تصنیف میری نظر سے نہیں گزری۔ البتہ کلام میں . . . ہے۔

ابن سماعہ

ابوعبداللہ محمد بن سماعہ تمیمی۔ اس نے امام محمد بن حسن سے اخذ علم کیا۔ یہ فقیہ تھا۔ اس کی مصنفات بھی ہیں اور اصول فقہ بھی۔ اس کی وفات ۲۳۳ھ میں ہوئی۔ یہ بغداد کے مغربی حصہ کا قاضی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب ادب القاضی۔ کتاب المحاضر والسجلات۔

اس نے امام محمد بن حسن سے بھی ان کی کتابیں روایت کیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

جوزجانی

ابوسلیمان جوزجانی۔ اس نے امام محمد بن حسن سے تحصیل علم کی۔ یہ پارسا و متدین اور فقیہ و محدث تھا۔ کوچۂ اسد میں فروکش تھا۔ لوگ اس کے حلقۂ تلمذ میں کتب محمد کی قرأت کرتے۔

میں نے مجازی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ

ہنگامہ امین کے زمانہ میں جوزجانی نے ایک شخص کو دیکھا کہ بھاگا جا رہا ہے اور ایک اور آدمی شمشیر برہنہ لیے اس کے پیچھے "اسے پکڑو" کا شور مچاتے ہوئے دوڑا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس کو پکڑ لیا گیا اور تعاقب کنندہ نے آکر اس کو قتل کر دیا۔ ابوسلیمان نے لوگوں سے کہا۔

"کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔؟"

انھوں نے جواب دیا "ہم ان دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے۔!"

اس نے کہا "تم ایک شخص کو اس لیے پکڑ لیتے ہو کہ اسے قتل کر دیا جائے؟"

اس واقعہ کی وجہ سے اس نے ان لوگوں میں رہائش نہ رکھنے کی قسم کھالی اور طاقات بگل میں چلا گیا۔ وہیں اس سے ابن ملجی نے سماع کتب کیا۔ جب فتنہ فرو ہو گیا

تو جس محلے سے اس کو دلی پیار اور لگاؤ تھا، اس سے کوچۂ اسد میں منتقل ہو گیا اور وہاں ایک مکان خرید لیا اور کہا۔ میں آج سے بغدادی ہو گیا ہوں۔ جو شخص کسی شہر میں اقامت گزیں ہو جب تک کہ وہ اس میں اپنا مکان نہیں بنا لیتا اس کا شمار اس شہر کے باشندوں میں نہیں ہوتا۔

پھر اس نے کہا۔

علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کوفی اور عبداللہ بن عباس طائفی تھے۔ اس لیے کہ انھوں نے وہاں اپنے مکان تعمیر کر لیے تھے۔

ابو سلیمان تادم مرگ اسی محلہ میں مقیم رہا، اس کی وفات سنہ . . میں ہوئی۔ اس کی اپنی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ صرف اس نے امام محمد بن حسن کی کتابیں روایت کیں۔

علی رازی

اس کی کنیت . . تھی۔ اہل عراق کے مذہب کا پیرو اور ان کے علماء میں سے تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المسائل الکبیر۔ کتاب المسائل الصغیر۔ کتاب الجامع۔

خصّاف

اس کا نام احمد بن عمر بن مہیر شیبانی خصاف اور کنیت ابو بکر ہے۔ یہ فقیہ اور ماہر فرائض و حساب تھا اور اپنے ہم مسلک حضرات کے مذہب کا عالم تھا۔ مہتدی کے ہاں اس کو اس درجہ قرب و تقدم حاصل تھا کہ لوگ یہ کہنے لگے کہ یہ شخص اقتدار ابن ابی داؤد کا احیا کرے گا۔ یہ جہمیہ کو مقدم گردانتا تھا۔ خصاف نے مہتدی کے لیے کتاب الخراج تصنیف کی۔ جب مہتدی قتل ہو گیا تو خصاف بھی سلب و نہب کا شکار ہوا اور اس کی زندگی اجیرن بنا دی گئی۔ کہتے ہیں اس کی بعض کتابیں بھی اس دوران میں ضائع ہو

گئیں۔ جن میں وہ کتاب بھی شامل ہے جو اس نے مناسک پر لکھی تھی۔ یہ کتاب لوگوں کو دستیاب نہیں ہوتی۔ یہ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الحیل۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الشروط الکبیر۔ کتاب الشروط الصغیر کتاب الرضاع۔ کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب الخراج للمہتدی، کتاب النفقات۔ کتاب اقرار الورثۃ بعضہم لبعض۔ کتاب العصیر و احکامہ وحسابہ۔ کتاب النفقات علی الاقارب۔ کتاب احکام الوقوف۔ کتاب ذرع الکعبۃ والمسجد والقبر۔

ابن ثلجی

یہ ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی ہے۔ اپنے زمانہ میں اپنے تمام ہم پایہ لوگوں پر نمایاں فوقیت رکھتا تھا۔ فقیہ پارسا، اپنی آراء پر پختہ اور ثابت قدم رہنے والا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے فقہ ابوحنیفہ کو منقح کیا، اس کے لیے دلائل مہیا کیے؛ اس کے علل کو واضح کیا۔ ان کو احادیث سے تقویت بہم پہنچائی اور لوگوں کے سینوں میں اتارا۔ یہ قرآن کے بارے میں واقفہ سے تعلق رکھتا تھا مگر اس کے باوجود عقیدۂ اہل العدل والتوحید کا ہمنوا تھا۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ابن حجازی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ محمد بن شجاع کہتا ہے کہ مجھ سے میرے دوست اسحاق بن ابراہیم مصعبی نے کہا کہ مجھے امیرالمومنین نے بلا کر کہا۔

"فقہا میں سے میرے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب کر جس نے احادیث کو پڑھا اور لکھا ہو اور فقہ میں مجتہدانہ بصیرت کا حامل ہو اور ساتھ ہی بلند قامت، خوب صورت اور ایسا خراسانی نژاد ہو، جو ہمارے ملک کا تربیت یافتہ ہو، تاکہ ہماری مملکت کا حامی و محافظ ہو سکے۔ میں اس کو محکمۂ قضا پر متمکن کرنا چاہتا ہوں"

وہ کہتا ہے، میں نے عرض کیا،

"میں محمد بن شجاع کے سوا اور کسی شخص کو ان اوصاف سے متصف نہیں پاتا ہوں ۔ میں یہ مسئلہ اس کے سامنے پیش کروں گا" اس نے کہا "پیش کرو۔ اگر وہ آپ کی بات مان لے تو اسے میرے ہاں لاؤ۔ اے ابو عبداللہ اس فریضہ کو سرانجام دو"
میں نے عرض کیا۔
"امیر المؤمنین! میں منصب قضا کا محتاج نہیں ہوں۔ منصب قضا کی خواہش تین آدمیوں کے لیے موزوں ہے۔
اس شخص کے لیے جو اکتساب مال کا خواہشمند ہو۔
یا عزت و جاہ کا آرزومند ہو۔
اور یا پھر ناموری و شہرت کا متمنی ہو۔
میری حالت یہ ہے کہ میرے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے اور میں اس سے بے نیاز ہوں۔ امیر المؤمنین نے مجھے بہت زیادہ مال سے نواز رکھا ہے تاکہ میں لوگوں میں اس کو پھیلاتا رہوں۔ اگر میں اس سلسلہ میں کچھ احتیاج محسوس کروں گا تو آپ سے اور لے لوں گا۔ رہی ناموری و شہرت تو میرے لیے وہی کافی ہے، جو میرے پاس طالبانِ اہل علم و فقہ کے آنے سے مجھے حاصل ہے"
اس نے منگل کے روز ۱۰۔ ذی الحجہ ۲۵۶ھ کو وفات پائی۔ نماز جنازہ ابو عبداللہ محمد بن طاہر نے طاہر بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر پڑھائی اور جس مکان میں سکونت پذیر تھا اسی میں مدفون ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب تصحیح الآثار الکبیر۔ کتاب النوادر۔ کتاب المضاربۃ۔ کتاب ۔ ۔ ۔

قتیبہ بن زیاد قاضی

یہ اپنے دور میں مذاہب اہل عراق کا سب سے بڑا فقیہ تھا۔ شرائط کو بہترین اسلوب سے ضبط تحریر میں لاتا۔ یہی وہ شخص ہے جو موقوفات احمد بن جنید کو سجل یعنی صورت دعویٰ اور اس کے بارے میں حکم قضا کی شکل میں معرض کتابت میں لایا۔ اس کی

تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الشروط ۔ میں نے یہ کتاب مکمل صورت میں دیکھی ہے۔

کتاب المحاضر والسجلات والوثائق والعہود ۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

طحاوی

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک ازدی طحاوی ۔ یہ مصر کے ایک گاؤں کے باشندہ تھے ۔ جس کا نام "طحاء" تھا ۔ اسّی برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے ۔ مگر اس کے باوجود ان کی داڑھی کی سفیدی پر سیاہی غالب تھی ۔ فقہ میں مذہب اہل عراق کا تتبع کرتے تھے ۔ علم اور زہد میں یگانۂ روزگار تھے ۔ کہتے ہیں انھوں نے نکاح ملک الیمین کے مسئلہ پر احمد بن طولون کے سبب ایک کتاب تصنیف کی جس میں کنیزوں اور غلاموں سے نکاح کی رخصت دی گئی ہے واللہ اعلم ۔

طحاوی ۳۲۲ میں فوت ہوئے ۔ ان کی مصنفات یہ ہیں :۔

کتاب الاختلاف بین الفقہاء ۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے ۔ لیکن ناتمام ہے ۔ ان کی جو کتابیں دستیاب ہوئی ہیں وہ اسّی کے قریب ہیں ۔ ان میں بعینہٖ وہی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے جو خلافیات پر مبنی کتابوں میں ہوتی ہے ۔

علاوہ ازیں ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الشروط الکبیر ۔ کتاب الشروط الصغیر ۔ کتاب المختصر الصغیر ۔ کتاب المختصر الکبیر ۔ کتاب شرح الجامع الکبیر ۔۔ از محمد ۔ کتاب شرح الجامع الصغیر ۔ کتاب المحاضر والسجلات ۔ کتاب الوصایا ، کتاب الفرائض ۔ کتاب شرح مشکلات احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔ تقریباً ہزار ورق میں ہے ۔ کتاب نقض کتاب المدلسین علی الکرابیسی ۔ کتاب احکام القرآن ۔ کتاب شرح معانی الآثار ۔ کتاب العقیدۃ ۔

کتاب التسویۃ بین حدثنا و اخبرنا ۔ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے ۔

علی بن موسیٰ قمیؒ

اس کا شمار مشاہیر فقہائے عراق اور اصحاب تصنیف علما و فضلا میں ہوتا ہے اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ اس نے کتب امام شافعی کو ہدف تنقید و تردید ٹھہرایا ہے۔ تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب احکام القرآن — یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب بعض ما خالف فیہ الشافعی العراقیین فی احکام القرآن۔ کتاب اثبات القیاس والاجتہاد وخبرالواحد۔

ابوحازم قاضی

عبدالحمید بن عبدالعزیز۔ یہ ایک جلیل القدر عالم تھا جس نے شیوخ بصرہ سے اخذ علم کیا اور شام، کوفہ اور کرخ میں عہدۂ قضا پر فائز رہا۔ اس سے طحاوی اور دباس نے تحصیل علم کی اور ابوالحسن کرخی نے لقاء و دیدار کا شرف حاصل کیا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب الفرائض۔ کتاب ادب القاضی۔

ابن موصل

یہ . . . ہے۔ مذہب اہل عراق کا پیرو تھا۔ اس کی تالیفات یہ ہیں:-

کتاب الشروط الکبیر۔ کتاب الوثائق والسجلات۔

ابوزید

احمد بن زید شروطی۔ عراق کا باشندہ تھا۔ اس کی تالیفات یہ ہیں:-

کتاب الوثائق۔ کتاب الشروط الکبیر۔ کتاب الشروط الصغیر — اور کتاب . . .

یحییٰ بن بکر

اہل عراق سے تھا۔اس کی تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب الشروط۔کتاب۔ . .

بردعی

اس کا نام احمد بن حسین ہے۔نخعہ کے عراق سے تھا۔یہ وہ شخص ہے جس سے ابوالحسن کرخی نے بصورت قرات استفادہ کیا۔قرامطہ کے زمانہ میں حج کو جا رہا تھا کہ وفات پا گیا۔کتاب. . .اس کی تصنیف ہے۔

کرخی

ابوالحسن عبیداللہ بن حسن کرخی ـــــ یہ وہ عراقی فقیہ تھا جس کی طرف لوگوں کی شہرت کی انگلیاں اٹھتی تھیں اور اس سے علم حاصل کیا جاتا تھا۔اُن فقہا نے اس سے اخذ علم کیا جو شہرت و اشاعت کے اعتبار سے اس دور میں فوقیت رکھتے تھے۔یہ بلاشک و اختلاف ایک یگانۂ روزگار شخصیت تھا۔اس کی ولادت سنہ . . . میں اور وفات شعبان ۳۴۰ھ میں ہوئی۔ ان کتابوں کا مصنف ہے :۔
کتاب المختصر فی الفقہ۔کتاب الاشربۃ وتحلیل نبیذ التمر۔

رازی

ابوبکر احمد بن علی. . . اتوار کے روز ۷۔ذی الحجہ ۳۷۰ھ کو فوت ہوا۔اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب شرح مختصر الطحاوی۔کتاب احکام القرآن۔کتاب شرح الجامع الکبیر لمحمد بن الحسن۔نسخہ اولیٰ۔کتاب المناسک۔یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔کتاب شرح الجامع

الکبیر نسخۂ ثانیہ۔

ابو عبداللہ بصری

اس کا ذکر مقالۂ متکلمین میں گزر چکا ہے۔ فقہ میں اس کی تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح مختصر ابی الحسن الکرخی۔ کتاب الاشربۃ و تحلیل نبیذ التمر۔ کتاب تحریم المتعۃ۔ کتاب جواز الصلوٰۃ بالفارسیۃ۔

ابن اشنانی

عراقی ہے اور کتاب الشروط اس کی تصنیف ہے۔

فرحی

عراقی ہے اور کتاب الشروط اس کی تالیف ہے۔

حواشی

لہ اگر کسی روز لوگوں نے عجیب و غریب مسائل کے سلسلہ میں ہمیں جانچنا چاہا۔
لہ تو ہم ابو حنیفہ کے انداز پر ان کے لیے ایک صحیح معیار پیش کر دیں گے۔
لہ جب فقیہ اسے سنے گا تو قلب و ذہن میں محفوظ کرے گا اور روشنائی سے اس کو صفحۂ قرطاس پر ثبت کرے گا۔
لہ شہروں اور ان کے باشندوں کو امام المسلمین ابو حنیفہؒ نے زینت بخشی
لہ آثار سے اور تنقہ فی الحدیث سے یہ اس طرح آراستہ ہیں، جس طرح گویا زبور کی آیات صحیفہ میں مرتسم ہوں۔

۶ ان کی نظیر نہ مشرقین میں ہے، نہ مغربین میں ہے اور نہ کوفہ ہی میں ہے۔

۷ ان کے نکتہ چینوں کو تم احمق اور خلافِ حق پاؤ گے۔ جن کا سہارا محض کمزور اور ضعیف دلائل ہیں۔

۸ حصَر — عجزِ بیان کو کہتے ہیں۔

۹ تم سے صحیح فیصلہ کی کیونکر امید کی جائے جب کہ تم نے خود اپنے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کیا۔

۱۰ تم یہ گمان کرتے ہو کہ جلاح کے فرزند ہو۔ تمہارے اس دعویٰ اور اصل پر افسوس ہے۔

۱۱ فسا — فارس کا ایک شہر (معجم البلدان)

مقالہ ششم

تیسرا فن

علما اور ان کی تصنیفات

امام شافعی اور اصحاب شافعی کے حالات و واقعات

امام شافعی اور ان کے پیرو

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالقاسم حجازی کے خط میں محررہ کتاب الاخبار الداخلۃ فی التاریخ میں پڑھا ہے کہ یہ ابو عبداللہ محمد بن ادریس ہیں اور شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔

اسی کی تحریر میں یہ بھی میں نے پڑھا ہے کہ ناحیۂ مغرب میں بنو ابی لہب کے ایک شخص نے سر اٹھایا، جسے گرفتار کر کے ہارون رشید کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس کے ساتھ امام شافعی بھی تھے۔ رشید نے اس لہبی سے کہا۔

"کیا تیری خواہشات نفس نے تمھیں اس بلند پروازی کی جرأت دلاتی ہے۔؟ مجھے بتاؤ۔ بزرگی و ناموری میں کون زیادہ اونچا اور قدر و منزلت میں کون بلند تر تھا، میرا دادا یا تیرا دادا ۔۔۔؟ کیا تم اپنے دادا کی سرگزشت اور اس کے انجام سے باخبر نہیں ہو۔؟

ہارون الرشید نے اس کے تمام نازیبا واقعات اس کو سنائے، اس لیے کہ اس نے عفو و مہربانی کی التجا کی تھی۔ اس کے بعد اس کو حوالۂ زنداں کر دینے کا حکم دیا۔

پھر شافعی کی طرف متوجہ ہوا، اور ان سے پوچھا۔

"تم کو اس شخص کی رفاقت اختیار کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ؟"
انھوں نے جواب دیا۔
"میں ایک تنگ دست آدمی ہوں۔ اس کے ساتھ شہروں میں اس امید پر
گھوما پھرا کہ کشائش رزق کی کوئی صورت پیدا ہو"
اس پر فضل بن ربیع نے ہارون سے ان کو معاف کر دینے کی درخواست کی
اور اس نے از راہِ کرم معاف کر دیا۔ پھر وہ ایک عرصہ تک مدینۃ السلام (بغداد) میں
قیام پذیر رہے۔

ہمیں محمد بن شجاع ثلجی نے بتایا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر مغنیوں کے لباس میں ہمارے
پاس سے گزرا کرتے تھے۔ حاشیہ دار چادر پہنتے تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے۔
اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ ایک سال محمد بن حسن سے وابستہ رہے اور اس اثنا میں
ان کی تمام کتابیں سررشتۂ تحریر میں منسلک کر لیں۔ ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی
کہتے تھے کہ امام محمد کی جو کتابیں میں نے سلک تحریر میں منسلک کی ہیں۔ وہ ایک اونٹ کے بوجھ
کے برابر ہیں۔ امام شافعی تشیع میں بڑے سخت تھے۔ ایک دن ایک شخص نے ان سے ایک
سوال پوچھا، انھوں نے اس کا جواب دیا تو اس نے کہا۔
"آپ نے اس جواب میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہے"
انھوں نے کہا "تم یہ ثابت کر دو کہ حضرت علی بن ابوطالب نے اسی طرح فرمایا ہے
تو میں اپنا چہرہ خاک پر رکھ دوں گا، اپنی غلطی کا اعتراف کر لوں گا اور اپنا قول ترک کر کے
ان کے فرمان کی طرف رجوع کر لوں گا"
ایک روز وہ ایک ایسی مجلس میں گئے جس میں کچھ طالبی بیٹھے تھے، فرمایا۔
"میں ایسی مجلس میں بات نہیں کروں گا جس میں کوئی طالبی بیٹھا ہو۔ کیونکہ یہی
لوگ گفتگو کا زیادہ استحقاق رکھتے ہیں اور انہی کو میدان علم میں قیادت و فضیلت
حاصل ہے"
وہ (محمد بن شجاع) کہتا ہے کہ امام شافعی ۲۰۰ھ میں مصر گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔

ربیع بن سلیمان مصری نے ان سے اخذ علم کیا۔ شافعی شعر بھی کہتے تھے۔ ابوالفتح بن نحوی کہتا ہے کہ مجھے ابوالحسن بن صابونی مصری نے بتایا کہ میں نے ابوعبداللہ شافعی کی قبر مصر میں بیطار بلال اور ربرکتین کے درمیان دیکھی ہے۔ اس کے سرہانے تانبے کی لوح آویزاں ہے۔ جس پر لکھا ہے :۔

تمنیت مخبی فسر قوم حمقی بھم منتلة دلومم
کأن یری علی حتفر ولیس للشامتین یوم

امام شافعی ۲۰۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب المبسوط فی الفقہ :۔ یہ کتاب ان سے ربیع بن سلیمان اور زعفرانی نے روایت کی۔ اور یہ کتاب ، کتاب الطہارۃ ۔کتاب الصلوٰۃ ۔کتاب الزکوٰۃ۔کتاب الصیام کتاب الحج۔کتاب الاعتکاف ۔کتاب . . . پر مشتمل ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ایک نسخہ میں ابن ابی یوسف کی یہ تحریر پڑھی ہے۔

کتاب الرسالۃ۔کتاب الطہارۃ۔کتاب الامامۃ۔کتاب استقبال القبلۃ۔کتاب الجمعۃ کتاب صلوٰۃ الخوف۔کتاب العیدین۔کتاب صلوٰۃ الخسوف۔کتاب الاستسقاء۔کتاب صلوٰۃ التطوع۔کتاب المرتد الصغیر۔کتاب المرتد الکبیر۔کتاب الزکوٰۃ۔کتاب فرض الزکوٰۃ۔کتاب احکام القرآن۔ کتاب المناسک۔کتاب البیوع۔کتاب اختلاف مالک والشافعی۔کتاب جراح العمد۔ کتاب الرہن الکبیر۔کتاب الرہن الصغیر۔کتاب اختلاف الحدیث۔کتاب اختلاف العراقیین کتاب الیمین مع الشاہد۔کتاب قتل المشرکین۔کتاب قتل اہل البغی۔کتاب الغصب۔کتاب السارق والمغلول۔کتاب التعریض بالخطبۃ۔کتاب الاستبراء والحیض۔کتاب غسل المیت۔کتاب الجنائز۔ کتاب السبق والرمی۔کتاب الاحباس والبلوغ۔کتاب الحدود وکری الرقاب۔کتاب الرضاع کتاب الطعام والشراب۔کتاب البحیرۃ والسائبۃ۔کتاب المزارعۃ۔کتاب العمری والرقبی۔ کتاب الاشربۃ۔کتاب فضائل قریش۔کتاب الشعار۔کتاب النشوز والخلع۔کتاب مسئلۃ الخنثیٰ۔ کتاب الاعتکاف۔کتاب المساقاۃ۔کتاب الصید۔کتاب الولیمۃ۔کتاب الشفعۃ۔کتاب القراض

کتاب فرض اللہ۔ کتاب الاجارات والغارمین والرجل یکری الدابتہ۔ کتاب احیاء الموات۔ کتاب الشروط۔ کتاب الظہار۔ کتاب الایلاء۔ کتاب اختلاف الزوجین۔ کتاب القضایا۔ کتاب اختلاف المواریث۔ کتاب عتق امہات الاولاد۔ کتاب اللقطہ۔ کتاب اللقیط۔ کتاب بلوغ الرشد۔ کتاب مختصر الحج الصغیر۔ کتاب مسئلہ المنی۔ کتاب اباحتہ الطلاق۔ کتاب الصیام۔ کتاب المدبر۔ کتاب المکاتب۔ کتاب الولاء والحلف۔ کتاب الاجارات الکبیر کتاب الاجماع کتاب الصداق۔ کتاب الشہادات۔ کتاب ماخالف العراقیون علیا وعبد اللہ کتاب اللعان کتاب مختصر الحج الکبیر۔ کتاب قسم الفئی۔ کتاب القرعۃ۔ کتاب الجزیتہ۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الدعوی والبینات۔ کتاب تحریم الخمر۔ کتاب الرجعۃ۔ کتاب ادب القاضی کتاب مددالنسآ کتاب القطع والسرقۃ۔ کتاب الأیمان والنذور۔ کتاب العبید والذبائح۔ کتاب الصرف کتاب الرد علی محمد بن الحسن۔ کتاب عشرۃ النساء۔ کتاب سیر الواقدی۔ کتاب سیر الاوزاعی۔ کتاب الحکم فی الساحر والساحرۃ۔ کتاب الودیعۃ والاقضیۃ۔ کتاب وصیۃ الحامل۔ کتاب شہادۃ القاذف۔ کتاب صدقۃ الحی عن المیت۔ کتاب الرجل یبضع مع الرجل بضاعۃ۔ کتاب العاریتہ۔ کتاب المواریث۔ کتاب الحکم بالظاہر۔ کتاب ابطال الاستحسان۔

رواتِ شافعی

ان سے ربیع بن سلیمان مرادی نے اخذ علم کیا

یہ قبیلۂ مراد سے ہے۔ کنیت ابوسلیمان ہے۔ مصر میں مؤذن تھا اور سلطان سے مؤذن ہونے کی تنخواہ لیتا تھا۔ مصری نژاد تھا۔ اس نے امام شافعی سے کتاب الاصول روایت کی، جسے لوگ "المبسوط" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ مصر میں ۲۷۰ھ میں فوت ہوا۔ ربیع سے، ابن سیف مسمی بہ ابوبکر احمد بن عبد اللہ بن سیف بن سعید، ابوعبداللہ محمد بن حمدان طرائفی، اصم نیشاپوری اور عبد اللہ بن ابوسفیان موصلی نے روایت کیا۔

زعفرانی

ابوعبداللہ حسن بن محمد بن صباح - اس نے امام شافعی سے ربیع کی ترتیب سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ المبسوط روایت کی لیکن لوگوں نے اس میں دلچسپی نہیں لی اور نہ اسے لائق عمل ہی سمجھا۔ فقہا نے ربیع کی روایت ہی کو معمول بہا گردانا۔

یہاں ہم زعفرانی کی روایت کردہ کتابوں کے ذکر کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت کم تعداد میں ہیں اور ان میں سے بیشتر دست برد زمانہ کی نذر ہو چکی ہیں اور بعد میں وہ قید تحریر میں نہیں لائی گئیں۔ اس کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔

ابوثور

ابراہیم بن خالد بن یمان فقیہ کلبی۔ اس نے امام شافعی سے اخذ علم کیا اور انہی سے روایت کی۔ لیکن بعض امور میں ان سے اختلاف بھی کیا اور مذاہب شافعی میں سے ماخوذ اس نے اپنے لیے ایک الگ مدرسۂ فکر کی طرح ڈالی۔ اس نے کتب امام شافعی کی ترتیب کے مطابق ایک مبسوط بھی مرتب کی۔ آذربائیجان اور آرمینیہ کے بیشتر لوگ اس کے فقہی مسلک پر عمل پیرا ہیں۔ اس کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی۔ ابوثور کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب المناسک

ابوثور کے تلامذہ

ابن جنید

اس کا نام . . . ہے۔ یہ اس کے جلیل القدر شاگردوں اور اس کے نزدیک مقدم لوگوں میں سے تھا۔ عبید بن خلف بزاز کا شمار بھی اس کے بزرگ تلامذہ اور جلیل القدر

متبعین میں سے ہوتا ہے۔

عیالی

ابوجعفر احمد بن محمد عیالی۔ یہ بھی مذہب ابو ثور کا پیرو تھا۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب المعاقل والدیات ہے۔

منصور بن اسماعیل مصری

سنہ . . . میں وفات پائی۔ کتاب زاد المسافر فی الفقہ۔ اس کی مصنفات میں سے ہے۔

امام شافعی کے تلامذہ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم

اس نے امام شافعی سے روایت کی۔ اس کے دو بھائی مالکی تھے مگر یہ ان سے الگ اور جدا رہا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ کتاب السنن علی مذہب الشافعی اس کی تصنیف ہے۔

حرملہ بن یحییٰ مصری

اس نے امام شافعی سے اخذ علم کیا۔

یحییٰ بن نصر خولانی

باشندگانِ مصر سے ہے۔ اس نے کتاب الشافعی فی الرد علی ابن عُلیّہ، امام شافعی سے روایت کی۔

بویطی

اس کا نام یوسف بن یحییٰ اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ اس نے امام شافعی سے روایت کی۔ ربیع کہتا ہے کہ مجھے بویطی نے جیل خانے سے ایک مکتوب بھیجا جس میں میرے حلقۂ درس کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے لکھا کہ ان سے متعلق بردباری سے کام لو میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اھین لھم نفسی لکی یکرمونھا ولن یکرم النفس الذی لا یھینھا

تالیفات بویطی یہ ہیں :۔

کتاب المختصر الکبیر۔ کتاب المختصر الصغیر۔ کتاب الفرائض۔

یہ کتابیں بویطی سے ربیع بن سلیمان اور ابو اسماعیل ترمذی نے روایت کی ہیں۔

مزنی

ابو ابراہیم اسماعیل بن ابراہیم مزنی۔ قبیلۂ مزینہ کا فرد تھا جو قبائل یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ امام شافعی سے تحصیل علم کی۔ یہ مذہبِ شافعی کا ایک پارسا فقیہ ہے۔ اصحابِ شافعی میں مزنی سے بڑا فقیہ اور بویطی سے صالح تر، دوسرا کوئی شخص نہ تھا۔ مصر میں بدھ کے روز آخر ربیع الاوّل ۲۶۴ ھ میں اس کا انتقال ہوا، اور جمعرات کو سپردِ خاک کیا گیا۔ امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مؤذن نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں ۔

کتاب المختصر الصغیر۔ یہی کتاب لوگوں میں متداول ہے۔ اصحاب شافعی کا دارومدار اسی پر ہے۔ اسی کو وہ پڑھتے اور اسی کی شرح کرتے ہیں۔ یہ مختلف روایات سے مروی ہے، جن میں زیادہ تر روایات نیشاپوری، اسم جس کا نام . . . ہے، ابن الکفانی عبداللہ بن صالح اور حروری کے بھائی جوہری کی ہیں جو احمد بن موسیٰ کے نام سے موسوم ہے۔

کتاب المختصر الکبیر۔ اور یہ متروک ہے۔ کتاب الوثائق۔

مروزی

ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مروزی۔ صاحبِ مزنی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح مختصر المزنی — اوّل و ثانی۔ کتاب الفصول فی معرفۃ الاصول —
کتاب الشروط و الوثائق۔ کتاب الوصایا و حساب الدور۔ کتاب الخصوص و العموم۔

زبیری

یہ شوافع میں سے ہے۔ اس کا نام زبیر بن عبد اللہ بن سلیمان بن عاصم بن منذر بن زبیر بن العوام ہے۔ ۳۰۰ھ کے بعد فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب مختصر الفقہ — معروف بہ الکافی۔ کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب الفرائض۔

ایک اور مروزی

اس کا نام احمد بن نصر ہے اور تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب اختلاف الفقہاء الکبیر۔ کتاب اختلاف الفقہاء الصغیر۔

ابن سُرَیج

ابو العباس احمد بن عمر بن سریج — یہ گروہ شوافع اور ان کے فقہاء و متکلمین میں سے ہے۔ ابو الحسن علی بن عیسیٰ کے حضور اس کے اور محمد بن داؤد کے درمیان مجالس مناظرہ منعقد ہوتی رہیں۔ ۳۰۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الرد علی محمد بن الحسن۔
کتاب الرد علی عیسیٰ بن ابان۔
کتاب التقریب بین المزنی والشافعی۔
کتاب جواب القاشانی۔ کتاب مختصر فی الفقہ۔

ساجی

ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن محمد بن ساجی۔ اس نے مزنی اور ربیع اور اہلِ مصر سے تحصیل علم کی۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب الاختلاف فی الفقہ ہے۔

قاشانی

اس کا نام محمد بن اسحاق اور کنیت ابوبکر ہے۔ قاشان کا باشندہ ہے۔ پہلے داؤدی تھا، پھر مذہب شافعی اختیار کر لیا اور اس میں اونچے درجہ پر پہنچا اور ان کے اہل مسلک کے نزدیک شرفِ تقدم حاصل کیا۔ یہ صاحب نظر و بصیرت شخص تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الرد علی داؤد فی ابطال القیاس۔ کتاب اثبات القیاس للقاشانی، کتاب الفتیا الکبیر۔ کتاب صدر کتاب الفتیا۔ کتاب اصول الفتیا۔

اصطخری، ابوسعید

اس نے عالم جوانی ہی میں مذہب شافعیہ کی علمی سربراہی حاصل کر لی تھی۔ ثقہ و عفیف اور سربراہ فقیہ تھا۔ جمعہ کے روز ۱۴۔ جمادی الاخریٰ ۳۲۸ھ کو فوت ہوا اور مقابر الدیر میں دفن کیا گیا۔ اس کی مؤلفات یہ ہیں :۔

کتاب الفرائض الکبیر۔ کتاب الشروط والوثائق والمحاضر والسجلات۔

ابن صیرفی

ابوبکر محمد بن عبداللہ صیرفی شافعی۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ سے وابستہ اور اس کا مصاحب تھا۔ اکابر شوافع اور ان کے متکلمین میں سے تھا۔ اس کی ولادت سنہ ... میں اور وفات جمعہ کے روز ۱۲۔ ربیع الاول ۳۳۰ھ کو ہوئی۔ اس کی مصنفات یہ ہیں :۔

کتاب البیان فی دلائل الاعلام علی اصول الاحکام ۔کتاب شرح رسالۃ الشافعی کتاب حساب الدور ۔کتاب نقض کتاب عبید اللہ بن طالب الکاتب لرسالۃ الشافعی کتاب الفرائض۔

ابو عبدالرحمٰن شافعی

اس کا نام . . ہے ۔تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاجماع والاختلاف ۔کتاب المقالات فی اصول الفقہ ۔پہلی کے علاوہ ۔

طبری

ابوعلی حسن بن قاسم ۔ شوافع میں سے ہے ۔کتاب مختصر مسائل الخلاف فی الکلام والنظر۔ اس کی تصنیفات میں سے ہے ۔

ابو الطیّب بن سلمہ

....

ابو الحسن

محمد بن احمد بن ابراہیم بن یوسف بن احمد کاتب ۔اس کا شمار جلیل القدر شوافع میں ہوتا ہے ۔ ۲۸ ھ میں حسنیہ میں پیدا ہوا ۔مذہب شیعہ پر بھی اس نے کتابیں لکھیں جن کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اصل مقام پر کریں گے ۔مذہب شافعیہ سے متعلق ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب البصائر ،
کتاب الابل ،
کتاب المستعذب ،
کتاب الرّد علی الکرخی ۔کتاب المفید فی الحدیث ۔

ابن سیف الفارض

اس کا نام . . . ہے۔ اور اس کی تصنیف کتاب . . . ہے۔

ابن اشیب

ابو عمران موسیٰ بن اشیب۔ مذہب شافعی کا فقیہ اور متکلم تھا۔ اس کی تصنیفات میں سے . . . ہے۔

ابو الطیب بن سلمہ

شافعی تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات میں سے . . . ہے۔

ابو الطیب ملقی

اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

اہوازی

....

ابن جنید

....

ابو الحسن قاضی

اس کی تصنیفات میں سے .... ہے۔

ابوحامد

یہ بصری قاضی تھا اور شوافع میں سے تھا۔ سنہ . . . میں فوت ہوا۔ اس کا نام احمد بن بشر بن عامر عامری ہے اور تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الجامع الکبیر جو ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب الجامع الصغیر۔ کتاب الاشراف علی اصول الفقہ۔

آجُرّی

ابوبکر محمد بن حسین بن عبید اللہ اجری فقیہ۔ اس کا شمار عابد وصالح لوگوں میں ہوتا ہے۔ یہ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے جن کا ذکر ان کے اصل مقام پر کیا جائے گا۔ یہ مکہ میں اقامت رکھتا تھا۔ تھوڑا عرصہ ہوا وفات پاگیا ہے۔ مذہب شافعی کا پیرو تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب مختصر الفقہ۔ کتاب احکام النساء۔ کتاب النصیحۃ ـــــ یہ فقہ سے متعلق چند کتابوں پر مشتمل ہے۔

ابن شفر اُخفاف

شافعی تھا اور مکہ میں رہتا تھا۔ اس کا نام . . . ہے اور کتاب الشروط اس کی تصنیف ہے۔

ابن رجاؔ

ابوالعباس بصرہ کے شوافع میں سے تھا اور بصرہ میں قاضی کا نائب تھا اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب علل الشروط۔ کتاب الشروط ـــ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ میں نے دیکھا

کہ شوافع اس کی بہت تعریف کرتے اور بہترین کتاب قرار دیتے ہیں۔

ابن دینار ہمدانی

کتاب الشروط اس کی تصنیف ہے جو ایک ضخیم اور نہایت عمدہ کتاب ہے۔
تقریباً ہزار ورق پر مشتمل ہے۔

ابوالحسن نسوی

اس کا نام . . . ہے۔ کتاب المسائل والعلل والفروق اس کی تصنیفات
میں سے ہے۔

ابوبکر

محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری۔ مذہب شافعی کا فقیہ اور ان میں صف اول
کے لوگوں میں سے تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المسائل فی الفقہ۔ کتاب اثبات القیاس۔

فرجی

ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن محمد فرجی فرائضی۔ کتاب البیان لاحکام الفرائض
اس کی تصنیف ہے جو ایک ضخیم کتاب ہے۔

ابن ابی ہریرہ

ابوعلی سنہ . . . میں وفات پائی۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب المسائل۔
کتاب التعلیق فی الفقہ والمسائل۔

قفال ابوبکر

کتاب الاصول اس کی تصنیف ہے۔

ابوالحسن بن خیران

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب اللطیف ۔کتاب المقدمات ۔

حواشی

۱؎ میری موت کا وقت تو آپہنچا لیکن احمق اور خواب غفلت میں مبتلا لوگ کچھ اس طرح خوش ہیں۔
۲؎ کہ گویا ہمارا یوم مرگ تو حتمی تھا اور دشمنوں پر یہ دن نہیں آئے گا۔
۳؎ میں ان کے مقابلہ میں اپنے نفس کو کمتر قرار دیتا ہوں تاکہ وہ اسے معزز گردانیں ۔کیونکہ وہ شخص کبھی معزز نہیں ہوتا جو اپنے نفس کو کم خرد قرار دے۔
۴؎ قاشان ــــ اصفہان کے قریب ایک شہر (معجم البلدان)
۵؎ معلوم ہوتا ہے اس سے ۳۲۸ ھ مراد ہے۔
۶؎ مقابر الدیر ــــ بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے جو اب مقبرۂ شیخ معروف کرخی کے نام سے موسوم ہے۔

مقالۂ ششم

چوتھا فن

سرگزشتِ علما اور اُن کی تصنیفات

داؤد اور اس کے متبعین کے اخبار و حالات

داؤد بن علی

ابو سلیمان داؤد بن علی بن داؤد بن خلف اصفہانی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے کتاب و سنت کے قول ظاہر کو لائق اعتنا و قابل عمل گردانا اور اس کے سوا رائے و قیاس کو بیکار سمجھا۔ یہ فاضل، صادق اور تقویٰ شعار شخص تھا۔ داؤد ۲۷۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الایضاح۔ کتاب الافصاح۔ کتاب الدعویٰ والبینات۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الاصول۔ کتاب الحیض۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ایک بوسیدہ کاغذ پر جو ممکن ہے، داؤد بن علی کے زمانہ کا لکھا ہوا ہو، ابو سلیمان داؤد بن علی کی کتابوں کے نام پڑھے ہیں۔ میں اسی ترتیب سے اسے یہاں نقل کرتا ہوں :۔

کتاب الطہارۃ۔ کتاب الحیض۔ کتاب الاذان۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب القبلۃ۔ کتاب المواقیت۔ کتاب السہو یہ چارسو ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب الاستسقاء۔ کتاب افتتاح الصلوٰۃ۔ کتاب ما یفسد بہ الصلوٰۃ۔ کتاب الجمعۃ۔ کتاب صلوٰۃ الخوف۔ کتاب

صلاۃ الخسوف۔ کتاب صلاۃ العیدین۔ کتاب الامامۃ۔ کتاب الحکم علی تارک الصلاۃ ــــ
کتاب الجنائز۔ کتاب غسل المیت۔ کتاب الزکوٰۃ ــ یہ تین سو ورق پر محتوی ہے۔ کتاب
صدقۃ الفطر۔ کتاب صیام التطوع۔ کتاب صیام الفرض یہ چھ سو ورق کو محیط ہے ــــ
کتاب الاعتکاف۔ کتاب المناسک۔ کتاب مختصر الحج۔ کتاب النکاح ۔ یہ ہزار ورق کی
کتاب ہے۔ کتاب الصداق۔ کتاب الرضاع۔ کتاب النشوز۔ کتاب الخلع۔ کتاب الیمین
علی من یستحق البینۃ علیہ۔ کتاب الاستبراء۔ کتاب الرجعۃ۔ کتاب مسئلۃ فیئ۔ کتاب الایلاء
کتاب الظہار۔ کتاب اللعان۔ کتاب المفقود۔ کتاب الطلاق۔ کتاب طلاق السنۃ۔
کتاب الأیمان فی الطلاق۔ کتاب الطلاق قبل الملک۔ کتاب طلاق السکران والناشیٔ۔
کتاب العدد۔ کتاب البیوع۔ کتاب الصرف۔ کتاب الماذون لہ فی التجارۃ۔ کتاب الشرکۃ۔
کتاب القراض۔ کتاب الودیعۃ۔ کتاب العاریۃ۔ کتاب الحوالۃ والضمان۔ کتاب الرہن۔
کتاب الاجارات۔ کتاب المزارعۃ۔ کتاب المساقاۃ۔ کتاب الحافرۃ والمعاقل۔ کتاب الشرب
کتاب الشفعۃ۔ کتاب الکفالۃ بالنفس۔ کتاب الوکالۃ۔ کتاب احکام الاباق۔ کتاب الحدود۔
کتاب السرقۃ۔ کتاب تحریم المسکر۔ کتاب الاشربۃ۔ کتاب الساحر۔ کتاب قتل الخطاء۔ کتاب
قتل العمد۔ کتاب القیامۃ۔ کتاب الجنین۔ کتاب الأیمان والکفارات۔ کتاب النذور۔
کتاب العتاق۔ کتاب المکاتب۔ کتاب المدبر۔ کتاب ایجاب القرعۃ۔ کتاب الصید۔
کتاب ذبائح المسلمین۔ کتاب الاضاحی۔ کتاب العقیقۃ۔ کتاب الاطعمۃ۔ کتاب اللباس
کتاب الطب۔ کتاب الجہاد۔ کتاب السیر۔ کتاب قسم الفیئ۔ کتاب سہم ذوی القربیٰ۔
کتاب قسم الصدقات۔ کتاب الخراج۔ کتاب المعدن۔ کتاب الجزیۃ۔ کتاب القسمۃ ۔
کتاب المحاربۃ۔ کتاب سیر العادلۃ۔ کتاب المرید۔ کتاب اللقطۃ والضوال۔ کتاب اللقیط
کتاب الفرائض۔ کتاب ذوی الارحام۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الوصایا فی الحساب۔ کتاب الدور۔ کتاب الولاء
والحلف۔ کتاب الخناث۔ کتاب الاوقات۔ کتاب الہبۃ والصدقۃ۔ کتاب القضاء۔
کتاب ادب القاضی۔ کتاب القضاء علی الغائب۔ کتاب المحاضر۔ کتاب الوثائق۔
یہ تین ہزار ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب الشہادات۔ کتاب الحکم بین اہل الذمۃ۔ کتاب الدعویٰ

والبینات، ہزار ورق۔ کتاب الاقرار۔ کتاب الرجوع عن الشہادات۔ کتاب الحجر بالتفلیس
کتاب الغصب۔ کتاب الصلح۔ کتاب النفال۔ کتاب طلب من الاکتساب۔ کتاب الذب
عن السنن والاحکام والاخبار، ہزار ورق۔ کتاب الرد علی اہل الافک۔ کتاب المشکل ـــ
کتاب الرضع والفاضح قسامی۔ کتاب صفۃ اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب اعلام النبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب المعرفۃ۔ کتاب الدعاء۔ کتاب المستقبل والمستدبر۔ کتاب الاجماع۔
کتاب ابطال التقلید۔ کتاب ابطال القیاس۔ کتاب خبر الواحد۔ کتاب الخبر الموجب للعلم۔
کتاب الحجۃ۔ کتاب الخصوص والعموم۔ کتاب المفسر والمجمل۔ کتاب ترک الافکار۔ کتاب
رسالۃ الربیع بن سلیمان۔ کتاب رسالۃ ابی الولید۔ کتاب رسالۃ القطان۔ کتاب رسالۃ
ہارون الشاری۔ کتاب نصاح۔ یہ پانچ سو ورق پر مشتمل ہے۔ کتاب الایضاح۔ یہ چار ہزار
ورق میں پھیلی ہوئی ہے۔ کتاب المتعۃ۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے، یہ کتابیں میں نے ایک بہت پرانے اور بوسیدہ
کاغذ سے لکھی ہیں جو محمود مروزی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ شخص مذہب
داؤد کا پیرو تھا۔ لیکن غیر معروف تھا۔

داؤد مختلف مقامات و مواضع سے موصول شدہ سوالات کے جواب بھی دیتا
تھا، جن میں سے چند یہ ہیں:۔
کتاب المسائل الاصفہانیات۔ کتاب المسائل المکترمات۔ کتاب المسائل البصریات
کتب المسائل الخوارزمیات۔ کتاب الکافی فی مقالۃ المطلبی یعنی الشافعی۔ کتاب
مشتملین خالف فیہما الشافعی۔ پہلی کتابیں جس کتاب پر مشتمل ہیں، اس کا نام
کتاب المیسر ـــ ہے۔

محمد بن داؤد

اس کی کنیت ابوبکر تھی۔ اپنے باپ کے مذہب کا فقیہ تھا۔ فاضل و دانش مند،
ادیب و شاعر اور اخباری تھا۔ ظریف مگر عفیف و پاکباز شخص تھا۔ اس کی تصنیفات

ادب و شعر کا ذکر ہم اس کے اصل مقام — اخبار ادبیین و نسابیین اور رواۃ کے مقالہ میں کر چکے ہیں۔ اس کی ولادت سنہ . . میں اور وفات سنہ . . میں ہوئی۔ فقہیات کے موضوع سے متعلق اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الانذار۔ کتاب الاعذار۔ کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول۔ کتاب الایجاز کتاب الرد علی ابن شرشیر۔ کتاب الرد علی ابی عیسی الضریر۔ کتاب الانتصار من ابی جعفر الطبری۔

ابن جابر

ابو اسحاق ابراہیم بن . . ابن جابر اولادِ داؤد ییین اور ان کے علما و اکابر میں سے تھا۔ کتاب الاختلاف اس کی تصنیف ہے۔ اس سے زیادہ ضخیم کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ اصحاب ابن جابر، اس کتاب کے بہت مداح تھے۔

ابن مُغلّس

ابو الحسن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن مُغلّس۔ اپنے وقت کے اہل ظواہر داؤدیوں کی قیادتِ علمی اسی کو حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اس کا مثیل اور کوئی نہیں دیکھا گیا۔ فاضل، عالم، عقلمند، صادق اور ثقہ شخص تھا۔ سب لوگ اس کی علمی سربراہی کے قائل تھے۔ بغداد میں نہر مہدی پر اس کا مکان تھا۔ بلاد و امصار کے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔۔۔۴۔ جمادی الاخریٰ ۳۲۴ھ کو فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الموضح جوابات۔ کتاب الزنی۔ کتاب المنیح۔ کتاب المفصح۔ کتاب احکام القرآن کتاب الطلاق۔ کتاب الولاء۔

منصوری

ابو العباس احمد بن محمد بن صالح۔ مذہب داؤد کا پیرو تھا۔ اس کا شمار فضلا سے

داؤد یمن میں ہوتا ہے۔ جلیل القدر اور عمدہ کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے بڑی بڑی یہ ہیں :-
کتاب المصابیح ـــ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الحادی۔ کتاب النیر۔

رقی

ابوسعید۔ پیروان مذہب داؤد اور ان کے علما میں سے ہے۔ کتاب الاصول اس کی تصنیف ہے۔ جو تصنیفات داؤد کے انداز کی کتاب ہے اور ایک سو کتابوں پر مشتمل ہے۔ جن کے ذکر کی ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں کتاب شرح الموضح بھی اس کی تصنیف ہے۔

نہربانی

اس کا نام حسن بن عبید ابوسعید ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب ابطال القیاس ہے۔

ابن خلال

ابوالطیب کنیت ہے۔ اور تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب ابطال القیاس۔ کتاب النکت۔ کتاب نعت الحکمۃ فی اصول الفقہ۔ یہ متعدد کتابوں پر مشتمل ہے۔

رباعی

اس کا نام ابراہیم بن احمد بن حسن اور کنیت ابواسحاق ہے۔ داؤدی علما میں سے ہے۔ ہمارا قریب العہد ہے۔ بغداد سے مصر چلا گیا تھا اور وہیں سنہ . . . میں وفات پائی۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب الاعتبار فی ابطال القیاس ہے۔

حیدرہ

اس کی کنیت ابوالحسن تھی۔ نیک لوگوں میں سے تھا۔ اپنے اصحاب کے مذہب کا فقیہ تھا۔ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ میرا دوست تھا۔ ـــــہ . . میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

قاضی حرزی ایدہ اللہ

ابوالحسن عبدالعزیز بن احمد اصفہانی حرزی۔ ہمارے دور کے داؤدی علماء میں سے ہے اور اس مذہب میں خاص مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔ اس کا شمار اپنے اصحاب مذہب کے فضلاء و مصنفین میں ہوتا ہے۔ ـــــہ . . میں پیدا ہوا۔ عضد الدولہ نے اس کو مدینۃ السلام (بغداد) کی مشرقی جانب کے نچلے حصہ کا قاضی مقرر کر دیا تھا اور آج ۳۷۷ھ تک اسی عہدہ پر فائز ہے۔ کتاب مسائل الخلاف اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

مقالۂ ششم

پانچواں فن

فقہائے شیعہ، ان کے محدثین اور علما

سرگزشت علما اور ان کی تصنیفات

یہ فن علمائے شیعہ اور اُن کی تصنیفات پر مشتمل ہے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سُلیم بن قیس ہلالی اصحاب امیر المؤمنین علیہ السلام میں سے تھا جب حجاج نے اس کو قتل کرنے کے لیے گرفتار کرنا چاہا تو اس نے بھاگ کر ابان بن ابو عیاش سے پناہ طلب کی اور اس نے پناہ دے دی جب اس کا وقتِ موت قریب آیا تو اس نے ابان سے کہا۔ تم مجھ پر بہت سے حق رکھتے ہو اور میرا وقتِ موت آپہنچا ہے ـــــ اے بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس طرح اور اس طرح فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس نے اس کو ایک کتاب دی اور وہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو اس سے ابان بن ابو عیاش نے روایت کیا ہے۔ اس کے سوا اس کا کوئی اور راوی نہیں ہے۔

ابان نے دورانِ گفتگو میں کہا۔ قیس نورانی بزرگ تھا۔

پہلی کتاب جو شیعہ کی طرف سے عالمِ ظہور میں آئی وہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی ہے جسے ابان بن ابو عیاش نے روایت کیا ہے بجز اس کے، اس کا اور کوئی راوی نہیں ہے۔

تصنیفاتِ اصول وفقہ اور اُن کے مصنفین کے نام

محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ یہی وہ مشائخ شیعہ ہیں جنھوں نے آئمہ سے فقہ کو روایت کیا۔ کسی ترتیب کا لحاظ کیے بغیر ہم ان کا ذکر کرتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں :۔

کتاب صالح بن ابی الاسود۔ کتاب علی بن غراب۔ کتاب ابی یحییٰ لیث المرادی۔ کتاب زُریق بن الزبیر۔ کتاب ابی سلمۃ البصری۔ کتاب اسماعیل بن زیاد۔ کتاب ابی احمد عمر بن الرضیع۔ کتاب داؤد بن فرقد۔ کتاب علی بن رئاب۔ کتاب علی بن ابراہیم بن معلی۔ کتاب ہشام بن سالم۔ کتاب محمد بن الحسن العطار۔ کتاب عبد المؤمن بن القاسم الانصاری۔ کتاب سیف بن عمیرۃ النخعی۔ کتاب ابراہیم بن عمر الصنعانی۔ کتاب عبداللہ بن میمون القداح کتاب الزبیح بن ابی مدرک۔ کتاب عمر بن ابی زیاد الابزاری۔ کتاب زکار بن یحیی الواسطی۔ کتاب ابی خالد بن عمرو بن خالد الواسطی۔ کتاب حریز بن عبداللہ الازدی السجستانی۔ کتاب عبداللہ الحلبی۔ کتاب زکریا الئمن کتاب ثابت الضریر۔ کتاب مثنی بن اسد الخیاط۔ کتاب عمر بن اُذینہ۔ کتاب عمار بن معاویۃ الدہنی العبدی الکوفی۔ کتاب معاویۃ بن عمار الدہنی۔ کتاب الحسن بن محبوب السراد۔ یہ اصحاب رضاؑ اور اس کے بعد ان کے بیٹے محمد سے وارد ہے۔

ابان بن تغلب

اس کی تالیفات یہ ہیں :۔

کتاب معانی القرآن ـــ یہ تصنیف لطیف ہے۔ کتاب القراءات۔ کتاب من الاصول فی الروایۃ علی مذہب الشیعۃ۔

خاندانِ زرارہ بن اعین

زرارہ لقب اور عبد ربہ نام ہے۔ اس کا بھائی حُمران بن اعین ہے جو نحوی تھا۔ اس کے بیٹے حمزہ بن حُمران اور محمد بن حمران۔

بکیر بن اعین ـــ اس کا بیٹا عبداللہ بن بکیر۔
عبدالرحمٰن بن اعین۔
عبدالملک بن اعین۔ اس کا بیٹا ضریس بن عبدالملک۔
یہ سب اصحاب ابی جعفر محمد بن علی علیہ السلام تھے۔
اعین بن سنبس۔ بنو شیبان کے ایک شخص کا زرخرید رومی نژاد غلام تھا۔ اس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی تو اس کو آزاد کر دیا گیا اور معاوضہ یہ ٹھہرایا کہ وہ اس کے نسب میں شامل ہو جائے گا مگر اعین نے انکار کر دیا اور کہا مجھے سابقہ ولاء ہی پر قائم رہنے دو ـــ
سنبس شہر روم میں ایک راہب تھا۔ بکیر کی کنیت ابو جہم تھی۔ زرارہ کی کنیت ابو علی تھی۔ فقہ و حدیث اور معرفتِ کلام اور تشیع میں زرارہ کا شمار شیعہ کے اکابر رجال میں ہوتا ہے۔ اس کی اولاد میں سے ایک شخص حسن بن زرارہ ہے اور یہ حسن بن زرارہ اصحاب جعفر بن محمد میں سے ہے۔ زرارہ بن اعین سے عبید بن زرارہ نے روایت کیا۔ یہ احول یعنی بھینگا تھا۔

یونس بن عبدالرحمٰن

یہ اصحاب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اور خاندانِ یقطین کے موالی میں سے تھا۔ علامۂ زماں تھا۔ مذاہبِ شیعہ کے موضوع سے متعلق یہ کثیر التصانیف شخص ہے۔ اس کی تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب علل الحدیث۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الوصایا والفرائض۔ کتاب جامع الآثار۔ کتاب البداء۔

بزنطی

احمد بن محمد بن ابو نصر بزنطی۔ علمائے شیعہ اور اصحاب موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔

تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب ما رواہ عن الرضا علیہ السلام ۔کتاب الجامع ۔کتاب المسائل ۔

برقی

ابوعبداللہ محمد بن خالد برقی قمیؒ۔ اصحاب رضا میں سے تھا ۔ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر کی مصاحبت اختیار کی ۔کہتے ہیں اس کی کنیت ابوالحسن تھی ۔تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب العویص ۔کتاب التبصرۃ ۔کتاب المحاسن ۔کتاب الرجال ۔اس میں رواتِ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے ۔

حسن بن محبوب سراد

یہ زرہ گر تھا ۔مولانا رضا اور ان کے فرزند محمد کے پیروؤں میں سے تھا تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التفسیر ۔کتاب النکاح ۔کتاب الفرائض والحدود والدیات ۔
میں نے ابوعلی بن ہمام کی تحریریں پڑھا ہے جس میں وہ کہتا ہے ۔
کتاب المحاسن للبرقی ۔ستر سے کچھ زائد کتابوں پر اور ایک قول کے مطابق اسی کتابوں پر مشتمل ہے اور یہ تمام کتابیں ابوعلی بن ہمام کے پاس موجود تھیں ۔
کتاب المحبوبات ۔کتاب المکروہات ۔کتاب طبقات الرجال ۔کتاب فضائل الاعمال کتاب التحذیر ۔کتاب التوزلیف ۔کتاب الترہیب ۔کتاب الحیوۃ والصفوۃ ۔کتاب علل الاحادیث ۔کتاب معانی الحدیث والتحزیث ۔کتاب الفروق ۔کتاب الاحتجاج ۔کتاب اللطائف ۔کتاب المصابح ۔کتاب تعبیر الرؤیا ۔کتاب صوم الایام ۔کتاب السماء کتاب الارضین ۔کتاب البلدان ۔کتاب ذکر الکعبۃ ۔کتاب الحیوان والاجناس ۔کتاب احادیث الجن والانس ۔کتاب فضائل القرآن ۔کتاب الازاہیر ۔کتاب الاوامر والزواجر ۔

کتاب ما خاطب اللہ بہ خلقہ۔ کتاب الانبیاء والرسل۔ کتاب الجمل۔ کتاب جداول الحکمۃ۔
کتاب الاشکال۔ کتاب القرائن۔ کتاب البزائر۔ کتاب الریاضۃ۔ کتاب الاوائل ۔۔۔
کتاب التاریخ۔ کتاب الاسباب۔ کتاب المأثر۔ کتاب الاصفیۃ۔ کتاب الافانین۔
کتاب الروایۃ۔ کتاب النوادر۔ کتاب اخص الاعمال۔

اس کا بیٹا احمد

بن ابو عبداللہ محمد بن خالد برقی۔۔ اس کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب الاحتجاج۔ کتاب السفر۔ کتاب البلدان ۔۔۔ یہ کتاب اس کے باپ کی کتاب سے ضخیم ہے۔

حسن و حسین اہوازی بن سعید

یہ اہل کوفہ سے تھے۔ ان کا شمار غلامان علی بن حسین اور پیروان رضا سے ہوتا ہے اپنے زمانہ میں فقہ و آثار اور مناقب وغیرہ علوم شیعہ کے بہت وسیع معلومات کے حامل علما تھے۔ حسن او حسین، سعید بن حماد بن سعید کے بیٹے ہیں۔ جو ابوجعفر بن رضا کی صحبت میں بھی رہے۔ حسین کی مصنفات یہ ہیں:۔
کتاب التفسیر۔ کتاب التقیۃ۔ کتاب الایمان والنذور۔ کتاب الوضوء۔ کتاب الصلوٰۃ
کتاب الصیام۔ کتاب النکاح۔ کتاب الطلاق۔ کتاب الاشربۃ۔ کتاب الرد علی الغالیۃ۔
کتاب الدعاء۔ کتاب العتق والتدبیر۔

زیدان

بن حسن بن سعید۔ کتاب الاحتجاجات اس کی تصنیف ہے۔

اشعری

ابوجعفر محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری۔ اس کا شمار شیعہ روایات و فقہ کے علما

میں ہوتا ہے۔ اس کی مؤلفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع۔ فقہ و ابواب میں۔ . . باب پر مشتمل ہے۔ کتاب النوادر۔ کتاب ما نزل من القرآن فی الحسین بن علی علیہما السلام۔ ابو علی بن ہمام اسکافی اس کتاب کا راوی ہے۔

علی بن ہاشم

علی بن ابراہیم بن ہاشم۔ علما و فقہا میں سے ہے۔ تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب المناقب۔ کتاب اختیار القرآن۔ کتاب قرب الاسناد۔

حَرِیز بن عبد اللہ

اس کی تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب النوادر۔

صفوان بن یحییٰ

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الشرائع والبیع۔ کتاب التجارات۔ یہ اوّل الذکر کتاب کے علاوہ ہے۔ کتاب الجنۃ والوظائف۔ کتاب الفرائض۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الآداب۔ کتاب بشارات المؤمن۔

عیسیٰ بن مہران

اس کی تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب الفرق بین الامۃ والآل۔ کتاب المحدثین۔ کتاب السنن المشترکۃ۔ کتاب الوفاۃ۔ کتاب الکشف۔ کتاب الفضائل۔ کتاب الدیباج۔

حسن بن محمد بن سماعہ

تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب القبلۃ ۔ کتاب الصلوٰۃ ۔ کتاب الصیام ۔

ابن بلال

ابوالحسن علی بن بلال بن معاویہ بن احمد مہلبی ۔ کتاب الرشد والبیان اس کی تصنیف ہے ۔

بعض اصحاب قُم

ابوجعفر احمد بن محمد بن عیسیٰ قمی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الطبّ الکبیر ۔ کتاب الطبّ الصغیر ۔ کتاب المکاسب ۔

سعد بن ابراہیم قُمّی

کتاب تصدیر الدرجات اس کی تالیفات میں سے ہے ۔

ابن معمر

ابوالحسین بن معمر کوفی ۔ کتاب قرب الاسناد اس کی تصنیف ہے ۔

ابن فضال

ابو علی حسن بن علی بن فضال تیمّی بن ربیعہ بن بکر ۔ تیم اللہ بن ثعلبہ کا بردہ اور ابوالحسن رضا علیہ السلام کے اصحابِ خاص میں سے تھا ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب التفسیر ۔ کتاب الابتداء والمبتداء ۔ کتاب الطب ۔

ابن جمہور عمی

اس کا نام محمد بن حسین بن جمہور عمی ہے۔ بصری تھا اور ابوالحسن رضا کے اصحاب خاص میں سے تھا۔ کتاب الواحدۃ فی الاخبار و المناقب والمثالب اس کی تصنیف ہے۔ جسے اس نے آٹھ اجزا میں تقسیم کیا ہے۔

خاندان یقطین[1]

یقطین کا شمار اصحاب عز و جاہ دعاۃ میں ہوتا ہے۔ اسے مروان نے طلب کیا تو بھاگ گیا۔ اس کا بیٹا علی بن یقطین ۱۲۴ھ میں کوفہ میں پیدا ہوا۔ علی کی ماں اس کو اور اس کے بھائی عبید بن یقطین کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کو بھاگ گئی تھی۔ جب سلطنت ہاشمیہ قائم ہوئی تو یقطین ظاہر ہوا، اور علی کی والدہ، علی اور عبید کو ساتھ لے کر واپس لوٹی۔ پھر یقطین اگرچہ ابوالعباس اور ابوجعفر سے وابستہ ہوگیا تاہم خاندان ابوطالب کی امداد و اعانت کرتا اور ان کی امامت کے عقیدہ پر قائم رہا۔ اسی طرح اس کے لڑکوں کا طرز عمل بھی یہی رہا۔ یہ باقاعدہ جعفر بن محمد بن علی کی خدمت میں اموال اور تحائف و ہدایا بھیجتا رہا۔ اس باب میں لوگوں نے منصور اور مہدی کے پاس اس کی غیبت اور شکایت بھی کی مگر اللہ نے ان دونوں کے شر کو ان سے دور رکھا۔

علی بن یقطین نے ۵۷ برس کی عمر پاکر ۱۸۲ھ میں مدینۃ السلام بغداد میں وفات پائی اور اس کی نماز جنازہ ولی عہد محمد بن رشید نے پڑھائی۔ اس کا والد اس کے بعد ۱۸۵ھ میں فوت ہوا۔ علی بن یقطین کی تالیفات یہ ہیں:۔

کتاب ماسأل عنہ الصادق من امور الملاحم۔ کتاب مناظرتہ للشاک بحضرۃ جعفر۔

محمد بن عیسیٰ

بن عبید بن یقطین۔ یہ باشندگان بغداد اور اصحاب علی بن محمد اور حسن بن علی

علیہم السلام میں سے تھا۔ کتاب الامل والرجاء۔ اس کی تصنیف ہے۔ ابو علی بن ہمام کا کہنا ہے کہ اس کتاب کے مندرجات و مشمولات محمد بن جمہور رمی سے مروی ہیں۔ مگر حسن بن محمد بن جمہور نے مجھے بتایا کہ اس کتاب میں فضائل و منزلت سے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ وہی ہیں جو شیعہ کی خواہشات و رجحانات سے ہم آہنگ ہیں۔ یہ کتاب کتاب البشارات کی مانند ہے۔

اسماعیل بن مہران

یہ عیسیٰ بن مہران کا بھائی ہے کتاب الملاحم اس کی تصنیف ہے۔

ابو جعفر

محمد بن حسن بن احمد بن ولید قمی۔ اس کی تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب تفسیر القرآن۔

ابو القاسم

عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان طائی۔ کتاب القضایا والاحکام اس کی تصنیف ہے۔

آدمی رازی

ابو سعید سہل بن زیاد رازی۔ اصحاب ابی محمد الحسن بن علی علیہ السلام سے تھا کتاب ... اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ثقفی

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اصفہانی۔ ثقہ اصحاب تصنیف علماء میں سے تھا کتاب اخبار الحسن بن علی علیہ السلام اس کی تصنیف ہے۔

موسیٰ بن سعدان

کتاب الطوائف۔ اس کی تصنیف ہے۔

ابو جعفر

محمد بن حسین صائغ۔ یہ امامیہ شیعہ میں سے تھا۔ اس کی تصنیف کتاب التباشیر ہے۔

بُنْدار

بن محمد بن عبد اللہ فقیہ۔ یہ صاحب احترام امامیہ ہے۔ اس کی مؤلفات یہ ہیں:۔
کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الصیام۔ کتاب الحج۔ کتاب الزکوٰۃ۔
کتب اصول کی ترتیب کے مطابق بھی اس نے کتابیں تصنیفات کیں۔ اس کے علاوہ اور بھی تالیفات ہیں جو یہ ہیں:۔
کتاب الامامۃ من جہۃ الخبر۔ کتاب المتعۃ۔ کتاب العمرۃ۔

حواشی

لہ اصل عربی کتاب میں خاندان یقطین کا تذکرہ اس فن کے آخر میں کیا گیا ہے اور ساتھ ہی "آل یقطین" کا عنوان قائم کر کے نیچے لکھا ہے "یلحق بموضعہ فی الاوّل" یعنی اس حصہ مضمون کو اس سے قبل، اس کے اصل مقام سے ملحق کر دیا جائے جس کا ہمارے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اس کا اصل محل "محمد بن عیسیٰ" سے پہلے کیونکہ محمد بن عیسیٰ خاندان یقطین سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ اصل خاندان کا تذکرہ و تعارف اس سے پہلے ہی ہونا چاہیئے تھا چنانچہ ہم نے ترجمہ میں خاندان یقطین کا ذکر محمد بن عیسیٰ سے پہلے کیا ہے۔

مقالہ ششم

چھٹا فن

فقہائے محدثین اور اصحاب حدیث

علما اور اُن کی تصنیفات کے بارے میں

یہ فن فقہائے اصحاب الحدیث کے واقعات و اخبار پر مشتمل ہے

سفیان ثوری سے متعلق حالات و اخبار

سفیان بن سعید بن مسروق ثوری۔ ثور بن عبدمناف بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد سے ہیں۔
کہا جاتا تھا بنو ثور میں تیس آدمی ہوئے ہیں اور ان میں کا کوئی بھی ربیع بن خُثَیم سے کم تر نہ تھا۔ یہ سب کوفہ کے تھے لیکن ان میں سے کسی نے کوفہ میں قیام نہیں کیا۔ سفیان ثوری بادشاہ کے ڈر سے بصرہ میں روپوش رہے اور وہیں فوت ہوئے اور عشاء کے وقت دفن کیے گئے۔ یہ واقعہ ۱۶۱ھ کا ہے۔ اس وقت وہ ۶۴ برس کے تھے۔ ان کی ولادت ۹۷ھ میں ہوئی اُنھوں نے اپنی کتابوں کے بارے میں عمار بن سیف کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق اس نے ان کی کتابوں کو پھاڑ کر جلا دیا تھا۔ سفیان نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی صرف ایک بیٹا تھا جو ان کے انتقال سے پہلے ہی وفات پا گیا تھا۔ اسی لیے انھوں نے اپنی تمام چیزیں اپنی بہن اور اس کی اولاد کے حوالے کر دی تھیں (اپنے بھائی) مبارک بن سعید کو انھوں نے کسی شے کا وارث نہیں بنایا۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب الجامع الکبیر۔ یہ کتاب حدیث کے انداز کی ہے۔ اس کو ان سے ایک جماعت نے روایت کیا، جن میں یزید بن ابوحکیم، عبداللہ بن ولید عدنی۔ ابراہیم بن خالد صنعانی۔ عبدالملک جدی اور غیر یمنیوں میں حسین بن حفص اصفہانی شامل ہیں۔

کتاب الجامع الصغیر۔ یہ بھی ایک جماعت سے مروی ہے۔ جن میں اشجعی، غسان بن عبید، حسن بن حفص اصفہانی معافابن عمران موصلی، عبدالعزیز بن ابان۔ عبدالصمد بن حسان۔ زید بن ابوزرقا۔ اور قاسم بن یزید جرمی شامل ہیں۔

کتاب الفرائض۔ کتاب رسالۃ الی عبادبن عباد الارسوفی۔ کتاب رسالۃ۔ . .

ابوعبدالرحمان

محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن ابوذئب۔ یہ بنوعامر بن لوئی سے ہیں۔ ان کا شمار فقہا ومحدثین کے گروہ میں ہوتا ہے۔ مسند قضا پر فائز تھے۔ ۱۵۹ھ میں فوت ہوئے تصنیفات میں سے کتاب السنن ہے جو کتب فقہ مثلاً صلوٰۃ۔ طہارت۔ صیام۔ زکوٰۃ اور مناسک وغیرہ پر محتوی ہے۔

عبدالرحمٰن

بن زید بن اسلم۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ہارون الرشید کے آغاز خلافت میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب التفسیر۔

عبدالرحمٰن بن ابوزناد

ابوزناد کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے۔ فقہائے محدثین میں سے تھے۔ ۱۷۴ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الفرائض۔ کتاب رأی الفقہاء السبعۃ من اہل المدینۃ وما اختلفوا فیہ۔

عبدالملک

بن محمد بن ابو بکر بن عمرو بن حزم انصاری — ہارون کی طرف سے بغداد میں عہدۂ قضا پر فائز تھے اور وہیں ۱۷۶ ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب المغازی ان کی تصنیف ہے۔

عبدالملک

بن عبدالعزیز بن جریج — ان کی کنیت ابوالولید تھی اور خاندان اسید بن ابوالعیص بن امیہ کے غلام تھے۔ ۱۵۰ ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی مؤلفات میں سے کتاب السنن ہے جو کتبِ سنن کی طرح طہارت، صیام، صلوٰۃ، زکوٰۃ اور اس قسم کے دیگر امور کو محیط ہے۔

سفیان بن عیینہ ہلالی

یہ . . . . کے غلام تھے۔ ۱۹۸ ھ میں فوت ہوئے۔ بہترین فقیہ تھے۔ ان کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلا۔ ان سے صرف مسائل کا سماع کیا جاتا تھا۔ البتہ ان کی ایک مشہور تفسیر ہے۔

مغیرہ بن مقسم ضبی

یہ ضبیوں کے غلام تھے۔ ابوہشام کنیت تھی۔ ۱۳۶ ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب الفرائض ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

زائدہ بن قدامہ ثقفی

ثقفیوں میں سے تھے۔ ابوالصلت کنیت تھی۔ جنگ حسن بن عطبہ کے دوران میں ۱۶۰ھ یا ۶۱ ھ میں روم میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب السنن :۔ یہ انہی مسائل پر مشتمل ہے جن پر تمام کتب سنن مشتمل ہیں۔
کتاب القراءات ۔ کتاب التفسیر ۔ کتاب الزہد ۔ کتاب المناقب ۔

محمدؒ

بن فضیل بن عزوان ضبی ۔۔ ضبیوں کے غلام تھے ۔ کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ ۱۹۵ ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الطہارۃ ۔ کتاب المناسک ۔ کتاب الزکوٰۃ ۔ یہ آخر تک کتب فقہ کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے۔ کتاب السنن کے نام سے بھی یہ کتاب مشہور ہے ۔ نیز درج ذیل کتابیں بھی ان کی تصنیف کردہ ہیں :۔
کتاب التفسیر ۔ کتاب الزہد ۔ کتاب الصیام ۔ کتاب الدعاء ۔

یحییٰ

بن زکریا بن زائدہ ۔۔ کنیت ابوسعید تھی ۔ مدائنؒ میں قاضی تھے ۔ وہیں ۱۸۳ ھ میں فوت ہوئے ۔ کتاب السنن ان کی تصنیفات میں سے ہے ۔ جو باقی کتب سنن کے انداز کی کتاب ہے ۔

وکیع بن جرّاح

بن ملیح رواسی ۔ بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھے ۔ ابوسفیان کنیت تھی ۔ محرم ۱۹۷ ھ میں حج سے واپس آتے ہوئے فیدؒ کے مقام پر فوت ہوئے ۔ کتاب السنن ان کی تصنیفات میں سے ہے ۔ یہ بھی مذکورہ بالا سنن کے اسلوب کی کتاب ہے ۔

ابونُعَیم

فضل بن دُکَین ۔ طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے غلام تھے ۔ ۲۱۹ ھ میں فوت ہوئے ۔

تالیفات یہ ہیں :۔
کتاب المناسک۔ کتاب المسائل فی الفقہ۔

یحییٰ بن آدم

ابو زکریا کنیت تھی۔ خاندان عقبہ بن ابو مُعَیط کے غلام تھے ۲۰۳ھ میں فم الصلح کے مقام پر فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الفرائض ــــ یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ کتاب الخراج۔ کتاب الزوال۔

ابن ابی عروبہ

ان کا نام سعید ہے اور ابو عروبہ کا نام مہران ہے۔ کنیت ابو النضر ہے۔ انھوں نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ کتاب السنن۔ ان کی تصنیف ہے۔ یہ بھی مندرجہ بالا سنن کے منہج کی کتاب۔ ہے۔

حمّاد بن سلمہ

بنو تمیم کے غلام تھے۔ کنیت ابو سلمہ ہے۔ محرم ۱۶۵ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔
کتاب السنن ان کی تصنیفات میں سے ہے، جو پہلی سنن کی مانند ہے۔

اسماعیل بن عُلَیّہ

عُلَیّہ ان کی ماں کا اور ابراہیم ان کے باپ کا نام ہے جو بنو اسد کا غلام تھا۔ کنیت ابو البشر ہے۔ ۱۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۲ سال کچھ مہینوں کی عمر پاکر ذیقعدہ ۱۹۳ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التفسیر۔ کتاب الطہارۃ۔
کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب المناسک۔

ابراہیم بن اسماعیل

کنیت ابواسحاق ہے۔ ۱۵۲ھ میں پیدا، اور ۲۱۸ھ میں فوت ہوئے ۔ ان کی تصنیفات میں سے . . . ہے۔

روح

بن عبیدۃ قیسی۔ کنیت ابومحمد ہے۔ ۲۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ کتاب السنن، ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

مکحول شامی

ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے۔ ۱۱۶ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب المسائل فی الفقہ۔

اوزاعی

عبدالرحمٰن بن عمر۔ عمر کا باپ قبیلہ اوزاع کا فرد تھا۔ ۱۵۹ھ میں فوت ہوئے۔
تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب المسائل فی الفقہ۔

ولید بن مسلم

ابوالعباس کنیت تھی۔ قریش کے غلام تھے۔ ۱۹۴ھ میں حج سے لوٹتے ہوئے فوت ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔
کتاب المغازی۔

عبدالرزاق

بن ہمام بن نافع صنعانی۔ کنیت ابوبکر تھی۔ حمیر کے غلام تھے۔ ۲۱۱ ھ میں فوت ہوئے
تصانیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب المغازی۔

ہُشیم

بن بشیر سلمی۔ کنیت ابومعاویہ ہے۔ بنوسلیم کے غلام تھے۔ ۱۸۳ ھ میں بغداد میں فوت
ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب القراءات۔

یزید

بن ہارون۔ بنوسلیم کے غلام تھے۔ کنیت ابوخالد تھی ۲۰۶ ھ میں واسط میں وفات
پائی۔ کتاب الفرائض اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

اسحاق ازرق

یہ یوسف کے بیٹے ہیں۔ ابومحمد کنیت ہے۔ ۱۹۵ ھ میں واسط میں فوت ہوئے۔
تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المناسک۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب القراءات۔

عبدالوہاب

بن عطاء عجلی خفاف۔ کنیت ابونصر ہے۔ اہل بصرہ سے تھے۔ ۲۰۰ ھ کے بعد
بغداد میں فوت ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔

کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔

ابراہیم بن طہمان ہروی

ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب المناقب۔ کتاب العیدین۔ کتاب التفسیر۔

حسن بن واقد مروزی

ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التفسیر۔ کتاب الوجوہ فی القرآن ۔

عبداللہ بن مبارک ،

کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ جہاد سے واپس آتے ہوئے ۱۸۱ھ میں ہیت کے مقام پر فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب التاریخ۔ کتاب الزہد۔ کتاب البر والصلۃ۔

ابوداؤد طیالسی

نام ہمام بن عبدالملک اور کنیت ابویزید ہے۔ محدثین میں سے ہیں۔ ۲۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں سے . . . ہے۔

فریابی کبیر

ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن واقد فریابی۔ اہل قیساریہ سے ہیں۔ اصحابِ سفیان میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کوفیوں سے اخذِ علم کیا اور سنہ . . . میں فوت ہوئے۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔ کتاب التفسیر۔ کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الصیام۔

کتاب الزکوۃ۔ کتاب المناسک۔
انھوں نے تمام کتب فقہی آخر تک اسی ترتیب کے مطابق تصنیف کی ہیں۔

عبداللہ

بن محمد بن ابوشیبہ۔ اصحاب تصنیف محدثین سے ہیں۔ انھوں نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب التاریخ۔ کتاب الفتن۔ کتاب صفین۔ کتاب الجمل۔ کتاب الفتوح۔ کتاب المسند فی الحدیث۔

عثمان بن ابوشیبہ

اصحاب تصنیف محدثین میں سے ہیں۔ ۲۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب العین۔ کتاب المسند۔

محمد بن عثمان

بن ابوشیبہ ۲۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب السنن فی الفقہ ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

امام احمد بن حنبل

ابوعبداللہ احمد بن حنبل۔ ان کی تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب العلل۔ کتاب التفسیر۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب الزہد۔ کتاب المسائل
کتاب الفضائل۔ کتاب الفرائض۔ کتاب المناسک۔ کتاب الایمان۔ کتاب الاشربۃ
کتاب طاعۃ الرسول۔ کتاب الرد علی الجہمیۃ۔ کتاب المسند۔ یہ کتاب چالیس ہزار

سے زائد احادیث پر مشتمل ہے۔

امام احمد بن حنبل کے ایک لڑکے کا نام عبد اللہ تھا، جو بڑے ثقہ تھے اور ان سے سماع حدیث کیا تھا۔ ایک لڑکے کا نام صالح بن احمد تھا۔ صالح کے بیٹے زہیر تھے جو ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

اثرم

اصحاب احمد بن حنبل میں سے ہیں۔ ان کا نام احمد بن محمد بن ہانی اور کنیت ابو بکر ہے۔ اسکاف بنی جنید کے باشندہ تھے۔ سنہ . . . میں وفات پائی۔

تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب السنن فی الفقہ۔ یہ کتاب مذاہب امام احمد کی اساس پر تصنیف کی گئی ہے اور اس میں احادیث سے دلائل و شواہد پیش کیے گیے ہیں۔

کتاب التاریخ۔ کتاب العلل۔ کتاب الناسخ والمنسوخ فی الحدیث۔

مروزی

احمد بن محمد بن حجاج۔ مذاہب امام احمد بن حنبل کے پیرو تھے۔ سنہ . . . میں فوت ہوئے۔ کتاب السنن بشواہد الحدیث ان کی تصنیف ہے۔

اسحاق بن راہویہ

راہویہ کا نام ابراہیم بن . . . مروزی ہے۔ اکابر اصحاب احمد بن حنبل میں سے تھے۔ سنہ . . . میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں: کتاب السنن فی الفقہ، کتاب التفسیر

ابو خیثمہ

ابو خیثمہ زہیر بن حرب۔ ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں: کتاب المسند

کتاب العلم

ابن ابی خیثمہ

ابوبکر احمد بن زہیر بن حرب ۔ ان کا شمار اخباری محدثین میں ہوتا ہے۔ فقیہ تھے۔ ۲۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التاریخ ۔ کتاب المنتہین ۔ کتاب الاعراب ۔ کتاب اخبار الشعراء ۔

ان کے بیٹے ابوعبداللہ

محمد بن احمد بن زہیر بن حرب اپنے باپ کے ہم پایہ تھے۔ سنہ ... میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الزکوٰۃ و ابواب الاموال بعللہ من الحدیث ۔ کتاب التاریخ ۔ یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی ، یا ناتمام رہ گئی ہوگی۔

بخاری

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن مغیرہ بخاری ۔ ثقات علمائے حدیث میں سے تھے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب التاریخ الکبیر ۔ کتاب التاریخ الصغیر ۔ کتاب الاسماء والکنی ۔ کتاب الضعفاء ۔ کتاب الصحیح ۔ کتاب السنن فی الفقہ ۔ کتاب الادب ۔ کتاب التاریخ الاوسط ۔ کتاب خلق افعال العباد ۔ کتاب القراۃ خلف الامام ۔

معمری

ان کا نام حسن بن علی بن شبیب ہے۔ فقہائے محدثین میں سے تھے۔ سنہ ... میں فوت ہوئے۔ کتاب السنن فی الفقہ ان کی تصنیف ہے۔

ابوعروبہ

ان کا نام حسین بن مودود حرانی ہے۔ بجز اس کے کہ مشائخ سے احادیث تصنیف کرتے تھے ان کی کوئی کتاب نہیں۔

مسلم بن حجاج

ابوالحسین قُشیری نیشاپوری۔ ان کا شمار محدثین اور علمائے حدیث و فقہ میں ہوتا ہے، تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الصحیح۔ کتاب الاسماء والکنی۔ کتاب الاوحاد۔ کتاب المفرد۔ کتاب التاریخ کتاب الطبقات۔

علی بن مدینی

(ان کا اصل مقام اس سے پہلے تھا۔) بن عبداللہ بن جعفر مدینی۔ یہ محدث اور عالم حدیث تھے۔ ۷۲ سال کی عمر پا کر سر مری میں دوشنبہ کے روز ۲۷ ذیقعدہ ۲۵۸ ھ کو فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المسند بعللہ۔ کتاب المدلسین۔ کتاب الضعفاء۔ کتاب العلل کتاب الاسماء والکنی۔ کتاب الاشربتہ۔ کتاب التنزیل۔

یحییٰ بن مُعین

۲۳۳ ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب التاریخ ان کی تصنیف ہے، جس کو خود انھوں نے نہیں، ان کے تلامذہ نے مرتب کیا۔

شریح بن یونس

ابوالحارث مروزی۔ ان کا شمار اکابر و ثقات اور فقہا و قرائے محدثین میں ہوتا ہے۔

سنہ ... میں فوت ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب التفسیر۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب القراءات۔ کتاب السنن فی الفقہ۔

حفص ضریر

ابوعمر حفص بن عمر۔ بصرہ کے باشندہ تھے اور جلیل القدر محدث تھے۔ سنہ ... میں فوت ہوئے۔ تالیفات یہ ہیں:۔
کتاب احکام القرآن۔ کتاب السنن فی الفقہ۔

فضل بن شاذان رازی

خاص و عام یعنی شیعہ اور سنی دونوں سے ان کا تعلق تھا۔ شیعہ ان کی شیعیت کے مدعی تھے اس لیے ہم نے شیعہ کے ضمن میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ حشویہ ان کو حشویہ قرار دیتے ہیں اور حشویت سے متعلق ان کی تصنیفات یہ ہیں:۔ کتاب التفسیر۔ کتاب القراءات۔ کتاب السنن فی الفقہ۔

ان کے بیٹے عباس بن فضل

ان کے بیٹے عباس بن فضل کی تصنیفات میں سے یہ کتابیں ہیں۔

ابراہیم حربی

ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن بشیر بن عبداللہ کا شمار ان جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے جو معرفت حدیث سے بہرہ ور تھے۔ یہ عالم و پارسا اور ماہر لغت تھے۔ یہ اور عبداللہ بن وسیم مروزی زمرۂ حفاظ میں سے تھے۔ ابراہیم کی وفات ۲۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب غریب الحدیث۔ اس سے یہ کتابیں مشتق ہیں:۔ مسند ابی بکر۔ مسند عمر۔

مسند عثمان ۔ مسند علی ۔ مسند الزبیر ۔ مسند طلحہ ۔ مسند سعد بن ابی وقاص ۔ مسند عبد الرحمٰن بن عوف
مسند العباس ۔ مسند شیبہ بن عثمان ۔ مسند عبد اللہ بن جعفر ۔ مسند المسور بن مخرمۃ الزہری ــــ
مسند المطلب بن ربیعۃ ۔ مسند السائب المخزومی ۔ مسند خالد بن الولید ۔ مسند ابی عبیدۃ بن الجراح
مسند معاویۃ وغیرہ ۔ مسند عمرو بن العاص ۔ مسند عبد اللہ بن العباس ۔ مسند عبد اللہ بن عمر
بن الخطاب ۔ مسند الموالی یہ اس کتاب کا آخری حصہ ہے ۔ اس کے بعد یہ کتابیں اس کی
تصنیف کردہ ہیں :۔

کتاب الادب ۔ کتاب المغازی ۔ کتاب التیمم ۔

مُطَیّن بن ایّوب

ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن سلیمان حضرمی ۔ ثقات محدثین سے ہیں ۔ ولادت ســـہ ...
میں اور وفات ۲۹۸ ھ میں ہوئی ۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب السنن فی الفقہ ۔ کتاب التفسیر ۔ کتاب المسند ۔ کتاب تفسیر المسند کتاب الادب

فیریابی صغیر

ابو بکر جعفر بن محمد بن حسن فیریابی ۔ انھوں نے دنیا بھر کے مشائخ سے تحصیل علم کی اور
بہت گھومے پھرے ۔ ۳۰۰ ھ کے آخری دن فوت ہوئے ۔ کتاب السنن ان کی تصنیف
ہے ، جو بہت سی کتابوں پر مشتمل ہے اور جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے ۔

شبیب عُصْفُری

ان کا نام خلیفہ بن خیاط ہے ۔ بصرہ کے رہنے والے تھے ۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الطبقات ۔ کتاب التاریخ ۔ کتاب طبقات القراء ۔ کتاب تاریخ الزمنی
والعرجان والمرضی والعمیان ۔
کتاب اجزاء القرآن واعشارہ واسباعہ وآیاتہ ۔

کجی

ان کا نام ابومسلم ہے۔ ان کا باپ . . . سے بصرہ میں آیا اور وہاں چونے اور اینٹ کا پختہ مکان بنایا۔ وہ کاریگروں سے کہتا تھا "کج! کج!" یعنی چونہ استعمال کرو۔ یہ لفظ وہ اس کثرت سے استعمال کرنے لگا کہ اس کا نام ہی "کجی" پڑ گیا۔ ابومسلم کا شمار اجلۂ محدثین اور عالی سند لوگوں میں ہوتا ہے۔ ان کی ولادت سنہ . . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب السنن۔ کتاب المسند۔

ابن ابی داؤد سجستانی

ان کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ہے اور شداد، ابوبکر بن سلیمان بن ابی داؤد ہے۔ ان کا شمار جلیل القدر محدثین اور فقہا میں ہوتا ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ ولادت سنہ . . . میں اور وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب التفسیر۔ یہ کتاب انھوں نے اس زمانہ میں تصنیف کی جس زمانہ میں ابوجعفر طبری نے اپنی کتاب تالیف کی تھی۔ کتاب المصابیح فی الحدیث — یہ حدیث کی کتاب ہے اور حدیث میں ابن ابی داؤد کی سب سے ضخیم کتاب ہے۔
کتاب المصاحف۔ کتاب نظم القرآن۔ کتاب فضائل القرآن۔ کتاب شریعۃ التفسیر۔ کتاب شریعۃ المقاری۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب البعث والنشور۔

ابوعبداللہ

محمد بن مخلد بن حفص عطار۔ ثقات محدثین میں سے ہیں۔ ۲۳۳ھ میں پیدا، اور ۳۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں :- کتاب السنن فی الفقہ۔ کتاب الآداب

کتاب المسند — یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

محاملی

قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی ثقات میں سے ہیں۔ ۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور جمعرات کے دن ۲۲۔ ربیع الثانی ۳۳۰ھ کو وفات پائی اور اس خبر کی بغداد کے گلی کوچوں میں تشہیر ہوئی۔ ان سے بڑھ کر بااسناد صداقت شعار، ثقہ اور عفیف محدث روئے زمین پر باقی نہیں رہا۔ کتاب السنن فی الفقہ ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

جعفر دقاق

یہ حافظ حدیث تھے۔ محاملی کے بعد صداقت و ثقاہت اور عفاف میں یگانۂ روزگار تھے۔ ۳۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات میں سے کتاب . . . ہے۔

ابن صاعد

ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد منصور کے غلام تھے۔ سنہ . . . میں پیدا ہوئے اور ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب السنن۔ کتاب المسند۔ کتاب القراءات۔

بغوی

ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی۔ ابن بنت منیع کے نام سے مشہور تھے۔ ۲۱۴ھ میں پیدا اور ۳۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المعجم الکبیر۔ کتاب المعجم الصغیر۔
کتاب المسانید
کتاب السنن علی مذاہب الفقہاء۔

ترمذی

ان کا نام محمد بن عیسیٰ بن سورہ ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب التاریخ۔ کتاب الصحیح۔ کتاب العلل۔

ابن ابی ثلج

ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن الثلج کاتب خاص عوام العلمی (شیعہ وسنی) دونوں سے ان کا تعلق تھا لیکن شیعیت ان پر غالب تھی۔ عامہ اہل سنت سے انھوں نے بکثرت روایات لی ہیں اور اس باب میں ان کی تصنیفات بھی ہیں۔ متدین، فاضل اور متقی شخص تھے۔ قبل ازیں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ سنہ . . میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب السنن والآداب علی مذاہب العامۃ۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ کتاب الاختیار من الاسانید۔

حواشی

۱؎ ۱۶۰ھ یا ۱۶۱ھ مراد ہے۔
۲؎ مدائن ـــ یہ شہر بغداد کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اہل فارس اس کو "توسفون" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ شہر خلافت فاروقی میں صفر ۱۶ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زیر کمان فتح ہوا۔ (معجم البلدان)
۳؎ نیذ۔ ۔ کوفہ سے مکہ جاتے ہوئے دونوں شہروں کے درمیان ایک چھوٹا سا شہر۔
(ایضاً)

۹ے اسماعیل بن عُلیہ کی عمر کا یہ حساب صحیح نہیں سواقعہ یہ ہے کہ اسماعیل بن علیہ ۱۱۰ ھ میں پیدا ہوئے اور ذوالقعدہ ۱۹۳ ھ میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ الحفاظ ذہبی جلد اوّل صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ ھ)

۱۰ے ہیّت۔۔ نواحی بغداد میں فرات کے کنارے، انبار کے بالائی حصہ پر ایک شہر ہے۔ ۱۶ ھ میں حضرت سعد نے اس پر حملہ کیا تھا۔ مشہور تابعی حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی قبر اسی شہر میں ہے۔ (معجم البلدان)

۱۱ے قیساریہ ــــ اس نام کے دو شہر ہیں، ایک بحرِ شام کے ساحل پر فلسطین کے علاقہ میں اور اسی نام کا ایک اور بہت بڑا شہر بلادروم میں ہے۔ (ایضاً)

۱۲ے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پوتے زہیر بن صالح کے بارے میں الفہرست مطبوعہ مصر میں "وتوفی سنۃ ثلاث وثلثین وماۃ" لکھا ہے (یعنی آپ ۱۳۳ھ میں فوت ہوئے) اور نسخے دیکھے تو ان میں بھی اسی طرح مرقوم ہے۔ ظاہر ہے، یہ کسی صورت میں بھی صحیح نہیں۔ طبقات الحنابلہ دیکھی تو اس میں ان کا سال وفات ۳۰۳ ھ درج ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر ۱۳۷۱ ھ) پھر الفہرست مطبوعہ بیروت مرتبہ فلوگل کی طرف رجوع کیا گیا تو اس میں بھی صاف لکھا ہے "وتوفی سنۃ ثلاث وثلاث مائۃ" (یعنی ان کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی)۔ ان سطور کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ جن حضرات کے پیش نظر الفہرست مطبوعہ مصر ہے، وہ اس سلسلے میں پریشان نہ ہوں اور اس کو کتابت کی غلطی سمجھیں۔

طبری اور اصحاب طبری۔ شراۃ اور ان کے فقہا

مقالہ ششم

ساتواں فن

جو

اخبار و واقعاتِ علما اور اُن کی تصنیفات پر مشتمل ہے

طبری اور اصحابِ طبری

محمد بن اسحاق ندیم ابوالفرج معافا بن زکریا نہروانی کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ :-

یہ ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری آملی ہے۔ عالم باعمل، علامۂ وقت، امام دوراں اور فقیہ زماں تھا۔ ۲۲۴ھ میں آمل میں پیدا ہوا، اور ۸۷ برس کی عمر پاکر ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس نے محمد بن حمید رازی، ابوجریج، ابوکریب، ہناد بن سری، عباد بن یعقوب، عبید اللہ بن اسماعیل ہباری، اسماعیل بن موسیٰ، عمران بن موسیٰ قزاز اور بشر بن معاذ عُقدی ایسے فاضل مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ فقہ، داؤد کو سنائی۔ فقہِ شافعی، ربیع بن سلیمان سے مصر میں اور حسن بن محمد زعفرانی سے بغداد میں پڑھی۔ فقہِ مالک کی تحصیل، یونس بن عبد الاعلیٰ، بنی عبد الحکم، محمد، عبد الرحمٰن، سعد اور وہب کے برادر زادہ سے کی۔ فقہ عراق، ابومقاتل سے رے میں پڑھی۔ مصر، شام، عراق، کوفہ، بصرہ اور رے کے اکابر اساتذہ اور مشائخ سے

ملاقات کی۔ طبری، تمام علوم مثلاً علم قرآن، نحو، شعر، لغت اور فقہ میں ماہر اور ان سب سے متعلق وسیع معلومات کا حامل تھا۔

ابو اسحاق بن محمد بن اسحاق نے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے ایک ثقہ شخص نے بتایا کہ اس نے مصر میں ابو جعفر طبری کو دیکھا کہ لوگ اس کو طرملاح یا حطیہ۔ مجھے یہ شک ہے کہ اس نے دونوں میں سے کس کا نام لیا۔ کے شعر سنا رہے تھے۔

میں نے خت . نحو، شعر اور زبان سے متعلق بہت سی کتابیں خود اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں۔ فقہ میں اس نے اپنے لیے ایک خاص مسلک کو اپنا لیا تھا۔ اس ضمن میں اس کی متعدد تالیفات ہیں جن میں ایک کتاب اللطیف فی الفقہ ہے۔ جو فقہا میں مبسوط کے انداز کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ اور یہ کتب اللطیف . . پر محتوی ہیں۔

کتاب البسیط فی الفقہ :۔ یہ ناتمام ہے۔ مگر درج ذیل کتابیں اس سے دستیاب ہوئی ہیں :۔

کتاب الشروط الکبیر۔ کتاب المحاضر والسجلات، کتاب الوصایا۔ کتاب ادب القاضی کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب اللطیف فی الفقہ ـــ یہ . . پر مشتمل ہے۔

کتاب التاریخ :۔ اس میں قطعان ؒ کے بارے میں اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں آخری املا ۳۰۲ھ تک کا ہے اور یہاں سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔

ایک گروہ نے اس کتاب کا اختصار کیا ہے اور اس کی اسانید کو حذف کر دیا ہے۔ اس گروہ میں ایک شخص محمد بن سلیمان ہاشمی کے نام سے مشہور ہے اور اس کا دوسرا کاتب . . کے نام سے معروف ہے۔ اس گروہ میں اہلِ موصل میں سے ابو الحسین شمشاطی معلم اور ایک اور شخص سہیل بن احمد کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں سے اس کتاب کا سلسلہ منقطع ہوا تھا وہاں سے کچھ لوگوں نے ہمارے زمانہ تک کے حالات کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن یہ الحاق و اضافہ لائق استناد اور قابلِ اعتنا نہیں، کیونکہ یہ لوگ نہ تو حکومتوں سے متعلق رہے ہیں، اور نہ اہلِ علم میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

کتاب التفسیر :۔ اس سے بہتر کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ ایک گروہ نے اس کا اختصار کر لیا ہے، جن میں ابو بکر بن اخشید وغیرہ شامل ہیں۔

کتاب القراءات۔

کتاب الخفیف فی الفقہ۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے۔

کتاب المسترشد۔

کتاب تہذیب الآثار :۔ یہ نا تمام ہے۔ اس کا جو حصہ دستیاب ہوا ہے اور مجھے یاد ہے وہ یہ ہے:۔

کتاب اختلاف الفقہاء۔ اس کے علاوہ جو دستیاب ہوا وہ . . . ہے۔

اصحابِ طبری جن کا شمار فقہائے مذہب طبری میں ہوتا ہے

علی بن عبد العزیز بن محمد دولابی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الرد علی ابن المغلس۔ کتاب فی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کتاب القراءات کتاب اصول الکلام۔ کتاب افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب التعبیر۔ رسالۃ الی نصر القشوری۔ رسالۃ الی علی بن عیسٰی رسالۃ الی بربر الخزمی۔ کتاب المسئلۃ فی افتراض الامام۔ کتاب الاصول الاکبر :۔ یہ نایاب ہے۔ کتاب الاصول الاصغر۔ کتاب الاصول الاوسط۔ کتاب عبارۃ الرؤیا۔ کتاب اثبات الرسالۃ۔

کتاب رسالۃ کذ نبتما۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۔۔۔ ادب النفوس ۔۔۔ میں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدام کے بارے میں شکایت کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "کذ نبتما"۔

اصحاب طبری میں سے جو لوگ اس کے مذہب کے فقیہ تھے، ان میں ابو بکر محمد بن احمد بن محمد بن ابو الثلج کاتب بھی شامل ہے۔ اس کی تصنیفات . . . ہیں۔ ان میں سے ایک ابو القاسم . . . بن عراد ہے۔ کتاب الاستقصاء فی الفقہ

اس کی تصنیف ہے۔ کچھ رسائل بھی ہیں، جن میں سے . . . ہیں۔

اس کے اصحاب اتباع میں ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن ابو منصور منجم متکلم بھی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب المدخل الی مذہب الطبری و نصرۃ مذہبہ۔ کتاب الاجماع فی الفقہ علی مذہب ابی جعفر۔

اس کے فقہائے مذہب میں یہ لوگ بھی شامل ہیں۔

ابو الحسن دقیقی حلوانی طبری — اس کی تصنیفات یہ ہیں۔

کتاب الشروط — کتاب الرد علی المخالفین۔

ابو الحسین بن یونس۔ اس کا نام . ہے۔ یہ متکلم تھا۔ فقہ کے موضوع سے متعلق کتاب الاجماع فی الفقہ اس کی تصنیف ہے۔

ابوبکر بن کامل — مقالۂ اول میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ مذہب طبری کے بارے میں اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب جامع الفقہ — کتاب الحیض۔ کتاب الشروط۔ کتاب الوقوف۔

ابو اسحاق ابراہیم بن حبیب سقطی طبری — یہ اہل بصرہ سے تھا۔ کتاب ابی جعفر کے بعد اس نے بھی تاریخ پر کتاب تصنیف کی، جو زیادہ تر سرگزشت ابو جعفر اور اس کے متبعین کو متضمن تھی۔ اس کی تالیفات یہ ہیں:۔

کتاب الرسالۃ — کتاب جامع الفقہ۔

ایک شخص ان میں سے ابن اذنوبی کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ اس کا نام . . . ہے۔ تصنیفات . . . میں ہے۔

ان میں کا ایک اور شخص ابن حداد سے معروف ہے۔ اس کا نام ہے۔ اور تالیفات . . ہیں۔

ابو الفرج معافا کا کہنا ہے کہ ابو مسلم کجی فقہ میں ابو جعفر طبری کی طرف مائل تھا۔ اور ابو جعفر کا ہم عمر تھا۔

معافا نہروانی قاضی

ابوالفرج معافا بن زکریا۔ ہمارے زمانہ کا آدمی ہے اور باشندگان نہروان[1] میں سے ہے۔ مذہب ابی جعفر میں یگانہ روزگار اور اس کی کتابوں کا حافظ ہے۔ مزید برآں بہت سے علوم میں مہارت رکھتا ہے اور ان کا اتنا بڑا [illegible] ہے کہ اس سلسلہ میں انگلیاں اسی کی طرف اٹھتی ہیں۔ ساتھ ہی انتہائی ذکی، بہترین حافظہ کا مالک اور نہایت حاضر جواب ہے۔ سـ‍ـ‍ـہ میں پیدا ہوا۔ فقہ وغیرہ سے متعلق اس کی اب تک کی جو تصنیفات مجھے یاد ہیں، وہ یہ ہیں :-

کتاب التحریر والمنقر فی اصول الفقہ۔ کتاب الحدود والعقود فی اصول الفقہ کتاب المرشد فی الفقہ۔ کتاب شرح کتاب المرشد فی الفقہ۔ کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب شرح کتاب الخفیف للطبری۔ کتاب الشافی فی مسح الرجلین۔ کتاب الشروط۔ کتاب اجوبۃ الجامع الکبیر لمحمد بن الحسن۔ کتاب الرد علی الکرخی فی مسائل۔ کتاب الرد علی ابی یحیٰ البلخی فی اعتراض الامام کتاب الرد علی داؤد بن علی۔ کتاب رسالۃ ابی العبری القاضی فی مسئلۃ الوصایا۔ کتاب فی تاویل القرآن۔ کتاب الرسالۃ فی واو عمرو۔ کتاب القراءات۔ کتاب المحاورۃ فی العربیۃ کتاب شرح کتاب المزنی۔ کتاب رسالۃ عمر۔

اس نے مجھے بتایا کہ فقہ، کلام، نحو اور دیگر علوم سے متعلق اس کے پچاس سے زائد رسالے ہیں۔

اس [illegible] ایک بہترین تصنیف جس کا مصنف نے ذکر نہیں کیا۔ کتاب الجلیس والانیس ہے۔ اس میں بہت سے فضائل، عمدہ باتیں اور مفید چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

حواشی

[1] آن ــــ (بضم میم) ایک بہت بڑا شہر جو طبرستان میں واقع ہے (معجم البلدان)

ؔ۲ قطعان (بضم قاف) قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے، جس کا کتاب میں اضافہ کیا گیا۔
ؔ۳ دولاب ۔ (بفتح دال) اس نام کا ایک گاؤں تو بغداد کے مشرق میں ہے اور ایک رے
میں (معجم البلدان)
ؔ۴ نہروان ۔ ایک قصبہ جو بغداد اور واسط کے درمیان واقع ہے اور واسط سے
بجانب مشرق ہے۔ (ایضاً)
ؔ۵ یہ عبارت الفہرست کے مصنف محمد بن اسحاق ندیم کی نہیں ہے، بلکہ اس کے مرتب کی
ہے، جو کتاب کے متن ہی میں درج کر دی گئی ہے۔

مقالۂ ششم

آٹھواں فن

فقہائے شراۃ[1]

واقعات واخبارِ علما اور ان کی تصنیفات

ان لوگوں کی کتابیں پردۂ خفا میں ہیں۔ بہت ہی کم تعداد میں دستیاب ہوئی ہیں اس لیے کہ لوگ ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اور ان کی ایذا رسانی کے درپے رہتے ہیں۔ فقہ وکلام میں یہ اصحاب تصنیف وتالیف بھی ہیں۔ یہ مذہب اکثر مقامات میں شائع وذائع ہے، جن میں عمان[2]، سجستان[3]، بلادِ آذربائیجان نواحی سن[4]، بوازیج[5]، کرخ جدان[6] نواحی عکبرا[7]، تزہ[8] اور شہرزور[9] شامل ہیں۔

ان کے فقہائے متقدمین یہ ہیں

جبیر بن غالب

اس کی کنیت ابوفراس ہے۔ فقیہ وشاعر اور خطیب وفصیح تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:—

کتاب السنن والاحکام۔ کتاب احکام القرآن۔ کتاب المختصر فی الفقہ کتاب الجامع الکبیر فی الفقہ۔ کتاب رسالۃ الی مالک بن انس۔

قرطلوسی

ابوالفضل، نواحی عکبرا[10] کا باشندہ تھا۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے، جن میں

یہ کتابیں شامل ہیں :۔
کتاب الجامع الکبیر فی الفقہ۔ یہ کتب فقہا کے انداز کی چند کتابوں پر مشتمل ہے۔
کتاب الجامع الصغیر۔۔ اس کے پیروؤں کا دارومدار اسی کتاب پر ہے کتاب الفرائض
کتاب الرد علی ابی حنیفۃ فی الرائ۔ کتاب الرد علی الشافعی فی القیاس۔

ابو بکر بردعی

یہ بھی اسی گروہ میں شامل ہے۔ نام محمد بن عبد اللہ ہے۔ میں نے اس کو ۳۴۰ھ میں دیکھا تھا اور وہ مجھ سے انس و محبت رکھتا تھا۔ مذہب اعتزال کا اظہار کرتا تھا، لیکن خارجی تھا اور فقہائے خوارج میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ فقہ میں، وہ متعدد کتابوں کا مصنف ہے۔ ان میں سے بعض کا نام بھی لیا۔ جو یہ ہیں :۔
کتاب المرشد فی الفقہ۔ کتاب الرد علی المخالفین فی الفقہ۔ کتاب تذکرۃ الغریب فی الفقہ
کتاب التبصر للمتعلمین۔ کتاب الاحتجاج علی المخالفین۔ کتاب الجامع فی اصول الفقہ۔ کتاب الدلیل
کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن۔ کتاب الاذکار والتحکیم۔ کتاب السنۃ والجماعۃ۔ کتاب الالہ نامہ
کتاب نقض کتاب ابن الروندی فی الامامۃ۔ کتاب تحریم المسکر۔ کتاب الرد علی من قال بالمتعۃ۔
کتاب الناکثین۔ کتاب الایمان والنذور۔

ابو القاسم حدیثی

میں نے اسے دیکھا ہے۔ بظاہر بڑا زاہد و خاشع تھا۔ اپنے مذہب کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ لیکن اس کا شمار اکابر خوارج اور ان کے فقہا میں ہوتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی الفقہ۔ کتاب احکام اللہ عزوجل۔
کتاب الامامۃ
کتاب الوعد والوعید۔
کتاب التحریم والتحلیل۔ کتاب التحکیم فی اللہ جل اسمہ۔

حواشی

۱ شراۃ — خوارج کو کہتے ہیں۔ جوہری کہتا ہے، خوارج، شراۃ کے نام سے اس لیے موسوم ہوئے کہ انھوں نے یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ ہم نے اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کے عوض بیچ ڈالا ہے اور اس کے بدلے میں جنت خرید لی ہے۔

۲ عمان — شرق اوسط کا ایک مشہور شہر جو آج کل اردن کا دارالخلافہ ہے۔

۳ سجستان — اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۴ سن — (بکسر سین و تشدید نون) بر دجلہ کے کنارے تکریت کے بالائی حصہ میں ایک شہر ہے۔ اس میں یہودیوں اور عیسائیوں کے متعدد عبادت خانے ہیں۔ حازمی کا کہنا ہے کہ سن عراق میں ایک جگہ ہے۔ سن، جزیرہ میں ایک قلعہ بھی ہے۔
(معجم البلدان)

۵ بوازیج — ایک شہر جو تکریت کے قریب دجلہ کے نشیبی علاقہ میں ہے۔
(ایضاً)

۶ کرخ جدان — (بضم جیم و تشدید دال) ایک چھوٹا سا شہر جو عراق کی آخری سرحد پر خانقین کے نواح میں ہے۔ شیخ معروف کرخی اسی کی طرف منسوب ہیں۔ (ایضاً)

۷ تل عکبرا — (بفتح تا و تشدید لام و ضم عین و سکون کاف) یہ عکبرا کے قریب ایک جگہ ہے، جسے تل عکبرا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔
(ایضاً)

۸ حزہ — (بفتح حا و تشدید زا) اس نام کے کئی مقام ہیں۔ ایک نصیبین اور راس عین کے درمیان ہے۔ اس نام کا ایک چھوٹا سا شہر سرزمین موصل میں اربل کے قریب ہے۔

اس نام کی ایک جگہ ارض حجاز میں بھی ہے۔ (ایضاً)

۱؎ شہرزور — اربل اور ہمدان کے درمیان واقع ہے۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھئے۔)

۲؎ عکبرا — (بضم عین و سکون کاف و فتح با) ایک چھوٹا سا شہر جو دجیل کے نواح میں حربین اور اوانا کے قریب واقع ہے اور بغداد سے دس فرسنگ کی مسافت پر ہے۔ (ایضاً)

جزوِ ہفتم

قدیم و جدید اصحابِ تصنیف علما کے حالات اور ان کی تصنیفات کے نام

مقالۂ فلاسفہ

مقالہ ہفتم

— جو —

اخبار و واقعاتِ فلاسفہ، علومِ قدیمہ اور اس سلسلہ کی تصنیفات پر مشتمل ہے

اس کے تین فنون ہیں

پہلا فن

فلاسفۂ طبیعین و منطقیین، ان کی کتابیں، تراجم اور شروح ۔ پھر ان میں سے وہ کتابیں جو موجود ہیں اور ان کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے، اور وہ جو موجود نہیں ہیں، اور وہ جو پہلے موجود تھیں، لیکن اب نایاب ہیں

آغازِ مقالہ

علما سے منقول چند حکایات، انہی کے الفاظ میں

ابوسہل بن نوبخت کتاب النہطان میں کہتا ہے:۔

علوم کی گوناگونی، کتابوں کی رنگارنگی اور مسائل و ماخذ کے تنوع، سے اس حقیقت کی نشان دہی ہوتی ہے جس پر کہ علم النجوم بھی دلالت کناں ہے۔ کہ واقعات و حوادث، ظہورِ اسباب سے پہلے کہیں موجود ہوتے ہیں اور ان کو جان لینا ممکن ہے جیسا کہ اہلِ بابل نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ مصریوں نے انہی سے یہ علوم سیکھے ہیں اور اہلِ ہند انہی علوم و معارف پر اپنے شہروں میں عمل پیرا رہے ہیں۔

قبل از وقوع، واقعات کا علم اسی انداز کا ہے کہ جس طرح ابتدائی اور قدیم لوگوں میں بھی پایا جاتا تھا۔ جب کہ ان کا دامن گناہوں سے آلودہ نہیں ہوا تھا اور انھوں نے معاصی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ نیز جب کہ یہ جہل و نادانی کی لہروں کا شکار نہیں ہوئے تھے۔ تاآنکہ ان کی عقل و خرد متغیر اور فہم و فراست رخصت ہوئی، جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں یہ کیفیت اس حد تک پہنچ گئی کہ عقل ششدر اور فکر و دانش ورطۂ حیرت میں گم ہوئی اور ان کا دین برباد ہوا، اور وہ اس وجہ پریشان اور حیرت زدہ ہوتے کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

ایک طویل زمانہ انھوں نے اسی کیفیت میں گزارا۔ پھر ان کی آئندہ نسلوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے جنھیں فکر و شعور کی نعمت سے نوازا گیا۔ انھوں نے ان گزشتہ حالات پر

غور کیا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس وقت دنیا میں بسنے والوں کے حالات کیا تھے؛ ان کا آغاز کیا تھا۔ انجام کیا ہوا، کن افلاک کے تحت یہ لوگ رہ رہے تھے، ان کے طرائق کیا تھے۔ درجوں اور دقیقوں کی کیا کیفیت تھی۔ علوی و سفلی منازل کا کیا حال تھا، ان کی راہیں اور گزرگاہیں اور کنارے کون کون تھے۔

یہ سب کچھ انھیں پادشاہ جمم بن اونجہان کے عہد میں معلوم ہوا۔ علما اس کی معرفت و آگاہی سے بہرہ مند ہوئے۔ ان باتوں کو اپنی تصنیفات کی زینت بنایا۔ اس سے حاصل کردہ معلومات کی توصیف و وضاحت کی۔ اس کی تمام تفصیلات و اوصاف کو مدارِ بحث قرار دیا اور اس دنیا، اس کی جلالت و وسعت، اس کے اسباب اولیہ و تاسیسات، ستاروں، جڑی بوٹیوں، ادویات اور جھاڑ پھونک یا تعویذات کے معاملے کو ——جنھیں لوگ اپنی نیک و بد خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ میں استعمال کرتے تھے—— بیان کیا اور یہ عرصۂ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ ضحاک بن قی سریرآرائے سلطنت ہوا۔

ابوسہل کے علاوہ دوسروں کا کہنا ہے کہ ضحاک دراصل فارسی میں "دہ آک" ہے، جس کا معنیٰ دس آفتیں یا مصیبتیں ہیں، اس کو عربوں نے ضحاک بنا دیا۔

اب ہم سلسلۂ کلام پھر ابوسہل سے جوڑتے ہیں۔

اس کی حکومت اور اس کی طاقت و قدرت اور اقتدار کا تعلق ستارۂ مشتری سے تھا۔ چنانچہ اس نے ارضِ سواد میں ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام مشتری کے نام سے مشتق کیا، اور اس کو علم اور اصحابِ علم کا مرکز ٹھہرایا۔ اس میں اس نے آسمانوں کے برجوں کی تعداد کے مطابق بارہ محل تعمیر کیے اور ہر محل کو ہر برج کے نام سے موسوم کیا۔ اس میں اس نے کتب خانے بنائے اور ان محلات میں علما کو ٹھہرایا اور آباد کیا۔

ابوسہل کے علاوہ کسی دوسرے کا قول ہے کہ اس نے سات مکان، سات ستاروں کے نام سے تعمیر کیے اور ہر ہر مکان ایک ایک شخص کے لیے مخصوص کیا۔ یعنی اس نے خانۂ عطارد، ہرمس کے لیے، خانۂ مشتری، تینکلوس کے لیے اور خانۂ مریخ،

طینقروس کے لیے مخصوص قرار دیا۔

سلسلۂ کلام کو پھر ابوسہل سے جوڑ دیتے ہیں۔

لوگ ان کے مطیع ہو گئے اور ان کی باتوں کو ماننے لگے اور چونکہ وہ مختلف علوم میں ان کی برتری کے قائل تھے اس لیے انھوں نے اپنے معاملات کو انہی کی تدبیر و رہنمائی میں سرانجام دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث کیا گیا لیکن چونکہ ان کا علم ابھی اس درجہ پختگی کو نہیں پہنچا تھا۔ لہٰذا انھوں نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس دوران میں ان کی آرا میں التباس پیدا ہو گیا، ان میں اختلاف ابھر آیا، ان کی خواہشات مختلف ہو گئیں اور پوری جماعت افتراق کا شکار ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہر عالم نے الگ الگ شہر کا رخ کیا تاکہ وہ وہاں سکونت اختیار کرے اور اس کے باشندوں کی قیادت و پیشوائی کا فریضہ انجام دے۔

ان میں کے ایک عالم کا نام ہرمس تھا، جو ان سب سے زیادہ عقلمند، سب سے زیادہ صائب الرائے اور صاحبِ فکر و باریک بین تھا۔ وہ سرزمین مصر میں آیا اور وہاں اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ اس نے اس خطۂ ارض کو آباد کیا، وہاں کے باشندوں کے معاملات و احوال کی اصلاح کی اور ان میں اپنے علم و دانش کی قوتوں کو آشکار کیا۔ وہ رہتا تو وہیں تھا، لیکن زیادہ تر وقت بابل میں گزارتا تھا۔ یہاں تک کہ شاہِ یونان سکندر، شہر روم سے — جسے مقدونیہ کہا جاتا ہے — نکلا اور سرزمینِ فارس پر حملہ آور ہوا۔ یہ وہ شخص تھا، جو اس تاوان کی وصولی کو جائز نہ سمجھتا تھا جو اہلِ بابل اور مملکتِ فارس سے وصول کیا جاتا تھا۔ اس نے دارا ابن دارا شاہ کو قتل کر کے اس کی قلمرو پر قبضہ کر لیا۔ اس کے شہروں کو پیوندِ زمین کیا اور ان کا ہتھانے بلند کو جن کو بڑے بڑے جابر اور سرکش لوگوں نے تعمیر کیا تھا، کھنڈروں میں بدل دیا اور ان تمام عمارات کو جن کے پتھروں اور لکڑی کے تختوں پر نقش و نگاری کے ذریعے مختلف علوم کو اجاگر اور کندہ کیا گیا تھا منہدم کر کے رکھ دیا۔

اس آتش زنی اور غارت گری کے علاوہ اس نے یہ کیا کہ شہر اصطخر کے دواوین و خزائن

میں فارسی کے جو مجموعے تھے اور جنہیں کشتج کہا جاتا تھا۔ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق
علم نجوم، طب اور طبعیات کو رومی اور قبطی زبانوں میں منتقل کر لیا اور باقی کو آگ میں
جھونک دیا اور پھر یہ تمام کتابیں اور باقی چیزیں جو علوم، اموال اور خزائن کی صورت
میں تھیں اور علما کے پاس موجود تھیں، بلادِ مصر میں بھیج دیں۔ کچھ چیزیں نواحی ہند اور چین
میں تھیں جو شاہانِ فارس نے اپنے پیغمبروں، زردشت اور جاماسب حکیم کے عہد میں
لکھی تھیں اور انہوں نے ان تمام چیزوں کو وہاں بھیج دیا تھا کیونکہ ان کے پیغمبروں زردشت
اور جاماسب نے ان لوگوں کو سکندر کے کردار سے باخبر کر دیا تھا اور اس بات سے متنبہ
کر دیا تھا کہ وہ ان کے بلاد و امصار پر غلبہ پا لے گا اور کتابوں اور علم کے ذخائر میں سے جس
چیز پر بھی قادر ہوا، اسے تباہ و برباد کر ڈالے گا اور ان اشیا کو وہ خود اپنے شہروں میں
منتقل کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ علم، عراق سے مٹا اور اس کے پرخچے اڑے۔ علما میں
اختلافات پیدا ہوتے اور وہ تباہی سے دوچار ہوئے۔ لوگ تعصب اور فرقہ بندی کا
شکار ہوتے اور ہر ہر گروہ نے اپنا الگ ایک بادشاہ بنا لیا اور وہ طوائف الملوک کے نام
سے مشہور ہوتے۔ لیکن سلطنتِ روم جو شاہِ سکندر سے قبل اختلافات اور باہمی کشمکش کا شکار
تھی، ایک ہی بادشاہ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی اور اس کے باشندے ایک مضبوط طاقت
بن گئے۔ مگر مملکتِ بابل، بدستور ضعف و انتشار اور نزاع و فساد کی آماجگاہ بنی رہی اور
اس کے باشندے ہمیشہ مقہور و مغلوب رہے۔ نہ وہ اپنے دفاع پر قادر تھے اور نہ کسی ظالم و
ستمگر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے تھے۔ تا آنکہ خاندانِ ساسان کا بادشاہ اردشیر
بن بابک تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے ان کے انتشار کو وحدت میں اور اختلاف
کو اتحاد میں بدل دیا۔ وہ ان کے دشمنوں پر غالب اور ان کے شہروں پر قابض ہو گیا۔ ان کو
اجتماعی شکل میں ڈھالا، ان سے عصبیت و گروہ بندی کا خاتمہ کیا، ان کی مملکت میں استحکام
پیدا کیا اور زمامِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی بلادِ ہند و چین اور روم میں اپنے فرستادے بھیجے۔
تاکہ [illegible] کروائیں جو اس سے پیشتر [illegible] کے پاس تھیں، چنانچہ تلاش کے
[illegible] میں وہ کتابیں دستیاب ہو گئیں جو عراق میں موجود تھیں، پھر ان میں سے

متفرق چیزوں کو جمع کیا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے سابور نے بھی یہ کام کیا تا آنکہ ان تمام کتابوں کو اسی طرح فارسی کے قالب میں ڈھال دیا جس طرح کہ پادشاہ مصر ہرمس بابلی کے زمانہ میں تھیں دوریتوس سریانی اور قیدورس یونانی جو شہر آتینی ـــ جسے مدینۃ العلم کہا جاتا تھا ـــ کا باشندہ تھا۔ بطلیموس سکندرانی اور فرماسب ہندی نے ان کی شرح و وضاحت کی اور اسی طرح لوگوں کو ان کی تعلیم دی جس طرح کہ خود انھوں نے ـــ جب کہ وہ کتابیں بابل میں موجود تھیں ـــ ان کی تعلیم حاصل کی تھی۔

ان کے بعد کسریٰ نوشیرواں نے اپنے خاص قلبی تعلق اور محبت علم کی بنا پر ـــ جس سے کہ وہ بہرہ مند تھا ـــ ان کی جمع و تالیف کے فرائض سرانجام دیئے اور ہر ہر زمانہ میں، لوگ کواکب و بروج سے تجارب شاذہ اور علوم کو اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کی بنا پر حاصل کرتے ہیں، جو گردش زمانہ سے متعلق ہے۔

ابوسہل کی بات یہاں ختم ہوئی ـــ!

اسحاق راہب اپنی تاریخ میں کہتا ہے کہ

بطولومادس فیلادلفوس نے ـــ جو شاہانِ سکندریہ میں سے تھا ـــ اپنے دورِ پادشاہی میں علمی کتابوں کی تلاش شروع کی اور اس کام کو سرانجام دینے کی ذمہ داری، اس نے زمیرہ نامی ایک شخص کے سپرد کی۔ اس کی روایت کے مطابق اس نے ۵۴۱۲۰ کتابیں جمع کیں اور پادشاہ سے کہا کہ ابھی سند، ہند، فارس، جرجان، ارمان، بابل اور موصل میں اور اہل روم کے ہاں اس تعداد سے بہت زیادہ کتابیں موجود ہیں۔

ایک اور حکایت

ابومعشر کتاب اختلاف الزیجات میں کہتا ہے:۔

ملوکِ فارس، روئے زمین کے علوم کی صیانت و حفاظت اور ان کی بقا کے لیے بڑے متمنی اور حریص تھے۔ انھیں اس بات کا دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کہیں یہ ارضی و سماوی

آفات کی بھینٹ نہ چڑھ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے کتب خانوں کو حادثات سے بچانے، دنیا میں باقی رکھنے اور عفونت و بوسیدگی سے محفوظ کرنے کے لیے خدنگ کے درخت کا چھلکا منتخب کیا، جسے وہ توز کہتے تھے۔ اس سلسلہ میں اہل ہند و چین اور گرد و نواح کی دوسری قوموں نے بھی ان کی پیروی کی۔ تیر اندازی کی کمان بنانے کے لیے بھی لوگ اسی کو پسند کرتے تھے، کیونکہ اس میں صلابت و پائیداری اور تادیر باقی رہنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

جب انھوں نے دنیا میں حفاظتِ علوم و مکاتب کا یہ بہترین ذریعہ تلاش کر لیا تو اب وہ زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا اور اقالیم ارض کا کوئی ایسا شہر تلاش کرنے کی طرف متوجہ ہوئے، جو آب و ہوا اور گل و تربت کے اعتبار سے عمدہ صلاحیت کا حامل ہو، جس میں عفونت کی کم سے کم مقدار پائی جاتی ہو اور جو خسف و زلازل کے خطرہ سے بھی محفوظ رہ ہو جس کی مٹی لیس دار اور زیادہ سے زیادہ پائیدار اور باقی رہنے والی ہو۔

چنانچہ وہ بلاد مملکت میں اس قسم کے قطعہ ارض کی تلاش کے لیے نکلے تو آسمان کی چھت کے نیچے، ان تمام اوصاف کا حامل اصفہان سے بڑھ کر کسی جگہ کو نہ پایا۔ پھر اصفہان کے تمام گوشوں کا جائزہ لیا تو رستاق جی سے بہتر زمین کا کوئی ٹکڑا میسر نہ آیا۔ رستاک میں طویل عرصہ سے ایک مقام جی کے نام سے موسوم تھا۔ انھوں نے اس کو منتخب کیا اور اس کام کے لیے موزوں پایا۔

چنانچہ وہ قہندز میں آگئے، جو شہر جی کے وسط میں واقع ہے اور یہاں انھوں نے اپنے علوم و فنون کو محفوظ کیا۔ یہ عمارت اب تک موجود ہے اور ساوریہ کے نام سے موسوم ہے۔ اسی عمارت کی وجہ سے لوگوں کو اس کے بانیوں کا حال معلوم ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ

بہت عرصہ پیشتر اس کا ایک حصہ منہدم ہو گیا تھا۔ لوگ وہاں گئے تو انھوں نے طویل و عریض عمارت دیکھی جو سخت قسم کی مٹی سے بنی ہوئی تھی، اس میں انھوں نے بہت سی قدیم کتابیں پائیں اور وہ تمام تر خدنگ کی چھال پر مرقوم تھیں۔ یہ کتابیں مختلف

قسم کے قدیم علوم پر مشتمل تھیں اور قدیم فارسی رسم الخط میں لکھی ہوئی تھیں ان لوگوں کو وہاں ایسی کتابیں دست یاب ہوئیں جن کو انھوں نے قابلِ اعتنا گردانا اور پڑھا۔ ان میں ان کو قدیم شاہانِ فارس میں سے بھی کسی کی تحریر ملی۔ جس میں مرقوم تھا کہ طہمورث شاہ کو جو علم دوست اور علما کا قدر دان تھا، معلوم ہوا کہ :-

مغرب کی طرف مسلسل اور معمول و انداز سے کہیں زیادہ شدید موسلادھار بارشیں ہوں گی۔

چنانچہ آج سے دو سو اکتیس سال اور تین سو دن پیشتر یہ مغربی حادثہ رونما ہوا اور یہیں سے اس ملک کے سنہ کا آغاز ہوا۔ اور نجومی آغاز ہی سے اس مملکت کو اس حادثہ کے خطرہ سے آگاہ کر رہے تھے۔ اس حادثہ کے اثرات مغرب سے شروع ہو کر مشرق کے آخری کناروں تک پہنچ گئے تھے۔

اس کے بعد ہی اس نے مہندسوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ایسی جگہ تلاش کریں جو مٹی اور آب و ہوا کے لحاظ سے سب سے زیادہ صحیح اور درست ہو اور اس کے بعد ہی انھوں نے تعمیر کے لیے اس مقام کو منتخب کیا جو سارویہ کے نام سے مشہور ہے اور شہر جیّ کے وسط میں آج تک قائم ہے۔ یہیں اس نے ایک مستحکم عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو علوم گوناگوں کے بے شمار ذخیرے وہاں منتقل کر دیئے گئے اور ان کو توز کی چھال پر لکھ کر محفوظ کر لیا گیا اور اس مکان کے ایک گوشہ میں رکھا گیا۔ تاکہ اس حادثۂ مغربی کے ختم ہونے کے بعد بھی یہ لوگوں کے لیے محفوظ رہیں۔ اس میں ایک ایسی کتاب بھی تھی جو ایک قدیم حکیم و فلسفی کی طرف منسوب تھی اور جس میں ان ادوار و سنین کا ذکر کیا گیا تھا، جن کی مدد سے کواکب کے اوساط و علل کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عہدِ طہمورث کے لوگ اور قدیم اہلِ فارس ادوار کو ہزارات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بیشتر علمائے ہند اور وہ بادشاہ جو اس وقت موجود تھے اور فارس کے قدیم بادشاہ اور وہ قدیم کلدانی جو دورِ اول میں اہلِ بابل کے قرب و جوار میں سکونت پذیر تھے، انہی ادوار کے مطابق کواکب سبعہ کے اوساط کا استخراج کرتے تھے وہ اسپنے

دور کے زائچوں پر اپنے زائچے کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کہ آزمائش و تجربہ کی رو سے وہ صحیح ترین اور مختصر ترین ہے۔ اس دور کے منجموں نے اس سے ایک زائچہ نکالا ہے، جسے وہ زائچہ شہریار — یعنی زائچوں کا بادشاہ — کہتے ہیں۔

یہ ابومعشر کے آخری الفاظ ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ ۳۵۰ھ میں ایک طویل حصہ گر گیا جس کے محل وقوع کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ اس کی سطح ہموار تھی۔ جب وہ گرا تو اس کے نیچے سے بہت سی ایسی کتابیں دست یاب ہوئیں جنھیں کوئی پڑھ نہیں پاتا تھا۔ اس سلسلہ میں میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ابوالفضل بن عمید نے یہ کتابیں ۳۰ھ (یعنی ۳۴۰ھ) کے بعد وہاں رکھی تھیں۔ اور یہ کتابیں کٹی پھٹی اور پارہ پارہ تھیں جو شہر اصفہان کی فصیل میں صندوقوں میں بند پڑی ملی تھیں۔ یہ کتابیں یونانی زبان میں تھیں۔ یوحنا وغیرہ کی طرح کے جو لوگ ان کے علوم و مندرجات سے واقفیت رکھتے تھے: انھوں نے ان کو نکالا تو معلوم ہوا کہ ان میں فوجیوں کے نام اور ان کے وظائف اور اُجرت کا اندراج تھا۔ ان کتابوں میں اس درجہ تعفن پیدا ہو چکا تھا کہ معلوم ہوتا تھا، ابھی ابھی ان کی دباغت ہوئی ہے۔ جب ایک سال بعد انھیں بغداد میں دیکھا گیا تو خشک تھیں اور عفونت ختم ہو چکی تھی۔ ان کے بعض حصے اس وقت ہمارے شیخ ابوسلیمان کے پاس موجود ہیں۔

کہتے ہیں ساوریہ ان قدیم مضبوط اور محکم عمارتوں میں سے ہے جو اپنی ساخت کے اعتبار سے ایک خاص اعجاز و انفرادیت کی حامل ہیں۔ خطہ مشرق میں یہ عمارت اہرام مصر کی طرح ہے جس کو اپنی عظمت و جلالت اور تعمیر کے اعتبار سے معمورۂ مغرب میں ایک معجزہ کی حیثیت حاصل ہے۔

ایک اور حکایت

زمانہ قدیم میں حکمت و فلسفہ کی تعلیم پر پابندیاں عاید تھیں صرف انہی لوگوں کو اس کی اجازت تھی جو اس کی اہلیت و قابلیت رکھتے تھے اور جن کے بارے میں یہ یقین حاصل کر

جاتا تھا کہ یہ طبعاً اس کی استعداد اور صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں، چنانچہ فلاسفہ زائچہ دیکھ کر اندازہ کر لیتے کہ طالب علم فلسفہ و حکمت کے حصول کے لیے موزوں ہے یا نہیں، اگر وہ اس کے حصول کی اس میں استعداد پاتے تو اس کو تلمذ کے لیے چن لیتے اور حکمت و فلسفہ کا درس دیتے، ورنہ نہیں۔

شریعت مسیح علیہ السلام سے قبل اہل یونان اور روم میں فلسفہ غالب تھا، لیکن جب رومی سلطنت نصرانیت ہو گئے تو انھیں اس کے حصول سے روک دیا گیا۔ اس موضوع سے متعلق کچھ کتابیں تو انھوں نے نذرِ آتش کر دیں اور کچھ محفوظ کر لیں اور لوگوں کو فلسفہ کے موضوع پر بات کرنے سے اس بنا پر روک دیا گیا کہ اس کو وہ شرائع نبوی کے منافی سمجھتے تھے۔

لیکن ایک عرصہ بعد اہل روم پھر ایک مرتبہ مذہبِ فلاسفہ کو اپنا لینے پر مجبور ہو گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بادشاہِ روم لیولیانس نے جو انطاکیہ میں اقامت رکھتا تھا تصانیف ارسطو کے مفسر ثامسطیوس کو منصبِ وزارت پر متمکن کر دیا۔ جب شاپور ذوالاکتاف وہاں قبضہ کرنے اور زمامِ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کے ارادہ سے گیا تو لیولیانس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اب اس سلسلے میں مختلف حکایات بیان کی جاتی ہیں۔ یا تو وہ لڑائی میں گرفتار ہوا یا بقول بعض وہ سرزمینِ روم پر قبضہ کرنے کی غرض سے گیا اور لیولیانس نے اس کے ارادے کو بھانپ کر اُسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد لیولیانس ایران گیا اور جندی شاپور پہنچا جہاں اس نے رؤسائے عجم، سردارانِ قوم اور محافظینِ بادشاہ کا محاصرہ کر لیا اور طویل عرصہ تک وہاں مقیم رہا۔ اور اس کو فتح کرنا دشوار ہو گیا۔ رخنۂ روم کے نام سے اب تک یادگار کے طور پر وہاں ایک رخنہ موجود ہے۔

شاپور، روم میں لیولیانس کے محل میں قید تھا کہ وہاں لیولیانس کی بیٹی اس کے دامِ محبت میں گرفتار ہو گئی اور اس کو رہا کر دیا۔ وہ خفیہ طور سے شہروں کی مسافت طے کرتا ہوا جندی شاپور پہنچا اس کی آمد سے وہاں کے باشندوں اور اس کے رفقا کو تقویت پہنچی۔ وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور شاپور کی رہائی کو فالِ نیک سمجھ کر رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ شاپور نے لیولیانس کو قید کر کے قتل کر دیا اور رومی منتشر ہو گئے۔ اب رومیوں میں لیولیانس کے جانشین

کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ قسطنطین اکبر بھی اسی لشکر میں تھا۔ رومی اس سے تاب مقابلہ اور جرأت مقاومت نہ رکھتے تھے۔ قسطنطین اکبر پر شاپور کی جو خاص نظر کرم تھی اس کی وجہ سے اس نے قسطنطین کو روم کا فرمانروا مقرر کر دیا اور اس طرح ان کو اپنا ممنونِ احسان بنا لیا۔ بلاد روم سے ان کے باہر جانے کے لیے ایک نیا راستہ بھی بنا دیا۔ اور یہ شرط عاید کی کہ سواد کے اس پورے علاقہ میں کھجور کا ایک درخت کاٹا گیا ہے تو قسطنطین اس کی جگہ زیتون کا ایک درخت لگائے گا اور یہ کہ لیولیانس نے جو عمارتیں منہدم کر دی ہیں قسطنطین ان کی تعمیر کے لیے آدمی بھی روانہ کرے گا اور ضروری آلات وسامانِ تعمیر بھی بھیجے گا چنانچہ اس نے ان تمام شرائط کو پورا کیا۔

قسطنطین کے عہد میں نصرانیت کا پہلے کی طرح ۔۔۔ ہوگیا اور کتب فلسفہ کی ممنوعیت اور ضبطی کے وہی سابقہ سلسلے دوبارہ شروع ہوگئے جو اب تک باقی ہیں۔

اہلِ ایران نے زمانۂ قدیم میں منطق اور طب کی کچھ کتابیں فارسی زبان میں منتقل کی تھیں، جنھیں عبد اللہ بن مقفع وغیرہ نے عربی کا جامہ پہنایا۔

ایک اور حکایت

خالد بن یزید بن معاویہ کو حکیم آلِ مروان کہا جاتا ہے۔ وہ بذاتِ خود ایک فاضل آدمی تھا اور علوم سے اہتمام و تعلق خاطر رکھتا تھا۔ اس کے دل میں کیمیاگری کے خیال نے کروٹ لی تو ان یونانی فلاسفہ کے ایک گروہ کو بلا بھیجا جو مصر میں اقامت پذیر تھے اور عربی میں فصیح اللسان مانے جاتے تھے۔ انھیں کیمیاگری کے موضوع پر مشتمل کتابوں کو یونانی اور قبطی زبان سے عربی کے قالب میں ڈھالنے پر مامور کیا۔ عہدِ اسلامی میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو ایک زبان سے دوسری زبان میں ہوا۔

بعد ازاں دیوان کا ترجمہ کیا گیا۔ یہ ترجمہ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں فارسی سے عربی میں کیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ صالح بن عبد الرحمٰن نے کیا جو بنو تمیم کا غلام تھا۔ صالح کا باپ سجستان کے قیدیوں میں سے تھا اور زاد انفروخ بن بیری کے ہاں کاتب تھا۔ یہ حجاج کا کاتب تھا جو

اس کے پاس فارسی اور عربی لکھنے پڑھنے پر متعین تھا، حجاج کو اس نے متاثر کر لیا تھا صالح نے زادان فروخ سے کہا۔

امیر تک میری رسائی کا ذریعہ تو تم ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان کا میلان میری طرف ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجھے بڑھائیں گے۔ جس سے تمہاری منزلت گھٹے گی؟

اس نے کہا:۔

"یوں نہ سوچو۔ میں ان کا اتنا محتاج نہیں جتنا کہ وہ میرے محتاج ہیں۔ میرے سوا کوئی شخص ان کے حساب کی نگہداشت نہیں کر سکتا"

صالح نے کہا۔ "بخدا اگر میں اس کا حساب عربی میں منتقل کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں"

زادان فروخ نے کہا۔ "چند سطریں کر کے مجھے دکھا دو"؟

چنانچہ اس نے کر دیا۔

اس پر زادان فروخ نے کہا۔ "اب تم بیمار بن جاؤ"

چنانچہ اس نے بیماری کا بہانہ کر کے گھر سے باہر آنا جانا ترک کر دیا۔ حجاج نے اس پر اپنے طبیب تیادروس کو اس کے پاس بھیجا، لیکن اس نے اس میں کوئی بیماری نہ پائی۔ یہ بات زادان فروخ کو معلوم ہوئی تو اس سے کہا کہ اب باہر نکل آؤ۔ اتفاق ایسا ہوا کہ فتنۂ ابن اشعث کے دوران میں زادان فروخ جہاں مقیم تھا وہاں سے اپنے مکان کو جا رہا تھا کہ راستے میں قتل کر دیا گیا۔ حجاج نے صالح کو اس کی جگہ اپنا کاتب مقرر کر دیا اور صالح نے وہ تمام گفتگو جو دیوان کے ترجمے کے سلسلے میں اس کے اور زادان فروخ کے درمیان ہوئی تھی حجاج کو بتا دی۔ چنانچہ حجاج نے اس کام کو سرانجام دینے کا عزم کر لیا اور اسے صالح کے سپرد کر دیا۔

مردان شاہ بن زادان فروخ نے صالح سے پوچھا۔ تم "دہویہ" اور "شُشویہ" کا ترجمہ کیا کرو گے۔؟

کہا میں اسے "عشر" اور "نصف عشر" لکھوں گا۔

اس نے پھر سوال کیا "اور "وید" سے کس طرح عہدہ برآ ہو گے؟"

کہا: میں اس کا ترجمہ بھی کر لوں گا۔ پھر اس نے کہا: "دیہ" کا فارسی میں وہی معنی ہے، جو عربی میں لفظ "نیف" کا ہے۔

مردان شاہ نے کہا۔ خدا اسی طرح تمھاری جڑ مارے جس طرح تم فارسی کی جڑ مار رہے ہو۔

اہل فارس، اس کو ایک لاکھ درہم دینے کو تیار تھے بشرطیکہ یہ دیوان کے ترجمہ میں عجز کا اظہار کر دے، لیکن اس نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور ترجمہ کر کے چھوڑا۔ حجاج نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے ایک مدت مقرر کر دی تھی۔

عبدالحمید بن یحییٰ کہا کرتا تھا۔ اللہ صالح کو جزائے خیر سے نوازے، کاتبوں پر اس کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔

شام میں جو دیوان تھا، وہ رومی زبان میں تھا۔ حضرت معاویہ بن سفیان کے زمانہ میں سرجون بن منصور اس کی کتابت کرتا تھا۔ اس کے بعد منصور بن سرجون کرنے لگا۔

ہشام بن عبدالملک کے عہدِ حکومت میں دیوان کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اور یہ ترجمہ حسین کے غلام ابو ثابت سلیمان بن سعد نے کیا تھا، جو عبدالملک کے عہد میں ادارہ کتابت رسائل پر متعین تھا۔ ایک قول کے مطابق دیوان کا ترجمہ عبدالملک کے عہد میں کیا گیا تھا۔ عبدالملک نے سرجون کو بعض چیزوں کی انجام دہی پر مامور کیا۔ لیکن وہ اسے سرانجام نہ دے سکا جس سے عبدالملک نے دل گرفتہ ہو کر سلیمان سے مشورہ کیا۔ سلیمان نے کہا۔ میں دیوان کا ترجمہ کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے تنہا ہی اس کام کو سرانجام دے دیا۔

ان بلاد میں کتب فلسفہ اور دیگر علوم قدیمہ کے بکثرت پھیلاؤ کے اسباب

ان اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ مامون نے خواب میں دیکھا کہ ایک سپید رو شخص اس کے لالی جھلک رہی ہے، پیشانی کشادہ ہے، بھویں جڑی ہوتی ہیں، سر کے دونوں جانب کے بال گرے ہوئے ہیں، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں اور حسن طبیعت کا مالک ہے، اس کے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہے۔ مامون کہتا ہے۔ گویا کہ میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور

اس کے رعب و ہیبت کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہوں۔
میں نے اس سے پوچھا ۔"آپ کون ہیں ۔۔؟"
اس نے جواب دیا ۔"ارسطو۔۔!"
میں خوش ہوا، اور عرض کیا۔
"اے حکیم دانا۔! میں ایک سوال پوچھ سکتا ہوں ۔۔؟"
کہا ۔"پوچھو۔"
میں نے عرض کیا ۔"حسن کیا ہے ۔۔؟"
کہا ۔"ہر وہ شی جسے عقل حسین قرار دے ۔"
عرض کیا ۔"پھر ۔؟"
فرمایا ۔"جو شریعت کے نقطہ نظر سے حسین ہو۔"
عرض کیا ۔"پھر ۔؟"
کہا ۔"جسے جمہور حسین کہیں۔"
میں نے عرض کیا ۔"پھر"
کہا ۔"اس کے بعد گنجائش سوال باقی نہیں رہتی۔"
ایک روایت یہ بھی ہے ۔ میں نے عرض کیا ۔"مزید ارشاد ہو۔؟"
کہا "جو تمہیں اس قسم کی زریں نصیحتیں کرتا ہے اسے زر خالص سمجھو اور اللہ کی توحید سے وابستہ رہو۔"
یہ خواب تلاش و اشاعت کتب کے اسباب میں سے ایک اہم اور بنیادی سبب بنا۔

مامون اور شاہِ روم کے درمیان اکثر سلسلہ مراسلات جاری رہتا۔ شاہ روم کے ہاں مامون کا اچھا خاصا اثر و رسوخ حاصل تھا۔ اس نے لکھا کہ وہ یہ اجازت دے کر اس کے پاس روم میں علوم قدیمہ کے جو مخطوط ذخائر ہیں ان میں کا کچھ حصہ منتخب کر کے اس کو بھیج دیا جائے پہلے تو وہ آمادہ نہ ہوا، لیکن بعد میں مان گیا اور مامون نے اس کام کے لیے ایک جماعت کو

روانہ کیا۔ جس میں حجاج بن مطر، ابن بطریق اور بیت الحکمت کے ناظم سلما وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے جن چیزوں کو لائق اعتنا سمجھا منتخب کر لیا جب وہ ان چیزوں کو مامون کے پاس لائے تو اس نے ان کے ترجمہ کا حکم دیا اور ان کا ترجمہ کیا گیا۔ کہتے ہیں یوحنا بن ماسویہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنھیں اس کام کے لیے روم بھیجا گیا تھا۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جن لوگوں نے شہرِ روم سے کتابیں لانے کی کوشش کی ان میں شاکر منجم کے بیٹے محمد، احمد اور حسن بھی شامل تھے جن کے حالات آگے بیان ہوں گے۔

ان لوگوں نے اس ضمن میں مال و دولت خرچ کر کے حنین بن اسحاق اور دوسرے لوگوں کو شہر روم روانہ کیا اور وہ فلسفہ، ہندسہ، موسیقی، ارثماطیقی اور طب کی بڑی نادر اور قیمتی تصانیف لے کر آئے۔ قسطا بن لوقا بعلبکی بھی ان میں سے کچھ کتابیں لایا جن کا اس نے خود ہی ترجمہ کیا۔ اس کی رائے اور کہنے سے بھی کچھ ترجمے کیے گئے۔

ابو سلیمان منطقی سجستانی کہتا ہے کہ فرزندانِ منجم، مترجموں کی ایک جماعت کو ۔ جس میں حنین بن اسحاق، حبیش بن حسن اور ثابت بن قرہ وغیرہ شامل تھے۔ ترجمہ اور اس میں ان کی مشغولیت کے سلسلے میں پانچ سو دینار ماہانہ دیتے تھے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے ابو اسحاق بن شہرام سے ایک مجلسِ عام میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ روم میں پرانی ساخت کا ایک بت کدہ تھا، جس کا خالص لوہے کا ایک اتنا بڑا دروازہ تھا کہ کسی شہر میں اس قسم کا دروازہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ زمانۂ قدیم کے یونانی جو کواکب پرست اور اصنام پرست تھے۔ اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے، اس میں مشغولِ دعا ہوتے اور قربانی دیتے تھے۔ میں نے شاہِ روم سے اپنے لیے اس کے کھولنے کی درخواست کی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ یہ اس وقت سے بند تھا جب کہ اہلِ روم حلقہ بگوش نصرانیت ہوئے تھے مگر میں بذریعہ خط و کتابت بھی اور اس سے ملاقات کر کے بالمشافہ گفتگو میں بھی نہایت نرمی و لجاجت سے برابر اپنی یہ درخواست اس کے سامنے پیش کرتا رہا۔ تا آنکہ اس نے میری یہ درخواست قبول کر لی اور مجھے دکھانے کے لیے اس کے کھولنے کا حکم صادر کر دیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ عمارت مرمر اور رنگا رنگ کے بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی ہے اور اس

نوع کے کتبوں اور نقش و نگار سے مزین ہے کہ ان کی کثرت اور خوبصورتی و زیبائی کے اعتبار سے اس طرح کی چیزیں نہ کبھی دیکھنے میں آئی تھیں اور نہ سننے میں ۔!

اس بت کدہ میں جو پرانی کتابیں تھیں وہ کتی اونٹوں کا بوجھ تھیں۔ اس جملے میں اس نے اس قدر اضافہ کیا اور اس انداز سے بیان کیا کہ کہا :۔

"وہ کتابیں ہزار اونٹ کا بوجھ تھیں"!

ان میں سے بعض بوسیدہ ہو چکی تھیں، بعض اپنی اصلی حالت میں تھیں اور بعض کو دیمک نے چاٹ لیا تھا۔

اس نے مزید بتایا کہ وہاں میں نے قربانی کرنے کے آلات جو سونے اور دیگر دھاتوں سے بنے ہوئے تھے، دیکھے۔ یہ عجیب و غریب چیزیں تھیں۔ اس نے کہا میرے باہر نکلنے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا اور مجھے اس کو دکھا کر منت کا موقع دیا۔

اس نے بتایا کہ یہ واقعہ سیف الدولہ کے عہدِ حکومت کا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ قسطنطنیہ سے اس بت کی مسافت تین دن کی ہے اور اس کے گرد و نواح کے لوگ کلدانی صابئین سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن رومیوں نے ان کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ لہٰذا وہ اپنے ہی مذہب پر قائم رہے۔ البتہ وہ ان سے جزیہ وصول کرتے تھے۔

مختلف لغات سے عربی میں ترجمہ کرنے والوں کے نام

اصطفن قدیم :۔ ـــــــ یہ خالد بن یزید بن معاویہ کے لیے کتب کیمیا وغیرہ کا ترجمہ کرتا تھا۔

بطریق :۔ ـــــــ یہ منصور کے عہد کا شخص ہے۔ منصور کے حکم سے اس نے بعض قدیم کتابوں سے کچھ چیزیں نقل کیں۔

اس کا بیٹا ابوزکریا یحییٰ بن بطریق :۔ ـــــــ یہ حسن بن سہل کے خدام میں سے تھا۔

حجاج بن مطر :۔ ـــــــ اس نے مامون کے لیے بعض چیزوں کی شرح کی۔ مجسطی اور اقلیدس کا ترجمہ بھی اس نے کیا۔

ابن ناعمہ: ــــــ اس کا نام عبدالمسیح بن عبداللہ حمصی ناعمی ہے۔

سلام بن ابرش: ــــــ یہ عہدِ برامکہ کے قدیم مترجمین میں سے تھا۔ ہمارے آقا ابوالقاسم عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ ایدہ اللہ کے بیان کے مطابق السماع الطبیعی کا ترجمہ اسی نے کیا۔

حبیب بن بہریز ــــــ

مطران موصلی: ــــــ اس نے مامون کے لیے متعدد کتابوں کی تفسیر و تشریح کی۔

زروبا بن ماجوہ۔ ناعمی حمصی۔ ہلال بن ابو ہلال حمصی۔ تنداری نیثیون۔ ابونصر بن ادی بن ایوب بسیل مطران۔ ابو نوح بن صلت۔ اسطاث۔ جیرون۔ اصطفن بن باسیل۔ ابن رابطہ۔ یوفیلی۔ شملی۔ عیسیٰ بن نوح۔

قویری: ــــــ اس کا نام ابراہیم اور کنیت ابو اسحاق ہے۔

تدرس سنقل۔ داریع راہب۔ حیا۔ بثیون۔ صلیبا۔ ایوب رہاوی۔ ثابت بن قمیع۔

ایوب اور سمعان: ــــــ ان دونوں نے محمد بن خالد بن یحییٰ بن برمک کے لیے زیج بطلیموس اور چند دیگر کتابوں کا ترجمہ کیا۔

باسیل: ــــــ یہ ذوالیمین کی خدمت میں رہتا تھا۔

ابن شہدی کرخی: ــــــ یہ سریانی سے عربی میں نہایت خراب ترجمہ کرتا تھا۔ اس کے تراجم میں بقراط کی کتاب الاجنۃ شامل ہے۔

ابوعمرو یوحنا بن یوسف کاتب۔ اس کا شمار بھی مترجمین میں ہوتا ہے۔ کتاب افلاطون فی آداب الصبیان کا ترجمہ اسی نے کیا۔

ایوب بن قاسم رقی: ــــــ اس نے سریانی سے عربی میں ترجمے کیے۔ کتاب ایساغوجی کا ترجمہ بھی اسی نے کیا۔

مرلاحی: ــــــ ہمارے زمانہ کا آدمی ہے۔ سریانی میں بہت دسترس رکھتا ہے، لیکن عربی میں مشکل الفاظ استعمال کرتا ہے ــــــ علی بن ابراہیم دکی کے ہاں سریانی سے عربی میں ترجمہ کرنے پر متعین ہے۔ اس کے ترجمہ کی اصلاح ابن دکی کرتا ہے۔

دار یشوع :۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے لیے سریانی سے عربی میں تشریح و توضیح کرنے پر مامور تھا۔

قسطا بن لوقا بعلبکی :۔۔۔۔۔۔۔۔ بہترین مترجم تھا۔ یونانی، سریانی اور عربی میں بڑا فصیح تھا۔ اس نے ترجمے بھی کیے مگر زیادہ تر ترجموں کی اصلاح کی۔ اس کا تذکرہ اصحاب تصنیف علما میں آئے گا۔

حنین۔ اسحاق۔ ثابت۔ حبیش۔ عیسیٰ بن یحییٰ دمشقی۔ ابراہیم بن صلت۔ ابراہیم بن عبد اللہ یحییٰ بن عدی تفلیسی۔ یہ سب لوگ چونکہ زمرۂ مصنفین میں شامل ہیں لہٰذا ہم ان کا تفصیل ذکر آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فارسی سے عربی میں ترجمہ کرنے والے

ابن مقفع :۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا ذکر اصل موقع پر پہلے ہو چکا ہے۔

خاندان نوبخت کے بیشتر افراد۔ ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

موسیٰ اور یوسف :۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ خالد کے لڑکے ہیں۔ داود بن عبد اللہ بن حمید بن قحطبہ کی خدمت میں رہتے تھے اور اس کے ہاں فارسی سے عربی میں ترجمہ کرنے پر مامور تھے۔

تمیمی :۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا نام علی بن زیاد اور کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ فارسی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔ زیج شہریار کا ترجمہ اسی نے کیا۔

حسن بن سہل :۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا ذکر اپنے اصل مقام پر منجمین کے حالات میں آئے گا۔

بلاذری :۔۔۔۔۔۔۔۔ احمد بن یحییٰ بن جابر۔ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ فارسی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔

جبلہ بن سالم :۔۔۔۔۔۔۔۔ ہشام کا کاتب تھا اور فارسی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔

اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

اسحاق بن یزید :———— یہ بھی فارسی سے عربی میں ترجمے کرتا تھا۔ کتاب الفرس معروف بہ اختیار نامہ کا ترجمہ اسی نے کیا۔

(علاوہ ازیں) یہ لوگ بھی فارسی ترجمہ کرنے والوں میں شامل ہیں۔

محمد بن جہم برمکی۔ ہشام بن قاسم۔ موسیٰ بن عیسیٰ کردی۔ زادویہ بن شاہویہ اصفہانی۔ محمد بن بہرام بن مطیار اصفہانی۔ بہرام بن مردان شاہ۔ فارس کے ایک شہر نیشاپور کا موبد۔ عمر بن فرخان جس کا تفصیلی ذکر ہم جماعت مصنفین میں کریں گے۔

ہندی اور نبطی زبان سے ترجمہ کرنے والوں کے نام

منکہ ہندی :———— یہ اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی کی جماعت سے تعلق رکھتا تھا اور ہندی زبان سے عربی میں ترجمے کرتا تھا۔

ابن دہن ہندی :———— یہ شفاخانۂ برامکہ کا نگران تھا اور ہندی زبان سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔

ابن وحشیہ :———— یہ نبطی زبان سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے بہت سی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا۔ اس کا ذکر آئندہ اوراق میں آئے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

پہلا شخص جس نے مباحثِ فلسفہ کا آغاز کیا

ابوالقاسم عیسیٰ بن علی کی مجلس میں، ابوالخیر بن خمار نے میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ سب سے پہلے فلسفہ کے مباحث کا آغاز کس نے کیا۔ بتایا کہ فرفوریس صوری اپنی کتاب التاریخ میں جو سریانی زبان میں ہے، کہتا ہے کہ پہلا فلسفی ثالس بن مالس الملیسی ہے جس کا شمار فلاسفۂ سبعہ میں ہوتا ہے۔ اس کتاب کے دو مقالے عربی میں بھی منتقل ہو چکے ہیں۔ ابوالقاسم نے اس سلسلے میں کسی قسم کے شک و تردید کا اظہار نہیں کیا۔

دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے مباحثِ فلسفہ کے بارے

میں لب کشائی کی بوثاغورس بن میسارخس ہے، جو باشندگان ساما میں سے تھا۔

فلوطرخس کہتا ہے کہ فلسفیانہ مباحث کے آغاز اور اسے فلسفہ کے نام سے موسوم کرنے کی اولیت کا سہرا بوثاغورس ہی کے سر ہے اور اس کے کئی رسائل بھی ہیں جو ذہبیات کے نام سے مشہور ہیں اور ان رسائل کے اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عظمت و جلالت کی بنا پر جالینوس انھیں سونے کے پانی سے لکھا کرتا تھا۔ ہم نے بوثاغورس کی تصانیف میں سے یہ کتابیں دیکھی ہیں۔

رسالۃ فی السیاسۃ العقلیۃ۔ رسالۃ الی متر صقلیۃ۔ رسالۃ الی سیفانس فی استخراج المعانی۔

کہیں کہیں ان رسائل کے وہ نسخے بھی دستیاب ہو جاتے ہیں جن کی توضیحات و تشریحات املیخس نے کی ہیں۔

وہ مزید کہتا ہے کہ اس کے بعد جس شخص نے فلسفہ میں اظہار خیال کیا وہ سقراط بن سقراطیس ہے۔ یہ شخص شہر اثینہ کا رہنے والا تھا جو مدینۃ العلماء والحکماء کے نام سے معروف تھا، لیکن اس سے منقول اکثر مسائل و مباحث کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کی جو کتابیں دستیاب ہوئی ہیں ان میں سے ایک تو سیاست کے موضوع سے متعلق اس کا ایک رسالہ ہے اور ایک صحیح قول کے مطابق سیرت جمیلہ کے بارے میں اس کا ایک رسالہ ہے۔

ایک اور حکایت

سقراطیس جس کے معنی صحت و تندرستی کے محافظ کے ہیں۔ شہر اثینہ کا رہنے والا تھا زاہد و خطیب اور حکیم تھا۔ اس کو یونانیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ انھوں نے کیوں اس کو موت کی سزا دی۔ ؟ یہ بات جانی بوجھی اور مشہور ہے۔ اس کے قتل کی ذمہ داری جس بادشاہ پر عاید ہوتی ہے اس کا نام ارطاشست ہے۔

افلاطون کا شمار بھی اصحاب سقراط میں سے ہوتا ہے۔ اسحاق بن حنین کی تحریر میں مرقوم ہے کہ سقراط کی عمر تقریباً افلاطون کی عمر کے برابر ہے۔ اسحاق کے نوشتہ میں لکھا ہے کہ افلاطون

نے ۵۰ برس کی عمر پائی۔

افلاطون

کتاب فلوطرخس کی تصریح کی رو سے

افلاطون بن ارسطن، اس کے معنی۔ وسیع و کشادہ کے ہیں ثاون کے قول کے مطابق اس کے باپ کا نام اسطون ہے۔

افلاطون کا شمار معززین یونان میں ہوتا تھا۔ اوائل عمر میں شعر و شاعری کی طرف رجحان رکھتا تھا اور اس میں اس نے اچھی خاصی دسترس اور مہارت حاصل کر لی تھی، پھر جب اس نے سقراط کی مجلسوں میں آنا شروع کیا اور یہ دیکھا کہ وہ شعر و شاعری کو معیوب گردانتا ہے تو شعر و شاعری کا سلسلہ ترک کر دیا۔ بعد ازاں وہ معقولات میں فیثاغورس کے نقطۂ نظر کا پیرو ہو گیا تھا کہتے ہیں اس نے اکاسی برس کی عمر پائی۔ ارسطو نے اسی سے تحصیل علم کی اور اس کی وفات کے بعد اس کا جانشین بنا۔

اسحاق کا کہنا ہے کہ افلاطون نے بقراط سے حصول علم کیا اور جس سال سکندر پیدا ہوا۔ اسی سال اس نے وفات پائی۔ یہ لاذوس کی تخت نشینی کا تیرھواں سال تھا۔ اس کا خلیفہ ارسطو مقرر ہوا۔ اس زمانہ میں مقدونیہ کا بادشاہ سکندر کا باپ فیلپس تھا۔ اسحاق کی تحریر کی روشنی میں افلاطون نے اسی برس کی عمر پائی۔ ثاون نے جس ترتیب سے اس کی تصنیفات کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے:۔

کتاب السیاسۃ۔ حنین بن اسحاق نے اس کی شرح کی۔

کتاب النوامیس۔ حنین اور یحیٰی بن عدی نے اس کا ترجمہ کیا۔

ثاون کا کہنا ہے کہ افلاطون نے اپنی کتابوں میں دوسروں کے اقوال نقل کیے ہیں اور ہر کتاب کو اسی شخص کے نام سے منسوب کر دیا ہے جس کے لیے کہ اسے تصنیف کیا۔ مثلاً قول ثاتامیس فی الفلسفۃ۔ قول لاخس فی الشجاعۃ۔ قول اوطاطی الفلسفۃ۔ قول خرمیدس فی العفۃ۔

قولان القیباوس فی الجبیل - قول ارذومیس - قول عزجیاس - قولان انیا - قول لودین - قول فروطاغورس - قول ارذوفرن - قول قرطن - قول فاذن - قول ثاالطاس - قول قیوطوفون - قول قراطولس - قول سوفسطس -

میں نے یحییٰ بن عدی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ اسحاق نے معہ امقیدورس کی تشریح کے سوفسطس کا ترجمہ کیا۔

قول طیاوس - یحییٰ بن عدی نے اس کی اصلاح کی۔

قول فرویندس :- اس کا مجموعہ جالینوس کے پاس تھا۔

قول مندرس - قول مانن - قول مینس - قول ابرخس - کتاب مانکساسفس - کتاب اطلیطفوس -

ثامن کی تعریف کے علاوہ جو کتابیں خود میں نے دیکھی ہیں بعد ایک قابل اعتماد شخص نے مجھے بتایا کہ اس نے بھی دیکھی ہیں، وہ یہ ہیں :-

کتاب طیاوس :- تین مقالات، ابن بطریق اور حنین بن اسحاق نے اس کا ترجمہ کیا یا حنین نے ابن بطریق کے ترجمہ کی اصلاح کی۔

کتاب المناسبات۔

یحییٰ بن عدی کی تحریر کی رو سے، کتاب فلاطن الی اقرطن فی النوامیس۔

یحییٰ بن عدی ہی کی تحریر کے مطابق - کتاب التوحید و قولہ فی النفس والعقل والجوہر والعرض۔

کتاب الحس واللذۃ :- ایک مقالہ۔

کتاب طیاوس - اس پر فلوطرخس نے نقد و کلام کیا

یحییٰ کی تحریر کی رو سے - کتاب اسطسطس سوددیوس نے اس کا ترجمہ کیا۔

یحییٰ ہی کی تحریر کے مطابق کتاب تادیب الاحداث۔

علاوہ ازیں اس کے کچھ رسائل بھی دستیاب ہوئے ہیں۔

ثاون کہتا ہے - افلاطون نے پڑھنے کی غرض سے اپنی کتابوں کو اس انداز سے ترتیب دیا کہ ہر ترتیب میں چار کتابیں آجائیں اور اس مجموعہ کو - رابوع کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

اسحاق راہب کہتا ہے۔ افلاطون کی علمی سرگرمیوں کا چرچا اور اس کی عام شہرت ارطخشاشت معروف بہ دراز دست کے زمانہ حکومت میں ہوئی۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ ایران کا بادشاہ تھا۔ اس میں اور افلاطون میں باہم کوئی ربط و تعلق نہ تھا جس کی طرف زردشت گیا تھا وہ شاہ گشتاسب تھا۔ واللہ اعلم۔

کتاب افلاطن اصول الہندسۃ:۔ اس کا ترجمہ قسطا نے کیا۔

اخبار و حالاتِ ارسطو

اس کے معنیٰ حکمت دوست، ایک قول کے مطابق فاضل کامل اور ایک قول کی رو سے التام الفاضل کے ہیں۔ یہ ارسطو بن نقوماخس بن ماخاون ہے اور طب یونانی کے موجد و بانی اسقلبیادس کی اولاد سے ہے۔

بطلیوس الغریب نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں کا نام افسیطیا تھا، جو اسقلبیادس کے حرم میں آئی۔

ارسطو یونان کے ایک شہر اسطاغاریا کا باشندہ تھا۔ اس کا باپ نیقوماخس سکندر کے باپ فیلپس کا طبیب اور افلاطون کا شاگرد تھا۔ بقول بطلیوس، افلاطون سے اس کی عقیدت کی بنیاد وہ الہام والقا تھا، جو اسے اللہ کی طرف سے معبد وثیون میں ہوا۔ وہ بیس سال اس کے زیر تعلیم رہا اور جب افلاطون روپوش ہو کر صقلیہ چلا گیا تو دار التعلیم میں ارسطو ہی اس کا جانشین اور خلیفہ بنا۔

کہا جاتا ہے کہ تیس سال کی عمر کے بعد اس نے فلسفہ کو موضوعِ فکر و نظر ٹھہرایا۔ افلاطون اور دیگر فلاسفہ کے بعد یہ یونان کا عظیم دانشور، بلیغ خوش گفتار اور جلیل القدر عالم تھا۔ فلسفہ میں اس کا مرتبہ بڑا بلند تھا اور بادشاہوں کے نزدیک بہت قدر و منزلت کا حامل تھا۔ سکندر اپنے تمام امورِ سلطنت اسی کے مشورہ اور رائے سے سرانجام دیتا تھا۔ سیاسیات وغیرہ کے بارے میں سکندر کے نام اس نے متعدد مکاتیب و رسائل بھی تحریر کیے جن میں سے ایک رسالہ سیاست کے موضوع سے متعلق ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"تیرے مناقب و فضائل سے جو تعجب آفریں کیفیت پیدا ہوتی ہے، وہ یوں نہیں پیدا ہوتی کہ تیرے فضائل و مناقب اس درجہ مسلسل اور متواتر ہیں کہ وہ ایک خاص جانی بوجھی حقیقت بن کر رہ گئے ہیں اور ان میں وہ تازگی اور جدت نہیں رہی جو تعجب کو ابھارتی ہے۔ تمہارے متعلق لوگوں کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تیری مدح و ستائش کرنے والا دروغ گو اور جھوٹا نہیں ہو سکتا۔"

اسی رسالہ میں لکھا ہے:-

"جب لوگ مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے اصلاحِ حال کے لیے حرکت میں آ جاتے ہیں اور جب آرام و راحت میں ہوتے ہیں تو حرص و آز کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اپنے چہرے سے شرم و حیا کے پردے اتار پھینکتے ہیں حالانکہ امن و راحت کے زمانہ میں انہیں قانون و آئین کا زیادہ پابند رہنا چاہیئے۔"

اس میں یہ بھی لکھا ہے:-

"دشمنوں کے ساتھ سختی کا عہد و پیمان کرو۔ جو اظہارِ برات و ندامت کرے اسے معاف کر دو۔ جو اعترافِ جرم کرے اس پر مہربانی کرو۔ دسیسہ کاروں کی مخالفت کرو۔ سرکشوں کی کھال کھینچ ڈالو۔ حاسدوں پر اظہارِ غیظ و غضب کرو۔ کم عقلوں سے تحمل و بردباری کا برتاؤ کرو۔ تند مزاجوں سے وقار کا انداز اختیار کرو۔ فتنہ پروروں کو حقیر جانو۔ طعن و تشنیع کرنے والوں سے کنارہ کش رہو۔ پیچیدہ و مشتبہ امور کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھو۔ صاف اور واضح معاملات کو عزیمت اور صمیم قلب سے سرانجام دو۔ مشکل باتوں میں غور و فکر سے کام لو۔ بادشاہوں کی مجلس میں رازداری، شائستگی، مدح و ستائش اور وابستگی و اخلاص کا مظاہرہ کرو۔ کیونکہ بادشاہ اپنے لیے ان چیزوں کو، اور رعایا کے لیے بندگی و عقیدت کو پسند کرتے ہیں۔"

یہ باتیں بدرجہ غایت حکمت و بلاغت کی حامل اور بہت سے معانی کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک زبان سے منتقل ہو کر دوسری زبان میں آئی ہیں۔ اندازہ کیجئے کہنے والے کی خود اپنی زبان میں یہ کس درجہ لطافت و کیفیت کی حامل ہوں گی۔

کہتے ہیں فیلیس کی موت کے بعد جب سکندر تخت بادشاہت پر متمکن ہوا، اور مختلف ملکوں سے برسرپیکار ہوا تو ارسطو نے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور تمام امور سے دامن کشاں ہوکر علوم و معارف کے لیے یکسو ہوگیا۔ اور ایتھنز چلا گیا۔ وہاں اس نے دارالتعلیم قائم کرلیا اور یہی وہ جگہ ہے جس کی طرف فلاسفۂ مشائین منسوب ہیں۔ وہاں آکر اس نے لوگوں کے اصلاحِ احوال اور کمزوروں کی امداد و دستگیری کی طرف عنانِ توجہ مبذول کی اور اسطاغیرا میں ایک شہر تعمیر کرایا۔

ارسطو کے حالات و مناقب کثرت سے منقول ہیں۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو بس خلاصہ سمجھو۔

ارسطو نے چھیاسٹھ سال کی عمر پاکر سکندر کے آخری عہد میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق وہ بطلیموس لاغوس کی بادشاہت کے ابتدائے عہد میں فوت ہوا، اور دارالتعلیم میں اس کا بھانجا تاوفرسطس اس کا جانشین بنا۔

ارسطو کی وصیت

عزیب (یعنی بطلیموس عزیب) کہتا ہے کہ ارسطو کا وقتِ موت آیا تو اس نے کہا :۔

میں انطیطرس کو اپنے تمام ترکہ میں دائمی وصی مقرر کرتا ہوں، تاوقتیکہ نیقانر آجائے۔ ارسطومالس، طیمرخس، ایفرخس اور دلیطالس کو چاہیے کہ جو چیز اسے مطلوب ہو، اس کے مہیا کرنے کا اہتمام کریں۔ اسی طرح میرے خانوادہ، میرے خادم اربلیس، تمام لونڈی غلاموں اور جو کچھ میں نے چھوڑا ہے، ان سب کی دیکھ بھال کا مناسب طور سے خیال رکھیں اور اگر تاوفرسطس کے لیے ان سب کے ساتھ رہنا ممکن اور آسان ہو تو ان کے ساتھ ہی رہے۔

جب میری بیٹی سنِ بلوغ کو پہنچ جائے گی تو تمام معاملات میں اس کا سرپرست وولی نیقانر ہوگا۔ اگر وہ شادی سے پہلے یا شادی کے بعد لاولد مرجائے تو نیقانر، میرے بیٹے نیقوماخس کا ولی و سرپرست ہوگا۔ میں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کی خواہش کے مطابق اور اس کے شایانِ شان بہتر تدابیر عمل میں لائے۔ اگر میری بیٹی کی شادی سے

پہلے یا بعد بشرطیکہ وہ لاولد ہو، نیقانر کو حادثہ موت پیش آجائے تو میں نیقانر کو وصیت کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے چھوڑا ہے اس کے بارے میں وصیت کر جائے وہ وصیت صحیح اور نافذ ہوگی۔ اگر نیقانر بغیر وصیت کیے مر جائے تو نادر سطس کے لیے آسان اور بہتر صورت یہ ہے کہ اگر وہ پسند کرے تو میرے بیٹے اور میرے ترکہ کا قائم مقام وصی بن جائے اور اگر وہ یہ پسند نہ کرے تو میرے تمام اوصیا جن کا میں نام بنام ذکر کر چکا ہوں، الطیرس کی طرف رجوع کریں اور میرے ترکہ سے متعلق وہی قدم اٹھائیں جس پر مشورہ کے بعد متفق الرائے ہو جائیں۔

اربلیس کے بارے میں اوصیا اور نیقانر میرے جذبات کا خیال رکھیں اور اس کی تمام ضروریات پورا کرنے کے لیے کوشاں رہیں۔ میں سمجھتا ہوں، جس طرح اس نے میری خدمت کی ہے اور میری قلبی مسرتوں سے ہم آہنگ ہو کر، میرے بارے میں، جس مخلصانہ سعی و اہتمام کا ثبوت بہم پہنچایا ہے، اس کے بدلے میں وہ صحیح طور پر اس کا استحقاق رکھتی ہے۔

اگر وہ شادی کی خواہاں ہو تو کسی خاص آدمی کے سوا اسے کسی دوسرے شخص کے حوالے نہ کیا جائے اور اس کے اپنے مال کے علاوہ اس کو ایک نقرئی طالنطن بھی دیا جائے جو ایک سو پچیس رطل کے مساوی ہوتا ہے۔ اس کی ذاتی کنیزوں اور غلاموں کے علاوہ، اس کی خود اپنی پسند یدہ اور منتخب کردہ تین اور کنیزیں بھی اس کو دی جائیں۔

اگر وہ خلقیس میں رہائش رکھنا چاہے تو میرے اپنے مکان کے اس مہمان خانہ میں قیام کرے جو باغ کے کنارے واقع ہے۔ اور اگر وہ شہر اسطاغیرا میں سکونت پذیر ہونے کی متمنی ہو تو میرے آباواجداد کے مکانات میں رہے۔ وہ جو مکان بھی پسند کرے، اوصیا کو چاہیے کہ اس کی ضرورت و احتیاج کی تکمیل کریں۔

رہے میرے اپنے اہل خانہ اور میری اولاد تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ اوصیا کو ان کی حفاظت و نگہداشت کے لیے کسی قسم کی وصیت کروں۔

نیقانر کے لیے ضروری ہے کہ میرے غلام مرقس کا پورا خیال رکھے اور جس حال و کیفیت میں وہ چاہے مع اس کے تمام مال و متاع کے اس کو اس کے شہر روانہ کر دے۔

وہ میری لونڈی امار تیس کو آزاد کر دے اور اگر وہ آزادی کے بعد اس وقت تک میری بیٹی کی خدمت میں رہے جب تک کہ وہ نکاح نہیں کر لیتی تو اسے پانچ سو درخم مع اس کی اپنی لونڈی کے دیئے جائیں۔

بثالیس کو ایک وہ چھوٹی لڑکی دی جائے جو حال ہی میں ہم نے خریدی ہے اور ہمارے غلاموں میں سے ہے۔ علاوہ ازیں اسے ہزار درخم بھی دیئے جائیں۔

سیمس کو اپنے لیے ایک غلام خریدنے کی غرض سے اس کی قیمت دی جائے اور یہ قیمت اس قیمت کے علاوہ ہو گی جو اسے قبل ازیں غلام خریدنے کے لیے دی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں جس اوصیا جو چاہیں، اسے دیا جائے۔

جب میری لڑکی شادی کرے تو میرے غلاموں ــــ تاجن، فیلن اور اربلیس ــ کو آزاد کر دیا جائے۔

نہ تو اربلیس کے بیٹے کو فروخت کیا جائے اور نہ میرے ان خادموں کے بچوں میں سے کسی کو فروخت کیا جائے جو میری خدمت میں رہے ہیں بلکہ وہ بالغ اور جوان ہونے تک برسرِ خدمت رہیں۔ جب وہ بالغ ہو جائیں تو انھیں آزاد کر دیا جائے اور ہر ایک کو ان کے استحقاق و مرتبہ کے مطابق مال و متاع دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسحاق کی تحریر اور قول کے مطابق ارسطو نے ۶۷ سال کی عمر پائی۔

منطقیات، طبیعیات، الٰہیات اور خلقیات

کے موضوع سے متعلق تصنیفاتِ ارسطو کی ترتیب

اس کی ان کتابوں کے بارے میں گفتگو جو منطق سے متعلق ہیں، اور یہ آٹھ ہیں:

قاطیغوریاس ــــــــ یعنی مقولات

باری ارمانیاس ——— یعنی عبارت

انالوطیقا ——— یعنی تحلیل القیاس

ابودقیطا جس کو انالوطیقا ثانی کہنا چاہیے ——— برہان کے معنی میں ہے۔

طوبیقا ——— یعنی جدل

سوفسطیقا ——— یعنی مغالطہ

ریطوریقا ——— یعنی خطابت

ابوطیقا، اسے بوطیقا بھی کہتے ہیں ——— یعنی شعر،

کچھ قاطیغوریاس کے بارے میں

ترجمہ حنین بن اسحاق

جن لوگوں نے اس کی شرح و وضاحت کی وہ یہ ہیں :-

فرفوریوس، اصطفن اسکندرانی، لینس، یحیٰ نحوی، امونیوس، ثامسطیوس، ثاوفرسطس، سنبلیقوس، ایک اور ثاون نامی شخص نے سریانی اور عربی میں شرح کی ہے اور سنبلیقوس کی شرح پر کچھ اضافے کیے ہیں۔ عجیب و غریب شروح میں سے وہ ٹکڑا ہے، جو املینس کی جانب منسوب ہے۔

شیخ ابوزکریا کا کہنا ہے کہ اقوالِ سکندر کے ضمن میں میں نے جس قسم کی چیزیں دیکھی ہیں، ان کے پیش نظر اس بات کا احتمال ہے کہ یہ املینس کی جانب محض منسوب ہی ہو۔

شیخ ابوسلیمان کہتا ہے، میں نے اس کتاب کا ترجمہ سکندر افرودیسی کی شرح کے ضمن میں نقل کیا ہے جو تقریباً تین سو ورق میں پھیلا ہوا تھا۔

اس کتاب کے شارحین میں ابونصر فارابی اور ابوبشر متی شامل ہیں۔ اس کتاب کے مجموعے بھی ہیں۔ اور تلخیصات بھی ہیں جو مشجر اور غیر مشجر دونوں میں انقسام پذیر ہیں۔ جن لوگوں نے یہ ترجمے کیے ہیں، ان میں ابن مقفع، ابن بہریز، کندی، اسحاق بن حنین، احمد بن طیب

اور رازی شامل ہیں۔

باری ارمینیاس کے بارے میں

حنین نے اسے سریانی کے اور اسحاق نے اسے عربی کے قالب میں ڈھالا۔ اس کے شارحین یہ ہیں:۔

سکندر۔ اس کی شرح نایاب ہے۔ یحییٰ نحوی۔ امیلخس۔ فرفوریوس۔ مجموعہائے اسطفن اس پر جالینوس کی شرح نہایت نادر و عجیب ہے مگر نایاب ہے۔ قویری۔ متی ابوالبشر۔ فارابی۔ ثاوفرسطس۔

جن لوگوں نے اس کی تلخیصات کیں وہ یہ ہیں۔

حنین۔ اسحاق۔ ابن مقفع۔ کندی۔ ابن بہریز۔ ثابت بن قرہ۔ احمد بن طیب اور رازی۔

کتاب انالوطیقا اول کے بارے میں

تیادورس نے اس کا عربی ترجمہ کیا۔ کہتے ہیں اس نے یہ ترجمہ حنین کو دکھایا اور اس نے اس کی اصلاح کی۔ حنین نے اس کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ سریانی میں کیا اور باقی حصے کو اسحاق نے سریانی میں منتقل کیا۔ اس کے شارحین یہ ہیں:۔

سکندر نے اس کی دو شرحیں کیں۔ ایک بہ نسبت دوسری کے مکمل ترین ہے۔ ثامسطیوس نے اس کے پورے دو مقالوں کی شرح تین مقالوں میں کر دی۔ یحییٰ نحوی نے بھی حروف ابجد کی ترتیب سے شرح کی۔ قویری نے بھی تین مقالوں تک شرح کی۔ ابوالبشر متی نے پورے دو مقالوں کی شرح کی۔ کندی نے بھی اس کتاب کی تشریح کی۔

کتاب ابودیقطیقا کے بارے میں جو انالوطیقا ثانی ہے

یہ دو مقالوں پر منقسم ہے جس کے کچھ حصے کا تو حنین نے سریانی میں ترجمہ کیا مگر اسحاق

نے پوری کتاب کو سریانی میں منتقل کر دیا۔ متی نے اسحاق کے ترجمے کو عربی کا جامہ پہنایا۔
اس کے شارح یہ ہیں :۔
ثامسطیوس نے اس پوری کتاب کی شرح کی۔ سکندر نے بھی اس کی شرح کی لیکن وہ نایاب ہے۔ یحییٰ نحوی نے بھی شرح کی۔ ابو یحییٰ مروزی نے اس کتاب کو ہدفِ تنقید ٹھہرایا۔ یہ اس کو متی نے سنائی تھی۔ ابو بشر متی۔ فارابی اور کندی نے بھی اس کی تشریح کی۔

طوبیقا کے بارے میں

اسحاق نے اس کتاب کو سریانی میں منتقل کیا اور یحییٰ بن عدی نے اسحاق کے سریانی ترجمے کو عربی کا جامہ پہنایا۔ دمشقی نے اس کے سات مقالوں کا ترجمہ کیا اور آٹھویں کا ترجمہ ابراہیم بن عبد اللہ نے کیا۔ قدیم ترجمے بھی کہیں کہیں دست یاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے شارحین یہ ہیں :۔
یحییٰ بن عدی اس کتاب کی شرح کے آغاز میں کہتا ہے۔
سکندر کی شرح کے پہلے مقالہ کے بعض حصے اور پانچویں، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں مقالے اور اموفیوس کی شرح کے پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے مقالے کے سوا مجھے اس کتاب پر متقدمین کی اور کوئی شرح دستیاب نہیں ہوئی۔ میں نے اس شرح میں انہی باتوں پر بھروسہ کیا ہے جو میں سکندر اور اموفیوس کی شرح سے سمجھ سکا ہوں۔ میں نے ان دونوں شرحوں کے مترجمین کی عبارتوں کی اصلاح بھی کی ہے۔
اس کتاب کی جو تشریح یحییٰ نے کی ہے وہ تقریباً ہزار ورق پر پھیلی ہوئی ہے۔
یحییٰ کے علاوہ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اموفیوس نے پہلے چار مقالوں کی شرح کی اور سکندر نے چار آخری مقالوں کی، بارھویں مقالہ تک اور آٹھویں مقالہ کے ایک مقام کی شرح کی۔ باقی مقامات کی شرح ثامسطیوس نے کی۔ فارابی نے اس کتاب کی تشریح بھی کی اور تلخیص بھی۔ متی نے اس کے مقالۂ اولیٰ کی تشریح کی۔ اموفیوس اور سکندر نے اس کتاب کے جس حصے کی تشریح کی، اسحاق نے اس کا ترجمہ کر دیا۔ ابو عثمان دمشقی نے بھی

اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

سوفسطیقا کے بارے میں

اس کے معنی حکمت و دانائی کے غلط استعمال اور مغالطہ میں ڈالنے کے ہیں۔ ابن ناعمہ اور ابو بشر متی نے اسے سریانی میں اور یحیٰی بن عدی نے تیوفیل سے عربی میں منتقل کیا۔ اس کے شارحین یہ ہیں :۔

قویری نے اس کتاب کی شرح لکھی اور ابراہیم بن بکوس عشاری نے ابن ناعمہ کے عربی ترجمہ کا بطور اصلاح ترجمہ کیا۔ کندی نے بھی اس کتاب کی شرح کی۔ کہتے ہیں اس کتاب کی جو تشریح سکندر نے کی، وہ موصل میں موجود ہے۔

ریطوریقا

اس کا معنی خطابت ہے، اس کا ایک پرانا ترجمہ دست یاب ہوا ہے۔ کہتے ہیں اسحاق نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ ابراہیم بن عبد اللہ نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ ابو نصر فارابی نے اس کی شرح لکھی۔ میں نے احمد بن طیب کی تحریر میں دیکھا ہے کہ اس کتاب کا ایک قدیم ترجمہ تقریباً سو ورق پر مشتمل ہے۔

کچھ ابوطیقا کے بارے میں

اس کا معنی شعر ہے۔ ابو بشر متی نے اس کا سریانی سے عربی ترجمہ کیا۔ یحیٰی بن عدی نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ثامسطیوس کے افکار کو بھی متضمن ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ثامسطیوس کی طرف محض منسوب ہے۔ کندی نے اس کتاب کی کچھ تلخیص بھی کی۔

کچھ کتاب السماع الطبیعی کے بارے میں
بتفسیر اسکندر

یہ آٹھ مقالات پر مشتمل ہے۔ محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سکندر افرودیسی کی شرح کا جو حصہ

متنِ ارسطو سے مستفاد ہے، وہ مقالہ اوّل ہے۔ اس کی شرح دو مقالوں میں ہے جس کا
پہلا مقالہ اور دوسرے کا کچھ حصہ موجود ہے۔ اس کا ترجمہ ابوروح صابی نے کیا اور اس
ترجمہ کی اصلاح یحییٰ بن عدی نے کی۔ متنِ ارسطو کے دوسرے مقالہ کی شرح ایک مقالہ
میں ہے۔ حنین نے اس کو یونانی سے سریانی میں اور یحییٰ بن عدی نے سریانی سے عربی
میں منتقل کیا۔ ارسطو کے متن کے تیسرے مقالہ کی شرح نایاب ہے۔ چوتھے
مقالہ کی شرح البتہ اس نے تین مقالات میں کی جس کا پہلا اور دوسرا
مقالہ مکمل اور تیسرے مقالہ کا۔ الکلام فی الزمان۔ تک کا حصہ موجود ہے۔ اس کا ترجمہ
قسطا نے کیا مگر وہ ترجمہ جو اب دستیاب ہوا ہے وہ دمشقی کا ہے۔ متن ارسطو کے پانچویں
مقالہ کی شرح ایک ہی مقالہ میں ہے اور اس کا ترجمہ قسطا بن لوقا نے کیا۔ چھٹے مقالہ
کی شرح بھی ایک ہی مقالہ میں ہے جس کا نصف یا اس سے کچھ زیادہ حصہ موجود ہے۔
ساتویں مقالہ کی تشریح بھی ایک مقالہ میں ہے۔ اس کا ترجمہ قسطا نے کیا۔ آٹھویں مقالہ
کی شرح ایک مقالہ میں ہے اور اس کے چند اوراق موجود ہیں۔

السماع الطبیعی کے بارے میں

بتفسیر یحییٰ نحوی اسکندرانی

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ قسطا نے اس کتاب کا جو ترجمہ کیا ، وہ تعالیم پر مشتمل
ہے اور جو عبدالمسیح بن ناعمہ نے کیا وہ تعالیم کے علاوہ ہے۔ قسطا نے نصف اوّل کا
ترجمہ کیا جو چار مقالات ہیں۔ نصف آخر کا ابن ناعمہ نے کیا، وہ بھی چار مقالات ہیں۔

السماع الطبیعی

گروہِ فلاسفہ کے مختلف افراد کی شرح

اس کے مقالہ اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ اور رابعہ کی جو شرح فرفوریوس نے کی موجود

ہے۔ اور اس کا ترجمہ لبسیل نے کیا۔ ابوبشر متی نے اس کتاب کی شرح ثامسطیوس کی شرح سریانی میں کی۔ اس کے مقالہ اولی کا کچھ سریانی حصہ موجود ہے۔ ابواحمد بن کرنیب نے اس کے مقالۂ اولی کے بعض حصے اور مقالہ رابعہ کے کچھ حصے تا بحث الکلام فی الزمان ــ کی تشریح کی۔ ثابت بن قرہ نے بھی مقالۂ اولی کے کچھ حصہ کی شرح کی۔ ابراہیم بن صلت نے اس کے مقالہ اولی کا ترجمہ کیا، جو میں نے یحییٰ بن عدی کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ السماع الطبیعی کے مقالۂ اولی کے کچھ حصے کی شرح ابوالفرج قدامہ بن جعفر بن قدامہ نے بھی کی۔

کتاب السماء والعالم کے بارے میں

یہ چار مقالات پر مشتمل ہے۔ ابن بطریق نے اس کتاب کا ترجمہ کیا اور حنین نے اس کی اصلاح کی۔ ابوبشر متی نے اس کے مقالۂ اولی کے کچھ حصے کا ترجمہ کیا اور سکندر افرودیسی نے اس کے مقالۂ اولی کے کچھ حصہ کی شرح کی۔ ثامسطیوس نے پوری کتاب کی شرح کی ــ جس کا یحییٰ بن عدی نے ترجمہ کیا یا اس کی اصلاح کی۔ حنین نے اس پر اضافے کیے ہیں، جو سولہ[14] مسائل پر مشتمل ہیں۔ ابوزید بلخی نے ابوجعفر خازن کے لیے اس کتاب کے ابتدائی حصہ کی شرح لکھی۔

کتاب الکون والفساد

حنین نے سریانی کے اور اسحاق اور دمشقی نے اسے عربی کے قالب میں ڈھالا۔ کہتے ہیں ابن بکوس نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اسکندر نے اس پوری کتاب کی شرح کی اور متی نے اس کا ترجمہ کیا۔ مقالۂ اولی کا ترجمہ قسطا نے کیا۔ امفیدورس نے ترجمہ اسطاث کی شرح کی۔ متی ابوبشر نے بھی اس کا ترجمہ کیا، جسے ابوزکریا نے دیکھا تو اس کی اصلاح کی۔ حال ہی میں کتاب الکون والفساد پر ثامسطیوس کی شرح دستیاب ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں دو شرحیں ہیں جن میں سے ایک بڑی ہے اور ایک چھوٹی۔

یحییٰ نحوی نے پوری الکون والفساد کی شرح لکھی لیکن حسن وخوبی کے اعتبار سے

اس کی عربی سریانی کے پایہ کی نہیں ہے۔

الآثار العلویہ

مقیدورس نے اس کی ایک ضخیم شرح کی جس کا ابو بشر متی نے ترجمہ کیا اور طبری نے متی کی طرف سے تعلیقات و حواشی لکھے۔ اسکندر نے بھی اس کی شرح لکھی جس کا ترجمہ عربی میں تو ہوگیا تھا لیکن سریانی میں نہیں ہوا تھا۔ بعد ازاں یحییٰ بن عدی نے اسے سریانی سے عربی میں منتقل کیا۔

کتاب النفس

اس کے تین مقالات ہیں، حنین نے اس پوری کتاب کو سریانی کے قالب میں ڈھالا۔ اسحاق نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ مگر تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد اسحاق نے دوسری مرتبہ نہایت عمدگی سے مکمل ترجمہ کر دیا۔ ثامسطیوس نے اس پوری کتاب کی شرح کی۔ یہ شرح پہلے مقالہ کی دو مقالات میں، دوسرے کی بھی دو میں اور تیسرے کی تین مقالات میں پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے یحییٰ بن عدی کی تحریر میں پڑھا ہے کہ امقیدورس نے اس کی ایک شرح سریانی زبان میں کی۔ سریانی میں اس کی ایک اور شرح بھی ہے جو بہترین شرح ہے اور سنبلیقیوس کی طرف منسوب ہے۔ کہتے ہیں اس نے یہ شرح اثاوالیس کے لیے لکھی تھی۔ اس کا عربی نسخہ بھی موجود ہے۔ اسکندرانیوں نے اس کتاب کی تلخیص کی جو تقریباً سو ورق میں ہے۔ ابن بطریق نے اس کا مجموعہ ترتیب دیا۔

اسحاق کہتا ہے، میں نے اس کتاب کے ایک نہایت ہی بدخط نسخے کا عربی میں ترجمہ کیا۔ اس سے تیس سال بعد مجھے اس کا ایک بہترین نسخہ ملا جس سے میں نے پہلے ترجمہ کا تقابل کیا اور یہ ثامسطیوس کی شرح تھی۔

کتاب الحس والمحسوس

یہ کتاب دو مقالات میں ہے۔ اس کا کوئی قابلِ اعتماد اور لائقِ تذکرہ ترجمہ دست یاب

نہیں ہوا۔ اس کتاب کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ابوالبشر متی بن یونس کی طرف سے طبری نے اس پر مختصر سی تعلیقات لکھیں۔

کتاب الحیوان

یہ انیس مقالات پر مشتمل ہے۔ ابن بطریق نے اس کا ترجمہ کیا اس کا ایک سریانی ترجمہ بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے جو عربی ترجمے سے بہتر ہے۔

میں نے یحییٰ بن عدی کی فہرستِ کتب میں اس کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ اس کتاب کے قدیم مجموعے بھی ہیں۔ نیقولاوس نے اس کی تلخیص کی - یحییٰ بن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابو علی بن زرعہ نے اس کے عربی ترجمہ اور تصیح کی طرح ڈالی تھی۔

کتاب الحروف جو الٰہیات کے نام سے معروف ہے

یہ کتاب یونانی حروف کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی جس کا آغاز الفِ صغریٰ سے ہوتا ہے۔ اس کا ترجمہ اسحاق نے کیا جو حرف مو تک موجود ہے۔ ابوزکریا یحییٰ بن عدی نے بھی اس حرف کا ترجمہ کیا۔ یونانی زبان میں اسکندر نے جو شرح کی اس میں حرفِ مو موجود ہے۔ اسطاث نے ان تمام حروف کا کندی کے لیے ترجمہ کیا تھا۔ اور اس میں ایک واقعہ بھی پنہاں ہے۔ ابوالبشر متی نے اس کتاب کے مقالۂ لام کا — جو گیارھواں حرف ہے — مع سکندر کی شرح کے عربی میں ترجمہ کیا اور حنین بن اسحاق نے اس مقالہ کو سریانی میں منتقل کیا۔ شامسطیوس نے بھی مقالہ لام کی شرح لکھی اور ابوالبشر متی نے اس شرح کا ترجمہ کیا۔ شملی نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اسحاق بن حنین نے اس کے چند مقالات کا ترجمہ کیا۔ سوریانوس نے مقالہ با کی شرح لکھی جس کا عربی ترجمہ موجود ہے۔

میں نے یہ چیز یحییٰ بن عدی کی فہرست کتب میں خود اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

یحییٰ بن عدی نے اپنی فہرست کتب میں ارسطو کی ان تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

کتاب الاخلاق : فرفوریوس کی شرح سمیت بارہ مقالات پر مشتمل ہے۔ حنین بن اسحاق نے اس کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے ثامسطیوس کی شرح والے چند مقالات، ابوزکریا کے پاس موجود تھے، جو اسحاق بن حنین کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے، اس کا سریانی نسخہ بھی دستیاب ہو گیا ہے۔

کتاب المراۃ : ترجمہ حجاج بن مطر۔

کتاب اثولوجیا : کندی نے اس کی شرح کی۔

ثاوفرسطس

یہ ارسطو کا بھانجا ہے اور اس کے تلامذہ اور داعیان میں سے ہے۔ ارسطو نے اپنی وفات کے بعد اس کو دار التعلیم میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب النفس :- ایک مقالہ۔

کتاب الآثار العلویۃ :- ایک مقالہ

کتاب الادب :- ایک مقالہ

کتاب الحس والمحسوس :- چار مقالات، ابراہیم بن بکوس نے اس کا ترجمہ کیا۔

کتاب ما بعد الطبیعۃ :- ایک مقالہ۔ ابوزکریا یحییٰ بن عدی نے اس کا ترجمہ کیا۔

کتاب اسباب النبات :- ابراہیم بن بکوس نے اس کا ترجمہ کیا۔ اس کے مقالہ اولیٰ کے کچھ حصے کی تفسیر بھی مل گئی ہے۔ کتاب قاطیغوریاس کی شرح بھی اس کی طرف منسوب ہے۔

دیدوخس برقلس افلاطونی

یہ اطاطریہ کا باشندہ تھا — تصنیفات یہ ہیں :- کتاب حدود اوائل الطبیعیات

کتاب الثانی عشرۃ مسئلۃ :- یحیٰی نحوی نے اس پر نقض وارد کیا ہے اور مقالۃ اول پر مناقضہ کرتے ہوئے یحیٰی نحوی نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دقلطیانوس قبطی کے زمانہ میں ہوا ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ تیسری صدی کے آغاز میں اس کے عہد حکومت میں ہوا۔

کتاب شرح قول افلاطن ان النفس غیر مائتۃ :- تین مقالات -

کتاب الثاولوجیا :- یعنی ربوبیت -

کتاب تفسیر وصایا فیثاغورس الذھبیۃ :- تقریباً سو ورق میں ہے اور اس کا سریانی نسخہ بھی ہے اس نے اپنی بیٹی کے لیے لکھا تھا، مل گیا ہے۔ ثابت اس کے تین ہی ورق کا ترجمہ کر پایا تھا کہ انتقال کر گیا اور یہ ترجمہ مکمل نہ ہو سکا۔

کتاب الجواہر العالیۃ :- ایک مقالہ

کتاب برقلس فی العشر مسائل :- برقلس کو دیادوخس یعنی عقیب افلاطن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

(علاوہ ازیں) کتاب الحیز الاول۔ کتاب المسائل العشر المعضلات۔ کتاب الجزء الذی لا تیجزی۔

کتاب فی المثل الذی قالہ افلاطن فی کتابہ المسمی بغورغیاس :- سریانی زبان میں ہے۔

کتاب تفسیر المقالۃ العاشرۃ فی السیر :- یہ سریانی میں مل گئی ہے۔

کتاب برقلس الافلاطونی موسوم بہ سطوخوسیلیس الصغری :-

کتاب برقلس فی تفسیر فادن فی النفس :- یہ سریانی میں ہے۔ ابو علی بن زرعہ نے اس کے تھوڑے سے حصہ کا عربی میں ترجمہ کیا۔

سکندر افرودیسی

یہ سکندر کے بعد طوائف الملوکی کے دور میں پیدا ہوا۔ اس نے جالینوس کو دیکھا اور اس کے ساتھ رہا۔ اس نے جالینوس کو راس البغل کا لقب دے رکھا تھا اور ان میں ایک

دوسرے کے خلاف بحث و نزاع کی مجلسیں رہتی تھیں۔ اس نے ارسطو کی کتابوں کی جو شرح کی، اس کا تذکرہ ہم واقعات ارسطو کے ضمن میں کر چکے ہیں۔

ابو زکریا یحییٰ بن عدی کہتا ہے۔ میں نے ابراہیم بن عبداللہ ناقل نصرانی کی میراث میں پوری کتاب السماع اور کتاب البرہان پر سکندر کی شرح دیکھی ہے۔ مجھے دونوں شروح ایک سو بیس دینار میں پیش کی گئیں۔ میں دیناروں کی تلاش و طلب میں نکل کھڑا ہوا، لیکن جب واپس لوٹا تو میں نے دیکھا کہ یہ دونوں شروح دیگر کتب سمیت ایک خراسانی کے ہاتھ تین ہزار دینار میں فروخت کی جا چکی ہیں، مجھے اس کے علاوہ ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ ان کتابوں کو آسانی سے آستین میں رکھ کر اٹھا لے جانا ممکن تھا۔

ابو زکریا کہتا ہے میں نے ابراہیم بن عبداللہ سے اسحاق کے ترجمہ والی فص سوفسطیقا، فص الخطابۃ اور فص الشعر پچاس دینار میں خریدنا چاہیں، مگر اس نے فروخت نہ کیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے انہیں جلا ڈالا۔

سکندر کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب النفس :- ایک مقالہ

کتاب الرد علی جالینوس فی الممکن :- ایک مقالہ

کتاب الرد علیہ فی الزمان والمکان :- ایک مقالہ

کتاب الابصار :- ایک مقالہ

کتاب اصول العامیۃ :- ایک مقالہ

کتاب عکس المقدمات :- ایک مقالہ

کتاب مبادی الکل علی رأی ارسطالیس۔

کتاب فی ان الموجود لیس بجنس لمقولات العشر۔

کتاب العنایۃ :- ایک مقالہ

کتاب الفرق بین الہیولیٰ والجنس

کتاب الرد علی من قال انہ لا یکون شیٔ الا من شیٔ۔

کتاب فی ان الابصار لا یکون بالشعاعات تنبعث من العین والرد علی من قال بانبعاث الشعاع ۔ ایک مقالہ

کتاب الحروب ؛۔ ایک مقالہ

کتاب الفصل علی رأی ارسطالیس ؛۔ ایک مقالہ

کتاب المالیزلیا ؛۔ ایک مقالہ

فرفوریوس

یہ سکندر کے بعد اور امونیوس سے پہلے ہوا ہے۔ شہر صور کا رہنے والا تھا۔ اس کا زمانہ جالینوس کے بعد کا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ارسطو کے ذکر میں بیان کیا ہے۔ اس نے تصنیفات ارسطو کی شرح کی، اس کے علاوہ اس کی اور بھی تصنیفات ہیں جو یہ ہیں ؛۔

کتاب ایساغوجی فی المدخل الی الکتب المنطقیۃ ۔

کتاب المدخل الی القیاسات الحملیۃ ۔ ابو عثمان دمشقی نے اس کا ترجمہ کیا۔

کتاب العقل والمعقول ؛۔ مع ترجمۃ قدیم ۔

کتاب الی انابوا ۔

کتاب الرد علی نجیوس فی العقل والمعقول ؛۔ یہ سات مقالات پر مشتمل ہے ، اور سریانی میں ہے۔

کتاب الاسطقسات ؛۔ ایک مقالہ ، سریانی میں ہے ۔

کتاب اخبار الفلاسفۃ ؛۔ میں نے اس کا چوتھا مقالہ دیکھا ہے جو کہ سریانی زبان میں ہے۔

امونیوس

اسحاق بن حنین نے اپنی تاریخ میں اس کا شمار جالینوس سے بعد کے فلاسفہ میں کیا ہے اس نے تصنیفات ارسطو کی شرح کی اور ان میں سے جو کتابیں موجود ہیں ، تالیفات ارسطو

کے ضمن میں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں ۔ ان کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں ۔
کتاب شرح مذاہب ارسطالیس فی الصانع ۔ کتاب فی اغراض ارسطالیس فی کتبہ ۔
کتاب حجۃ ارسطالیس فی التوحید ۔

ثامسطیوس

یہ لیولیانس کا منشی اور کاتب تھا ، جو جالینوس کے بعد نصرانیت ترک کرکے مذہب فلاسفہ میں شامل ہوگیا تھا ۔ ارسطو کی جن کتابوں کی اس نے شرح کی ، ان کے ضمن میں ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں ۔ یہ بھی اس کی تصنیفات ہیں ۔
کتاب الی لیولیانس فی التدبیر ۔ کتاب النفس ـــــ یہ دو مقالات پر مشتمل ہے ۔
رسالۃ الی لیولیانس الملک ۔

ینقولاوس

یہ تصنیفاتِ ارسطو کا شارح ہے ۔ ہم اس کی شروح کا ذکر اس کے اصل مقام پر کر چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب فی جمل فلسفۃ ارسطالیس فی النفس :ـ ایک مقالہ
کتاب النبات :ـ اس کے چند مقالے دستیاب ہوئے ہیں ۔
کتاب الرد علی جاعل العقل والمعقولات شیأ واحدا ۔
کتاب اختصار فلسفۃ ارسطالیس ۔

فلوطرخس

کتاب الآراء الطبیعیۃ :ـ یہ مسائل طبیعیات سے متعلق فلاسفہ کے افکار و آرا پر مشتمل ہے اور پانچ مقالات پر محتوی ہے ۔ قسطا بن لوقا بعلبکی نے اس کا ترجمہ کیا ۔

کتاب الی صوبالیاجیفاورعلیہ من مدارات العدد والانتفاع بہ۔
کتاب الغضب۔
کتاب الریاضۃ۔ یہ سریانی زبان میں ہے اور ایک مقالہ پر مشتمل ہے۔
کتاب النفس۔ ایک مقالہ

امقیدورس

یہ تصنیفات ارسطو کا شارح ہے اور اس کے شروح کا تذکرہ ارسطو کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ اس کے علاوہ کسی خاص موضوع پر اس کی کوئی کتاب نہیں ملی۔

دیافرطیس

یحییٰ بن عدی کی تحریر کے مطابق رسالۃ الی دمیقراطیس فی اثبات الصانع۔

اثافرودیطوس

یحییٰ بن عدی کی تحریر میں، جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کے مطابق اس کی تصنیف یہ ہے۔

کتاب تفسیر کلام ارسطالیس فی العالۃ وقوس قزح۔ ثابت بن قرہ نے اس کا ترجمہ کیا۔

ایک اور فلوطرخس

یہ کتاب اس کی تصنیف ہے۔
کتاب الانہار وخواصہا ومافیہا من العجائب والجبال وغیر ذلک۔

یحییٰ نحوی کے حالات و واقعات

یحییٰ، ساواری کا شاگرد تھا، مصر کے ایک گرجے میں اسقف تھا اور مذہباً عد

کے فرقہ یعقوبیہ کا پیرو تھا بعد ازاں عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث سے دست کش ہو گیا، اس پر عیسائی علماء جمع ہوئے اور اس سے مناظرہ کیا جس میں یہ ان پر غالب رہا۔ اب وہ اس سے نرمی اور شفقت سے پیش آنے لگے اور اس عقیدہ سے دست بردار ہونے اور اس سلسلہ میں اظہار و اعلان کو ترک کرنے کی التجا کی، لیکن یہ اپنے عقیدہ پر بدستور جما رہا اور رجوع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر انھوں نے اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

جب حضرت عمرو بن العاص نے مصر فتح کیا تو یہ زندہ تھا، چنانچہ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ اس سے عزت و تکریم کے ساتھ پیش آئے اور اس کے مقام و منزلت کے قائل ہوئے۔ یہ تصنیفات ارسطو کا شارح ہے اور اس کی شروح کا ہم اس کے اصل مقام پر ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الرد علی برقلس :۔ اٹھارہ مقالات

کتاب فی ان کل جسم متناھی فقوتہ متناھیۃ :۔ ایک مقالہ

کتاب الرد علی ارسطالیس :۔ چھ مقالے۔

کتاب تفسیر ما بال ارسطالیس العاشر :۔ ایک مقالہ : اس میں نسطورس کی تردید کی گئی ہے۔

کتاب یرد فیہ علی قوم لا یعترفون :۔ مقالتان ومقالۃ اخری یرد فیھا علی قوم آخرین۔

اس نے جالینوس کی کچھ تصنیفات طب کی شرح بھی کی۔ اس کا ذکر ہم جالینوس کے تذکرہ میں کریں گے۔

یحییٰ نحوی نے کتاب السماع الطبیعی کے چوتھے مقالہ کی شرح کرتے ہوئے ــ الکلام فی الزمان ــ کی بحث میں بطور مثال کہا ہے کہ ہمارا سن ۳۴۳ دقلطیانوس قبطی کے مطابق ہے۔

یہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ ہمارے اور یحییٰ نحوی کے درمیان کچھ اوپر تین سو سال کا فاصلہ ہے، ممکن ہے اس نے اپنی کتاب کی شرح اپنے اوائل عمر میں کی ہو، اس لیے کہ وہ عمرو بن العاص کے زمانہ میں زندہ تھا۔

۱۰ فلاسفۂ طبیعیین

جن کے زمانے اور مرتبہ ومقام کی تعیین نہیں ہو سکی

ارسطو :۔ اس کی تصنیف کتاب النفس ہے۔
بیطوالیس :۔ کتاب اسرار الطبیعۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے اور ایک مقالہ میں ہے۔
طوریس :۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب الرؤیا ہے جو ایک مقالہ ہے۔
ارطامیدورس :۔ صاحب کتاب الرؤیا، کتاب تعبیر الرؤیا بھی اس کی تصنیف ہے جو پانچ مقالات میں ہے۔ حنین بن اسحاق نے اس کا ترجمہ کیا۔
عزطوریس :۔ اسقف فرسلاس کی تصنیفات میں سے کتاب طبیعۃ الانسان ہے۔
بطلیموس الغریب :۔ یہ ارسطو کا دوست تھا اور اس کے محاسن کی نشر واشاعت کرتا تھا۔ کتاب اخبار ارسطالیس ووفاتہ ومراتب کتبہ، اس کی تصنیفات میں سے ہے۔
ثاون :۔ افلاطون کا سخت حامی اور طرف دار تھا۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب مراتب قرأۃ کتب افلاطون واسماء ما صنفہ ہے۔ میں نے ایک کتابچہ کی پشت پر بہت پرانے خط سے لکھی ہوئی یہ تحریر پڑھی ہے۔
جن لوگوں نے ارسطو کے فلسفہ ومنطق کی کتابوں کی شرح کی۔ ان کے نام جو ہمیں معلوم ہو سکے ہیں، یہ ہیں:
ثاوفرسطس۔ اودیمس۔ ارمینس۔ یوانیوس۔ ایامیلخس۔ اسکندر۔ ثامسطیوس۔ فرفوریوس۔ سنبلیقس۔ سوریانوس۔ مکسیمس۔ اماخیس۔ اوقیس
یتقسطرالس۔
غوطیفس۔

حالاتِ کندی

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن صباح بن عمران بن اسماعیل بن محمد بن اشعث بن قیس کندی بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن کندہ۔ اور یہ ثور بن مرتع بن عدی بن حارث بن مرہ بن ادو بن زید بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب ہے۔

تمام علوم قدیمہ میں مہارت و معرفت کے اعتبار سے فاضلِ دوراں اور یگانۂ روزگار تھا، اسے فیلسوفِ عرب کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ مختلف علوم مثلاً منطق، فلسفہ، ہندسہ، حساب، ارثماطیقی، موسیقی اور نجوم وغیرہ متعدد علوم سے متعلق اس نے کتابیں تصنیف کیں۔ ویسے یہ ایک بخیل آدمی تھا۔ ہم نے فلاسفۂ طبیعیین کے گروہ میں اس کا ذکر اس بنا پر کیا ہے کہ مرتبۂ علم میں اسے تقدم و تفوق حاصل ہے اور اس سلسلے میں اس کا ایک مقام ہے۔ اب ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمام علوم میں اس کی تمام تصنیفات کا ذکر کریں گے۔

فلسفہ سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب الفلسفۃ الاولیٰ فیما دون الطبیعیات والتوحید۔ کتاب الفلسفۃ الداخلۃ والمسائل المنطقیۃ والمقتاصۃ وما فوق الطبیعیات۔ کتاب رسالتہ فی انہ لاتنال الفلسفۃ الابعلم الریاضیات۔ کتاب الحث علی تعلم الفلسفۃ۔ کتاب ترتیب کتب ارسطالیس۔ کتاب فی قصد ارسطالیس فی المقولات ایاہا قصداً والموضوعۃ لہا۔ کتاب مائیۃ العلم واقسامہ۔ کتاب اقسام العلم الانسی۔ کتاب رسالتہ الکبریٰ فی مقیاسہ العلمی۔ کتاب رسالتہ بایجاز فی مقیاسہ العلمی۔ کتاب فی ان افعال الباری جل اسمہ کلہا عدل لاجور فیہا۔ کتاب فی مائیۃ الشئ الذی لانہایۃ لہ وبای نوع یقال الذی لانہایۃ لہ۔ کتاب رسالتہ فی الابانۃ انہ لایمکن ان یکون جرم العالم بلانہایۃ وان ذلک انما ہو فی القوۃ۔ کتاب فی الفاعلۃ والمنفعلۃ من

الطبیعیات الاولی۔ کتاب فی عملات الجوامع الفکریۃ۔ کتاب مسائل سئل عنها فی منفعۃ الریاضات۔ کتاب فی بحث قول المدعی ان الاشیاء الطبیعیۃ تفعل فعلا واحدا بایجاب الخلقۃ۔ کتاب فی اوائل الاشیاء المحسوسۃ۔ رسالۃ فی الترفق فی الصناعات۔ رسالۃ فی رسم رقاع الی الخلفاء والوزراء۔ رسالۃ فی قسمۃ القانون۔ رسالۃ فی مائیۃ العقل والابانۃ عنہ۔

منطقیات سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب رسالۃ فی المدخل المنطقی باستیفاء القول فیہ۔ کتاب رسالۃ فی المدخل المنطقی باختصار وایجاز۔ کتاب رسالۃ فی المقولات العشر۔ کتاب رسالۃ فی الابانۃ عن قول بطلیموس فی اول کتابہ المجسطی عن قول ارسطالیس فی انالوطیقا۔ کتاب رسالۃ فی الاحتراس من خدع السوفسطائیین۔ کتاب رسالۃ بایجاز واختصار فی البرہان المنطقی۔ کتاب رسالۃ فی سمع الکیان۔ کتاب رسالۃ فی عمل آلۃ مخرجۃ الجوامع۔ کتاب رسالۃ فی الاصوات الخمسۃ۔

حسابیّات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب رسالۃ فی المدخل الی الارثماطیقی :- پانچ مقالات

کتاب رسالۃ فی استعمال الحساب الہندی :- چار مقالات

کتاب رسالۃ فی الابانۃ عن الاعداد التی ذکرہا افلاطن فی کتاب السیاسۃ۔ کتاب رسالۃ فی تالیف الاعداد۔ کتاب رسالۃ فی التوحید من جہۃ العدد۔ کتاب رسالۃ فی استخراج الخبیٔ والضمیر۔ کتاب رسالۃ فی الزجر والفاًل من جہۃ العدد۔ کتاب رسالۃ فی الخطوط والضرب بعدد الشعیر۔ کتاب رسالۃ فی الکمیۃ المضافۃ۔ کتاب رسالۃ فی النسب الزمانیۃ۔ کتاب رسالۃ فی الحیل العددیّۃ وعلم اضمارہا۔

کرّیات سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب رسالۃ فی ان العالم وکل ما فیہ کری الشکل۔ کتاب رسالۃ فی الابانۃ عن انہ

لیس شئ من العناصر الاولی والجرم الاقصی بغیر کرّی۔ کتاب رسالتہ فی ان الکرۃ اعظم الاشکال الجرمیّتہ والدائرۃ اعظم من جمیع الاشکال البسیطۃ۔ کتاب رسالتہ فی ان سطح ماء البحر کری کتاب رسالتہ فی تسطیح الکرۃ۔ کتاب رسالتہ فی الکریات۔ کتاب رسالتہ فی عمل السمت علی کرۃ۔ کتاب رسالتہ فی عمل الحلق الست واستعمالہا۔

موسیقیات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب رسالتہ الکبریٰ فی التالیف۔ کتاب رسالتہ فی ترتیب النغم الدالّۃ علی طبائع الاشخاص العالیۃ وتشابہ التالیف۔ کتاب رسالتہ فی الایقاع۔ کتاب رسالتہ فی المدخل الی صناعۃ الموسیقی۔ کتاب رسالتہ فی خبر صناعۃ التالیف۔ کتاب رسالتہ فی صناعۃ الشعر۔ کتاب رسالتہ فی الاخبار عن صناعۃ الموسیقی۔

نجومیّات کے موضوع سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب رسالتہ فی ان رؤیۃ الہلال لاتضبط بالحقیقۃ وانما القول فیہا بالتقریب۔ کتاب رسالتہ فی مسائل سُئل عنہا من احوال الکواکب۔ کتاب رسالتہ فی جواب مسائل طبیعیّتہ فی کیفیّات نجومیّتہ۔ کتاب رسالتہ فی مطرح الشعاع۔ کتاب رسالتہ فی الفصلین کتاب رسالتہ فیما ینسب الیہ کل بلد من البلدان الی برج من البروج وکوکب من الکواکب۔ کتاب رسالتہ فیما سُئل عنہ من شرح ما عرض لہ الاختلاف فی صور الموالید۔ کتاب رسالتہ فیما حکی من اعمار الناس فی الزمن القدیم وخلافہا فی ہذا الزمن۔ کتاب رسالتہ فی تصحیح عمل نموذارات الموالید والہیلاج والکتخداہ۔ کتاب رسالتہ فی ایضاح علّۃ رجوع الکواکب۔ کتاب رسالتہ فی الشعاعات۔ کتاب رسالتہ فی سرعۃ ما یری من حرکۃ الکواکب اذا کانت فی الافق والبطائہا کلما علت۔ کتاب رسالتہ فی الابانۃ عن الاختلاف الذی فی الاشخاص العالیتہ۔ کتاب رسالتہ فی فصل ما بین التسییر وعمل الشعاع۔ کتاب رسالتہ فی علل الاوضاع النجومیتہ۔ کتاب رسالتہ المنسوبۃ الی الاشخاص العالیتہ المسماۃ سعادۃ ونحاسۃ۔ کتاب رسالتہ فی علل القوی المنسوبۃ الی الاشخاص العالیۃ الدالۃ

علی المطر۔ کتاب رسالتہ فی علل احداث الجو۔ کتاب رسالتہ فی العلۃ التی لہا یکون بعض المواضع لا تکاد تمطر۔

ہندسیات کے موضوع سے متعلق تصنیفات

کتاب رسالتہ فی اغراض کتاب اقلیدس۔ کتاب رسالتہ فی اصلاح کتاب اقلیدس۔ کتاب رسالتہ فی اختلاف المناظر۔ کتاب رسالتہ فیما نسب القدماء کل واحد من المجسمات الخمس الی العناصر۔ کتاب رسالتہ فی تقریب قول ارشمیدس فی قدر قطر الدائرۃ من محیطہا۔ کتاب رسالتہ فی عمل شکل المتوسطین۔ کتاب رسالتہ فی تقریب وتر الدائرۃ۔ کتاب رسالتہ فی تقریب وتر التسع۔ کتاب رسالتہ فی مساحۃ الایوان۔ کتاب رسالتہ فی تقسیم المثلث والمربع وعملہا۔ کتاب رسالتہ فی کیفیۃ عمل دائرۃ مساویۃ لسطح اسطوانۃ مفروضۃ۔ کتاب رسالتہ فی شروق الکواکب وغروبہا بالہندسۃ۔ کتاب رسالتہ فی قسمۃ الدائرۃ ثلاثۃ اقسام۔ کتاب رسالہ فی اصلاح المقالۃ الرابعۃ عشرۃ والخامسۃ عشرۃ من کتاب اقلیدس۔ کتاب رسالتہ فی البراہین المساحیۃ لما یعرض من الحسابات الفلکیۃ۔ کتاب رسالتہ فی تصحیح قول ابسقلاوس فی المطالع۔ کتاب رسالتہ فی اختلاف مناظر المرآۃ۔ کتاب رسالتہ فی صنعۃ الاسطرلاب بالہندسۃ۔ کتاب رسالتہ فی استخراج خط نصف النہار و سمت القبلۃ بالہندسۃ۔ کتاب رسالتہ فی عمل الرخامۃ بالہندسۃ۔ کتاب رسالتہ فی استخراج الساعات علی نصف کرۃ بالہندسۃ۔ کتاب رسالتہ فی السوانح۔ کتاب رسالتہ فی عمل الساعات علی صحیفۃ تنصب علی السطح الموازی للافق خیر من غیرہا۔

فلکیات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب فی امتناع وجود مساحۃ الفلک الاقصی المدبر للافلاک۔ کتاب رسالتہ فی ظاہریات الفلک۔ کتاب رسالتہ فی ان طبیعۃ الفلک مخالفۃ لطبائع العناصر الاربعۃ وانہ طبیعۃ خامسۃ۔ کتاب رسالتہ فی العالم الاقصی۔ کتاب رسالتہ فی سجود الجرم الاقصی لباریہ۔ کتاب رسالتہ فی الرد علی الثنانیۃ فی عشر مسائل فی موضوعات الفلک۔ کتاب رسالتہ فی الصور۔ کتاب رسالتہ

طبیات کے بارے میں اس کی تصنیفات

احکامیات سے متعلق اس کی تصنیفات

رسالۃ فی قدر منفعۃ الاختیارات۔ کتاب رسالۃ فی قدر منفعۃ صناعۃ الاحکام ومن المستحق للتسمی بہا باستحقاق۔ کتاب رسالۃ المختصرۃ فی حدود المولید۔ کتاب رسالۃ فی تحویل سنی المولید۔ کتاب رسالۃ فی الاستدلال بالکسوفات علی الحوادث ۔

جدلیات کے بارے میں اس کی کتابیں

کتاب رسالۃ فی الرد علی المنانیۃ۔ کتاب رسالۃ فی الرد علی الثنویۃ۔ کتاب رسالۃ فی الاحتراس من خدع السوفسطائیین۔ کتاب رسالۃ فی نقض مسائل الملحدین۔ کتاب رسالۃ فی تثبیت الرسل علیہم السلام۔ کتاب رسالۃ فی الفاعل الحق الاول التام والفاعل الثانی بالمجاز۔ کتاب رسالۃ فی الاستطاعۃ وزمان کونہا۔ کتاب رسالۃ فی الرد علی من زعم ان للاجرام فی ہویتہا فی الجو توقفات۔ کتاب رسالۃ فی بطلان قول من زعم ان بین الحرکۃ الطبیعیۃ والعرضیۃ سکون۔ کتاب رسالۃ فی ان الجسم فی اول ابداعہ لا ساکن ولا متحرک ظن باطل۔ کتاب رسالۃ فی التوحید بتفسیرات۔ کتاب رسالۃ فی بطلان قول من زعم ان جزأ لا یتجزأ۔ کتاب رسالۃ فی جواہر الاجسام۔ کتاب رسالۃ فی اوائل الجسم۔ کتاب رسالۃ فی افتراق الملل فی التوحید وانہم مجمعون علی التوحید وکل قد خالف صاحبہ۔ کتاب رسالۃ فی التجید۔ کتاب رسالۃ فی البرہان ۔

نفسیات سے متعلق اس کی کتابیں

کتاب رسالۃ فی ان النفس جوہر بسیط غیر داثر مؤثر فی الاجسام۔ کتاب رسالۃ فی الخفیۃ والعضو الرئیس منہ۔ کتاب رسالۃ فی خبر اجتماع الفلاسفۃ علی الرموز العشقیۃ۔ کتاب رسالۃ فی ما للنفس ذکرہ وہی فی عالم العقل قبل کونہا فی عالم الحس۔ کتاب رسالۃ فی علۃ النوم والرؤیا وما یرمز بہ النفس ۔

سیاسیات کے موضوع پر اس کی کتابیں

کتاب رسالۃ الکبریٰ فی السیاسۃ۔ کتاب رسالۃ فی تسہیل سبل الفضائل۔ کتاب رسالۃ

فی دفع الاحزان۔ کتاب رسالتہ فی سیاسۃ العامۃ۔ کتاب رسالتہ فی الاخلاق۔ کتاب رسالتہ فی التنبیہ علی الفضائل۔ کتاب رسالتہ فی خبر فضیلۃ سقراط۔ کتاب رسالتہ فی الفاظ سقراط کتاب رسالتہ فی محاورۃ جرت بین سقراط وارشیجانس۔ کتاب رسالتہ فی خبر موت سقراط۔ کتاب رسالتہ فیما جری بین سقراط والحرانیین۔ کتاب رسالتہ فی خبر العقل۔

احداثیات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب رسالتہ فی الابانۃ عن العلۃ الفاعلۃ القریبۃ للکون والفساد فی الکائنات الفاسدات کتاب رسالتہ فی العلۃ التی لہا قیل ان النار والہواء والماء والارض عناصر لجمیع الکائنۃ الفاسدۃ وہی وغیرہا یستحیل بعضہا الی بعض۔ کتاب رسالتہ فی اختلاف الازمنۃ التی یظہر فیہا قوی الکیفیات الاربع الاولی۔ کتاب رسالتہ فی النسب الزمانیۃ۔ کتاب رسالتہ فی علۃ اختلاف انواع السنۃ۔ کتاب رسالتہ فی مائیۃ الزمان والحین والدہر۔ کتاب رسالتہ فی العلۃ التی لہا یبرد اعلی الجو ویسخن ما قرب من الارض۔ کتاب رسالتہ فی احداث الجو۔ کتاب رسالتہ فی الاثر الذی یظہر فی الجو ویسمی کوکبا۔ کتاب رسالتہ فی کوکب الذوابۃ۔ کتاب رسالتہ فی الکوکب الذی ظہر ورصد ایاما حتی اضمحل۔ کتاب رسالتہ فی علۃ البرد المسمی برد العجوز۔ کتاب رسالتہ فی علۃ کون الضباب والاسباب المحدثۃ لہ فی اوقاتہ۔ کتاب رسالتہ فیما رصد من الاثر العظیم فی سنۃ اثنتین وعشرین ومائتین للہجرۃ۔

البعادیات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب رسالتہ فی العباد ومسافات الاقالیم۔ کتاب رسالتہ فی المساکن کتاب رسالتہ الکبریٰ فی الربع المسکون۔ کتاب رسالتہ فی اخبار ابعاد الاجرام کتاب رسالتہ فی استخراج بعد مرکز القمر من الارض۔ کتاب رسالتہ فی التخراج آلۃ وعملہا یستخرج بہا ابعاد الاجرام۔ کتاب رسالتہ فی عمل آلۃ یعرف بہا بعد المعانیات۔ کتاب رسالتہ فی معرفۃ ابعاد قلل الجبال۔

تقدمیّات سے متعلق اس کی تصنیفات

کتاب رسالۃ فی اسرار تقدمۃ المعرفۃ۔ کتاب رسالۃ فی تقدمۃ المعرفۃ بالاحداث۔ کتاب رسالۃ فی تقدمۃ الخبر۔ کتاب رسالۃ فی تقدمۃ الاخبار۔ کتاب رسالۃ فی تقدمۃ المعرفۃ فی الاستدلال بالاشخاص السماویّۃ۔

انواعیّات کے بارے میں اس کی تصنیفات

کتاب رسالۃ فی انواع الجواہر الثمینۃ وغیرہا۔ کتاب رسالۃ فی انواع الحجارۃ۔ کتاب رسالۃ فی تمویہ الزجاج۔ کتاب رسالۃ فیما یصبغ فیعطی لونا۔ کتاب رسالۃ فی انواع السیوف والحدید۔ کتاب رسالۃ فیما یطرح علی الحدید والسیوف حتی لا تنثلم ولا تکل رسالۃ فی الطائر الانسی کتاب رسالۃ فی تمویہ الحمام۔ کتاب رسالۃ فی الطرح علی البیض۔ کتاب رسالۃ فی انواع النحل وکرائمہ۔ کتاب رسالۃ فی عمل القمقم النبّاح۔ کتاب رسالۃ فی العطر وانواعہ۔ کتاب رسالۃ فی کیمیاء العطر۔ کتاب رسالۃ فی صنعۃ اطعمۃ من غیر عناصرہا۔ کتاب رسالۃ فی الاسماء المعماۃ کتاب رسالۃ فی التنبیہ علی خدع الکیمائیین۔ کتاب رسالۃ فی ارکان الحیل۔ کتاب رسالۃ الکبیرۃ فی الاجرام الغائصۃ فی الماء۔ کتاب رسالۃ فی الاثرین المحسوسین فی الماء۔ کتاب رسالۃ فی المد والجزر۔ کتاب رسالۃ فی عمل المرایا المحرقۃ۔ کتاب رسالۃ فی سعاد المرآۃ کتاب رسالۃ فی الاجرام الہابطۃ۔ کتاب رسالۃ فی الغذاء وہی ثلاثۃ اجزاء اوّل و ثانی و ثالث۔ کتاب رسالۃ فی الحشرات مصور عطاردی۔ کتاب رسالۃ فی علم حدوث الریاح فی باطن الارض المحدثۃ کثیر الزلازل والخسوف۔ کتاب رسالۃ فی جواب اربع عشرۃ مسئلۃ طبیعیات سألہ عنہا بعض اخوانہ۔ کتاب رسالۃ فی جواب ثلاث مسائل سُئل عنہا۔ کتاب رسالۃ فی قصۃ المتقلسف بالسکوت۔ کتاب رسالۃ فی علۃ الرعد والبرق والثلج والبرد والصواعق والمطر۔ کتاب رسالۃ فی بطلان دعوی المدعیین صنعۃ الذہب والفضۃ وخدعہم۔ کتاب رسالۃ فی الوفاء۔ کتاب رسالۃ فی الابانۃ ان الاختلاف الذی فی الاشخاص العالیۃ

میں علۃ الکیفیات الاولی کما ھی علۃ ذٰلک فی التی تحت الکون والفساد۔

کندی کے تلامذہ اور وراق

حسنویہ، نفطویہ، سلویہ اور اسی وزن کے نام کا ایک اور شخص اس کے حلقۂ تلامذہ میں احمد بن طیب بھی شامل ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ اس سے ابومعشر نے تحصیل علم کی۔

احمد بن طیّب

ابوالعباس احمد بن محمد بن مروان سرخسی۔ اس کا کندی کے تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے اسی کے سامنے قرأت کی اور اسی سے اخذِ علم کیا اور اسی وابستگی کی بنا پر ہم یہاں اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ یہ فنونِ قدما اور علوم عرب کی بوقلمونیوں سے بہرہ ور تھا۔ ان میں اچھی دست رس رکھتا تھا۔ طبیعت و ذوق کے اعتبار سے بھی بہتر تھا۔ بلیغ اللسان تھا اور تصنیف و تالیف میں عمدگی اور سلیقہ رکھتا تھا۔ ابتدا میں معتضد باللہ کا اتالیق تھا، پھر اس کا مصاحب و ندیم مقرر ہو گیا اور اس سے اس درجہ وابستگی اختیار کر لی کہ وہ اپنے تمام اسرار اور بھید اس پر ظاہر کر دیتا اور تمام معاملاتِ سلطنت میں اس سے مشورے لیتا، احمد بن طیّب میں عقل سے زیادہ علم کا غلبہ تھا۔ معتضد سے اس کی یہی وابستگی بالآخر معتضد کے ہاتھوں اس کے قتل پر منتج ہوئی۔

بات یہ تھی کہ معتضد نے اس کو ایک ایسی بات سے آگاہ کیا جس کا تعلق قاسم بن عبیداللہ اور معتضد کے غلام بدر سے تھا۔ قاسم کے ایک مشہور حیلہ اور تدبیر سے متاثر ہو کر یہ راز اس نے افشا کر دیا اور اسے ہر سو پھیلا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معتضد نے اس کو ان دونوں کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے اس کا مال و دولت ضبط کر کے اسے زنداں میں ڈال دیا۔ جب معتضد فتح آمد اور احمد بن عیسیٰ بن شیخ سے جنگ کے لیے نکلا تو خوارج وغیرہ کا ایک گروہ اس زنداں اور تہ خانہ سے بھاگ گیا۔ مونس الفحل نے، جو معتضد کے بعد شرطا اور خلافت کی

ذمہ داریوں کا حامل تھا۔ ان میں کے ایک ایک کو پکڑا لیکن احمد اپنی جگہ سے نہ ہلا اور وہیں بیٹھا رہا اور اس نے اسی کو وسیلۂ نجات سمجھا، لیکن بس کا اپنی جگہ بیٹھے رہنا ہی اس کی موت کا باعث بنا۔ معتضد نے قاسم کو حکم دیا کہ واجب القتل لوگوں کی فہرست تیار کی جائے تاکہ جن لوگوں کے بارے میں دل میں ایک کھٹک اور خلش سی پیدا ہو چکی ہے ان کی طرف سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ چنانچہ قاسم نے ان کی فہرست تیار کر کے معتضد کو پیش کی اور معتضد نے اس پر مہر ثبت کر دی۔ قاسم نے ان لوگوں کی فہرست کے آخر میں احمد کا نام بھی شامل کر دیا تھا چنانچہ اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد معتضد نے قاسم سے احمد کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی فہرست اس کے سامنے رکھ دی۔ معتضد نے اسے برا نہیں مانا۔ یہ حادثہ سنہ ۔ ۔ ۔ میں عمر کی اس منزل میں پیش آیا جب کہ وہ اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے آسمان کی رفعتوں پر پہنچ گیا تھا — اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب مختصر کتاب قاطیغوریاس۔ کتاب مختصر کتاب بارمیناس۔ کتاب مختصر کتاب انالوطیقا الاول۔ کتاب مختصر کتاب انالوطیقا الثانی۔ کتاب الاعشاش و صناعۃ الحسبۃ الکبیر۔ کتاب غش الصناعات والحسبۃ الصغیر۔ کتاب نزہۃ النفوس۔ یہ پوری دستیاب نہیں ہوئی۔ کتاب اللہو والملاہی :- یہ غنا و مغنیین، مصاحبت و مجالست اور مختلف شیریں و ملیح حکایات و واقعات پر مشتمل ہے۔

کتاب السیاسۃ الکبیر۔ کتاب السیاسۃ الصغیر۔ کتاب المدخل الی صناعۃ النجوم۔ کتاب الموسیقی الکبیر :- یہ دو مقالات میں ہے اور عمدگی و جلالت قدر کے اعتبار سے اس قسم کی کوئی کتاب اب تک معرض تصنیف میں نہیں آئی۔

کتاب الموسیقی الصغیر :-

کتاب الارثماطیقی :- یہ اعداد اور جبر و مقابلہ کے موضوع سے متعلق ہے۔

کتاب المسالک والممالک۔ کتاب الجوارح والصید بہا۔

کتاب المدخل الی صناعۃ الطب :- اس میں حنین بن اسحاق پر تنقید کیا

گیا ہے۔

کتاب المسائل۔ کتاب فضائل بغداد و اخبارہا۔

کتاب الطبیخ :۔ یہ اس نے معتضد کے لیے مہینوں اور دنوں کی ترتیب سے تصنیف کی۔

کتاب زاد المسافر و خدمۃ الملوک :۔ یہ ایک تصنیف لطیف ہے اور دو مقالات پر مشتمل ہے۔

کتاب المدخل الی علم الموسیقی۔ کتاب آداب الملوک۔ کتاب الجلساء والمجالسۃ۔ کتاب رسالۃ فی جواب ثابت بن قرۃ فیما سُئل عنہ۔ کتاب مقالۃ فی النمش والکلف۔ کتاب رسالۃ فی السالکین وطریف اعتقاد العامۃ۔ کتاب منفعۃ الجبال۔ کتاب رسالۃ فی وصف مذاہب الصابئین۔ کتاب فی ان المبدعات فی حال الابداع لا متحرکۃ ولا ساکنۃ۔

قویری

اس کا نام ابراہیم اور کنیت ابو اسحاق ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے کندی سے منطق کی تحصیل کی۔ یہ شارح تھا۔ ابو بشر متی بن یونس نے اس پر قرأت علم کی۔ قویری کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب تفسیر قاطیغوریاس مشجر۔ کتاب باریرمینیاس مشجر۔ کتاب انالوطیقا الاول مشجر۔ کتاب انالوطیقا الثانی مشجر۔

اس کی تصنیفات ناشائستہ التفات اور ناقابل اعتنا ہیں۔ کیونکہ ان کی عبارات میں اشکال اور اغلاق پایا جاتا ہے۔

ابن کرنیب

ابو احمد حسین بن ابو الحسین اسحاق بن ابراہیم بن یزید کاتب۔ یہ ابن کرنیب کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا شمار جلیل القدر متکلمین میں ہوتا ہے۔ فلاسفہ طبیعیین کے مذہب

کا پیرو تھا۔ اس کا بھائی ابوالعلاء علم ہندسہ کا شناور تھا۔ اس کا تذکرہ ہم اس کے اصل مقام پر کریں گے۔ بہر حال ابو احمد انتہا درجہ کا عالم و فاضل تھا اور قدیم علوم طبیعی میں اسے بدرجہ غایت تبحر حاصل تھا۔ اس کی وفات ۔۔۔۔ میں ہوئی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الرد علی ابی الحسن ثابت بن قرۃ فی نفیہ وجوب وجود سکونین بین کل حرکتین متضادتین۔ کتاب مقالۃ فی الاجناس والانواع وہی الامور العامیۃ۔

فارابی

ابونصر محمد بن محمد بن طرخان۔ یہ سرزمین خراسان کے ایک مقام فاریاب میں پیدا ہوا۔ علم منطق اور علوم قدیمہ میں اس کا شمار متقدمین میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب مراتب العلوم۔ کتاب تفسیر قطعہ من کتاب الاخلاق لارسطالیس۔

فارابی نے ارسطو کی ان کتابوں کی شرح بھی کی جو لوگوں میں موجود اور متداول ہیں

کتاب القیاس قاطیغوریاس۔ کتاب البرہان انالوطیقا الثانی۔

کتاب الخطابۃ۔ اطوریقا۔ کتاب المغالطین۔ سوفسطیقا :- یہ مجموعے کی شکل میں ہے۔

منطق کے موضوع سے متعلق اس کے لطیف مجموعے بھی ہیں۔

ابو یحییٰ مروزی

یہ وہ شخص ہے جس کے سامنے ابوالبشر متی بن یونس نے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ سریانی کے فاضل لوگوں میں سے تھا۔ منطق اور دیگر علوم سے متعلق اس کا تمام سرمایۂ علمی سریانی میں ہے۔ بحیثیت طبیب کے مدینۃ السلام (بغداد) میں اس کی بہت شہرت تھی۔

ایک اور ابویحییٰ مروزی

کتاب کے اس مقام کے تقاضا کے پیش نظر اس کا ذکر بھی میں نے یہیں کر دیا ہے یہ طبیب اور فن ہندسہ کا عالم تھا۔

مختلف مصنفوں کی ایک ایک کتاب

کتاب ال ب المظلم فی سر الخلیقۃ۔ کتاب روفس فی تدبیر المنزل از علوسوس۔

متی بن یونس

ابو البشر متی بن یونس۔ یونانی ہے اور دیر قنی کا رہنے والا ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے اسکول مرماری میں تربیت حاصل کی۔ قویری، دوفیل، بنیامین، اور احمد بن کرنیب سے پڑھا۔ سریانی سے عربی میں شرحیں کیں۔ اس کے زمانہ میں اہل منطق کی سربراہی و قیادت اسی کو حاصل تھی۔ اس کی شروح یہ ہیں:۔

کتاب تفسیر الثلاث مقالات الاواخر من تفسیر ثامسطیوس کتاب نقل کتاب البرہان الفص۔ کتاب نقل سوفسطیقا الفص۔ کتاب نقل کتاب الکون والفساد بتفسیر الاسکندر۔ کتاب نقل کتاب الشعر الفص۔ کتاب نقل اعتبار الحکم وتعقب المواضع ثامسیوط۔ کتاب نقل کتاب تفسیر الاسکندر لکتاب السماء۔ ابوزکریا یحییٰ بن عدی نے اس کی اصلاح اور متی نے منطق کی چاروں کتابوں کی مکمل شرح کی۔ قرآت و مطالعہ میں لوگ انہی کتابوں پر انحصار کرتے ہیں۔

یہ کتابیں بھی اسی کی تصنیف ہیں:۔

کتاب مقالۃ فی مقدمات۔ اس کے آغاز میں اس نے کتاب انالوطیقا کو درج کیا ہے۔

کتاب المقاییس الشرطیۃ۔

یحییٰ بن عدی

ابوزکریا یحییٰ بن عدی بن حمید بن زکریا منطقی ہمارے دور کا ہے اس کے اقران وہم عصر لوگوں کی قیادت علمی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے ابو بشر متی، ابونصر فارابی اور ایک گروہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا یگانۂ روزگار ہے اور عیسائیوں کے فرقۂ یعقوبیہ کا ہم خیال ہے۔ میں نے ایک روز جب کہیں وراقین میں بیٹھا تھا، اس کے بہت زیادہ لکھنے پر اظہار ملامت کیا، اس نے مجھے کہا۔

"تم کس چیز پر متعجب اور حیران ہو؟ میرے صبر اور استقامت پر؟ میں نے اپنے ہاتھ سے تفسیر طبری کے دو نسخے لکھے اور انھیں اطراف و جوانب کے بادشاہوں کے پاس بھجوا دیا۔ میں نے متکلمین کی اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ دن رات میں کم و بیش سو ورق میں نے لکھے ہیں۔"

اس نے مجھے بتایا کہ میں سنہ . . . میں پیدا ہوا۔

اس نے سنہ . . میں وفات پائی۔

اس کی تصانیف، شروح اور تراجم یہ ہیں:۔

کتاب تفسیر کتاب طوبیقا لارسطالیس۔ مقالۃ فی البحوث الاربعۃ۔ کتاب رسالۃ فی نقض حجج کان الفذہا الرئیس فی نصرۃ قول القائلین بان الافعال للّٰہ تعالےٰ والاکتساب للعبد۔

ابوسلیمان سجستانی

ابوسلیمان محمد بن طاہر بن بہرام سجستانی۔ اس کا سن ولادت . . ہے اور تصنیفات میں سے یہ کتاب ہے:۔

مقالۃ فی مراتب قوی الانسان وکیفیۃ الانذارات التی ینذر بہا النفس مما یحدث فی عالم الکون۔

ابن زُرعہ

ابوعلی عیسیٰ بن اسحاق بن زرعہ بن مرقس بن زرعہ بن یوحنا۔ ہمارے زمانے کا آدمی ہے۔ علم منطق اور علوم فلسفہ میں یدِطولیٰ رکھتا ہے اور بہترین مترجموں میں سے ہے۔ ذی الحجہ ۳۳۱ھ میں بغداد میں فوت ہوا، تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب اختصار کتاب ارسطالیس فی المعمور من الارض :۔ ایک مقالہ
کتاب اغراض کتب ارسطالیس المنطقیۃ :۔ ایک مقالہ۔
کتاب معانی الیساغوجی :۔ ایک مقالہ
کتاب معانی قطعۃ من المقالۃ الثالثۃ من کتاب السماء :۔ ایک مقالہ
کتاب فی العقل :۔ ایک مقالہ ہے جو نایاب ہے۔
کتاب [illegible]نیۃ :۔ ایک مقالہ جس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

وہ کتابیں جن کا اس نے سریانی سے ترجمہ کیا

کتاب الحیوان لارسطالیس۔ کتاب منافع اعضاء الحیوان بتفسیر یحییٰ النحوی۔ مقالۃ فی الاخلاق۔ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔ کتاب خمس مقالات من کتاب ینقولاوس فی فلسفۃ ارسطالیس۔ کتاب سوفسطیقا الفص لارسطالیس۔

ابن خمّار

ابوالخیر حسن بن سوار بن بابا بن بہرام۔ ہمارا ہم عصر ہے۔ فضلائے منطقیین میں سے ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے یحییٰ بن عدی سے پڑھا۔ انتہائی ذکی و فطین ہے اور اپنے رفقاء و اصحاب کے علوم سے بہت آگاہ اور باخبر ہے۔ ربیع الاول ۳۳۱ھ میں پیدا ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الہیولیٰ :۔ ایک مقالہ۔ کتاب الوفاق بین رائی الفلاسفۃ والنصاریٰ۔

تین مقالات۔ کتاب تفسیر الیساغوجی مختصر۔ کتاب تفسیر الیساغوجی مختصر۔ کتاب الصدیق والصداقۃ۔ ایک مقالہ۔ کتاب سیرت الفیلسوف۔ ایک مقالہ۔ کتاب الرواحل۔ طب کے موضوع پر ایک مقالہ۔ کتاب فی دیابیطا ومعناہ التقطیر۔ ایک مقالہ۔ کتاب الآثار المخیلۃ فی الجو الحادثۃ عن البخار المائی وہی الہالۃ والقوس والضباب۔ ایک مقالہ ۔

وہ کتابیں جن کا اس نے سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا

کتاب الآثار العلویۃ۔ ترجمہ۔ کتاب اللبس فی الکتب الاربعۃ فی المنطق الموجود من ذلک۔ کتاب مسائل ثاوفرسطس۔ ترجمہ۔ کتاب مقالۃ فی الاخلاق۔ ترجمہ۔

عُوقی

بصرہ کا باشندہ ہے اور ہمارے زمانہ کا آدمی ہے۔ اس کا نام . . . ہے اور تصنیفات میں سے . . . ہے۔

حواشی

۱؎ اصطخر —— (بکسر الف، سکون صاد، فتح طاء و سکون خا) فارس کا ایک مشہور شہر۔ کہتے ہیں اس کا بانیٔ اوّل فارس کا پادشاہ اصطخر بن طہورث ہے۔
(تفصیلات معجم البلدان میں دیکھیے)

۲؎ جرجان —— (بضم جیم) خراسان اور طبرستان کے درمیان ایک عظیم اور مشہور شہر۔ بعض لوگ اسے حدود خراسان میں شمار کرتے ہیں اور بعض حدود طبرستان میں۔ (ایضاً)

۳؎ دستاق یا رستاک —— فارس میں کرمان کے نواح میں ایک شہر۔
(ایضاً)

۴ے جی — (بفتح جیم و تشدید یا) یہ اصفہان کے نواح میں ایک پرانا شہر تھا جو بعد میں منہدم ہو گیا اور کھنڈر میں بدل گیا (معجم البلدان) اسی شہر کے وسط میں قہندز (ایک پرانا قلعہ) تھا قہندز (بفتح قاف و ہا، و سکون نون و فتح دال) کا اطلاق پرانے قلعہ پر ہوتا ہے (ایضاً)

۵ھ انطاکیہ — ہیثم بن عدی کا کہنا ہے کہ انطاکیہ کا معمار اول انطیخس بادشاہ ہے جو اسکندر کے بعد تیسرا بادشاہ تھا۔ یحییٰ بن جریر کی روایت کے مطابق اس کا پہلا بانی، انطیغونیا ہے اس نے سکندر کی وفات کے چھ سال بعد اسے تعمیر کیا، لیکن نامکمل رہا۔ اس کی تکمیل سلوقوس نے کی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کی بانی روم بن الیقن بن سام بن نوح علیہ السلام کی بہن انطالیہ ہے۔ کہتے ہیں انطاکیہ اور حلب کے درمیان ایک رات اور ایک دن کی مسافت ہے۔ عہد فاروقی میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حلب سے واپس لوٹتے ہوئے اس پر فوج کشی کی اور اہل انطاکیہ نے جزیہ ادا کرنے یا جلاوطنی اختیار کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔ بعد میں باشندگان انطاکیہ نے اس عہد کو توڑ دیا، تو حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اور ان کے ہاتھوں یہ شہر صلح کے ساتھ فتح ہو گیا۔ (تفصیلات معجم البلدان میں دیکھئے)

۶ے فلاسفۂ سبعہ یا حکمائے سبعہ، وہ فلسفی تھے جن کا شمار چھٹی صدی قبل از مسیح کے گروہ فلاسفہ میں ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں:-

بیاس دو پرین	BIAS DE PRIENE
شیلن دلاسہ دمون	CHILONS DE LAS DEMONS
کلیبول دو لینڈوز	CLEOBULE DE LINDOS
بریاندرو دو کورینت	PERIADRE DB CORINTHE
پتیاگوس دومیتلین	PITTACOS DE MITYLINE
سولن داتن	SOLON D'ATHENES
تالس دو ملیت	THALIS DE MILIT

۷ے آتھینز — ایتھنز۔ جو آج کل یونان کا دارالخلافہ ہے۔

۸ ایک نسخہ میں "اذمی" کے بجائے "اذن" کا لفظ ہے۔

۹ درخم۔ یونانی لفظ ہے جو پچاس دانق کے لوسا ایک دانق درہم کے چھٹے حصے کے برابر ہے۔ دانق فارسی لفظ ہے

۱۰ خشجر۔ گنجان رسم الخط کو کہتے ہیں جو ایک چینی رسم الخط کا نام ہے۔

۱۱ صور — (بضم صاد و سکون واو) ایک مشہور شہر جو بحر شام کے کنارے واقع ہے۔ یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوا۔ (معجم البلدان)

۱۲ احکام نجوم مراد ہیں۔

۱۳ دیر قنی — (بضم قاف و تشدید نون، مقصور) دیر دراصل اس عبادت خانے کو کہتے ہیں جس میں رہبان اور تارک الدنیا لوگ عبادت کرتے ہیں اور یہ متعدد دیر تھے۔ مثلاً دیر سمعان، دیر علقمہ، دیر طور سینا، دیر باطا وغیرہ۔ دیر قنی بھی انھیں میں سے ایک تھا، جو بغداد سے سولہ فرسنگ کے فاصلے پر واقع تھا اور دجلہ سے ایک میل تھا اور دیر ماری سرح کے نام سے معروف تھا، جسے دیر اسکول بھی کہتے ہیں۔ (معجم البلدان)

مقالۂ ہفتم

دوسرا فن

علما کے اخبار و واقعات اور ان کی تصانیف

یہ فن اصحابِ تعلیم میں سے ماہرینِ ہندسہ و ریاضی، اربابِ موسیقی و حساب
عارفانِ نجوم، سازندگانِ آلات اور اصحابِ حیل و حرکت کی
صنعت پر مشتمل ہے

اقلیدس

صاحب جومطریا، جس کا معنیٰ ہندسہ ہے

اقلیدس بن نوقطرس بن برنیقس۔ یہ ہندسہ کا موجد اور اس میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ ارشمیدس وغیرہ سے بہت پہلے کا ہے اور اس کا شمار فلاسفۂ ریاضیین میں ہوتا ہے۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں جو اصولِ ہندسہ کے موضوع پر لکھی گئی

اس کا نام اسطروشیا ہے، جس کا معنیٰ اصولِ ہندسہ ہے

حجاج بن یوسف بن مطر نے، اس کے دو ترجمے کیے۔ ایک ہارونی کے نام سے مشہور ہے، اور یہ پہلا ترجمہ ہے، دوسرے کو مامونی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور

بھی مستند علیہ ہے۔ اسحاق بن حنین نے بھی اس کا ترجمہ کیا جس کی ثابت بن قرہ نے اصلاح کی۔

ابو عثمان دمشقی نے اس کے چند مقالوں کا ترجمہ کیا۔ میں نے اس کا دسواں مقالہ بمقام موصل، علی بن احمد عمرانی کے کتب خانہ میں اور اس کے ایک غلام ابوالصقر قبیصی کے پاس ۔جس سے ہمارے زمانہ میں لوگ مجسطی پڑھتے ہیں ـــــ دیکھا۔

ایرن نے اس کتاب کی شرح کی اور اس کے مشکل مقامات کو حل کیا۔ یزیزی نے بھی اس کی ایک شرح کی۔ کرابیسی نام کے ایک شخص نے بھی ۔جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا ـــ اس کی تشریح کی۔

جوہری نے جس کا تذکرہ آگے آئے گا شروع سے آخر تک اس کتاب کی شرح لکھی۔ ماہانی نے اس کتاب کے پانچویں مقالہ کی شرح لکھی۔

نظیف ایدہ اللہ نے مجھے بتایا کہ میں نے اقلیدس کا دسواں مقالہ رومی زبان میں دیکھا جو لوگوں میں متداول ہے اس سے اس کی چالیس شکلیں زیادہ ہیں۔ اس وقت جو لوگوں کے پاس موجود ہے، اس کی ایک سو نو شکلیں ہیں اس کا ارادہ اس کو عربی کے قالب میں ڈھالنے کا تھا۔

یوحنا قس کا کہنا ہے کہ مقالہ اولیٰ میں اس نے جس شکل کے ثابت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، میں نے اس کو یونانی زبان میں دیکھا ہے۔ نظیف کا کہنا ہے کہ میں نے اس کو دکھایا تھا۔ ابوجعفر خازن خراسانی نے بھی کتاب اقلیدس کی شرح لکھی، اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ابوالوفا نے بھی اس کی شرح لکھی تھی، لیکن وہ ناتمام ہے۔

دسویں مقالہ کی شرح ایک شخص ابن راہویہ ارجانی نے کی۔ ابوالقاسم انطاکی نے پوری کتاب کی شرح لکھی اور وہ موجود ہے۔ سند بن علی نے بھی اس کی شرح کی، جس کے نویں اور دسویں مقالہ کا کچھ حصہ ابوعلی نے دیکھا۔ ابویوسف رازی نے، ابن عمید کے لیے اس کے دسویں مقالہ کی شرح لکھی، جس سے وہ بہت اچھی طرح عہدہ برآ ہوا۔

کندی نے اپنے رسالہ میں جو اس نے کتابِ اقلیدس کے اغراض کے بارے میں تصنیف کیا، کہا ہے کہ یہ کتاب ایک شخص ابلینس نجار نے تصنیف کی تھی اور اس میں پندرہ اقوال لکھے تھے۔ جب اس کی تالیف پر ایک عرصہ گزر گیا اور یہ گوشۂ گمنامی میں چلی گئی تو اسکندریہ کے ایک بادشاہ کے دل میں علم ہندسہ کی طلب کے لیے تحریک اور تڑپ پیدا ہوئی۔ اقلیدس اس زمانہ میں زندہ تھا۔ بادشاہ نے اسے حکم دیا کہ اس کتاب کی اصلاح اور تشریح کی جائے۔ چنانچہ اس نے اس حکم کی تعمیل میں یہ کام سرانجام دیا اور پھر یہ کتاب اسی کی طرف منسوب کر دی گئی۔ اس سے کچھ عرصہ بعد اقلیدس کے شاگرد بسقلاوس کو اس کے دو مقالے — یعنی چودھویں اور پندرھویں مقالے — دستیاب ہوتے جو اس نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے اور یہ مقالے کتاب میں بڑھا دیے گئے۔ یہ سب کچھ اسکندریہ میں ہوا۔

یہ کتابیں بھی اقلیدس کی تصنیف کردہ ہیں :-

کتاب الظاہرات، کتاب اختلاف المناظر، کتاب المعطیات۔

کتاب النغم :- یہ موسیقی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا انتساب اس کی طرف صحیح نہیں۔

کتاب القسمۃ :- ثابت نے اس کی اصلاح کی۔

کتاب الفوائد :- اس کا انتساب بھی صحیح نہیں۔

کتاب القانون :- یہ کتاب الثقل والخفۃ۔

کتاب الترکیب :- یہ بھی منحول ہے۔

کتاب التحلیل :- یہ بھی غلطی سے اس کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

ارشمیدس

مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ اہل روم نے ارشمیدس کی تصانیف میں سے کوئی پندرہ اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں نذر آتش کر دی تھیں۔ اس واقعہ کی تفصیل بڑی

طویل ہے۔ اس کی تصانیف میں سے یہ کتابیں موجود ہیں :۔

کتاب الکرۃ والاسطوانۃ :۔ دو مقالے۔ کتاب تربیع الدائرۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب تسبیع الدائرۃ۔ ایک مقالہ۔ کتاب الدوائر المماستہ۔ ایک مقالہ۔ کتاب المثلثات :۔ ایک مقالہ۔
کتاب الخطوط المتوازیۃ :۔ کتاب الماخوذات فی اصول الہندسۃ۔ کتاب المفروضات :
ایک مقالہ۔ کتاب خواص المثلثات القائمۃ الزوایا :۔ ایک مقالہ۔ کتاب آلۃ
ساعات الماء التی ترمی بالبنادق :۔ ایک مقالہ۔

ابسقلاوس

کتاب الاجرام والابعاد :۔ ایک مقالہ

کتاب المطالع :۔ یہ طلوع اور غروب کے موضوع سے متعلق ہے اور ایک مقالہ ہے۔

کتاب اقلیدس، کے مقالہ چہارم اور پنجم کی اصلاح۔

ابلونیوس

صاحب کتاب المخروطات

بنو موسیٰ کتاب المخروطات کے آغاز میں کہتا ہے کہ بلینوس اسکندریہ کا باشندہ ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ اس کی وہ کتاب جو مخروطات کے موضوع سے متعلق تھی، متعدد وجوہ کی بنا پر نایاب ہو گئی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ کتاب مشکل تھی اس لیے لوگوں نے اس کی تصحیح کی کوشش نہیں کی، دوسرے یہ کہ یہ کتاب بہت پرانی ہو چکی تھی اور لوگ اسے بھول چکے تھے اور ان کے پاس اس کے بعض حصص کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ عسقلان میں ایک شخص پیدا ہوا، جو اوطوقیوس کے نام سے معروف تھا۔ یہ شخص ہندسہ میں نمایاں مقام کا حامل تھا۔ بنو موسیٰ مزید کہتا ہے کہ یہ شخص ہندسہ سے متعلق متعدد عمدہ

کتابوں کا مصنف بھی تھا۔ ان کتابوں میں سے ہمیں کوئی بھی کتاب دستیاب نہیں ہوسکی ان سنے کتاب کے جو حصص دستیاب ہوسکے۔ ن میں سے چار مقالوں تک کی اصلاح کی۔ حالانکہ بقول بنو موسیٰ کے یہ کتاب آٹھ مقالات پر مشتمل تھی اور اس کے ساتویں مقالہ اور آٹھویں مقالہ کا کچھ حصہ موجود ہے۔ ہلال بن ابو ہلال حمصی نے احمد بن موسیٰ کی نگرانی میں اس کے چار ابتدائی مقالات کا اور ثابت بن قرہ حرانی نے تین آخری مقالات کا ترجمہ کیا، آٹھویں مقالہ کی چار شکلیں مہیا ہوسکیں ۔ یہ کتابیں بھی ابلونیوس کی تصانیف ہیں۔

کتاب المخروطات :۔ سات مقالات اور آٹھویں مقالہ کا کچھ حصہ۔

کتاب قطع الخطوط علی النسبۃ :۔ دو مقالات۔

کتاب فی النسبۃ المحدودۃ :۔ یہ دو مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلے کی ثابت نے اصلاح کی اور دوسرے کا عربی میں ترجمہ کیا گیا ہے، لیکن اس کو سمجھا نہیں جا سکا۔

کتاب قطع السطوح علی نسبتہ :۔ ایک مقالہ

کتاب الدوائر المماسۃ :۔

ثابت بن قرہ کی روایت کے مطابق اس کی ایک کتاب یہ بھی ہے:۔

مقالۃ فی ان الخطین اذا اخرجا علی اقل من زاویتین قائمتین یلتقیان۔

ہرمس

اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ علم نجوم کے بارے میں اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب عرض مفتاح النجوم الاول ۔ کتاب طول مفتاح النجوم الثانی ۔ کتاب تسییر الکواکب۔ کتاب قسم تحویل سنی الموالید علی درجۃ درجۃ ۔ کتاب المکتوم فی اسرار النجوم :۔ اسے قضیب الذہب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اوطوقیوس

کتاب شرح المقالۃ الاولی من کتاب ارشمیدس فی الکرۃ والاسطوانۃ۔

کتاب فی الخلین :۔ اس میں تمام فلاسفۂ مہندسین کے اقوال کی وضاحت کی گئی ہے۔ ثابت نے اس کا عربی میں نہایت عمدہ ترجمہ کیا۔
کتاب تفسیر المقالۃ الاولیٰ من کتاب بطلمیوس فی القضاء علی النجوم۔

منالاوس

یہ شخص بطلمیوس سے پہلے کا ہے اس لیے کہ بطلمیوس نے اپنی کتاب المجسطی میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاشکال الکریۃ۔
کتاب فی معرفۃ کمیۃ تمیز الاجرام المختلطۃ وعلۃ :۔ یہ اس نے بادشاہ طوماطیانوس کے لیے تصنیف کی۔
کتاب اصول الہندسۃ :۔ ثابت بن قرہ نے اسے تین مقالوں میں ترتیب دیا۔
کتاب المثلثات :۔ اس کے تھوڑے سے حصے کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

بطلیموس

یہ المجسطی کا مصنف ہے۔ جو ادریانوس اور انطونینوس کے عہد کا ہے۔ انہی کے دور میں اس نے ستاروں کا معائنہ کیا اور ان دونوں میں سے ایک کے لیے کتاب المجسطی تصنیف کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسطرلاب کروی، آلاتِ نجومی، مقیاس اور معائنہ ورصد کی طرح ڈالی۔ واللہ اعلم۔
کہتے ہیں، اس سے قبل بھی ایک گروہ نے ستاروں کے معائنہ ورصد کا کام انجام دیا تھا۔ جن میں ابرخس بھی شامل تھا۔ ایک قول کے مطابق، یہ بطلیموس کا استاذ تھا اور اسی سے اس نے یہ فن سیکھا۔
رصد و معائنہ کی تکمیل بغیر آلات کے ممکن نہیں لہٰذا ظاہر ہے رصد و معائنہ کا آغاز کرنے والا ہی آلاتِ رصد کا صانع بھی ہونا چاہیے۔

کچھ کتاب المجسطی کے بارے میں

یہ کتاب تیرہ مقالات پر مشتمل ہے اور یحییٰ بن خالد بن برمک پہلا شخص ہے، جو اس کی شرح اور عربی میں ترجمہ کے لیے کوشاں ہوا۔ ایک جماعت نے اس کی شرحیں کر کے اس کو پیش کیں۔ لیکن یہ شرحیں عمدہ نہ تھیں اس لیے یحییٰ انھیں دیکھ کر خوش نہ ہوا۔ بعد ازاں یہ کام ابوحسّان اور بیت الحکمت کے نگران سلم کے سپرد کیا گیا۔ انھوں نے اسے نہایت عمدہ طریقہ سے انجام دیا اور اس کی تصحیح سے متعلق پورے اہتمام اور سعی و کوشش کا ثبوت بہم پہنچایا۔ ان دونوں حضرات نے یہ کام بہترین مترجموں کو اپنے ہاں بلا کر کیا اور پھر اس کے ترجموں میں سے فصیح ترین اور صحیح ترین ترجمہ کو اختیار کیا۔

کہتے ہیں حجاج بن مطر نے بھی اس کا ترجمہ کیا لیکن جو ترجمہ نیریزی نے کیا اور ثابت نے جس کی اصلاح کی وہ پوری کتاب کا قدیم ترجمہ ہے۔ اسحاق نے بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا اور ثابت نے اس ترجمہ کی اصلاح کی مگر وہ بہتر ترجمہ نہ تھا۔ ہاں اس کی پہلی اصلاح البتہ بہتر تھی۔

کتاب المجسطی کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الاربعۃ :- یہ کتاب اس نے اپنے شاگرد سوری کے لیے لکھی ۔ ابراہیم بن صلت نے اس کا ترجمہ کیا اور حنین بن اسحاق نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اوطوقیوس نے اس کے مقالۂ اولیٰ کی شرح کی اور ثابت نے اس مقالہ کی جمع و ترتیب کے فرائض بھی سرانجام دیے اور اس کے معانی و نکات کی وضاحت و نشاندہی بھی کی۔ عمر بن فرخان، ابراہیم بن صلت، نیریزی اور بتّانی نے اس کی شرحیں لکھیں۔

کتاب الموالید۔ کتاب الحرب والقتال۔ کتاب استخراج السہام۔ کتاب تحویل سنی العالم۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ کتاب المرض وشرب الدواء۔ کتاب فی سیر السبعۃ۔ کتاب فی الاسراء والمحبین۔ کتاب فی امر السعود واصطناعہا۔ کتاب التضمین الیمایفلح۔ کتاب ذوات الذوائب۔ کتاب یعرف بالسابع۔ کتاب القرعۃ مجدول۔ کتاب اقتصاص احوال الکواکب۔

کتاب الشرۃ :۔ احمد بن یوسف مصری مہندس نے اس کی شرح کی۔
کتاب جغرافیا فی المعمور وصفۃ الارض :۔ یہ کتاب آٹھ مقالات پر مشتمل ہے۔ کندی نے اس کا نہایت ہی خراب ترجمہ کیا۔ بعد ازاں ثابت نے عربی میں اس کا بہترین ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا سریانی نسخہ بھی موجود ہے۔

اوطولوقس

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الکرۃ المتحرکۃ :۔ کندی کی اصلاح شدہ۔
کتاب الطلوع والغروب :۔ تین مقالات۔

سنبلیقیوس رومی

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب شرح صدر کتاب اقلیدس :۔ اسے علم ہندسہ کی کلید کہنا چاہیئے۔
کتاب شرح قاطیغوریاس لارسطالیس :۔ چوتھا مقالہ۔

ذورثیوس

اس کی تصانیف میں سے ایک ضخیم کتاب شامل ہے جو متعدد کتابوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کا نام "کتاب الخمسہ" ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اس پر بعض چیزوں کا اضافہ بھی ہوا۔
کتاب الاول :۔ موالید کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔
کتاب الثانی :۔ کتخدا اور اولاد کے موضوع سے متعلق۔
کتاب الثالث :۔ هیلاج اور کدخداہ کے موضوع پر مشتمل ہے۔
کتاب الرابع :۔ تحویل سنین موالید کے بارے میں ہے۔

کتاب الخامس :۔ ابتدائے اعمال سے متعلق ہے۔
کتاب السادس : . . .
کتاب السابع :۔ مسائل اور موالید کے بارے میں ہے۔
اس کی کتاب السادس عشر ہو ہے جو سنین تحویل موالید کے بارے میں ہے۔ عمر بن فرخان طبری نے ان کتابوں کی شرح کی۔

ثاون اسکندرانی

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب العمل بذات الحلق۔ کتاب جداول زیج بطلیوس المعروف بالقانون المیسر۔ کتاب العمل بالاسطرلاب۔ کتاب المدخل الی المجسطی :۔ بترجمۂ قدیم۔

فالیس رومی

کتاب المدخل الی علم صناعۃ النجوم۔ کتاب الموالید۔ کتاب المسائل۔ کتاب الزبرج۔ بزرجمہر نے اس کی شرح کی۔ کتاب المسائل الکبیر من کل نوع۔ کتاب السلطان کتاب الاعمال کتاب تحویل سنی العالم۔ کتاب الملوک۔

ثیودورس

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاکر :۔ تین مقالے۔ کتاب المساکن :۔ ایک مقالہ۔ کتاب اللیل والنہار دو مقالے۔

بلبس رومی

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔ کتاب تفسیر کتاب بطلیوس فی تسطیح الکرۃ :۔ ثابت نے

اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔
کتاب تفسیر المقالۃ العاشرۃ من اقلیدس :۔ دو مقالوں پر مشتمل ہے۔

ایرن

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب حل شکوک اقلیدس۔ کتاب العمل بالاسطرلاب۔ کتاب شیل الاثقال۔ کتاب الحیل الروحانیۃ۔

ابرخس ... زفنی

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب صناعۃ الجبر :۔ یہ الحدود کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ ابو الوفا محمد بن محمد حاسب نے اس کتاب کی اصلاح کی اور علل براہین ہندسیہ سے اس کی شرح کی۔
کتاب قسمۃ الاعداد۔

ذیوفنطس یونانی اسکندرانی

کتاب صناعۃ الجبر اس کی تصنیف ہے۔

ثاذینس

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الطوفانات
اور
کتاب الکواکب الملابنۃ۔

بینوماخس جراسینی

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الارثماطیقی :۔ دو مقالے۔ کتاب الموسیقی الکبیر۔ اس کتاب کی مختصرات بھی ہیں۔

بادروعوغیا

اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب استخراج المیاہ :۔ یہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب انتالیس اقوال پر۔ دوسرا باب چھتیس اقوال پر اور تیسرا باب تیس اقوال پر مشتمل ہے۔

تینکلوس بابلی

یہ ان سات دانشوروں میں سے ہے جن کو ضحاک نے وہ سات قصر دے دیئے تھے جو سات ستاروں کے ناموں پر بنائے گئے تھے۔ کتاب الوجود والحدود اس کی تصنیف ہے۔

طینقروس بابلی

یہ ان سات متوکلوں اور کلید برداروں میں سے ہے جو ان بیوت کی دیکھ بھال کرتے تھے، میرے خیال میں یہ بیت مریخ کا نگران ہے، جیسا کہ بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے! اس کی تصنیف کتاب الموالید علی الوجود والحدود ہے۔

مورطس

اسے مورسطس بھی کہتے ہیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔ کتاب فی الآلۃ المصوتۃ المسماۃ

بالارغن البوقی والارغن الزمری ۔ کتاب آلۃ مصوتۃ تسمع علی ستین میلا ۔

ساعاطس

اس کی تصنیفات میں سے کتاب البلبل الحقیار ہے ۔

ہرقل نجار

اس کی تصنیفات میں سے کتاب الدعائر والدعالیب ہے ۔

تیلوار بابلی

یہ بیوت سبعہ کے سات دربانوں اور کلید برداروں میں سے ہے ۔ کتاب صناعۃ النجوم اس کی تصنیف ہے ۔

ارسطکاس

اس کا شمار علمائے موسیقی میں ہوتا ہے ۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الریوس :۔ ایک مقالہ ۔ کتاب الایقاع :۔ ایک مقالہ

مزابا

میں نے ابو معشر کی تحریر میں پڑھا ہے کہ یہ شخص بخت نصر کا منجم تھا ۔ کتاب الملوک والدول والقرانات والتحاویل اس کی تصنیف ہے ۔ لیکن میں نے یہ کتاب نہیں دیکھی ۔

ارسطرخس یونانی اسکندرانی

کتاب جرم الشمس والقمر ، اس کی تصنیفات میں سے ہے ۔

ایون بطریق

میرے خیال میں یہ شخص ظہور اسلام سے تھوڑا عرصہ پہلے یا کچھ مدت بعد میں ہوا ہے۔ کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

کنکہ ہندی

اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب النمودار فی الاعمار۔ کتاب اسرار الموالید۔ کتاب القرانات الکبیر۔ کتاب القرانات الصغیر۔

جودر ہندی

کتاب الموالید اس کی تصنیف ہے جو عربی میں ہے۔

صنجہل ہندی

کتاب اسرار المسائل اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

نہق ہندی

کتاب الموالید الکبیر اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

بعض علمائے ہند

علم نجوم اور طب سے متعلق جن لوگوں کی تصنیفات ہمیں پہنچیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:۔
باکہر، راحہ، صَلہ، داہر، آنکو، ذنکل، اریکل، جبہر، اندی، جباری۔

مہندسین کا نوآموختہ گروہ
اور
اصحاب حیل واملاء وغیرہ

بنوموسیٰ

محمد، احمد اور حسن، موسیٰ بن شاکر کے بیٹے تھے اور موسیٰ بن شاکر . . . نژاد تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قدیم علوم طلب کے حصول کے لیے سعی و کوشش کے آخری مرحلوں تک پہنچے، مال و دولت خرچ کیا، جان جوکھوں میں ڈالی، حصولِ علوم کے لیے لوگوں کو بلادِ روم بھیجا، کثیر مال دے دے کر ملک کے مختلف گوشوں اور کناروں سے مترجموں کو جمع کیا اور علم و حکمت کے بہترین و نادر نمونے منصۂ شہود پر لائے، ان لوگوں میں زیادہ تر علوم ہندسہ، حیل و حرکت اور موسیقی کا ذوق غالب تھا۔ نجوم سے ان کا لگاؤ نسبتاً کم تھا۔

محمد بن موسیٰ کی وفات ربیع الاول ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ احمد بن موسیٰ کا ایک لڑکا تھا، جو مطہر کے نام سے موسوم تھا۔ وہ ادب میں کم مایہ تھا۔ اور معتضد باللہ کے ندماء میں سے تھا۔ بنوموسیٰ کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب بنی موسیٰ فی القرسطون۔

کتاب الحیل:۔ از احمد بن موسیٰ۔

کتاب الشکل المدوّر المستطیل:۔ از حسن بن موسیٰ۔

کتاب حرکۃ الفلک الاولیٰ:۔ ایک مقالہ از محمد۔

کتاب المخروطات۔

کتاب مثلث:۔ از محمد۔

کتاب الشکل الهندسی الذی بیّن جالینوس امرہ:۔ از محمد۔

کتاب الجزء:۔ از محمد۔

کتاب یبین فیہ بطریق تعلیمی ومذہب ہندسی انہ لیس فی خارج کرۃ الکواکب الثابتہ کرۃ تاسعۃ:- از احمد بن موسیٰ۔
کتاب فی اولیۃ العالم:- از محمد۔
کتاب المسألۃ التی القاہا سند بن علی باحمد بن موسیٰ۔
کتاب علی مائیۃ الکلام:- ایک مقالہ۔ از محمد۔
کتاب مسائل جرت ایضاً بین سند وبین احمد۔
کتاب مساحۃ الاکر وقسمۃ الزوایا بثلاثۃ اقسام متساویۃ ووضع مقدار بین مقدارین لیتوالی علی قسمۃ واحدۃ۔

ماہانی

ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ۔ اس کا شمار علمائے اعداد ومہندسین میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-
کتاب رسالۃ فی عروض الکواکب۔ کتاب رسالۃ فی النسبۃ۔ کتاب فی ستۃ وعشرین شکلا من المقالۃ الاولیٰ من اقلیدس التی لا یحتاج فی شئی منہا الی الخلف۔

عباس بن سعید جوہری

اس کا شمار صد ومامانہ کے شاہدوں میں ہوتا ہے۔ یہ دیگر علوم کی بہ نسبت علم ہندسہ کا زیادہ عالم تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-
کتاب تفسیر کتاب اقلیدس۔ کتاب الاشکال التی زادہا فی المقالۃ الاولیٰ من اقلیدس۔

ثابت بن قرہ اور اس کی اولاد

یہ ابوالحسن ثابت بن قرہ بن مروان بن ثابت بن کرایا بن ابراہیم بن کرایا بن مارنیوس بن سلامویوس ہے۔ ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا، اور شمسی حساب کے مطابق ستتر (۷۷) سال کی عمر

۲۸۸ھ میں فوت ہوا۔ یہ حران میں صراف تھا۔ محمد بن موسیٰ نے اس میں فصاحت کے جوہر دیکھے تو روم سے واپسی پر اپنے ساتھ بلا لایا۔

کہتے ہیں اس نے محمد بن موسیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا اور اسی کے گھر میں تعلیم پائی تھی، اس لیے اس پر اس کے کچھ حقوق بھی تھے۔ اسی بنا پر اس نے اسے معتضد کے پاس پہنچا دیا اور اس کے حلقۂ منجمین میں شامل کر دیا۔ ان بلاد میں صابئیوں کی جڑ اور مقرغلات، ثابت بن قرہ ہی تھا۔

بعد ازاں ان کی حالت مضبوط و مستحکم ہو گئی، ان کے مراتب بلند ہوئے اور انھوں نے علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ ثابت کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب حساب الاہلۃ۔ کتاب رسالۃ فی سنۃ الشمس۔ کتاب رسالۃ فی استخراج المسائل الہندسیۃ۔ کتاب رسالۃ فی الاعداد۔ کتاب الشکل القطاع۔ ایک مقالہ۔ کتاب رسالۃ فی الحجۃ المنسوبۃ الی سقراط۔ کتاب ابطال الحرکۃ فی فلک البروج۔ ایک مقالہ۔ کتاب رسالۃ فی الحمی المتولدۃ الشاثنۃ۔ کتاب وجع المفاصل والنقرس۔ ایک مقالہ۔ کتاب رسالۃ فی السبب الذی من اجلہ جعلت میاہ البحار مالحۃ۔ کتاب رسالۃ فی البیاض الذی یظہر فی البدن۔ کتاب رسالۃ الی واثق۔ کتاب جوامعہ لکتاب جالینوس فی الادویۃ المفردۃ۔ کتاب رسالۃ فی الجدری والحصبۃ۔

اس کے چند شاگرد

عیسیٰ بن اسید نصرانی

ثابت اس کو سب سے مقدم گردانتا اور برتر قرار دیتا تھا۔ عیسیٰ بن اسید نے ثابت کی نگرانی میں کتاب جوابات ثابت لمسائل عیسیٰ بن اسید کو سریانی سے عربی کے قالب میں ڈھالا۔

سنان بن ثابت

یہ مسلمان ہو کر فوت ہوا۔ اس کا ذکر طب کی بحث میں آئے گا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن

تھا۔ اس کا ذکر بھی طب کے موضوع میں آئے گا۔

ابوالحسن حرّانی

اس کا تذکرہ طب کے باب میں آئے گا۔

ابراہیم بن سنان

اس کی کنیت ابو اسحاق تھی، ثابت کا بیٹا تھا۔ نو عمری ہی میں اس کا انتقال ہوا۔ علم ہندسہ میں فضل و برتری کا حامل تھا۔ اس کے زمانہ میں کوئی شخص اس سے بڑھ کر ذکی و فطین نہ تھا۔ سـ . . . میں اس کی وفات ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب ما وجد من تفسیره للمقالة الاولی من المخروطات۔ کتاب اغراض کتاب المجسطی۔

ابوالحسین بن کرنیب اور اس کا بیٹا ابوالعلاء

ان دونوں کا ذکر طبیبین کے زمرہ میں ابواحمد بن ابوالحسین کے تذکرہ کے دوران میں ہو چکا ہے۔
ابوالحسین اور ابوالعلاء کا شمار اصحاب علوم تعالیم اور ہندسہ میں ہوتا ہے۔ کتاب کیف یعلم ما مضی من النهار من ساعة من قبل الارتفاع المفروض۔ ابوالحسین کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابومحمد

حسن بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب۔
اس کی تصنیفات میں سے یہ کتاب ہے۔
کتاب شرح المشکل من کتاب اقلیدس فی النسبة ۔ ایک مقالہ

نو آموختہ لوگوں کا دوسرا طبقہ

فزاری

ابو اسحاق ابراہیم بن حبیب فزاری سمرہ بن جندب کی اولاد سے ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عہد اسلام میں اسطرلاب بنایا اور اس کو مبطح و مسطح دونوں صورتوں میں پیش کیا۔ اس کی تالیفات یہ ہیں :-

کتاب القصیدۃ فی علم النجوم۔ کتاب المقیاس للزوال۔ کتاب الزیج علی سنی العرب۔ کتاب العمل بالاسطرلاب وہو ذات الحلق۔ کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح۔

عمر بن فرخان

ابو حفص عمر بن حفص بطلیوس کی کتاب الاربعہ کا شارح ہے۔ اس کا ترجمہ اس کے لیے ابو یحییٰ بن البطریق نے کیا۔ اس کی تالیفات یہ ہیں :-

کتاب المحاسن۔ کتاب اتفاق الفلاسفۃ واختلافہم فی خطوط الکواکب۔

اس کا بیٹا ابو بکر

محمد بن عمر بن حفص بن فرخان طبری۔ اس کا شمار فضلائے منجمین میں ہوتا ہے اور تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المقیاس۔ کتاب الموالید۔ کتاب العمل بالاسطرلاب۔ کتاب المسائل کتاب المدخل۔ کتاب الاختیارات۔ کتاب المسائل الصغیر۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ کتاب التیسیرات۔ کتاب المیالات۔

کتاب تحویل سنی العالم۔
کتاب التیسیرات فی الموالید۔

ماشاء اللہ بن اثری

ماشاء اللہ کا نام میشی یعنی مہ یثرو ہے۔ یہ یہودی المذہب تھا۔ اس نے عہدِ منصور سے عہد مامون تک کا زمانہ پایا۔ ایک فاضل آدمی تھا اور علم احکام نجوم میں یگانۂ عصر تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الموالید الکبیر :- یہ چودہ کتابوں پر مشتمل ہے۔

کتاب الواحد والعشرین فی القرانات والادیان والملل۔ کتاب مطرح الشعاع۔ کتاب المعانی۔ کتاب صنعۃ الاسطرلاب والعمل بہا۔ کتاب ذات الحلق۔ کتاب الامطار والریاح کتاب السہمین۔ کتاب المعروف بالسابع والعشرین الکتاب الاول، ابتداء الاعمال۔ الکتاب الثانی علی دفع التدبیر۔ الکتاب الثالث فی المسائل۔ الکتاب الرابع فی شہادات الکواکب۔ الکتاب الخامس فی الحدوث۔ الکتاب السادس فی تسییر النیرین و ما یدلان علیہ۔ کتاب الحروف۔ کتاب السلطان۔ کتاب السفر۔ کتاب الاشعار۔ کتاب الموالید۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ کتاب الدول والملل۔ کتاب الحکم علی الاجتماعات والاستقبالات۔ کتاب المرضی۔ کتاب الصور والحکم علیہا۔

ابو سہل فضل بن نوبخت

یہ ایرانی نژاد ہے۔ ہم کتاب المتکلمین میں خاندان نوبخت کا سلسلۂ نسب بتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ یہ ہارون الرشید کے خزانۃ الحکمت کا مہتمم و نگران تھا۔ اس نے فارسی زبان سے عربی میں ترجمے بھی کیے۔ اس کا تمام تر علمی دارومدار اہل فارس کی کتابوں پر ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب النہطان فی الموالید۔ کتاب الفأل النجومی۔ کتاب الموالید۔ یہ کتاب تنہا اسی نام کی ہے۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ کتاب المدخل۔ کتاب التشبیہ والتمثیل۔ کتاب المنتحل من اقاویل المنجمین فی الاخبار والمسائل والموالید وغیرہا۔

سہل بن بشر

ابو عثمان سہل بن بشر بن ہانی اسے ایا یہودی کہتے ہیں۔
طاہر بن حسین اعور اور اس کے بعد حسن بن سہل کا خادم رہا۔ ایک عالم فاضل شخص تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب مفاتیح القضاء، وہو المسائل الصغیر۔ کتاب السہمین۔ کتاب المواليد الكبير۔ کتاب تحویل سنی العالم۔ کتاب المدخل الصغیر۔ کتاب المدخل الكبير۔ کتاب الهيئة وعلم الحساب۔ کتاب تحاویل سنی الموالید۔ کتاب الموالید الصغیر۔ کتاب المسائل الکبیر۔ کتاب الاختیارات۔ کتاب اللقات۔ کتاب المختلع۔ کتاب الامطار والرياح۔ کتاب المعانی۔ کتاب المیلاج والكدخدا۔ کتاب الاعتبارات۔ کتاب الکسوفات۔ کتاب الترکیب۔

علاوہ ازیں اس کی ایک ضخیم تصنیف ہے۔ اور تیرہ کتابوں کو اپنے دامن صفحات میں سمیٹے ہوئے ہے اس میں اس نے پانچ کتابوں کا ذکر کیا ہے اور اسے کتاب العاشر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ کتاب اس نے خراسان میں لکھی۔
مجھے بتایا گیا ہے کہ اہلِ روم اس کی کتاب الجبر والمقابلہ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

خوارزمی

اس کا نام محمد بن موسیٰ ہے۔ خوارزم کا باشندہ تھا۔ مامون کے خزانۃ الحکمت سے وابستہ تھا اور علمائے ہیئت میں شمار کیا جاتا تھا۔ رصد گاہ کے قیام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی لوگ اس کے زائچۂ اول اور زائچۂ دوم پر اعتماد و انحصار کرتے تھے اور یہ دونوں زائچے سندھ اور ہند میں معروف تھے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الزیج :۔ اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلا اور دوسرا۔
کتاب الرخامۃ :۔ کتاب العمل بالاسطرلابات۔ کتاب عمل الاسطرلاب۔ کتاب التاریخ

سند بن علی یہودی

اس کی کنیت ابوالطیب ہے۔ پہلے یہودی تھا، پھر مامون کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا، اور اس کے منجمین کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے باب الشماسیہ کے عقب میں معزالدولہ کے حریم خانہ میں کلیسا تعمیر کیا اور رصد و معائنہ کے ماہرین کے ساتھ مل کر کام کیا۔ بلکہ اپنی تمام تر توجہ کو رصد ہی پر مرکوز رکھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب المنفصلات والمتوسطات۔ کتاب القواطع۔ اس کے دو نسخے ہیں۔ کتاب الحساب الهندی۔ کتاب الجمع والتفریق۔ کتاب الجبر والمقابلة۔

یحیٰی بن ابو منصور

میں اس کے اصل مقام پر اس کے متعلق تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ یہ عہدِ مامون میں رصد و معائنہ کے ماہرین میں سے تھا اور شہر روم میں فوت ہوا۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الزیج الممتحن۔ اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلا اور دوسرا۔

کتاب مقالہ فی عمل ارتفاع سدس ساعة لعرض مدینة السلام۔ کتاب یحتوی علی ارصاد۔

فن رصد کے موضوع پر کچھ لوگوں کے نام اس کے مکتوبات بھی ہیں۔

حبش بن عبداللہ مروزی

یہ محاسب تھا اس کا شمار فن رصد کے ماہرین میں ہوتا ہے۔ اس نے سو برس سے زائد عمر پائی۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الزیج الدمشقی۔ کتاب الزیج المامونی۔ کتاب الابعاد والاجرام۔ کتاب عمل الاسطرلاب۔ کتاب الرخائم والمقاییس۔ کتاب الدوائر الثلاث المماسة وکیفیة الاوصال۔ کتاب عمل السطوح المبسوطة والقائمة والمائلة والمنحرفة۔

ابن حبش

ابوجعفر بن احمد بن عبداللہ بن حبش۔ کتاب الاسطرلاب المسطح اس کی تصنیف ہے۔

انج

اس کا نام حسن بن ابراہیم ہے اور عہد مامون کا آدمی ہے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الاختیارات ہے۔ یہ اس نے مامون کے لیے لکھی۔
کتاب المطر۔ کتاب الموالید۔

ایک حکایت ابن مکتفی کی تحریر سے

وہ کہتا ہے، میں نے ایک کتاب میں ابن جہم کی لکھی ہوئی یہ حکایت پڑھی۔
کتاب المدخل سند بن علی کی تصنیف ہے، جو اس نے ابومعشر کی نذر کردی تھی اور ابومعشر نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا تھا۔ بات یہ ہے کہ ابومعشر نے علم نجوم کبرسنی میں حاصل کیا تھا۔ اور اس کی عقلی رسائی اس قابل نہ تھی کہ وہ اس قسم کی کتاب تصنیف کر پاتا، یا موالید سے متعلق مقالاتِ تسعہ کو ذہن و فکر کی گرفت میں لا سکتا۔ یا قرانات کے بارے میں جو کتاب ابن بازیار کی طرف منسوب ہے اسے لکھ سکتا۔ یہ تمام چیزیں سند بن علی کی ہیں۔

حسن بن سہل بن نوبخت

کتاب الانواء اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن بازیار

محمد بن عبداللہ بن عمر بن بازیار، تلمیذ حبش بن عبداللہ۔ یہ علم نجوم میں فضل و برتری

کا حامل تھا۔ اس کی تالیفات یہ ہیں :۔

کتاب الاہویۃ :۔ یہ انیس مقالات پر مشتمل ہے۔

کتاب الزیج :۔ کتاب القرانات و تحویل سنی العالم۔ کتاب الموالید و تحویل سنی الموالید۔

خرزاد بن دارشاد محاسب

سہل بن بشر کا غلام اور یہودی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الموالید۔ کتاب الاختیارات۔

بنو صبّاح

محمد، ابراہیم اور حسن۔ یہ وہ علمائے نجوم ہیں جو علومِ ہیئت و احکام میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب برہان صنعۃ الاسطرلاب۔ یہ کتاب محمد نے تصنیف کی جو نا تمام تھی۔ اسے ابراہیم نے مکمل کیا۔

کتاب عمل نصف النہار بقیئۃ واحدۃ بالھندسۃ :۔ اس کتاب کی تصنیف کا آغاز محمد نے کیا اور تکمیل حسن نے کی۔

کتاب رسالۃ محمد فی صنعۃ الرخامات۔

حسن بن خصیب

اس کا شمار ماہرین علم نجوم میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام الکار مہتر ہے جو ان چار کتابوں پر مشتمل ہے :۔

کتاب المدخل الی علم الھیئۃ۔ کتاب تحویل سنی العالم۔ کتاب الموالید۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔

خیاط

یہ ابو علی یحییٰ بن غالب ہے۔ ایک قول کے مطابق اسمٰعیل بن محمد ہے۔ یہ ماشاء اللہ کا شاگرد اور فضلائے علم نجوم میں سے ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب المدخل۔ کتاب المسائل۔ کتاب المعانی۔ کتاب الدول۔ کتاب الموالید۔ کتاب تحویل سنی الموالید۔ کتاب المنشور۔ جو اس نے یحییٰ بن خالد کے لیے لکھی۔ کتاب تضیب الذہب۔ کتاب تحاویل سنی العالم۔ کتاب النکت۔

عمر بن محمد مرورودی

یہ رصد بنانے والوں میں سے تھا اور بڑا فاضل تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب تعدیل الکواکب۔ کتاب صنعۃ الاسطرلاب المسطح۔

حسن بن صباح

ہیئت اور تمام علوم ہندسہ کا عالم تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الاشکال و المسائح۔ کتاب الکرۃ۔ کتاب العمل بذات الحلق۔

ابو معشر

ابو معشر جعفر بن محمد بلخی۔ ابتدا میں اصحاب الحدیث سے منسلک تھا، اور باب خراسان کے مغربی جانب سکونت پذیر تھا۔ کندی سے کینہ و بغض رکھتا، لوگوں کو اس کے خلاف مشتعل کرتا اور علوم فلسفہ کی وجہ سے اسے مورد طعن و تشنیع ٹھہراتا تھا۔
کندی نے یہ چال چلی، کہ ایک آدمی کو مقرر کیا جو اس کے دل میں حساب و ہندسہ کے علوم کے لیے شغف و شوق پیدا کرے چنانچہ ابو معشر نے اس وادی میں قدم رکھا مگر ان علوم کی تکمیل نہ کر پایا لہٰذا پھر علم احکام نجوم کو مطمح نظر قرار دیا، چونکہ اس علم میں

اس نے دسترس حاصل کر لی، اس لیے یہ کندی کی عداوت و عیب جوئی سے دستکش ہو گیا۔
کیونکہ اس کے علوم کی نوعیت بھی کندی ہی کے علوم کی سی تھی۔
کہتے ہیں، اس نے سینتالیس سال کی عمر سے متجاوز ہو کر علم نجوم کی تحصیل کی۔ یہ فاضل
شخص تھا، جس کی پیشینگوئی صحیح ثابت ہوتی، چنانچہ مستعین نے اس کو صرف اسی وجہ سے
کوڑوں کی سزا دی کہ اس نے ایک واقعہ کی پیشین گوئی کی جو صحیح ثابت ہوتی۔
یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک صحیح پیشن گوئی کی جس کی پاداش میں کوڑے کھائے۔
اس نے بدھ کے روز جب کہ رمضان کی دو راتیں باقی تھیں۔ ۲۷۲ھ کو سو سال سے
زیادہ عمر پا کر واسط میں وفات پائی۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب المدخل الکبیر:۔ آٹھ فصول پر مشتمل ہے۔
کتاب المدخل الصغیر۔
کتاب زیج الهزارات:۔ کچھ اوپر ساٹھ ابواب۔
کتاب المرالید الکبیر:۔ یہ کتاب نامکمل ہے، لیکن اس سے درج ذیل کتابیں
دستیاب ہوتیں۔
کتاب ہیئۃ الفلک واختلاف طلوعہ:۔ پانچ فصول۔
کتاب الکدخداہ۔ کتاب الھیلاج۔
کتاب القرانات:۔ یہ کتاب اس نے ابن بازیار کے لیے لکھی۔
کتاب تحاویل سنی العالم:۔ ملقب بہ نکت۔ کتاب الاختیارات علی منازل القمر۔
کتاب الالوف:۔ آٹھ مقالات۔
کتاب الطبائع الکبیر:۔ یہ پانچ اجزا میں ہے۔ تو ابو معشر نے اس کو اسی طرح اجزا
میں تقسیم کیا۔
کتاب السھمین واعمار الملوک والدول۔ کتاب الزائجات والانتہاءات والممرات۔
کتاب اقتران النحسین فی برج السرطان۔ کتاب الصور والحکم علیها۔ کتاب الصور والدرج
والحکم علیها۔

کتاب تحاویل سنی الموالید :۔ آٹھ مقالات
کتاب المزاجات :۔ پہلے یہ انتہائی کمیاب تھی بعد میں ملنے لگی۔
کتاب الانوار۔ کتاب المسائل :۔ یہ ایک مجموعہ ہے۔
کتاب اثبات علم النجوم :۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو اس نے جمع کیا لیکن نا تمام رہنے دیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اس کا نام الکامل یا المسائل رکھا جائے۔
کتاب الجمہرۃ :۔ اس میں موالید کے بارے میں دوسرے لوگوں کے اقوال جمع کیے گئے ہیں۔
کتاب الاصول :۔ ابو العنبس نے اس پر اپنی کتاب ہونے کا دعویٰ کیا ہے
کتاب تفسیر المنامات من النجوم ۔کتاب القواطع علی الصلاجات۔
کتاب الموالید الصغیر :۔ تیرہ فصول پر مشتمل دو مقالات۔
کتاب زیج القرانات والاحتراقات ۔کتاب الاوقات علی اثنی عشریۃ الکواکب۔
کتاب السہام :۔ یعنی ماکولات، ملبوسات، مشروبات اور ارزانی و گرانی کے حصے اور اس کے متعلق حکم۔ کتاب الاوقات۔
کتاب الامطار والریاح وتغیر الاہویۃ۔ کتاب طبائع البلدان وتولد الریاح کتاب الملل فی تحویل سنی الموالید۔
ابومعشر، عبداللہ بن یحیٰی برکی اور محمد بن جہم برکی سے واقعات روایت کرتا اور علم میں ان کو سب سے افضل گردانتا تھا۔

عبداللہ بن مسرور نصرانی

یہ ابومعشر کا غلام تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب مطرح الشعاع ۔کتاب تحاویل سنی العالم والحکم علیہا۔
کتاب تحاویل سنی الموالید۔

عطارد بن محمد

یہ ماہر حساب منجم اور عالم و فاضل شخص تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجبر الہندی :۔ اس کی اپنی تشریح کے ساتھ۔
کتاب العمل بالاسطرلاب ۔ کتاب العمل بذات الحلق۔ کتاب ترکیب الافلاک۔
کتاب المرایا المحرقۃ۔

یعقوب بن طارق

اس کا شمار فضلائے منجمین میں ہوتا ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب تقطیع کردجات الجیب۔ کتاب ما ارتفع من قوس نصف النہار
کتاب الزیج محلول فی السند ہند لدرجۃ درجۃ۔ یہ دو کتابیں ہیں۔ ایک علم فلکیات کے موضوع سے متعلق اور دوسری علم الدول کے موضوع پر۔

ابو عنبس صیمری

گزشتہ صفحات میں اس کے بارے میں تفصیلات بیان ہو چکی ہیں۔ یہ منجم تھا اور اس موضوع کے بارے میں اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الموالید۔ کتاب المدخل الی علم النجوم۔

ابن سیمویہ

یہ یہودی تھا، اس کا نام . . . ہے۔ کتاب المدخل الی علم النجوم اور کتاب الامطار اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

علی بن داود

یہ ایک برتر اور فاضل منجم تھا۔ کتاب الامطار اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن اعرابی

ابوالحسن علی بن اعرابی کوفہ کا باشندہ تھا اور اپنے فن میں اس کو برتری اور کمال حاصل تھا۔ بنی شیبان میں سے تھا اس لیے شیبانی کے نام سے مشہور رہا۔ کتاب المسائل والاختیارات اس کی تصنیف ہے۔

حارث منجم

یہ حسن بن سہیل سے وابستہ تھا اور فاضل تھا۔ ابو معشر نے اس سے روایات علمی بیان کیں ۔کتاب الزیج اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

مصیصی

یہ ابوالحسن بن مصیصی ہے۔ کتاب القرانات اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن ابو قرّہ

اس کی کنیت ابو علی ہے اور اس کا شمار علوی بصری منجمین میں ہوتا ہے۔
کتاب العلۃ فی کسوف الشمس والقمر اس کی تصنیفات میں سے ہے جو اس نے موفق کے لیے لکھی۔

ابن سمعان

اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ یہ ابو معشر کا غلام تھا۔ کتاب المدخل الی علم صناعۃ النجوم اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

فرغانی

اس کا نام محمد بن کثیر ہے۔ یہ ایک فاضل منجم تھا جس کو اپنے فن میں تقدم و برتری

فاضل تھی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الفصول اختیار المجسطی۔ کتاب عمل الرخامات۔

ابن ابی رافع

یہ ابوالحسن ہے۔ فاضل آدمی تھا۔ کتاب اختلاف الفروع اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

اس کا بیٹا ابو محمد

عبداللہ بن ابوالحسن بن ابو رافع۔ کتاب رسالۃ فی الھندسۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن ابی عبّاد

محمد بن عیسیٰ۔ اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ اس کے علاوہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ کتاب العمل بذات الشعبتین وغیرہا اس کی تصنیفات میں سے ہے جو ایک مقالہ پر مشتمل ہے۔

نیریزی

ابوالعباس فضل بن حاتم نیریزی۔ یہ وہ شخص ہے جس کی طرف علم نجوم بالخصوص ہیئت میں مہارت کی بنا پر لوگوں کی انگلیاں اٹھتی تھیں۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب الزیج الکبیر۔ کتاب الزیج الصغیر۔ کتاب سمت القبلۃ۔ کتاب تفسیر کتاب الاربعۃ لبطلیموس۔
کتاب احداث الجو یہ اس نے معتضد کے لیے لکھی۔ کتاب البراہین وتھیئۃ آلات یتبین فیہا ابعاد الاشیاء۔

تبانی

ابو عبداللہ محمد بن جابر بن سنان رقی۔ یہ حرّان کا باشندہ تھا اور صابئی تھا۔ ابتدا میں اس نے رصد و معائنۂ افلاک کا کام شروع کیا۔ جعفر بن مکتفی کا کہنا ہے کہ اس کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کام کا آغاز اس نے ۲۶۴ھ میں کیا اور ۳۰۶ھ تک جاری رکھا۔ اس نے ۲۹۹ھ کے زائچہ میں کواکبِ ثابتہ کا وجود ثابت کیا۔ وہ ان مظالم کی دادخواہی کے سلسلہ میں جو رقہ کے بنو زیات پر روا رکھے گئے، ان کے ساتھ بغداد گیا۔ اور واپسی پر راستہ ہی میں قصر الجص تک میں وفات پائی۔ یہ ۳۱۷ھ کا واقعہ ہے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الزیج:۔ اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلا اور دوسرا۔ دوسرا نسخہ پہلے نسخہ سے بہتر ہے۔

کتاب معرفۃ مطالع البروج فیما بین ارباع الفلک جو برسالۃ فی تحقیق اقدار الاتصالات کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب اس نے ابوالحسن بن فرات کے لیے لکھی۔

ابن اماجور

ابوالقاسم عبداللہ بن اماجور، اولادِ فراعنہ سے تھا اور فاضل آدمی تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب القرن۔ کتاب الزیج المعروف بالخالص۔ کتاب زاد المسافر۔ کتاب الزیج المعروف بالمزنر کتاب الزیج المعروف بالبدیع۔ کتاب زیج السندہند۔ کتاب زیج المرات۔

اس کا لڑکا ابوالحسن

علی بن ابوالقاسم۔ اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

ہروی

اس کا نام یوسف بن . . . ہے۔ کتاب الزرق النجومی اس کی تصنیفات ہیں

سے ہے جو تقریباً تین سو ورق میں ہے۔

ابو زکریا

جونن بن عمرو بن یوحنّا بن صلت۔ کتاب الاحتجاج فی صحۃ النجوم والاحکام فیہا اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

صیدنانی

اس کا نام عبداللہ بن حسن ہے۔ حساب دان اور منجم تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔
کتاب شرح کتاب محمد بن موسیٰ الخوارزمی فی الجبر۔ کتاب شرح کتابہ فی الجمع والتفریق۔
کتاب فی صنوف الضرب والقسمۃ۔

دندانی

یہ قدما میں سے ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن علی نصرانی اور کنیت ابو علی ہے۔ کتاب صناعۃ التنجیم اس کی تصنیف ہے جو میں نے دیکھی ہے بوسیدہ حالت میں تھی۔

متاخرین منجموں اور مہندسوں کا دوسرا طبقہ
جن کے جائے سکونت کا پتہ نہیں چل سکا

ادمی

ابو علی حسین بن محمد۔ کتاب الحرافات والخیطان وعمل الساعات اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

حیّانی

اس کی کنیت ابو الفضل اور نام . . . ہے۔ کتاب الزیج السندسی اس کی تصنیفات

میں سے ہے۔

ابن باغان

عباس بن باغان بن ربیع۔ اس کی کنیت ابوالفضل ہے۔ علمائے ہیئت میں سے تھا۔ کتاب قسمۃ المعمور من الارض و ہیئۃ الدنیا اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن ناجیہ

اس کا نام محمد بن . . . کاتب ہے۔ کتاب المساحۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابو عبداللہ

محمد بن حسن بن اخو ہشام شطوی۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب عمل الرخامۃ المنحرفۃ۔ کتاب عمل الرخامۃ المطبلۃ و صنعۃ البنادق و عمل الارتفاع والسموات ۔

اصحاب اعداد و حساب میں سے نئے لوگ

عبدالحمید

ابوالفضل عبدالحمید بن واسع بن ترک ختلی۔ علمائے حساب میں سے تھا۔ کہتے ہیں اس کی کنیت ابومحمد تھی۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی الحساب :۔ یہ چھ کتابوں پر مشتمل ہے۔
کتاب المعاملات ۔

ابو برزہ

فضل بن محمد بن عبدالحمید بن واسع بن ترک ختلی۔ تصنیفات یہ ہیں ۔

کتاب المعاملات۔ کتاب المساحۃ۔

ابو کامل

ابو کامل شجاع بن اسلم بن محمد بن شجاع محاسب مصر کا باشندہ تھا اور اس کا شمار فضلاء و علمائے حساب میں ہوتا تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الفلاح۔ کتاب مفتاح الفلاح۔ کتاب الجبر والمقابلۃ۔ کتاب العصیر کتاب الطیر۔ کتاب الجمع والتفریق۔ کتاب الخطائین۔ کتاب المساحۃ والہندسۃ۔ کتاب الکفایۃ۔

سنان بن فتح

باشندگان حران میں سے تھا۔ علم حساب واعداد میں فوقیت رکھتا تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب التخت فی الحساب الهندی۔ کتاب الجمع والتفریق۔ کتاب شرح الجمع والتفریق۔ کتاب الوصایا۔ کتاب حساب المکعبات۔ کتاب شرح الجبر والمقابلۃ للخوارزمی۔

ابو یوسف مصیصی

اس کا نام یعقوب بن محمد محاسب ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجبر والمقابلۃ۔ کتاب الوصایا۔ کتاب تضاعیف بیوت الشطرنج۔ کتاب الجامع۔ کتاب نسبۃ السینن۔ کتاب جوامع الجامع۔ کتاب الخطائین۔ کتاب حساب الدور۔

رازی

نام یعقوب بن محمد اور کنیت ابو یوسف ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی الحساب۔ کتاب التخت۔ کتاب حساب الخطائین۔ کتاب الثنیین المسئلۃ الغریبۃ۔

محمد

بن یحییٰ بن اکثم قاضی ۔ کتاب المسائل الاعداد اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

کرابیسی

یہ احمد بن عمر ہے۔ فضلائے مہندسین اور علمائے اعداد و ریاضی میں سے ہے تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب تفسیر اقلیدس ۔ کتاب حساب الدور ۔ کتاب الوصایا ۔ کتاب مساحۃ الحلقۃ ۔ کتاب الہندی ۔

احمد بن محمد

یہ عالم حساب تھا۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب ۔ ال محمد بن موسیٰ فی النیل ۔ کتاب المدخل الی علم النجوم ۔ کتاب الجمع والتفریق ۔

مکی

جعفر بن علی بن محمد مہندس مکی ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الہندسۃ ۔ رسالۃ المکعب ۔

اصطخری

عالم حساب تھا ۔ اس کا نام ۔ ۔ ۔ ہے ۔
تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الجامع فی الحساب ۔ کتاب شرح کتاب ابی کامل فی الجبر ۔

وہ شخص جو محمد بن لرہ کے نام سے مشہور ہے

عالم حساب تھا اور اصفہان کا باشندہ تھا۔ کتاب الجامع فی الحساب اس کی تصنیف ہے۔

مہندسین، اصحاب اعداد اور منجمین کا وہ نیا گروہ

جو

موت وحیات کے بارے میں ہمارا قریب العہد ہے

یوحنا قسیس

اس کا نام یوحنا بن یوسف بن حارث بن بطریق قسیس ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر لوگ کتاب اقلیدس اور دیگر کتب ہندسہ پڑھتے تھے۔ اس نے یونانی زبان سے ترجمے بھی کیے۔ یہ ایک فاضل شخص تھا۔ اس کی وفات سنہ . . . میں ہوئی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب اختصار جدولین فی ہندسۃ۔ کتاب مقالۃ فی البرہان علی انہ متی وقع خط مستقیم علی خطین مستقیمین موضوعین فی سطح واحد صیر الزاویتین الداخلتین اللتی فی جہۃ واحدۃ انقص من زاویتین قائمتین۔

ابن رقح صابی

. . . .

ابو جعفر خازن

اس کا نام . . . ہے۔ تصنیفات یہ ہیں: کتاب زیج الصفائح، کتاب المسائل العددیۃ

علی بن احمد عمرانی

یہ موصل کا باشندہ تھا اور فاضل آدمی تھا۔ بڑی کتابیں جمع کرتا تھا۔ لوگ دور دراز کے مقامات سے آکر اس سے پڑھتے تھے۔ ۳۴۴ھ میں فوت ہوا۔ کتاب شرح کتاب الجبر والمقابلہ لابی کامل اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابوالوفاء

محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسماعیل بن عباس بدھ کے روز یکم رمضان ۳۲۸ھ کو نیشاپور کے ایک شہر بوزجان میں پیدا ہوا، اور علوم حسابیات وعددیات کی تحصیل اپنے چچا ابوعمرو مغازلی اور ماموں ابوعبداللہ اور محمد بن عنبسہ سے کی اور ہندسہ ابویحییٰ ماوردی اور ابوالعلاء بن کرنیب سے پڑھا۔ ابوالوفاء ۳۴۸ھ (یعنی ۳۴۸ھ) میں عراق منتقل ہو گیا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب ما یحتاج الیہ العمال والکتاب من صناعۃ الحساب:- یہ سات منزلوں میں ہے اور ہر منزل سات ابواب پر مشتمل ہے۔ منزلِ اوّل نسبت، منزلِ دوم ضرب اور تقسیم، منزل سوم امور مساحات، منزلِ چہارم امورِ خراج، منزلِ پنجم مقاسمہ وحصہ بندی، منزل ششم صرافی اور منزلِ ہفتم معاملاتِ تجارت سے متعلق ہے۔

کتاب تفسیر کتاب الخوارزمی فی الجبر والمقابلۃ۔ کتاب تفسیر کتاب دیوفنطس فی الجبر۔ کتاب تفسیر کتاب ابرخس فی الجبر۔ کتاب المدخل الی الارثماطیقی:- ایک مقالہ۔

کتاب فیما ینبغی ان یحفظ قبل کتاب ارثماطیقی۔ کتاب البراہین علی القضایا التی استعمل دیوفنطس فی کتابہ وعلی ما استعملہ ہو فی التفسیر۔

کتاب استخراج ضلع المکعب بمال مال وما یترکب منہما:- ایک مقالہ

کتاب معرفۃ الدائرۃ من الفلک:- ایک مقالہ

کتاب الکامل:- تین مقالات پر مشتمل ہے۔ مقالہ اولیٰ، ان امور کو محیط ہے جن کا

علم حرکات کواکب۔ سے قبل ضروری ہے اور مقالہ ثانی، حرکات کواکب کے موضوع پر مشتمل ہے اور مقالہ ثالث ان امور کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو حرکات کواکب کے وقت پیش آتے ہیں۔

کتاب زیج الواضح:۔ تین مقالات۔ مقالہ اولیٰ ان باتوں پر محتوی ہے جن کا حرکات کواکب سے قبل جاننا ضروری ہے۔ دوسرا حرکات کواکب سے متعلق ہے اور تیسرا ان مسائل کو گھیرے ہوتے ہے جو حرکات کواکب کے دوران میں پیش آتے ہیں۔

اس کے چچا ابوسعید کی تصنیف کتاب مطالع العلوم للمتعلمین ہے۔ یہ تقریباً پچاس سو ورق میں پھیلی ہوئی ہے۔

کوہی

ابوسہل ویجن بن رستم کوہستان طبرستان کا باشندہ تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب مراکز الاکر:۔ ناتمام

کتاب الاصول علی تحرکتاب اقلیدس:۔ جو کچھ اس سے دستیاب ہوا ہے وہ کتاب البر کالا تمام اور کتاب صنعۃ الاصطرلاب بالبراہین ہیں جو دو دو مقالات پر مشتمل ہیں۔

کتاب احداث النقط علی الخطوط۔

کتاب علی المنطقیین فی توالی الحرکتین:۔ یہ ثابت بن قرہ کی تائید میں لکھی گئی۔

کتاب مراکز الدوائر علی الخطوط من طریق التحلیل دون الترکیب۔

کتاب الزیادات علی ارشمیدس فی المقالۃ الثانیۃ۔

رسالۃ فی استخراج الضلع المسبع فی الدائرۃ۔

غلام زحل

ابوالقاسم عبداللہ بن حسن . . . کا باشندہ تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب التسییرات:۔ ایک مقالہ

کتاب الشعاعات :۔ ایک مقالہ
کتاب احکام النجوم ۔
کتاب بتیرات والشعاعات :۔ یہ ضخیم کتاب ہے۔
کتاب الجامع الکبیر ۔کتاب الاصول المجرّدۃ ۔کتاب الاختیارات ۔کتاب الانفصالات ۔

صوفی

ابوالحسین عبدالرحمٰن بن عمر ۔فاضل منجمین میں سے تھا ۔عضد الدولہ کے شاذ کوہ کے
زمانۂ قیام میں یہ اس کا خادم تھا ۔اس کی ولادت سنہ . . . اور وفات سنہ۔ میں ہوئی۔
کتاب الکواکب مصوّر اس کی تصنیف ہے ۔

الطاکی

اس کا لقب مجتبی اور نام . . . تھا ۔۳۷۰ھ کے قریب فوت ہوا ۔تصنیفات

یہ ہیں :۔
کتاب التخت الکبیر فی الحساب الہندی ۔کتاب فی الحساب علی التخت بلا محو ۔کتاب
تفسیر الارثماطیقی ۔کتاب استخراج التراجم ۔کتاب تفسیر اقلیدس ۔کتاب فی المکعّبات ۔

کلواذانی

ابونصر محمد بن عبد اللہ کلواذانی ماہرِ حساب ۔علم حساب کے فاضلوں میں سے ہے اور
ہمارے زمانہ میں زندہ ہے ۔کتاب التخت فی الحساب الہندی ۔اس کی تصنیفات
میں سے ہے ۔

قصرانی

اس کا نام . . . ہے ۔

آلات اور اُن کے بنانے والے

زمانۂ قدیم میں اسطرلاب مسطح ہوتے تھے۔ اس کا موجد اوّل بطلیموس ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ بطلیموس سے قبل معرضِ وجود میں آچکے تھے۔ اس باب میں کوئی تحقیقی رائے ظاہر کرنا مشکل ہے۔

ابیون بطریق پہلا شخص ہے جس نے مسطح اسطرلاب بنایا۔ اس طرح کے آلات شہر حرّان میں بنائے جاتے تھے۔ یہیں سے یہ پھیلے اور ان کی اشاعت و ترقی ہوئی سلطنتِ عباسیہ کے زمانہ میں یہ کثرت سے بننے لگے۔ آغاز مامون کے عہد سے ہوا، اور اب تک یہ جاری ہے۔ مامون نے سبب رصد یا معائنۂ افلاک کی خواہش ظاہر کی تو ابن خلف مروروذی کو طلب کیا، ابن خلف نے اس کے لیے ذات الحلق اسطرلاب تیار کر دیا جو بعینہٖ ہمارے شہر کے بعض علماء کے پاس موجود ہے۔ مروروذی نے بھی اسطرلاب بنایا۔

بنانے والوں کے نام

ابن خلف مروروذی۔
فزاری :۔ اس کا ذکر پہلے گذر چکا۔
علی بن عیسیٰ، غلام مروروذی۔
خفیف :۔ غلام علی بن عیسیٰ، جو اس سلسلے میں ماہر اور فاضل تھا۔
احمد بن خلف، غلام علی بن عیسیٰ۔
محمد بن خلف :۔ یہ بھی علی کا غلام تھا۔
احمد بن اسحاق حرانی —— ربیع بن فراس حرانی۔
قلسطوس :۔ غلام خفیف۔
علی بن احمد هندس :۔ غلام خفیف۔
محمد بن شداد بلدی۔

علی بن صر د حرانی -
شجاع بن . . . یہ سیف الدولہ کے پاس رہتا تھا اور بسطولس کا غلام تھا۔
ابن سلام :۔ غلام بسطولس -
عجلی اسطرلابی :۔ غلام بسطولس -
عجلیہ :۔ یہ اس کی بیٹی تھی جو سیف الدولہ کے پاس رہتی تھی اور بسطولس کی شاگرد تھی۔

احمد اور محمد پسرانِ خلف کے بعض غلام

جابر بن سنان حرانی -جابر بن قرّہ حرانی -سنان بن جابر حرانی- فراس بن حسن حرانی - ابو زبیع حامد بن علی جو علی بن احمد مہندس کا غلام تھا۔

بعض غلامانِ حامد بن علی

ابن بنجیہ ، اس کا نام . . . تھا- بوقی ، اس کا نام حسین تھا ، لیکن بعد میں اسے عبدالصمد میں بدل لیا۔

کچھ اور آلات ساز لوگ

علی بن یعقوب رصاص -علی بن سعید اقلیدسی - احمد بن علی بن عیسیٰ - یہ ہمارے قریب کے زمانہ کا شخص ہے۔

قرّہ بن قمیطا حرانی

اس نے دنیا کا ایک نقشہ بنایا ، جسے ثابت بن قرہ حرانی نے اپنی طرف منسوب کر لیا- میں نے یہ نقشہ دیکھا ہے ، جو ایک دبیز دبیقی کپڑے پر مرقسم تھا ، اور مختلف مومی رنگوں سے تیار کیا گیا تھا۔

حرکات کے موضوع سے متعلق تصنیف شدہ کتابیں

کتاب عمل الآلۃ التی تطرح البنادق :۔ از ارشمیدس ۔
کتاب الدوائر والدوالیب :۔ از ہرقل نجار ۔
کتاب فی الاشیاء المتحرکۃ من ذاتہا۔ از ایرن ۔
کتاب آلۃ الزمر البوقی ۔ کتاب الزمر الریحی ۔
کتاب دوالیب :۔ از مورطس ۔
کتاب الارغنن ۔
کتاب الحیل :۔ از بنو موسیٰ منجم ۔ یہ متعدد حرکات پر مشتمل ہے ۔

ابو یعقوب اسحاق بن حُنین

فضل و بزرگی اور یونانی اور سریانی سے ترجمہ کرنے میں یہ اپنے باپ کا ہم پایہ تھا۔ عربی خوب جانتا تھا۔ اس کو انہی خلفا کی خدمت کرنے کا اتفاق ہوا کہ جن کی خدمت کا موقع اس کے باپ کو ملا تھا۔ آخری ایام حیات میں قاسم بن عبید اللہ سے وابستگی اختیار کر لی تھی۔ قاسم اس کو مقدم گردانتا اور محرم اسرار سمجھتا تھا۔ ربیع الاول ۲۹۸ھ میں فوت ہوا۔ قدیم کتابوں کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الادویۃ المفردۃ :۔ حروف کی ترتیب کے لحاظ سے ۔
کتاب کناش الخف ۔
کتاب تاریخ الاطباء ۔

حواشی

۱؎ ابن ندیم نے ثابت بن قرہ کی ولادت و وفات کے سن تحریر کئے ہیں اس سے ،

سے اس کی عمر ۷۶ سال بنتی ہے نہ کہ ۷۰ سال۔ ۷۷ سال مصنفِ الفہرست کا سہو یا کاتب کی
غلطی ہے۔ ابن خلکان نے بھی اس کی عمر کے یہی سن لکھے ہیں، مگر کل عمر کی تعیین نہیں کی۔
(ملاحظہ ہو وفیات الاعیان۔ جلد اول، مطبوعہ مصر۔ صفحہ ۲۷۸)

فلوگل نے ایک اور نسخہ "دعشر" کا بھی لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ولادت ۲۱۰ھ میں
میں ہوئی۔ اس حساب سے اس کی عمر پورے ۷۰ سال بنتی ہے۔

۲؎ باب الشماسیہ — بغداد کا ایک محلہ۔

۳؎ باب خراسان — یہ مشرق بغداد کے شمال میں ہے اور ان چار دروازوں میں سے ایک ہے
جو عباسی خلیفہ منصور نے ۱۴۵ھ میں مدینۃ السلام بغداد میں تعمیر کیے۔

۴؎ قصر الجص — سامرا کے قریب یہ ایک نہایت مضبوط اور پرشکوہ محل تھا، جو عباسی
حکمران ہارون الرشید نے اپنے لیے تعمیر کرایا تھا۔ (معجم البلدان)

۵؎ شاذکوہ — جرجان میں ایک مقام کا نام۔ (ایضاً)

۶؎ دبیق — مصر کا ایک شہر جو دبیق کے نام سے موسوم ہے اور اسی کی طرف دبیقی کپڑا
منسوب ہے۔

مقالۂ ہفتم

تیسرا فن

علما کے احوال واخبار اور ان کی تصنیفات کے نام

یہ فن نئے اور قدیم اطبا کے واقعات و حالات اور ان کے اسمائے کتب پر مشتمل ہے

طب کا آغاز

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ طب کا موجد اول اور پہلا طبیب کون ہے۔ اسحاق بن حنین اپنی تاریخ میں کہتا ہے کہ طب کے موجد اہلِ مصر ہیں۔ اس کا باعث ایک مصری عورت ہے جو اس درجہ شدید غم و اندوہ میں مبتلا ہوئی کہ اس کی وجہ سے اس کے دانت گرنے لگے، ساتھ ہی ضعفِ معدہ کا عارضہ لاحق ہو گیا، سینہ اخلاطِ ردیّہ سے بھر گیا اور حیض بند ہو گیا۔ اتفاقاً اس نے بربنائے اشتہا کچھ مقدار میں زنجبیل کھالی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی تمام تکلیفیں رفع ہو گئیں اور وہ صحت یاب ہو گئی۔ پھر جو لوگ بھی اس عورت کی سی تکلیف میں مبتلا تھے انھوں نے اس کو استعمال کیا اور تکلیف جاتی رہی۔ لوگوں نے ہر نوع کے درد کے لیے تجربۃً بھی اسے استعمال کیا۔

کچھ اور لوگوں کا کہنا ہے کہ ہرمس جو تمام فنون اور فلسفہ کا موجد ہے، طب کا موجد و مخترع بھی وہی ہے۔ بعض لوگ باشندگان قوریاقوس کو اس کے موجد قرار دیتے ہیں اور ثبوت میں ان ادویہ کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں جو ایک ملکہ نے بادشاہ کی بیوی کو اس کی بیماری کے دوران میں استعمال کرائی تھیں۔ بعض لوگ اس کی تخلیق و اختراع کو جادوگروں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس کے بانی اہلِ بابل و ایک

قول کے مطابق اہلِ فارس ، ایک قول کے مطابق اہلِ ہند ، ایک قول کے مطابق اہلِ یمن اور ایک قول کے مطابق اہلِ منقلب ہیں۔

پہلا شخص جس نے مباحثِ طب کا آغاز کیا

یحییٰ نحوی کی رائے کے مطابق ، جو اس کی تاریخ میں مذکور ہے عہدِ جالینوس تک فنِ طب کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں رہی وہ علی الترتیب یہ آٹھ شخص ہیں۔ استقلبیوس اول - غورروس - مینس - برمانیدس - فلاطن طبیب - استقلبیوس ثانی - بقراط ثانی ، محافظِ نفوس اور جالینوس جس کے معنی آرام وسکون سے بہرہ مند کے ہیں۔

یحییٰ کا کہنا ہے کہ استقلبیوس اول کے ظہور سے جالینوس کی وفات تک پانچ ہزار پانچ سو ساٹھ برس کا عرصہ بنتا ہے۔ اس عرصہ میں آٹھ قائدینِ طب میں سے ہر ایک کے درمیان سن وسال کی ایک طویل فطرت و مدت حائل ہے۔

استقلبیوس اور غورروس کے درمیانی عرصے کے طبیب

سوربدوکس - مابنوس - مناد یاس مسیناوس - سغرودس اول - اسغلوس - سمربلس افطیمیاخس افلیمون - اغانیذس - امنورس طبیب -

غوروس اور مینس کے درمیانی عرصے کے اطبّا

وہ کہتا ہے کہ غوروس اور مینس کے درمیانی عرصہ میں یہ اطبا پیدا ہوئے۔ ابنورس - سفوندرس ثانی - احلیفون - اسقوریس - وراوس - اسقلس - مرطیس - افلاطن اول طبیب - بقراط اوّل -

مینس اور برمانیدس کے درمیانی عرصے کے اطبا

وہ مزید کہتا ہے کہ مینس اور برمانیدس کے درمیانی [illegible] یہ طبیب

پیدا ہوئے ہے۔

سیمانس۔ساوارس۔سوراطیمس۔مولوقس۔سورانیدلیوس۔ساموس۔میقلوسس ثانی۔
نیطافرون۔سوناخس۔سونالوس۔ماماخس۔برمانیدس۔

برمانیدس اور فلاطن کے درمیانی وقفے کے اطبا

پھر برمانیدس اور افلاطون طبیب کے درمیانی وقفہ میں یہ طبیب تھے۔
اقرن انفراغیطی۔سجیس۔القلس۔فیلس۔افاقوطیس۔اکسیدوس۔میلسس

فلاطن اوّل اور اسقلبیوس ثانی کے درمیانی وقفے کے اطبا

فلاطن اوّل اور اسقلبیوس ثانی کے درمیانی [illegible] میں یہ طبیب پیدا ہوئے ہے۔
میلن افراغیطی۔ثاسلیوس طبیب۔اندروماخس قدیم۔افلاغورس۔ماخالس۔فسطس۔
منیورس۔غالوس۔ماراطناس۔افرقلس طبیب۔فوثاغورس طبیب۔ماحینس۔فسطس۔فالوس۔
ماذامرموس۔

اسحاق بن حنین کہتا ہے، مذکورہ بالاحکما و فلاسفہ کے زمانہ میں یہ لوگ پیدا ہوئے ہے۔
فوثاغورس۔دیوقلیس۔باردون۔انباذقلس۔اقلیدس۔طیماناوس۔انکیسانس۔ساوری۔
تالسس۔دیمقراطس۔یہ بقراط اور اس کے استاد اسقلبیوس سے وابستہ ہوگیا تھا۔

شعرائے یونان

وہ مزید کہتا ہے کہ شعرائے یونان یہ تھے ہے۔

امیروس۔فلقس اور مارلیس۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اب تک ہم نے ان چند اطبا کا ذکر کیا ہے جن کی نہ کوئی تصنیف ہم تک پہنچی ہے اور نہ کوئی کتاب عربی میں منتقل ہوئی ہے۔ بجز ان کتابوں کے جو اس دور تک ہمارے علم میں آسکی ہیں۔ اب ہم ان اطبا کے تذکرہ کا آغاز کریں گے جو اصحاب

تصنیفات ہیں اور جن کی کتابیں ہمیں دستیاب ہوئی ہیں اور عربی میں منتقل ہو چکی ہیں۔ اس سلسلہ کا آغاز ہم رئیس الاطباء۔ بقراط سے کرتے ہیں۔

بقراط، جسے۔ تا۔ کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں

بقراط بن ابر اقلیس، اسقلبیوس ثانی کے تلامذہ میں سے تھا۔ اسقلبیوس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے ان تین شاگردوں کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ یعنی ——

ما غارینس۔ وارخس اور بقراط کو ——!

ماغارینس اور وارخس کی موت کے بعد علم طب کی قیادت بقراط کو حاصل ہوئی یحییٰ نحوی کہتا ہے بقراط یگانۂ روزگار، فاضل کامل، نادر الکلام اور تمام علوم کا ایسا لائق استاذ و معلم تھا کہ اسے بطور ضرب المثل بیان کیا جاتا تھا، طبیب اور فلسفی تھا اور اس کے فضل و علم کا سلسلہ یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ لوگ اس کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اس کے کردار و سیرت کی تفصیل بڑی طویل ہے۔ فنِ قیاس و تجربہ میں اس کو اس درجہ عجیب و غریب دسترس اور استطاعت ودیعت ہوئی تھی کہ کوئی ناقد و نکتہ چیں اس موضوع سے متعلق اس پر لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اجنبیوں اور ناواقفوں کو تعلیم طب سے آشنا کیا۔ اور اُن کو اپنی اولاد کے برابر درجہ دیا، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب عہد میں اجنبی اطبّا کو خطاب کرتے ہوئے کہا اور ان کو اس بنیادی نکتہ سے آگاہ کیا یہ قدم اس نے اس خوف و اندیشہ کے پیش نظر اٹھایا تھا کہ علم طب کہیں کرۂ ارض سے نابود ہی نہ ہو جائے۔

یحییٰ کے علاوہ دوسرے لوگوں کا قول

قدیم تاریخوں میں مذکور ہے کہ بقراط بہمن بن اردشیر کے زمانہ میں ہوا ہے۔ بہمن بیمار پڑا تو بقراط کے شہر کے لوگوں سے استدعا کی کہ وہ بقراط کو اس کے پاس بھیج دیں۔ مگر ان لوگوں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر بقراط کو ہمارے شہر سے لے جایا گیا تو ہم تمام باشندگانِ شہر نکل کھڑے ہوں گے اور اس کو یہاں رکھنے کے لیے جنگ کریں گے۔

بہمن اس سے متاثر ہوا، اور اس کو اپنے ہی کے پاس رہنے دیا۔
بقراط ۹۶ بخت نصر میں پیدا ہوا جو بہمن بادشاہ کا چودھواں سال تھا۔

اب ہم پھر قول یحیٰی کی طرف رجوع کرتے ہیں

اسقلبیوس اوّل کے بعد یکے بعد دیگرے جو آٹھ مختر عین طب گزرے، بقراط ان میں سے ساتواں اور جالینوس آٹھواں ہے، جس پر کہ اس فن کی قیادت و سیادت کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر بقراط سے جالینوس کی ملاقات نہیں ہوئی، کیونکہ ان دونوں کے درمیان چھ سو پینسٹھ (۶۶۵) سال کا فاصلہ حائل ہے۔

بقول یحییٰ بقراط نے پچانوے (۹۵) سال کی عمر پائی جس میں سولہ سال بچپن اور حصول علم میں گزرے اور ۷۹ سال عالم اور معلم رہا۔ بقراط نے وفات کے بعد تین اولادیں چھوڑیں جو یہ ہیں :۔

ثاسلوس۔ دارقن اور ایک لڑکی جس کا نام مابارسیا ہے۔

یہ لڑکی اس کے لڑکوں سے زیادہ دانشمند اور عالمہ تھی۔ پھر اس کی اولاد کی اولاد سے بقراط بن ثاسلوس اور بقراط بن دارقن ہوئے۔

اسحاق کی تحریر کی رو سے بقراط نے ۹۵ سال کی عمر پائی۔

بقراط کے شاگرد جو اس کے خاندان اور دوسرے لوگوں سے تعلق رکھتے تھے

لاذن۔ ماسرجس۔ ساوری۔ یکساغوس۔ فولس۔ یہ اس کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جلالت و اہمیت کا حامل تھا۔ مابنسون۔ اسطاث۔ غورس۔ سنبلیقیوس۔ ثاثالس۔

تصنیفاتِ بقراط کے شارحین
جو اس کے بعد جالینوس کے دور تک گذرے

سنبلیقیوس۔ سطالس۔ دیستوردوس اوّل۔ طیماوس فلسطینی۔ مانطیاس۔ اسطورطس ثانی۔

تیاسی بلادیس۔ یہ الفصول کا شارح ہے۔ اور جالینوس۔

تصانیف بقراط، ان کے ترجمے اور شروح و تفاسیر،

ان میں سے جو زبانِ عربی میں موجود ہیں

تفاسیر جالینوس

کتاب عہد بقراط، بتفسیر جالینوس۔ حنین نے اس کا سریانی میں ترجمہ کیا۔ اور اپنی طرف سے کچھ اضافے بھی کیے۔ حبیش اور عیسیٰ بن یحییٰ نے اسے عربی میں منتقل کیا:۔ ایک مقالہ

کتاب الفصول بتفسیر جالینوس۔ حنین نے محمد بن موسیٰ کے لیے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ سات مقالات۔

کتاب تقدمۃ المعرفۃ بتفسیر جالینوس۔ حنین نے اس کے اصل متن کا ترجمہ عربی میں کیا۔ بعد ازاں عیسیٰ نے اس کی تفسیر کو عربی کا جامہ پہنایا۔

کتاب الامراض الحادۃ، بتفسیر جالینوس:۔ پانچ مقالات۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے اس کے تین مقالات کا عربی میں ترجمہ کیا۔

کتاب الکسر، بتفسیر جالینوس۔ حنین نے محمد بن موسیٰ کے لیے اسے عربی کے قالب میں ڈھالا۔ ۔ چار مقالات۔

کتاب ابیدیمیا۔ جالینوس نے اس کے مقالۂ اول اور دوم کی تین مقالات میں، اور تیسرے کی چھ مقالات میں شرح کی۔ چوتھے، پانچویں اور ساتویں کی شرح جالینوس نے نہیں کی۔ البتہ اس نے چھٹے کی شرح آٹھ مقالات میں کی جس کو عیسیٰ بن یحییٰ نے عربی میں منتقل کیا۔

کتاب الاخلاط، بتفسیر جالینوس۔ تین مقالات۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے احمد بن موسیٰ کے لیے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔

کتاب فاضیفیون، بتفسیر جالینوس۔ تین مقالات حنین نے محمد بن موسیٰ کے لیے اس کو عربی کا جامہ پہنایا۔

کتاب الماؤ والہوا بتفسیر جالینوس ۔ تین مقالات اس کے اصل متن کا ترجمہ حنین نے عربی میں کیا اور تفسیر کا حبیش بن اسحاق نے کیا۔

کتاب طبیعۃ الانسان بتفسیر جالینوس :۔ تین مقالات حنین نے اصل متن کو اور عیسیٰ بن یحییٰ نے تفسیر کو عربی میں منتقل کیا ۔

ارجیجانس

یہ جالینوس سے پہلے ہوا ہے اور اس نے اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو موردِ اعتراض گردانا ہے ۔ اس کی تصنیفات میں سے کتاب ہے۔

جالینوس

جالینوس کا ظہور بقراط کی وفات سے ۶۶۵ سال بعد ہوا، اور یہ اپنے زمانہ میں فنِ طب کی قیادت و سربراہی کے منصب پر فائز ہوا ۔ یہ ان قائدینِ فن میں کا آٹھواں شخص ہے، جن میں کا پہلا شخص، موجدِ طب اسقلبیادس تھا۔

جالینوس کا استاد و معلم ارمینس رومی تھا۔ اغلوقن سے بھی اس نے اخذِ علم کیا اور اس نے اس کے لیے کچھ مقالات بھی لکھے اور ان دونوں کے درمیان مباحثے بھی ہوتے۔ جالینوس نے اپنی کتاب — جو اخلاق کے موضوع سے متعلق ہے ۔ —— مقالۂ اولیٰ میں، اس کی وفاشعاری اور محاسن و مناقب کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں کے نام درج کیے ہیں جنھیں اپنے اس قائد و سربراہ کی گرفتاری کے بعد مصائب و مشکلات میں مبتلا کیا گیا اور اپنے رفقا کے معائب ظاہر کرنے پر مجبور کیا گیا، لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، ور شدید تکلیفیں انتہائی صبر و شکیب سے برداشت کرتے رہے۔

یہ واقعہ ۵۱۴ اسکندری کا ہے اور یہی وہ صحیح ترین بات ہے جو جالینوس اور

اس کے عہد و زمان کے بارے میں بیان کی جاتی ہے۔

ایک اور حکایت

جالینوس، دورِ ملوک الطوائف میں قبادبن شاپور بن اشغان کے زمانہ میں ہوا۔ اس طرح یحییٰ نحوی اور اسحاق بن حنین کے حساب کے مطابق ہمارے زمانہ تک اس کی وفات پر نوسو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

جالینوس بادشاہوں کے ہاں خاص قدر و منزلت کا حامل تھا اور ان کے ہاں اس کا بہت آنا جانا تھا۔ یہ اکثر گھومتا پھرتا رہتا اور لوگوں کے کام آتا۔ اس کا زیادہ تر سلسلۂ سفر شہر رومیہ میں رہتا، اس لیے کہ وہاں کا بادشاہ مرضِ جذام میں مبتلا تھا اور اسے اکثر اپنے ہاں بلا بھیجتا۔

جالینوس، اسکندر افرودیسی سے بہت زیادہ میل و جول رکھتا تھا اور اسکندر نے اس کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے اسے "رأس البغل" کا لقب دے رکھا تھا۔ جالینوس کی وفات بھی ملوک الطوائف ہی کے دور میں ہوئی۔ اس کے اور مسیح کے درمیان ستاون برس کا فرق ہے۔ مسیح علیہ السلام کا زمانہ اس سے پہلے کا ہے۔

جالینوس کی کتابیں، ان کے ترجمے اور شروح

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ حنین کی یہ خوش بختی ہے کہ حبیش بن حسن اعسم اور عیسیٰ بن یحییٰ وغیرہ نے جو عربی ترجمے کیے وہ حنین کی طرف منسوب کر دیے گئے۔

اگر ہم جالینوس کی اس فہرستِ تصانیف پر نظر ڈالیں، جو حنین نے علی بن یحییٰ کے لیے ترتیب دی، تو معلوم ہوگا، کہ حنین کے بیشتر ترجمے سریانی میں تھے۔

البتہ اس نے کچھ دوسرے لوگوں کے عربی ترجموں کی اصلاح کی یا اس میں کچھ تغیر و تبدل کیا۔

اُن سولہ کتابوں کی فہرست جنھیں اطبّا

بہ ترتیب پڑھتے تھے

کتاب الفرق :- ترجمہ حنین - ایک مقالہ

کتاب الصناعۃ :- ترجمہ حنین - ایک مقالہ

کتاب الی طوثرن فی النبض :- ترجمہ حنین - ایک مقالہ

کتاب الی اغلوقن فی التأتی لشفاء الامراض :- ترجمہ حنین - دو مقالے

کتاب المقالات الخمس فی التشریح :- ترجمہ حنین

کتاب الاسطقسات :- ترجمہ حنین - ایک مقالہ

کتاب المزاج :- ترجمہ حنین - تین مقالات

کتاب القوی الطبیعیۃ :- ترجمہ حنین - تین مقالات

کتاب العلل والامراض :- ترجمہ حنین - چھ مقالات

کتاب تعرّف علل الاعضاء الباطنۃ :- ترجمہ حبیش - چھ مقالات

کتاب النبض الکبیر :- ترجمہ حبیش - یہ سولہ مقالات ہیں جو چار حصوں میں منقسم ہیں۔ ان میں سے ایک مقالہ کا ترجمہ حنین نے عربی میں کیا۔

کتاب الحمیات :- ترجمہ حنین - دو مقالات

کتاب البحران :- ترجمہ حنین - تین مقالات

کتاب ایام البحران :- ترجمہ حنین - تین مقالات

کتاب تدبیر الاصحاء :- ترجمہ حبیش - چھ مقالات -

کتاب حیلۃ البرء :- حبیش نے عربی میں ترجمہ کیا اور حنین نے چھ پہلے مقالات کی اصلاح کی۔ یہ کتاب چودہ مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری آٹھ مقالات کی اس نے محمد بن موسیٰ کی درخواست پر اصلاح کی۔

وہ تصنیفات جو سولہ کتابوں کے علاوہ ہیں

کتاب التشریح الکبیر :- پندرہ مقالات حنین نے اپنی فہرست میں اس کے عربی ترجمہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ میں نے اس کا وہ ترجمہ دیکھا ہے جو جبیش نے کیا۔

کتاب اختلاف التشریح :عربی ترجمہ جبیش - دو مقالات

کتاب تشریح الحیوان المیت :- عربی ترجمہ جبیش - ایک مقالہ

کتاب تشریح الحیوان الحی :- عربی ترجمہ جبیش - دو مقالات

کتاب فی علم بقراط بالتشریح :———— عربی ترجمہ جبیش - پانچ مقالات

کتاب علم ارسطالیس فی التشریح :- ترجمہ جبیش - تین مقالات

کتاب تشریح الرحم :- ترجمہ عربی از جبیش :- ایک مقالہ۔

کتاب حرکات الصدر والرئتہ :- اصطفن بن بسیل نے اس کا عربی ترجمہ کیا اور اس کے ناقص حصوں کی حنین نے اصلاح کی :- تین مقالات

کتاب عس النفس :- اصطفن بن بسیل نے ترجمہ اور حنین نے اپنے لڑکے کے لیے اصلاح کی - دو مقالات -

کتاب الصوت :- حنین نے محمد بن عبد الملک زیات کے لیے عربی میں ترجمہ کیا۔ چار مقالات

کتاب حرکۃ العضل :- ترجمہ اصطفن اور اصلاح حنین - دو مقالات

کتاب الحاجۃ الی النبض :- ترجمہ جبیش - ایک مقالہ

کتاب الحاجۃ الی النفس :- ایک مقالہ - اصطفن نے ترجمہ کیا اور حنین نے آدھے کا ترجمہ کیا۔

کتاب العادات :- ترجمہ جبیش - ایک مقالہ

کتاب آراء بقراط و فلاطن :- ترجمہ عربی از جبیش - دس مقالات

کتاب الحرکات المجہولۃ :- ترجمہ عربی از حنین - ایک مقالہ

کتاب الامتلاءؔ :۔ ترجمۂ اصطفن ۔ ایک مقالہ
کتاب منافع الاعضاءؔ ۔ حبیش نے ترجمہ کیا اور حنین نے ناقص حصوں کی اصلاح کی۔
سترہ مقالات ۔
کتاب فصل الھیات :۔ ترجمہ از حنین بزبان سریانی اور عربی ۔ ایک مقالہ
کتاب خصب البدن :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب سوء المزاج المختلف :۔ ترجمہ از حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب الادویۃ المفردۃ :۔ ترجمہ از حنین ۔ گیارہ مقالات ۔
کتاب الاورام :۔ ترجمہ ابراہیم بن صلت ۔ ایک مقالہ
کتاب المنی :۔ ترجمہ حبیش ۔ دو مقالات
کتاب المولود لسبعۃ اشھر :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب المرۃ السوداءؔ :۔ ترجمہ اصطفن ۔ ایک مقالہ
کتاب ردائۃ التنفس :۔ حنین نے اپنے بیٹے کے لیے ترجمہ کیا ۔ تین مقالات
کتاب تقدمۃ المعرفۃ :۔ ترجمہ عیسیٰ بن یحیٰی ۔ ایک مقالہ
کتاب الفصد :۔ ترجمہ عیسیٰ بن یحیٰی اور ترجمہ اصطفن اور عیسیٰ
کتاب الذبول :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب صفات لصبی یصرع :۔ ابن صلت نے سریانی اور عربی میں ترجمہ کیا ۔ ایک مقالہ
کتاب قوی الاغذیۃ :۔ ترجمہ حنین ۔ تین مقالات
کتاب التدبیر الملطف :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب الکیموس :۔ ثابت، شملی اور حبیش نے عربی میں ترجمہ کیا ۔ ایک مقالہ
کتاب ارسطراطس فی مداواۃ الامراض :۔ ترجمہ حنین بن اسحاق
کتاب تدبیر ابقراط للامراض الحادۃ :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب ترکیب الادویۃ :۔ ترجمہ حبیش اعسم ۔ سترہ مقالات
کتاب الادویۃ المقابلۃ للادواءؔ :۔ ترجمہ عیسیٰ بن یحیٰی ۔ دو مقالات

کتاب الترياق الی بیسن :۔ ترجمہ یحییٰ ابن بطریق ۔ ایک مقالہ
کتاب الی ثراسابولوس :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب الریاضۃ بالکرۃ الصغیرۃ :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب الریاضۃ بالکرۃ الکبیرۃ :۔ ترجمہ حبیش :۔ ایک مقالہ
کتاب فی ان الطبیب الفاضل فیلسوف :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب کتب بقراط الصحیحۃ :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب الحث علی تعلم الطب :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب محنۃ الطبیب :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب مایعتقدہ رأیا :۔ ترجمہ ثابت ۔ ایک مقالہ
کتاب البرہان :۔ یہ پندرہ مقالات میں تھی جس میں سے . . . موجود ہے۔
کتاب تعریف المرعیوب نفسہ :۔ ترجمہ توما اور اصلاح حنین ۔ ایک مقالہ
کتاب الاخلاق :۔ ترجمہ حبیش ۔ چار مقالات
کتاب انتفاع الاخیار باعدائہم :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب ما ذکرہ فلاطن فی طیماوس :۔ اس میں سے بیس مقالات حنین کے ترجمہ کے موجود ہیں۔ باقی تین مقالات کا ترجمہ اسحاق نے کیا۔
کتاب فی ان قوی النفس تابعۃ لمزاج البدن :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب المدخل الی المنطق :۔ ترجمہ حبیش ۔ ایک مقالہ
کتاب المحرک الاول لا یتحرک :۔ ترجمہ حنین ۔ ایک مقالہ ۔ عیسیٰ بن یحییٰ اور اسحاق نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔
کتاب عدد المقاییس :۔ ترجمہ اصطفن بن بسیل ۔ اسحاق نے بھی علی بن یحییٰ کے لیے اس کا ترجمہ کیا۔
کتاب تفسیر الثانی من کتب ارسطالیس ترجمہ :۔ اسحاق بن حنین ، تین مقالات

روفس

یہ شہر افسس میں جالینوس سے پہلا ہوا ہے۔ فنِ طب میں فوقیت رکھتا تھا اور اہلِ افسس میں کوئی شخص اس سے بڑھ کر فاضل نہ تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب تسمیۃ اعضاء الانسان :۔ ایک مقالہ
کتاب فی العلۃ التی لیعرض معہا الفزع من الماء :۔ ایک مقالہ
کتاب الیرقان والمرار :۔ ایک مقالہ
کتاب الامراض التی تعرض فی المفاصل :۔ ایک مقالہ
کتاب تنقیص اللحم :۔ ایک مقالہ
کتاب تدبیر من لایحضرہ طبیب ۔ دو مقالے
کتاب الذبحۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب طب بقراط :۔ ایک مقالہ
کتاب استعمال الشراب :۔ ایک مقالہ
کتاب علاج اللواتی لایحبلن :۔ ایک مقالہ
کتاب فی وصایا حفظ الصحۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب الصرع :۔ ایک مقالہ
کتاب التریاق :۔ ایک مقالہ
کتاب الحمی الربع :۔ ایک مقالہ
کتاب المرۃ السوداء :۔ دو مقالے
کتاب ذات الجنب وذات الرئۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب التدبیر :۔ دو مقالے
کتاب الباہ :۔ ایک مقالہ
کتاب الطب :۔ ایک مقالہ

كتاب فى الاعمال التى تعمل فى البيمارستانات :- ایک مقالہ
كتاب اللبن :- ایک مقالہ
كتاب العرق :- ایک مقالہ
كتاب الباه :- ایک مقالہ
كتاب فى الابكار :- ایک مقالہ
كتاب فى التين :- ایک مقالہ
كتاب فى تدبير المسافر :- ایک مقالہ
كتاب فى البخر :- ایک مقالہ
كتاب فى القئ :- ایک مقالہ
كتاب الادوية القاتلة :- ایک مقالہ
كتاب عن الكل والشاشة :- ایک مقالہ
كتاب هل كثرة شرب الدواء فى الولاء نافع :-
كتاب فى الاورام الصلبة :-
كتاب فى الذكر :- ایک مقالہ
كتاب فى علة ديونوسس :- اس کا معنیٰ پیپ ہے۔ ایک مقالہ
كتاب الجراحات :- ایک مقالہ
كتاب تدبير الشيخوخة :- ایک مقالہ
كتاب وصايا الاطباء :- ایک مقالہ
كتاب الحقن :- ایک مقالہ
كتاب الولادة :- ایک مقالہ
كتاب الخلع :- ایک مقالہ
كتاب احتباس الطمث :- ایک مقالہ
كتاب الامراض المزمنة على راى بقراط :- ایک مقالہ

کتاب فی مراتب الادویۃ :۔ ایک مقالہ

فیلغریوس

اسحاق بن حنین نے تاریخ الاطبا میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ یہ کس زمانہ میں ہوا۔ عمرو بن فتح کی تحریر کے آخر میں ایک ٹکڑے پر میں نے جو کچھ لکھا ہوا دیکھا، اس کے مطابق اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب من لا یحضرہ طبیب :۔ ایک مقالہ
کتاب وجع النقرس :۔ ایک مقالہ
کتاب الحصاۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب الماء الاصفر :۔ ایک مقالہ
کتاب وجع الکبد :۔ ایک مقالہ
کتاب القولنج :۔ ایک مقالہ
کتاب الیرقان :۔ ایک مقالہ
کتاب خناق الرحم :۔ ایک مقالہ
کتاب عرق النساء :۔ ایک مقالہ
کتاب السرطان :۔ ایک مقالہ
کتاب صنعۃ تریاق الملح :۔ ایک مقالہ
کتاب عضۃ الکلب :۔ ایک مقالہ
کتاب علامات الاستسقاء :۔ پانچ مقالات
کتاب فی القوباء :۔ ایک مقالہ۔ ابوالحسن حرانی نے اس کا ترجمہ کیا، لیکن نامکمل رہا۔
کتاب الی ... فیما یعرض للثۃ والاسنان :۔ ترجمہ ابوالحسن حرانی۔

اوریباسیوس

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ جالینوس کے بعد ہوا یا پہلے۔ تاریخ الاطبا میں اس کا ذکر

نہیں ہے۔ تصنیفات یہ ہیں :-

کتاب الی ابنہ اسطاث :- نو مقالات ۔ ترجمہ حنین

کتاب الی ابیہ اور نافیس :- چار مقالات ۔ ترجمہ حنین

کتاب تشریح الاحشاء :- ایک مقالہ

کتاب الادویۃ المستقلۃ :- ترجمہ اصطفن بن بسیل

کتاب السبعین :- ایک مقالہ ۔ حنین اور عیسیٰ بن یحییٰ نے سریانی میں ترجمہ کیا۔

اطبائے قدیم کا ایک گروہ

ان کی تصنیفات قلیل ہیں اور صحیح طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس زمانہ میں ہوئے۔

اصطفن ۔ جاسیوس ۔ انقیلاوس ۔ مارینوس ۔

یہ لوگ اسکندرانی ہیں اور وہ ہیں جنھوں نے تصنیفات جالینوس بالخصوص اس کی سولہ کتابوں کی تشریح کی، ان کو جمع اور مختصر کیا اور اس کے اقوال کی تلخیص کی۔

اوارس

یہ شخص اسقلبیوس اور غورس کے درمیانی عرصہ میں پیدا ہوا۔ کتاب العلل المہلکۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے جو ایک مقالہ پر مشتمل ہے۔

افلاطن

اس کو "صاحب الکی" کہتے ہیں۔ منقول ہے کہ یہ جالینوس کے اساتذہ میں سے تھا۔ کتاب الکی اس کی تصنیفات میں سے ہے ایک مقالہ میں ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا ترجمہ کس نے کیا۔

اریجانس

اس کا زمانہ جالینوس سے بہت پہلے کا ہے۔ کتاب طبیعۃ الانسان اس کی تصنیفات

میں سے ہے جو ایک مقالہ میں ہے۔

مغنس حمصی

یہ جالینوس سے پہلے کا ہے اور اس کا شمار بقراط کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔
کتاب البول اس کی تصنیفات میں سے ہے جو ایک مقالہ میں ہے۔

فولس اجانیطی

یہ قوابلی کے نام سے مشہور تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الکناش فی الطب :۔ ترجمہ حنین۔ سات مقالات
کتاب فی علل النساء۔

دیسقوریدس العین زربی

اس کو سیاح بلاد کہا جاتا ہے۔ یحییٰ نحوی نے اپنی کتاب التاریخ میں اس کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ لوگ اس پر اپنی جانیں نثار کرتے تھے یہ پاکیزہ نفس تھا۔ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا اور خود تکلیفیں برداشت کرتا ـــ جنگلوں، جزیروں اور دریاؤں سے ادویۂ مفردہ کے علم کی تحصیل کے لیے مختلف ملکوں میں گھومتا رہتا اور جڑی بوٹیوں کی تصویریں بناتا۔ قبل اس کے کہ ان کے عمل و فوائد کے بارے میں سوال کیا جاتا، ان کے فوائد کی تفصیلات بتانا شروع کر دیتا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الحشائش :۔ یہ پانچ مقالات پر مشتمل ہے اور اس پر چوپایوں اور سمیات کے بارے میں دو مقالوں کا اضافہ کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دو مقالے اس کی طرف منحول ہیں۔

اس کا ترجمہ حنین نے اور ایک روایت کے مطابق حبیش نے کیا۔

اقریطون

یہ مزتین کے نام سے مشہور ہے۔ جالینوس سے پہلے اور بقراط کے بعد ہوا۔ کتاب الزینۃ اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

اسکندروس

یہ طرالینوس کے نام سے معروف ہے اور یہی وہ اسکندر طبیب ہے جو جالینوس سے پہلے گزرا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب علل العین وعلاجاتہا :۔ یہ تین مقالات پر مشتمل ہے اور میں نے اس کا ایک قدیم ترجمہ دیکھا ہے۔
کتاب البرسام :۔ ابن بطریق نے تعلبی کے لیے اس کا ترجمہ کیا۔
کتاب الصفار والحیات والدیدان التی تتولد فی البطن :۔ ایک مقالہ۔ قدیم ترجمہ۔

سقالس

کتاب الرحم اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

سورنوس حکیم

اس کے موضع ومقام کا علم نہیں ہوسکا۔ کتاب الحقن اس کی تصنیفات میں سے ہے جس کا ترجمہ اسطاث نے کیا اور اس کی اصلاح حنین نے کی۔

بقارطہ ثابت کی تحریر کی روشنی میں

ثابت بن قرہ سے سوال کیا گیا کہ بقراط کتنے تھے ؟ اس نے کہا، سب سے پہلے جو نسلِ اسقلبیوس سے ہوئے، چار تھے۔ بقراط اوّل سے لے کر جو اغنوسودیقوس کا بیٹا تھا،

اسقلبیادس تک نو پشتیں ہیں پھر بقراط ثانی سے جو میر قلیدس بن بقراط اول کا بیٹا تھا۔ اسقلبیوس تک نو پشتوں کا فاصلہ ہے۔ بقراط ثانی نے اپنے آخری دورِ حیات میں اس لڑائی کا زمانہ بھی پایا جو جنگ پرونیساس کے نام سے مشہور تھی۔ بقراط ثالث سے جو دراقن بن بقراط الثانی کا بیٹا تھا، اسقلبیوس تک گیارہ پشتوں کا فرق ہے۔ پھر بقراط رابع سے جو ثاسوس بن بقراط ثانی کا بیٹا ہے، اسقلبیادس تک گیارہ پشتیں ہوتی ہیں۔ بقراط ثالث اور بقراط رابع دونوں چچا زاد تھے۔ اسی بنا پر ان کے اور اسقلبیوس کے درمیان گیارہ پشتوں کا فرق ہے۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ان چاروں بقارطہ میں سے ہر ایک کے باپ کے درمیان بقراط ثانی کا باپ ثاسوس بھی آتا ہے۔ اور یہ وہ پانچ شخص ہیں، جو اگرچہ بعض امور میں ایک دوسرے پر افضلیت و تقدم کے مستحق ہیں، تاہم ان سب کو مرتبہ کے اعتبار سے عظمت و تکریم کے حامل سمجھا جاتا ہے اور ان کی تصنیفات پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اور اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ کون کتاب کس کی طرف منسوب ہے، دل میں ان کی تفسیر و تشریح کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں جس شخص نے سب سے پہلے علم طب سر رشتۂ تحریر میں منضبط کیا وہ بقراط اول ہے جو اغنوسودیقوس کا بیٹا تھا، اس نے دو کتابیں تصنیف کیں۔ ایک کتاب الکسر والخلع اور ایک کتاب المفاصل۔

بقراط ثانی نے چار کتابیں لکھیں جو یہ ہیں :۔

کتاب تقدمۃ المعرفۃ۔ کتاب الفصول۔ المقالۃ الاولیٰ من ابیذیمیا المقالۃ الثالثۃ من ابیذیمیا۔

جالینوس نے اس کی کتابوں کی تعداد آٹھ بتائی ہے جن میں چھ بہترین کتابیں ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

کتاب الکسر والخلع۔ کتاب المفاصل۔ کتاب تقدمۃ المعرفۃ۔ کتاب الفصول۔ مقالہ اولیٰ اور مقالہ ثالثہ ابیذیمیا کے بارے میں ہے۔ باقی دو کتابوں کی حیثیت ان آٹھ کتابوں کے تتمہ کی ہے اور وہ کتاب الاہویۃ والمیاہ والبلدان اور کتاب الامراض الحادۃ

دہرمام الشعیر کے نام سے موسوم ہیں۔
کہا جاتا ہے روئے زمین پر اسقلبیوس کے شاگردوں کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچتی ہے۔ اس نے طلبا کو بالمشافہ تعلیم طب سے آراستہ کیا۔ اولادِ اسقلبیاوس ایک دوسرے سے وراثتاً فنِ طب حاصل کرتی جا رہی تھی کہ بقراط کے زمانہ میں فنِ طب کا سلسلہ روبزوال ہو گیا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کے خاندان اور معاونین ومتعلقین میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے اور اس فن کے ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اس نے مختصر انداز کی تصنیفات کے سلسلہ کا آغاز کیا۔
یہاں ثابت کی بیان کردہ حکایت ختم ہو گئی۔

نئے اطبا

حنین

حنین بن اسحاق عبادی۔ کنیت ابوزید ہے۔ حیرہ کے عیسائیوں کو عباد کہا جاتا ہے۔ یہ فن طب کا فاضل تھا اور اس کا شمار یونانی، سریانی اور عربی کے فصحا میں ہوتا تھا۔ قدیم کتابوں کو جمع کرنے کے لیے متعدد شہروں میں گھوما پھرا۔ روم بھی گیا۔ اس نے زیادہ تر ترجمے بنو موسیٰ کے لیے کیے اور منگل کے روز ۶ صفر ۲۶۰ کو جو کیم کانون الاول ۱۱۸۵ اسکندر رومی کے مطابق ہے اس نے وفات پائی۔ قدیم کتابوں کے ترجموں کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب احکام الاعراب علی مذاہب الیونانیین :۔ دو مقالے۔
کتاب المسائل فی الطب للمتعلمین :۔ اس کے شاگرد حبیش اعسم نے اس میں کچھ اضافہ کیا۔
کتاب الحمام :۔ ایک مقالہ
کتاب اللبن :۔ ایک مقالہ

کتاب الاغذیۃ :۔ تین مقالے۔
کتاب علاج العین :۔ یہ ایک لطیف تصنیف ہے ، جو دس مقالات پر مشتمل ہے۔
کتاب تقاسیم علل العین :۔ ایک مقالہ
کتاب اختیار ادویۃ علل العین :۔ ایک مقالہ
کتاب علاج امراض العین بالحدید :۔ ایک مقالہ
کتاب آلات الغذاء :۔ تین مقالے
کتاب الاسنان واللثۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب الباہ :۔ ایک مقالہ
کتاب تدبیر الناقہ :۔ ایک مقالہ
کتاب معرفۃ اوجاع المعدۃ وعلاجہا :۔ دو مقالے
کتاب فی المد والجزر :۔ ایک مقالہ
کتاب فی السبب الذی صارت میاہ البحر مالحۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب الالوان :۔ ایک مقالہ
کتاب فی البول بصورت سوال وجواب :۔ ایک مقالہ
کتاب المولودین لثمانیۃ اشہر :۔ ایک مقالہ پر مشتمل ہے جو متوکل کی اہم ولد کے لیے لکھی گئی۔
کتاب التریاق :۔ دو مقالے
کتاب العین :۔ بصورت سوال وجواب ۔ تین مقالے
کتاب ذکر ما ترجم من الکتب :۔ دو مقالے
کتاب قاطیغوریاس علی رائ ثامسطیوس :۔ ایک مقالہ
کتاب رسالۃ الی الطیفوری فی قرص الورد۔
کتاب القرح وتولدہ :۔ ایک مقالہ
کتاب الآجال :۔ ایک مقالہ

کتاب تر تّر انار بین المحرین :۔ ایک مقالہ
کتاب ترتّر الحصاۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب اختیار الادویۃ المحرقۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب الی ابن المنجم فی استخراج کمیۃ کتب جالینوس ۔

قسطا

یہ قسطا بن لوقا البعلبکی ہے ۔ اس کی فضیلت و شرافت اور فن طب میں مہارت و تقدم کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کا تذکرہ حنین سے پہلے کیا جاتا ، لیکن بعض دوستوں کی خواہش پر حنین کا ذکر اس سے پہلے کیا گیا ہے ۔ ان دونوں کا شمار فضلائے زمانہ میں ہوتا ہے ۔
قسطا بعض قدیم کتابوں کا مترجم اور طب ، فلسفہ ، ہندسہ ، اعداد اور موسیقی وغیرہ بہت سے علوم کا ماہر تھا اور اس سلسلہ میں اس پر قطعی نقد و اعتراض وارد نہیں کیا جا سکتا ۔ یونانی اور عربی دونوں میں درجہ فصاحت پر فائز تھا ۔ اس کی وفات ارمینیہ میں وہاں کے ایک بادشاہ کے پاس ہوئی ۔ اس نے وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں ابو موسیٰ بن منجم کے رسالہ کا جواب دیا اور وہیں کتاب الفردوس فی التاریخ لکھی ۔ ترجمہ اور تفسیر و شرح کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب الدم ۔ کتاب البلغم ۔ کتاب الصفرا ۔ کتاب السودا ۔ کتاب المرایا المحرقۃ ۔ کتاب السہر ۔ کتاب فی الاوزان والمکاییل ۔ کتاب السیاسۃ : تین مقالات کتاب علۃ موت الفجأۃ ۔ کتاب الاعداد کتاب معرفۃ الخدر و علاجہ ۔ کتاب ایام البحران ۔ کتاب علل الشعر ۔ کتاب الفصل بین النفس والروح ۔ کتاب الباہ ۔ کتاب العلۃ فی اسوداد الحبش و تغیرہ من الرش ۔ کتاب فی المروحۃ و اسباب الریح ۔ کتاب فی ما یشترک فیہ الاخلاط الاربعۃ ۔ کتاب الفرسطون ۔ کتاب فی الاستدلال بالنظر الی اصناف البول ۔ کتاب المدخل الی علم المنطق ۔ کتاب العمل بالکرۃ النجومیۃ ۔ کتاب نوادر الیونانیین ۔ خود ہی اس کا ترجمہ کیا ۔

کتاب شرح مذاہب الیونانیین۔ کتاب المدخل الی علم الہندسۃ۔ کتاب رسالۃ فی الخضاب کتاب رسالۃ فی قوانین الاغذیۃ۔ کتاب شکوک کتاب اقلیدس۔ کتاب الفصد۔ یہ اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب المدخل الی علم النجوم۔ کتاب الحمام۔ کتاب الفردوس فی التاریخ۔ کتاب رسالۃ فی استخراج مسائل عددیات من المقالۃ الثالثۃ من اقلیدس۔ کتاب تفسیر الثلاث مقالات ونصف من کتاب دیوفنطس فی المسائل العددیۃ۔

یوحنا بن ماسویہ

ابوزکریا یحییٰ بن ماسویہ۔ یہ ایک فاضل طبیب تھا۔ بادشاہوں کے ہاں اس کو خاص مقام حاصل تھا اور عالم مصنف تھا۔ یہ مامون، معتصم، واثق اور متوکل کی خدمت میں رہا۔

میں نے کسی کی تحریر میں یہ لطیفہ پڑھا ہے کہ متوکل کے دربار میں ابن حمدون ندیم نے ابن ماسویہ پر حقارت آمیز انداز سے نکتہ چینی کی۔ اس پر ماسویہ نے اس سے کہا۔ اگر اس جہالت کے بجائے جس کے تم حامل ہو، تم میں عقل ہوتی اور پھر اسے سو گوبریلوں پر تقسیم کیا جاتا تو ہر گوبریلا ارسطو سے زیادہ عقلمند ہوتا۔

یحییٰ بن ماسویہ کی وفات سنہ . . . میں ہوئی۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب الکمال والتمام۔ کتاب الکامل۔ کتاب الحمام۔ کتاب دفع مضرۃ الاغذیۃ۔ کتاب الاسہال۔ کتاب علاج الصداع۔ کتاب السدر والدوار۔ کتاب لم امتنع الاطباء من علاج الحوامل فی بعض شہور حملہن۔ کتاب محنۃ الطبیب۔ کتاب مجسۃ العروق۔ کتاب الصوت والبحۃ۔ کتاب ماء الشعیر۔ کتاب الفصد والحجامۃ۔ کتاب المرۃ السوداء۔ کتاب علاج النساء اللاتی لا یحبلن۔ کتاب السواک والسنونات۔

کتاب اصلاح الادویۃ المسہلۃ۔

کتاب الحمیات مشجر۔

کتاب القولنج۔

یحییٰ بن سرافیون

اس کی تمام تر تصنیفات سریانی زبان میں ہیں۔ اس کا شمار رؤسائے حکومت میں ہوتا ہے۔ اس نے اپنی ان دو کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا جو طب سے متعلق ہیں۔

کتاب کناش یوحنا الکبیر:۔ یہ بارہ مقالات پر مشتمل ہے اور اس کا خود ہی ترجمہ کیا۔

کتاب کناش الصغیر:۔ یہ سات مقالات کو محیط ہے۔

علی بن زیل — باللام

ابوالحسن علی بن سہل طبری — مازیار بن قارن کا کاتب تھا۔ جب یہ معتصم کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا، تو اس نے اس کو اپنے قریبی حلقہ میں داخل کر لیا اور اس کے دربار میں اس کے علم و فضل کے جوہر کھلے۔ ادب میں اس کا ایک خاص مقام تھا۔ المتوکل نے اس کو اپنے ندیموں اور مصاحبوں کے حلقہ میں شامل کر لیا تھا۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب فردوس الحکمۃ:۔ اس کو سات انواع میں ترتیب دیا اور یہ انواع تیس مقالات پر مشتمل ہیں اور یہ مقالات تین سو ساٹھ ابواب کو محیط ہیں۔

کتاب تحفۃ الملوک۔ کتاب کناش الحضرہ۔ کتاب منافع الاطعمۃ والاشربۃ والعقاقیر۔

عیسیٰ بن ماسہ

یہ فائق تر اطبا میں سے ہے۔ تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب قوی الاغذیۃ۔ کتاب من لا یحضرہ طبیب۔

جورجس

ابوبختیشوع۔ ارباب حکومت سے تعلق رکھتا تھا اور فضلا میں سے تھا۔

کتاب الکناش المعروف اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

سلمویہ ابن بنان

یہ ایک فاضل اور فائق ترشخص تھا۔ معتصم کی خدمت میں رہا اور اس سے اس درجہ وابستگی اختیار کرلی کہ اس کی وفات پر معتصم نے کہا۔
میں جلد ہی اس سے جا ملوں گا۔ اس لیے کہ یہی میری زندگی کو قائم رکھے ہوئے تھا۔ اور یہی میرے جسم و جان کی تدبیر و اصلاح کرتا تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔ . .

بختیشوع

اس کی کنیت ابوجبریل تھی اور اس کے باپ کا نام جبریل تھا۔ بہت مشہور و معروف تھا۔ بادشاہوں کے ہاں اس کو تقدم و برتری حاصل تھی۔ رشید، امین، مامون، معتصم، واثق اور متوکل کی خدمت میں رہا۔ طبابت سے اس نے اتنا کچھ کمایا تھا کہ کوئی اور اس بارے میں اس کا حریف نہیں۔ اپنے حرم کے معاملہ میں جب ان کے ہاں بچہ ہونے والا ہوتا خلفا اس پر اعتماد کرتے تھے۔ اس کے واقعات مشہور ہیں۔ کتاب التذکرہ اس کی تصنیف ہے جو اس نے اپنے بیٹے جبریل کے لیے لکھی۔

مسیح دمشقی

اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ ابوالحسن ہے اور اس کی تصنیفات . . . ہیں۔

اہرن قس

اس کا شمار روسائے حکومت میں ہوتا ہے۔ اس نے اپنی کتاب سریانی میں تصنیف

کی اور ماسرجیس نے اس کا ترجمہ کیا۔ کتاب الکناش اس کی تصنیف ہے جو اس نے تیس مقالات میں ترتیب دی اور ماسرجیس نے اس پر دو مقالوں کا اضافہ کیا۔

ماسرجیس

یہ طبیب تھا اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔ تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب قوی الاطعمۃ ومنافعہا ومضارہا۔
کتاب قوی العقاقیر ومنافعہا ومضارہا۔

سابور بن سہل

یہ جندی سابور کے شفاخانہ کا منتظم اعلیٰ تھا اور فائق تر فاضل و عالم تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-
کتاب الاقرابا ذین :- یہ بائیس ابواب پر مشتمل ہے اور تمام شفاخانوں اور دوا فروشوں کی دوکانوں میں اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔
کتاب قوی الاطعمۃ ومضارہا ومنافعہا۔
سابور بن سہل نے مذہب نصرانیت پر وفات پائی اور پیر کے دن ۲۱۔ ذی الحج ۲۵۵ھ کو فوت ہوا۔

ابن قسطنطین

اس کا نام عیسیٰ اور کنیت ابو موسیٰ ہے۔ فاضل اطباء میں سے تھا۔ کتاب البواسیر وعللہا وعلاجہا اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

عیسیٰ بن ماسرجیس

کتاب الالوان اور کتاب الروائح والطعوم اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

عیسیٰ بن علی

یہ حنین کے شاگردوں میں سے تھا اور فاضل آدمی تھا۔ کتاب المنافع التی تستفاد من اعضاء الحیوان اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

حبیش بن حسن اعسم

یہ عیسائی تھا، حنین کا شاگرد تھا اور سریانی سے عربی میں ترجمے کرتا تھا۔ حنین اس کو سب پر فوقیت دیتا، اس کی تعظیم و توصیف کرتا اور اس کے ترجمہ پر اظہار پسندیدگی کرتا تھا۔ ترجموں کے علاوہ کتاب الزیادۃ فی المسائل التی لحنین اس کی تصنیف ہے۔

عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم

اس کا شمار حنین کے شاگردوں اور بہترین مترجموں میں ہوتا ہے۔ ترجمہ کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔ کتاب . . .

طیفوری طبیب

حنین نے اس کے لیے طب کی چند کتابوں کا ترجمہ کیا۔ خلفا کی خدمت میں رہا۔ تقدم و برتری کا حامل اور فاضل شخص تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں . . .

علاجی

یہ یحییٰ بن ابوالحکیم کے نام سے مشہور تھا اور معتضد کے اطبا میں سے تھا۔
کتاب تدبیر الابدان النحیفۃ التی قد غلبت علیھا الصفرا اس کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ وہ کتاب ہے، جس کو اس نے معتضد کے لیے قلم بند کیا۔

ابن صہار بخت

اس کا نام عیسیٰ تھا اور جندی سابور کا باشندہ تھا۔ کتاب قوی الادویۃ المفردۃ علی الحروف اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن ماہان

یہ یعقوب سیرافی کے نام سے معروف ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس زمانہ میں پیدا ہوا۔ کتاب السفر والحضر فی الطب اس کی تصنیفات میں سے ہے۔ اور بہت عمدہ کتاب ہے۔

حنین سے بعد کے لوگوں کا بالترتیب تذکرہ

جن لوگوں کا ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا ہے وہ علم اور زمانہ کے اعتبار سے اُن سے قریب تر ہونے کی بنا پر کیا ہے۔ اس سے آگے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو حنین سے متصل و پیوستہ رہے، اس لیے کہ اپنے ابنائے جنس کی قیادت علمی اسی کے ہاتھ میں رہی۔

اسحاق بن حنین

ابو یعقوب اسحاق بن حنین علم و فضل اور یونانی و سریانی زبانوں کو صحت و درستی سے عربی میں منتقل کرنے کے باب میں اپنے باپ کا ہم پایہ تھا اور عربی میں باپ سے زیادہ فصاحت کا حامل تھا۔ جن خلفا و روٴسا کی خدمت اس کے باپ نے کی اس کو بھی ان کی خدمت کا شرف حاصل رہا۔ یہ قاسم بن عبید اللہ سے وابستگی اور خاص تعلق رکھتا تھا قاسم کے ہاں اس کو تقدم و برتری حاصل تھی۔ مزید براں یہ کہ اپنے تمام راز و اسرار بھی اسے بتا دینے میں تامل نہ کرتا تھا۔ آخر عمر میں اسے فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور اسی سے ربیع الثانی ۲۹۸ھ میں فوت ہوا۔ قدیم کتابوں کے ترجموں کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔ کتاب الادویۃ المفردۃ علی الحروف۔ کتاب الکناش اللطیف کتاب تاریخ الاطبا۔

کتاب الادویۃ المفردۃ اللطیف، حروف کی ترتیب سے۔

ابوعثمان دمشقی

ابوعثمان سعید بن یعقوب دمشقی۔ اس کا شمار ماہر اور بہترین مترجموں میں ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ علی بن عیسیٰ سے منسلک رہا۔ ترجموں کے علاوہ اس کی تصنیفات یہ ہیں . . .

ساہر

اس کا نام یوسف ہے یہ بکتنی کے زمانہ میں ہوا۔ کتاب الکناش اس کی تصنیفات میں سے ہے جو اس کے نام کے ساتھ معروف اور اس کی طرف منسوب ہے۔

رازی

ابوبکر محمد بن زکریا رازی۔ ری کا باشندہ تھا۔ تمام علوم قدما بالخصوص طب سے معرفت و آگاہی میں یگانۂ روزگار اور فرید العصر تھا۔ ہمیشہ مختلف شہروں کی سیر و سیاحت کرتا رہتا۔ اس کے اور منصور بن اسماعیل کے درمیان دوستانہ روابط تھے۔ اس کے لیے اس نے کتاب المنصوری تصنیف کی۔ محمد بن حسن وراق نے مجھے بتایا کہ میں نے ری کے ایک بڑے شیخ سے رازی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا :-

"یہ عمر رسیدہ اور بڑے سر والا بزرگ تھا۔ مجلس علم آراستہ کرتا تو سامنے اس کے اپنے شاگرد، ان کے پیچھے، ان کے شاگرد اور ان کے پیچھے دوسروں کے شاگرد بیٹھتے۔ کوئی شخص علمی ضرورت سے آتا تو اولاً ان لوگوں سے مدعا بیان کرتا جن سے سب سے پہلے سامنا ہوتا۔ اگر ان سے مطمئن ہو جاتا تو فبہا، ورنہ ان سے آگے کے لوگوں سے پوچھتا۔ اگر وہ تسلی بخش جواب دیتے تو خیر، ورنہ خود رازی اس موضوع سے متعلق زبان کو جنبش دیتا۔ وہ کریم و بزرگ تھا۔ لوگوں سے نیکی اور مروت کے ساتھ پیش آتا۔ فقیروں اور بیماروں سے انتہائی حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا اور ان کی مدد و اعانت کے سلسلہ میں انھیں بڑی

بڑی رقمیں عطا کرتا اور عیادت و مزاج پرسی کے لیے ان کے پاس خود جاتا۔"

اس نے مزید بتایا :-

"یہ کسی وقت بھی قلم و کتاب کی صحبت کو ترک نہ کرتا۔ میں جب بھی اس کے ہاں گیا اسے کتابت و تحریر میں مشغول پایا۔ یا تو مسوّدہ میں سرخط ہوتا یا مبیّضہ میں۔ باذنیا دہ لوبیا کھانے سے آنکھوں میں رطوبت بہتی رہتی تھی اور آخری عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے فلسفہ بلخی سے پڑھا۔"

کچھ بلخی کے فلسفہ کے بارے میں

یہ شخص رازی کے زمانہ کا ہے اور بلخ کا باشندہ ہے۔ ہمیشہ جہاں گردی اور مختلف شہروں کی سیاحت و سفر میں مشغول رہا۔ فلسفہ اور علوم قدیمہ سے اچھی طرح آشنا تھا۔ کہتے ہیں فلسفہ کے موضوع سے متعلق اس کی جو کتابیں ہیں، رازی ان کے بارے میں اپنی تصنیفات ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

میں نے بیشتر علوم پر اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اکثر چیزیں دیکھی ہیں۔ جو مسودوں اور مجموعوں کی شکل میں تھیں، لیکن کوئی مکمل کتاب لوگوں کے پاس نہیں دیکھی گئی۔ کہتے ہیں اس کی کتابیں خراسان میں پائی جاتی ہیں۔

ایک شخص جو شہید بن الحسین کے نام سے معروف تھا

اس کی کنیت ابوالحسن تھی۔ علوم میں اپنا خاص فلسفہ رکھتا تھا۔ اس کی اپنی تصانیف بھی ہیں۔ اس کے اور رازی کے درمیان اکثر بحثیں رہیں اور ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے پر نقد و طعن کیا۔

رازی کی تصانیف جو خود اسی کی فہرست سے منقول ہیں

کتاب البرہان :- دو مقالات جن میں مقالۂ اوّل سترہ فصول پر اور مقالۂ ثانی بارہ فصول پر مشتمل ہے۔

کتاب ان للانسان خالقاحکیما :۔ ایک مقالہ
کتاب سمع الکیان :۔ ایک مقالہ
کتاب المدخل الی المنطق وھو الیساغوجی ۔ کتاب جمل معانی قاطیغوریاس ۔ کتاب جمل معانی؛ ناوطیقا الاولی الی تمام القیاسات الحملیۃ ۔ کتاب ہیئۃ العالم ۔ کتاب الرد علی من استقل بفصول الہندسۃ ۔
کتاب اللذۃ :۔ ایک مقالہ
کتاب فی سبب قتل ریح السموم اکثر الحیوان :۔ ایک مقالہ
کتاب فیما جری بینہ وبین سیس المنانی ۔ کتاب فی الخریف والربیع ۔ کتاب فی الفرق بین الرؤیا المنذرۃ وبین سائر ضروب الرؤیا ۔ کتاب الشکوک علی جالینوس ۔ کتاب کیفیات الابصار ۔ کتاب الرد علی الناشی فی نقضہ الطب ۔ کتاب فی ان صناعۃ الکیمیاء الی الوجوب اقرب منہا الی الامتناع ۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اس کی ان بارہ کتابوں میں سے ہے جن کا ذکر ہم کتاب کے اصل مقام پر کریں گے ۔ اسی طرح کیمیا گری کے بارے میں اس کی دوسری کتابوں کا تذکرہ بھی آگے چل کر کیا جائے گا ۔ جو شخص ان سے علم و آگاہی کا خواہاں ہو اسے مقالۂ دہم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ
کتاب الباہ :۔ ایک مقالہ
کتاب المنصوری فی الطب :۔ یہ کتاب منصور بن اسماعیل کے لیے لکھی جو دس مقالات کو اپنے دامن صفحات میں سمیٹے ہوئے ہے ۔
کتاب الحاوی ویسمی الجامع الحاصر لصناعۃ الطب :۔ یہ کتاب بارہ اقسام پر منقسم ہے ۔ پہلی قسم بیماروں اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں ۔ دوسری قسم حفظ صحت کے بارے میں ۔ تیسری قسم زخم، شکستہ بندی اور جراحت کے بارے میں ۔ چوتھی قسم قوائے ادویہ وغذا اور اس پورے مواد کے بارے میں جس کی طب میں ضرورت و احتیاج رہتی ہے ۔ پانچویں قسم ادویۂ مرکبہ کے بارے میں ۔ چھٹی قسم فن طب کے بیان میں ۔ ساتویں قسم طبی

دواسازی، ادویہ، ان کے رنگ، ذائقہ اور بو کے بارے میں، آٹھویں قسم اجسام انسانی کے بارے میں، نویں قسم اوزان اور پیمانوں سے متعلق، دسویں قسم تشریح اور منافع اعضا کے سلسلہ میں ہے۔ گیارھویں قسم میں اسباب طبیعیہ سے تعرض کیا گیا ہے۔ جو فن طب میں لازمی اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور بارھویں قسم میں فن طب میں داخل ہونے کے موضوع پر اظہار خیال کیا گیا ہے اور یہ دو مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلے میں اسمائے طبی کا اور دوسرے میں ادوائے طب کا بیان ہے۔

کتاب فی استدراک مابقی من کتب جالینوس مما لم یذکرہ حنین ولاجالینوس فی فہرستہ:۔

ایک مقالہ۔

کتاب فی ان الطین المنتقل بہ فیہ منافع ۔۔ ایک مقالہ

کتاب فی ان الحمیۃ المفرطۃ تضر بالابدان ۔۔ ایک مقالہ

کتاب فی الاسباب الممیلۃ لقلوب الناس عن افاضل الاطباء الی اخسائہم۔

کتاب مایقدم من الفواکہ والاغذیۃ و مایؤخر۔

کتاب علی احمد بن الطیب فیما ردبہ علی جالینوس فی امر الطعم المر۔

کتاب الرد علی المسمعی المتکلم فی ردہ علی اصحاب الہیولی۔

کتاب الرد علی جریر الطبیب فیما خالف فیہ من امر التوت الشامی بعقب البطیخ۔

کتاب فی نقض کتاب انابوا الی فرفوریوس فی شرح مذاہب ارسطالیس فی العلم الالٰہی۔

کتاب فی الخلاء والملاء وہما الزمان والمکان۔ کتاب الصغیر فی العلم الالٰہی۔ کتاب الہیولی المطلقۃ والجزئیۃ۔

کتاب الی ابی القاسم البلخی فی الزیادۃ علی جوابہ وعلی جواب ہذا الجواب۔ کتاب الرد علی ابی القاسم البلخی فی نقضہ المقالۃ الثانیۃ فی العلم الالٰہی۔ کتاب الجدری والحصبۃ کتاب الحصی فی الکلی والمثانۃ۔ کتاب الی من لایحضرہ طبیب۔ کتاب الادویۃ الموجودۃ بکل مکان۔ کتاب الطب الملوکی۔ کتاب التقسیم والتشجیر۔ کتاب اختصار کتاب النبض الکبیر لجالینوس۔ کتاب الرد علی الجاحظ فی نقض الطب۔ کتاب مناقضۃ الجاحظ فی کتابہ فی فضیلۃ الکلام۔

کتاب القالج۔ کتاب اللقوة۔ کتاب ہیئة الکبد۔ کتاب النقرس ووجع المفاصل۔ کتاب ہیئة العین۔ کتاب الانثیین۔ کتاب ہیئة القلب۔ کتاب ہیئة الصماخ۔ کتاب اوجاع المفاصل :- بائیس فصول۔

کتاب اقراباذین۔ کتاب الاعتقاد والتحریر علی المعتزلة۔ کتاب الخیار المرکب۔ کتاب کیفیة الاغتذاء۔ کتاب ابدال الادویة۔ کتاب خواص الاشیاء۔ کتاب الہیولی الکبیر۔ کتاب سبب وقوف الارض وسط الفلک۔ کتاب سبب تحرک الفلک علی استدارة۔ کتاب فی نقض الطب الروحانی علی ابن الیمان۔ کتاب فی انہ لایمکن ان یکون العالم لم یزل علی مثال ما نشاہده۔ کتاب فی ان الحرکة لیست مرئیة بل معلومة۔ کتاب فی ان للجسم محرکا من ذاتہ وان الحرکة مبدأ طبیعة۔ کتاب فی الشکوک التی علی برقلس۔ کتاب تقسیم الامراض واسبابہا وعلاجاتہا علی الشرح۔ کتاب تفسیر کتاب فلوطرخس فی تفسیر کتاب طیماوس۔ کتاب نقض ما یہیج فیما ناقضہ من اللذة۔ کتاب فی العلة التی لہا یحدث الورم من الزکام فی رؤس بعض الناس۔ کتاب فی التلطف فی ایصال العلیل الی بعض شہواتہ۔ کتاب العلة فی خلق السباع والہوام۔ کتاب علی ابن الیمان فی نقضہ علی المسمعی فی الہیولی۔ کتاب نقض نقض کتاب التدبیر۔ کتاب النقض علی الکیال فی الامامة۔ کتاب اختصار کتاب حیلة البرء لجالینوس۔ کتاب تلخیصہ لکتاب العلل والاعراض۔ کتاب تلخیصہ لکتاب المواضع الالمة۔ کتاب نقض نقض البلخی للعلم الالہی۔ کتاب رسالة فی قطر المربع۔ کتاب فی ان جواہر الاجسام۔ کتاب فی السیرة الفاضلة۔ کتاب فی وجوب الادعیة۔ کتاب فی الاشفاق علی اہل التحصیل من المتکلمین والمتفلسفین۔ کتاب الحاصل فی العلم الالہی۔

کتاب رسالة فی العلم الالہی :- یہ ایک لطیف رسالہ ہے۔

کتاب دفع مضار الاغذیة۔ کتاب علی سہیل البلخی فی تثبیت المعاد۔ کتاب فی علة جذب حجر المغناطیس۔ کتاب فی ان النفس لیست بجسم۔

کتاب النفس :- یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

کتاب فی النفس :- یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔

کتاب میزان العقل۔

کتاب فی السکر :- یہ دو مقالات پر مشتمل ہے۔

کتاب القولنج :- ایک مقالہ

کتاب السکنجبین :- ایک مقالہ

کتاب تفسیر تفسیر کتاب جالینوس لفصول بقراط۔ کتاب الفصول ویسمی بالمرشد۔
کتاب الاغذیۃ وعلاجہا۔ کتاب نقض کتاب الوجود للمنصور بن طلحۃ۔ کتاب فیما یرو بہ اظہار مایدعی
من عیوب الانبیاء۔ کتاب فی ان للعالم خالقا حکیما۔ کتاب فی آثار الامام الفاضل المعصوم۔
کتاب فی الاوہام والحرکات والعشق۔ کتاب فی استفراغ المحمومین قبل النضج۔ کتاب الامام
والماموم والمحقین۔ کتاب خواص التلامیذ۔ کتاب شروط النظر۔ کتاب الآراء الطبیعیۃ۔
کتاب ترتیب اکل الفواکہ۔ کتاب غلط غرض الطبیب۔ کتاب الوہن فی صناعۃ الطب۔
کتاب السیرۃ الفاضلۃ۔ اشعارہ فی العلم الالہی۔ کتاب الشبین لجابر الی الشعر (؟)
قصیدۃ فی المنطقیات۔ قصیدۃ فی اللغۃ الیونانیۃ۔

وہ چیزیں جنھیں رازی رسالہ کے نام سے موسوم کرتا ہے

رسالۃ فی التعری والتدثر۔ رسالۃ فی الترکیب۔ رسالۃ فی الجبر وکیف لیاتی الیہ وعلامۃ الحق
فیہ رسالۃ فیما لا یلصق مما یقطع من البدن وان صغر۔ وما یلصق من الجراحات وان کبر۔ رسالۃ فی تبرید الماء
علی الثلج وتبرید الماء یقع الثلج فیہ۔ رسالۃ فی المنطق۔ رسالۃ فی تعطیش السمک والعلۃ فیہ۔ رسالۃ
فی کیفیۃ النمور۔ رسالۃ فی العلۃ التی لہا لا یوجد شراب یفعل فعل الشراب الصحیح بالبدن۔ رسالۃ
فی غروب الشمس والکواکب وان ذلک لیس من اجل حرکۃ الارض بل حرکۃ الفلک۔ رسالۃ فی انہ
لا یتصور لمن لا ریاضۃ لہ بالبرہان ان الارض کرویۃ وان الناس حولہا۔ رسالۃ فی فسخ ظن من توہم
ان الکواکب لیست فی نہایۃ الاستدارۃ۔ رسالۃ فی البحث عن الارض الطبیعیۃ ہی الطین ام الحجر۔
رسالۃ فی تثبیت الاستحالۃ۔ رسالۃ فی العطش وازدیاد الحرارۃ لذلک۔ رسالۃ فی العادۃ وانہا
تحول طبیعۃ۔ رسالۃ فی العلۃ التی من اجلہا تضیق النواظر فی النور وتتسع فی الظلمۃ۔ رسالۃ فی العلۃ
التی لہا زعم بعض الجہال ان الثلج یعطش۔ رسالۃ فی اللمۃ المرضی۔ کتاب ما استدرکہ من الفصل

فی الکلام فی القائلین بحدث الاجسام علی القائلین بقدمہا ۔ کتاب فی ان العلۃ الیسیرۃ بعضہا اعسر تعرفا و علاجا من الغلیظۃ ۔ رسالۃ فی العلل المشکلۃ ۔ کتاب فی العلۃ التی یذم لہا بعض الناس دعواتہم الطبیب وان کان حاذقا ۔ رسالۃ فی ان الطبیب الحاذق لیس ہو من قدر علی ابراء جمیع العلل وان ذلک لیس فی الوسع ۔ رسالۃ فی العلل القاتلۃ لعظمہا والقاتلۃ لظہورہا بغتۃ رسالۃ فی ان الصانع المستغرق لصناعۃ معدوم فی کل الصناعات الا فی الطب خاصۃ والعلۃ التی من اجلہا ظہر ذلک فی صناعۃ الطب ۔ کتاب المشجر فی الطب علی طریق کناش ۔ رسالۃ فی العلۃ التی من اجلہا صار ینجح جہال الاطباء والعوام والنساء فی المدن فی علاج بعض الامراض اکثر من العلماء وعذر الطبیب فی ذلک ۔ رسالۃ فی محنۃ الطبیب وکیف ینبغی ان یکون حالہ فی نفسہ وبدنہ وشربہ ۔ مقالۃ فی مقدار ما یمکن ان یستدرک فی احکام النجوم علی رای الفلاسفۃ الطبیعیین ومن لم یقل منہم ان الکواکب احیاء ۔ رازی کی فہرست یہاں ختم ہوئی ۔

ابو سعید سنان بن ثابت بن قُرّہ حرانی

اس کے باپ کے نسب کے متعلق گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے یہ ایک برتر و فائق طبیب تھا ۔ قاہر نے اس کو دعوتِ اسلام دی تو بھاگ گیا ۔ اس کے بعد قاہر کے دست سے مسلمان ہو گیا اور خراسان چلا گیا ۔ پھر واپس آ گیا اور اوائل ذی الحجہ ۳۳۱ھ میں بحالتِ اسلام بغداد میں فوت ہوا ۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں ۔۔

ابو الحسن بن سنان بن ثابت بن قُرّہ

یہ طبیب حاذق تھا ۔ ۱۱ ۔ ذی القعدہ ۳۶۵ھ میں فوت ہوا ۔ کتاب التاریخ اس کی تصنیفات میں سے ہے جس میں ۲۹۵ھ سے لے کر اس کی وفات کے وقت تک کے حالات درج ہیں ۔

ابو الحسن حرانی

اس کا نام ثابت بن ابراہیم بن زہرون ہے ۔ یہ ماہر و حاذق اور صائب الرائے طبیب

تھا مگر قنوطی تھا۔ فنِ طب کی خوبیوں کو عام کرنے کے باب میں سخت بخیل تھا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :-

اصلاح مقالات من کتاب یحیٰی بن سرابیون ونقل مانسی فیلغریوس۔ کتاب جوابات مسائل سئل عنہا۔

طب کے موضوع پر ہندوستان کی وہ کتابیں جو

عربی زبان میں موجود ہیں

کتاب سسرد :- یہ دس مقالات پر مشتمل ہے اور کتاب الکناش کے انداز کی ہے یحییٰ بن خالد نے منکہ ہندی کو حکم دیا کہ شفاخانوں میں اس کی شرح رائج کی جائے۔

کتاب استنکر تبفسیر ابن دہن

کتاب سیرک :- عبداللہ بن علی نے اس کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ کیونکہ پہلے یہ ہندی سے فارسی میں منتقل ہوئی تھی۔

کتاب سند ستاق :- اس کے معنی کامرانیوں کے عطر و خلاصہ کے ہیں۔ ابن دہن ناظم شفاخانہ بات نے اس کی شرح لکھی۔

کتاب مختصر للھند فی العقاقیر۔

کتاب علاجات الحبالی للھند

کتاب توقشتل :- اس میں سو بیماریوں اور سو دواؤں کا ذکر ہے۔

کتاب روسا الھندیۃ فی علاجات النساء۔

کتاب السکر للھند۔

کتاب اسماء عقاقیر الھند :- اسحاق بن سلیمان کے لیے منکہ نے اس کی شرح کی۔

کتاب رآی الہندی فی اجناس الحیات وسمومہا۔

کتاب التوہم فی الامراض والعلل :- از توقشتل ہندی۔

طب سے متعلق فارسی کتابیں
شاہانِ عجم کے دور کے مشہور اصحاب تصانیف
جن کی کتابیں عربی میں منتقل ہو کر ہم تک پہنچیں

تیادورس

یہ عیسائی تھا۔ شاپور ذوالاکتاف نے اس کے شہر میں اس کے لیے کلیسا تعمیر کرا دیا تھا۔ ایک قول کے مطابق بہرام گور نے اس کے لیے کلیسا تعمیر کرایا تھا اور کتاب کناش تیادورس کا اس کے لیے اس نے عربی میں ترجمہ کیا۔

تیادوق

یہ حجاج بن یوسف کا طبیب تھا جو بادشاہ . . . سے وابستہ ہوا۔

حواشی

لے قریاقوس — بحر الجزائر میں ایک جزیرہ اور قدیم زمانہ کی ایک بندرگاہ جو وطن بقراط کے نام سے معروف ہے۔ شہر کے بالائی حصہ پر ایک چشمہ اور منہدم سا حمام ہے جس کو نام حمام بقراط ہے۔ (قاموس الاعلام ترکی)

سے رومیہ — اس نام کے دو شہر ہیں۔ ایک روم میں اور ایک قسطنطنیہ کے شمال مغرب میں۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے معجم البلدان)

سے افسس — (بفتح الف وسکون فا و بکسر سین اہمل) اناطولی میں ایک شہر۔ (معجم البلدان)

مقالہ ہشتم

عُلما اور تمام علوم قدیم و جدید سے متعلق اُن کی تصنیفات

تین فنون

مسامرین اور خرافہ گوؤں کے حالات و اخبار اور

اسمار و خرافات کے موضوع پر کتابیں

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ خرافہ گوئی کو سب سے پہلے دور اوّل کے اہل فارس معرض تصنیف میں لائے۔ اس موضوع کو انھوں نے کتابوں کی شکل میں ڈھالا اور اپنے خزانوں میں محفوظ کیا۔ ان میں سے بعض داستانوں کو انھوں نے حیوانات کی زبانی بیان کیا۔

ان کے بعد شاہان ایران کے تیسرے سلسلے نے جنھیں ملوک اشغانیہ کہا جاتا ہے۔ اس موضوع میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ پھر شاہان ساسانیہ کے دور میں اس میں مزید اضافہ اور وسعت پیدا ہوئی۔ عربوں نے اسے عربی میں منتقل کیا اور فصحا و بلغا نے اسے سلیقہ و ذوق سے آراستہ کیا اور اس نہج پر مزید کتابیں لکھیں۔ اس موضوع پر جو کتاب سب سے پہلے تصنیف کی گئی وہ کتاب ہزار افسانہ ہے جس کے معنی ہزار داستان کے ہیں۔

اس کتاب کا باعث تالیف یہ ہے کہ ان کے ایک بادشاہ کا دستور تھا کہ کسی عورت سے شادی کرتا تو ایک رات کی صحبت کے بعد دوسرے روز اسے قتل کر دیتا۔

اس نے اولاد ملوک میں سے ایک باشعور اور سمجھدار لڑکی سے شادی کی۔ اس لڑکی

کا نام شہرزاد تھا۔ جب وہ لڑکی اس کے پاس آئی تو اس نے بادشاہ کو ایک داستان اور کہانی سنانا شروع کر دی اور رات ختم ہونے تک اس کہانی کا سلسلہ اس طرح جاری رکھا کہ بادشاہ نے اسے دوسری رات کے لیے باقی رکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور دوسری رات اس سے کہانی کا بقیہ حصہ مکمل کرنے کی فرمائش کی۔

یہ سلسلۂ داستان گوئی ہزار راتوں تک جاری رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ وظیفۂ زوجیت بھی ادا کرتا رہا اور نتیجۃً ان کو اللہ نے ایک بچہ عطا کیا۔ اب لڑکی نے بادشاہ کو اپنی حکیمانہ تدبیر سے آگاہ کر دیا۔ بادشاہ نے اس کی عقل و فراست کی داد دی، اس کو مرکز توجہ ٹھہرایا اور زندہ رکھا۔ بادشاہ کی ایک منتظمہ قہرمانیہ، جس کا نام دینارزاد تھا، اس سلسلہ میں لڑکی کی ہمراز اور معاون تھی۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب بہمن کی بیٹی ہمانی کے لیے تصنیف کی گئی۔ اس سلسلہ میں لوگوں نے اور بھی قصے بیان کیے ہیں۔

محمد بن اسحاق کا کہنا یہ ہے اور انشاء اللہ یہ صحیح ہے کہ پہلا شخص جس نے مسامرت کا آغاز کیا، اسکندر ہے۔ اس نے کچھ ایسے لوگ مقرر کر رکھے تھے جو اسے ہنساتے اور داستانیں سناتے تھے لیکن اس سے اس کا مقصد حصولِ لطف و لذت نہ تھا بلکہ اس سے مطلوب محض اپنی حفاظت و حراست تھی۔ اس کے بعد بادشاہوں نے اسے ایک معمول بنا لیا۔

کتاب ہزار افسانہ، ہزار راتوں اور دو سو سے کم کہانیوں پر مشتمل ہے۔ ایک ہی کہانی بسا اوقات کئی کئی راتیں لے لیتی تھی۔ یہ پوری کتاب کئی بار میری نظر سے گزری ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب غیر دلچسپ ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ کتاب الوزراء کے مؤلف ابو عبداللہ محمد بن عبدوس جہشیاری نے ایک کتاب کی تالیف کا آغاز کیا جس میں اس نے عرب و عجم اور روم وغیرہ کی کہانیوں سے ہزار کہانیوں کا انتخاب کیا۔ اس کا ہر حصہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے جس کو دوسرے حصہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس نے افسانہ گویوں اور داستان سراؤں کو جمع کیا اور بہترین کہانیوں کا جو ذخیرہ ان کے پاس محفوظ تھا، ان سے لے لیا۔ پھر قصہ گوئی اور داستان سرائی

کے موضوع سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں، اُن کے جو حصے اسے پسند آتے منتخب کر لیے۔ یہ فاضل آدمی تھا۔ اس کے پاس چار سو اسّی راتوں کی کہانیاں تیار ہو گئیں۔ ہر رات کی کہانی کئی حصوں پچاس ورق پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کو وہ ہزار کہانیوں میں مکمل کرنا چاہتا تھا، لیکن اس خواہش کی تکمیل سے قبل ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

مجھے احمی الشافعی ابوالطیب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اس کے چند اجزاء دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی وہ انسانوں، پرندوں اور چوپایوں کی زبانی قصص و حکایات بیان کرنے والے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ ان لوگوں کی اچھی خاصی تعداد ہے جن میں عبداللہ بن مقفع، سہل بن ہارون، زبیدہ کا کاتب علی بن داؤد وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام لوگوں کا اور ان کی تصانیف کا تذکرہ کتاب کے مناسب مقام پر کیا گیا ہے۔

رہی کتاب کلیلہ و دمنہ، تو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اہلِ ہند کی تصنیف ہے اور اس کے مقدمہ میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ شاہانِ اسکانیہ کی تصنیف ہے اور اہلِ ہند نے اس کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اہلِ فارس کی تصنیف ہے، جسے اہلِ ہند نے اپنی طرف منسوب کر لیا۔ ایک گروہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے کچھ اجزاء بزرجمہر حکیم نے لکھے ہیں۔ واللہ اعلم

کتاب سندباد حکیم، دو نسخوں میں ہے۔ ایک نسخہ بڑا ہے اور ایک چھوٹا، لیکن اس میں بھی کلیلہ و دمنہ کی طرح اختلاف ہے۔ مگر گمانِ غالب اور زیادہ تر قرینِ صواب بات یہ ہے کہ یہ کتاب اہلِ ہند کی تصنیف ہے۔

تصنیفات اہل فارس

کتاب ہزار داستان۔ کتاب ہوسلفس وفیلوس۔
کتاب محمد خسرو۔ کتاب المربین۔ کتاب خرافۃ ونزہتہ۔
کتاب الادب والشغب۔ کتاب روزبۃ الیتیم۔ کتاب مسک زنانہ وشاہ زنان۔
کتاب نمرود ملک بابل۔ کتاب عقیل ودعد۔

تصنیفات اہلِ فارس

سیرت وتاریخ اور ان کے بادشاہوں کی صحیح حکایات و اسمار کے بارے میں

کتاب رستم واسفندیار :۔ ترجمہ جبلہ بن سالم
کتاب بہرام شوس :۔ ترجمہ جبلہ بن سالم
کتاب شہریزاد مع ابرویز ۔کتاب الکارنامج فی سیرۃ انوشروان ۔کتاب السناج وماتقاتلت بہ ملوکہم ۔کتاب دارا والصنم الذھب ۔کتاب ثنین نامہ ۔کتاب خدائی نامہ کتاب بہرام ونرسی ۔کتاب انوشروان ۔

تصنیفاتِ اہلِ ہند

افسانہ‘ اسمار اور احادیث کے باب میں

کتاب کلیلہ ودمنہ :۔ یہ سترہ اور ایک قول کے مطابق اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ عبداللہ بن مقفع وغیرہ نے اس کی شرح کی ۔یہ کتاب اشعار کے قالب میں بھی ڈھالی گئی ۔ابان بن عبدالحمید بن لاحق بن عُفیر رقاشی نے اس کا ترجمہ کیا اور علی بن داؤد نے اس کو اشعار کا جامہ پہنایا ۔بشر بن معتمد نے بھی اس کا ترجمہ کیا جس کا ایک حصہ دستیاب ہوا ہے ۔میں نے اس کا ایک ایسا نسخہ دیکھا ہے جس میں دو ابواب کا اضافہ ہے ۔ایرانی شعرا نے یہ کتاب اشعار میں لکھی اور اس کو عربی سے فارسی زبان میں منتقل کیا گیا اس کتاب کے مجموعے اور منتخبات بھی ہیں جو ابن مقفع ،سہل بن ہارون ،سلم ناظم بیت الحکمت اور مرید اسود نے مرتب کیے ۔مرید اسود کو اپنے زمانۂ خلافت میں متوکل نے فارس سے بلایا تھا ۔
یہ کتابیں بھی انہی کی تصنیفات ہیں :۔کتاب سندباد الکبیر ،کتاب سندباد الصغیر ۔

کتاب البد ۔ کتاب بوباسف وبوہر ۔

کتاب بوباسف :۔ یہ مفرد کتاب ہے ۔

کتاب ادب الہند والصین ۔ کتاب بابل فی الحکمۃ ۔ کتاب الہند فی قصۃ ھبوط آدم علیہ السلام ۔ کتاب طرق ۔ کتاب دبک الہندی فی الرجال والمرأۃ ۔ کتاب حدود منطق الہند ۔ کتاب ساویرم ۔ کتاب ملک الہند القتال والسباح ۔ کتاب شاناق فی التدبر کتاب اطر فی الاشربۃ ۔ کتاب بیدبا فی الحکمۃ ۔

تصنیفاتِ روم

اسمار و تواریخ کے موضوع سے متعلق

کتاب تاریخ الروم

کتاب سمسہ و دمن :۔ یہ کلیلہ و دمنہ کے انداز کی کتاب ہے ۔ رومی زبان میں اس کتاب کا نام . . . ہے ۔ یہ بہت ہی ناقص اور قابل نفرت تصنیف ہے ۔ ایک قول کے مطابق یہ کچھ نو پیدا لوگوں کی تالیف ہے ۔

کتاب ادب الروم ۔ کتاب موریانوس فی الادب ۔ کتاب الطوس السائح وملک الروم ۔ کتاب محاورۃ الملک مع محمد عارلوس ۔ کتاب سدیلسون وراحیل الملکین ۔ کتاب ساس العالم فی الامثال ۔ کتاب العقل والجمال ۔ کتاب خبر ملک ملد ۔ کتاب سطریوسس الملک وسبب تزویجہ لبسار اد الفقیۃ ۔

ملوکِ بابل اور دیگر ملوک الطوائف اور ان کی احادیث و حکایات

کتاب ملک بابل الصالح والبلیس کیف احتال لہ واغواہ ۔ کتاب نمرود ملک بابل ۔ کتاب الملک الراکب القصبۃ ۔ کتاب الشیخ والفتی ۔ کتاب اردشیر ملک بابل وارلویہ وزیرہ ۔ کتاب لاہج بن ابان ۔ کتاب الحکیم الناسک ۔

دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام کے عشاق اور

اُن کی عشق بازی سے متعلق تصنیفات

جن لوگوں کا ہم آئندہ سطور میں ذکر کریں گے ان کے بارے میں عیسیٰ بن داب، شرقی بن قطامی، ہشام کلبی اور ہیثم بن عدی وغیرہ نے کتابیں لکھیں اور ان کے حالات بیان کیے جو یہ ہیں :-

کتاب مرقش و اسماء۔ کتاب عمرو بن عجلان و ہند۔ کتاب عروہ و عفراء۔ کتاب جمیل و بثینہ۔ کتاب کثیر و عزہ۔ کتاب قیس و لبنیٰ۔ کتاب مجنون و لیلیٰ۔ کتاب توبہ و لیلیٰ۔ کتاب الصمۃ بن عبد اللہ و ریّا۔ کتاب ابن الطثریۃ و حوشیہ۔ کتاب مصعب و تعلق۔ کتاب یزید و حبابہ۔ کتاب قابوس و منیہ۔ کتاب سعد و لیلیٰ۔ کتاب وضاح الیمن و ام البنین۔ کتاب ہیثم بن عمران و ہند۔ کتاب محمد بن الصلت و جنۃ الخلد۔ کتاب الحمر بن ہزار و حبی۔ کتاب سعد و اسماء۔ کتاب عمر بن ربیعہ و عباد۔ کتاب المستہل و ہند۔ کتاب باقر و لحظہ۔ کتاب ملیکہ و المغیرہ ابن الوزیر۔ کتاب احمد و واحد۔ کتاب الفتی الکوفی مولی مسلم و صاحبتہ۔ کتاب عمار و جمال و صواب۔ کتاب المغیرہ بن ملک و قبول۔ کتاب عمرو بن زید الطائی و لیلیٰ۔ کتاب علی بن اسحاق و سمنہ۔ کتاب الاحوص و عبدہ۔ کتاب بشر و ہند۔ کتاب عاشق الکف۔ کتاب عاشق السمرۃ۔ کتاب عبقر و سحام۔ کتاب ایاس و صفوۃ۔ کتاب ابن مطعون و جمیلہ و سعادہ۔ کتاب حرافۃ و عشرق۔ کتاب المخزومی والہذلیۃ۔ کتاب عمرو بن الخنفقیر و ہند بن زید مناۃ۔ کتاب مرۃ و لیلیٰ۔ کتاب ذی الرمۃ و می۔

دیگر عشاق جن کے بارے میں کتابیں لکھی گئیں

کتاب سبیل و تالون۔ کتاب علی بن ادیم و منہلہ۔ کتاب المہذب و ملذہ۔ کتاب الفضل بن ابی دلامۃ و کلیم۔ کتاب المعذب و النوار و الطیرۃ۔ کتاب سحر اللعو و سکر۔ کتاب ابراہیم و علم۔ کتاب طرب و عجب۔ کتاب عمرو بن صالح و قصاف۔ کتاب احمد و سنا۔ کتاب محمد و وقاق۔

کتاب بکر وخلد۔ کتاب عباد والفاتک وخنک۔ کتاب شعب وعولق۔ کتاب احمد بن العصور۔
کتاب بشر الہندی ولبابہ۔ کتاب ماشم وسلطان۔ کتاب ذئب وزخیم۔ کتاب احمد بن
قتیبہ ودنانیر۔ کتاب سہل وسلیمہ۔ کتاب الکاتب ومنی۔ کتاب ابی العتاہیۃ وعتبہ۔
کتاب عباس وفوز۔ کتاب عاشق المقرۃ۔ کتاب حسن وسراب۔ کتاب عصام ودمنۃ۔ کتاب
دنیا والزہراء۔ کتاب عبید اللہ بن المہذب ولبنی بنت المعمر۔

سج دھج سے رہنے والی محبوبائیں

کتاب ریحانہ وقرنفل۔ کتاب رقیۃ وخدیجہ۔ کتاب مونس وذکیا۔ کتاب سکینہ
والرباب۔ کتاب لعطر لیفہ والدامار۔ کتاب ہند وابنۃ النعمان۔ کتاب عبدۃ العاقلۃ و
عبدۃ الغدارۃ۔ کتاب لؤلؤۃ وناظرۃ۔ کتاب بہجۃ وزموم۔ کتاب سعدی وسعاد۔ کتاب سرواب
وسرور۔ کتاب الدمیا وخمۃ

وہ عشاق جن کے واقعات افسانہائے شب کی صورت اختیار کر گئے

کتاب صاحب بشر بن مروان وابنۃ عمہ۔ کتاب الکلبی وابنۃ عمہ۔ کتاب التمیمی
والتمیمۃ الذین تعاہدوا۔ کتاب المصری والمکیۃ۔ کتاب عبد اللہ بن جعفر والشجرۃ المکتوبۃ علیہا۔
کتاب الرجیعۃ والاعرابی۔ کتاب اسماء بن خارجۃ الفزاری۔ کتاب ملک بن اسماء وصلیعۃ الحش۔
کتاب عباس الحنفی والتی رماہا۔ کتاب الجاریۃ ومولاہا عبید اللہ بن معمر۔ کتاب عبد الرحمن
بن الحکم بن حسان الاسدی وسعد صاحبی الغار۔ کتاب الفتی والمرأۃ التی رمت بالحصاۃ۔
کتاب الرباب وزوجہا الذین تعاہدا۔ کتاب سلیمان وعنوان وشیبان۔ کتاب سلیمان
بن عبد الملک والجاریۃ وطفلہا۔ کتاب المرأۃ واعزتہا والرجل الذی ہواہا۔
کتاب الاعرابی وابنۃ عمہ :۔ یہ ایک اور کتاب ہے۔
کتاب عبد الملک والکلبی صاحب خالد بن الولید۔ کتاب الزہری وابنۃ عمہ الذین
سار والی ہشام بن عبد الملک۔ کتاب دیار وظمیاء۔ کتاب ملک العیار وابنۃ عمہ۔ کتاب عنتۃ

واز یہر و عمر و الملک ۔ کتاب الکر و دحیۃ و ابنۃ الکاہن ۔ کتاب الاخوین العراقی والمدنی کتاب ھلل وسینا ۔ کتاب المتجرد فی النساء ۔ کتاب بدن وشادن ۔ کتاب حبیب العطار ۔ کتاب حسن واللس الاسرائلی ۔ کتاب حافیۃ ابنۃ ہاشم الکندی ۔ کتاب لؤل بن الشریف والصورۃ ومظعون الجنی ۔ کتاب عامر و دعد جاریۃ خالصۃ کتاب عروۃ بن عبد یالیل الطائی و ابنۃ عمۃ کتاب الفتی العاشق وصاحبتہ ۔ کتاب المخنث والفتاۃ التی عشقتہ ۔ کتاب الفتی العاشق ومہد المستعجلۃ ۔ کتاب الفتی العاشق الست وذات الخال ۔ کتاب الفتی الاحمق وشمسۃ عاشقتہ ۔ کتاب العاشق المجنون وسلم وجاریتہا الخیلۃ ۔

وہ آدم زاد جو جنات پر عاشق ہوئے اور

وہ جنات جو آدم زاد پر عاشق ہوئے

کتاب دعد والرباب ۔ کتاب رفاعۃ العبسی وسکر ۔ کتاب سعیع وقمع ۔ کتاب ناعم بن دارم ورحیمہ وشیطان العاق ۔ کتاب الاغلب والذیب ۔ کتاب الفرغام وحود وفس کتاب عمرو وقیانوس ۔ کتاب الاغلب والذباب ۔ کتاب الخزرجی المختال والسما ۔ کتاب حسن بن النعمان والجنیۃ ۔ کتاب الدلفاء واخوتہا والجنی ۔ کتاب دعد الفزاریۃ والجنی دعمو ۔ کتاب عمر بن سفیان السلمی والجنیۃ ۔ کتاب عمرو بن المکشوح والجنیۃ ۔ کتاب سعد بن عمیرو الفوار ۔ کتاب ربیعۃ بن قدام والجنیۃ

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ خلفائے بنو عباس، بالخصوص مقتدر کے دور میں افسانہ و اسمار سے متعلق بہت ہی شوق اور دلچسپی ورغبت کا اظہار کیا جاتا تھا ۔ اسی بنا پر وراقین نے کتابیں تصنیف کیں اور دروغ گوئی سے کام لیا ان میں کے ایک شخص ابن دلان کو جس کا نام احمد بن محمد بن دلان تھا، بڑی دسترس حاصل تھی ۔ اسی طرح اس گروہ کا ایک اور شخص ابن عطار کے نام سے معروف تھا ۔

جو لوگ حیوانات وغیرہ کی زبان میں افسانہ و اسمار بیان کرتے تھے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے وہ سہل بن ہارون، علی بن داؤد، عتابی اور احمد بن ابوطاہر تھے ۔

عجائب بحر وغیرہ کے موضوع پر تصنیفات

ایک کتاب، اس سلسلہ میں کتاب سمرالفزوی کے نام سے معروف ہے۔ جو . . .
کی تصنیف ہے اور تیس کہانیوں پر مشتمل ہے۔ دس کہانیاں عجائب بر، دس عجائب شجر اور
دس عجائب بحر سے متعلق ہیں۔

کتاب واثلۃ بن الاسقع۔ کتاب السیفع بن ذی ترحم الحمیری والمتروق بنت زید۔
کتاب الشیخ بن الشاب۔

حواشی

۱؎ مسامرین۔ سمر سے ہے جس کے معنی حد . . . شب کے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو رات کو قصے،
لطائف اور شعر سنائیں۔

مقالہ ہشتم

دوسرا فن

علما کے حالات و اخبار اور ان کی تصنیفات کے نام

یہ فن

جھاڑ پھونک کرنے والوں، شعبدہ بازوں، جادوگروں فسوں گروں

ماہرین نیرنگ اور ماہرین طلسمات کے واقعات و حالات پر مشتمل ہے

محمد بن اسحاق ندیم کا کہنا ہے کہ دم، تعویذ، جھاڑ پھونک اور جادو منتر کرنے والوں کا عقیدہ ہے کہ شیاطین، جنات، ور ارواح ان کے خادم و فرمانبردار ہیں اور امر و نہی کے بارے میں ان کے زیر تصرف ہیں۔ بلکہ دم اور تعویذ کرنے والے ان لوگوں کا جو خود کو شریعت و مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں، کہنا ہے کہ یہ سب اللہ جل اسمہ کی اطاعت کرنے، تضرع کا اظہار کرنے، ارواح و شیاطین کو اس کے نام کی قسم دینے، شہوات کو ترک کرنے اور اپنے آپ پر عبادت کو لازم قرار دینے سے ہوتا ہے۔ جن اور شیطان یا تو اللہ جل اسمہ کی اطاعت و فرمان برداری اور اس کے نام کی قسم دینے کی وجہ سے ان کے سامنے سر اطاعت خم کرتے ہیں یا اس کے خوف کے سبب جھکتے ہیں یا اس بنا پر تابعداری کے لیے مجبور ہوتے ہیں کہ اسمائے باری تعالیٰ میں یہ خاصیت اور اثر ہے کہ ان کا ذکر شیاطین و ارواح کے لیے موجب ہلاکت و تسخیر ہوتا ہے۔

لیکن جادوگروں کا عقیدہ یہ ہے کہ قربانیاں دینے اور معاصی و ممنوعات کے مرتکب ہونے، مثلاً نماز، روزہ کو ترک کرنے، خونریزی کو جائز قرار دینے، محرمات کو نکاح میں لانے اور تمام اعمالِ بد کے مرتکب ہونے سے ۔ کہ اللہ جن کے ترک کرنے سے اور شیاطین جن پر عمل پیرا ہونے سے خوش ہوتے ہیں ۔ شیاطین ان کی محکومیت و تابعداری میں رہتے ہیں ۔

یہ چیزیں بلادِ مصر اور اس کے مضافات میں عام ہیں اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، جو لوگوں میں متداول ہیں ۔

سرزمین مصر کو جادوگروں کے بابل کی حیثیت حاصل ہے ۔ ایک ایسے شخص نے جو ان مقامات کو دیکھ چکا ہے، مجھ سے بیان کیا کہ ابھی تک وہاں جادوگر مرد اور عورتیں موجود ہیں اور تمام جھاڑ پھونک کرنے والوں اور جادوگروں کا عقیدہ ہے کہ ان کے پاس ایسی انگوٹھیاں، نقوش، منتر، صندل، آلات اور دھونیاں وغیرہ ہیں جنھیں وہ اپنے علوم میں زیرِ عمل لاتے ہیں ۔

ایک اور حکایت

فلسفیوں اور ستارہ پرستوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ ستاروں کے مطالعہ کے لیے طلسماتی عمل انجام دیتے ہیں اور ان تمام عجیب و غریب کاموں کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا تعلق جذبات کو برانگیختہ کرنے، محبت کے عواطف کو بیدار کرنے یا کسی جن کو کسی پر مسلط کرنے سے ہے ۔ ان کے پاس نقش شدہ پتھر، ہیرے اور نگینے ہوتے ہیں ۔ یہ علم ان فلاسفہ کے ہاں ظاہر اور بیّن ہے ۔

اہلِ ہند بھی ان چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور عجیب و غریب عملیات و افعال کے حامل ہیں ۔ باشندگانِ چین میں سحر و افسوں کے باب میں کچھ اور ہی طریقے رائج ہیں ۔ اہلِ ہند خصوصیت کے ساتھ علم توہم کے ماہر ہیں ۔ اس موضوع سے متعلق ان کے ہاں کتابیں لکھی گئیں جن میں سے بعض کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے ۔

ترکوں میں بھی علمِ سحر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ایسے شخص نے جس کی علمی فضیلت پر میں اعتماد کرتا ہوں، مجھے بتایا کہ وہ فوجوں کو شکست دینے، دشمنوں کو قتل کرنے، پانیوں کو عبور کرنے اور لمبی مسافتوں کو کم عرصہ میں طے کرنے کے لیے اس علم سے کام لیتے ہیں۔

سرزمینِ مصر و شام میں سحر و طلسمات کا سلسلہ بہت زیادہ ہے اور وہاں اس فن کے ماہرین نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ البتہ مرورِ ایام سے ان کے اثرات اور کارنامے ختم ہو گئے ہیں۔

تعویذ نویسی کے پسندیدہ طریقے

اللہ اعلم و احکم۔ کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام پہلے شخص ہیں جنھوں نے جنات و شیاطین کو تسخیر کیا اور ان سے بڑے بڑے کام لیے۔

اہلِ فارس کے عقیدہ کے مطابق جمشید بن اونجہان پہلا شخص ہے جس نے ان کو اپنا مطیع بنایا۔

کہتے ہیں سلیمان بن داؤد کے لیے ان کا خالہ زاد آصف بن برخیا عبرانی میں، یوسف بن یعصو عبرانی میں اور ہرمزان بن کردول فارسی اور عبرانی میں لکھا کرتے تھے۔

وہ عفریت جو حضرت سلیمان بن داؤد کے پاس آئے

یہ ستر عفریت تھے۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ سلیمان بن داؤد صلی اللہ علیٰ نبینا و علیہما وسلم اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوتے اور جنوں اور شیطانوں کے قائد کو جس کا نام فقطش تھا، حاضر کیا اور اس نے دوسرے عفریتوں کو ان کے حضور پیش کیا۔ فقطش نے ایک ایک کا نام لے کر ان سب سے حضرت سلیمان کو متعارف کرایا اور اولادِ آدم میں ان کے عمل و حرکت اور سرگرمیوں کے بارے میں مطلع کیا۔ پھر ان سب سے ایک عہد اور میثاق لیا جب انھوں نے اس عہد و میثاق پر قائم رہنے کا حلف اٹھا لیا اور اسے تسلیم کر لیا تو واپس چلے گئے۔
یہ عہد و میثاق اللہ عزوجل کے اسمائے گرامی پر مبنی تھا۔ ان جنوں کے نام یہ ہیں:۔

فنطس، عمرو، کیہان، شمر مال، فیروز، حباقل، زبیزب، سیدوک، جندب، ستیار، زبنور، راحس، کوکب، عمران، داہر، قادون، شداد، مسمسہ، بکتان، برثمہ، بلکم، فروخ، ہرمز، ہبہ، ہیراد، مزاحم، مرہ، قسرۃ، ہیم، ارہبہ، خیشع، خیلعۃ، ریاح، زحل، دولیعہ، محوکرا، حبیشب، طقیطان، دقاس، قدمنہ، مزش، ابرائیل، نزاد، شغطیل، دلیفذ، انکرا، خطوفہ، تکیوش، مسلقر، قادم، اشجع، دودر، تیشامہ، حصار، ثعبان، ہامان، نمودکی، طبابور، ساہتون، عذافر، مرداس، سیطوب، زعروش، سحز، مرمرم، خشرم، شافان، حرث، حویرث، عزرہ، فقرون۔

وہ سات افراد جن کی یہ عفریت اولاد تھے

ان میں کا سب سے پہلا ذُہیش ہے:۔ یوم اول

شاغیا :۔ یوم ثانی

مربیا :۔ یوم ثالث

عبرا :۔ یوم رابع

مسمار :۔ یوم خامس

نمورکی :۔ یوم سادس

بخطش :۔ یوم سابع

اریوسس رومی

اریس بن اصطفانوس بن بطلیفس یہ رشید تو مر "اس کا لقب تھا اور روم کے تعویذ نویس علما میں سے تھا۔ کتاب بذکر فیہ اولاد ابلیس وتفرقہم فی البلاد وما یختص بہ من کل جنس منہم فی العلل والا رواح والاستہلاکات والاخبال والانساب الجن اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

وہتق

وہتق بن سرفع کا شمار قدما میں ہوتا ہے کتاب طباق الجن وہو الیدہم ورایتہم الاعلی اصاغر۔

اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ادیوس رومی کی کتاب سے زیادہ ضخیم ہے۔

ابن ہلال

اس کا شمار متاخرین میں ہوتا ہے۔ ابو النصر احمد بن ہلال بکیل اس کا نام ہے۔ ہلال ایک خادم کا بیٹا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے عہدِ اسلام میں اس سلسلہ کا آغاز کیا۔ جنات اس کے تابع فرمان تھے اور ان سے یہ باتیں بھی کرتا تھا۔ یہ عمدہ اور نیک اعمال کا حامل تھا۔ اس کے پاس مجرب انگوٹھیاں تھیں۔ تصانیف یہ ہیں :-

کتاب الروح المتلاشیۃ۔ کتاب المفاخر فی الاسلام۔ کتاب تغیر ما قالتہ الشیاطین سلیمان بن داؤد صلی اللہ علی نبینا وعلیہما وما اخذ علیہم من العہود۔

ابن امام

یہ ابنِ امام کے نام سے معروف تھا اور ان تعویذ نویسوں میں سے تھا جو یہ کام اللہ جل اسمہ کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ طریقۂ مذمومہ کا نہیں، طریقۂ محمودہ کا حامل تھا۔ یہ شخص معتضد کے زمانہ میں ہوا ہے۔

عبداللہ بن ہلال، صالح مدیبری، عقبہ ازرقی اور ابو خالد خراسانی، یہ سب طریقۂ محمودہ پر عامل تھے اور افعالِ جلیلہ و اعمالِ نبیلہ کے حامل تھے۔

ابن ابی صامہ

یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو ہم نے خود دیکھا اور جانچا پرکھا ہے۔ اس کو اپنے فن میں برتری حاصل تھی۔ ایک روز میں نے اس سے کہا :-

"جو کام تم نے اختیار کر رکھا ہے، میں تمھیں اس سے بہت اونچا سمجھتا ہوں"

اس نے کہا: "اے، سبحان اللہ! میں اسّی برس سے زیادہ عمر کا ہو گیا ہوں۔ اس کام کو اگر صحیح نہ سمجھتا تو کبھی کا ترک کر دیا ہوتا۔ میں اس کی صحت کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوں"

میں نے کہا۔
"بخدا تم کامیاب نہ ہو سکو گے۔"
یہ بہت سی کتابوں کا مصنف اور عمدہ ترین کارناموں کا مالک ہے اور اس فن کے
حامین اس کو برتر اور مقدم گردانتے ہیں۔ اس کا نام ابو عون بن ابی صامعہ ہے۔

طریقۂ مذمومہ کے بارے میں

طریقۂ مذمومہ، جادوگروں کا طریقہ ہے۔ اس موضوع سے متعلق شناسا لوگوں کا کہنا ہے
کہ ابلیس کی بیٹی، ایک قول کے مطابق ابلیس کے بیٹے کی بیٹی بَیدرخ کا سطحِ آب پر ایک
تخت بچھا ہوا ہے۔ جب کوئی شخص اس کی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے تو اس کے ہاں اس
کی رسائی ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ اس کی مراد پوری کر دیتی ہے۔ وہ اس سے کسی قسم کا پردہ
نہیں کرتی۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو انسانوں اور حیوانوں کو اس کی بھینٹ چڑھاتے
ہیں اور فرائض ترک کر دیتے ہیں اور ان تمام افعالِ قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہیں جنھیں عقل
انسانی پسند نہیں کرتی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود بیدرخ ہی ابلیس ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بیدرخ اپنے تخت پر بیٹھی ہے۔ اس کے حلقۂ ارادت کے افراد
کو اس کے پاس لایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کے سامنے
سجدہ ریز ہوں۔

اللہ اس شرک سے منزہ اور بالا ہے۔

اس گروہ کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بیدرخ حالتِ
بیداری میں اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور نبطیوں کی طرح کے سیاہ رنگ کے لوگ اس کے
ارد گرد ہیں جو برہنہ پا ہیں اور ان کی ایڑیاں پھٹی ہوئی ہیں۔

وہ کہتا ہے۔ ابنِ مندرینی کو بھی میں نے ان لوگوں میں دیکھا۔

یہ شخص ہمارا ہم زمان اور بہت بڑے جادوگروں میں سے ہے۔ اس کا نام احمد بن جعفر

ہے اور ابن زریق کا غلام ہے۔ یہ طشت کے نیچے سے اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا۔

خلف بن یوسف دستیسانی

یہ بھی انہیں لوگوں میں سے ہے۔ اس کے بعض عقیدت مندوں کے قول یہ ابن تنان کے نام سے معروف ہے اور اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب . . .

حماد بن مرہ یمانی

یہ بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے اور اپنے عقیدہ کے مطابق زہؔ جادوگری سے روایت کرتا ہے۔ کتاب التماثیل اس کی تصانیف میں سے ہے۔

حریری

یہ ابوالقاسم فضل بن سہل بن فضل ہے جو اسی زمرہ میں شامل ہے۔ کتاب الحلولات لربطات والعقد والادارات اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

ابن وحشیہ کلدانی

ابوبکر احمد بن علی بن مختار بن عبد الکریم بن جرثیا بن بدنیا بن برطانیا بن عالاطیا کسدانی صوفی۔ باشندگان قسینؔ میں سے ہے اور جادوگر ہونے کا مدعی ہے۔ طلسماتی عمل کرتا ہے اور کیمیاگر ہے۔ ہم کتاب کے آخر میں صنعت کیمیا کی بحث میں اس کی تصنیفات کا ذکر کریں گے۔ کسدانی کا معنی نبطی ہے۔ یہ ادلیں ساکنان ارض تھے جو سمار یثؔ کی اولاد میں سے تھے۔ سحر وطلسمات کے موضوع پر اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔
کتاب طرد الشیاطین :۔ یہ الاسرار کے نام سے معروف ہے۔
کتاب السحر الکبیر۔ کتاب السحر الصغیر۔

کتاب دوار ملی مذہب النبط :۔ یہ ز مقالات پر مشتمل ہے۔

کتاب مذاہب الکلدانیین فی الاصنام۔ کتاب الاشارۃ فی السحر۔ کتاب اسرار الکواکب۔ کتاب الفلاحۃ الکبیر والصغیر۔ کتاب حماطرثی اماعی الکسدانی فی النوع الثانی من الطلسمات :۔ ابن وحشیہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

کتاب الحیات والموت فی علاج الامراض لراہطا بن سمرطان الکسدانی کتاب الاصنام۔ کتاب القرابین۔

کتاب الطبیعۃ :۔ اس کی اپنی تصنیف ہے۔

کتاب الاسماء :۔ اس کی اپنی تصنیف ہے۔

کتاب مفاوضاتہ مع ابی جعفر الاموی وسلامۃ بن سلیمان الاخمیمی فی الصنعۃ والسحر۔

ابو طالب

احمد بن حسین بن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک زیات۔ یہ ابن وحشیہ کا مصاحب اور اس کی کتابوں کا راوی ہے۔ اب تک زندہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ حال میں اس کا انتقال ہو گیا ہے۔

شعبدہ بازی طلسمات اور نیرنگ کے بارے میں

دورِ اسلام میں پہلا شعبدہ باز عبید الکیس اور ایک اور شخص قطب الرحا تھا۔ اس موضوع سے متعلق ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :۔

کتاب الشعبدۃ :۔ از عبید الکیّس

کتاب الخفۃ والدکّ والقفت :۔ از قطب الرحا۔

کتاب بلع السیف والتقنیب والحصی والسم واکل الصابون والزجاج والحیلۃ فی ذلک۔

کتاب المخرقۃ :۔ از عبید الکیّس۔

اور وہ آخری شخص جو ہاتھ کی صفائی کے فن میں مہارت رکھتا تھا، اور جسے ہم نے دیکھا ہے منصور ابو العجب تھا۔ یہ ایک سو پندرہ برس کی عمر پا کر فوت ہوا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے معتمد کے سامنے بھی ہاتھ کی صفائی کے فن کا مظاہرہ کیا۔

ثانشتانس

یہ قدیم لوگوں میں سے ہے۔ اس نے خواص اشیا، نیرنگ اور طلسمات کو موضوع بحث ٹھہرایا۔ کتاب الجامع فی النیرنجات والخواص اس کی تصنیف ہے۔

بلیناس حکیم

یہ طوانہ کا باشندہ جو بلاد روم میں واقع ہے۔ کہتے ہیں یہ پہلا شخص ہے جس نے طلسمات کے موضوع سے متعلق مباحث کا آغاز کیا اور اس سلسلہ میں اس کی ایک کتاب خود اس کے شہر اور تمام ممالک میں مشہور و معروف ہے۔

اردوس رومی

کتاب النیرنجات اس کی تصنیفات میں سے ہے۔

سمہ ہندی

اس کا شمار قدما میں ہوتا ہے اور جادوگری و منتر کے بارے میں اس کا وہی انداز ہے جو اہل ہند کا ہے۔ اس کی ایک کتاب بھی ہے جس میں اس نے اصحاب توہم کے نقطہ نظر کی پیروی کی ہے۔

منتر، اس کے خواص اور طلسمات کے بارے میں ہرمس کی تصنیفات

کتاب ہرمس فی النشر والتعاویذ والعزائم۔

کتاب اباریطیس فی نیر نجات الاشجار والثمار والادہان والحشائش۔

کتاب فریقوثیوس فی الاسماء المعظمہ والتمائم والعزو۔ یہ کتاب حروف شمسی و قمری ستارگان ہفتگانہ اور اسمائے فلاسفہ پر مشتمل ہے۔

کتاب فریقوثیوس فی الخواص :۔اس کو تین اجزا پر منقسم کیا ہے اور ہر جز ایک معنی پر مشتمل ہے۔

حواشی

۱ تسین — (بعض تاء و بکسر سین و تشدید یاء) نواحی کوفہ میں ایک گاؤں۔ (معجم البلدان)

۲ سناریب — یہ بادشاہ تقریباً ۷۰۱ — ۷۰۵ قبل از مسیح ہوا۔ سرجون دوم کا بیٹا اور اس کا جانشین تھا۔

مقالہ ہشتم

تیسرا فن

احوال و اخبارِ علما اور ان کی تصنیفات کے نام

یہ فن

اُن کتابوں کے ذکر پر مشتمل ہے جو گوناگوں علوم پر تصنیف کی گئیں اور ان کے مصنفین و مؤلفین کا پتہ نہ چل سکا

وہ داستانیں جو اسما و القاب سے مشہور ہیں

اس کے علاوہ ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا

کتاب شکبندہ۔ کتاب کعب ضب۔ کتاب ملح الدیر۔ کتاب نمج۔ کتاب عاشق البقرۃ۔ کتاب حرۃ الریح۔ کتاب سعدۃ۔ کتاب حدیثہ۔ کتاب جبل مشق۔ کتاب ذو نقطہ۔ کتاب رفاعہ۔ کتاب سکن۔ کتاب خرء الطیر۔ کتاب شیب۔ کتاب صعیدۃ۔ کتاب طعنۃ الصراخ۔ کتاب برص۔ کتاب رتی۔ کتاب عرازۃ۔ کتاب رخیہ۔ کتاب جوستق۔ کتاب تور۔ کتاب بلبل۔ کتاب جبی و حلمۃ۔ کتاب جُلبذۃ۔

اعدلوں سے متعلق کتابیں، جن کے مصنفین کا پتہ نہیں چلا

کتاب حوشب الاسدی۔ کتاب عروۃ بن عبد اللہ۔ کتاب الغامزی۔ کتاب ابی السائب

المخزومی۔کتاب ابی عمر الاعرج۔کتاب ضمضم الدینی۔کتاب قوص۔کتاب ابی سکۃ۔کتاب مسرور الادمی
کتاب ابی معن الغفاری۔کتاب الدارمی۔کتاب ابن احمر۔کتاب عتریط۔کتاب جلمی الدلال۔
کتاب ابی الحر الدینی۔کتاب فند۔کتاب ہبۃ اللہ۔کتاب زمرۃ العقلی۔کتاب ابن الشونیزی۔

ہونقوں کا ایک گروہ جن کے عجیب و غریب معاملات کے بارے میں کتابیں لکھی گئیں لیکن اُن کے مصنفین کا پتہ نہ چل سکا

کتاب نوادر ربحا۔کتاب نوادر ابی ضمضم۔کتاب نوادر ابن احمر۔کتاب نوادر سورۃ الاعرابی۔
کتاب نوادر ابن الموصلی۔کتاب نوادر ابن یعقوب۔کتاب نوادر ابی عبید الحزمی۔کتاب نوادر ابی علقمۃ
کتاب نوادر سیغویہ۔

باہ کے بارے میں فارسی، ہندی، رومی اور عربی کی شہوت انگیز تصنیفات

کتاب بنیان دخت۔کتاب بنیان نفس۔کتاب بہرام دخت فی الباہ۔کتاب مرطوس الرومی
فی حدیث الباہ۔کتاب الالفیۃ الکبیر۔کتاب الالفیۃ الصغیر۔کتاب بروان وحباحب الکبیر۔
لابی حسان الکبیر۔کتاب بروان وحباحب الصغیر۔کتاب الحرۃ والامۃ۔کتاب السحاقات والبغاصر
لابی العبس۔

ایک اور کتاب حدیث ابن الدکانی کے نام سے معروف ہے جو ابن حاجب النعمان کی تصنیف ہے۔
کتاب لعوب الرئیسۃ وحسین الوطی۔کتاب الجواری الحبائب۔

تخیلاتِ قلبی، حرکاتِ مژگان و ابرو، خالِ بدن، شانوں، فال و شگون اور پیشگوئیوں وغیرہ کے بارے میں اہلِ ایران، اہلِ ہند، اہلِ روم اور اہلِ عرب کی تصنیفات

کتاب منحول الفراسۃ :۔ از ارسطو

کتاب فراسۃ الحمام۔ کتاب زجر الفرس۔ کتاب زجر الردم۔ کتاب زجر الہند۔
کتاب زجر العرب۔
کتاب الفراسۃ :۔ از قلیمون۔
کتاب الخیلان ۔ از مینس رومی
کتاب الشامات :۔ از مینس رومی
کتاب الفال لابن الفرس
کتاب خطوط الکف والنظر فی الید :۔ از اہل ہند
کتاب الاختلاج علی طاشتہ اوجہ :۔ از اہل ایران
کتاب زجر الطیر والفال والعیافۃ والقیافۃ والکہانۃ :۔ از مدائنی
کتاب الفال الفلکی :۔ از کندی
کتاب الاختلاج والزجر ومایری الرجل فی ثیابہ وجسدہ وصفۃ الخیلان وعلاج النساء ومعرفۃ ماہبل علیہ الحیات ۔ کتاب قرعۃ ابن المرتحل الکبیرۃ۔ کتاب قرعۃ ابن المرتحل الصغیرۃ۔ کتاب نیشا غورس فی القرعۃ التی یقترع بہا عند کل حاجۃ۔ کتاب قرعۃ ذی القرنین کتاب قرعۃ الغضبا النعمانی۔ کتاب قرعۃ منسوبۃ الی دانیال۔ کتاب قرعۃ منسوبۃ الی الاسکندر بالسہام۔

شاہ سواری، اسلحہ برداری، آلاتِ حرب اوران کے بارے میں تمام قوموں میں تدبیر وعمل کی مروجہ صورت کے متعلق تصنیفات

کتاب اثنین الرمی :۔ یہ بہرام گور کی اور ایک قول کے مطابق بہرام چوبین کی تصنیف ہے۔ کتاب اثنین الضرب بالصوالجۃ للفرس۔
کتاب تعبیۃ الحروب وآداب الاساورۃ وکیف کانت ملوک الفرس تولی الاربعۃ الثغور من الشرق والغرب والجنوب والشمال۔

کتاب الحیل ۔ یہ ہرثمی شعرانی کی کتاب ہے جو اس نے جنگوں سے متعلق مامون کے لیے لکھی۔ یہ بہترین تصنیف ہے اور دو مقالات پر مشتمل ہے۔ مقالۂ اول تین اجزا کو محتوی ہے۔ جزو اول کے بیس ابواب ہیں جو دو سو چونسٹھ مسائل پر مشتمل ہیں۔ جزو ثانی کے سات ابواب ہیں جو بیالیس مسائل کو گھیرے ہوئے ہیں اور جزو ثالث چوبیس ابواب کو محیط ہے، جو ایک سو چھیاسٹھ مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مقالہ ثانی چھتیس فصول اور ایک ہزار اکیاون ابواب پر محیط ہے۔

کتاب عبد الجبار بن عدی المنصوری فی آداب الحروب وصورۃ العسکر۔ کتاب الاشمیعی فی الفروسیۃ۔

کتاب آداب الحروب وفتح الحصون والمدائن وترتیب الکمین وتوجیہ الجواسیس والطلائع والسرایا ووضع المسالح۔ یہ کتاب ان جنگی کارناموں پر مشتمل ہے جو اردشیر بن بابک کے سپہ سے انجام دیے گئے۔

کتاب باجہ الہندی فی فراسات السیوف ونعتھا وصفاتھا ورسومھا وعلاماتھا۔

کتاب السیوف وقیمتہا عند العرب واصناف ذلک۔ کتاب شاناق الہندی فی امر تدبیر الحرب۔ وما ینبغی للملک ان یتخذ من الرجال وفی امر الاساورۃ والطعام والسم۔

کتاب العمل بالنار والنفط والزراقات فی الحروب۔

کتاب الدبابات والمنجنیقات والحیل والمکاید ۔ یہ کتاب میں نے ابن خفیف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے

بیطاری، چوپایوں کے علاج، گھوڑوں کی صفات اور اُن کے انتخاب کے بارے میں کتابیں

کتاب ابن اخی حزام فی البیطرۃ ۔ یہ کتاب اس نے متوکل کے لیے تصنیف کی۔
کتاب الفہ حکیم من حکماء الروم فی علاج سائر الدواب۔

کتاب البیطرۃ :۔ یہ مرحوم کی تصنیف ہے اور اس کا ایک مقالہ موجود ہے۔
کتاب الخیل وعلی ای نعت وصفۃ شیئۃ افرہ مایکون من الخیل۔
کتاب ارتباط الخیل :۔ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔
کتاب نقد اسحاق علی بن سلیمان للفرس فی علاج سائر الدواب والخیل والبغال والبقر والغنم والابل ومعرفۃ ثمنها وسومها۔
کتاب البیطرۃ للصیبی :۔ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔
کتاب البیطرۃ للروم ۔کتاب البیطرۃ للفرس۔

مرغانِ شکاری، ان سے شکار کا کام لینے اور ان کے علاج سے متعلق

ایرانیوں، رومیوں، ترکوں اور عربوں کی تصنیفات

کتاب الجوارح :۔ تالیف محمد بن عبداللہ بن عمر بازیار۔
کتاب البزاۃ للفرس۔
کتاب البزاۃ للترک ۔کتاب البزاۃ للروم ۔کتاب البزاۃ للعرب۔
کتاب الجوارح واللعب بها :۔ تالیف ابودلف قاسم بن عیسیٰ۔

مواعظ اور آداب و حِکَم سے متعلق اہلِ روم، اہلِ ہند، اور اہلِ عرب کی تصنیفات چاہے ان کے مصنف معلوم ہوں یا غیر معلوم ہوں

کتاب زادالفروخ :۔ اپنے بیٹے کی تادیب کے لیے لکھی۔
کتاب مہرادر جسیس الموبدان الی بزرجمہر بن البختکان :۔ اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:۔ "انہ لم یتنازع الرأی متنازعان احدهما مخطی والاخر مصیب"

یعنی کوئی بھی دو آدمی، کسی مسئلہ میں اس طرح کا اختلاف نہیں رکھتے کہ ان میں کا ایک برسر غلط ہو اور دوسرا صحیح ہو۔

کتاب لبفروس فی الادب۔ کتاب بروسن فی تدبیر المنزل۔ کتاب ابراہیم بن زیاد فی الادب للمہدی۔ کتاب محمد بن اللیث الی الرشید یعظہ۔ کتاب محمد بن اللیث الی یحی بن خالد۔

کتاب الرد علی الزنادقہ۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

کتاب عہد کسری الی ابنہ ہرمز یوصیہ حین اصطفاہ الملک وجواب ہرمز ایاہ۔ کتاب ملک من الملوک الخالیۃ الی ابنہ فی التادیب۔ کتاب عہد کسری الی من لورث التعلیم من بنیہ۔ کتاب ملک صالح من الملوک فیہ جماع رؤس امور الملوک التی علیہا تدور سیاستہا۔ کتاب عہد اردشیر بابکان الی ابنہ سابور۔ کتاب زُبدان مؤبد فی الحکم والجوامع: الآداب۔ کتاب عہد کسری انوشروان الی ابنہ الذی یسمی عین البلاغۃ۔ کتاب مسائل استرعا بخس العلم والجواب عنہا۔ کتاب الملک ذی الشیعۃ و ماجری بینہ وبین وزرائہ واہل مملکتہ من المحاورۃ۔ کتاب ماکتب بہ کسری الی المرزبان واجابتہ ایاہ۔ کتاب حدیث الیأس والرجاء والمحاورۃ التی جرت بینہما۔ کتاب الملک والمرأۃ التی علقہا بین السماء والارض یستظل تحتہا الف فارس۔ کتاب المسائل التی انفذہا ملک الروم الی انوشروان علی یدہ لبقراط الرومی۔ کتاب ارسال ملک الروم الفلاسفۃ الی ملک الفرس یسألہ عن اشیاء من الحکمۃ۔ کتاب الفیلسوف الذی بلی بالجاریۃ قیطر وحدیث الفلاسفۃ فی امرہا۔ کتاب الملک الذی اشار علیہ احد وزرائہ بالنوم والاخر بالیقظۃ۔ کتاب ما امر اردشیر باستخراجہ من خزائن الکتب التی وضعہا الحکماء فی التدبیر۔ کتاب حدیث السمع والبصر۔ کتاب الملک والضرتین والوزراء۔ کتاب امرأۃ الملک حداہا تفضل الغلمان والاخری الجواری وکلام الفلاسفۃ فی ذلک۔ کتاب الہند۔ بین الجواد والبخیل والاحتجاج بینہما وقضاء ملک الہندی فی ذلک۔ کتاب سکر یتیری بن مردیہ لہرمز بن کسری ورسالۃ کسری الی جواسب وجوابہا۔ کتاب کسری الی زعماء الرعیۃ فی الشکر۔ کتاب اروی وذکر دیرہا وما تکلمت بہ من الحکمۃ۔ کتاب نزادر میمون بن میمون فی الادب۔ کتاب حمزۃ

بن عفیف فی سیرۃ ذی الیمینین۔ کتاب ادب مسعدۃ الکاتب۔ کتاب العرمی فی الادب نبراد و دشعر۔ کتاب آداب عافیۃ بن یزید القاضی :۔ کذ لل اسحاق بن عیسیٰ بن علی الہاشمی۔ کتاب آداب ابراہیم بن المہدی۔ کتاب آداب کلثوم بن عمرو العتابی۔ کتاب آداب عبد اللہ بن المعتز۔

کتاب شاناق السندی فی الآداب :۔ پانچ ابواب

کتاب سیرت نامہ :۔ یہ مداہود بن فرخزاد کی تصنیف ہے اور واقعات وحکایات پر مشتمل ہے۔

کتاب علی بن زین النصرانی فی الآداب والامثال علی مذاہب الفرس والروم والعرب۔

کتاب ترجمہ :۔ نوادر اہل الشریفیۃ ونوادر اوساط الناس ونوادر السفلۃ والوضعاء۔

تعبیر رؤیا سے متعلق تصنیفات

کتاب ارطامیدورس فی تعبیر الرؤیا :۔ پانچ مقالات

کتاب النوم والیقظۃ :۔ از ذرفوریوس

کتاب ابی سلیمان المنطقی فی الانذارات النومیۃ

کتاب الفہ ابراہیم بن بکوس فی الرؤیا۔

کتاب تعبیر الرؤیا :۔ از ابن سیرین

کتاب تعبیر الرؤیا :۔ از کرمانی

کتاب تعبیر الرؤیا :۔ یہ فریابی کی تصنیف ہے اور ایک واقعہ پر مشتمل ہے۔

کتاب تعبیر الرؤیا :۔ از ابن قتیبہ۔

کتاب تعبیر الرؤیا علی مذاہب اہل البیت علیہم السلام۔

کتاب تعبیر الرؤیا لاہل البیت :۔ یہ تصنیف لطیف ہے۔

وہ کتابیں جو عطریات کے بارے میں لکھی گئیں

کتاب العطر :- یحییٰ بن خالد کے لیے لکھی گئی۔
کتاب العطر :- از ابراہیم بن عباس
کتاب العطر :- از کندی
کتاب کیمیاء العطر :- از کندی
کتاب العطر :- مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔
کتاب آخر مجہول فی العطر والترکیبات۔
کتاب العطر :- از حبیب عطار
کتاب العطر واجناسہ :- از مفضل بن سلمہ
کتاب العطر واجناسہ ومعادنہ :- یہ ایک کوہستانی کی تصنیف ہے، جس کا نام . . . ہے۔

طبیخ سے متعلق کتابیں

کتاب الطبیخ :- از حارث بن بسخر
کتاب الطبیخ :- از ابراہیم بن مہدی
کتاب الطبیخ :- از ابن ماسویہ
کتاب الطبیخ :- از ابراہیم بن عباس صولی
کتاب الطبیخ :- از علی بن یحییٰ منجم
کتاب الطبیخ :- از جحظہ
کتاب الطبیخ :- از احمد بن طیب
کتاب الطبیخ :- از جحظہ
کتاب السکباج :- یہ بھی اسی کی تصنیف ہے۔

کتاب الحمۃ المرضی :۔ از رازی
کتاب البلیغ :۔ یہ بھی اسی کی تصنیف ہے۔

سمیات اور دواسازی سے متعلق کتابیں

دلنطارع

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ متاخرین سے تعلق رکھتا ہے یا قدماسے۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب السمومات وترکیبہا واصولہا :۔ تقریباً پچاس اوراق
کتاب السمومات :۔ از ابن بطریق
کتاب السمومات :۔ از اہل ہند
کتاب السمومات و دفع حزرہا :۔ از کندی
کتاب السمومات و دفع مضارہا :۔ از قسطا بن لوقا
کتاب اجناس الحیات :۔ یہ ایک ہندی مترجم کی تصنیف ہے۔
کتاب اجناس الحشرات :۔ از ابن بطریق
کتاب الصیدنۃ :۔ از راوق دواساز
کتاب الصیدنۃ :۔ از رازی

تعویذات اور جھاڑ پھونک سے متعلق تصنیفات

کتاب الہیاکل السبعۃ۔ کتاب الخواتیم السبعۃ۔ کتاب الجواب السبعۃ۔ کتاب المنازل السبعۃ۔

کتاب الرقی والتعاویذ :۔ از ابن وحشیہ
کتاب الرقی والتعاویذ :۔ از احمد بن ہلال

کتاب سفر آدم :۔ اس میں فرشتوں کے نام اور ان کے ناموں سے جو عملیات کیے جاتے ہیں۔ ان کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس کے مصنف کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ان کی کتاب ہے۔

کتاب الهیاجات والعطوف والسول والربوط :۔ اس کا مصنف گم نام ہے۔

مفردات سے متعلق کتابیں اور ان کے مصنفین

کتاب الجوہر والمنافر :۔ محمد بن شاذان جوہری نے معتضد کے لیے لکھی۔

کتاب التلاویح :۔ تالیف یحییٰ بن محمد زجاج

کتاب السیوب والمیمونات والفضار الصینی :۔ تالیف جعفر بن حسین

کتاب النداء علی الاشیاء مسیح :۔ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔

کتاب الہلیلجۃ :۔ اس کے مصنف کا علم نہیں ہو سکا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ صادق رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ لیکن یہ ناممکن بات ہے۔

کتاب اجناس الرقیق والکلام علیہ :۔ یہ مصر کے ایک شخص نے ابن بلما کے لیے لکھی تقریباً سو ورق پر مشتمل ہے۔

کتاب الکنوز السبعۃ :۔ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔

کتاب دفائن البیوت :۔ اس کے مصنف کا علم نہیں۔

کتاب المعادن والمطالب والکنوز :۔ اہل مصر کی تصنیف ہے۔

کتاب مزاجات الجواہر المعدنیۃ وحل الفولاذ والطالیقون والنحاس والصفر وغیر ذلک :۔ اس کتاب کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔

جزو نہم از کتاب الفہرست

علما کے حالات اور اُن کی کتابوں کے ناموں کے بارے میں

•

تالیف

محمد بن اسحاق

المعروف

اسحاق بابی یعقوب وراق

•

مقالہ مذاہب و اعتقادات

مقالہ نہم

پہلا فن

احوال و اخبارِ علما اور اُن کی تصنیفات کے نام

یہ فن

کلدانی حرنانیہ معروف بہ صابیہ اور کلدانی ثنویہ کے مذاہب کی تفصیل و تعریف پر مشتمل ہے

ان لوگوں سے متعلق یہ حکایت احمد بن طیب نے اپنے خط میں کندی سے نقل کی

یہ گروہ اس بات پر متفق ہے کہ عالم کی ایک ازلی علت ہے جو وحدت و یکتائی کے ساتھ متصف ہے۔ اس میں کثرت نہیں اور معلولات کی کوئی صفت بھی اس میں پائی نہیں جاتی۔ اس نے اپنے اصحاب عقل و تمیز بندوں کو اپنی ربوبیت کے اقرار کا مکلف ٹھہرایا ہے۔ حق کا راستہ ان کے لیے واضح کیا ہے، ان کی رہنمائی اور اتمام حجت کے لیے پیغمبر بھیجے ہیں، اور ان کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو اللہ کی رضاجوئی کی دعوت دیں اور اس کے غضب سے ڈرائیں۔ ان پیغمبروں نے اس کی اطاعت کرنے والوں کو لازوال نعمتوں کی نوید سنائی ہے اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے جو بقدر استحقاق کے ہوگا اور پھر منقطع ہو جائے گا۔

ان کے بعض قدما سے منقول ہے کہ اللہ نو ہزار دور تک عذاب میں مبتلا رکھے گا اور

پھر انھیں اللہ کے سایۂ رحمت میں لے آئے گا اگرچہ وہ اس گروہ سے وابستہ ہوں جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا اور دینِ حقیقی کی طرف دعوت دیتا ہو جس کے وہ گرویدہ ہیں۔ ان کے مشہور اور جلیل القدر حضرات ، ارانی ، اغاثا ذیمون اور ہرمس تھے۔ بعض نے افلاطون فلسفی کے ناناسولون کو بھی اسی زمرہ میں شمار کیا ہے۔

ان سب کی ایک ہی دعوت تھی اور سنن و شرائع میں یہ ایک دوسرے سے کوئی اختلاف نہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنا ایک ہی قبلہ قرار دیا جو سبز عقلاکی رو سے قطب شمالی تھا۔ اس سے ان کا مقصد حکمت و دانائی کو پانا اور خلافِ فطرت چیزوں کی مخالفت کرنا ہے۔ وہ اپنے لیے فضائل چہار گانۂ نفس کا التزام کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے اور بڑی بڑی فضائل کے بھی پابند ہیں اور چھوٹی چھوٹی ناشائستہ باتوں سے اجتناب کے بھی قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آسمان بر بنائے اختیار و عقل حرکت کناں ہے اور نماز روزانہ تین وقت فرض ہے۔

پہلی نماز طلوعِ آفتاب سے نصف ساعت یا ذرا پہلے شروع ہو کر طلوعِ آفتاب کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے۔ اس نماز کی آٹھ رکعت ہیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہیں۔

دوسری زوالِ آفتاب کے ساتھ ہی ختم ہوجاتی ہے۔ اس کی پانچ رکعت ہیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہیں۔

تیسری نماز دوسری نماز ہی کی طرح پڑھی جاتی ہے۔ یہ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی ختم ہوجاتی ہے۔

نماز کے یہ اوقات اوتادِ ثلاثہ کی رعایت سے مقرر کیے گئے ہیں جو وتدِ مشرق، وتدِ وسط السماء اور وتدِ مغرب کہلاتے ہیں۔ ان میں کے کسی شخص نے وتدِ ارض کی رعایت سے فرضیتِ نماز کا ذکر نہیں کیا۔

ان کے نقطۂ نظر سے نفلی نماز کے التزام کی وہی حیثیت ہے جو مسلمانوں کے نزدیک نمازِ وتر کی ہے اور وہ روزانہ تین مرتبہ ادا کرنی چاہیے۔ پہلی دن کی دوسری ساعت میں،

دوسری دن کی نویں ساعت میں اور تیسری رات کی تیسری ساعت میں — !

ان کے نزدیک طہارت کے بغیر نماز قبول نہ ہوگی۔

ان کا عقیدہ ہے کہ تیس روزے فرض ٹھہرائے گئے ہیں جن کا آغاز ماہ آذر کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ دوسرا ماہ کانونِ اول کے آخری نو دنوں کا ہے اسی طرح ماہ شباط کی آٹھ تاریخ سے بعد کے سات دن بھی ان کے نزدیک عظمت و اہمیت کے حامل ہیں۔

یہ لوگ نفلی روزوں کے بھی قائل ہیں جن میں سے ایک سولہ[۱۷] دن کے ہیں اور ایک ستائیس دن کے۔

یہ حصولِ تقرب کے لیے قربانیاں بھی کرتے ہیں اور انھیں ستاروں کے نام پہ ذبح کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اگر باری تعالیٰ کے نام سے قربانی کی جائے گی تو یہ مرتبے میں اول درجے کی قرار پائے گی۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ درمیانی کڑی کو ترک کر کے براہِ راست امر عظیم کی طرف تجاوز کرنے کے مترادف ہے ان کے نزدیک ذبیحۂ قربانی، نر گائے، نر بھیڑ، نر بکری اور تمام نر چوپایوں کی قربانی کرنے سے ہی تعبیر ہے۔ البتہ وہ اونٹ اس سے مستثنیٰ ہیں جن کے دونوں جبڑوں میں دانت نہ ہوں۔

پرندوں میں سے یہ ان کی قربانی کرتے ہیں، جو از قسم کبوتر اور مرغابِ شکاری نہ ہوں۔ ان کے ذبیحہ کا طریقہ یہ ہے کہ حلقوم کی رگیں کاٹ دی جائیں اور تزکیہ یہ ہے کہ سر کو ذبیحہ سے الگ نہ کیا جائے۔

یہ زیادہ تر مرغوں کو ذبح کرتے ہیں۔ اور یہ قربانی کو کھانے کے نہیں، اس کو جلا دینے کے قائل ہیں۔

قربانی کے روز یہ ہیکل میں نہیں جاتے۔ انھوں نے مہینے میں قربانی کے چار وقت مقرر کر رکھے ہیں۔

وقتِ اجتماع —

وقت استقبال۔

سترھواں دن — اور

اٹھائیسواں دن

ان کی عیدوں میں سے ایک کا نام عید فطر السبعہ اور ایک کا فطر الشہر ہے۔ کہتے ہیں، فطر الثلاثین بھی ان کی ایک عید ہے، جو دو روز منائی جاتی ہے۔ اس فطر کے ایک عید پانچ روز اور ایک اٹھارہ روز بعد۔ مہینے کی چھبیس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ عید الحیل؛ تشرین اول کی چھبیس کو اور عید المیلاد کانون الاول کی تیئیسویں کو آتی ہے۔ ایک عید، تموز کی انتیسویں کو منائی جاتی ہے۔

ان کے ہاں جنابت سے غسل کرنا اور کپڑے بدلنا، حائضہ کو چھونے سے کپڑے بدلنا، اور غسل کرنا ضروری ہے۔ حائضہ کو ہر چیز سے دور رکھنا بھی ضروری ہے۔ جنابت سے اور حائضہ کو ہاتھ لگنے سے پانی میں گل ارمنی ڈال کر غسل کرنا چاہیئے۔

ان کے نزدیک ذبیحہ انہی حیوانات کا ہو سکتا ہے جن میں پھیپھڑا اور دانت ہو۔

ان کے ہاں ان چیزوں کا کھانا ممنوع ہے۔

اونٹ،

جس کا تزکیہ نہ کیا گیا ہو۔

ہر وہ جانور جس کے دونوں جبڑوں میں دانت نہ ہوں۔ مثلاً خنزیر، کتا، گدھا۔

بجز کبوتر کے تمام ذی مخلب پرندے،

نباتات میں سے باقلی اور لہسن ممنوع ہیں۔ بعض ممنوعات کی حدوں کو لوبیا، قنبیط، چقندر اور مسور تک بڑھا دیا ہے۔

اونٹ سے کراہت میں تو یہ اس درجہ افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا کہنا ہے کہ جو شخص اونٹ کی مہار کے نیچے سے گذرا، اس کی حاجت روائی نہ ہوگی۔

جس کو برص، جذام اور دیگر متعدی بیماریاں لاحق ہوں، اس سے یہ اجتناب کرتے ہیں۔ یہ ختنے نہیں کرتے، کیونکہ طبعی اور فطری معاملے میں یہ کسی نئے عمل واختراع کے

قائل نہیں۔

شادی بیاہ میں ان کے ہاں گواہ ضروری ہیں، لیکن گواہ ایسے نہیں ہونا چاہئیں جو زیادہ قرابت دار ہوں۔

وراثت کے باب میں یہ مرد اور عورت کو یکساں حیثیت دیتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ جب تک بے حیائی کا واضح ثبوت یقین نہ ہو، طلاق نہیں دی جا سکتی اور طلاق کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔

بیک وقت دو عورتوں سے شادی نہیں ہو سکتی۔

مجامعت صرف اولاد پیدا کرنے کی غرض سے ہی کی جا سکتی ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ ثواب و عقاب کا تعلق، صرف روح سے ہے۔ اس میں کسی مدتِ معلومہ تک کے لیے تاخیر نہیں ہو سکتی۔

ان کا کہنا ہے کہ نبی کے لیے ضروری ہے کہ نفسی کمزوریوں سے پاک، آفاتِ بدنی سے مبرّا اور تمام اوصافِ حمیدہ میں درجۂ کمال پر فائز ہو۔ کسی سوال کا صحیح صحیح جواب دینے میں کسی نوع کے عجز و قصور کا اظہار نہ کرتا ہو اور وہم و خیال کی سطح پر ابھرنے والی باتیں بتا دیتا ہو۔ نزولِ بارش اور نباتات و حیوانات سے دفعِ آفات کے سلسلے میں مستجاب الدعوات ہو۔ اس کا مذہب، موجبِ اصلاحِ عالم اور باعثِ ازدیادِ عمران و آبادی ہو۔

ہیولیٰ و عنصر، صورت و عدم، زمان و مکان اور حرکت کے باب میں یہ لوگ انہی تصورات کے حامل ہیں، جن کا ارسطو نے سمع الکیان میں اظہار کیا ہے۔

آسمان کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ یہ طبیعۂ خامسہ ہے۔ عناصرِ اربعہ سے ترکیب پذیر نہیں اور اضمحلال اور فساد و خلل سے محفوظ ہے، جیسا کہ ارسطو نے کتاب السماء میں ذکر کیا ہے۔

طبائعِ اربعہ، اور حرث و نسل کے قالب میں ان کے ڈھلنے کے بارے میں ان کا وہی نقطۂ نظر ہے، جو کتاب الکون والفساد میں مذکور ہے۔

آثارِ علویہ اور تحت القمر رونما ہونے والے حوادث کے بارے میں ان کا وہی

عقیدہ ہے۔جس کا ذکر کتاب العلویہ میں کیا گیا ہے۔

ان کے نزدیک نفس مدرک ہے اور فنا پذیر نہیں ہے۔جوہر ہے جسم نہیں ہے اور ملحقات جسم کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ وہی نظریہ ہے جو کتاب النفس میں بیان کیا گیا ہے۔

رؤیائے صادقہ اور حس محسوس سے متعلق۔یہ اسی نقطۂ فکر کے حامل ہیں،جو کتاب الحس والمحسوس میں واضح کیا گیا ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہے کہ نہ وہ کسی صفت سے موصوف ہے اور نہ اس پر کسی صفت موجبہ کا اطلاق ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی "سوائے محسوس" اس پر صادق نہیں آتا۔یہ وہی نظریہ ہے۔جو کتاب مغالطا فوسیقا میں مذکور ہے۔

برہان اشیا کے متعلق ان کا عقیدہ انہی شرائط کو متضمن ہے،جن کا ذکر کتاب فو دلیقطیقا میں کیا گیا ہے۔

کندی کا کہنا ہے کہ اس نے ایک کتاب دیکھی ہے جسے یہ لوگ پڑھتے ہیں۔یہ کتاب، توحید کے متعلق ہرمس کے چند مقالات سے عبارت ہے۔جو وہ اپنے بیٹے کے لیے اس غرض سے سررشتۂ تحریر میں لایا کہ اسے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ رتبۂ غایت نکھری ہوئی اور صاف ستھری توحید کیا ہے۔جس پر اگر فلسفی غور و فکر سے کام لے تو اس کو مان لینے کے بغیر اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور حکایت

ابو یوسف الیشع قطیعی نصرانی،مذاہب حرنانیہ ـــ جو ہمارے دور میں صابئہ کے نام سے معروف ہیں ـــ کے متعلق اپنی کتاب کشف عن مذاہب الحرانیہ میں ـــ کہتا ہے کہ:۔

مامون اپنے آخری ایام حکومت میں اہل روم سے جنگ کے ارادہ سے دیار مضر سے آگے بڑھا تو لوگ استقبال و ثنا خوانی کی غرض سے اس سے ملے جن میں حرنانیوں کا ایک گروہ بھی شامل تھا،ان کا لباس اس طرز کا تھا اور ہیئت کذائی اس قسم کی تھی کہ انھوں

نے قبا میں پہن رکھی تھیں اور سنان بن ثابت کے دادا قرہ کی زلفوں کی طرح ان کے لمبے لمبے بال تھے۔ مامون نے ان کے اس طرز کے لباس اور ہیئتِ کذائی کو کراہت کی نظر سے دیکھا اور پوچھا:۔

"تم کون ہو؟ ذمی ہو؟"

انھوں نے جواب دیا "ہم حرانی ہیں"

اس نے سوال کیا "تم نصاری ہو۔؟"

انھوں نے کہا "نہیں"

اس نے پھر سوال کیا "تو کیا تم یہودی ہو؟"

انھوں نے جواب دیا "نہیں"

اس نے کہا "پھر کیا مجوسی ہو؟"

انھوں نے کہا "نہیں"

اس نے دریافت کیا "تمھارا کوئی نبی یا کوئی کتاب ہے؟"

اس سوال پر انھوں نے منہ ہی منہ میں کچھ کہا، جسے سمجھا نہ جاسکا۔ اس پر مامون نے کہا۔

"اچھا تو تم وہ بت پرست زنادقہ ہو، جنھیں میرے والد رشید کے عہد میں اصحاب الرأس کہا جاتا تھا اور تمھارا خون حلال ہے اور تمہاری حفاظت کی کوئی ذمہ داری ہم پر عاید نہیں ہوتی۔"

انھوں نے کہا "ہم جزیہ ادا کرتے ہیں۔"

مامون نے جواب دیا "جزیہ ایسے لوگوں سے لیا جاتا ہے جو ان ادیان و مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں جو اسلام کے مخالف ہیں اور جن کا اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور وہ جو حاملِ کتاب ہوں اور مسلمانوں سے انھوں نے جزیہ دینے کی شرط پر صلح کی ہو۔ تمھارا شمار نہ تو ان لوگوں میں ہوتا ہے اور نہ ان لوگوں میں۔ اب دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔ یا تو خود کو اسلام کی طرف منسوب کرو یا ان ادیان میں سے کسی ایک دین

قبول کرو جن کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے، ورنہ میں تمہارے آخری فرد تک کو قتل کرڈالوں گا۔ میں اپنے اس سفر سے واپسی تک تمھیں مہلت دیتا ہوں۔ اگر تم حلقہ بگوش اسلام ہو گئے یا ان مذاہب میں سے کسی مذہب سے وابستہ ہو گئے جو اللہ کی کتاب میں مذکور ہیں تو فبہا، ورنہ میں تمہارے قتل و استیصال کا حکم صادر کردوں گا۔"

یہ کہہ کر مامون روم کو روانہ ہو گیا اور انھوں نے اپنی ہیئت بدل لی، بال منڈوا دیئے، قبائیں زیب تن کرنا ترک کر دیں اور اکثریت نے عیسائیت قبول کر لی اور زنا میر لٹکا لیں۔ ایک گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور بہت کم لوگ اپنی اس پہلی حالت پر قائم رہے اور پریشانی و اضطراب میں مبتلا ہو گئے۔ تا آنکہ حران کا ایک عقلمند شیخ ان کے پاس آیا۔ اس نے کہا میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جس پر عمل کر کے تم محفوظ رہ سکتے ہو اور قتل سے بچ سکتے ہو۔ چنانچہ زمانۂ رشید سے اب تک جو مال کسی آڑے وقت کے لیے وہ بیت المال میں جمع کرتے رہے تھے اس کا ایک عظیم حصہ لے کر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہم تائید خداوندی سے تمہارے لیے اس سلسلہ کی تمام تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

شیخ نے کہا جب مامون اپنے سفر سے واپس آئے تو تم اس سے یہ کہو کہ ہم صابئی ہیں" یہ ایک مذہب کا نام ہے جس کا اللہ جل اسمہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ تم خود کو اس مذہب کی طرف منسوب کرو۔ مامون سے مخلصی حاصل کر لوگے۔

قضائے الٰہی سے مامون اپنے اس سفر میں برندون کے مقام پر وفات پا گیا۔ اور اس گروہ نے اس وقت سے اپنے لیے صابیٔ کا لقب اختیار کر لیا۔ اس لیے کہ اس وقت حران اور اس کے گردو نواح میں کوئی گروہ صابیۂ کے نام سے موسوم نہ تھا۔

جب ان کو مامون کی وفات کی خبر پہنچی تو ان میں سے جو لوگ عیسائی ہو گئے تھے ان کی بیشتر تعداد نے دوبارہ مذہب حرنانیہ قبول کر لیا، بال بڑھا لیے اور جو حالت مامون کی آمد سے قبل زمانۂ صابئیت میں تھی اس کو پھر اختیار کر لیا لیکن مسلمانوں نے ان کو

قبا میں زیب تن کرنے سے روک دیا اس لیے کہ یہ اصحاب حکومت اور ارباب سلطنت کا لباس تھا۔

حران میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، وہ قتل کے ڈر سے مرتد نہ ہوئے۔ وہ چھپا اسلام خفیہ رکھتے اور حرانی عورتوں سے سررشتۂ ازدواج قائم کرتے، اپنے لڑکوں کو مسلمان بنا لیتے اور لڑکیوں کو حرنانیہ رہنے دیتے۔ حران کے قریب دو بڑے بڑے اور مشہور دیہات ترعوز اور سلمسین کے باشندوں میں تقریباً بیس برس تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ تاآنکہ حران کے مشائخ، علمائے فقہ اور داعیانِ امر بالمعروف میں سے دو مشہور بزرگوں اور باقی علما و مشائخ حران نے اس معاملہ میں ان کو ہدفِ نقد و احتساب ٹھہرایا اور ان کے اس عمل کو غیر مشروع قرار دیا۔ انھیں حرانیہ یعنی صابیہ عورتوں سے ازدواجی تعلقات استوار کرنے سے منع کیا اور کہا کہ مسلمانوں کے لیے ان سے نکاح کرنا حلال نہیں کیونکہ یہ اہلِ کتاب کے زمرہ میں شامل نہیں۔

حران میں اب تک بہت سے ایسے خاندان موجود ہیں جن میں سے کچھ افراد مامون کے زمانہ میں اپنے حرانی مذہب پر قائم تھے بعض مسلمان ہو گئے اور بعض وہ نصاریٰ ہیں جنھوں نے پہلے تو اسلام قبول کر لیا لیکن بعد میں پھر عیسائی مذہب میں داخل ہو گئے۔ اور رجب سے اب تک اسی پر قائم ہیں۔ بنو ابلوط اور بنو قیطران وغیرہ خاندان جو حران میں خاص شہرت کے حامل ہیں، اسی گروہ میں شامل ہیں۔

حکایت راس

اسی شخص مذکور کا کہنا ہے کہ یہ راس ایک انسانی سر ہے۔ عُطارد کواکب کے متعلق صابیہ، جس عقیدہ کے حامل ہیں اس کی روشنی میں یہ سر عطارد کی صورت کی مانند ہوتا ہے ان کے عقیدہ کے مطابق اگر کوئی شخص عطارد کی صورت کا پایا جائے تو اسے ہر ممکن حیلہ و فریب سے اپنی گرفت میں لے آتے ہیں اور اس کے ساتھ سلوک و معاملہ کی متعدد شکلیں روا رکھتے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسے مدتِ دراز تک زیتون اور بورک میں ڈالے

رکھتے ہیں تاکہ اس کے تمام جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں اور یہ کیفیت ہو جائے کہ اگر اس کا سر کھینچا جائے تو ــــ میرا خیال ہے ــــ دھڑ سے الگ کیے بغیر خود بخود کھنچا چلا جائے اسی بنا پر قدیم سے یہ ضرب المثل چلی آ رہی ہے کہ فلاں شخص روغن زیتون میں ہے۔ یہ ضرب المثل اس شخص کے لیے بولی جاتی ہے جو شدید تکلیف اور اضطراب میں مبتلا ہو۔

یہ عمل وہ اس سال کرتے ہیں جس سال کہ عطارد اوج پر ہو۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس قسم کے انسان کی روح عطارد سے لے کر اس کے سر تک آمد و رفت رکھتی ہے اس کی زبان میں بات کرتی ہے، حوادث کی پیشگوئی کرتی ہے اور ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔ یہ اس لیے کہ ان کے عقیدہ کی رو سے، فطرت انسانی بہ نسبت دیگر حیوانات کے عطارد سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور نطق و تمیز کے اعتبار سے، اس کے قریب تر ہے۔

یہ اور اس قسم کے ان کے دیگر معتقدات یعنی سر کی تعظیم اور اس باب میں ان کے حیلے اور وسیلہ کاریاں، اور وہ امور جو سر کو، دھڑ سے جدا کرنے سے پہلے اور بعد میں انجام دیتے ہیں یا وہ چیزیں جو سر سے محروم جسم سے حاصل کرتے ہیں، یہ تمام امور، ان کی ایک کتاب میں جو کتاب الحاتفی کے نام سے موسوم ہے، پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں

اس کتاب میں ان کے تمام عجیب و غریب عقیدوں کا ذکر ہے۔ مثلاً جھاڑ پھونک نیرنگ، تعویذ دھاگا اور مختلف قسم کے حیوانات جیسے خنزیر، گدھے اور کتے وغیرہ کی صورتوں اور ان کے اعضاء کے بارے میں تفصیلات، نیز دھونی، حیوانات کی شکلوں کے نقوش و تماثیل اور نگینوں کے نقوش جن کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ یہ بہت کام کی چیزیں ہیں۔

میں نے ان کے بیشتر لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کی انگوٹھیوں کے اس طرح نگینے جڑے ہیں ان سے پوچھا گیا تو جواب ملا کہ یہ ان کو پرانے قبرستانوں سے دستیاب ہوئی ہیں اور یہ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

ان کی قربانیوں سے متعلق، میں نے ابوسعید وہب بن ابراہیم نصرانی کی یہ تحریر پڑھی ہے

اتوار کو سورج کے نام پر ــــ اس کا نام ایلیوس ہے۔

سوموار کو ۔ چاند کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام سین ہے۔
منگل کو ۔ مریخ کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام آریس ہے۔
بدھ کو ۔ عطارد کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام نابق ہے۔
جمعرات کو ۔ مشتری کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام بال ہے۔
جمعہ کو ۔ زہرہ کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام بلثی ہے۔
ہفتہ کے روز ۔ زحل کے نام پر ۔۔۔ جس کا نام قرنس ہے۔

ان کے تہواروں کا تعارف

نیسان

حرنانیوں کے سال کے پہلے مہینہ کا نام نیسان ہے۔ نیساں کی پہلی، دوسری اور تیسری کو یہ اپنے الہ بلثی کے لیے جس کو زہرہ کہتے ہیں، نیاز و دانش کا اظہار کرتے ہیں۔ اس روز یہ فرداً فرداً اور گروہوں کی شکل میں ان آلہ کے استھانوں پر جاتے اور قربانیاں کرتے ہیں اور زندہ جانوروں کو آگ میں ڈالتے ہیں۔

اس مہینے کے چھٹے روز اپنے الہ چاند (چندر دیوتا) کے نام پر بیل ذبح کرتے ہیں، اور دن کے آخری حصہ میں اسے کھاتے ہیں۔

آٹھویں دن روزہ رکھتے ہیں اور برہ کے گوشت سے افطار کرتے ہیں۔ اس دن سات آلہ، شیاطین و جن اور ارواح کے نام کی عید مناتے ہیں اور سات بڑے سات آلہ کے نام کے، ایک برہ اندھوں کے خدا کے نام کا اور ایک آلہ شیاطین کے نام کا جلاتے ہیں۔

اس کی پندرھویں کو سراشال اور قربانی کرتے ہیں اور تشیمس بجالاتے ہیں۔ ذبیحہ کرتے اور جلاتے ہیں اور اکل و شرب میں مشغول رہتے ہیں۔

مہینے کی بیسویں کو یہ لوگ دیر کادی جاتے ہیں، جو باب فندق الزیت کے نام سے

حران کا ایک دروازہ ہے۔ وہاں تین زبرغ یعنی گاؤزر ذبح کرتے ہیں۔ ایک اپنے الاترنس
کے نام کا جسے زحل کہتے ہیں۔ ایک آریس کے نام کا جسے مریخ کے نام سے موسوم کرتے
ہیں اور حران کے نزدیک اندھوں کا الہ ہے اور ایک چاند کے نام کا جو بیت الالہ ہے نو بھی بھینٹ چڑھاتے
ہیں۔ ان میں سے سات، ساتوں آلہ کے نام کے۔ ایک الرحن کے نام کا، اور ایک ب
ساعات کے نام کا ہوتا ہے۔ پھر چند بروں اور بہت سے مرغوں کو آگ کی نذر
کر دیتے ہیں۔

اٹھائیسویں دن یہ ایک اور بُت خانے جاتے ہیں جو ایک گاؤں سیتی میں واقع
ہے جو کہ حران کے ایک دروازہ باب السراب میں ہے۔ وہاں اپنے الہ ہرمس کے نام کا
ایک بہت بڑا بیل ذبح کرتے ہیں اور نو برے سات آلہ کے نام کے، ایک الذین کے
نام کا اور ایک رب ساعات کے نام کا ذبح کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔ اس دن یہ
کوئی حیوان آگ کے بھینٹ نہیں چڑھاتے۔

ایار

ایار کی پہلی کو یہ سرالشمال اور تشمیس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور
گلاب سے مشام جاں معطر کرتے ہیں اور کھانے پینے میں مشغول رہتے ہیں۔

دوسرے روز ابن السلام کے نام کی عید مناتے اور نذریں دیتے ہیں اور تازہ
چیزوں، میووں اور مٹھائیوں سے دستر خوان بھرتے ہیں اور اکل و شرب میں مشغول ہو
جاتے ہیں۔

حزیران

اس مہینے کی ستائیسویں کو تیرانداز دیوتا کے لیے تشمیس سرالشمال بجالاتے ہیں
اور دستر خوان بچھاتے اور اس پر سات آلہۂ شمال کے لیے، سات قسم کی چیزیں چنتے ہیں۔
پھر قمر (کمر) کمان لے کر آتا ہے، اس کو مضبوطی سے تانت لگاتا ہے اور اس میں ایک تیر

ڈالتا ہے جس کے سرے پر آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ وہ حران کی ایک لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے
اس پر پڑے کا اس قسم کا روان سا ہوتا ہے کہ جس پر شمع کی مانند آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ مگر اس
سے بارہ تیر چلاتا ہے۔ پھر کمر کتے کی طرح دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پر چلتا ہوا ان
تیروں کو واپس لاتا ہے۔
یہ عمل وہ چند بار کرتا ہے اور اسی حالت میں فال نکالتا ہے۔ اگر مرا بجھ گیا تو یہ شید
کے قبول نہ ہونے کی علامت ہے اور اگر نہ بجھا تو قبولیت کی۔

تموز

اس مہینے کے نصف کو عید بوقات ہوتی ہے، یعنی رونے والی عورتیں۔ اس کو تاوز
کہتے ہیں جو تاوز دیوتا کے لیے منائی جاتی ہے۔ عورتیں اس کے لیے گریہ وزاری کرتی
ہیں۔ کیونکہ خدا نے اس کو قتل کر دیا، اس کی ہڈیوں کو چکی میں پیس ڈالا اور پھر انھیں ہوا
میں بکھیر دیا۔ عورتیں چکی کی پسی ہوئی کوئی شے نہیں کھاتیں۔ وہ بھیگی ہوئی گندم، چنے، کھجور
منقی اور اس قسم کی دوسری چیزیں کھاتی ہیں۔
شانبیریں کو مرد، جنوں اور شیطانوں اور دیگر آلہ کے لیے سر الشمال کی رسم ادا
کرتے ہیں اور بھوبل پر باریک آٹے کی بہت سی روٹیاں پکاتے اور ریبوں اور کشمش
کے دانے اور چھلا ہوا اخروٹ ملا کر بھوبل پر ان کی روٹی پکاتے ہیں جیسا کہ چوپایوں کے
لیے کیا جاتا ہے اور ابوالالٰہا مان رئیس کے لیے اور نریا کا تقرب حاصل کرنے کے لیے
نو برے ذبح کرتے ہیں۔ رئیس اس دن، ان میں سے ہر ہر شخص سے دو دو درہم وصول
کرتا ہے اور پھر وہ اکل و شرب میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

آب

اس مہینہ کے آٹھ دن، یہ لوگ اپنے خداؤں کے لیے تازہ شراب کشید کرتے ہیں
اور اس کو متعدد مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ اس دن یہ بڑے بڑے تبول

کے آلہہ کے نام پر ایک چھوٹے بچے کو پیدائش کے وقت ہی ذبح کر دیتے ہیں۔ بچے کو ذبح کرنے کے بعد، اس قدر جوش دیا جاتا اور پکایا جاتا ہے کہ وہ گل جائے پھر اس گوشت کو سفید آٹے، زعفران، سنبل، لونگ اور روغنِ زیتون میں گوندھ لیتے ہیں اور انجیر کے برابر چھوٹے چھوٹے پیڑے کر لیتے ہیں اور نئے تنور میں اس کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ جو اصحابِ سر الشمال کے لیے مخصوص ہوتی ہیں اور ہر سال ان کے لیے اسی طرح کیا جاتا ہے۔ یہ عورتوں، غلاموں، کنیزوں کے بیٹوں اور دیوانوں کو نہیں کھلانا چاہئیں۔

اس لڑکے کو ذبح کرنے اور اس کو تمام مراحل سے گزارنے کے وقت تین کاہنوں کے علاوہ کسی کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی۔ اس کی ہڈیوں، اعضا اور رگ پٹھوں کا جو حصہ باقی رہ جاتا ہے اس کو آلہہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آگ میں جلا دیتے ہیں۔

ایلول

اس مہینہ کے تین دن سر الشمال اور رئیسِ جنات کو غسل دینے کی نیت سے، وہ پانی گرم کرتے ہیں۔ یہ رئیسِ جنات ان کے ہاں بہت بڑے خدا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پانی میں وہ تھوڑا سا جھاؤ، مرم، صنوبر، زیتون، نرکل اور شاہترہ ڈال کر اسے جوش دیتے ہیں اور یہ سب کچھ طلوعِ آفتاب سے پہلے کرتے ہیں اور پھر جادوگروں کی طرح، اس کو اپنے بدن پر بہاتے ہیں۔ اس دن وہ آٹھ بڑے سات خداؤں کے لیے اور ایک خدائے شمال کے لیے ذبح کرتے ہیں اور انھیں وہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں اور ہر شخص شراب کے سات سات جام پیتا ہے۔ ان کا رئیس ہر ہر شخص سے بیت المال کے لیے دو دو درہم وصول کرتا ہے۔

اس مہینہ کی چھبیسویں کو ان میں کا ہر شخص پہاڑ کی طرف روانہ ہوتا ہے اور وہاں جا کر سورج، زحل اور زہرہ کا مواجہہ کرتا ہے اور آٹھ جوڑے، ایک بڑا سا مرغ اور آٹھ بڑے نذرِ آتش کرتا ہے۔ کسی نے خدائے بخت کے نام کی نذر مانی ہو تو وہ کھڑ رسیدہ مرغ یا چوزا لے کر اس کے دونوں پروں کو ریشم کی ڈوری کے ساتھ باندھ لیتا ہے اور پھر اس کے

دونوں جانب آگ لگا دیتا ہے اور مرغ کو خدائے بخت کے نام پر چھوڑ دیتا ہے۔ اگر پورا مرغ جل جائے تو نذر قبول ہوئی اور اگر شعلہ آتش مرغ کو جلانے سے قبل ریشم کی دونوں رسیوں کو جلا کر بجھ جائے تو سمجھیے کہ رب بخت نے اس کی نذر اور قربانی کو قبول نہیں کیا۔

ستائیسویں اور اٹھائیسویں کو اپنے سب سے بڑے خدا، شمال اور شیاطین و جنات کے لیے جو ان کے معاملات کو چلاتے ، ان کی حفاظت و پاسبانی کرتے اور انھیں خوش بختی سے نوازتے ہیں ، یہ لوگ کچھ راز و اسرار، قربانیاں اور روزے رکھتے اور آگ میں جلاتے ہیں۔

تشرین اول

کھانے کی ان چیزوں کو جو گوشت اور خشک و تر میوے کی صورت میں بازار سے میسر آسکتی ہیں اور ان میں کا ہر شخص جنھیں خرید سکتا ہے ، ان کو یہ مہینے کے وسط میں مُردوں کے لیے آگ میں جلاتے ہیں اور مختلف النوع خوراک اور صیغی اشیا پکاتے اور پھر انھیں رات کے وقت مُردوں کے نام پر جلاتے ہیں کھانے کی ان چیزوں کے ساتھ اونٹ کی ران کی ہڈی بھی جلائی جاتی ہے اور اسے موذی کتوں کے حوالے کیا جاتا ہے تاکہ کتے ان کے مُردوں پر نہ بھونکیں اور انھیں خوف و ہراس میں نہ ڈالیں۔ یہ اپنے مُردوں کے لیے پانی میں ملی ہوئی شراب بھی آگ پر بہاتے ہیں تاکہ جس طرح وہ سوختہ کھانا کھاتے ہیں اسی طرح شراب بھی پئیں۔

تشرین ثانی

اس مہینے کی اکیسویں سے یہ خدائے بخت کے لیے نو روزے رکھتے ہیں۔ آخری روزہ انتیسویں کو ہوتا ہے۔ ہر رات نرم روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بناتے ہیں، جس میں جَو، خشخاش، بان اور تازہ ریحان ملاتے ہیں اور اس کے اوپر روغن زیتون چھڑکتے ہیں، پھر اس کو باہم ملا کر اپنے گھروں میں بکھیر دیتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں۔

اے فالگیرانِ بخت! یہ ہیں روٹیاں تمھارے کتوں کے لیے۔ یہ ہے جَو اور گھاس تمھارے چوپایوں کے لیے۔ یہ ہے زیتون تمھاری زمینوں کے لیے اور یہ ہے ریحانِ تازہ تمھارے تاجہائے شاہی کے لیے۔ امن و سلامتی کے ساتھ اندر آؤ اور امن و سلامتی کے ساتھ باہر نکلو۔ ہمارے لیے اور ہماری اولاد کے لیے بہتر صلہ کا اہتمام کرو!

کانونِ اوّل

اس ماہ کی چوتھی کو وہ ایک گنبد تعمیر کرتے ہیں جس کو وہ ہودہ بلتی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ زہرہ اور الہہ بر قیا ہے، جسے وہ تحمیہ کہتے ہیں۔ یہ گنبد وہ اس سنگ مرمر پر نصب کرتے ہیں جو خراب کے اندر رکھا گیا ہے۔ وہ گوناگوں میوے، خوشبوئیں خشک انجیر، نیمو اور دستۂ بریہ اور جتنے خشک و تر میوے مہیا کر سکتے ہوں، اس گنبد پر آویزاں کرتے ہیں۔ اس گنبد کے سامنے وہ تمام ممکن الحصول چوپایوں اور پرندوں کو یہ لانا! کہہ کر بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

یہ قربانیاں ہمارے الہہ بلثی کے لیے ہیں۔ یہ زہرہ کا نام ہے۔

یہ عمل وہ سات دن کرتے ہیں اور ان دنوں میں بہت سے حیوانات کو بھی دورافتادہ پردہ نشین آلہیہ و آلہات اور بنات الماشئ کے لیے نذرِ آتش کرتے ہیں۔

اس مہینے کے تیئیس دن گزرنے پر آخری روز سپاس گزاری کی جاتی ہے اور زمنزلہ رئیس یعنی کمر سپاس گذاری کرتا ہے۔ وہ ایک اونچے منبر پر چڑھتا ہے اور نویں زینے پر بیٹھ جاتا ہے۔ ہاتھ میں جھاؤ کی ایک چھڑی پکڑ لیتا ہے۔ لوگ اس کے قریب سے گزرتے جاتے ہیں اور وہ ہر ایک کو چھڑی سے تین، پانچ یا سات بار مارتا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ خطبہ دیتا ہے جس میں دُعا کرتا ہے۔

یہ جماعت باقی رہے، اس کی نسل میں اضافہ ہو۔ تمام گروہوں اور تمام فرقوں پر ان کو برتری حاصل ہو، ان کی حکومت و سلطنت بحال ہو۔ جامع مسجد حران، کلیساتے روم اور بازار سوق الفساتیہ برباد ہو۔ کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں ان کے بت نصب تھے اور رومی

بادشاہوں نے نصرانیت قبول کرنے کے بعد انھیں تباہ و برباد کر دیا ہے — ان میں قوت و استحکام پیدا ہو تاکہ ان مقامات پر جہاں ان کی یادگاریں قائم تھیں اور بت نصب تھے، وہاں دوبارہ اپنے دین مزدور کو زندہ و بپا کر سکیں۔

اس کے بعد وہ منبر سے اتر جاتا ہے اور سب لوگ قربانیاں کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس روز یہ رئیس و پیشوا اپنے بیت المال کے لیے ہر شخص سے دو دو درہم وصول کرتا ہے۔

کانون ثانی

اس مہینہ کی چوبیسویں کو ان کے الٰہ قمر کی عید میلاد ہوتی ہے، اس دن وہ سرالشمال کی رسم ادا کرتے، قربانیاں دیتے، اشتی چوپایوں اور پرندوں کو نذر آتش کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے دازی یعنی صنوبر کی شاخوں کو جلاتے ہیں۔

شباط

اس مہینہ میں وہ سات روزے رکھتے ہیں۔ پہلا روزہ اس کی نویں تاریخ کو رکھتے ہیں۔ یہ روزہ آفتاب کے لیے رکھا جاتا ہے، جسے وہ رب عظیم اور خدائے خیر و برکت قرار دیتے ہیں، ان ایام میں نہ وہ بدبودار چیزیں کھاتے ہیں، نہ شراب پیتے ہیں اور نہ اس مہینے میں بجز شمال اور جن اور شیاطین کے کسی کے نام کی نماز پڑھتے ہیں۔

اذار

اس مہینے کی آٹھویں تاریخ سے چاند کے لیے یہ تیس دن روزے رکھتے ہیں۔ مہینے کی بیسویں کو ان کا رئیس و پیشوا، آریس الٰہ مریخ کے نام پر جَو کی روٹی تقسیم کرتا ہے اور مہینے کے تیس دن ختم ہونے پر مہینے کے آخر میں خرما، یعنی خرمائے خشک تقسیم کرتے

ہیں کیونکہ یہ دیوی دیوتاؤں کا یوم عروسی تھا، اس دن وہ خرما تقسیم کرتے اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں اور رات کو سات آلہہ کے نام پر پانچ تکیوں کے نیچے سات خشک خرمے رکھتے ہیں نیز اس الہہ کے نام پر جس کا تعلق پیٹ سے ہے، روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک رکھتے ہیں۔ان کا رئیس ان میں سے ہر ایک سے بیت المال کے لیے دو دو درہم وصول کرتا ہے۔

وہ ہر قمری مہینے کی ستائیسویں کو اپنے بُت خانے میں جو کادی کے نام سے معروف ہے جاتے ہیں۔ وہاں سین الہہ کے لیے جو کہ قمر ہے، ذبیحے کرتے، آگ جلاتے اور کھاتے پیتے ہیں۔

اٹھائیسویں کو قبۃ الابر — گنبد یا داخش — جاتے اور الہہ آرلیس — مریخ — کے لیے بروں، مرغوں اور چوزوں کی کثرت سے قربانیاں کرتے اور انہیں جلاتے ہیں۔

وہ کسی بڑے ذبیحے مثلاً ذبرج، یعنی نرگاو یا سانڈ یا بھیڑ کی قربانی کرنا چاہتے ہیں تو ذبح کرنے سے پہلے اس پر شراب انڈیلتے ہیں، اگر وہ جھرجھری لے تو سمجھتے ہیں کہ خدا نے یہ قربانی قبول کرلی اور اگر اس پر جھرجھری کے آثار پیدا نہ ہوں تو کہتے ہیں آلہہ یعنی دیوتا ناراض ہے۔ وہ اس نذر کو قبول نہیں کرے گا۔

ہر نوع کے حیوان کے بارے میں ان کے ہاں ذبیحہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔ پھر اس کی آنکھوں، اس کی حرکت و جنبش، منہ، اضطراب اور لرزنے اور تڑپنے کا بغور مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ اس سے فال نکالتے اور شگون لیتے ہیں، اسے ایک دوسرے پر مارتے اور پھینکتے ہیں اور حوادث کی پیش گوئیاں کرتے ہیں۔

جب انہیں کسی بڑی عمر کے جانور مثلاً گائے یا بھیڑ یا مرغ کو آگ میں جلانا مقصود ہو تو اس کو زنجیروں سے جکڑ کر لوہے کے کنڈوں میں لٹکا دیتے ہیں اور ہر طرف سے الٹ پلٹ کر آگ پر گرا دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ جل جاتا ہے۔ان کے نزدیک یہ بہت بڑی قربانی ہے جو تمام آلہہ اور آلہات (دیوی دیوتاؤں) کے لیے جاتی ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ یہ ستارگانِ ہفتگانہ، وہ آلہہ ذکور و اناث ہیں۔ جو باہم رشتۂ ازدواج

استوار کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے عشق و محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ نیز وہ نحس کا سبب بھی بنتے ہیں اور سعادت وغیرہ کا بھی !

ابو سعید وہب کی تحریر جو ہم قید تحریر میں لائے ہیں یہاں ختم ہوئی — !

اُن کے بارے میں اور لوگوں کی تحریریں

یونانیوں کے آلہہ (دیوتاؤں) میں سے یہ آلہہ ہیں۔

ان کے آلہہ میں سے ایک رب الاعلیٰ (خداوندِ کور) ہے۔ جو مریخ ہے اور یہ شریر اور بد روح ہے۔

بیل ——— شیخ عزت و وقار

فسفر ——— حبر کامل

ترعیر ——— شیخ برگزیدہ۔ کرانفِ باد کا نگران و محافظ

مارح ——— دختر درویشی۔ جس نے ان آلہہ کو جنم دیا

حساب ——— فارسی عورت۔ جو ان سب کی ماں ہے۔ یہ جو شریر، اور بد روحوں کی سردار تھی اور ماں کو ساحلِ دریا کی طرف روانہ کرنا اُس کے دائرۂ اختیار میں تھا۔

البورم ——— یہ ثل کی دیوی ہے۔ جس نے تمورا کو قبول کیا۔

خدائے آرد ———

دیوی بلثی ، ———

دیوی ثل : ——— یہ ان قابلِ احترام بھیڑ بکریوں کی نگہداری و پاسبانی کرتی ہے، جنہیں فروخت نہیں کیا جاتا، بلکہ صرف قربانی کے لیے ذبح کیا جاتا ہے حاملہ عورتوں کو نہ ان کی قربانی کرنے کی اجازت ہے اور نہ اُن کے قریب جانے کی۔

صنم الماء : ——— یہ پانی کا بت (جل دیوتا) ہے، جو اسطہ اور طرنیقوس کے عہد میں مرتبۂ الوہیت سے گرا۔ اس کے متعلق یہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ ہندوستان

جانے کے ارادہ سے بھاگ نکلا تھا، لوگ اس کی تلاش میں نکلے اور اس سے جلد واپس جانے کی التجا کی لیکن اس نے ان سے کہا:۔

"میں اب ہرگز شہر حران میں داخل نہیں ہوں گا بس یہیں تک آؤں گا۔"

سریانی میں "ھھنا" کا معنیٰ "کاد" ہے، اور یہ وہ مقام ہے جو حران کے مشرقی جانب واقع ہے۔

اس نے کہا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے اہل شہر اور اہل فضل کا بہر حال خیال رکھوں گا۔"

چنانچہ آج تک ماہ نیسان کی بیسویں کو، تمام زن و مرد باہر نکلتے تب دینا کا انتظار کرتے ہیں۔ اس مقام کو کاذا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ان کی کچھ دلچسپ باتیں

ان کے نزد الہہ (دیوتاؤں) کے استھان پر جو جو نذر سے بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں ان کے بائیں جانب کے پر دل کو یہ لوگ بڑی حفاظت سے رکھتے ہیں۔ اُن سے رگ و ریشہ کو بدقت تمام حاصل کرتے ہیں اور بچوں کی گردنوں میں آویزاں کرتے ہیں۔ ان کے ہار بنا کر خواتین کی گردنوں میں ڈالتے اور حاملہ عورتوں کی کمر میں باندھتے ہیں۔ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ ان کے تحفظ اور نگہداشت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ایک ثقہ شخص نے بتایا کہ زمانۂ قدیم میں، ان لوگوں میں متعدد عقاید و بدعات رواج پذیر تھیں۔ معلوم نہیں اب یہ چیزیں ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا ایک گروہ روفیین کے نام سے موسوم تھا، ان کی عورتیں کپڑے، سونے کے زیور اور سرخ موزے نہیں پہنتیں۔ وہ سال میں ایک مرتبہ سفر و خنزیر کو قتل کرتے اور اپنے الہہ کے بھینٹ چڑھاتے اور اس کا جس قدر گوشت میسر آئے کھا جاتے۔

ان میں سے ایک گروہ کا مذہب یہ تھا کہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے۔ استرے

یا چونے سے سر منڈاتے ہیں، ان کی عورتیں بھی شادی کے بعد مردوں کی طرح سر منڈواتی ہیں۔

رؤسائے صابئین کی تاریخ

وہ حرانی، جو دورِ اسلام میں، عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت یعنی ۱۰۰۴ اسکندری سے مسندِ قیادت پر متمکن ہوتے رہے ہیں:۔

ان کا پہلا شخص ثابت بن اوسا ہے۔ اس کا زمانہ قیادت چوبیس سال۔

ثابت بن طبرون :۔ مدت قیادت ، سولہ سال

ثابت بن قرینیا :۔ " " سترہ "

ثابت بن الیبا :۔ " " بیس "

قرہ بن ثابت بن الیبا :۔ " " اکیس "

جابر بن قرہ بن ثابت :۔ " " دس "

سنان بن جابر بن قرہ بن ثابت بن الیبا :۔ " نو "

عروس بن طلیبا :۔ " " سترہ "

میخائیل بن ابرہن بقراریس :۔ " " تیرہ "

نفتین بن تفصرونا :۔ " " پانچ "

مغلس بن طلیبا :۔ " " پانچ "

عثمان بن مالی :۔ " " چوبیس "

قرہ بن اشتر :۔ " " نو "

قاسم بن توقائی :۔ " " نو "

یہ شخص یعنی قاسم سیر و سیاحت کے لیے چلا گیا تھا، واپس آنے کے بعد چار سال قیادت کی۔

قسطاس بن یحییٰ بن زونق نے بیالیس سال قیادت کی۔

اس گروہ کے بعد ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے، جو مسندِ قیادت پر متمکن تو نہیں

ہوئے۔ مگر اطاعت و فرمانبرداری کے اعتبار سے ان کا مقام رؤساء و قائدین ہی کا سا تھا اور وہ سعدون بن خیرون اور حکیم بن یحییٰ تھے جو بنی ہرقلیس میں سے تھے۔

ان کے بارے میں ایک اور حکایت

ان کی ترجمہ شدہ کتابوں میں سے ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے جو ان کے اسرار خمسہ پر مشتمل ہے۔ اس کے سِر اوّل کا ایک ورق مفقود ہے۔ بالفاظ مترجم اس کے آخری کلمات یہ ہیں :-

جس طرح بڑہ ریوڑ میں، بچھڑا گایوں میں اور نوجوان پختہ عزم، رہنماؤں میں ہوجانۂ بغداد بیبن میں بھیجے گئے ہیں۔ ہمارا خدا قاہر ہے اور ہم استغفار کرتے ہیں۔

اوّل سِر ثانی :

یہ سِر شیاطین اور بتوں سے متعلق ہے۔ ان کی زبان سے کاہن ایک غلام سے کہتا ہے:-

جو کچھ تو نے مجھے دیا، کیا وہی کچھ تو نے اس کو نہیں دیا اور جو کچھ میرے سپرد کیا، وہی اس کے سپرد نہیں کیا۔

پھر اس کے جواب میں خود ہی کہتا ہے۔

یہ کتوں، کوؤں اور کیڑے مکوڑوں کے لیے ہے۔

وہ پوچھتا ہے۔

کتوں، کوؤں اور کیڑے مکوڑوں کے بارے میں ہمارے فرائض کیا ہیں۔

اور خود ہی جواب میں کہتا ہے۔

اے کرا! یہ ہمارے بھائی ہیں اور خدا قاہر ہے۔ ہم اسے خوش رکھیں گے۔

آخر سِر ثانی :

یہ بھی اسی طرح ہے، جس طرح بڑہ ریوڑ میں، گائے کا بچھڑا گایوں میں اور سادہ لوح نوجوان زبردست اور بڑوں میں جو خانۂ بغداد بیبن میں داخل ہوں۔ وہ خدائے قاہر کا گھر ہے۔

اور ہم اس کو خوش رکھیں گے۔

اوّل ستر ثالث :

وہ یہ بھی کہتا ہے :۔

تم جو بوغدار یبین کے بیٹے ہو۔ کیا قول و نظر رکھتے ہو۔

جو وہاں موجود ہوتا ہے، وہ اس کی پشت کی جانب سے جواب دیتا ہے۔

ہم خاموش ہیں۔

آخر ستر ثالث :

یہاں بھی ایک دوسرے سے، اسی طرح ہم کلام ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ اُوپر مذکور ہے، یعنی پرہ کی مانند جو ریوڑ میں ہو، بچھڑے کی مانند جو گایوں کے ریوڑ میں ہو اور نوجوان کی طرح جو خانۂ بوغداریبین میں آتے جاتے ہوں۔ ہمارا رب قاہر ہے اور ہم اس کو خوش رکھیں گے۔

اوّل ستر رابع ،

اس کے بعد کاہن کہتا ہے

اے بنو بوغداریبین کان لگا کر سنو!

جو وہاں موجود ہوتا ہے، وہ پیچھے سے جواب دیتا ہے۔

ہم خاموش ہیں۔

کاہن پھر پکارتا ہے۔

خاموش رہو۔

یہ جواب دیتے ہیں۔

ہم سب سن رہے ہیں۔

آخر ستر رابع :

اے خانۂ بوغداریبین میں آنے جانے والو! ہمارا رب قاہر ہے اور ہم اس کو خوش رکھیں گے۔

اوّل ستر خامس : :
کاہن کہتا ہے۔
اے بزبوغدار یین کان لگا کر سنو!
وہ جواب دیتے ہیں۔
ہم راضی ہیں۔
وہ پھر کہتا ہے۔
خاموش ہو جاؤ۔
وہ جواب دیتے ہیں۔
ہم سُن رہے ہیں۔
پھر وہ اپنی بات شروع کرتا ہے۔
وائے! جو کچھ میں جانتا ہوں، بتا رہا ہوں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہا۔
آخر ستر خامس :
خانۂ بزغدار یین کی طرف متوجہ ہونے والو! ہمارا رب قاہر ہے اور ہم اسے خوش رکھتے ہیں۔
صاحب کتاب کہتا ہے :۔
اس گھر سے متعلق، ان سات دنوں میں، کاہنوں سے بائیس قسم کے کلمات منقول ہیں، جو حکایت و افسانہ کے انداز سے پڑھے اور آواز و آہنگ اور ترنم سے گائے جاتے ہیں۔ جو جوان لڑکے اس گھر میں داخل ہونے کے مجاز ہیں وہ اس میں سات روز قیام کرتے اور اکل و شرب میں مشغول رہتے ہیں۔ ان سات دنوں میں کوئی عورت ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ وہ قطاروں میں پڑے ہوئے سات پیالوں سے شراب پیتے ہیں، جسے وہ "یسورا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور یہ شراب وہ اپنی آنکھوں پر ملتے ہیں اور کاہن لب کشائی کرنے اور کوئی لفظ زبان سے نکالنے سے قبل، ان کو ان پیالوں، روٹی کے ٹکڑوں اور ہانڈوں سے نان و نمک کھلاتے ہیں اور پھر ساتویں روز یہ سب کچھ کھا ڈالتے ہیں اس

گھر کے ایک گوشے میں شراب کا ایک اور پیمانہ بھی رکھا ہے جس کا نام "فارغ" ہے ۔ وہ اپنے پیشوا ورمیس سے کہتے ہیں :۔

ہمارے لیے کون سا کام بہتر ہے اے ہمارے بزرگ ۔

وہ جواب میں کہتا ہے :

پیالوں کو شراب سے لبالب بھر لیا جائے ، اور پھر تھوڑی تھوڑی پی جاتے ۔

یہی وہ مرتبہ سبعہ ہے کہ جس کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا ۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے ، ان اسرار خمسہ کا مترجم انطباع و بیان پر قدرت نہیں رکھتا ہو جو نہیں عربی لکھتا ہے یا پھر اس طرح کے ناقص اور مہمل ترجمہ سے اس کا مقصد سچائی اور دیانتداری کے ساتھ انہی الفاظ کو بعینہٖ باقی رکھنا ہوگا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے کلام کو اسی طرح بے ربط رہنے دیا ہے جیسا کہ وہ اصل میں ہے ۔

ہارون بن ابراہیم بن حماد بن اسحاق قاضی کو جس زمانہ میں کہ وہ حران اور مضافات حران کے عہدۂ قضا پر متمکن تھا ، سریانی زبان کی ایک کتاب دستیاب ہوئی جس میں ان کے مذہب اور عبادت کا ذکر تھا ، اس نے سریانی اور عربی کے ایک فصیح اللسان شخص کو بلایا جس نے بغیر کسی کمی بیشی کے اس کا ترجمہ کر کے اس کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ یہ کتاب لوگوں میں متداول ہے ۔ میرا گمان ہے کہ ہارون بن ابراہیم نے یہ کتاب ابو الحسن علی بن عیسیٰ کے پاس بھیج دی ۔ اس کتاب میں ان کے عقاید و احکام پوری تفصیل سے مدون ہیں ، اس کا مطالعہ کرنے والے کو ، وہ اس موضوع کے سلسلے کی تمام کتابوں سے بے نیاز کر دے گی ۔

مذاہب منانیہ

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ مانی بن فتق بابک بن ابو برزام حسکانیہ[۱] سے تعلق رکھتا تھا ، اس کی ماں کا نام میس تھا ۔ ایک قول کے مطابق اوتاخیم اور ایک قول کے مطابق مرمریم تھا ۔

یہ خاندانِ اشغانیہ سے تھا۔ کہتے ہیں مانی کی ماں قتی اور برہان کا استعفت اور باشندگانِ ہوشمی میں سے تھا اور مضافات بادرایا اور باکسایا میں رہائش پذیر تھا۔ اس کے پاؤں میں کجی تھی۔
منقول ہے کہ اس کا باپ اصلاً ہمدان کا باشندہ تھا، جو بابل چلا گیا تھا اور مدائن کے اس مقام پر اقامت گزین ہو گیا تھا، جو طیسفون کے نام سے موسوم ہے اور جہاں ایک بت خانہ ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح فتق بھی اس بت خانہ میں حاضری دیتا تھا۔ ایک روز اس نے بت خانہ سے ایک صدائے ہاتف سُنی، جو اس سے کہہ رہی تھی۔

"اے فتق! گوشت نہ کھا، شراب نہ پیو۔ کسی بشر کو اپنے حبالۂ عقد میں نہ لاؤ۔"

یہ آواز مسلسل تین روز تک بار بار اس کے کانوں سے ٹکراتی رہی۔ فتق نے یہ صورتِ حال دیکھی تو ایک گروہ سے وابستہ ہو گیا جو نواحِ دستمیسان میں مغتسلہ کے نام سے معروف تھا۔ اس گروہ کے بقیہ لوگ اب تک اسی نواح اور انہی وادیوں میں موجود ہیں اور اسی مذہب کے حامل ہیں جس کو اختیار کرنے کا حکم فتق کو دیا گیا تھا۔ ان دنوں فتق کی بیوی حاملہ تھی اور مانی اس کے پیٹ میں تھا۔
کہتے ہیں مانی کی پیدائش کے بعد اس کی ماں اپنے اس بیٹے کے بارے میں اچھے اچھے خواب دیکھا کرتی۔ وہ حالتِ بیداری میں دیکھتی کہ گویا کوئی شخص مانی کو پکڑ کر آسمان کی طرف اڑاتے لے جا رہا ہے اور پھر اسے واپس لے آتا ہے۔ بسا اوقات وہ ایک یا دو دن، اسے وہاں روکے رکھتا ہے اور پھر واپس لے آتا ہے۔
اس کے باپ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے اپنے پاس بلا لیا اور اس کے پاس ہی اس کے فکر و عقیدہ کے مطابق اس کی تربیت ہوئی۔ مانی صغر سنی ہی میں حکمت و دانائی کی باتیں کرنے لگا اور بقول اس کے جب کہ ابھی بارہ سال ہی پورے ہونے تھے کہ فرشتہ جنان النور نے — جو کہ خدا ہے — اس پر وحی نازل کی۔ جو فرشتہ اس کی طرف وحی لے کر آیا، نبطی زبان میں اس کا نام توم ہے جس کا معنی قرین ہے۔ اس نے اس سے کہا۔

"تم اس وقت سے کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تم ان میں سے نہیں ہو۔ تمہارے لیے ضروری ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرو اور شہوات کو ترک کر دو۔ تمہارے ظاہر ہونے کا وقت ابھی نہیں آیا، کیونکہ فی الحال تم کمسن ہو۔"
پھر جب وہ چوبیس برس کا ہوا، تو التوم اس پر نازل ہوا۔ اور اس نے کہا:
"اب وقت آ گیا ہے کہ تم نکلو، اور اپنی دعوت کا اعلان کرو۔"

التوم نے مانی سے کہا

تم پر سلامتی ہو، اے مانی! میری طرف سے بھی اور اس رب کی طرف سے بھی جس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا اور تمہیں رسالت کے لیے چُنا۔ اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم حق کی طرف بلاؤ، اور خدا کی طرف سے لوگوں کو حق کی بشارت سناؤ اور اس راہ میں، ہر طرح کی جد و جہد اختیار کرو۔

مانویوں کا کہنا ہے کہ اردشیر کا بیٹا سابور تخت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بلایا اور اپنا تاج اس کے سر پر رکھا۔ یہ واقعہ یک شنبہ کے روز ماہ نیسان کے اوائل میں رونما ہوا اس وقت آفتاب برج حمل میں تھا اور اس وقت تک اس کے صرف دو ہی پیروکار تھے، شمعون اور زکوا، جو اس کے ہم رکاب تھے۔ اس کا باپ اس کے ساتھ تھا، جو دیکھ رہا تھا کہ اس کے بیٹے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ مانی، غالوس رومی کی بادشاہت کے دوسرے سال ظاہر ہوا اور مرقیون نے، اس سے تقریباً سو سال پیشتر، طوس انطونیانوس کی بادشاہی کے پہلے سال ظہور کیا اور مرقیون سے تقریباً تیس سال بعد ابن دیصان ظاہر ہوا۔ اس کو ابن دیصان کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ اس کی ولادت ایک نہر کے کنارے ہوئی تھی جسے نہر دیصان کہا جاتا ہے۔

مانی، اپنے آپ کو وہی فارقلیط قرار دیتا ہے جس کے ظہور کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی۔ مانی نے اپنا مذہب، مجوسیت اور نصرانیت سے اخذ کیا۔ اسی طرح

جس رسم الخط سے اس کی دینی و مذہبی کتابیں ضبط تحریر میں آئیں، وہ سریانی اور فارسی سے مستخرج تھا۔

شاپور کے سامنے آنے سے قبل مانی تقریباً چالیس سال مختلف بلاد و امصار میں گھومتا رہا، پھر اس نے شاپور کے بھائی فیروز کو اپنے دین کی خوشخبری سنائی۔ اس نے اسے اپنے بھائی شاپور کے ہاں پہنچا دیا۔

مانیہ کہتے ہیں، جب مانی، شاپور کے پاس گیا تو اس کے دونوں کندھوں پر چراغ کی مانند، نور چمک رہا تھا۔ شاپور نے اس کو دیکھا تو اس کی بہت تعظیم کی۔ اس کی نظر میں وہ ایک عظیم و بزرگ شخصیت قرار پایا، حالانکہ وہ اس کو سزا دینے اور قتل کرنے کا عزم کیے ہوئے تھا۔ لیکن جب وہ اس سے ملا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی اور وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ آنے کی وجہ پوچھی، مانی نے کہا وہ دوبارہ اس کے پاس آئے گا۔

مانی نے اس کے سامنے اپنی کچھ ضروریات پیش کیں، مثلاً یہ کہ اس شہر میں اور تمام بلادِ مملکت میں اس کے پیروؤں کو عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا جائے اور وہ جن شہروں میں آنا جانا چاہیں آزادی سے آجا سکیں۔

شاپور نے اس کے تمام مطالبات تسلیم کر لیے اور مانی نے ہند، چین اور خراسان میں اپنی دعوت پہنچائی اور ہر ہر جگہ اپنا ایک نائب مقرر کیا۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ قِدَم تخلیقِ کائنات اور نور و ظلمت کی باہمی آمیزش کے بارے میں مانی کے اقوال و تصورات

مانی کہتا ہے، مبداء عالم، دو چیزیں ہیں۔ ایک نور اور ایک ظلمت ـــ یہ دونوں ایک دوسرے سے جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں۔

نور وہ عظیم اول ہے، جو عدد و شمار کی گرفت سے باہر ہے۔ وہ الٰہ و فرشتہ جنان النور ہے اور ان اعضائے خمسہ پر مشتمل ہے۔

حلم ۔ علم ۔ عقل ۔ غیب اور فطنت

اس کے ساتھ پانچ اور اعضا وابستہ ہیں ۔ جو یہ ہیں ۔

محبت ۔ ایمان ۔ وفا ۔ مروت اور حکمت

مانی کا کہنا ہے کہ یہ نور مع اپنی صفات کے ازلی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں
اور بھی ازلی ہیں ۔

ایک آسمان — اور

دوسرے زمین ،

مانی کہتا ہے ، آسمان کے پانچ اعضا ہیں ۔

حلم ۔ علم ۔ عقل ۔ غیب اور فطنت

اور زمین کے اعضا یہ ہیں ۔

نسیم ۔ ہوا ۔ نور ۔ پانی اور آگ

دوسری چیز ریاکون (اندھیرا) جو ظلمت سے تعبیر ہے ، وہ بھی اعضائے خمسہ کو محیط ہے ۔

بخارات ۔ حریق ۔ سموم ۔ سم اور ظلمت

مانی کہتا ہے ، وہ کونِ نیر اور ہستی تاباں ہستی ظلمت کے ساتھ ہمقراں ہے اور
ان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ۔ نور کا ایک پہلو بلا شبہ ظلمت سے پیوستہ ہے
لیکن علو اور یمین ویسار کے لحاظ سے ، نور بے پایاں ہے ۔
ظلمت بھی بے پایاں ہے مگر سفل کے لحاظ سے یا یمین ویسار کے لحاظ سے ۔
مانی کہتا ہے ، شیطان اسی ارضِ مظلمہ سے بنا ہے ، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ازلی ہے ، البتہ اس کے عناصر میں جو جوہر تھے ، وہ اپنے اندر
ازلیت لیے ہوئے ہیں ۔ اس کے انہی عناصر نے جمع ہو کر شیطان کی صورت اختیار کرلی ۔
اس کا سر شیر کے سر کی طرح ہے ، جسم اژدہے کے جسم کی مانند ہے ، پَر ، پرندے کے
پَروں کی مانند ہیں ۔ دُم مچھلی کی دُم کی مانند سمجھیے اور چاروں پاؤں چوپایوں کی مانند ہیں ۔
جب یہ شیطان ظلمت سے عالم وجود میں آیا اور ابلیس قدیم کے نام سے موسوم ہوا تو اس

نے تمام چیزوں کو منہ میں نگلا، چبایا اور خراب کیا اور دائیں بائیں گھوما اور عالم سفل میں اُترا، اور ہر جگہ تباہی مچادی اور جو بھی مقابلہ پر آیا، اس کو نیست و نابود کر ڈالا۔ پھر اس نے عالم بالا کا عزم کیا۔ وہاں نور کی ضو فشانیاں دیکھیں اور رہ ماننا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ یہ انوار اس پر تو اُٹھتے چلے جا رہے ہیں تو لرزا۔ اور سمٹا اور بالآخر اپنے عناصر کی طرف واپس لوٹ گیا۔

بعد ازاں جو عالم بالا کا قصد کیا تو زمینِ تاباں نے شیطان کے مقاصد اور ارادہ جنگ و فساد کو بھانپ لیا اور جب زمینِ تاباں نے ان عزائم کو جان لیا تو عالم ظلمت پر بھی یہ بات آشکار ہوئی۔ پھر عالم علم، عالم غیب، عالم عقل اور عالم حلم پر یہ حقیقت کھلی اور اس کے بعد اس کا علم فرشتہ جنان النور کو ہوا۔ تو اس نے اس کو مغلوب کرنے اور شکست دینے کے اسباب و حیل پر غور کیا۔ اگرچہ اس کا لشکر اس کو مغلوب کرنے کی طاقت رکھتا تھا، لیکن اس نے خود ہی اس کام کو سرانجام دینے کی ٹھانی۔ چنانچہ اس نے اپنے روح کی برکت، عالم خمسہ اور عناصر دوازدہ گانہ کے ذریعے ایک مولود کو پیدا کیا اور یہی انسانِ قدیم ہے اور اسی کو ظلمت کے ساتھ جنگ و پیکار کے لیے آمادہ کیا۔

مانی کہتا ہے۔ انسانِ قدیم نے، اپنے آپ کو اجناسِ خمسہ، جو آلہہ خمسہ ہیں، یعنی نسیم، ریح، نور، پانی اور آگ سے آراستہ کیا اور ان کو اپنے لیے سپر و سلاح قرار دیا۔

پہلی چیز جو اس نے زیبِ تن کی نسیم ہے اور اس نسیم عظیم کے اوپر نور وغیرہ کی چادر اوڑھی گئی اور اس نور پر گدلے ہوتے پانی کا لباس پہنایا گیا اور ریاح تند میں چھپ گیا۔

پھر ڈھال اور نیزے کی طرح آگ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس تیزی سے جنت سے نیچے گرا کر لڑائی جھگڑے کی زمین پر آ رہا۔

ابلیس قدیم بھی اپنے اجناس خمسہ — دخان، حریق، ظلمت، سموم اور ضباب — کی طرف متوجہ ہوا، اور اس نے اپنے لیے اس کو سپر اور پناہ گاہ بنایا اور انسانِ قدیم کے مقابلہ پر آیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرصۂ دراز تک یہ ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور ابلیس قدیم، انسانِ قدیم پر غالب آگیا اور اس کے نور کا کچھ حصہ نگل گیا اور اس کے اجناس و عناصر

ہیئت اس کو گھیرے میں لے لیا۔ فرشتہ جنان النور نے دوسرے خداؤں کی معیت میں اس کا پیچھا کیا اور اسے نجات دلائی اور ظلمت پر غلبہ حاصل کیا۔

جو اس انسان کے بعد نیچے اترا اور جس نے انسان قدیم کو جہنم سے نجات دلائی اور ارواح ظلمت کو پکڑ کر قید کیا۔ وہ حبیب الانوار کہلاتا ہے۔

مانی کہتا ہے، اس کے بعد بہجت اور روح الحیات اس زمین پر آئیں اور جہنم کے نچلے طبقہ کی آخری گہرائی تک نظر دوڑائی اور دیکھا کہ انسان قدیم اور ملائکہ کو ابلیس اور اس کے شریر ساتھیوں اور حیات مظلمہ نے گھیر رکھا ہے تو روح حیات نے انسانِ قدیم کو برق آسا تیزی کے ساتھ بآوازِ بلند پکارا۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ ایک الٰہہ نور آمودار ہو گیا۔

مانی کہتا ہے، جب ابیس قدیم، انسانِ قدیم سے لڑائی کرتے ہوئے گتھم گتھا ہوا تو نور کے اجزائے خمسہ ظلمت کے اجزائے خمسہ سے آمیختہ ہو گئے۔

دخان، نسیم میں مل گیا اور یہ نسیم ممزوج اسی سے عالم وجود میں آئی۔ لہٰذا جو لذت و آسائشِ نفس اور حیاتِ حیوانی ہے وہ اسی نسیم کی رہینِ منت ہے اور اس میں جو ہلاکت و تکلیف پائی جاتی ہے، وہ اس دخان کا نتیجہ ہے۔

حریق، آگ میں مل گئی۔ اور یہ آگ اسی کا نتیجہ ہے، اس میں جو سوز، ہلاکت اور فساد ہے، وہ حریق کا ثمرہ ہے اور جو درخشندگی اور ضو ہے، وہ آگ کی بدولت ہے۔

نور، ظلمت سے خلط ملط ہو گیا اور یہ اجسام کثیفہ، مثلاً سونا چاندی وغیرہ اسی سے معرضِ وجود میں آتے، اس میں جو صفائی و زیبائی اور نظافت و منفعت ہے، وہ نور کی رہینِ منت ہے اور جو میل کچیل، تیرگی اور غلظت و قساوت ہے، وہ ظلمت کا نتیجہ ہے۔

سموم، ریح و باد میں آمیختہ ہو گئی اور یہ ریح و باد اسی سے ہے، اس میں منفعت و لذت کی جو مقدار پائی جاتی ہے، وہ ریح کے طفیل ہے اور جو کچھ کرب و تکلیف کا موجب اور مضرت کا باعث ہے، وہ سموم کی وجہ سے ہے۔

ضباب، پانی سے مل گیا اور یہ پانی اسی سے ہے، اس میں جو صفائی و عذوبت

اور لوگوں کے لیے ملامت، نرمی پائی جاتی ہے، وہ پانی کے باعث ہے اور رجوع کرنے، دم گھٹنے اور برکت اور ثقالت وغیرہ کے وجوہ ہیں ان کا باعث ضباب ہے۔

مانی کہتا ہے، جب ظلمت کے ابناء جنس خمسہ، نور کے اجناس خمسہ سے مختلط ہوئے تو انسان قدیم انتہائی گہرائی میں آ گیا اور اجناس ظلمت کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا تاکہ اس میں مزید اضافہ نہ ہو سکے۔ پھر وہ اوپر کو چڑھا اور محاذ جنگ تک پہنچ گیا۔ پھر بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ ارض ظلمت کے جو حصے، ارض نور سے ملے ہوئے ہیں، انھیں کھول دیں اور آسمان پر معلق کر دیں۔ پھر ایک اور فرشتے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ مخلوط اجزا اس کے سپرد کر دے۔

مانی کہتا ہے، فرشتۂ عالم نور نے اپنے بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ ان باہم مخلوط اجزا سے اس عالم کی تخلیق و تعمیر کا کام سرانجام دیا جائے تاکہ اجزائے نوریہ، اجزائے ظلمیہ سے الگ ہو جائیں، چنانچہ انھوں نے دس آسمان اور آٹھ زمینیں بنائیں۔ ایک فرشتے کو آسمانوں کے اور ایک کو زمینوں کے اٹھانے پر مامور کیا۔ ہر آسمان کے دہلیزوں سمیت بارہ بڑے بڑے اور کشادہ دروازے بنائے، ہر دروازے کو ایک دوسرے کے بالمقابل اور سامنے رکھا۔ ہر دہلیز پر دو کواڑ بنائے، ہر دروازے کی دہلیز پر چھ زینے تعمیر کیے۔ ہر زینے پر تیس مشجر راستے بنائے۔ ہر راستہ بارہ صفوں کا ہے۔ یہ دہلیزیں، راستے اور صفیں آسمانوں کی بلندیوں تک مرتفع ہیں۔

مانی کہتا ہے فضائے آسمانی کے ڈانڈے، پائین زمین سے ملے ہوئے ہیں اور اس عالم کے اردگرد ایک خندق کھودی گئی تاکہ وہ ظلمتیں، جو نور سے علیحدہ کی گئی ہیں، اس میں پھینک دی جائیں۔ اس خندق کے عقب میں ایک دیوار تعمیر کی گئی تاکہ جو ظلمت نور سے الگ کی گئی ہے، اس کا کوئی حصہ بھی واپس نہ آ سکے۔

مانی کہتا ہے۔ بعد ازاں اس عالم کی روشنی کو پاکیزہ رکھنے کے لیے سورج اور چاند کو پیدا کیا گیا۔ سورج کا کام اس روشنی کو پاکیزہ رکھنا ہے، جو گرمی کے شیطان کی وجہ سے مکدر ہو چکی ہے اور چاند کا مصرف اس نور کو جلا بخشنا ہے جس میں سردی کے شیطان کے

باعث تکدر پیدا ہو گیا ہے اور یہ سب ایک ستون کی صورت میں تسبیحات و تقدیسات اور کلمات طیبات و اعمالِ صالح کو لیے ہوئے اوپر کی طرف صعود کرتا ہے اور اس کو سورج کے حوالے کر دیتا ہے پھر سورج اس کو اس نور کے سپرد کر دیتا ہے جو اس سے اوپر عالمِ تسبیحات میں موج زن ہے اور اس عالم سے وہ اعلیٰ و خالص نور کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ عمل برابر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ نور میں سے ایک حصہ ایسا باقی رہ جاتا ہے کہ جس کو پاکیزہ اور اجالا کرنے پر سورج اور چاند قدرت نہیں رکھتے۔ اس وقت زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ الگ ہو جاتا ہے اور دوسرا فرشتہ آسمانوں کو جذب و کشش کے سلسلہ سے علیحدہ کر دیتا ہے اور اس طرح اعلیٰ و اسفل باہم ٹکرا جاتے ہیں اور پھر ان سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اس وقت تک بھڑکتی رہتی ہے، جب تک کہ اس میں سے نور کی ہر ہر مقدار تحلیل ہو کر پاکیزہ نہیں ہو جاتی۔

مانی کہتا ہے۔ آگ بھڑکنے کی یہ کیفیت ایک ہزار چار سو اڑسٹھ[۳۶۸] سال تک باقی رہتی ہے۔ جب تدبیر کا یہ دور ختم ہوتا ہے تو ہمامہ دیکھتی ہے کہ روشنی اور نور رستگاری حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، فرشتوں کا لشکر چلا گیا ہے اور محافظ ملائکہ نرم پڑ گئے ہیں تو اس وقت یہ جنگ و قتال کے درپے ہوتی ہے۔ لیکن نور کی حفاظت پر مامور عساکر اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر پیچھے ہٹا دیتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں کہ یہ اپنی قبر کی طرف لوٹ جائے جو اس کے لیے پہلے سے تیار ہوتی ہے، پھر یہ قبر اس پتھر سے بند کر دی جاتی ہے جو مقدار و جسامت میں پوری دنیا کے برابر ہے۔ یہ پتھر اس کو سختی کے ساتھ اس قبر میں بند کر دیتا ہے اور اس تدبیر سے نور ظلمت کی چیرہ دستیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ ثنویہ کے فرقہ ماسیہ کا عقیدہ ہے کہ نور کی کچھ نہ کچھ مقدار ظلمت میں بھی باقی رہتی ہے۔

نسلِ انسانی کا آغاز، مذہبِ مانی کی رُو سے

مانی کہتا ہے، اس کے بعد اراکنہ[کله] و نجوم، زجر و حرص اور شہوت و معصیت

میں اختلاط ہوا اور اس سے انسانِ اوّل جو کہ آدمؑ سے معروف وجود میں آیا اور دیلام درارکون ـــ مردوزن ـــ نے انجام دیا۔ اس کے بعد ان میں باہم میل جول ہوا جس کے نتیجہ میں ایک خوب رو عورت حوّا، عالم وجود میں آئی۔ پھر جب پانچوں فرشتوں نے اللہ کے اس نور اور خوشبو کو دیکھا، جس کو حرص نے اسیر کر کے ان دونوں کی فطرت میں ودلیعت کر دیا تھا۔ تو انھوں نے بشیر، ام الحیات، انسانِ قدیم اور روح الحیات سے استدعا کی کہ اس مولودِ قدیم کی طرف کسی ایسی ہستی کو بھیجا جائے جو اس کو اس حرص و آز سے آزاد کرائے اور اس کے سامنے علم اور نیکی کی وضاحت کرے اور اس کو شیاطین کی گرفت سے نجات دلائے۔

وہ کہتا ہے، انھوں نے عیسیٰ کو ایک الٰہ کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ دونوں ارکون کے پاس گئے اور ان کو قید کر لیا اور دونوں مولودوں کو نجات دلائی۔ پھر عیسیٰ نے اس مولود، آدم سے گفتگو کی اور اس کے سامنے، جنان، آلہہ، جہنم، شیاطین، زمین و آسمان اور آفتاب و ماہتاب کی وضاحت کی اور اسے حوّا کے بارے میں خوفزدہ کیا اور بتایا کہ یہ تمھیں نقصان پہنچائے گی۔ لہٰذا اس کے قریب جانے سے اس کو روکا۔ آدم نے یہ بات سنی اور اس پر عمل کیا

پھر ارکون اپنی بیٹی حوّا کے پاس آیا اور اس شہوت کی وجہ سے جو اس کے اندر موجود تھی، اس سے مقاربت کی جس کے نتیجہ میں ایک بدشکل سرخ رنگ کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کا نام قائن یعنی مردِ اشقر تھا۔ اس بچے نے اپنی ماں سے مواصلت کی اور ایک سفید رو بچہ پیدا ہوا، جس کا نام ہابیل یعنی مردِ سفید رو تھا۔

قائن نے پھر اپنی ماں سے مواصلت کی اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک کا نام حکیمۃ الدہر اور دوسری کا بنت الحرص ہوا۔ بنت الحرص کو قائن نے بیوی بنا لیا اور حکیمۃ الدہر کو ہابیل کے حوالے کر دیا، جس کو اس نے بیوی بنا لیا۔

وہ کہتا ہے حکیمۃ الدہر، اللہ کے نور اور اس کی حکمت سے بہرہ ور تھی اور بنت الحرص ان اوصاف سے محروم تھی۔ اس کے بعد حکیمۃ الدہر کے پاس ایک فرشتہ آیا

اور کہا۔
"اپنے آپ کو محفوظ رکھ۔ کیونکہ تجھ سے دو ایسی لڑکیاں جنم لیں گی جو اللہ کی مسرت کی تکمیل کریں گی۔"
بعد ازاں اس نے اس سے مقاربت کی اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک کا نام فریاد اور دوسری کا فرفریاد رکھا گیا۔
جب ہابیل کو اس بات کا علم ہوا تو وہ سخت غضب ناک ہوا، اور غم نے اس پر غلبہ پالیا۔ اس نے پوچھا۔
"یہ دونوں بچے کہاں سے لائی ہو۔؟ میرے خیال میں یہ قائن کے بچے ہیں، اس نے تجھ سے اختلاط کیا ہے۔"
اس نے فرشتے کا واقعہ بیان کیا۔ اور اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ اپنی ماں حوا کے پاس گیا اور قائن کی اس حرکت کے بارے میں شکایت کی اور کہا۔
"آپ کو معلوم ہے، اس نے میری بہن اور بیوی کے ساتھ کیا کیا ہے۔؟"
اس شکایت کی اطلاع قائن کو ہوئی تو وہ ہابیل کے پاس گیا اور ایک پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا، جس سے وہ مرگیا اور رحکیۃ الدہر کو اپنی بیوی بنالیا۔
مانی کہتا ہے۔ بعد ازاں اراکنہ اور روہ صندید اور حوا، قائن کے اس فعل سے سخت غمگین ہوئے۔ اور صندید نے حوا کو جادو کے بول سکھائے تاکہ وہ آدم کو جادو سے رام کرے۔ چنانچہ وہ گئی اور یہ کام سرانجام دیا اور اپنے ساتھ درخت کے پھولوں کا تاج لیتی گئی۔ آدم نے اس کو دیکھا تو شہوت سے مغلوب ہو کر اس پر جاگرا۔ وہ حاملہ ہوگئی اور ایک حسین و جمیل لڑکی کو جنم دیا۔
یہ بات صندید کو معلوم ہوئی تو اسے بڑا افسوس ہوا۔ اور وہ بیمار پڑگیا اور حوا سے کہنے لگا
یہ نومولود ہم میں سے نہیں ہے، یہ اجنبی ہے۔
حوا نے اس نومولود کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا، لیکن آدم نے اس کو پکڑ لیا اور حوا سے کہا "میں اس کی تربیت گائے کے دودھ اور درخت کے پھلوں سے کروں گا۔" چنانچہ اس

کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا۔

صندید نے اراکنہ کو روانہ کیا کہ وہ درخت اور گائے کو اٹھا لائیں اور انہیں آدم سے دور رکھیں، مگر جونہی آدم نے یہ صورتِ حال دیکھی، تو مولود کو پکڑ لیا اور اس کے ارد گرد تین دائرے کھینچ ڈالے۔ پہلے دائرے پر ملک الجنان کا، دوسرے پر انسانِ قدیم کا اور تیسرے پر روح الحیات کا ورد کیا اور اللہ جل اسمہ سے الحاح و عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو میں ذمہ دار ہوں۔ اس نومولود کا کیا گناہ ہے؟"

اس کے بعد ان تینوں (یعنی اقانیم ثلاثہ) میں سے ایک ہاتھ میں اکلیل جلاتے ہوئے تیزی کے ساتھ آدم کے پاس آیا۔ صندید اور اراکنہ نے اسے دیکھا تو یہاں سے چل دیئے۔

وہ کہتا ہے۔ اس کے بعد آدم کے سامنے لوطیس نام کا ایک درخت نمودار ہوا، اس درخت سے دودھ جاری ہوا، جو بچے کو وہ بطور غذا کے دیتا رہا اور اس کا نام اسی کے نام پر رکھا گیا لیکن بعد ازاں اس کو شاتل کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس کے بعد یہ صندید آدم اور اس کی اولاد کا مخالف ہو گیا۔ اس نے حوا سے کہا آدم کے پاس جاؤ۔ شاید تم اس کو ہماری طرف واپس لوٹا سکو۔ چنانچہ وہ گئی اور اس نے آدم کو بہکایا اور اس نے شہوت سے مغلوب ہو کر اس سے اختلاط کیا۔ شاتل نے اس کو دیکھا تو نصیحت اور سرزنش کی اور کہا:۔

"آؤ مشرق کی جانب چلیں۔ جہاں اللہ کے نور اور حکمت کا دور دورہ ہے۔"

چنانچہ وہ اس کے ساتھ چل پڑا اور وہیں اقامت اختیار کر لی تا آنکہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور جنت میں چلا گیا۔ پھر شاتل، فریاد، فرفریار اور ان دونوں کی ماں حکیمۃ الدہر تاحیات ایک ہی انداز اور نہج سے صدیقیت میں رہے اور حوا، قائن اور رابنۃ الحرص جہنم میں پہنچے۔

صفتِ ارضِ نور اور آسمانِ نورانی

یہ دونوں آلہہ نور کے ساتھ ازلی ہیں

مانی کہتا ہے۔ ارضِ نور کے پانچ اعضا ہیں۔ نسیم، ریح، نور، پانی اور آگ۔!

آسمانِ نور کے یہی پانچ اعضا ہیں — حلم، علم، عقل، غیب اور فطانت —!
یہ دس اعضا، زمین اور آسمان کی عظمت ہیں۔

وہ کہتا ہے، یہ ارضِ نور، شاداب و مسرت انگیز اور درخشندہ و تاباں جس کی تابانی، اس کی پاکیزگی اور حسن کی ضامن ہے اور ایک ایک صورت، ایک ایک خوبی، ایک ایک بیانِ، ایک ایک صفا، ایک ایک بہجت، ایک ایک نور، ایک ایک ضیا، ایک ایک منظر، ایک ایک طیب و جمال اور ایک ایک باب اور ایک ایک برج اور مسکن اور منزل میں — اور اسی طرح ایک ایک باغ و درخت اور شاخ میں، جو شنیوں اور خوش منظر پھوں اور رنگا رنگ کے شاندار نور سے جو ایک دوسرے سے بڑھ کر عمدہ اور چمکدار ہیں، ضیا پاش ہے — یہی نہیں، ابر و سحاب اور ایک ایک سایہ میں جو فگن ہے — اور یہ خدائے تاباں ہمیشہ سے اس زمین پر ہے اور ہمیشہ اس زمین پر رہے گا۔

وہ کہتا ہے، اس زمین میں خدا کی بارہ عظمتیں ہیں، جن کو ابکار کہتے ہیں۔ ان کی صورتیں اسی کی صورت کی مانند ہیں اور ان سب میں علم و تعقل پایا جاتا ہے۔ یہ وہ عظمتیں ہیں، جو معنبوط و دائمی کارکنوں کے نام سے موسوم تھیں اور نسیم، حیاتِ عالم ہے۔

صفتِ ارضِ ظلمت اور اس کی حرارت

مانی کہتا ہے، ارضِ ظلمت، گہرائیوں، غاروں، تعلوں، بندوں، جوہڑوں اور جنگلوں سے پُر ہے۔ یہ زمین مختلف حصوں میں منقسم اور کٹی پھٹی ہے۔ اس میں کیڑے کوڑے ہیں، اس سے دھوئیں کے چشمے اُبلتے ہیں، جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک بند سے دوسرے بند کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے آگ کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ جو ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتے ہیں۔ نیز اس سے ظلمت کے چشمے نمودار ہوتے ہیں، جو شہر شہر پھیلتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض بلند ہیں اور بعض اسفل۔ اس سے جو دھواں اٹھتا ہے وہ زہرِ موت کی حیثیت رکھتا ہے اور عمیق اور گہرے چشموں سے نکلتا ہے اس کی جڑیں ایسی مٹی میں پیوست ہیں جو دھنیت لیے ہوئے ہے، اس میں آگ کے عناصر

تیرہ و تار ہوا کے عناصر اور ثقیل پانی کے عناصر شامل ہیں۔ یہ ارضِ ظلمت، اس ارضِ نور شامل سے ملی ہوئی ہے، جو عالمِ علوی میں واقع ہے اور یہ عالم سفلی میں ہے۔ ان میں سے کسی کی بھی جہتِ طول میں اور ارضِ ظلمت کی جہتِ سفلی میں حد و انتہا نہیں۔

انسان کو اس دین میں کس طرح داخل ہونا چاہیئے

مانی کہتا ہے، جو شخص اس دین میں داخل ہونے کا خواہاں ہو، اسے اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اگر وہ دیکھے کہ شہوت، حرص، گوشت خوری، مے نوشی، نکاح، ایذا رسانی، پانی، آگ، جادو اور ریاکاری کے ترک پر قادر ہے تو اسے اس دین میں داخل ہونا چاہیئے اور اگر وہ ان تمام چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو اسے اس دین میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔

اگر اس دین سے تو اس کو محبت ہے مگر شہوت و حرص کو ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو دین و صدیقین کی محافظت ہی کو مغتنم گردانا جائے گا۔ اس صورت میں اسے چاہیئے کہ افعالِ قبیحہ کے مقابلہ میں نیکی کے لیے، شب زندہ داری کے لیے اور اللہ کے حضور دستِ سوال دراز کرنے، گڑگڑانے اور آہ و زاری کے اظہار کے لیے بھی کوئی نہ کوئی وقت مخصوص کرے۔ یہ چیز اس کو دنیا و آخرت میں بے نیاز کر دے گی اور حشر کے روز اس کی صورت دوسرے درجہ کی ہوگی۔ اس کا ہم آگے ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مانی کی شریعت اور اس کے مقرر کردہ فرائض

مانی نے اپنے تابع سماعین پر دس فرائض کی انجام دہی کو فرض ٹھہرایا اور اس کے بعد تین کا اور اضافہ کیا، جنہیں خواتیم کہا جاتا ہے۔ اور بالالتزام سات روزے رکھنے کو ضروری قرار دیا۔

فرائض و واجبات عظائم اربعہ پر ایمان لانے سے عبارت ہے اور وہ یہ ہے، اللہ، اس کا نور، اس کی قوت اور اس کی حکمت۔!

اللہ جل اسمہٗ فرشتۂ جہان النور ہے۔ اس کا نور آفتاب و ماہتاب، اور اس کی قوت ملائکہ خمسہ یعنی نسیم، ریح، نور، پانی اور آگ ہے۔ اور اس کی حکمت دین مقدس ہے، جس میں پانچ معانی ہیں۔

معلمین فرزندانِ حلم۔

مشمسین فرزندانِ علم

تسیقین، فرزندانِ عقل۔

صدیقین، فرزندانِ غیب ــ اور

سامین، فرزندانِ فطنت۔

فرائض عشرہ یہ ہیں۔

ترک بت پرستی۔

ترک کذب۔

ترک بخل۔

ترک قتل۔

ترک زنا۔

ترک سرقہ۔

علل اور جادوگری کی تعلیم۔

دو امورِ عجبہ پر قائم رہنا ــ جن میں سے

ایک دین کے معاملہ میں شک ــ اور دوسرے عمل میں ڈھیلاپن اور سستی ہے۔

چار یا سات نمازوں کی فرضیت

نمازیں اس ترتیب سے ادا کی جائیں۔

جاری یا کھڑے پانی سے مسح کرے اور نیرِ اعظم (آفتاب) کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو جائے۔ پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں یہ الفاظ کہے۔

"ہمارا رہنما فارقلیط باعث برکت ہے۔ وہ پیغمبرِ نور ہے۔ اس کے محافظ فرشتے مبارک ہیں اور اس کے جنود و نیترہ تسبیح خواں ہیں۔"

یہ الفاظ سجدہ میں کہہ کر کھڑا ہو جائے اور دوسرا سجدہ کیے بغیر کھڑا ہو جائے۔ پھر دوسرے سجدہ میں یہ الفاظ کہے۔

"تیری تسبیح بیان کی جاتی ہے، اے مانی۔ تو نور کو پھیلانے والا ہے اور ہمارا ہادی ہے۔ تو اصلِ نور اور شاخِ حیات ہے اور وہ شجرۂ عظیم ہے، جو تمام تر شفا ہے۔"

تیسرے سجدہ میں یہ کہے۔

"میں قلبِ پاک اور زبانِ صادق کے ساتھ اس خداوند کو سجدہ کرتا ہوں اور اس کی تسبیح کہتا ہوں، جو پدرِ انوار و عناصر ہے، تو پاک اور مبارک ہے۔ تیری عظمت بھی پاک ہے اور تمام عالم مبارک ہیں کہ تو نے خود انھیں بلایا۔ تیرے جنود، تیرے ابرار، تیرا کلمہ اور تیری عظمت و رضوان سب تسبیح کناں ہیں، اس لیے کہ تو ہی وہ خدا ہے جو پیکر حق و حیات اور سراپا نیکی ہے۔"

پھر چوتھے میں یہ الفاظ کہے:۔

"تسبیح بیان کرتا ہوں اور سجدہ کرتا ہوں، ان تمام خداؤں اور تمام فرشتوں کو جو نور افشاں ہیں، جو تیرے زیرِ سایہ تھے اور ان تمام انوار اور تمام جنود کو جو اس خدائے بزرگ و برتر سے تعلق رکھتے ہیں۔"

پانچویں میں یہ الفاظ کہے:۔

"سجدہ کرتا ہوں اور تسبیح بیان کرتا ہوں عظیم اور بڑے جنود کی جو نور افشاں ہیں جنھوں نے اپنی حکمت سے ظلمت کو نیست و نابود اور ختم کر دیا۔"

چھٹے میں یہ الفاظ کہے:۔

"سجدہ ادا کرتا ہوں اور تسبیح بیان کرتا ہوں، اس پدرِ عظمت کی جو عظیم ہے اور نور افشاں ہے اور علمین سے آیا ہے۔"

بارھویں سجدہ تک اسی طرح کہتا جائے۔

جب ان دس نمازوں سے فارغ ہو جائے تو دوسری نماز کا آغاز کرے اس میں بھی کچھ تسبیحات ہیں، جن کو بیان کرنے کی ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے۔
پہلی نماز۔ زوال کے وقت، دوسری نماز زوال اور غروب آفتاب کے درمیان، پھر غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب، پھر مغرب سے تین ساعت بعد نماز عتمہ یعنی (نماز عشاء) پڑھی جاتی ہے — ان تمام نمازوں اور سجدوں میں اسی طرح کیا جائے جس طرح پہلی — نمازِ بشیر — میں کیا گیا۔
روزہ اس طرح رکھا جاتا ہے۔
جب آفتاب، برج قوس میں چلا جاتا ہے اور ماہتاب پورے کا پورا نور ہو جاتا ہے تو دو دن، دو روزے رکھے جاتے ہیں جن کے درمیان افطار نہیں ہوتا، پھر جب نئے چاند کی رؤیت ہوتی ہے تو دو دن روزے رکھے جاتے ہیں ان کے درمیان بھی افطار نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد جب چاند نور ہو جاتا ہے اور برجِ جدی میں چلا جاتا ہے تو دو روزے رکھے جاتے ہیں پھر جب نیا چاند ہوتا ہے اور آفتاب برجِ دلو میں چلا جاتا ہے تو مہینے کے آٹھ دن گزرنے کے بعد تیس دن روزے رکھے جاتے ہیں اور ہر دن غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار کیا جاتا ہے۔
یک شنبہ کو تمام منانیہ اور دوشنبہ کو خواص منانیہ معظم و محترم گردانتے ہیں۔
مانی نے اس کو ان پر اسی طرح ضروری قرار دیا ہے۔

مانی کے بعد مانویہ میں مسئلۂ امامت سے متعلق اختلاف

مانویہ کا کہنا ہے کہ جب مانی جنان النور کو پرواز کر گیا تو پرواز سے قبل اس نے سیس کو اپنا جانشین مقرر کیا اور وہ تادم واپسیں اللہ کے دین کے قیام و طہارت کے لیے سرگرم عمل رہا۔ اس کے بعد تمام پیشوا یکے بعد دیگرے بلا اختلاف اسی نہج سے پیروئ دین میں مصروف رہے۔ تاآنکہ ان میں دیناوریہ کے نام سے ایک گروہ ظہور پذیر ہوا۔ ان لوگوں نے اپنے امام کو ہدفِ طعن ٹھہرایا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے کنارہ کش

ہو گئے۔ ان کی امامت و پیشوائی کے فیصلے بابل ہی میں اتمام و تکمیل کے مراحل طے کرتے تھے۔ بابل کے علاوہ امام دوسری جگہ نہیں رہ سکتا تھا، لیکن یہ گروہ اس کے خلاف تھا۔ یہ گروہ اس اختلاف پر اور کچھ دوسرے اختلافات پر قائم رہا جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں تا آنکہ مازیہ کی قیادت تمام تر مہر کے سپرد ہو گئی — یہ واقعہ ولید بن عبدالملک کے عہدِ حکومت کا ہے اور اس دور کا ہے، جب کہ والیٔ خراسان خالد بن عبداللہ قسری تھا۔

اس زمانہ میں ان لوگوں میں زادہرمز نامی ایک شخص شامل ہو گیا۔ یہ شخص ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہا اور پھر الگ ہو گیا۔ دنیوی اعتبار سے یہ صاحبِ ثروت اور مالدار آدمی تھا۔ اس نے ان سب چیزوں کو چھوڑا اور مدائن[1] چلا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ان میں ایسی چیزیں پائیں جن کو یہ صحیح نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے چاہا کہ دیناوریہ سے وابستہ ہو جائے اور وہ نہرِ بلخ[2] کے اس پار رہائش رکھتے تھے۔

بعد ازاں یہ مدائن آیا، وہاں حجاج بن یوسف کا ایک نل دار اور دولت مند کاتب سکونت پذیر تھا، ان دونوں کے درمیان پہلے سے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ اس نے اپنے اس دوست سے سارا واقعہ بیان کیا اور جو بات اس گروہ سے اس کے الگ ہونے کا باعث بنی تھی، وہ تفصیل سے بتائی۔ نیز اس نے بتایا کہ وہ خراسان جا کر فرقۂ دیناوریہ سے منسلک ہونا چاہتا ہے۔

اس سے کاتب نے کہا: میں ہی تمہارا خراسان ہوں۔ میں تمہارے لیے یہاں صومعہ و عبادت خانہ تعمیر کرا دیتا ہوں اور جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو، اس کا انتظام کر دیتا ہوں چنانچہ یہ وہیں رہ پڑا اور اس نے اس کے لیے عبادت خانہ تعمیر کرا دیا۔

زادہرمز نے ایک مکتوب کے ذریعے دیناوریہ سے اس عبادت خانہ کے لیے ایک سربراہ مقرر کر دینے کی درخواست کی۔ انھوں نے اس کو جواب میں لکھا کہ مملکتِ بابل کے سوا کہیں بھی قیادت و سیادت قائم نہیں ہو سکتی۔

جب اس کو معلوم ہوا کہ بابل میں کوئی شخص اس صلاحیت سے بہرہ ور نہیں تو اس نے خود ہی اس کی باگ ڈور سنبھالنے کا عزم کیا۔ پھر جب اس کا زمانۂ انحلال یعنی وقتِ موت

آیا تو لوگوں نے اس سے اپنا قائد و امام مقرر کر دینے کی درخواست کی۔ اس نے کہا کہ یہ مقلاص ہے۔ تم اس کے مقام و مرتبہ سے واقف ہو۔ میں اسے برگزیدہ سمجھتا ہوں اور تمہارے معاملات سے متعلق اس کے حسنِ تدبیر سے مطمئن ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں۔ چنانچہ جب زادہرمز چل بسا تو وہ لوگ مقلاص کی امامت و پیشوائی پر متفق ہو گئے۔

مانویہ کے دو فرقے ——— مہریہ اور مقلاصیہ

مقلاص نے اس دین سے متعلق کئی باتوں میں جماعت مانویہ سے اختلاف کیا جن میں سے ایک مسئلہ وصالات ہے۔ حتیٰ کہ ابوجعفر منصور کے زمانہ میں افریقہ سے ابو ہلال دیجوری آیا اور مانویہ کے منصب قیادت پر فائز ہوا۔ وصالات کے بارے میں مقلاص نے جو دستور نافذ کیا تھا، اس نے مقالصہ کو اس کے ترک کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے تسلیم کر لیا۔

اسی زمانہ میں مقالصہ میں ایک اور شخص پیدا ہوا جو بزرمہر کے نام سے متعارف تھا۔ ان میں کا ایک گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔ اس نے اپنی طرف سے کچھ نئی چیزیں داخلِ مذہب کیں۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تاآنکہ ان کی قیادت ابوسعید رجا کے سپرد ہوئی۔ اس نے وصالات کے باب میں پھر ان کو عقیدۂ مہریہ کی طرف لوٹا دیا۔ اس عقیدہ کے حامل وصالات کو ضروری ٹھہراتے اور اس پر عمل پیرا رہے۔ تاآنکہ مامون کے زمانۂ خلافت میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا نام میرے خیال میں یزدان بخت تھا۔ اس نے بعض امور میں مخالفت کی اور لوگوں کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔ اس کو ان کے صرف ایک چھوٹے سے طبقہ نے مرکزِ توجہ ٹھہرایا۔

مہریہ پر مقالصہ کے الزامات

ان کا کہنا ہے کہ خالد قسری نے مہر کو خچر پر سوار کیا اور اسے چاندی کی انگوٹھی پہنائی

اور ریشمی کپڑے کا خلعت زیب تن کیا۔

ماموں اور معتصم کے عہد میں مقالصہ کا قائد و رہنما ابوعلی سعید تھا۔ اس کی موت کے بعد اس کا کاتب نصر بن ہرمز سمرقندی اس کا جانشین ہوا۔ یہ اپنے پیروانِ مذہب اور اس میں شامل ہونے والوں کے لیے ایسی چیزوں کو جائز ٹھہراتے تھے، جو ان کے مذہب کی رو سے جائز نہ تھیں۔ یہ پادشاہوں سے میل جول رکھتے اور ان کے ساتھ اکل و شرب کی محفلوں میں شریک ہوتے۔ ان کے قائدین میں سے ایک شخص ابوالحسن دمشقی تھا۔

مانی، بہرام بن شاپور کی حکومت میں قتل کیا گیا۔ قتل کے بعد اس کے دو ٹکڑے کیے گئے۔ ایک ٹکڑے کو ایک دروازے پر اور دوسرے کو جندی ساپور کے دوسرے دروازے پر تختۂ دار پر کھینچ گیا۔ ان دونوں مقامات کو مارِ اعلیٰ اور مارِ اسفل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شاپور کے قیدخانہ میں محبوس تھا۔ شاپور کی موت کے بعد بہرام نے اس کو قیدخانہ سے باہر نکالا۔ یہ بھی منقول ہے کہ قیدخانہ ہی میں اس کی موت واقع ہوئی۔ صحیح بات یہ ہے کہ اسے سولی پر چڑھایا گیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹیڑھے تھے بعض کہتے ہیں، صرف دایاں پاؤں ٹیڑھا تھا۔

مانی نے اپنی کتابوں میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کی مخالفت اور عیب جوئی کی ہے اور انھیں متہم بالکذب ٹھہرایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان پر شیاطین نے غلبہ پالیا تھا اور وہی ان کی زبان سے بات کرتے تھے۔ بلکہ بعض مقامات پر تو اس نے اپنی کتابوں میں خود انبیاء ہی کو شیاطین قرار دیا ہے۔ (معاذاللہ)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو جو ہمارے اور نصاریٰ کے ہاں مشہور شخصیت ہیں، اس نے شیطان تصور کیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

منانیہ کا تصورِ معاد

مانی کہتا ہے، صدیق کا وقتِ موت آتا ہے تو انسانِ قدیم، حکیم ہادی کی شکل

میں الٰہہ نیّرہ کو اس کے پاس بھیجتا ہے، جس کے ساتھ تین اور آلہہ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کوزۂ آب، لباس، عمامہ، کلاہِ شاہی اور نور سے مزین تاج ہوتا ہے۔ صدیق کی شکل سے مشابہ ایک جوان بھی ان کے ساتھ آتا ہے۔ شیطان حرص و شہوت اور دیگر شیاطین بھی اس کے سامنے آتے ہیں۔ صدیق ان کو دیکھتا ہے تو حکیم کی شکل کے الٰہ اور تین دوسرے آلہہ سے فریاد کرتا ہے اور وہ اس کے قریب آ جاتے ہیں۔ جب شیاطین ان کو دیکھتے ہیں تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ اس صدیق کو کلاہِ شاہی، تاج اور لباس پہناتے ہیں اور کوزۂ آب اس کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ اور اس کو فلک قمر کے ستون تسبیح میں، انسان قدیم اور نہنہ ام الاحیاء کے پاس لے جاتے ہیں اور یہاں یہ جنان النور میں پہلے کی طرح رہنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا جسد اسی طرح پڑا رہتا ہے اور شمس، قمر اور آلہہ نیّرہ اس کے قوا کو جو پانی، آگ اور نسیم سے تعبیر ہے، جذب کر لیتے ہیں۔ پھر اس کو آفتاب میں سے جایا جاتا ہے اور وہاں وہ الٰہ ہو جاتا ہے اور اس کے باقی جسد کو جو کہ ظلمتِ محض ہے، جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔

لیکن جب سیتزہ کار انسان کا وقت موت آتا ہے، جس نے دین اور خیر کو قبول کیا اور ان دونوں کی اور صدیقین کی حفاظت و نگاہ داری کی تو یہی آلہہ مذکورہ اس کے پاس آتے ہیں اور ساتھ ہی شیاطین بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اس وقت وہ دست سے فریاد کناں ہوتا ہے اور نیک اعمال اور دین و صدیقین کی جو وہ حفاظت کرتا رہا ہے، اس کا وسیلہ تلاش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو شیاطین سے نجات دلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ اس عالم میں اس آدمی کی طرح رہتا ہے جو خواب میں خوف و ہراس کی مختلف شکلوں کو دیکھتا ہے اور کیچڑ اور مٹی میں غوطہ زن رہتا ہے۔ تا آنکہ اس کا نور اور روح صاف و خالص ہو جاتے ہیں اور وہ صدیقین سے ملنے اور ان سے وابستہ ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور عرصہ دراز تک اس حالتِ تردد میں رہنے کے بعد وہ ان کا لباس زیبِ تن کر لیتا ہے۔

مگر جب اس مردِ گناہ گار کا ہنگام موت آتا ہے، جس پر حرص و شہوت کا غلبہ و استیلا رہا ہو، تو شیاطین حاضر ہوتے ہیں، جو اسے پکڑ لیتے ہیں اور مبتلائے عذاب

اور جونا کیوں سے دوچار کرتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ آلہہ بھی دینی لباس سے کرآ جاتے ہیں اور گنہگار انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یہ اس کی مخلصی اور نجات کے لیے آئے ہیں حالانکہ ان کی آمد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی زجر و توبیخ کی جائے اور اس کے اعمالِ بد کی یاد دہانی کرائی جائے اور امانت صدیقین سے جو دست کش ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں اس پر اتمامِ حجت کی جائے۔ پھر وہ عاقبت تک اسی عالم عذاب و عقوبت میں گرفتار رہتا ہے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔

مانی کہتا ہے۔ یہ ہیں وہ تین راستے جن میں ارواحِ انسانی کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔
ایک جنت کا ہے، جو صدیقین کے لیے ہے۔
دوسرا عالم اہوال کا ہے جو محافظین دین اور معاونین صدیقین کے لیے ہے۔
تیسرا جہنم کا ہے جو اثیم گناہ گار انسان کے لیے ہے۔

فنائے عالم کے بعد کیفیتِ معاد اور صفتِ جنت و جہنم کیا ہے؟

مانی کہتا ہے، پھر انسان قدیم، عالم جدید سے، البشیر، مشرق سے، بناء کبیر، یمین سے اور روح الحیات، جانب مغرب سے آتے ہیں اور اس عظیم عمارت پر جو جنتِ جدیدہ کے نام سے موسوم ہے، کھڑے ہو جاتے ہیں اور جہنم کو دیکھتے ہیں اور اس کو گھیر لیتے ہیں۔
اس کے بعد جنت سے صدیقین اس نور کی طرف آتے ہیں اور اس میں بیٹھ جاتے ہیں۔
بعد ازاں تیزی سے آلہہ کے مجمع میں چلے جاتے ہیں اور جہنم کے اردگرد کھڑے ہو کر ان گناہ گاروں پر نظر ڈالتے ہیں، جو اضطراب اور پریشانی و بے تابی کی حالت میں جہنم میں پڑے نالہ و فریاد کر رہے ہوتے ہیں۔

جہنم، صدیقین کو تکلیف پہنچانے پر قادر نہیں، جب گناہ گار، صدیقین کو دیکھتے ہیں تو ان سے لجی اور فریاد کناں ہوتے ہیں مگر وہ زجر و توبیخ کے سوا انہیں کوئی ایسا جواب نہیں دیتے جو ان کے لیے مفید ہو۔ اس سے گناہ گاروں کا ندامت و افسوس اور رنج و غم اندوہ اور بڑھ جاتا ہے۔

یہ کیفیت ان پر ابدالآباد تک طاری رہتی ہے۔

مانی کی تصنیفات

مانی کی سات کتابیں ہیں۔ ان میں سے ایک فارسی زبان میں ہے اور چھ سوری میں، جو کہ سوریا زبان میں ہیں اور وہ کتابیں یہ ہیں :-

کتاب سفر الاسرار۔ یہ چند ابواب پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں :-

باب ذکر الدیصانیین۔ باب شہادۃ بستاسف علی الحبیب۔ باب شہادۃ ۔۔۔ علی نفسہ یعقوب۔

باب ابن الارملۃ۔ مانی کے نزدیک یہی وہ مسیح مصلوب ہے، جس کو یہودیوں نے صلیب دی۔

باب شہادۃ عیسیٰ علی نفسہ فی یہودا۔ باب ابتداء شہادۃ الیمین بعد غلبۃ۔ باب الارواح السبع باب القول فی الارواح الاربع الزوال۔ باب الضحکۃ۔ باب شہادۃ آدم علی عیسیٰ۔ باب السقاط من الدین۔ باب قول الدیصانیین فی النفس والجسد۔ باب الرد علی الدیصانیین فی النفس الحیۃ۔ باب الخنادق الثلاثۃ۔ باب حفظ العالم۔ باب الایام الثلاثۃ۔ باب الانبیاء۔ باب القیامۃ۔

یہ وہ ابواب ہیں جنھیں کتاب سفر الاسرار اپنے دامن صفحات میں سمیٹے ہوئے ہے۔

کتاب سفر الجبابرۃ :- یہ ۔ ۔ ۔ پر مشتمل ہے۔

کتاب فرائض السماعین :- باب فرائض المجتبین۔

کتاب الشابرقان :- یہ باب انحلال السماعین۔ باب انحلال المجتبین اور باب انحلال الخطاۃ پر مشتمل ہے۔

کتاب سفر الاحیاء :- یہ ۔ ۔ ۔ پر مشتمل ہے۔

کتاب فرقماطیا :- یہ ۔ ۔ ۔ پر مشتمل ہے۔

مانی اور اس کے بعد کے پیشواؤں کے رسائل

رسالۃ الاصلین۔ رسالۃ الکبراء۔ رسالۃ ہند العظیمۃ۔ رسالۃ بیٔ البر۔ رسالۃ قضاء العدل۔

رسالہ کسکر۔ رسالہ فتق الغیمۃ۔ رسالہ ارشینۃ۔ رسالہ امولیا الکافر۔ رسالہ طیسفون فی الورقۃ۔
رسالہ الکلمات العشر۔ رسالہ المعلم فی الوصالات۔ رسالہ رحمن فی خاتم العم۔ رسالہ خبرہات
فی التعزیۃ۔ رسالہ خبرہات۔ فی . . . رسالہ امہسم الطیسونیۃ۔ رسالہ یحیی فی العطر۔ رسالہ
خبرہات فی . . . رسالہ طیسفون الی السماعین۔ رسالہ خانی۔ رسالہ الھدی الصغیرۃ۔ رسالہ
سیلس ذات الوجہین۔ رسالہ بابل الکبیرۃ۔ رسالہ سیس وفتق فی الصور۔ رسالہ الجنۃ۔
رسالہ سیس فی الزمان۔ رسالہ سیوس فی العشر۔ رسالہ سیس فی الرہون۔ رسالہ التدبیر۔
رسالہ ابا فی التمییز۔ رسالہ الربی الی الربا۔ رسالہ ابا فی الحب۔ رسالہ میسان فی النہار۔ رسالہ
ابالی . . . رسالہ نخرابا فی الھول۔ رسالہ ابا فی ذکر اعیب۔ رسالہ عبدیسوع فی العصابۃ
رسالہ نخرابا فی الوصالات۔ رسالہ شابل وسکنی۔ رسالہ ابا فی الزکوات۔ رسالہ عدانا فی الحماۃ۔
رسالہ افتونا فی الزمان۔ رسالہ زکو فی الزمان۔ رسالہ سہلب فی العشر۔ رسالہ الکرت والعرب۔ رسالہ سہراب
فی الفرس۔ رسالہ ابراجیا۔ رسالہ ابی بیسام المہندس۔ رسالہ ابراحیا الکافر۔ رسالہ المعمودیۃ۔
رسالہ یحیی فی الدراہم۔ رسالہ افعند فی الاعشار الاربعۃ۔ بعدازاں۔ رسالہ افعند فی السعد الاول
رسالہ موفی ذکر الوسائد۔ رسالہ یوحنا فی تدبیر الصدقۃ۔ رسالہ السماعین فی الصوم الندر۔ رسالہ امیسان
فی النار الکبری۔ رسالہ الاہواز فی ذکر الملک۔ رسالہ السماعین فی تعبیر یزدان بخت۔ رسالہ
میشق الفارسیۃ الاولی رسالہ میشق الثانیۃ۔ رسالہ سلم وعنفرا۔ رسالہ حطا۔ رسالہ خبرہات فی الملک۔
رسالہ ابراجیا فی الاصحاء والمرضی۔ رسالہ اردو فی الدواب۔ رسالہ اجا فی الخفاف۔ رسالہ الحلال
النیرۃ۔ رسالہ ماما فی التصلیب۔ رسالہ مہر السماع۔ رسالہ فیروز دراسین۔ رسالہ عبد بابل
فی سفر الاسراب۔ رسالہ سمعون درمین۔ رسالہ عبد بابل فی الکسوۃ۔ رسالہ العشر الصدقات۔ رسالہ ازمیر فی منیفۃ

منانیہ کے حالات اور مختلف بلاد وامصار میں ان کی نقل و حرکت

ان کے قائدین و رؤسا کے بارے میں چند باتیں

سمنیہ کے علاوہ مختلف اہل مذاہب میں سے جو لوگ سب سے پہلے بلاد ماوراء النہر

میں داخل ہوتے وہ مانیہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسریٰ نے مانی کو قتل کرنے اور تختہ دار پر کھینچ دینے کے بعد اپنے باشندگانِ مملکت پر اس دین کے بارے میں مباحثہ و مجادلہ کو ممنوع قرار دے دیا اور پیروانِ مانی جہاں پائے جاتے، انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلے اور نہر بلخ عبور کر کے مملکتِ خان میں داخل ہونے اور سکونت اختیار کرنے لگے۔ خان، ان کی زبان میں بادشاہانِ ترک کا لقب ہے۔

حکومتِ فارس کے منتشر ہونے اور عربوں کی قوت و شوکت کے مضبوط ہونے تک مانیہ ماوراء النہر میں اقامت پذیر رہے۔ اس کے بعد وہ اپنے پہلے شہروں میں واپس چلے گئے۔ ان کی واپسی کے اس سلسلہ نے خصوصیت کے ساتھ اہل ایران کے زمانۂ فتنہ و فساد اور ملوکِ بنو امیہ کے دور میں زور پکڑا، کیونکہ خالد بن عبد اللہ قسری ان کا خاص طور پر خیال رکھنے والا تھا اور اس دیار میں ان کی سیادت و پیشوائی کا اصل مرکز بابل ہی تھا اور ان کے متعلق تمام فیصلے وہیں تشکیل پاتے تھے اور وہیں سے ان کا رئیس و قائد اس شہر میں جانے کا فیصلہ کرتا جہاں وہ زیادہ امن و تحفظ دیکھتا۔ وہاں سے ان کا آخری قافلہ مقتدر کے عہد حکومت میں نکلا۔ یہ لوگ خطرہ کے پیش نظر خراسان چلے گئے اور جو باقی رہ گئے انھوں نے اپنے آپ کو چھپائے رکھا اور مختلف شہروں میں منتقل ہو گئے۔ ان میں سے تقریباً پانچ سو افراد سمرقند میں جمع ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی باتیں پھیل گئیں اور والیٔ خراسان ان کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو گیا مگر اس کو بادشاہ چین نے — جو میرے خیال میں صاحبِ تغزغز تھا — پیغام بھیجا کہ تیرے شہروں میں جتنی تعداد میں میرے ہم مذہب مقیم ہیں، اس سے کہیں زیادہ تعداد میں مسلمان میری قلمرو میں آباد ہیں۔ میں حلفیہ کہتا ہوں اگر ان میں سے ایک شخص کو بھی قتل کیا گیا تو اس کے بدلے میں تمام مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا۔

اس نے بعد ازاں مسجدیں ویران کر دیں اور مسلمانوں کی حفاظت و نگرانی سے دست کش ہو گیا اور قتل عام کا حکم دے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ والیٔ خراسان ارادہ قتل سے رُک گیا اور ان سے جزیہ لینا شروع کر دیا۔

مقاماتِ اسلامیہ میں ان کی تعداد بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے مدینۃ السلام (بغداد) میں معزالدولہ کے عہد میں ان کی تعداد تقریباً تین سو تھی لیکن اب ہمارے زمانہ میں پانچ آدمی بھی نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو اب اجاری کہا جاتا ہے اور یہ رستاق سمرقند، صغد اور بالخصوص زنحکت کے قصبات و دیہات میں پائے جاتے ہیں۔

دورِ عباسیہ اور اس سے قبل کے مانوی قائدین کے نام اور ان کا تذکرہ

جعد بن درہم جس کی طرف مروان بن محمد کو منسوب کیا جاتا ہے اور اسے مروان جعدی کہا جاتا ہے۔ یہ شخص مروان اور اس کے لڑکوں کا معلم تھا جس نے اس کو حلقۂ زندقہ میں شامل کر لیا تھا۔ جعد کو ہشام بن عبد الملک نے اپنے عہدِ خلافت میں ایک طویل مدت تک قید و بند میں رکھنے کے بعد خالد بن عبد اللہ قسری کے ہاتھوں قتل کرا دیا تھا۔

کہتے ہیں خاندانِ جعد نے ہشام کی خدمت میں جعد کے متعلق ایک عرضداشت پیش کی جس میں اس کی کمزوری اور طولِ حبس و قید کا شکوہ کیا۔ اس کے جواب میں ہشام نے کہا:-

"کیا وہ ابھی تک زندہ ہے؟"

اور خالد کو اس کے قتل کر دینے کے لیے لکھا۔ چنانچہ اس نے منبر پر چڑھ کر ہشام کا حکم سنایا اور اس کے بعد عید الاضحیٰ کے روز اس کو قتل کر دیا اور کہا۔

"یہ عید کی قربانی ہے۔"

حالانکہ خالد خود متہم بزندقہ تھا اور اس کی ماں نصرانیہ تھی۔

مروان جعدی کا شمار بھی زنادقہ میں ہوتا ہے۔

ان کے وہ روسائے متکلمین جو بظاہر مسلمان اور بباطن زندیق تھے

یہ ابن طالوت، ابو شاکر، ابو شاکر کا بھتیجا، ابن اعدی حریزی، نعمان بن ابی العوجاء

صالح بن عبد القدوس ہیں۔ انھوں نے ثنویت اور اس پر مشتمل مذاہب کے حامیوں کی تائید میں کتابیں لکھیں اور اس موضوع سے متعلق متکلمین کی بہت سی تصانیف پر نقض وارد کیا۔

ان کے شعراء میں سے بشار بن برد، اسحاق بن خلف، ابن سیابہ، سلم الخاسر، علی بن خلیل اور علی بن ثابت ہیں۔

اس مذہب سے انسلاک رکھنے والے گروہ کے دورِ آخر کے مشاہیر میں سے ابو عیسیٰ وراق، ابو العباس ناشی اور جیہانی محمد بن احمد ہیں۔

وہ ملوک ورؤسا جو متہم بزندقہ تھے

کہا جاتا ہے، بجز محمد بن خالد بن برمک کے تمام برامکہ زندیق تھے۔ فضل اور اس کے بھائی حسن کے بارے میں یہی منقول ہے۔

مہدی کا کاتب محمد بن عبید اللہ بھی زندیق تھا جس کا اس نے اعتراف کرلیا تھا اور مہدی نے اس کو قتل کرا دیا تھا۔

میں نے اس مذہب سے وابستگی رکھنے والے بعض لوگوں کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ مامون بھی اسی گروہ میں شامل تھا۔ لیکن یہ کذب بیانی ہے۔

کہتے ہیں محمد بن عبد الملک زیات بھی زندیق تھا۔

دولتِ عباسیہ میں اس مذہب کے رؤسا و قائدین

ابو یحییٰ رئیس، ابو علی سعید، ابو علی رجاء، یزدان بخت۔ یہ وہ شخص ہے جس کو امان دے کر مامون نے رے سے بلایا۔ جب بحث و مناظرہ کرنے والوں نے اس کو لاجواب کر دیا تو مامون نے اس سے کہا۔

اے یزدان بخت! اسلام قبول کر لو۔ اگر یہ امان نامہ، جو تمہیں ہم دے چکے ہیں، درمیان میں حائل نہ ہوتا تو ہمارا اور تمہارا معاملہ دوسری نوعیت کا ہوتا۔

یزدان بخت نے جواب دیا۔
"اے امیرالمؤمنین! آپ کی نصیحت مسموع اور آپ کا فرمان مسلم۔ لیکن آپ کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوتا جو لوگوں کو ترکِ مذہب پر مجبور کرتے ہیں"۔
مامون نے کہا۔
"ہاں! تمہاری یہ بات صحیح ہے"۔
لوگوں کے فتنہ و فساد کے ڈر سے مامون نے اس کو ایسی جگہ ٹھہرایا۔ جہاں کوئی شخص نہ جا سکتا ہو اور اس خطرہ کے پیش نظر کہ کوئی اسے قتل نہ کر دے اس کے لیے محافظ مقرر کر دیئے گئے۔
یزدان بخت فصیح اللسان اور سخن پرداز شخص تھا۔

ہمارے زمانہ میں ان کے قائدینِ مذہب

ہمارے زمانہ میں ان کی قیادت کا مرکز سمرقند میں منتقل ہو گیا ہے۔ اب وہیں ان کا مقر رہتا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے ان کی سربراہی و قیادت کے فیصلے بابل کے علاوہ اور کہیں بھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔
آج کل ان کے رئیس . . ہیں۔

دیصانیہ

اس گروہ کو دیصانیہ کے نام سے اس لیے موسوم کرتے ہیں کہ ان کا قائد نہرِ دیصان کے کنارے پیدا ہوا۔ بیانی سے پہلے گزرا ہے یہ دونوں مذہب باہم ملتے جلتے ہیں۔ ان میں اختلاف صرف ظلمت کے ساتھ اختلاطِ نور کے نظریہ سے متعلق ہے۔ اس باب میں خود دیصانیہ بھی دو فرقوں میں منقسم ہیں۔
ایک فرقہ اس عقیدہ کا حامل ہے کہ نور اپنے اختیار و ارادہ سے ظلمت سے آمیختہ ہوا تاکہ اس کی اصلاح کرے۔ جب اس نے ظلمت میں جگہ پیدا کر لی اور پھر اس سے باہر

آنا چاہا تو یہ اس کے لیے ناممکن ہوگیا۔ اور وہ اس پر قادر نہ ہوسکا۔

ایک فرقہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جب نور کو ظلمت کی خشونت و بدبو کا احساس ہوا اور اس نے ظلمت کو ہٹا کر اس سے باہر نکلنا چاہا تو بغیر کسی ارادہ کے اس میں گڈ مڈ ہو کر رہ گیا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے کسی پھوار اور تیز شئی کی گرفت میں انسان آجائے اور جوں جوں اس کو دور کرنے اور اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے اسی نسبت سے وہ اس میں اور گھستی چلی جائے۔

ابن دیصان کا عقیدہ یہ تھا کہ نور ایک جنس ہے اور ظلمت ایک جنس۔

بعض دیصانیہ کہتے ہیں کہ ظلمت ہی اصلِ نور تھی۔

وہ کہتا ہے، نور زندہ، حساس اور عالم ہے اور ظلمت اس کے برعکس عامی غیر حساس اور غیر عالم ہے اور اسی بنا پر وہ ایک دوسرے سے نفرت کا جذبہ رکھتے ہیں۔

ابن دیصان کے پیرو، زمانۂ قدیم میں مضافاتِ بطائح میں پائے جاتے تھے، چین اور خراسان میں بھی ان کے کچھ گروہ موجود تھے لیکن وہاں یہ لوگ انتشار اور پراگندگی کی حالت میں تھے اور ان کا کوئی صومعہ و معبد نہ تھا۔ مثانیہ البتہ وہاں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ابن دیصان کی تصنیفات یہ ہیں:-

کتاب النور والظلمۃ۔ کتاب روحانیۃ الحق۔ کتاب المتحرک والجماد۔

علاوہ ازیں یہ اور بھی بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔ ان کے قائدینِ مذہب نے بھی اپنے عقائد و افکار اور مذہب سے متعلق کتابیں تصنیف کیں مگر وہ ہمیں دستیاب نہیں ہوئیں۔

مرقیونیہ

پیروانِ مرقیون، دیصانیہ سے پہلے ہوئے ہیں۔ یہ نصاریٰ ہی کا ایک فرقہ ہے، جو مثانیہ اور دیصانیہ سے قریب تر ہے۔

مرقیونیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نور اور ظلمت دو قدیم اصل ہیں اور ان کے علاوہ

ایک اور رکن یا وجود بھی ہے، جو ان سے مختلط ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو شر سے منزہ قرار دیتے ہیں، لیکن اس کی تخلیقات کو شر سے تہی نہیں جانتے۔ البتہ اس شر سے اللہ کی ذات بالا ہے۔

مگر یہ رکنِ ثالث کیا ہے۔؟ اس سے متعلق یہ مختلف رجحانات رکھتے ہیں۔

ایک فرقہ اسے حیات یا عیسیٰ سے تعبیر کرتا ہے۔

ایک گروہ عیسیٰ کو اس رکنِ ثالث کا پیغمبر گردانتا ہے اور رکنِ ثالث کو اپنے امر و قدرت کی بنا پر تمام اشیا کا صانع قرار دیتا ہے۔

مگر اس کے باوجود یہ سب اس پر متفق ہیں اور کسی قسم کے شک و شبہ میں مبتلا نہیں کہ عالم حادث ہے اور اس میں صنعت واضح و بیّن ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ جو شخص بد بو دار اور نشہ آور چیزوں سے کنارہ کش رہتا ہے، ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتا ہے اور روزے رکھتا ہے، وہ شیطان کے پھندوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

اس گروہ سے گوناگوں اور پیچ در پیچ متعدد حکایات منقول ہیں۔

مرقیونیہ ایک خاص اندازِ کتابت رکھتے ہیں، جس میں یہ اپنی مذہبی کتابیں ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ خود مرقیون بھی ایک کتاب کا حامل ہے، جس کو یہ . . . کے نام سے موسوم کرتا ہے۔

مرقیون کے متبعین کی بہت سی کتابیں ہیں، جو نایاب ہیں اور اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو عقاید نصرانیت کے پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ ان کی زیادہ تر آبادی خراسان میں ہے اور ان کے عقاید منانیہ کی طرح ظاہر و واضح ہیں۔

ماہانیہ

یہ لوگ مرقیونیہ ہی کا ایک فرقہ ہیں۔ بعض باتوں میں یہ ان کے مخالف ہیں اور

بعض میں موافق ہے!
یہ نکاح اور ذبائح کے سوا تمام چیزوں میں مرقونیہ کے ہم خیال ہیں۔ ان کے عقیدہ کی رو سے مسیح کو نور و ظلمت کے درمیان معدل کی حیثیت حاصل ہے۔
علاوہ ازیں ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

جنجینین

یہ لوگ جنجی جو خانی کے پیروکار ہیں۔ پہلے یہ شخص بت پرست تھا اور بت خانہ میں گھڑیال بجاتا تھا پھر اس نے یہ مذہب ترک کر کے ایک اور مذہب اختیار کر لیا جس کا یہ خود ہی بانی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ نور اور ظلمت سے پیشتر یہاں ایک شئی موجود تھی اور یہ کہ ظلمت میں دو شکلیں پائی جاتی تھیں۔ ایک مذکر اور ایک مؤنث!
وہ کہتا ہے۔ یہ مذکر ظلمت میں اپنی زوجہ کے ساتھ فرو کش تھا، جس کے نتیجہ میں مؤنث میں نور معرض ظہور میں آیا اور اس نور کا کچھ حصہ عالم احیاء نے سرقہ کر لیا جو کرم کی طرح حرکت کناں ہوا۔ نور نے اس کا بوسہ لیا اور اپنے نور کی کچھ مقدار اس کو پہنا دی۔ بعد ازاں یہ کرم نور سے جدا ہو گیا اور اس سے نور کا کچھ حصہ سرقہ کر کے اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔
نور کی اس مسروقہ مقدار سے جو نور کی طرف سے اس کو پہنائی گئی تھی، آسمان، پہاڑ، زمین اور باقی چیزوں کی تخلیق کی گئی۔
ان کے عقیدہ کی رو سے آگ ملکۂ عالم ہے۔ یہ دیگر معتقدات کے بھی حامل ہیں۔ جن کے تذکرہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ ہمیں ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔

خسرو آرزو مقان کا عقیدہ

اس کا شمار بھی باشندگان جوخی سے ہوتا ہے، جو نہروان کے کنارے ایک قریہ ہے اس کے پیرو لباس خافرہ پہنتے تھے اور ان کو اس کا یہی حکم تھا۔ اس کا عقیدہ ہے کہ نور زندہ شئی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ نور محو خواب تھا کہ ظلمت نے اس کو ڈھانپ لیا اور اس

سے نور کی کچھ مقدار چھین کر واپس اپنی جگہ چلی گئی۔ نور نے اپنے ایک پیدا کردہ الٰہ سے جس کا نام ابن الاحیا تھا، کہا کہ تم ظلمت کے پاس جاؤ اور نور کی جو مقدار وہ مجھ سے چھین کر لے گئی ہے، اسے واپس میرے پاس لاؤ۔

ابن الاحیا ظلمت کے پاس پہنچا تو ظلمت اس سے ٹکرائی، اس کے نتیجہ میں اس سے نور کی ایک ایسی طاقت پیدا ہوئی کہ جس سے دو وجود عالم ظہور میں آئے۔

ایک مذکر — اور

ایک مؤنث۔

اب وہ نور کے پاس، جو معدنِ حیات و نفوس ہے، واپس آیا اور اس سے نور کی کچھ مقدار لی اور ان دو نو مولودوں کو پہنا دی۔

وہ کہتا ہے اسی پانی سے جو اس ٹکراؤ سے نمودار ہوا، ارض و سماء اور جو کچھ ان میں ستارے، سمندر، دریا اور پہاڑ ہیں، پیدا کیے گئے۔

یہ حضرت عیسیٰ کو مورد طعن گردانتا تھا اور ان کو عاجز و ناتواں سمجھتا تھا، یہ اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتا تھا اور اس کی اشاعت نہیں کرتا تھا۔ یہ کسی کتاب کا حامل نہیں۔ اس کے اور اس کے رفقاء و متبعین کے کلام میں سے جو کچھ لوگوں کے دلوں میں محفوظ ہے، وہ یہ ہے۔

"ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کائنات میں نقب لگائی اور اس سے بہت بڑی دولت کو چرا لینے میں کامیاب ہوئے، پھر ہم مکان میں سکونت پذیر ہوئے اور زہرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی سیاہی کو سفیدی سے بدل دیا، جس سے ان میں چمک اور روشنی پیدا ہوئی۔"

اس کلام کو یہ لوگ خوب لحن و ہم آہنگی اور موزونیت سے گاتے ہیں۔

ان عقائد و تصورات کی روشنی میں ان کا مذہب، مذہب مرمیہ سے ملتا جلتا ہے۔

ترسیتین

ان کا عقیدہ ہے کہ ظلمت کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس کے جوف میں پانی

تھا۔ پانی کے جوف میں ہوا تھی۔ ہوا میں رحم تھا، رحم میں حمل تھی، حمل میں بیضہ تھا۔ بیضہ میں مادہ حی تھا اور مادہ حی میں ابن الاحیاء عظیم تھا۔ وہ اوپر کو اٹھا اور صحرا، اشیا، آسمان، زمین اور آلہہ کی تخلیق کی۔

وہ کہتے ہیں، اس کا باپ غلطت تھا جو اس سارے معاملہ سے بےخبر تھا۔
اس کے بعد وہ واپس نیچے لوٹ آیا۔

مہاجرین

یہ لوگ بپتسمہ، قربانیوں اور ہدایا کے قائل ہیں۔ ان کے مخصوص تہوار بھی ہیں۔ یہ اپنی عبادت گاہوں میں گائیں، بکریاں اور خنزیر ذبح کرتے ہیں۔ یہ اپنی عورتوں کو پیشواؤں کے ہاں جانے اور ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے منع نہیں کرتے۔ زنا کو یہ بہت برا سمجھتے ہیں۔

کشطیین

یہ قربانی، شہوت رانی، حرص اور مفاخرت کے قائل ہیں۔ ان کے عقیدہ کی رو سے ہر شئی سے قبل ایک حی عظیم تھا، جس نے اپنے نفس سے ایک بیٹا پیدا کیا اور اس کا نام نجم الضیاء رکھا۔ اس کو یہ حی ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں کرنے، ہدیہ دینے اور اچھی چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

مغتسلہ

یہ لوگ زیادہ تر مضافات بطائح میں آباد ہیں اور ان کا شمار بطائح کے صابیین میں ہوتا ہے۔ یہ اغتسال کے قائل ہیں اور تمام ماکولات کو پانی سے دھوتے ہیں۔ ان کا قائد حسیح کے نام سے معروف ہے اور یہی اس مذہب کا بانی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں عالم، مذکر اور مؤنث سے مرکب ہیں۔ بقولات شریعت مذکر سے اور ککشوث دتحم کنتان)

شریعتِ مؤنث سے تعلق رکھتی ہیں اور درختوں کو اس کے رگ و ریشہ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اس قبیل کے عقائد کے حامل ہیں جو خرافات کے ضمن میں آتے ہیں۔

اس کے شاگرد کا نام قسمون ہے۔

یہ لوگ ثنویت میں دیصانیہ کے ہم آہنگ ہیں، لیکن بعد میں ان کے راستے جدا جدا ہو گئے۔ اب تک ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نجوم و کواکب کی تنظیم کرتے ہیں۔

صابئینِ بطائح کے بارے میں ایک اور حکایت

یہ لوگ قدیم نبطیوں کے مذہب کے پیروکار ہیں اور ستاروں کی تعظیم کے قائل ہیں۔ یہ نقوش و اصنام رکھتے ہیں اور ان کا تعلق صابی عوام سے ہے۔ انھیں حرنانیین کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی رائے میں ان کا شمار صابئینِ حرنانیہ میں نہیں ہوتا۔ نہ مجملاً نہ تفصیلاً۔

عقائد ای دعملکما

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وجودات و اکوان چار ہیں، جو ایک دوسرے سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے۔ پہلے کو یہ ہوسلف عظیم سے، دوسرے کو رویان سے، تیسرے کو وردو دو الحیۃ الانثی سے اور چوتھے کو اسماچین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ چیزیں زمین اور آسمان وغیرہ تمام اشیا سے پہلے ہی اس عالم میں موجود تھیں۔

وجوداتِ ثلاثہ نے ہوسلف کو اپنا قائد و پیشوا بننے کی دعوت دی۔ بعد کو ان میں اختلاف رونما ہو گیا اور اس اختلاف کی وجہ سے شرور اور معاصی پیدا ہوئے۔

عقاید شیلین

شیلی ہفتسلہ میں سے تھا مگر ان سے اختلاف بھی رکھتا تھا۔ یہ موٹا جوڑا پہنتا تھا اور

عمدہ خوراک کھاتا تھا۔ مذہبِ یہود کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس پر عامل تھا۔

عقیدۂ خولانیین

یہ گروہ ملیح خولانی کا پیرو ہے اور ملیح، بابک بن بہرام کا شاگرد تھا اور بابک شبلی کا شاگرد اور رہم زا تھا، لیکن اپنے آپ کو یہود کی طرف منسوب کرنے میں توقف کرتا تھا۔

ماریین اور شتیین

ان کا قائد ماری اسقف تھا یہ لوگ ثنویت سے قریب تر ہیں۔ خسر بانی کو حرام نہیں قرار دیتے۔

وشتی، ماری کے پیروکاروں میں سے تھا مگر بعد میں اس سے اختلاف پیدا ہو گیا۔

اہل خیفۃ السماء

ان کا قائد ابیدی تھا اور طیسفون اور بہرسیر میں رہائش پذیر تھا۔ یہ صاحب ثروت آدمی تھا۔ اس نے ایک یہودی کو یہ فریب دیا کہ اس کے لیے اس نے انبیاؑ و حکما کی کتابیں لکھی ہیں۔ اس نے خود ایک مذہب کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو اس کی دعوت دی — نواحی طیسفون میں اس کے پیروان مذہب موجود ہیں۔

اسوریین

ان کے رئیس و پیشوا کو ابن سقطیری بن اسوری کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ڈھور ڈنگر چراتے تھے اور محنت مزدوری کرتے تھے۔ بعض چیزوں میں یہودیوں کے ہمنوا اور بعض میں مخالف تھے اور اپنے آپ کو دینِ عیسیٰ کے پیرو کار ظاہر کرتے تھے۔

عقاید اور دجیئین

یہ لوگ دریا کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے عقیدہ کی رو سے دریا کا وجود ہر شی سے قدیم اور

پہلے تھا۔ جب یہ متلاطم ہوا تو اس سے جھاگ نمایاں ہوئی اور رہواسنے اس کو دیکھا تو اس میں مسکن بنالیا اور اس میں سکونت اختیار کرلی اور اس میں سات انڈے دیئے۔ ان سات انڈوں سے سات آلہہ پیدا ہوئے۔ ان میں کے ایک الہٰ کا نام نشابہ ہے۔ اس کو نشابہ (تیر) اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اس نے دریا میں غوطہ لگایا اور پھر تیر کی سی تیزی کے ساتھ دریا سے باہر نکل آیا۔ کوثر کا جو ثَل کے نام سے معروف ہے ہتاق بھی ہے۔ اس ثَل میں ایک بہت بڑی نہر رواں ہے، جسے فراتِ عظیم کہا جاتا ہے۔ اسی ثَل پر اس نے سدرہ کو اگایا۔

وہ کہتے ہیں، ان سات انڈوں میں سے، ایک سے نشابہ، دوسرے سے مریاش (؟) تیسرے سے استبرق، چوتھے سے تاج، پانچویں سے سیدۃ العالم، چھٹے سے فتی اور ساتویں سے لیل ونہار پیدا ہوئے۔ پھر تاج مریاش کے ہاں اُترا اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ پھر اس نے تمام عالم کو مع ان چیزوں کے جو اس میں پائی جاتی ہیں، پیدا کیا۔

یہ لوگ دریا کو لائقِ تعظیم گردانتے ہیں اور اس کو الہِ عظیم قرار دیتے ہیں۔

کہتے ہیں، اس عقیدہ کے بہت سے حامیین ساحلِ دریا پر فروکش ہیں لیکن ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا، یہ عجیب وغریب عقاید کے حامل ہیں، جن کی حیثیت محض خرافات کی سی ہے۔ کتاب کی طوالت کے ڈر سے ہم نے ان کا تذکرہ اسی پر ختم کر دیا ہے۔

ان فرقوں کے نام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں پائے جاتے تھے

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ قطبی نے ردِ نصاریٰ کے ضمن میں اس دوران کے درج ذیل فرقوں کا ذکر کیا ہے۔

ملکیہ، نسطوریہ، یعقوبیہ، جامیہ، کتنانیہ، بہانیہ، الیانیہ، مامونیہ، سالیہ، اربوسیہ، منانیہ، دیصانیہ، مرقیونیہ، ابرعانیہ، مقداموسیہ، ماتادونیہ، یماسہ، مزلیہ، فولیہ، ارباقوسیہ، علاحریہ،

جیلانیہ، باکرلیہ، یولقانیہ، عمرانیہ، سوروانیہ، سادرمیہ، ملانشیہ، انخاریہ، یوتانیہ، حادحسیہ، الفسیہ کوارکیہ، بتالیہ، مرودیہ، عولیہ، الحریجونیہ، رومانیہ، قیرطسیہ، بمغسانیہ، اثرنیہ، ارطماسیہ، سابالسنیہ، بارنسطیہ، ابحاقیہ، سمانیہ، مارونیہ، مولیانیہ، اقرلیارسطیہ، اوطاخیہ، الوالنظریہ، بقالوسیہ، مرسیہ، ملودیہ، باقوریہ، آدمیہ، فسطونیہ، عنترونیہ، نفسانیہ، حبیبیہ، ولیقطانیہ۔

مذاہبِ خرمیہ اور مزدکیہ

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ خرمیہ دو گروہوں میں منقسم ہیں۔

خرمیہ اوّل: جو محمرہ کے نام سے موسوم ہیں اور اطرافِ کوہستان میں آذربائیجان، ارمینیہ، بلادِ دیلم، ہمدان، دینور، اصفہان اور بلادِ اہواز میں بکھرے ہوئے ہیں — یہ لوگ دراصل مجوسی تھے، جنھوں نے اس مذہب کو اپنا لیا اور لقط کے نام سے مشہور ہوتے۔ ان کا قائد و رہنما مزدک اوّل تھا، جس نے ان کو لذات سے بہرہ مند ہونے، شہوات میں منہمک رہنے، کھانے پینے، میل جول اختیار کرنے اور استبداد کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ یہ لوگ اس حد تک باہمی اختلاط کے حامی تھے کہ ان کو دوسروں کے حرم تک سے تعلقات استوار کرنے میں کوئی باک نہ تھا، لیکن اس کے باوجود یہ اعمالِ خیر، ترکِ قتل اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے محترز رہنے کے قائل تھے۔ آدابِ مہمان نوازی میں ان کا انداز سب سے نرالا تھا جو اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ یہ اپنے ہاں کسی کو مہمان ٹھہراتے تو اس کو کسی بھی چیز کے حصول سے نہ روکتے۔ چاہے وہ کچھ بھی ہو۔

مزدک ثانی بھی جو قباد بن فیروز کے عہد میں گزرا ہے، انھیں امور کا حامل اور اسی طریق پر گامزن تھا۔ اس کو اور اس کے متبعین کو انوشیروان نے قتل کرا دیا تھا۔ اس کے واقعات و اخبار بڑے مشہور ہیں۔

بلخی نے کتاب عیون المسائل والجوابات میں خرمیہ کے حالات، ان کا مذہب، طور طریقے، شراب نوشی، لذت و شہوت رانی اور اسلوبِ عبادت کے بارے میں تمام تفصیلات جمع کی ہیں اور ہم اس کے تذکرہ کی اس بنا پر ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ہم سے پہلے، دوسروں

نے یہ سب باتیں بیان کر دی ہیں۔

احوال و اخبار بابکی خرمیہ

بابکی خرمیہ کا قائد بابک خرمی ہے۔ جس شخص کو وہ گمراہ کرنا چاہتا، اس کے سامنے اپنی الوہیت کا دعویٰ کرتا۔ اس نے مذاہبِ خرمیہ میں قتل و غصب، جنگ و قتال اور مثلہ کو جائز قرار دے دیا تھا، حالانکہ اس سے پیشتر خرمیہ میں اس قسم کی باتیں نہیں پائی جاتی تھیں۔

اس کے اسبابِ پیدائش، خروج و سرکشی، جنگ و قتال اور اس کا مقامِ قتل

واقد بن عمرو تمیمی جس نے بابک کے حالات جمع کیے ہیں، کہتا ہے۔

بابک کا باپ مدائن کا باشندہ تھا اور روغن بیچتا تھا۔ وہ سرزمین آذربائیجان میں گیا اور میمذ کے دیہات میں سے ایک گاؤں — بلال اباذ — میں سکونت پذیر ہوا۔ وہ روغن کا شیشہ کندھوں پر اٹھائے گاؤں گاؤں گھومتا۔ اس اثنا میں اس نے ایک کانی عورت کو — جو بابک کی ماں تھی — اپنے دامِ محبت میں گرفتار کر لیا اور ایک عرصہ تک اس سے ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کرتا رہا۔ اسی دوران ایک مرتبہ وہ دونوں بستی سے دور ایک جنگل میں تنہائی کی فضا میں باہم مشغولِ نا و نوش تھے کہ بستی کی کچھ عورتیں جنگل کے چشمے سے پانی پینے کے لیے آئیں اور نبطی زبان کی ایک مترنم آواز ان کے پردۂ سماع سے ٹکرائی، وہ اس طرف کو چل پڑیں اور ان دونوں پر جا ہجوم کیا۔ وہ بندۂ خدا تو بھاگ گیا مگر انھوں نے بابک کی ماں کو بالوں سے پکڑا اور بستی میں لے آئیں اور وہاں اس کو رسوا و ذلیل کیا۔

واقد کہتا ہے، اس واقعہ کے بعد یہ روغن فروش درخواستِ نکاح لے کر اس عورت کے باپ کے پاس پہنچا۔ باپ نے اس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس سے بابک پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہ جبل سبلان کی طرف ایک سفر پر روانہ ہوا، وہاں اس کا سامنا ایک ایسے

شخص سے ہوا، جو اس کی تلاش اور ٹوہ میں تھا۔ اس نے اس کو اتنا زخمی کر دیا کہ ایک مدت کے بعد یہی زخم اس کی موت پر منتج ہوئے۔ اب بابک کی ماں کی یہ حالت ہوئی کہ لوگوں کے گھروں میں جاتی اور ان کے بچوں کو اُجرت پہ دُودھ پلاتی۔ تاآنکہ بابک دس سال کی عمر کو پہنچ گیا۔

کہتے ہیں — جب بابک کچھ لوگوں کی گائیں چراتا تھا، ایک روز وہ بابک کی تلاش میں نکلی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے برہنہ حالت میں سویا ہوا ہے اور اس کے سینے اور سر کے ہر ہر بال کے نیچے خون نمایاں ہے۔ وہ نیند سے بیدار ہوا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ماں کی نظروں کے سامنے اب دوسری کیفیت نمودار ہوئی، یعنی جو خون اس نے دیکھا تھا، اب وہ نظر نہیں آتا۔ وہ بولی معلوم ہوتا ہے، میرے بیٹے کو کوئی بہت بڑا اور اہم واقعہ پیش آنے والا ہے۔

واقد کہتا ہے۔ بابک، سراۃ[۲۷] نامی ایک گاؤں میں شبل بن منقی ازدی کے پاس، اس کے چوپاؤں کی نگرانی کے سلسلے میں مقیم تھا۔ وہاں اس کے ملازموں اور خادموں سے اس نے طنبورہ بجانا سیکھا۔ پھر وہ آذربائیجان کے ایک شہر — تبریز — میں چلا گیا۔ وہاں تقریباً دو سال محمد بن رواد ازدی کی خدمت میں رہا۔ پھر وہ واپس اپنی ماں کے پاس آ کر اقامت پذیر ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔

واقد بن عمرو کہتا ہے۔ کوہستانِ بذ[۲۸] میں دو طاقتور اور دولت مند آدمی سکونت پذیر تھے۔ جو کہ کوہستان بذ میں اقامت رکھنے والے عرصے پر مسلط ہونے کے لیے باہم برسرِ پیکار رہتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک، اس علاقہ پر قابض ہونے کا خواہاں تھا۔ ان میں سے ایک کا نام جاویدان بن سہرک تھا اور دوسرا اپنی کنیت — ابوعمران — سے معروف تھا۔ ان کے درمیان گرمیوں میں معرکۂ کارزار گرم ہوتا اور جاڑوں میں ان میں برف حائل ہو جاتی۔

جاویدان، جو بابک کا استاد تھا۔ اپنے شہر سے دو ہزار بکریاں لے کر سرزمین قزوین کے ایک شہر زنجان کو روانہ ہوا۔ وہاں جا کر بکریاں فروخت کیں اور کوہستان بذ کی راہ لی۔ قصبہ میمد میں اس کو برف نے گھیر لیا۔ اور دات کی بڑی سیاہ ستائے کرتا ہوا قریہ بلال اباذ میں چلا گیا۔ وہاں اس نے گاؤں کے سربراہ سے رہائش کے لیے درخواست کی۔ اس نے جاویدان کو تحقیراً بابک کی ماں کے ہاں ٹھہرا دیا جو کہ غربت و

تنگدستی کا شکار تھی اور سوائے آگ کے، جو ان کے لیے اس نے جلادی اور کسی شے کی مالک نہ تھی۔

بابک اس کے ملازموں اور چوپایوں کی خدمت کے لیے اٹھا اور انھیں پانی پلایا جاویدان نے اس کو اکل و شرب کا سامان اور چوپایوں کے لیے چارہ خریدنے کو بھیجا اور اس کے ساتھ گفتگو کی تو اس کو معاشی بدحالی کا شکار پایا۔ اس کی فارسی زبان کو سمجھنے میں اسے بڑی دشواری پیش آئی اور اس نے دیکھا کہ یہ اگرچہ غربت کی وجہ سے گندا اور غلیظ ہے تاہم بہادر اور چوکس ہے۔

جاویدان نے اس کی ماں سے کہا۔

"اے خاتون! میں کوہستانِ بذکا خوش حال اور دولت مند شخص ہوں مجھے تیرے اس بچے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا تو اس کو میرے سپرد کر دے تاکہ میں اس کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ میں اس کو اپنے مال و دولت کا محافظ بناؤں گا اور ہر مہینے پچاس درہم اس کی اجرت تمھیں بھیجتا رہوں گا۔"

خاتون نے جواب دیا۔

"تم بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تم پہ آثارِ ثروت بھی ہویدا ہیں اور میں تمھاری طرف سے مطمئن ہوں۔ جب تم یہاں سے جاؤ تو اس کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔"

کچھ عرصہ بعد ابوعمران اپنے پہاڑ سے جاویدان کی طرف نکل کھڑا ہوا، اور اس کے ساتھ لڑائی شروع کر دی اور مغلوب ہوا۔ جاویدان نے ابوعمران کو قتل کر دیا اور واپس اپنے پہاڑ پر آگیا۔ لیکن جو زخم اس کو پہنچے تھے، انھوں نے اس کو نڈھال کر دیا اور مکان پر پہنچنے سے تین روز بعد موت کی آغوش میں چلا گیا۔

جاویدان کی بیوی نے، جو بابک سے اظہارِ عشق و محبت کرتی تھی اور وہ اس کے ساتھ ناشائستہ افعال کا مرتکب ہوتا رہتا تھا، جاویدان کی موت کے بعد بابک سے کہا۔

"تم بہادر اور مضبوط آدمی ہو۔ جاویدان مر چکا ہے۔ میں اس کی موت کی خبر اس کے متبعین میں سے کسی کو بھی نہیں ہونے دوں گی۔ تم تیار رہو میں کل ان سب کو تمہارے سامنے لاؤں گی

اور کہوں گی کہ جاویدان نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آج رات مر جاؤں گا۔ میری روح میرے قالب سے نکل کر بابک کے قالب میں چلی جائے گی اور اس کی روح سے مل جائے گی اور اس طرح وہ خود اپنا اور تمہارا درجہ اتنا بڑھا دے گا کہ جس تک نہ کوئی پہنچ سکا ہے اور نہ پہنچ سکے گا۔ وہ زمین کا مالک بن جائے گا۔ سرکشوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا اور مذہب مزدک کو زندہ کر دے گا تم میں کے ذلیل لوگوں کو اصحاب عزت و وقار بنا دے گا اور کمزوروں کو سربلند کر دے گا۔"

اس کی اس بات سے بابک کے دل میں طمع و حرص کے جذبہ نے کروٹ لی۔ اس کو ایک خوشخبری اور نیک فال گردانا اور اپنے آپ کو اس کے لیے آمادہ و تیار کیا۔ صبح کو جاویدان کے لشکری اور سپاہی جب اس عورت کے پاس جمع ہوئے تو انھوں نے کہا۔

ہمیں کیوں نہیں بلایا گیا اور جاویدان نے کیوں ہمارے لیے کوئی وصیت نہیں کی۔؟

اس نے جواب دیا۔ اس میں صرف رکاوٹ یہ تھی کہ تم اپنے دیہات کے مختلف اور الگ الگ مقامات میں منتشر اور بکھرے ہوئے تھے۔ ان حالات میں اگر وہ تمھیں پیغام بھیجتا اور جمع کر لیتا تو بات پھیل جاتی اور وہ تمھیں عربوں کی شرارت سے محفوظ نہ رکھ سکتا۔ لہٰذا اس نے میرے ذمہ یہ فرض عاید کیا کہ میں تمھیں یہ بات پہنچا دوں اور تم اس کو منظور کر لو اور اس پہ عمل پیرا ہو جاؤ۔

انھوں نے جواب دیا۔ اس نے تم پر جو ذمہ داری عاید کی ہے وہ ہمیں بتا دو۔ جب ہم نے اس کی زندگی میں اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی تو اس کی موت کے بعد بھی نہیں کریں گے۔

اس نے کہا۔ مجھے اس نے بتایا کہ میں آج شب کو موت سے ہمکنار ہونے والا ہوں اور میری روح، میرے قالب سے نکل کر اس لڑکے کے قالب میں، جو میرا خادم ہے، داخل ہو جائے گی۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے متبعین کا قائد و پیشوا مقرر کر دوں۔

اس نے مجھے حکم دیا کہ میری موت کے بعد تم ان کو اس بات سے مطلع کر دو۔ جو شخص اس باب میں میری نافرمانی کرے گا وہ بے دین قرار پائے گا اور اپنے لیے ایسی چیز کو پسند کرے گا جو میری پسند کے برعکس ہوگی۔

انھوں نے جواب دیا۔ اس لڑکے سے متعلق جو عہد اس نے تم سے لیا ہے، ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس عورت کے حکم سے ایک گائے لائی گئی۔ اسے قتل کرکے اس کی کھال کھینچی گئی اور اسے زمین پر بچھایا گیا اور اس کھال پر شراب سے بھرا ہوا ایک بڑا سا طشت رکھ دیا گیا۔ اس طشت میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے رکھ دیئے گئے۔ بعد ازاں ان ٹکڑوں کو اس عورت نے طشت کے اردگرد رکھا۔ پھر ہر ہر شخص کو ایک ایک کرکے بلایا اور حکم دیا کہ اس کھال پر اپنا پاؤں رکھو اور ایک ایک ٹکڑا اٹھا کر شراب میں ڈبوؤ اور اسے کھاؤ، اور یہ الفاظ زبان سے ادا کرو۔

"اے روح بابک! میں تم پر اسی طرح ایمان لایا جس طرح کہ روح جاویدان پر ایمان لایا"

پھر ہر شخص کو حکم دیا کہ بابک کا ہاتھ پکڑو۔ اس پر جھک کر تعظیم بجالاؤ اور اس کو بوسہ دو۔

کھانا تیار ہونے تک انھوں نے یہ کام سرانجام دیا پھر اس عورت نے ان کے دستور کے مطابق، کھانا اور شراب پیش کیا۔ اس نے بابک کو فرش پر بٹھایا اور خود چہرہ کھول کر بابک کے پہلو میں بیٹھی۔ جب ان میں سے ہر ایک شراب کے تین تین جام پی چکا تو عورت نے بابک کو ریحان کا ایک گلدستہ پیش کیا جو بابک نے اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ یہ ان کی رسم نکاح تھی۔!

اس کے بعد سب لوگ کھڑے ہوئے اور دونوں کی شادی پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے تعظیم بجالائے۔ حتی کہ عرب اور ان کے موالی نے بھی اس میں شرکت کی۔

وہ مذاہب جو دورِ اسلام میں، خراسان میں مجوس اور خرمیہ سے عالم وجود میں آئے

دولتِ عباسیہ کے آغاز اور ابوالعباس سے قبل ایک شخص ظاہر ہوا، جس کا نام بہافرید تھا۔ اور ابرشہر کے ایک گاؤں روی کا باشندہ تھا۔ یہ مجوسی تھا اور قبلہ سے بائیں جانب بسط کرتا۔ سجدہ پانچ نمازیں ادا کرتا تھا۔ یہ شخص فال گو اور کاہن تھا۔ مجوسیوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتا تھا

اور بہت سے لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔

ابومسلم نے شبیب بن داح اور عبداللہ بن سعید کو اس کے پاس بھیجا، انھوں نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس پر یہ اسلام لے آیا اور اپنا ایک مقام بھی پیدا کر لیا، لیکن بعد میں اس کی کہانت و فال گری کے باعث اس کے اسلام کی پذیرائی نہ کی گئی اور اسے قتل کر دیا گیا۔ خراسان میں اب تک اس کے پیروان مذہب کی ایک جماعت موجود ہے۔

یہ بات ابراہیم بن عباس صولی نے کتاب الدولۃ العباسیہ میں ذکر کی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

مسلمیہ

جو عقائد بعد از اسلام خراسان میں پیدا ہوئے مسلمیہ کا شمار انھیں میں سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ ابومسلم کے پیرو اور اس کی امامت و پیشوائی کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور اسے رزق پہنچایا جاتا ہے۔

جب منصور نے ابومسلم کو قتل کر دیا تو اس کے تمام دعات اور مخصوص معاونین بلاد و امصار میں بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص اسحاق ترک تھا جو ترکستان اور بلاد ماوراءالنہر کی طرف چلا گیا اور وہاں ابومسلم کے داعی کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ ابومسلم ری کے پہاڑوں میں محبوس ہے اور وقت معینہ میں جسے وہ خود ہی جان لیں گے، ظہور کرے گا۔ یہ وہی عقیدہ ہے جو محمد بن حنفیہ کے بارے میں کیسانیہ کا ہے۔

اس حکایت کے بیان کرنے والے کا کہنا ہے کہ میں نے ایک جماعت سے پوچھا کہ اس شخص کو اسحاق ترک کے نام سے کیوں موسوم کرتے ہیں۔؟

انھوں نے بتایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بلادِ ترکستان میں گیا اور وہاں لوگوں کو ابومسلم کی دعوت پہنچائی۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اسحاق علویوں میں سے تھا، لیکن اس مذہب کا لبادہ اوڑھ کر ان کے پاس آیا۔ یہ یحییٰ بن زید بن علی کی اولاد سے تھا جو بنو امیہ کے ڈر سے بھاگ گیا تھا۔

اور پھر بلاد ترکستان میں گھومتا پھرتا رہا۔

کتاب اخبار ماوراء النہر کا مصنف، جو خراسان کا باشندہ ہے، لکھتا ہے کہ ابراہیم بن محمد نے — جو مسلمیہ سے متعلق بہت سی معلومات رکھتا ہے — مجھے بتایا کہ اسحاق باشندگان ماوراء النہر میں سے تھا اور ان پڑھ تھا۔ جنات اس کے تابع فرمان تھے۔ جب کسی سلسلہ میں اس سے کچھ پوچھا جاتا تو ایک رات کے بعد اس کا جواب دیتا۔

جب ابومسلم کے ساتھ وہ معاملہ ہوا جو ہوا، تو اس نے لوگوں کو اس کی دعوت دینا شروع کر دی۔ یہ شخص عقیدہ رکھتا تھا کہ اس کو زردشت کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہ اس بات کا مدعی تھا کہ زردشت مرا نہیں، زندہ ہے اور اس کے پیرو بھی اسی عقیدہ کے حامل تھے کہ وہ مرا نہیں ہے، زندہ ہے۔ وہ ظاہر ہوگا اور اس دین کی اقامت کرے گا — یہ عقیدہ اسرار مسلمیہ میں سے ہے۔

بلخی کہتا ہے بعض لوگ مسلمیہ کو خرمدینیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور میں نے سنا ہے ہمارے ہاں بلخ میں ان کی ایک جماعت خرماؤنامی ایک گاؤں میں موجود ہے۔ یہ لوگ بیم و ہراس کی کیفیت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

مذاہبِ سمنیہ

میں نے خراسان کے ایک شخص کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب "اخبار خراسان فی القدیم وما آلت الیہ فی الحدیث" میں پڑھا ہے اور اس حصہ کو ان کا دستور کہنا چاہیئے، جس میں وہ کہتا ہے کہ سمنیہ کا پیغمبر بوداسف ہے۔

اسلام سے قبل زمانۂ قدیم میں ماوراء النہر کے زیادہ تر لوگ اسی مذہب کے پیرو تھے۔

سمنیہ سمنی کی طرف منسوب ہیں۔ یہ لوگ روئے زمین کے تمام باشندوں اور تمام صاحب مذاہب سے زیادہ سخی اور فیاض ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پیغمبر بوداسف کی تعلیم یہ ہے کہ وہ بہت بڑی شی جو کسی صورت میں جائز نہیں اور جس پر کسی بھی شخص کو اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ عمل کرنا چاہیئے۔ کلمۂ "لا" ہے۔ لیکن نفی، چنانچہ قول و فعل میں ان کا

عمل اسی عقیدہ پر مبنی ہے۔ یہ لوگ کمزہ کا کو شیطانی قرار دیتے ہیں جب کہ ان کا مذہب شیطان کو دور کرنا اور دھتکارتا ہے۔

حواشی

۱؎ روم کے دو مہینے کانون کے نام سے موسوم ہیں۔ ایک کانونِ اوّل اور دوسرا کانونِ ثانی۔ معلوم نہیں اس سے کون سا کانون مراد ہے۔

۲؎ سوز جسوس ۔ یہ لفظ LLACIS کی تعریب ہے یعنی استاں میں صغری و کبری سے کام لینا۔

۳؎ دیارِ مضر:۔ حران اور رقہ کے قریب فرات کے مشرقی جانب واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۴؎ بذندون:۔ بفتح با و دال وسکون نون و بضم دال ثانیہ وسکون واو) طرسوس کے قریب ایک گاؤں اسی گاؤں میں عباسی خلیفہ مامون الرشید نے وفات پائی اور پھر اس کی میت کو طرسوس لاکر دفن کیا گیا۔ طرسوس کے ایک دروازے کا نام باب بذندون ہے جس کے قریب مامون الرشید مدفون ہے۔ (ایضاً)

۵؎ ترعوز:۔ یہ لفظ اصل میں ترع عوز ہے۔ جس کو بعد میں حرانیہ ترعوز کے نام سے موسوم کرنے لگے۔ یہ حران میں ایک گاؤں تھا جو صابیئن نے تعمیر کیا۔ اس میں ان کا ہیکل تھا جس کا نام زہرو تھا اور یہ لوگ کوکب کے نام پر اپنے ہیکل تعمیر کرتے تھے۔ صابیئن کی زبان میں ترع عوز کا معنی باب الزہرہ ہے۔ (ایضاً)

۶؎ سلمین:۔ (بفتح سین و لام وسکون میم وکسرِ سین ثانی) حران کے قریب ایک قریہ پہلے اس کا نام "سلم سین" تھا جس کا معنی "چاند کا بت" ہے۔ (ایضاً)

۷؎ سراشتال:۔ یہ ان کی ایک نوع کی عبادت ہے۔

۸؎ تشییس:۔ یہ بھی عبادت کا ایک انداز ہے۔

۸ؔ دستویہ یا دستنبویہ :- ایک چھوٹی سی بوٹی جس کا رنگ خربوزے کے رنگ سے ملتا جلتا ہے۔

(برہانِ قاطع)

۹ؔ بنات الما :- معلوم ہوتا ہے، اس سے پانی کا بت (جل دیوتا) مراد ہے۔

۱۰ؔ عربی الفاظ یہ ہیں۔ "وفی ثلاثین یوماً منہ رأس شہر" اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ کانونِ اوّل اکتیس روز کا ہوتا ہے اور لفظ "راس" عربی میں "آخری" کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس روز گزر جانے کے بعد آخری دن یعنی اکتیس کو۔

۱۱ؔ عربی الفاظ "ولخنی اجیئی ھھنا" ہیں۔

۱۲ؔ حسکانیہ :- یہ لوگ نیشاپوریوں کے ایک گروہ کی اولاد میں سے تھے (منتہی الارب)

۱۳ؔ بوخی :- بغداد کے نواح میں ایک بہت بڑا شہر۔ (معجم البلدان)

۱۴ؔ بادرایا اور باکسایا :- بغداد اور واسط کے درمیان دو چھوٹے چھوٹے شہر۔ (ایضاً)

۱۵ؔ طیسفون :- بغداد سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ایک شہر ایوانِ کسریٰ اسی شہر میں تھا۔ یہ اصل میں طوسفون تھا۔ جس کو عربوں نے طیسفون بنا دیا۔ (ایضاً)

۱۶ؔ اراکنہ :- ارکون یونانی لفظ ہے۔ جس کے معنی رئیس عظیم کے ہوتے ہیں اور اراکنہ اس کی جمع ہے۔ (البستان)

۱۷ؔ صدلیقوت :- مانویہ کی ایک پرستش گاہ کا نام ہے۔

۱۸ؔ نہر بلخ :- نہر جیحون، جو بلخ سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۱۹ؔ جدی :- ایک ستارہ ہے، جو قطب کے قریب ہے، جس سے سمتِ قبلہ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہ ستارہ بناتِ نعش کے ساتھ چکر لگاتا ہے اور اسے جدی فرقد کہا جاتا ہے۔ جدی، آسمان کے ایک برج کا نام بھی ہے، جو دلو سے متصل ہے۔ (اقرب الموارد)

۲۰ؔ تغزغز :- ترکوں کے قبائل میں سے ایک قبیلہ، جسے عرب تغزغز کے نام سے موسوم کرتے ہے۔ غالباً یہ قرقز قوم تھی۔ اصل میں قوم قرقزہ تھی جو ترکوں کی صحرا نورد اقوام میں سے ایک قوم تھی۔

۲۱ؔ رستاق :- ایران کا ایک شہر، جو وادیٔ کرمان میں واقع ہے۔ (معجم البلدان)

۳۳ه زنمت :- اس نام کا کوئی مقام نہیں مل سکا۔ البتہ اس سے ملتے جلتے چند مقامات معجم البلدان میں مذکور ہیں۔ مثلاً ایک توکذک ہے، جو صغد و سمرقند میں ایک گاؤں ہے، ایک زکند ہے، جو سمرقند کے نواح میں ایک بستی ہے اور ایک زنکث ہے، جو ماوراء النہر میں ایک شہر کا نام ہے۔ (ایضاً)

۳۴ه بطائح :- واسط اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔ (ایضاً)

۳۵ه خرمیّہ :- کتاب میں حرمیہ (حا) کے ساتھ مذکور ہے، لیکن یہ دراصل خرمیّہ (خا) کے ساتھ ہے لہٰذا ہم نے اسے خرمیہ بنا دیا ہے۔

۳۶ه میمد :- (بکسر میم اول وسکون یا و فتح میم ثانی) ایک پہاڑ کا نام ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آذربائیجان میں ایک شہر کا نام ہے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو معجم البلدان)

۳۷ه سراۃ :- نہاوند کے کنارے ایک گاؤں۔ (ایضاً)

۳۸ه بذ (بتشدید ذال) آذربائیجان اور اران کے درمیان ایک گاؤں ہے اور یہ وہی گاؤں ہے جہاں سے عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بابک خرمی نے ظہور کیا۔ (ایضاً)

۳۹ه ابرشہر :- خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کا قدیم نام (فرہنگ نفیسی)

۴۰ه خرماد :- بلخ کا ایک گاؤں۔ (معجم البلدان)

مقالہ نہم

دوسرا فن

جو

مذاہب و اعتقادات پر مشتمل ہے

علما کے احوال و اخبار اور ان کی تصنیفات کے نام

مذاہب ہند

میں نے ایک تحریر کے مقدمہ میں پڑھا ہے۔ کتاب فیہ ملل الہند وادیانہا اور جس نسخہ سے میں نے نقل کیا ہے۔ وہ جمعہ کے روز ۳ محرم ۲۴۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ مجھے نہیں معلوم، اس حکایت کا بیان کرنے والا کون ہے۔ البتہ میں نے یہ دیکھا کہ اس کا ایک ایک حرف یعقوب بن اسحاق کندی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس مقدمہ کے تحت جو حکایت درج ہے، وہ بالفاظِ کاتب یہ ہے۔

بعض متکلمین کا بیان ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ایک شخص کو اس غرض سے ہندوستان بھیجا کہ وہ اس کے پاس وہ جڑی بوٹیاں لے کر آئے جو وہاں پائی جاتی ہیں اور یہ کہ وہاں کے لوگوں کے مذاہب کے بارے میں اس کے لیے معلومات ضبطِ تحریر میں لاتے چنانچہ اس نے یہ کتاب تالیف کی۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سلطنت عرب میں کے جن لوگوں نے عقاید ہند کے بارے میں معلومات فراہم کرنے اور وہاں کے علمائے طب اور حکما کو یہاں لانے کے لیے سعی و

کوشش کی وہ یحییٰ بن خالد اور برامکہ کی جماعت ہے۔

بلادِ ہند کے ان مقامات کے نام جہاں عبادت خانے ہیں اور ان کی کیفیت اور مجسموں اور بتوں کی تفصیلات

وہاں کا سب سے بڑا عباداتِ خانہ مانکیر میں ہے۔ جو تین میل لمبا ہے۔ مانکیر راجہ والہب رائے کا دارالخلافہ ہے۔ یہ شہر لمبائی میں چالیس فرسنگ تک پھیلا ہوا ہے یہاں بید اور مختلف قسم کے درختوں کی لکڑی سے اس کے مکانات اور معابد کی تعمیر ہوئی ہے۔ کہتے ہیں وہاں کے عام لوگوں کے پاس لاکھوں ہاتھی ہیں۔ بادشاہ کے اصطبل میں ساٹھ ہزار ہاتھی ہیں۔ اور تو اور وہاں کے دھوبیوں کے پاس بھی ایک لاکھ بیس ہزار ہاتھی ہیں۔

یہاں کے بت خانہ میں تقریباً بیس ہزار بدھ کے مجسمے ہیں۔ جو گوناگوں اور قیمتی جواہر مثلاً سونا، چاندی، لوہا، پیتل، ہاتھی دانت وغیرہ سے مرصع ہیں۔ بادشاہ کی سواری سال میں صرف ایک مرتبہ اس بت خانہ میں جاتی ہے۔ بادشاہ اس بت خانہ میں گھر سے پیدل چل کر آتا ہے اور واپسی پر سوار ہو کر جاتا ہے، اس میں سونے کا ایک بت ہے، جو سطح زمین سے بارہ ہاتھ اونچا ہے۔ یہ بت سونے کے تخت پر سونے کے گنبد کے وسط میں نصب ہے اور سفید پتھر، سرخ، زرد، نیل گوں اور سبز یاقوت سے مرصع ہے۔ ایک مقرر و معین دن میں جو ان کے ہاں معروف ہے یہ لوگ اس بت پر چڑھاوے چڑھاتے اور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

ایک بت خانہ ملتان میں ہے۔ کہتے ہیں یہ سات بڑے بت خانوں میں سے ایک ہے۔ اس میں لوہے کا سات ہاتھ لمبا ایک بت ہے، جو گنبد کے وسط میں واقع ہے۔ اس بت کو تمام اطراف سے یکساں طور پر سنگِ مقناطیس نے گھیر اور روک رکھا ہے۔ کہتے ہیں یہ بت کسی آفت کی زد میں آگیا تھا اس لیے یہ ایک طرف کو جھک گیا ہے۔ یہ بت خانہ پہاڑ کے پہلو میں واقع ہے اور ایک گنبد کی شکل میں ہے جو ایک سو اسی ہاتھ کی بلندی تک پہنچا

ہوا ہے ۔اہل ہند جنگلوں اور دریاؤں کو عبور کرکے دور دراز علاقوں سے اس کی زیارت (یاترا) کے لیے جاتے ہیں۔

بلخ سے ملتان کو بالکل سید ھا راستہ جاتا ہے ۔کیونکہ ملتان کی آبادیاں بلخ سے قریب تر اور پیوستہ ہیں۔

پہاڑ کی چوٹی اور نشیب میں بجسا رہ یوں اور تارکِ دنیا لوگوں کے لیے الگ مکانات بنے ہوئے ہیں ۔یہاں قربانیوں اور چڑھاووں کے لیے بھی ایک جگہ مقرر ہے ۔کتنے ہی یہاں ایک ساعت بھی زیارت کرنے والوں کے ہجوم سے خالی نہیں رہتی۔

یہاں دو بت ہیں ،ایک کو جنبکت اور دوسرے کو زنبکت کہا جاتا ہے ۔ان کو ایک عظیم وادی کے دونوں جانب سے پہاڑ کے پتھروں سے تراشا گیا ہے ۔ان میں سے ہر بت اسی ہاتھ بلند ہے جو بہت دور سے دکھائی دیتا ہے اور اہل ہند قربانیاں عطر اور دھوئیاں وغیرہ ساتھ لیے ان کی زیارت کو جاتے ہیں اور جب دور سے ان کی نظر ان پر پڑتی ہے تو ہر شخص احترام وعقیدت سے نگاہیں نیچی کر لیتا اور سر جھکا لیتا ہے ، اگر بغیر ارادہ کے نظریں ان کی طرف اٹھ جائیں یا سہواً ان میں سے کسی کا سامنا ہو جائے تو اس صورت میں زائر (یاتری) واپس اس مقام پر چلا جاتا ہے ،جہاں سے انھیں دیکھا نہ جاسکتا ہو ۔پھر وہ وہیں سے احتراماً سر جھکائے ان کی طرف چلنا شروع کر دیتا ہے ۔

جس شخص نے ان دونوں بتوں کو دیکھا ہے ، اس نے مجھے بتایا کہ ان کے قدموں میں اس کثرت سے خون بہایا گیا ہے کہ اس پر کسی صورت میں بھی "قلیل" کے لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا ،اس شخص نے یہ خیال ظاہر کیا کہ بہت ممکن ہے پچاس ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگوں نے اپنے آپ کو ان کے بھینٹ چڑھا دیا ہو ۔ واللہ اعلم

ایک بت خانہ ہندوستان کی اولیں سرحدوں پر جو سجستان سے ملی ہوئی ہیں بامیان کے مقام پر واقع ہے ۔

یعقوب بن لیث ،جب ہندوستان کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلا تو یہاں تک پہنچا تھا ۔فتح کے بعد بامیان کے اس مقام سے جو مورتیاں اس کو دستیاب ہوئیں۔ وہ

اس نے مدینۃ السلام (بغداد) بھیج دیں۔ یہ بہت بڑا بت خانہ ہے، جہاں عابد اور زاہد لوگ آتے اور قیام کرتے ہیں۔ یہاں بے شمار بت ہیں جو بے اندازہ سونے سے مرصع ہیں۔ اہل ہند دور دراز کے شہروں اور علاقوں سے دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرکے ان کی یاترا کو آتے ہیں۔

فرخ بیت الذہب کے بارے میں لوگوں کی ——————
مختلف رائیں ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ پتھر کا بت خانہ ہے، جس میں گوتم بدھ کے مجسمے نصب ہیں۔ اس کو بیت الذہب (سونے کا بت خانہ) اس لیے کہا جاتا ہے کہ حجاج کے زمانہ میں جب عربوں نے اس مقام کو فتح کیا تو وہاں سے ان کو سو بہار سونا دستیاب ہوا۔

مجھے ایک بہت بڑے سیاح ابو دلف ینبوعی نے بتایا۔

جو بت خانہ "بیت الذہب" کے نام سے موسوم ہے، وہ یہ بت خانہ نہیں، بلکہ وہ ہندوستان کے بیابانوں میں سرزمین مکران و قندھار میں کہیں واقع ہے، وہاں ہندوستان کے عابد و زاہد لوگوں کے علاوہ کسی کی رسائی نہیں۔

وہ سونے سے بنا ہوا ہے۔ اس کا طول و عرض سات سات ہاتھ اور بلندی بارہ ہاتھ ہے۔ گوناگوں جواہر سے مرصع ہے۔ اس کے بت یاقوتِ احمر اور موتیوں سے مرصع شاندار قیمتی پتھروں سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کا ایک ایک موتی چڑیا کے انڈے کے برابر یا اس سے بھی بڑا ہے۔

ابو دلف نے ایک ثقہ ہندی کے حوالہ سے بتایا۔

اس بت خانہ کو بارش کے چھینٹے نقصان نہیں پہنچاتے، کیونکہ یہ اوپر سے کترا کر نکل جاتے ہیں اور دائیں بائیں جانب کہیں جا گرتے ہیں۔ اسی طرح سیلاب اس کو اپنی زد سے بچاتا ہوا، دائیں بائیں جانب کو مڑ جاتا ہے۔

اس نے بعض اہل ہند کی روایت کا حوالہ دیتے ہوئے مزید بتایا۔

اگر کوئی مریض اس کو دیکھ لے، اگرچہ وہ کسی بھی مرض میں مبتلا ہو، اللہ جل اسمہ اس کو صحت یاب کر دیتے ہیں۔

ابودلف نے یہ بھی بتایا کہ :۔

میں نے جب اس سے متعلق زیادہ تفتیش و تفحص سے کام لیا تو اس میں لوگوں کو مختلف الرائے پایا۔ بعض برہمنوں نے مجھے بتایا کہ یہ بت زمین اور آسمان کے درمیان بغیر کسی سہارے اور ستونوں کے معلق ہے۔

ابودلف کا بیان ہے :۔

اہل ہند کا ایک بت خانہ قمارتکین ہے۔ اس کی دیواریں سونے کی ہیں اور چھت عود ہندی کی ہے جس کی لکڑی کا طول پچاس ہاتھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں بت، محراب اور مراکز عبادت بہترین موتیوں اور بیش قیمت یاقوت سے آراستہ ہیں۔

ابودلف کا کہنا ہے :۔

مجھے بعض ثقہ لوگوں نے بتایا کہ شہر صنف میں بھی اہل ہند کا ایک صنم کدہ ہے۔ جو اس بت خانہ کے علاوہ ہے۔ یہ ایک قدیم بت خانہ ہے۔ اس کے تمام بت پجاریوں سے باتیں کرتے اور ان کے سوالات کے جواب دیتے ہیں۔

البودلف کہتا ہے :۔

ہندوستان میں میرے زمانہ قیام کے وقت صنف پر لاجین نامی بادشاہ حکمران تھا۔ لیکن راہب نجرانی نے بتایا کہ اب اس کا بادشاہ لوتین ہے۔ جس نے صنف پر چڑھائی کر کے اس کو کھنڈروں میں بدل دیا اور اس کے باشندوں پر تسلط جما لیا۔

کچھ بدھ کے بارے میں

کندی کی کتاب کے علاوہ

اس سلسلہ میں اہل ہند مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ ایک گروہ اس کو باری تعالیٰ کا اوتار قرار دیتا ہے اور دوسرا اسے اللہ کا پیغمبر گردانتا ہے۔ یہاں پھر ان میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ وہ فرشتوں کی جماعت میں سے ایک فرشتہ ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے وہ

ایک بشر اور انسان ہے۔ ایک اور گروہ اس کو بہت بڑا دیوقرار دیتا ہے۔ ایک کے نزدیک وہ بوداسف حکیم کا مجسمہ ہے، جو ان کی جانب اللہ جل اسمہ کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اس کی عبادت وتعظیم سے متعلق ان میں کا ہر گروہ اپنا اپنا الگ ایک انداز اور طریق رکھتا ہے۔

جن لوگوں نے اس بارے میں خود ان سے تصدیق کی، ان کا بیان ہے کہ ان میں کے ہر گروہ کے نزدیک بدھ کا الگ الگ مجسمہ ہے، جس کی طرف وہ رجوع کرتے اور اس کی عبادت وتعظیم کے فرائض بجالاتے ہیں۔

بدھ اسم جنس ہے اور بت اس کی ایک نوع ہے۔ بدھ اعظم کی صفت اور ہیئت کذائی یہ ہے کہ وہ ایک انسان ہے جو تخت پر بیٹھا ہے۔ چہرہ صاف اور بالوں سے خالی ہے۔ ٹھوڑی جھکی ہوئی ہے اور چادر میں لپٹا ہے۔ ہونٹوں پر گویا تبسم ہے اور ہاتھ سے تیئیس کا عقد انامل بنائے ہوئے ہے۔

اسی ثقہ شخص کا کہنا ہے کہ اس کا مجسمہ ہر مقام پر ہر قسم کی اشیا سے بنایا گیا ہے اور انسان کی شکل وصورت میں ڈھالا گیا ہے یا تو وہ سونے سے بنایا گیا ہے جو گوناگوں جواہر سے مرصع ہے، یا چاندی، پیتل، پتھر اور لکڑی سے تراشا گیا ہے۔ جس طرف سے اس کا ان سے سامنا ہوتا ہے وہ اس کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ چاہے وہ مشرق کی جانب ہو چاہے مغرب کی جانب۔ مگر وہ زیادہ تر اس کی پشت مشرق کی طرف رکھتے ہیں، تاکہ اس کی طرف رُخ کرتے وقت ان کی توجہ بجانب مشرق رہے۔

کہتے ہیں اس مجسمہ کو اس طرح چہار پہلو بنایا گیا ہے اور اس کی بناوٹ میں اس طرح ریاضیاتی انداز اور دقیق ہنرمندی سے کام لیا گیا ہے کہ جس طرف سے بھی اس کا سامنا ہوگا، اس کا پورا اور صاف چہرہ نظر آئے گا اور کوئی پہلو بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں رہنے پائے گا۔

کہتے ہیں ملتان میں اس کا جو بت نصب ہے وہ اس شکل وصورت کا ہے۔

(ابن ندیم نے یہاں اس کی شکل نہیں دی)

یہ سب کندی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔

مہاکالیہ

ان کے ایک بت کا نام مہاکال ہے، جس کے چار ہاتھ ہیں۔ رنگ آسمانی ہے۔ سر پہ بہت بال ہیں مگر گھنگھریالے نہیں۔ دانت باہر کو نکلے ہوئے ہیں اور پیٹ کھلا ہے۔ پیٹھ پر ہاتھی کی کھال ہے۔ جس سے خون ٹپک رہا ہے۔ ہاتھی کی اگلی ٹانگوں کی کھال اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے ایک ہاتھ میں ایک بہت بڑا اژدہا ہے جو منہ کھولے ہوئے ہے۔ دوسرے میں عصا اور تیسرے میں انسان کا کاسۂ سر ہے۔ چوتھا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہوا ہے۔ کانوں میں آویزوں کی طرح دو سانپ لٹک رہے ہیں۔ جسم پر دو بڑے بڑے اژدہے ہیں، جو اس پر لپٹے ہوئے ہیں۔ سر پر کھوپڑی کی ہڈیوں کا تاج ہے اور انھیں کا ہار ہے۔

اس کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ یہ ایک شیطانی عفریت ہے اور اس لیے عبادت و تعظیم کا مستحق ہے کہ نیکی اور بدی دونوں کا جامع ہے، وہ دیتا بھی ہے اور دینے میں روکاوٹ بھی ڈالتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ بھی کرتا ہے اور بُرا سلوک بھی روا رکھتا ہے اور شدائد و مصائب سے رستگاری عطا کرنے والا ہے۔

حاملینِ مذہب دینکیتہ

یہ لوگ سورج کی پوجا کرتے ہیں، جس کا ایسے گردونہ پربت بنا رکھا ہے جس کے چاروں پاؤں گھوڑے کے ہیں۔ بت کے ہاتھ میں آتشیں رنگ کے جواہر ہیں۔ ان کے عقیدہ کی رُو سے سورج، فرشتوں کا بادشاہ ہے۔ جو عبادت و سجدہ کا مستحق ہے۔ یہ لوگ اس بت کو سجدہ کرتے اور دھونیوں اور ساز و طنبور کے ساتھ اس کے گرد چکر کاٹتے ہیں۔ اس بت کے نام پر زمینوں اور اناج کی بہت بڑی مقدار وقف ہے۔ اس کے پروہت اور محافظ مقرر ہیں جو اس جائداد کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے ہیں۔ دن میں تین مرتبہ اس کی عبادت ہوتی ہے جس میں یہ لوگ کچھ کلمات (منتر) پڑھتے ہیں۔ وہاں جذام، برص، لنجاپن اور دیگر متعدد بدترین بیماریوں میں مبتلا مریض آتے، قیام کرتے اور کئی کئی راتیں بسر کرتے۔ اس کے

سامنے سجدہ ریز ہوتے، آہ وزاری کرتے اور اس سے صحت وعافیت کے لیے ملتجی ہوتے ہیں۔
اس اثنا میں وہ کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں اور اس بت کے لیے روزے (برت) رکھتے ہیں۔
مریض اسی کیفیت میں رہتا ہے۔ تا آنکہ وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک شخص اس سے
کہہ رہا ہے۔

"تو صحت یاب ہو گیا اور اپنی مراد کو پہنچ گیا۔"

یہ بھی کہتے ہیں کہ حالت خواب میں خود بت اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، جس کے بعد
وہ صحت پالیتا ہے اور تندرستی سے دوبارہ ہمکنار ہو جاتا ہے۔

حاملین مذہب جندریہکنیہ

یہ لوگ چاند کے پرستار ہیں، ان کا کہنا ہے کہ چاند ایک فرشتہ ہے جو تعظیم اور عبادت
کا مستحق ہے۔ ان کا طریق عبادت یہ ہے کہ وہ چاند کا بت بنا کر گردونہ پر رکھ دیتے ہیں جس
کو چار مرغابیاں کھینچ رہی ہیں۔ اس بت کے ہاتھ میں ایک جوہر ہے، جسے جندر گیت کہا جاتا
ہے، ان کے مذہب کی رو سے ضروری ہے کہ یہ چاند کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور اس کی
پوجا کریں اور ہر مہینے کے نصف روزے (برت) رکھیں اور طلوع قمر تک افطار نہ کریں۔
افطار کے بعد کھانے پینے کی مختلف چیزیں اور دودھ لے کر بت کے سامنے جائیں اور ان
چیزوں کا چڑھاوا چڑھائیں اور چاند کی طرف دیکھتے اور اس سے مراد طلب کرتے رہیں۔
جب مہینہ کا آغاز ہوتا اور چاند نظر آجاتا ہے تو چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں، دھونیاں جلاتے
ہیں اور چاند دیکھ کر دعا مانگتے ہیں اور پوری توجہ سے اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔
پھر چھتوں سے اتر کر کھانے پینے اور خوشیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور چاند کو ہمیشہ اچھے
انداز میں دیکھتے ہیں۔

مہینہ کے نصف میں افطار سے فارغ ہونے کے بعد چاند اور
بت کے سامنے رقص، کھیل کود اور باجا بجانے میں معروف ہو جاتے
ہیں۔

ان میں سے کچھ لوگ مذہبِ الشنیہ کے حامل ہیں

یعنی وہ لوگ جو کھانے پینے سے باز رہتے ہیں

حاملینِ مذہبِ بکر نتنیہ

ان میں سے کچھ لوگ مذہبِ بکرنتنیہ کے حامل ہیں۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ لیتے ہیں۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق سر اور ڈاڑھی مونچھ منڈاتے اور شرم گاہ کے سوا سارا جسم ننگا رکھتے ہیں۔ ان کا آئینِ مذہبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی کو کچھ سکھاتے اور تعلیم دیتے ہیں اور نہ کسی سے بات چیت کرتے ہیں۔ جو لوگ ان کے حلقۂ مذہب میں داخل ہوتے ہیں، ان کو یہ صدقات وخیرات دینے کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ ان میں تواضع کا جذبہ پیدا ہو۔ ان کے مذہب میں داخل ہونے والے کسی شخص کو اس وقت تک لوہے کی زنجیر نہیں پہنائی جاتی جب تک وہ اس مقام تک نہیں پہنچ جاتا کہ جہاں اس کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ وہ جسم کے درمیانی حصہ سے سینے تک اپنے آپ کو لوہے میں جکڑے رکھتے ہیں، تاکہ کثرتِ علم ودانش اور غلبۂ فکر سے کہیں پیٹ نہ پھٹ جائے۔

ان میں کا گنگا یاتری گروہ

یہ لوگ ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بہت بڑا گناہ گار، دور یا نزدیک کی مسافت طے کر کے آئے اور اس مخصوص نہر میں غسل (اشنان) کرے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

ان میں سے ایک گروہ راجہ نیہ (راجپوتیہ) ہے

یہ لوگ بادشاہوں کے مددگار گروہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اپنے مذہب کی رو سے ان کی حمایت واعانت کے یہ مکلف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالے نے ان کو بادشاہت

عطا کی ہے۔ اگر ہم ان کی اطاعت و فرمانبرداری میں مارے جائیں گے تو جنت میں جائیں گے۔

ایک اور مذہب کے حاملین

یہ لوگ سر کے بالوں کو بڑھاتے اور ان کو بٹ کر اس طرح چہروں پر لٹکاتے ہیں کہ ہر طرف سے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ان کے بال سر کے ہر طرف برابر اور ایک ہی انداز کے ہوتے ہیں۔ یہ اپنے آئینِ مذہبی کی روشنی میں شراب نوشی نہیں کرتے۔ ان کا ایک پہاڑ ہے، جس کا نام — حورعن — ہے۔ یہ اس کی زیارت (یاترا) کو جاتے ہیں۔ زیارت سے واپسی پر ان آبادیوں میں داخل نہیں ہوتے، جو جاتے ہوئے ان کے راستہ میں پڑیں۔ عورت دکھائی دے تو بھاگ جاتے ہیں۔ جس پہاڑ کی یہ زیارت کو جاتے ہیں، اس پر ایک بڑا مندر ہے جس میں ان کا ایک بت ہے۔

مذاہب اہلِ چین اور ان کے بارے میں چند باتیں

یہ وہ حکایت ہے جو نجرانی راہب نے جو کہ ۳۷۷ھ میں بلادِ چین سے واپس آیا، مجھ سے بیان کی۔

یہ شخص نجران کا باشندہ ہے۔ اس کو جاثلیق نے تقریباً سات سال قبل پانچ دیگر نصرانیوں کے ساتھ بلادِ چین میں بھیجا تاکہ وہ دین کے رسوم و عوائد کی اقامت کے فرائض انجام دیں۔ یہ راہب اور ایک دوسرا شخص اس جماعت کے بغیر ہی چھ سال کے بعد واپس آگئے۔ میری اس سے دار الروم میں کلیسا کے عقب میں ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو دیکھا کہ خوش وضع جوان ہے اور اتنا کم گو ہے، کہ جب تک اس سے کچھ پوچھا نہ جائے زبان کو حرکت نہیں دیتا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس سفر سے کیا حاصل ہوا، اور وہ اتنے عرصہ تک وہاں کیوں رہا؟ جواب میں اس نے وہ واقعات بیان کیے جو اسے راستہ میں پیش آئے اور تکلیف کا باعث

بنے۔ اس نے بتایا کہ بلاد چین میں جو نصرانی اقامت گزین تھے وہ ایسے حادثات کی زد میں آئے کہ سب موت و ہلاکت کا لقمہ بن گئے اور پوری مملکت میں ان میں سے ایک شخص کے سوا کوئی زندہ نہ رہا۔ اس نے بتایا کہ وہاں ان کا ایک کلیسا تھا، وہ بھی برباد ہو گیا، اس نے کہا، جب مجھے ایک بھی ایسا شخص نظر نہ آیا، جن کے لیے میں دینی مراسم کی تکمیل کروں، تو میں جتنے عرصہ کے لیے گیا تھا، اس سے بہت کم مدت گزار کر واپس آ گیا۔

اس نے اپنے واقعات کے سلسلے میں بتایا کہ بحری راستے بالکل بدل گئے اور سفر کے امکانات ختم ہو گئے۔ اور اس سفر کے بارے میں حقیقتِ حال سے باخبر بہت ہی کم لوگ باقی رہ گئے۔ نیز اس راہ میں اس درجہ خوف و خطر اور آلام و آفات پیدا ہو گئے اور جزیروں نے اس طرح آبی راستوں کو منقطع کر دیا کہ اب وہی شخص سفر کی جرأت کر سکتا ہے جو ان خطرات کو مول لے سکے اور ان سے عہدہ برآ ہو سکے۔

اس نے بتایا کہ جس شہر میں بادشاہ فروکش ہے اس کا نام طاجویہ ہے۔ یہ مملکت دو شخصوں سے متعلق تھی۔ ان میں سے ایک ہلاک ہو گیا اور دوسرا زندہ ہے۔

اس نے کہا۔ وہ قیمتی چیز جو دوسرے بادشاہوں کے خدام باریابی کے وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں "نشان" ہے۔ یہ کسی جانور کے سینگ کے ٹکڑے ہیں جو طبعی انداز سے منقش معلوم ہوتے ہیں اور ہر اوقیہ کی قیمت پانچ من سونے کے برابر ہے، لیکن موجودہ بادشاہ نے اس حکم کو منسوخ کر کے یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ باریابی کے وقت لوگ سونے یا اس قسم کا ایک کمر بند پہنے ہوئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اب اس سینگ کی قیمت کم ہو گئی ہے اور ہر اوقیہ کی قیمت ایک اوقیہ سونا یا اس سے بھی کم رہ گئی ہے۔

راہب کہتا ہے، میں نے اس سینگ کے بارے دریافت کیا تو چین کے حکما و علما نے مجھے بتایا کہ جس حیوان کا یہ سینگ ہے، جب وہ بچہ جنتا ہے تو بچہ کے رحمِ مادر سے باہر آتے ہی جس چیز پہ اس کی پہلی نظر پڑتی ہے، اس سینگ میں اسی کی شکل مرتسم ہو جاتی ہے۔

اس نے بتایا کہ اس میں زیادہ تر مچھر اور مچھلی کی شکل منقش ہوتی ہے۔

میں نے کہا لوگ اس کو گینڈے کا سینگ کہتے ہیں۔

اس نے کہا، یہ بات نہیں۔ یہ تو اس ملک کا ایک جانور ہے اس نے یہ بھی کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ ہندوستان کا ایک جانور ہے اور یہی صحیح ہے۔

اس نے بتایا چین کے ہر شہر میں چار امرا ہیں۔ ان میں سے ایک کو لانجون کہتے ہیں جس کے معنی امیر الامرا کے ہیں۔ دوسرے کا نام صراصبہ (؟) ہے جس کا مطلب رئیس الجیش ہے وہ جگہ جہاں ان کا سب سے بڑا بت نصب ہے، ہزاز ہے۔ وہ بت بغبور کا مجسمہ ہے جو غزان میں ہے اور یہ جگہ مملکتِ خانقون میں واقع ہے۔ جنجون، سیبون اور جنبون چین کے شہر ہیں۔

چینی زبان میں بغبور کا معنی فرزندِ آسمان کے ہیں یعنی آسمان سے نازل شدہ۔ جیکی چینی نے بھی ۳۵۶ھ میں مجھے اسی طرح بتایا تھا۔

راہب سے میں نے ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا، ان کی اکثریت ثنویہ اور سمنیہ پر مشتمل ہے اور وہاں کے عوام بادشاہ کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے مجسمہ کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

شہر بغزان میں ان کا ایک بہت بڑا بت خانہ ہے۔ جو تقریباً دس ہزار مربع ہاتھ کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے اور مختلف قسم کے پتھروں، اینٹوں اور سونے چاندی کا بنا ہوا ہے۔ کوئی ایسا شخص وہاں چلا جائے جو اس کی کیفیت اور اس کی بناوٹ یا ساخت سے واقف نہ ہو تو اندر داخل ہوتے ہی اس کے بوقلموں بتوں، گوناگوں مجسموں، مختلف تصویروں اور فن کے تخیلاتی اور رنا ور نمونوں کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جائے۔

اس راہب نے مجھ سے کہا۔ اے ابوالفرج! بخدا اگر ہم میں سے کوئی عیسائی یہودی اور مسلمان اللہ جل اسمہ کی اتنی تعظیم کرے، جتنی کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کے مجسمہ و تمثال کی ۔ قطع نظر اس کی ذات کے ۔۔۔ تعظیم کرتے ہیں تو اللہ اس پر اپنی رحمت کی بارش کرے۔

یہ لوگ بادشاہ کے مجسمہ کو دیکھتے ہیں تو ان پر اس درجہ لرزہ، کپکپی اور گریہ طاری ہو جاتا ہے کہ اکثر لوگ کئی کئی دن کے لیے عقل و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔

میں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے شہروں کے باشندوں اور عوام پر شیطان نے

تا ہو پالیا ہے جو اللہ کی راہ سے دور رکھنے کے لیے ان کو گمراہ کرتے ہیں۔ راہب نے کہا ہو سکتا ہے یہی بات ہو۔

راہب کے علاوہ ایک اور حکایت

ابو دلف ینبوعی کہتا ہے جس شہر میں بادشاہ اعظم فرزکش ہے، اس کا نام حمدان ہے اور یہ تجارت و اموال کا مرکز ہے۔ اسے خانقو کہتے ہیں۔ اس کا طول چالیس فرسخ ہے، لیکن بقول راہب کے اس سے بہت کم ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ چین کے تین سو شہر ہیں جو سب کے سب آباد ہیں۔ شاہ فغفور کی طرف سے ہر پچاس شہروں پر ایک بادشاہ مقرر ہے۔ رضوا اور بانصوا بھی چین کے شہر ہیں۔ ایک شہر کا نام ارمایل ہے، جس سے بانصوا تک دو مہینے کی مسافت ہے۔ بانصوا، تبت، ترک اور تغزغز کے کناروں سے جا ملتا ہے اور یہ لوگ اُن سے اچھے روابط رکھتے ہیں۔

تبت سے خراسان اور ساحلِ چین تک یعنی ان کے گرداگرد، تین ہزار فرسخ کا فاصلہ ہو گا۔

بلادِ چین میں سے ایک شہر "سیلا" ہے۔ یہ شہر تمام شہروں سے عمدا اور بڑا ہے۔ اس میں سونا بھی سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔

چین میں نہر رمل تک وادیاں، پہاڑ اور بیابان پھیلے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک پہاڑ ہے، جس کے عقب سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

مجھے اندلس کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ ان کے اور بلادِ چین کے درمیان بے آب و گیاہ صحرا کا ایک سلسلہ حایل ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چین کو وسیع تر سرزمین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اندلس اس کے شمال میں واقع ہے، اسی بنا پر وہ من جانبِ مشرق سورج اور بلادِ چین سے قریب ہے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمارا اور چین کا کوئی شخص چینی علاقوں کے لیے عازم سفر ہوتا

ہے تو اپنا نام و نسب، حلیہ، عمر، سامانِ سفر، غلاموں اور ساتھیوں کے نام لکھ لیتا ہے۔ اور جب تک اپنی منزلِ مقصود اور جائے امن میں نہیں پہنچ جاتا، یہ سب باتیں (بصورتِ تحریر) اپنے پاس رکھتا ہے۔ یہ وہ اس خطرہ کے پیش نظر کرتا ہے کہ کہیں بلادِ چین میں کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائے اور بادشاہ کے لیے شرم و ندامت کا باعث بنے۔

ان میں کا کوئی مر جائے تو اس کو اس کے مکان میں پورا ایک سال لکڑی کے تابوت میں رکھتے ہیں۔ پھر اس کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، جس میں لحد نہیں ہوتی۔ اس کے اہل و عیال اور پسماندگان تین سال تین ماہ تین روز اور تین ساعت اس کا سوگ مناتے ہیں۔ اگر کوئی سوگ نہ منائے تو اس کے سر پر لکڑی کی چھڑی مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تم ہی نے اس کو قتل کیا ہے پھر اس مردہ کو اسی مہینے، اسی دن اور اسی وقت دفن کیا جاتا ہے، جب اس کی ولادت ہوئی تھی۔ اگر ہمارا کوئی شخص وہاں کی کسی عورت سے شادی کرلے اور اپنے وطن واپس آنا چاہے تو اس سے وہ لوگ کہتے ہیں کہ

"زمین یہیں رہنے دو اور بیج اٹھا لے جاؤ"

اگر پوشیدہ طور سے کوئی اپنی بیوی کو ساتھ لے جائے اور یہ لوگ اس کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں تو اتنا جرمانہ اس پر عائد کیا جاتا ہے، جو ان کے نزدیک مقرر ہے اور اسے زنداں میں ڈال دیا جاتا ہے اور بسا اوقات اسے پیٹا بھی جاتا ہے۔

بادشاہ، چالیس سال سے کم عمر کے کسی شخص کو حاکم اور عامل مقرر نہیں کرتا۔ ان کے اس پورے ملک میں عدل و انصاف کی فراوانی ہے۔

اس وقت تک نہ کوئی وہاں جا سکتا ہے اور نہ وہاں سے باہر نکل سکتا ہے جب تک کہ مسافت سفر کی مناسبت سے اس کو سو یا اس سے زیادہ مقامات کے بارے میں علم نہ ہو۔

جس دن مردے کو قبرستان میں لے جایا جاتا ہے تو اس کی حیثیت اور مقام و مرتبہ کے مطابق قبر تک راستے کو گوناگوں دیباج و حریر سے آراستہ کیا جاتا ہے اور واپسی پر وہ لوگ ان کو لوٹ لیتے ہیں جو ان کے پیچھے پیچھے گئے تھے۔

اہلِ چین کا دعویٰ ہے کہ وہ تغزغز سے تعلق رکھتے ہیں اور مملکت تغزغز چین کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔

تبت اور چین کے درمیان ایک ایسی وادی حایل ہے، جس کی گہرائی اور عمق کا کسی کو علم نہیں، یہ انتہائی وحشت انگیز اور ہولناک مقام ہے۔ مشرقی جانب سے مغربی جانب تک تقریباً یہ پانچ سو ہاتھ میں ہے۔ چین کے دانشمندوں اور کاریگروں نے اس پر رسوں کا ایک پل بنایا ہے، جو دو ہاتھ چوڑا ہے۔ اس پر سے اس وقت تک چارپائے اور مویشی نہیں گزر سکتے جب تک کہ انھیں باندھ کر نہ کھینچا جائے۔ کیونکہ یہ پل استوار نہیں ہے۔ اس لیے اس پر حیوانات کے پاؤں جم نہیں سکتے۔ اس موقع پر زیادہ تر لوگ، چوپاییں اور انسانوں کو زنبیل کی قسم کی ایک شئی میں ڈال لیتے ہیں اور جو لوگ اس پل پر سے لوگوں کو گزارنے کی باقاعدہ مہارت رکھتے ہیں اور انھوں نے اسکا طریقہ سیکھا ہے، وہ ان کو کھینچ کر پل عبور کرا دیتے ہیں۔

چینی باشندوں کی اکثریت، بادشاہ کی تعظیم و پرستش کی قائل ہے، لیکن خود بادشاہ اور وہاں کے اکابر ثنوی اور سمنی مذہب کے حامل ہیں۔

حواشی

۱؎ مانجیر۔ ہندوستان کے شہر مہانگر کی غریب ہے۔

۲؎ بامیان ۔۔ (بکسر میم) ایک چھوٹا سا شہر، جو بلخ، ہرات اور غزنہ کے درمیان واقع تھا۔ (معجم البلدان)

۳؎ بہار ۔۔ ایک بہار چار سو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ (منتہی الارب)

۴؎ قمار ۔۔ (بفتح قاف و کسرہ) یہ ہندوستان میں ایک جگہ جہاں کا عود بہت مشہور اور بہترین تھا۔ بعض عرب شعراء نے اپنے کلام میں اس کی تعریف کی ہے۔ (معجم البلدان)

ھ صنف (بفتح صاد و کسر نون) بعض لوگ اسے ہندوستان کا اور بعض چین کا شہر قرار دیتے ہیں۔

سه یہ چندر بھگت کی تعریب ہے۔ (ایضاً)

لے چندر بھگت کی تعریب۔

ے دارالروم ــ یہ بغداد کا ایک محلہ تھا۔ اس کو دارالروم اس لیے کہا جاتا ہے کہ خلافت مہدی میں (۱۵۸-۱۶۹ھ) اسیرانِ روم کو اسی مقام پر ٹھہرایا گیا تھا اور ان کے لیے وہاں ایک کلیسا تعمیر کیا گیا تھا، جسے دارالروم کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

جو

تمام قدیم و جدید علوم کے ماہرین کے واقعات و اخبار

اور

اُن کی مصنفات کے ناموں پر مشتمل ہے

•

یہ محمد بن اسحاق ندیم معروف بہ اسحاق ابو یعقوب وراق کی اس کتاب
کا آخری جز ہے

•

مقالۂ دہم

جو

فلاسفہ میں سے کیمیاگر اور اہلِ صنعت کے اخبار و واقعات پر محتوی ہے

اِس میں قدیم و جدید دونوں داخل ہیں

محمد بن اسحاق ندیم معروف بہ ابی یعقوب وراق کا کہنا ہے کہ کیمیاگروں، یعنی ان لوگوں کا جو بغیر معادن کے سونا چاندی تیار کرتے ہیں، خیال ہے کہ پہلا شخص، جس نے کیمیاگری کو موضوعِ بحث ٹھہرایا، حکیم بابل ہرمس ہے ـ جب لوگ بابل سے نکل کر منتشر ہو گئے تو یہ شخص مصر چلا گیا اور وہاں کے تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا۔ یہ وہ حکیم و فلسفی تھا جس نے صنعتِ کیمیا میں دسترس حاصل کی اور اس موضوع سے متعلق متعدد کتابیں لکھیں۔ اس نے خواصِ اشیاء اور ان کے روحانیات کا گہرا مطالعہ کیا اور کیمیاگری کے بارے میں اپنی کرید اور جستجو میں کامیاب رہا۔ اس نے عملِ طلسمات سے بھی آگاہی حاصل کی اور اس موضوع پر بہت سی کتابیں ضبطِ تحریر میں لایا۔ اس ضمن میں کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے، کہ صنعتِ ہرمس سے کئی ہزار سال پیشتر متقدمین کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں معرضِ وجود میں آ چکی تھی۔

ابوبکر رازی یعنی محمد بن زکریا کا کہنا ہے کہ کوئی شخص، جب تک کیمیاگری میں رسوخ حاصل نہیں کر لیتا، فلسفہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر عالم و فلسفی کے لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اس علم کی بدولت وہ سب سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاتا ہے اور سب اس

کے علم وفن کے محتاج ہو جاتے ہیں۔

کیمیاگروں کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اس فن کی اہلیت وصلاحیت رکھنے والوں کو اللہ نے بذریعہ وحی اس سے مطلع فرمایا۔

کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ فن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ بن عمران اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام پر وحی کے ذریعے نازل کیا گیا۔ انھوں نے قارون کو اس کا منتظم و منصرم مقرر کیا۔ لیکن جب قارون نے سونے چاندی کے خزائن وکنوز کو سمیٹ لیا اور اللہ نے دیکھا کہ فراوانیٔ مال سے اس میں نخوت وغرور پیدا ہو گیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اس کو ہلاک کر دیا۔

رازی ایک دوسرے مقام پر اپنی تصنیفات میں رقم طراز ہے کہ گروہ فلاسفہ مثلاً فیثاغورس، دیمقراط، افلاطن، ارسطو اور آخر میں جالینوس، یہ تمام لوگ صنعتِ کیمیا میں مہارت رکھتے تھے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس صنعت سے متعلق یہ دونوں گروہ تصنیفات ومعلومات رکھتے ہیں اور یہ وہ چیزیں ہیں، جن کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور ہم ان کو نقل کرنے کے سلسلے میں اپنے آپ کو عیب وخطا کی ذمہ داریوں سے بری سمجھتے ہیں۔

تذکرۂ ہرمس بابلی

اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ان سات پہرے داروں میں سے ایک ہے، جو بیوتِ سبعہ کی حفاظت ونگہبانی پر متعین تھے۔ بیتِ عطارد کا انتظام اسی کے سپرد تھا اور یہ نام اسی کے نام پر رکھا گیا۔ اس لیے کہ عطارد کو کلدانی زبان میں ہرمس ہی کہتے ہیں۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ بعض اسباب کی بنا پر مصر چلا گیا تھا اور وہاں کا حاکم ہو گیا تھا۔ اور اس کی بہت سی اولادیں تھیں، جن میں طاط، صا، اشمن، اثریب اور قفط شامل ہیں۔ یہ اپنے دور کا حکیم ودانشور تھا۔ وفات کے بعد اس عمارت میں مدفون ہوا، جو مصر میں ابو ہرمس کے نام سے مشہور ہے اور جسے عوام ہرمین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ایک قبر اس کی

ہے اور دوسری اس کی بیوی کی ہے۔ ایک قول کے مطابق ایک قبر اس کے بیٹے کی ہے جو اس کی موت کے بعد اس کا جانشین مقرر ہوا تھا۔

ہرمین کے بارے میں ایک قصہ

واللہ اعلم۔ ایک کتاب میں جو کہ زمین کے احوال و اخبار، اس کے عجائب، عمارات، ممالک اور اس کی مختلف اقوام و ملل کے حالات پر مشتمل ہے اور خاندان ثوابہ کے کسی شخص کی طرف منسوب ہے میں نے پڑھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مجھے احمد بن محمد اخمیمی نے بتایا کہ مصر کا ایک حکمران یہ معلوم کرنے کی آرزو رکھتا تھا کہ ان ہرمین میں سے ایک کی بالائی چوٹی پر کیا ہے، اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اس نے ادھر خصوصیت سے توجہ کی اور ہر ہر تدبیر کو آزمانے کا تہیہ کیا۔ آخر ایک ہندی شخص اسے مل گیا جس کو کچھ دے دلا کر اس کی چوٹی پر جانے کے لیے اس نے راضی کر لیا۔ اس کا کہنا ہے کہ انسان اس کی چوٹی تک اس لیے نہیں پہنچ سکتا کہ جونہی وہ اوپر چڑھتا ہے، اختلاج اور ہیجان کا شکار ہو جاتا ہے اور اپنے گردوپیش کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے، اس عمارت کا طول، ۲۸۰ ہاشمی ہاتھ ہیں جو ۴۰۰ ہاتھ کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ وضع میں مخروطی ہے۔ چنانچہ انسان جب اس کے بالائی حصہ پر پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کی سطح کی مقدار پیمائش کے اعتبار سے چالیس مربع ہاتھ رہ گئی ہے۔ جو ہندی شخص اوپر چوٹی تک پہنچا اس نے واپس آکر بتایا کہ اس کی سطح پر چالیس خراسانی اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس کے وسط میں ایک خوبصورت قبہ ہے اور قبے کے اندر قبر کی مانند ایک چیز بنی ہوئی ہے۔ قبر کے سرہانے بہت صاف ستھرے پتھر کے دو چبوترے ہیں جو بہت سے رنگوں سے آراستہ ہیں، ایک پر پتھر کی مردانہ اور دوسرے پر زنانہ مورتی بنی ہوئی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے واقع ہیں۔ مرد کے ہاتھ میں ایک لوح ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہے اور عورت کے ہاتھ میں ایک آئینہ اور ایک طلائی آلہ ہے جو منقاش کی طرح ہے۔ دونوں سنگی چبوتروں کے درمیان پتھر کا ایک پیالہ ہے جس کا سرپوش طلائی ہے۔ میں بڑی کوشش کے بعد اسے حاصل

ہٹانے میں کامیاب ہوا تو دیکھا کہ اس میں روغن قیر رکھا ہے جو سوکھ گیا ہے، اس کے
اندر ہاتھ ڈالا تو اس میں سے ایک طلائی ڈبہ نکلا۔ اسے کھولا تو اس میں تازہ خون تھا اور ہوا
لگنے کے بعد وہ اس طرح جم گیا تھا کہ جس طرح عام خون جم جاتا ہے چنانچہ میرے نیچے
اترنے تک وہ سوکھ چکا تھا۔ وہ قبر پتھر کی تھی، جسے بڑی محنت سے میں نے کھولا تو اس میں ایک
مرد کو چت لیٹے ہوئے پایا۔ اس کا جسم ہر طرف سے صحیح سالم اور خشک تھا۔ اس کا پورا
پیکر نظر آ رہا تھا اور بال تک محفوظ تھے۔ بالکل اسی طرح کی ایک عورت اس کے پہلو میں لیٹی
ہوئی تھی۔ قبر کی سطح تقریباً قد آدم گہری تھی اور اس میں پتھر کے لمبے لمبے ٹکڑے کھلوں کی طرح
جڑے ہوئے تھے۔ جن پر تصویریں اور مورتیاں وغیرہ بنی ہوئی تھیں ان میں سے کچھ یونہی پڑی ہوئیں
اور کچھ ایستادہ تھیں۔ یہ غیر معروف و نامعلوم دیوتاؤں کی شکلیں تھیں۔ واللہ اعلم۔

مصر میں کچھ اور عمارتیں بھی ہیں جن کو "برابی" کہتے ہیں۔ ان کی تعمیر میں بڑے بڑے پتھر
استعمال کیے گئے ہیں۔ برابا کا مطلب ایسے مکانات ہیں جو مختلف شکلوں کے بنے ہوئے ہیں۔
اور کئی قسم کی چیزوں کو کرشنے، پیسنے، گلانے، باہم ملانے جدا کرنے اور جوہر کھینچنے کے لیے استعمال میں آتے ہیں۔
اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کیمیا سازی کے لیے بنائے گئے تھے۔ ان عمارتوں میں کلدانی اور
قبطی زبانوں کی ایسی تحریریں کندہ ہیں، جن کا مطلب نہیں سمجھا جا سکا۔ ان میں زیر زمین
کچھ ایسے خزانے بھی ہیں، جن میں یہ علوم لکھے ہوئے ہیں اور یہ علوم گورخر کی نازک جھلی اور توز کی
چھال پر، جسے تیر انداز تیر سازی کے لیے استعمال کرتے ہیں، سونے اور چاندی کی چادروں پر
اور پتھر پر کندہ و مرقوم ہیں۔

ہرمس کی کئی کتابیں، نجوم، نیرنجات اور روحانیات کے موضوع سے متعلق بھی ہیں۔

کیمیا گری سے متعلق ہرمس کی تصنیفات

کتاب ہرمس الی ابنہ فی الصنعۃ۔ کتاب الذہب لسائل۔ کتاب الی طاطی فی الصنعۃ۔ کتاب
عمل العقود۔ کتاب الاسرار۔ کتاب العاریطوس۔ کتاب الملاطیس۔ کتاب الاسطماخس۔ کتاب السلاطیس،
کتاب ادمنیس تلمیذ ہرمس۔ کتاب نیلاوس تلمیذ ہرمس فی ماای ہرمس۔ کتاب الاخفی۔ کتاب بازس الہرمس۔

اسطانس

اسطانس رومی، اسکندریہ کا باشندہ تھا۔ اس کا شمار صنعتِ کیمیا کے فلاسفہ اور مشاہیر میں ہوتا ہے۔ یہ صاحبِ تصنیف شخص ہے۔ جیسا کہ اس کے بعض رسائل میں مذکور ہے یہ ہزار کتب و رسائل کا مصنف ہے اور ہر کتاب اور رسالہ کسی نام سے موسوم ہے۔ ان لوگوں کی کتابیں رمز و لغز پر مبنی ہیں۔ اسطانس کی تصنیفات میں سے ایک کتاب محاورۃ اسطانس تو ہیر ملک الہند ہے۔

ذیسموس

اس گروہ کا ایک شخص ذیسموس ہے یہ بھی اسطانس کے پایہ کا ہے۔ کتاب المفاتیح فی الصنعۃ اس کی تصنیف ہے، جو بہ ترتیب اول، دوم، سوم، متعدد کتب و رسائل پر مشتمل ہے اور سبعین رسالۃ کے نام سے معروف ہے۔

اُن فلاسفہ کے نام جنھوں نے کیمیاگری کو موضوعِ بحث ٹھہرایا

وہ یہ لوگ ہیں۔ ہرمس، اغاذیمون، انطوس، بلینوس، افلاطن، ذیسموس، اسطوس، دیمقراطس، اسطانس، ہرقل، ابرروس، ماریہ، دساورس، افراغسوس اسطفانس، اسکندروس، کیماس، جاماسب، ومسطوس، ارشلاوس، مرقونس، جرقال، بیماس، ردسم، فورس، سوروس، دیلاوس، موریانس، شبلس، مہدارس، ہرقاوانس، بسلیوس، کاہن، ارطی، آرس القس، خالد بن یزید، اسطفن مغربی، جابر بن حیان، یحییٰ بن خالد بن برمک، خالطف الہندی، الاخرنجی، ذوالنون مصری، سالم بن فروح، ابو عیسیٰ احوص، حسن بن قدامہ، ابو قران برقی، سجادہ، رازی، اسلع علوی، ابن وحشیہ ابا قری۔

یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس فن کے ماہر اور کامل اکسیر ساز تھے مگر ان کے بعد جن لوگوں نے اس کام پر ہاتھ ڈالا، ان کو عجز و درماندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

ان کو جنگل کی جڑی بوٹیوں کے خواص تو معلوم ہوئے مگر علم کیمیا تک رسائی نہ حاصل ہو سکی۔ اس قسم کے ناکام افراد کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ ہم کتاب کے اصل مقام پر کریں گے۔ انشاء اللہ

خالد بن یزید بن معاویہ بن ابو سفیان

اسلامی دور کا نو وارد

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ صنعت کیمیا کے موضوع سے متعلق قدماء کی تصنیفات کو پردۂ خمول سے نکالنا اور منظر عام پر لانا خالد بن یزید کے مقاصد میں سے تھا۔ خالد بن یزید خطیب شاعر فصیح اور صاحب رائے تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس کے لیے طب، نجوم اور کیمیا کے موضوع سے متعلق مشتمل کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ یہ فیاض آدمی تھا کہتے ہیں، اس سے کہا گیا۔

"تم نے اپنے آپ کو کیمیا کی طلب وجستجو کے لیے وقف کر رکھا ہے"

خالد نے کہا۔

"ہاں — اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کو دولت کے معاملہ میں بے نیاز کر دوں۔ میں خلافت کا متمنی تھا، لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بجائے میں نے فن کیمیا کو حد کمال تک پہنچا دیا، تاکہ کوئی ایسا شخص جس کو میں جانتا ہوں، یا جو مجھے جانتا ہے، طوعاً یا کرہاً باب شاہی پر حاضری دینے کے لیے مجبور نہ ہو۔"

واللہ اعلم، کہتے ہیں خالد بن یزید فن کیمیا گری میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس موضوع سے متعلق یہ متعدد کتب و رسائل کا مصنف ہے۔ اس باب میں اس نے بہت سے شعر بھی کہے جو کہ تقریباً پانچ سو اوراق میری نظر سے گزرے ہیں۔ میں نے اس کی تصنیفات میں سے یہ کتابیں دیکھی ہیں۔

کتاب الحرارات۔ کتاب الصحیفۃ الکبیر۔ کتاب الصحیفۃ الصغیر۔ کتاب وصیتہ الی ابنہ فی الصنعۃ۔

حکما کی تصنیفات کے نام

جو کتابیں ہم نے دیکھیں اور ثقہ لوگوں کی نظروں سے گذریں اور انھوں نے ہمیں بتائیں۔ نیز جن کتابوں کا ذکر اس فن (صنعت) کے علما نے اپنی کتابوں میں کیا، وہ یہ ہیں:۔

کتاب دیسقرس فی الصنعۃ۔ کتاب ماریۃ القبطیۃ مع الحکماء حین اجتمعوا الیہا۔ کتاب الاسکندر فی الحجر۔ کتاب الکبریت الاحمر۔ کتاب دیسقرس حین سألہ بسیورس عن المسائل۔ کتاب المصطفیٰ۔ کتاب قرانیس السمانی۔ کتاب السموسس۔ کتاب ماریۃ الکبیر۔ کتاب بطور بن نوح۔ کتاب نوادر الفلاسفۃ فی الصنعۃ۔ کتاب اوجینس۔ کتاب ثمود۔ کتاب قلوبطرۃ الملکۃ۔ کتاب ماغنس۔ کتاب ستقرس۔ کتاب طبقیس ملکۃ مصر جس کا آغاز "لما صعدت الجبال" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ کتاب العناصر لرمیس۔ کتاب مرغش الرأس حین الی قویری الاسقف الرہادی۔ کتاب سقناس الحکمۃ للملک ادریازس۔ کتاب ارس الاکبر۔ کتاب ارس الاصغر۔ کتاب اندسیا۔ کتاب سعی الی مریبا۔ کتاب تاورس الحکیم۔ کتاب النصرانی الذی یقول فیہ ان الحکمۃ حکمۃ۔ کتاب صاحب المحراب۔ کتاب اندریانیا من اہل الفوس الی نیما فرس۔ کتاب الاخوۃ السبعۃ الحکماء فی الصنعۃ۔ کتاب دیمقراطیس فی الرسائل۔ کتاب دوسیمورس الی جمیع الحکماء فی الصنعۃ۔ کتاب کرمانوس بطرک رومیۃ فی الصنعۃ۔ کتاب سوص الراہب فی الصنعۃ۔ کتاب ماغس الحکیم فی الصنعۃ۔ کتاب رسالۃ بلاغس فی الصنعۃ۔ کتاب ترنیل فی الصنعۃ۔ کتاب الکلتین الاول۔ کتاب الکلتین الثانی۔ کتاب رسالۃ ہبۃ الاسکندر۔ کتاب بطرازوس۔ کتاب قبان۔ کتاب ہرقل الاکبر اربعۃ عشر کتابا۔ کتاب ستقرس الکبیر الذی فی الرؤیا فی الصنعۃ۔ کتاب مرغس فی الصنعۃ۔ کتاب جاماسب فی الصنعۃ۔

جابر بن حیان اور اس کی کتابیں

یہ ابو عبداللہ جابر بن حیان بن عبداللہ کوفی معروف بہ صوفی ہے۔ اس کے بارے

ہیں لوگوں کی رائیں مختلف ہیں۔ شیعہ اس کو اپنے کبار اور اصحاب میں سے گردانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، یہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا صحبت یافتہ تھا اور کوفہ کا باشندہ تھا۔

فلاسفہ کا ایک گروہ، اس کو اپنی جماعت کا آدمی قرار دیتا ہے اور منطق اور فلسفہ کے موضوع سے متعلق اس کو صاحبِ تصانیف بتاتا ہے۔

سونا چاندی بنانے والوں کا کہنا ہے کہ اپنے زمانہ میں یہ شخص اپنے فن کا امام تھا۔ مزید تفصیلات پردہ خفا میں ہیں۔ کہتے ہیں حکومت کے ڈر سے یہ ہمیشہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتا رہتا اور کسی ایک جگہ مستقل قیام نہ کرتا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ برامکہ سے تعلق رکھتا تھا، ان کے ساتھ وابستہ تھا اور جعفر بن یحییٰ سے خصوصی تعلق رکھتا تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جب یہ اپنے آقا جعفر کا ذکر کرتا ہے تو اس سے مراد جعفر برمکی ہوتا ہے۔ مگر شیعہ کے نزدیک اس سے جعفر صادق مراد ہیں۔

صنعتِ کیمیا کے ماہرین میں سے ایک ثقہ آدمی نے مجھے بتایا کہ یہ شارع باب الشام کے ایک کوچہ میں آکر قیام کرتا تھا جو "درب الذہب" کے نام سے مشہور تھا۔ اس شخص نے مجھے بتایا کہ اکسیر سازی میں کامیابی کے لیے کوفہ کی آب و ہوا چونکہ مناسب اور موزوں تھی اس لیے جابر زیادہ تر کوفہ میں اکسیر بنانے کی تدبیریں اختیار کرتا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوفہ کی ایک مستطیل عمارت کو دیکھا گیا تو وہاں سے دو سو رطل کے وزن کا ایک ہاون ملا۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ جابر بن حیان کا گھر اسی جگہ تھا اور یہاں سے ہاون کے سوا اور کوئی شئ ہاتھ نہیں آئی اور اس نے یہاں ایک اور مقام تحلیل و تعقید کی غرض سے بنا رکھا تھا۔ یہ واقعہ عزالدولہ بن معزالدولہ کے عہد کا ہے۔

مجھے خود ابو اسبکتگین دستار دار نے بتایا کہ وہ اس کوچہ میں گیا اور ہاون لے لیا۔

اہل علم اور اکابر وراقین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس شخص — یعنی جابر — کا کوئی اتا پتہ اور حقیقت نہیں ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر فی الواقع اس کا کوئی وجود تھا بھی تو کتاب الرحمۃ — کے سوا اس کی کوئی تصنیف نہیں۔ یہ کتابیں، دوسرے لوگوں کی تصنیفات ہیں جو انھوں نے اس کی طرف منسوب کر دیں۔

میں کہتا ہوں ایک فاضل شخص تصنیف و تالیف کی غرض سے بیٹھتا ہے اور محنت کرتا ہے اور تقریباً دو ہزار اوراق پر مشتمل ایک کتاب تصنیف معرض وجود میں لے آتا ہے جس کی تسوید و ترتیب میں اس نے فکر و ذہن کو تھکا دیا ہے اور جسم اور ہاتھوں کو مشقت میں ڈالا ہے کیا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ یہ شخص اپنی اس محنت کو زندہ یا مردہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کر دے۔ ایسا فرض کرنا سراسر جہالت ہے۔ جس کی کسی بھی ایسے شخص سے توقع نہیں ہو سکتی جو ایک ساعت کے لیے بھی زیورِ علم سے آراستہ ہوا ہو۔ آخر اس کو اس سے کیا فائدہ اور کیا حاصل —؟

بات یہ ہے کہ یہ شخص یقیناً موجود ہے ۔اس کی سرگرمیاں ظاہر اور آشکارا ہیں ۔اس کی تصنیفات عظمت و اہمیت کی حامل ہیں اور بہت زیادہ ہیں۔ مذاہبِ شیعہ کے بارے میں بھی اس نے کتابیں تصنیف کیں۔ جن کا ذکر میں نے اس کے مناسب مقام پر کیا ہے۔ دیگر مختلف امور سے متعلق بھی یہ کتابیں احاطۂ تحریر میں لایا جن کا تذکرہ کتب کے اصل مقام پر کیا جا چکا ہے۔ کہتے ہیں یہ خراسانی الاصل ہے۔ رازی اپنی ان تصنیفات میں جو صنعتِ کیمیا کے موضوع سے متعلق ہیں۔ اس کا ذکر ان الفاظ سے کرتا ہے۔

"ہمارے اُستاذ ابو موسیٰ جابر بن حیان اس طرح فرماتے ہیں"

اس کے تلامذہ

خرقی، مدینہ میں سکۂ خرقی اسی کی طرف منسوب ہے۔ ابن عیاض مصری اور اخمیمی۔

فنِ کیمیاگری پر اس کی تصنیفات

اس کی تصنیفات کی ایک بہت بڑی فہرست ہے، جو کیمیاگری اور دوسرے فنون سے متعلق اس کی تمام تصنیفات پر مشتمل ہے اور ایک مجمل فہرست ہے جو صرف ان کتابوں کو محیط ہے جو اس نے کیمیاگری کے بارے میں تصنیف کیں۔ یہاں ہم اس کی ان تمام تصنیفات کا ذکر کریں گے جو ہم نے خود دیکھیں یا قابلِ اعتماد و ثقہ لوگوں نے دیکھیں اور ہمیں بتائیں۔

کتاب اسطقس الاس الاول ۔ برامکہ کے لیے ۔ کتاب اسطقس الاس الثانی ۔ برامکہ کے لیے ۔ کتاب الکمال ۔ یہ تیسری کتاب ہے جو برامکہ کے لیے لکھی ۔ کتاب الواحد الکبیر ۔ کتاب الواحد الصغیر ۔ کتاب الرکن ۔ کتاب البیان ۔ کتاب الترتیب ۔ کتاب النور ۔ کتاب الصبغ الاحمر ۔ کتاب الحائز الکبیر ۔ کتاب الحائز الصغیر ۔ کتاب التدابیر الرائیۃ ۔ کتاب یعرف بالثالث ۔ کتاب الروح ۔ کتاب الزیبق ۔ کتاب الملاغم الجوانیۃ ۔ کتاب الملاغم البرانیۃ ۔ کتاب المعالقۃ الکبیر ۔ کتاب المعالقۃ الصغیر ۔ کتاب البراز ۔ کتاب البیض ۔ کتاب الدم ۔ کتاب الشعر ۔ کتاب النبات ۔ کتاب الاسنیفا ۔ کتاب الحکمۃ المعروفۃ ۔ کتاب التبویب ۔ کتاب الاملاح ۔ کتاب الاحجار ۔ کتاب الی تمرن ۔ کتاب التدویر ۔ کتاب الباہر ۔ کتاب التکریر ۔ کتاب الدرۃ المکنونۃ ۔ کتاب البدوح ۔ کتاب الخالص ۔ کتاب الحاوی ۔ کتاب القمر ۔ کتاب الشمس ۔ کتاب الترکیب ۔ کتاب الفقۃ ۔ کتاب الاسطقس ۔ کتاب المیزان ۔ کتاب البول ۔ کتاب التدابیر ۔ یہ ایک اور کتاب ہے ۔ کتاب الاسرار ۔ کتاب کیمیاء المعادن ۔ کتاب الکیفیۃ ۔ کتاب السماء بترتیب ؛ اوّل ، دوم ، سوم ، چہارم ، پنجم ، ششم اور ہفتم ۔ کتاب الارض بترتیب اوّل ، دوم ، سوم ، چہارم ، پنجم ، ششم اور ہفتم ۔ کتاب المجردات ۔ کتاب البیض الثانی ۔ کتاب المیزان الثانی ۔ کتاب الاملاح الثانی ۔ کتاب الباب الثانی ۔ کتاب الاحجار الثانی ۔ کتاب الکامل ۔ کتاب المطرح ۔ کتاب الفضلات الخائر ۔ کتاب الصغر ۔ کتاب الترکیب الثانی ۔ کتاب الخواص ۔ کتاب التذکیر ۔ کتاب البستان ۔ کتاب السیول ۔ کتاب روحانیۃ عطارد ۔ کتاب الاستتمام ۔ کتاب الازواج ۔ کتاب البرہان ۔ کتاب الجواہر الکبیر ۔ کتاب الاصباغ ۔ کتاب الرائحۃ الکبیر ۔ کتاب الرائحۃ اللطیف ۔ کتاب المتی ۔ کتاب العین ۔ کتاب الملح ۔ کتاب الحجر الحق الاعظم ۔ کتاب الالبان ۔ کتاب الطبیعۃ ۔ کتاب مابعد الطبیعۃ ۔ کتاب التلیع ۔ کتاب الفاخر ۔ کتاب الصارخ ۔ کتاب الافرند ۔ کتاب الصادق ۔ کتاب الروضۃ ۔ کتاب الزاہر ۔ کتاب التاج ۔ کتاب الخیال ۔ کتاب تقدمۃ المعرفۃ ۔ کتاب الزرائح ۔ کتاب اللبی ۔ کتاب الی خاطف ۔ کتاب الی جمہور الفرنجی ۔ کتاب الی علی بن یقطین ۔ کتاب مزارع الصناعۃ ۔ کتاب الی علی بن اسحاق البرمکی ۔ کتاب التصریف ۔ کتاب المدی ۔ کتاب تلیین الحجارۃ الی منصور بن احمد البرمکی ۔ کتاب اغراض الصنعۃ الی جعفر بن یحییٰ البرمکی ۔ کتاب الباہت ۔ کتاب عرض الاعراض ۔

یہ ایک سو بارہ[1] کتابیں ہیں۔ بعد ازاں ستر کتابیں اور ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں :-
کتاب اللاہوت۔ کتاب الباب۔ کتاب الثلاثین کلمۃ۔ کتاب المنی۔ کتاب العدی،
کتاب الصفات۔ کتاب العشرۃ۔ کتاب النعوت۔ کتاب العہد۔ کتاب السبعۃ۔ کتاب الحی۔
کتاب الحکومۃ ۔ کتاب البلاغۃ۔ کتاب المشاکلۃ۔ کتاب خمسۃ عشر۔ کتاب الکنوز۔ کتاب الاماتۃ
کتاب الراوق۔ کتاب التقیۃ۔ کتاب الضبط۔ کتاب الاشجار۔ کتاب المواہب۔ کتاب المختقر۔
کتاب الاکلیل۔ کتاب الخلاص۔ کتاب الوجیہ۔ کتاب الرغبۃ۔ کتاب الخلقۃ۔ کتاب المیتۃ۔
کتاب الروضۃ۔ کتاب الناسخ۔ کتاب النقد۔ کتاب الطاہر۔ کتاب لیلۃ۔ کتاب المنافع۔
کتاب اللعبۃ۔ کتاب المصادر۔ کتاب الجمع ۔

یہ چالیس کتابیں ان ستر کتابوں میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی حجر کے بارے میں رسائل ہیں جو اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم اور دہم کی ترتیب سے ہیں اور بغیر نام کے ہیں۔ اس کے بعد دس رسالے نبات کے موضوع پر ہیں جو اول سے دہم تک کی ترتیب سے معرض تحریر میں لائے گئے۔ اسی انداز سے اس کے دس رسائل ہیں۔ یکل ستر رسائل ہیں۔ اس پر مستزاد دس کتابیں ہیں۔ جو ستر کی تعداد پر ایک اضافہ ہیں اور وہ یہ ہیں :-

کتاب التصحیح۔ کتاب المعنی۔ کتاب الایضاح۔ کتاب المحنۃ۔ کتاب المیزان۔ کتاب الاتفاق۔
کتاب الشرط۔ کتاب الفضلۃ۔ کتاب التمام۔ کتاب الاعراض ۔

ان کتابوں کے بعد اس کے دس مقالات اور ہیں، جو ان کتابوں کے ساتھ باہم ترتیب ملے ہوئے ہیں۔

کتاب مصححات فیثاغورس۔ کتاب مصححات سقراط۔ کتاب مصححات افلاطون۔ کتاب مصححات ارسطالیس۔ کتاب مصححات ارسجانس۔ کتاب مصححات ارکاغانیس۔ کتاب مصححات اموس۔ کتاب مصححات دیمقراطیس۔ کتاب مصححات عربی۔ کتاب مصححات ننانحن ۔

اس کے بعد بیس کتابیں اور ہیں، جن کے نام یہ ہیں :-
کتاب الزمردۃ۔ کتاب الانوفوج۔ کتاب المہجۃ۔ کتاب سفر الاسرار۔ کتاب البعید ۔

---

[1] لیکن گنتی میں یہ ایک سو تین کتابیں ہیں۔

کتاب الفاضل۔ کتاب العتیقۃ۔ کتاب البلورۃ۔ کتاب الساطع۔ کتاب الاشراق۔ کتاب النایل کتاب المسائل۔ کتاب التفاضل۔ کتاب التشابہ۔ کتاب التفسیر۔ کتاب التمییز۔ کتاب الکمال والتمام۔

ان کے ساتھ تین کتابیں اور ہیں، جو ان کے ساتھ متصل ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

کتاب الضمیر۔ کتاب الطہارۃ۔ کتاب الاعراض۔

اس کے بعد سترہ کتابیں یہ ہیں:۔

کتاب المبدأ بالریاضۃ۔ کتاب المدخل الی الصناعۃ۔ کتاب التوقف۔ کتاب الثقۃ بصحۃ العلم۔ کتاب التوسط فی الصناعۃ۔ کتاب المحنۃ۔ کتاب الحقیقۃ۔ کتاب الاتفاق والاختلاف۔ کتاب السنن والحیرۃ۔ کتاب الموازین۔ کتاب السر الغامض۔ کتاب المبلغ الاقصی۔ کتاب المخالفۃ۔ کتاب الشرح۔ کتاب الاعزائی النہایۃ۔ کتاب الاستقصاء۔

اس کے بعد تین کتابیں اور ہیں جو یہ ہیں:۔

کتاب الطہارۃ، یہ ایک اور کتاب ہے۔ کتاب التعفیر۔ کتاب الاعراض۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جابر اپنی کتاب فہرست میں خود کہتا ہے کہ ان کتابوں کے بعد میں نے تیس رسالے تصنیف کیے جو بے نام ہیں۔ پھر چار مقالات لکھے، جو یہ ہیں۔

کتاب الطبیعۃ الفاعلۃ الاولی المتحرکۃ وہی النار۔ کتاب الطبیعۃ الثانیۃ الفاعلۃ الجامدۃ وہی الماء۔ کتاب الطبیعۃ الثالثۃ المنفعلۃ الیابسۃ وہی الارض۔ کتاب الطبیعۃ الرابعۃ المنفعلۃ الرطبۃ وہی الھواء۔

جابر کہتا ہے، ان کتابوں کے لیے دو کتابیں اور تصنیف کی گئیں جو ان کتابوں کی شرح کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہ کتاب الطہارۃ اور کتاب الاعراض سے تعبیر ہیں۔

بعد ازاں میں نے بترتیب ذیل چار کتابیں لکھیں۔

کتاب الزہرۃ۔ کتاب السلوۃ۔ کتاب الکامل۔ کتاب الحیات۔

بعد ازاں بلیناس صاحب طلسمات کے نظریئے کی تائید میں مندرجہ ذیل دس کتابیں تصنیف کیں:۔ کتاب زحل۔ کتاب المریخ۔ کتاب الشمس الاکبر۔ کتاب الشمس الاصغر۔

کتاب الزہرۃ۔ کتاب عطارد۔ کتاب القمر الاکبر۔ کتاب الاعراض۔ کتاب یعرف بجاعیۃ نفسہ۔ کتاب المثنی۔

چار کتابیں مطالب سے متعلق لکھیں جو یہ ہیں:۔

کتاب الحاصل۔ کتاب میدان العقل۔ کتاب العین۔ کتاب النظم۔

ابو موسیٰ[1] کہتا ہے۔ میں نے تین سو کتابیں فلسفہ کے موضوع سے متعلق کتاب تقاطر کے انداز کی ایک ہزار تین سو کتابیں حیل سے متعلق اور ایک ہزار تین سو کتابیں صنائع مجموعہ اور آلات حرب کے بارے میں تصنیف کیں۔ بعد ازاں میں نے طب کے موضوع پر ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ علاوہ ازیں چھوٹی اور بڑی کتابیں لکھیں۔ کتاب الجسۃ والتشریح کے اسلوب پر میں نے طب کے باب میں تقریباً پانچ سو کتابیں لکھیں۔ پھر ارسطو کے نقطۂ نظر کے مطابق منطق کے موضوع سے متعلق کتابیں لکھیں۔ اس کے بعد کتاب الزیج اللطیف تصنیف کی، جو تقریباً تین سو اوراق پر مشتمل ہے۔ کتاب شرح اقلیدس۔ کتاب شرح المجسطی کتاب المرایا اور کتاب الجاروف لکھی یہ وہ کتاب ہے جس کو متکلمین نے ہدفِ نقض و تنقید ٹھہرایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب ابو سعید مصری کی تصنیف ہے۔ پھر میں نے زہد و مواعظ اور تعویذات پر کتابیں لکھیں۔ جادوگری کے متعلق بھی میں نے کتابیں تصنیف کیں۔ خواصِ اشیا کے عنوان پر بھی میں نے بہت کتابیں تصنیف کیں۔ بعد ازاں فلاسفہ کے نقض ورد میں میں نے پانچ سو کتابیں لکھیں۔ پھر ایک کتاب کیمیاگری کے بارے میں لکھی جو کتب الملک کے نام سے مشہور ہے۔ ایک اور کتاب لکھی جو الریاض کے نام سے معروف ہے۔

ذوالنون مصری

یہ ابو الفیض ذوالنون بن ابراہیم ہے۔ یہ صوفی تھا۔ کیمیاگری میں اسے دسترس حاصل تھی۔ اس باب میں اس نے کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں یہ شامل ہیں۔

کتاب الرکن الاکبر اور کتاب الثقۃ فی الصنعۃ۔

---

[1] ابو موسیٰ۔ جابر بن حیان کی کنیت ہے۔

رازی محمد بن زکریا

علوم فلسفہ اور طب کے موضوع سے متعلق، اس کا مقام و مرتبہ مشہور و معروف ہے۔ ہم طب کی بحث میں، اس کے بارے میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ کیمیاگری کی حقیقت سے یہ آگاہ تھا۔ اس سلسلے میں اس کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب ترتیب ذیل بارہ کتابوں پر محتوی ہے۔

کتاب المدخل التعلیمی۔ کتاب المدخل البرہانی۔ کتاب الاثبات۔ کتاب التدبیر۔ کتاب الحجر۔ کتاب الاکسیر۔ کتاب شرف الصناعۃ۔ کتاب الترتیب۔ کتاب التدابیر۔ کتاب نکت الرموز۔ کتاب المحبۃ۔ کتاب الحیل۔

علاوہ ازیں صنعت کیمیا کے موضوع پر اس کی اور کتابیں بھی ہیں۔ جو یہ ہیں۔
کتاب الاسرار۔ کتاب سر الاسرار۔ کتاب التبویب۔ کتاب رسالۃ الخاصۃ۔ کتاب الحجر الاصغر۔ کتاب رسائل الملوک۔ کتاب الرد علی الکندی فی ردہ علی الصناعۃ۔

ابن وحشیہ

ابوبکر احمد بن علی بن قیس بن مختار بن عبدالکریم بن حرثیا بن بدنیا بن بوراطیا کزدانی۔ یہ اہل قسینؔ[1] اور قسیننؔ[2] میں سے تھا اور اس کا شمار کسدانیوں کے نبطی فصحا میں ہوتا تھا۔ میں مقالۂ ہشتم میں سحر و شعبدہ، جادوگری اور نقش و تعویذ کے سلسلہ میں اس کے کارناموں کا تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ اس باب میں اس کو بہرۂ وافر حاصل تھا۔ یہاں ہم اس کی ان کتابوں کا ذکر کریں گے جو اس نے کیمیاگری کے بارے میں تصنیف کیں اور وہ یہ ہیں۔
کتاب الاصول الکبیر فی الصنعۃ۔ کتاب الاصول الصغیر فی الصنعۃ ایضاً۔ کتاب المذاکرات فی الصنعۃ۔
اس کی ایک اور کتاب ہے جو پہلی، دوسری، تیسری کی ترتیب سے بیس کتابوں کو محیط ہے۔ اسی ترتیب پر اس میں اس رسم الخط کے بارے میں بھی ایک کتاب ہے جس میں

---

[1] واسط اور کوفہ کے درمیان ایک گاؤں اور علاقہ۔ (معجم البلدان)
[2] قسینن۔ (بضم قاف و بکسر سین و تشدید آں) نواحی کوفہ میں ایک گاؤں۔ (ایضاً)

کیمیا گری اور سحر سے متعلق کتابوں کو ضبطِ تحریر میں لایا جاتا ہے۔ ابن وحشیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور میں نے خود اسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ کتاب پڑھی ہے جو اسی رسم الخط میں ہے۔ نیز میں نے ابوالحسن بن کوفی کے لکھے ہوئے اجزا میں بعینہٖ اس رسم الخط کا وہ نسخہ بھی پڑھا ہے۔ جس میں لغت، نحو، اخبار اور اشعار و آثار پر وہ تعلیقات ہیں جو ابوالحسن بن شیخ بنو فرات کی کتابوں سے دستیاب ہوئیں۔ ابوالعنبس صیمری کی کتاب مساوی العوام کے بعد یہ ایک عمدہ ترین شی ہے، جو ابن کوفی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میری نظر سے گزری۔

حروف فاقیطوس :۔ ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ش ل م ن و ہ لا ی۔

حروف مسند :۔ ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک لا ن و ہ لا ی۔

یہ وہ حروف ہیں جن کے ذریعے بابل میں علوم قدیمہ تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔

حروف عنبش :۔ کیمیا گری، سحر اور تعویذ و نقوش کے متعلق جن علوم کا میں نے ذکر کیا ہے، ان علوم پر مشتمل کتابیں زیادہ تر اسی رسم الخط اور زبان میں لکھی جاتی ہیں، جن کو ان علوم کے ماہرین نے خود ہی وضع کیا ہے۔ اس رسم الخط اور زبان کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو اس میں کامل درک اور مہارت رکھتا ہو اور ایسے لوگوں کا ملنا مشکل ہے، ممکن ہے یہ اشکالاتِ تراجم ہوں اس لیے چاہیئے کہ ان پر غور کیا جائے اور ان خطوط کی روشنی میں ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے اور انشاء اللہ یہ ہوگا۔

اخمیمی

اس کا نام عثمان بن سوید البصری اخمیمی ہے۔ یہ مصر کے ایک قریہ اخمیم کا رہنے والا تھا۔ صنعتِ کیمیا میں بہت ماہر اور درجۂ قیادت پر فائز تھا۔ ابن وحشیہ کے ساتھ اس کے مناظرات بھی ہوئے اور ان دونوں کے درمیان سلسلۂ مکاتبت بھی جاری رہا۔ اس کی تصنیفات یہ ہیں۔
کتاب الکبریت الاحمر۔ کتاب الابانۃ۔ کتاب التقسیمات۔ کتاب صرف التوہم عن ذی النون المصری۔

کتاب التعلیقات ۔ کتاب آلات القدماء ۔ کتاب الحل والعقد ۔ کتاب التدبیر ۔ کتاب التصعید والتقطیر ۔ کتاب الحجر الاعظم ۔ کتاب مناظرات العلماء و مغاوضاتہم ۔

ابو قران

یہ نصیبین کا باشندہ تھا ۔ اس کا گمان تھا کہ کیمیاگری میں یہ کامیاب ہے ۔ اس کو فن کیمیا کے جاننے والوں میں سرفہرست گردانا چاہیئے ۔ اس کی فضیلت وشہرت کا یہ عالم تھا کہ اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھتی تھیں ۔ ابن وحشیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے ۔ تصنیفات یہ ہیں :۔

کتاب شرح کتاب الرحمۃ لجابر ۔ کتاب الخمائر ۔ کتاب البورق ۔ کتاب شرح الاثیر ۔ کتاب التصحیحات ۔ کتاب البیض ۔ کتاب الفرقین المسبع ۔ کتاب الاشارۃ ۔ کتاب التمویہ ۔

اصطفن راہب

یہ شخص تمام عمر موصل میں رہا ۔ اسے میخائیل کے نام سے پکارا جاتا تھا ۔ اس کے بارے میں منقول ہے کہ یہ صنعت کیمیا میں کامیاب رہا ۔ اس کی موت کے بعد اس کی کتابیں موصل میں شائع ہوئیں ۔ میں نے بھی ان میں سے کچھ کتابیں دیکھی ہیں جو یہ ہیں :۔

کتاب الرشد ۔ کتاب ماحد شاہ ۔ کتاب الباب الاعظم ۔ کتاب الادویۃ والقرابین التی تستعمل قبل صناعۃ الکیمیا ۔ کتاب الاختیار النجومی لصناعۃ ۔ کتاب التعلیقات لطلب الاوقات والازمنۃ ۔

سائح علوی

یہ ابوبکر علی بن محمد خراسانی علوی صوفی ہے ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہے ۔ صنعت کیمیا میں اس نے کامیابی حاصل کر لی تھی اور بقول ان لوگوں کے جو اس فن سے لگاؤ رکھتے ہیں یہ بادشاہ کے ڈر سے مختلف شہروں میں گھومتا اور گردش کرتا رہا ۔ مجھے کسی ایسے شخص سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا جس نے اس کو بچشم خود دیکھا ہو ۔ ہاں اس کی کتابیں قرائن حال سے ہم تک ضرور پہنچی ہیں اور وہ یہ ہیں :۔ کتاب رسالۃ الیتیم ۔ کتاب الحجر الطاہر ۔ کتاب الحجر النافع ۔

کتاب الطاہر المنحیٰ۔ کتاب الاسول۔ کتاب النشو والدم والبیض وعمل بیا بہا۔

دبیس، شاگردِ کندی

یہ محمد بن یزید ہے۔ دبیس کے نام سے مشہور ہے کیمیاگری اور اعمال برانیات اس کا مشغلہ تھا کتاب الجامع اور کتاب عمل الاصباغ والمداد والحبر اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

ابن سلیمان

یہ ابو العباس احمد بن محمد بن سلیمان ہے۔ کہتے ہیں، یہ مصر کا رہنے والا تھا۔ یہ بات صحیح طرح ہمیں معلوم نہیں ہو سکی کہ اس نے کیمیاگری میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ ان بلاد میں اس کی جو کتابیں پائی جاتی ہیں، وہ یہ ہیں:۔

کتاب الافصاح والایضاح فی برانیات کتاب الجامع برانیات کتاب الملاغم کتاب المعونات کتاب التمیز۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کتاب الافصاح والایضاح، جابر کے شاگرد، ابن عیاض مصری کی تصنیف ہے۔

اسحاق بن نصیر

ابو ابراہیم اسحاق بن نصیر، ماہر کیمیاگروں میں سے ہے اور شیشہ بنانے اور شیشے گلانے کے فن سے آگاہ تھا۔ کتاب التلاویح وسیول الزجاج اور کتاب صناعۃ الدر الثمین اس کی تصنیفات میں سے ہیں۔

ابن ابو عزاقر

ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی۔ اخبارِ شیعہ کے ضمن میں اس کے واقعات بیان کر چکا ہوں۔ صنعتِ کیمیا میں اس کو رسوخ حاصل تھا۔

اس کی تصنیفات یہ ہیں:۔

کتاب الغائر۔ کتاب الحجر۔ کتاب شرح کتاب الرحمۃ لجابر۔ کتاب البرانیات۔

خنشلیل

ابوالحسن احمد۔ اس کا لقب خنشلیل ہے۔ یہ میرا دوست تھا۔ مجھے اس نے کئی بار بتایا کہ یہ فنِ کیمیا گری میں کامیاب ہے، لیکن مجھے اس پر اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ میں اسے ہمیشہ تنگ دست اور نادار ہی پایا۔ یہ عمر رسیدہ، مفلوک الحال اور مکروہ شخصیت کا حامل تھا۔ اس کی تصنیفات میں سے یہ کتابیں ہیں:۔

کتاب شرح حکمت الرموز۔ کتاب الشمس۔ کتاب القمر۔ کتاب صعت الفقرا کتاب الاعمال علی رأس الکور۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اس سلسلے کی تصنیفات بہت زیادہ ہیں اور اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے۔ مصنفین نے اس فن میں خوب خوب انتحال سے کام لیا ہے۔ اہل مصر میں ان علما و مصنفین کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے جنھوں نے اس موضوع سے تعرض کیا بلکہ کیمیا گری کے بارے میں بنیادی بحث کا آغاز انہی لوگوں سے ہے۔ دیگر لوگوں نے اس کے بعد ہیں سے اکتساب کیا۔ چنانچہ برابی جو مسروف بہ بیوت حکمت لودار یہ ہے، کا تعلق بلادِ مصر ہی سے ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ کیمیا گری سے متعلق اصل مباحث کی ابتدا قدیم اہل فارس نے کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل یونانیوں نے ان مباحث کو چھیڑا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اہل ہند نے سب سے پہلے اس پر اظہار رائے کیا۔ ایک روایت کے مطابق اس کی ابتدا اہل چین نے کی۔ واللہ اعلم۔

الفہرست کا مقالۂ دہم ختم ہوا، اور اس کے ساتھ ہی پوری کتاب نے اختتام کے مراحل طے کر لیے۔

وللہ الحمد والمنۃ والحول والقوۃ صلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وعلی آلہ وسلم تسلیما۔

اشاریہ اعلام

(حصہ اول)

الف

ت

ث

ز

ک

حصہ دوم

ملوک و سلاطین

حصہ سوم

اماکن وبلاد

حصۂ چہارم

مذاہب و فرق

ترجمہ کے ماخذ و مراجع

۱ - قرآن مجید
۲ - تذکرۃ الحفاظ
۳ - لغت نامہ دہخدا
۴ - منتہی المقال
۵ - تنقیح المقال (مامقانی)
۶ - الکنی والالقاب (عباس قمی)
۷ - تاریخ بغداد
۸ - الوافی بالوفیات
۹ - ہدایۃ الاحباب
۱۰ - انٹروڈکشن ٹو ہسٹری آف سائنس
۱۱ - اقرب الموارد
۱۲ - منتہی الارب
۱۳ - معجم الادباء
۱۴ - معجم المطبوعات العربیہ
۱۵ - فرہنگ نوروزی
۱۶ - فرہنگ نفیسی
۱۷ - نفائس الفنون
۱۸ - البستان
۱۹ - معجم البلدان
۲۰ - اعلام المنجد
۲۱ - سبک شناسی
۲۲ - مقدمہ ابن خلدون
۲۳ - الملل والنحل (شہرستانی)
۲۴ - قاموس الاعلام ترکی
۲۵ - البدایہ والنہایہ
۲۶ - الفہرست - تبر فلوگل مطبوعہ بیروت
۲۷ - الفہرست فارسی ترجمہ مطبوعہ تہران
۲۸ - تہذیب التہذیب (ابن حجر)
۲۹ - ابوبکر مطبوعہ مصر (از محمد حسین ہیکل)
۳۰ - تاریخ الاسلام مطبوعہ مصر (از حسن ابراہیم)
۳۱ - کتاب المحبر
۳۲ - مختصر العمی ج
۳۳ - تاج العروس
۳۴ - لسان العرب
۳۵ - دلیل خارطہ
۳۶ - الفوزی
۳۷ - کتاب الخلاف (از امام ابوجعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی)
۳۸ - طبقات الحنابلہ
۳۹ - وفیات الاعیان
۴۰ - برہان قاطع